عمران سیریز
گولڈن جوبلی نمبر
گولڈن کرسٹل
ظہیر احمد

محترم قارئین۔
السلام علیکم!

نیا ناول ''گولڈن کرسٹل'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ گولڈن جوبلی نمبر کی شکل میں یہ ناول میرے اب تک کے لکھے ہوئے تمام ناولوں سے ضخیم ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ ناول ایک ہی جلد میں پیش کیا گیا ہے۔ ناول کیسا ہے اور اس ناول میں، میں نے عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود جیسے عظیم اور نامور کرداروں کے ساتھ انصاف کیا ہے یا نہیں یہ سب تو آپ کو ناول پڑھ کر معلوم ہو ہی جائے گا۔

میں ارسلان پبلی کیشنز کے روح رواں جناب محمد اشرف قریشی صاحب کا ممنون ہوں جن کی شب و روز محنت سے میں اس قابل ہوا کہ اس قدر ضخیم ناول لکھ سکا اور انہوں نے اسے قابلِ اشاعت بنا کر ایک جاذبِ نظر مگر بھاری بھرکم ناول کی شکل میں آپ تک پہنچایا۔ یہ درست ہے کہ مجھے عمران سیریز کی دنیا میں لانے والی واحد شخصیت جناب محمد اشرف قریشی ہی ہیں۔ عمران سیریز لکھنے میں انہوں نے کسی ماہر استاد کی طرح میرا ہر قدم پر ساتھ دیا ہے اور یہ ان کی محتسبانہ نگاہیں ہی ہیں جو میرے ناولوں کو نکھارنے کے ساتھ ساتھ انہیں صوری حسن بھی بخشتی رہی ہیں۔ پیش لفظ میں، میں اپنے اور جناب محمد اشرف قریشی صاحب کے بارے میں بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا کہ میں ان سے کب اور کیسے ملا، کس طرح میں نے

بچوں کی کہانیوں کے لئے ان کے ادارے میں قدم رکھا اور انہوں نے کس طرح سے مجھے منزلوں تک پہنچنے کے لئے کسی جگنو کی طرح چمکتے ہوئے راستہ دکھایا مگر صفحات کی کمی کے پیش نظر میں یہ سب نہیں لکھ سکا۔ انشاء اللہ جلد ہی میں آپ کے سامنے اپنے اس سفر کی داستان کا مکمل احوال لاؤں گا تا کہ آپ کو علم ہو سکے کہ بچوں کے ناولوں سے لے کر عمران سیریز تک اور عمران سیریز کے گولڈن جوبلی نمبر تک پہنچنے کے لئے مجھے کیا کیا کرنا پڑا اور کس کس طرح سے جناب اشرف قریشی صاحب نے میرا ساتھ دیا۔ ان کے ساتھ میں ارسلان پبلی کیشنز سے متعلق تمام دوستوں کا بھی ممنون ہوں جو میرے لئے نہ صرف دعا گو رہتے ہیں بلکہ بہت سے معاملات میں میرا بھرپور ساتھ بھی دیتے ہیں۔ ان میں جناب ارسلان قریشی، محمد علی قریشی، خالد حسین، محمد عباس، عبدالسلام اور جناب اسلم انصاری صاحب سرِ فہرست ہیں۔ اسلم انصاری صاحب ادارے کے منیجر اور ایڈیٹر ہیں۔ ان سے ملنے والی معلومات اور اصلاحات بھی میری کہانیوں کی کامیابیوں کی موجب ہیں۔ اور آخر میں، میں ان تمام دوستوں کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں جو میرے لکھے ہوئے ناول نہ صرف پسند کرتے ہیں بلکہ مجھے اپنی آراء سے مستفید بھی کرتے رہتے ہیں۔ اب اجازت دیجئے!

اللہ آپ سب کا نگہبان ہو۔

والسلام

ظہیر احمد

زمین سے ہزاروں نوری سال کی دوری پر چمکتے ہوئے اور آگ برسانے والے سورج کے گولے میں غیر معمولی طوفان اٹھتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ سورج کے مختلف حصوں میں لاوا ابلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور وہاں جیسے ہزاروں ایٹم بم ایک ساتھ بلاسٹ ہو رہے تھے جس سے سورج کے ہزاروں میٹر اونچے پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

زبردست دھماکوں کی شدت سے سورج پر اس وقت قیامت سی برپا تھی۔ سورج کا شاید ہی کوئی ایسا حصہ ہو گا جہاں خوفناک دھماکے نہیں ہو رہے تھے۔ ان دھماکوں سے سورج میں پگھلا ہوا لاوا بھی ہر طرف اُڑ رہا تھا جس کی وجہ سے سورج کی روشنی اور تپش میں کروڑوں گنا اضافہ ہو گیا تھا۔

سورج چونکہ کائنات کا گرم ترین سیارہ تھا اس لئے اس سیارے

کے نزدیک کوئی دوسرا سیارہ موجود نہیں رہ سکتا تھا۔ کائنات کے تمام سیارے سورج سے لاکھوں کروڑوں نوری سالوں کے فاصلے پر تھے جو سورج کی روشنی سے توانائی اور روشنی حاصل کرتے تھے لیکن اس وقت چونکہ سورج کی تپش اور روشنی میں کروڑوں گنا اضافہ ہو چکا تھا اس لئے کروڑوں نوری سالوں کے فاصلے پر موجود سیارے بھی سورج پر آنے والے طوفان کا شکار بنتے جا رہے تھے۔ سورج پر ہونے والے دھماکوں اور روئی کے گالوں کی طرح اُڑتے پہاڑوں کے بڑے بڑے شہاب ثاقت انتہائی طوفانی رفتار سے ان سیاروں کی جانب بڑھے جا رہے تھے۔ چونکہ سورج پر اٹھنے والی قیامت کا یہ سلسلہ کئی روز سے جاری تھا اس لئے اب تک دھماکوں سے سورج کے بے شمار پہاڑ تباہ ہو چکے تھے اور ان میں سے ہزاروں کی تعداد میں کئی کئی کلو میٹر تک پھیلے ہوئے سرخ پہاڑ طوفانی رفتار سے مدار میں موجود دوسرے سیاروں کی جانب بڑھے چلے جا رہے تھے اور ان میں سے کچھ شہاب ثاقت جن کی لمبائی اور چوڑائی پچاس پچاس کلو میٹر تھی وہ ان سیاروں سے ٹکرا گئے تھے جس سے خلاء میں اس قدر خوفناک دھماکے ہونا شروع ہو گئے تھے کہ ان شہاب ثاقبوں نے مدار کے بے شمار سیاروں کو مکمل طور پر تباہ کر دیا تھا اور اب وہ سیارے بھی بکھر کر طوفانی رفتار میں گھومتے دکھائی دے رہے تھے۔

سورج کے جن سرخ شہاب ثاقبوں نے مدار کے سیاروں کو تباہ کیا تھا وہ سیارے ایسے مدار میں موجود تھے جو شمسی دائرے سے

ہٹ کر تھے اور یہ سیارے ابھی دنیا میں دریافت نہیں کئے گئے تھے۔ چونکہ سورج پر ہونے والی تباہی کا سارا اثر سورج کی افقی سمت میں تھا اس لئے ابھی اس تباہی کا رخ نظام شمسی کی طرف نہیں ہوا تھا۔ لیکن چونکہ سورج کی تپش اور روشنی حد سے زیادہ تجاوز کر چکی تھی اس لئے شمسی دائرے کے افقی طرف موجود سیاروں کی روشنی میں بھی بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا۔ سورج پر ہونے والی یہ تباہی قدرتی تھی جس سے سورج میں بہتے ہوئے لاوے میں اس قدر طغیانی آ گئی تھی کہ الامان۔ اگر اس لاوے کا ایک قطرہ بھی زمین پر آ گرتا تو اس لاوے کی گرمی سے زمین موم کی طرح پگھلنا شروع ہو جاتی۔

سورج کے گرد دھویں کی دبیز تہیں سی پھیلی ہوئی تھیں لیکن چونکہ سورج پر بار بار دھماکے ہو رہے تھے اور لاوا اچھل رہا تھا اس لئے دھویں کے سیاہ بادل بھی مدار میں روشنی اور تپش کم کرنے میں معاون ثابت نہیں ہو رہے تھے۔

اچانک سورج پر ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ اس دھماکے سے سورج بری طرح سے لرز اٹھا تھا۔ اس دھماکے سے سورج پر بہنے والا نہ صرف لاوے کا سمندر اچھل پڑا تھا بلکہ وہاں موجود ہزاروں میٹر اونچے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئے تھے۔ اس دھماکے سے اس قدر تیز روشنی پیدا ہوئی تھی جس نے ایک لمحے کے لئے جیسے ساری کائنات میں روشنی بکھیر کر رکھ دی تھی۔

یہ دھماکہ اس بار نظام شمسی کے سرکل میں ہوا تھا جہاں سے آگ اور لاوے کا سمندر نکل کر سورج سے لاکھوں کلو میٹر دور تک پھیل گیا تھا۔ اور پھر اس لاوے نے ایک خوفناک طوفان کی شکل اختیار کی اور بجلی کی رفتار سے بھی ہزاروں گنا تیز رفتاری سے فرنٹ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس طوفان میں آگ میں لپٹے سینکڑوں کلو میٹر لمبے چوڑے پہاڑوں کے ٹکڑے اُڑتے چلے جا رہے تھے۔ طوفان جیسے جیسے سورج سے دور ہوتا جا رہا تھا اس کی رفتار میں انتہائی تیزی آتی جا رہی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے آگ کا یہ خوفناک طوفان ہر طرف پھیلتا چلا گیا۔ اس طوفان نے آسمان پر ایک نیا سورج سا روشن کر دیا تھا جس کی روشنی سورج سے کہیں زیادہ تیز تھی۔ سرخ رنگ کے پہاڑ اور لاوا مسلسل نظام شمسی میں پھیلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور اس طوفان کا پھیلاؤ کم و بیش دس ہزار کلو میٹر سے بھی زیادہ تھا۔ طوفان تیزی سے شمسی مدار میں پھیلتا جا رہا تھا چونکہ اس طوفان کی رفتار انتہائی تیز تھی اور پیچھے سے آنے والے پہاڑ جیسے بڑے بڑے شہاب ثاقب ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے جس کی وجہ سے مدار میں ہزاروں ایٹم بموں جیسے خوفناک دھماکے ہو رہے تھے۔ ان ہونے والے دھماکوں سے ہر طرف چکا چوند روشنی پھیل جاتی تھی۔ سورج کا یہ طوفان شمسی مدار میں گھومنے والے سیاروں کے ارد گرد ایک بڑے دائرے کی شکل میں پھیلتا جا رہا تھا۔ چونکہ یہ سارا آگ کا طوفان تھا اس لئے سرخ پہاڑوں

کے تباہ ہونے کے باوجود اس کی گرد سرخی مائل تھی اور آگ کی یہ سرخی جہاں جہاں سے گزرتی جا رہی تھی وہاں اپنا رنگ چھوڑتی چلی جا رہی تھی جس سے خلاء کا ایک بہت بڑا حصہ سرخ ہو گیا تھا۔ یہ طوفان انتہائی تیز رفتاری سے ہزاروں نوری سالوں کا فاصلہ دنوں میں طے کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا چونکہ طوفان خلاء میں ہر طرف پھیلتا جا رہا تھا اس لئے اس طوفان کا رخ مختلف سمتوں کی طرف ہو گیا تھا۔ ایٹم بموں کی طرح پھٹنے والے شہاب ثاقبوں نے خلاء میں اس قدر آلودگی پیدا کر دی تھی کہ شمسی مدار میں گھومنے والے تمام سیارے اس کی زد میں آ گئے تھے جس سے ہر طرف سرخی ہی سرخی چھائی ہوئی تھی۔

سورج کے اس خوفناک طوفان کا ایک بہت بڑا حصہ شمسی مدار کے وسط کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ اس طوفان میں ہزاروں کی تعداد میں پہاڑوں جیسے شہاب ثاقب موجود تھے جو خلاء میں سرخی کی بڑی بڑی شعاعیں پھینکتے ہوئے ٹھیک ارتھ کی جانب بڑھ رہے تھے۔

سورج میں پیدا ہونے والے اس طوفان کے بارے میں ایکریمیا کا خلائی ریسرچ کرنے والے ادارے کو بہت پہلے اطلاع ہو چکی تھی اس لئے خلائی ریسرچ سنٹر میں ان دنوں بے حد گہما گہمی دکھائی دے رہی تھی۔ سورج سے نکلنے والے اس خوفناک طوفان کو دیکھنے کے لئے بے شمار سیٹلائٹ کام کر رہے تھے جو اس طوفان سے پیدا ہونے والی صورتحال کی لمحہ بہ لمحہ تصویریں کھینچ کر ارتھ پر

موجود ایکریمی خلائی ریسرچ سنٹر کو بھیج رہے تھے۔ اس کے علاوہ ایکریمیا کے ماہر فلکیات نے بھی اپنی دوربینیں سنبھالی ہوئی تھیں جن سے وہ نئے نئے سیاروں کو دریافت کرنے میں لگے رہتے تھے۔ ان سب کی نگاہیں بھی اس وقت سورج کے اس طوفان پر جمی ہوئی تھیں جو بغیر کسی طرف مڑے ارتھ کی جانب بڑھا آ رہا تھا۔ اس طوفان کی رفتار کا اندازہ لگاتے ہوئے ماہر فلکیات نے اپنے اپنے طور پر پیشن گوئیاں کرنی شروع کر دی تھیں کہ سورج کا یہ طوفان اگر اسی رفتار اور اسی سمت میں بڑھتا رہا تو یہ اگلے تین ماہ بعد ٹھیک چاند اور پھر ارتھ سے ٹکرا جائے گا۔ اس طوفان کی شدت اس قدر زیادہ تھی کہ تین ماہ بعد بھی اس کے پھیلاؤ اور رفتار میں کسی کمی کا کوئی امکان نہیں تھا۔ پوری دنیا کو سورج سے آنے والے اس خوفناک طوفان کے بارے میں بتایا جا رہا تھا اور دنیا بھر کے اخبارات میں یہ شہ سرخیاں لگ رہی تھیں کہ اگلے تین ماہ بعد پوری دنیا خوفناک تباہی کی لپیٹ میں آنے والی ہے۔ سورج کے اس طوفان نے اگر اپنا رخ نہ بدلا تو چاند کے ساتھ اس طوفان کا ارتھ سے ٹکرانا ناگزیر ہو گا اور اگر یہ طوفان زمین سے ٹکرا گیا تو پھر پوری کی پوری دنیا تباہ ہو جائے گی۔ اس طوفان میں ایک کروڑ سے بھی زائد ایٹم بموں کی طاقت بتائی جا رہی تھی جو زمین کو مکمل طور پر ختم کر دینے کے لئے کافی تھے۔ یہی وجہ تھی ان دنوں پوری دنیا میں خوف اور دہشت کا عالم طاری تھا۔ مذہبی اور غیر مذہبی پیشواؤں نے دنیا کے تباہ

ہونے کے بارے میں باقاعدہ اعلانات کرنے شروع کر دیئے تھے جس کی وجہ سے ہر خاص و عام کو اپنی زندگی انتہائی محدود اور ارزاں ہوتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔

ایکریمیا کے خلائی ریسرچ سنٹر میں تو دن رات اس طوفان کو ارتھ کی طرف آتے ہوئے دیکھنے اور اس طوفان کو ارتھ پر تباہی پھیلانے سے روکنے کے بارے میں بڑی بڑی اور اہم میٹنگز کی جا رہی تھیں۔ ان میٹنگز میں پوری دنیا کے ایٹمی ممالک کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی تاکہ وہ اس طوفان کا رخ موڑنے کا مشورہ دے سکیں۔

وقت گزرتا جا رہا تھا لیکن سورج سے نکلنے والے طوفان کی نہ رفتار میں کمی آ رہی تھی اور نہ ہی اس کا رخ بدلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا اس کی وجہ سے دنیا میں خوف اور دہشت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور چونکہ سورج کا یہ گرم اور سرخ طوفان بڑے بڑے پہاڑوں کے شہاب ثاقبوں اور لاوے کا بنا ہوا تھا اور اس کا رخ بھی ارتھ کی جانب تھا اس لئے ارتھ پر گرمی کی شدت میں بھی انتہائی اضافہ ہو گیا تھا جن علاقوں میں درجہ حرارت گرمیوں کے دنوں میں بھی منفی رہتا تھا ان علاقوں میں بھی درجہ حرارت بڑھتا جا رہا تھا جس کی وجہ سے منجمد گلیشیر اور پہاڑوں پر جمی ہوئی برف بھی پگھلنا شروع ہو گئی تھی۔ موسم گرما کے آغاز میں ہی گرمی کی شدت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا اور زمین پر آئے دن نئے سے نئے تغیرات پیدا ہو رہے

تھے۔ کبھی موسم انتہائی معتدل ہو جاتا تھا۔ کبھی ہر طرف سیاہ بادل چھا جاتے تھے اور پھر دھواں دھار بارش بھی شروع ہو جاتی تھی۔ اس کے بعد اچانک بادل چھٹ جاتے اور سورج اس قدر قہر برسانے لگتا جس سے زمین تنور کی طرح تپنا شروع ہو جاتی اور جاندار کو سانس لینا بھی دوبھر ہو جاتا تھا۔

دنیا پر سورج سے آنے والے خوفناک طوفان کا خوف کسی طرح سے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اس طوفان کی رفتار اور اس کے رخ پر نظر رکھنے کے لئے پاکیشیا کے سیٹلائٹ اسٹیشن پر بھی کام ہو رہا تھا۔ کئی ماہر فلکیات اس طوفان پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ زمین کی طرف آتے ہوئے اس طوفان کے رخ میں اب خاطر خواہ تبدیلی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ کبھی طوفان دائیں طرف مڑ جاتا تھا اور کبھی بائیں طرف۔ اس طرح طوفان کی طاقت میں کمی آ رہی تھی۔ دائیں بائیں ہونے والے طوفان کے کئی شہاب ثاقت ادھر ادھر بکھر گئے تھے لیکن اب بھی بے شمار شہاب ثاقب ایسے تھے جو آگ کی لپٹوں میں گھرے ارتھ کی جانب بڑھے آ رہے تھے۔ ایکریمی ماہر فلکیات اور خلائی سائنس دانوں نے اس طوفان کے ایک سب سے بڑے شہاب ثاقت کو جب مسلسل ارتھ کی طرف آتے دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہ شہاب ثاقب اپنا رخ نہیں بدلے گا اور یہ سیدھا ارتھ سے آ ٹکرائے گا۔ اس شہاب ثاقت کی لمبائی چوڑائی بھی سو کلو میٹر جتنی تھی جس کے ارتھ سے ٹکرانے کا

مطلب ارتھ کا مکمل خاتمہ تھا۔ سائنس دانوں کے کہنے کے مطابق اس ایک شہاب ثاقت میں بھی ہزاروں میگا ایٹم بموں کی طاقت تھی جو نہ صرف انسانی آبادیاں مکمل طور پر ختم کر سکتا تھا بلکہ سمندروں کا پانی بھی اس شہاب ثاقب کی وجہ سے بھاپ بن کر اڑ جاتا اور ارتھ کا نام و نشان تک ختم ہو کر رہ جاتا۔

شہاب ثاقب کے گرد چھایا ہوا طوفان نیچے آتے آتے ختم ہوتا جا رہا تھا لیکن اس شہاب ثاقب میں نجانے ایسی کیا بات تھی کہ وہ ارتھ کی طرف سے سمت بدلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ سائنس دانوں کے مطابق یہ شہاب ثاقب جسے ڈیتھ سٹون کہا جا رہا تھا اگلے تین سے چار روز میں ارتھ سے ٹکرا سکتا تھا۔ ایکریمیا، کرانس، شوگران، روسیاہ اور اس جیسے کئی سوپر پاورز نے مشترکہ طور پر میگا پاور میزائل اسٹیشن تیار کر لئے تھے۔ ان لانچروں میں سو سو فٹ لمبے میزائل ڈالے گئے تھے۔ سائنس دانوں کا خیال تھا کہ اگر سورج سے آنے والے طوفان اور خاص طور پر ڈیتھ سٹون نے اپنا رخ نہ بدلا تو خلاء کے مخصوص حصے میں ڈیتھ سٹون کے آتے ہی وہ اس پر ارتھ سے ایک ساتھ میزائل چھوڑ دیں گے تا کہ اس سٹون کو ارتھ کے کششِ ثقل میں داخل ہونے سے پہلے ہی تباہ کر دیا جائے۔ اگر ایسا ہو جاتا تو سو کلو میٹر لمبے اور سو کلو میٹر چوڑے ڈیتھ سٹون کے خلاء میں ہی ٹکڑے ہو جاتے اور اس طرح اس سالم پہاڑ کے ارتھ سے ٹکرانے کا خطرہ ٹل جاتا۔ لیکن اس کے باوجود ڈیتھ سٹون کے

ٹکڑے چاہے وہ کنکریوں کی ہی شکل میں کیوں نہ ہو جاتے ارتھ پر جس ملک پر گرتے وہاں ہر طرف خوفناک تباہی پھیل جاتی جسے روکنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔

دنیا کے سائنس دان ایک دوسرے سے مسلسل رابطے میں تھے اور انہوں نے ایک دوسرے سے گھڑیاں ملا کر زمین پر گرنے والے ڈیتھ سٹون کا باقاعدہ کاؤنٹ ڈاؤن کرنا شروع کر دیا تھا۔ متفقہ طور پر تمام سائنس دانوں اور ماہر فلکیات کا اندازہ تھا کہ اگر اس ڈیتھ سٹون نے اپنا راستہ نہ بدلا تو اگلے بہتر گھنٹوں کے بعد ڈیتھ سٹون کا ارتھ سے ٹکراؤ ہو سکتا تھا۔

پوری دنیا کا میڈیا اب ڈیتھ سٹون کے بارے میں چیخ رہا تھا۔ ڈیتھ سٹون کے مسلسل نیچے آتے رہنے کی وجہ سے دنیا کی فضا میں دہشت اور خوف کا یہ عالم تھا کہ ہر خاص و عام اپنے اپنے مذہب کے مطابق عبادتیں کرنے لگا تھا۔ گرجا گھر، معبد اور مسجدوں کے ساتھ ساتھ ہر گھر میں خیر و عافیت اور دنیا کو محفوظ رکھنے کی دعائیں مانگی جا رہی تھیں۔

میزائل سسٹم سے ڈیتھ سٹون کو تباہ کرنے کا چونکہ مشترکہ طور پر کمانڈ آف دی ہیڈ ایکریمیا کو بنایا گیا تھا اس لئے اس وقت تمام میزائل اسٹیشنوں کے رابطے ایکریمیا کے خلائی سنٹر سے تھے اور کمانڈ آف دی ہیڈ ایکریمیا کے مارشل ڈریلے کے سپرد کی گئی تھیں جو اس سارے آپریشن کی بذات خود نگرانی کر رہا تھا۔

ایکریمی خلائی سنٹر میں اس وقت تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ ہر طرف قطاروں میں بڑے بڑے نامور سائنس دان کمپیوٹرائزڈ مشینوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی کمپیوٹر سکرینوں پر سرخ رنگ کے آگ کے پہاڑ کی تصویروں کے ساتھ ساتھ ان تمام میزائل اسٹیشنوں کے منظر دکھائی دے رہے تھے جہاں سے ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں ڈیتھ سٹون پر میزائل فائر کئے جانے والے تھے۔

ہال میں دیواروں کے چاروں اطراف بڑی بڑی سکرینیں لگی ہوئی تھیں جن پر خلائی منظر اور آگ کا بنا ہوا پہاڑ نیچے آتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

مارشل ڈریلے کے کالر پر ایک مائیک لگا ہوا تھا جس سے وہ چیخ چیخ کر وہاں موجود افراد کو بریفنگ دینے کے ساتھ ساتھ ان کی رہنمائی بھی کرتا جا رہا تھا۔ اس کی تیز اور چیختی ہوئی آواز ہال کی دیواروں میں چھپے ہوئے اسپیکروں سے گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ تمام بڑی سکرینوں کے نیچے بڑے بڑے ڈیجیٹل کلاکس لگے ہوئے تھے جن پر کاؤنٹ ڈاؤن ہو رہا تھا اور ان ڈیجیٹل کلاکس کے مطابق ڈیتھ سٹون کے ارتھ سے ٹکرانے میں صرف دس گھنٹوں کا وقت باقی رہ گیا تھا۔ دس گھنٹوں کے بعد ڈیتھ سٹون زمین کے کششِ ثقل میں داخل ہو جاتا اور پھر اس کے زمین سے آ کر ٹکرانے میں چند ہی منٹ کافی ہوتے۔

اس خلائی سنٹر میں ہونے والی کارروائی پوری دنیا کے ٹیلی ویژن سکرین پر دکھائی جا رہی تھی۔ اس لئے اس وقت پوری دنیا کی نظریں اپنے اپنے ٹی وی سکرینوں پر جمی ہوئی تھیں جن میں اینکرز اپنے وسائل کے مطابق نئی سے نئی معلومات فراہم کر رہے تھے۔ اسی وقت ہال کا دروازہ کھلا اور ایکریمی صدر تیز تیز چلتا ہوا اندر آ گیا۔ اس کے اندر آتے ہی ہال میں موجود افراد اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''کیری آن۔ کیری آن''...... ایکریمی صدر نے تیز آواز میں کہا تو وہ سب اپنی نشستوں پر بیٹھ کر ایک بار پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ صدر کو دیکھ کر مارشل ڈریلے اور ایکریمیا کے کئی اعلیٰ عہدیدار ان کی جانب بڑھے۔ مارشل ڈریلے نے صدر کو سیلوٹ کیا۔

''کیا پوزیشن ہے مارشل''...... صدر نے دیواروں پر لگی ہوئی سکرینوں کی جانب دیکھتے ہوئے مارشل ڈریلے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ صدر کے لہجے میں بے پناہ تشویش تھی۔

''صورتحال انتہائی نازک ہے جناب پریذیڈنٹ۔ ہم نے کاؤنٹ ڈاؤن کلاکس لگا دی ہیں لیکن جس رفتار سے ڈیتھ سٹون ارتھ کی طرف بڑھ رہا ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ دس گھنٹوں سے پہلے ہی ارتھ تک پہنچ جائے گا''...... مارشل ڈریلے نے کالر میں لگا ہوا مائیک آف کرتے ہوئے کہا تاکہ اس کی آواز ہال میں اور

نشریاتی رابطے سے دنیا میں نہ سنائی دے سکے۔

''تو پھر۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ کیا کسی طرح آپ ڈیتھ سٹون کو ارتھ کی طرف آنے سے روک نہیں سکتے''...... صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہم کوشش کر رہے ہیں جناب۔ ہمارے سات ملکوں سے رابطے ہیں جن کے میزائل اسٹیشن خلاء میں میزائل فائر کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن چونکہ ڈیتھ سٹون ابھی ہماری رینج سے باہر ہے اس لئے ہم ابھی میزائل فائر نہیں کر سکتے۔ جیسے ہی ڈیتھ سٹون ہماری رینج میں آئے گا ہم سات ملکوں سے ایک ساتھ میزائل فائر کرا دیں گے۔ ان میزائلوں میں اس قدر دھماکہ خیز مواد بھرا ہوا ہے کہ اگر میزائلز نے ٹارگٹ کو ہٹ کیا تو ٹارگٹ خلاء میں ہی ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائے گا''...... مارشل ڈریلے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے اندازے کے مطابق ٹارگٹ کو رینج میں آنے میں ابھی کتنا وقت ہے''...... ایکریمی صدر نے پوچھا۔

''دو گھنٹے۔ اگلے دو گھنٹوں میں ٹارگٹ ہماری رینج میں ہو گا جناب''...... مارشل ڈریلے نے جواب دیا۔

''جن میزائلوں سے تم ڈیتھ سٹون کو تباہ کرنا چاہتے ہو اس سے ڈیتھ سٹون تو تباہ ہو جائے گا لیکن کیا ڈیتھ سٹون کا طوفان ارتھ کی طرف آنے سے رک جائے گا۔ ایسا نہ ہو کہ ڈیتھ سٹون تباہ ہونے

کے باوجود طوفان بن کر ارتھ سے آ ٹکرائے۔ ایسی صورت میں بھی تو ارتھ ختم ہو سکتی ہے''...... ایکریمی صدر نے کہا۔

''یس سر۔ اس خطرے کے بھی چانس ہیں لیکن اس کے باوجود ہم رسک لینے کے لئے تیار ہیں۔ جس طرح ڈیتھ سٹون کو تباہ کرنے کے لئے سات ملکوں سے ایک ہزار سے زائد میزائل فائر کئے جائیں گے اسی طرح ہمارے علاوہ دو ملک ایسے بھی ہیں جن کے پاس پریشر میزائل موجود ہیں۔ ٹارگٹ ہٹ ہوتے ہی ہم خلاء میں پریشر میزائل بھی فائر کر دیں گے جو طوفان کو پیچھے کی طرف دھکیل دیں گے اور ان پریشر میزائلوں کا ہمیں یہ فائدہ ہو گا کہ ڈیتھ سٹون کے ٹکڑے پورے خلاء میں پھیل جائیں گے اور ارتھ اس سے محفوظ ہو جائے گی لیکن ہو سکتا ہے کہ طوفان کا کچھ حصہ ارتھ کی طرف آ جائے۔ اگر اس طوفان کا رخ ہماری طرف ہوا تو ہم اس پر مزید پریشر میزائل برسا کر اس طوفان کو فضا میں ہی ختم کر دیں گے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''اور اگر اس طوفان کا رخ کسی اور براعظم کی طرف ہوا تو پھر کیا ہو گا''...... صدر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''تب پھر جس براعظم کے جس ملک پر وہ طوفان گرے گا تو وہ ملک مکمل طور پر نیست و نابود ہو جائے گا''...... مارشل ڈریلے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس قدر انتظامات کے باوجود ڈیتھ سٹون ارتھ کے کسی نہ کسی حصے پر تباہی ضرور پھیلائے گا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اگر ایسا ہوا تو طوفان کس براعظم اور کس ملک کی تباہی کا موجب بنے گا''...... ایکریمی صدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''میں نے اس سلسلے میں تمام سائنس دانوں اور ماہر فلکیات سے مشاورت کی ہے لیکن ان کا کہنا ہے کہ اس سلسلے میں اس وقت تک کچھ کہنا ممکن نہیں جب تک کہ بلاسٹنگ میزائلوں سے ڈیتھ سٹون کو ٹارگٹ نہیں کر لیا جاتا۔ تباہ ہونے والے ڈیتھ سٹون کا ملبہ خلاء میں پھیل کر کس رخ پر جاتا ہے اس کے بارے قبل از وقت کچھ بھی نہیں بتایا جا سکتا ہے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''تو کیا میں یہ تصور کر لوں کہ ڈیتھ سٹون کا طوفان ایکریمیا اور خاص طور پر ولنگٹن پر بھی گر سکتا ہے''...... ایکریمی صدر نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اگر اس طوفان کا رخ ایکریمیا کی کسی بھی ریاست کی طرف ہوا تو ہم اس طوفان پر مزید پریشر میزائل فائر کر دیں گے جس سے طوفان کا زور نوے فیصد تک کم ہو جائے گا اور اگر اس طوفان کا صرف دس فیصد حصہ ایکریمیا پر گرا تو اس سے زیادہ نقصان نہیں ہو گا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اگر یہ طوفان ایکریمیا کی کسی ریاست کے

گنجان آبادی والے علاقے پر گرا تو وہ آبادی مکمل طور پر ختم ہو جائے گی“...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

”ہونہہ۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ کچھ بھی کرو۔ اس طوفان کا ایک فیصد حصہ بھی ایکریمیا کی کسی ریاست پر نہیں گرنا چاہئے۔ ممکن ہو سکے تو اس طوفان کو کسی اور براعظم کی طرف موڑ دو۔ طوفان فوری طور پر تو نیچے نہیں آئے گا۔ ارتھ سے ٹکرانے سے پہلے اس طوفان کو کششِ ثقل میں داخل ہونا پڑے گا اور جیسے ہی طوفان کششِ ثقل میں داخل ہو گیا تمہیں اس بات کا فوراً علم ہو جائے گا کہ طوفان کا کس براعظم پر گرنے کا خدشہ ہے۔ اگر طوفان کا رخ ایکریمیا بلکہ ایکریمیا کے حامی ممالک کی طرف بھی ہوا تو اس طوفان کی طرف جس قدر پریشر میزائل ہوں فائر کرتے جاؤ اور اس طوفان سے ایکریمیا اور اس کے دوست ممالک کو کوئی نقصان نہیں ہونا چاہئے“۔ ایکریمی صدر نے کہا۔

”او کے مسٹر پریذیڈنٹ۔ میں مزید پریشر میزائلوں کی لانچنگ کے احکامات دے دیتا ہوں۔ اس بار میں موونگ لانچر تیار کراتا ہوں تاکہ طوفان کا رخ ایکریمیا کے جس طرف بھی ہو میزائلوں کو اسی سمت میں موو کیا جا سکے“...... مارشل ڈریلے نے کہا تو ایکریمی صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مارشل ڈریلے نے اپنی جیب سے سیل فون نکالا اور اس کے بٹن پریس کرتا ہوا سائیڈ میں ہو گیا جبکہ ایکریمی صدر ہال میں لگی ہوئی سکرینوں اور ان کمپیوٹروں کے گرد

گھومنے لگا جس پر پوری دنیا کے ایکسپرٹ کام کر رہے تھے۔ آدھے گھنٹے کے بعد مارشل ڈریلے دوبارہ ایکریمی صدر کے پاس آ گیا۔

”میں نے احکامات دے دیئے ہیں جناب۔ ایک گھنٹے میں ایکریمیا کی تمام ریاستوں کے مین میزائل اسٹیشنوں پر پریشر میزائل نصب کر دیئے جائیں گے۔ جن سے ہم ایکریمیا کی کسی بھی ریاست میں آنے والے طوفان کو روک سکتے ہیں یا اس کا رخ کسی اور براعظم کی جانب موڑ سکتے ہیں“...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

”گڈ شو۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ اب ڈیتھ سٹون اور اس کے طوفان سے ایکریمیا کو کوئی خطرہ نہیں ہے“...... ایکریمی صدر نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یس سر لیکن یہ اس بات پر منحصر ہے کہ ہم سات ممالک سے فائر کئے جانے والے میزائلوں سے کس حد تک ڈیتھ سٹون کو توڑ سکتے ہیں۔ اگر ان میزائلوں سے ڈیتھ سٹون ریزہ ریزہ ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ ایکریمیا کے ساتھ ساتھ ارتھ بدستور خطرے میں رہے گی“...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم سے جو ہو سکتا ہے وہ ہم کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ ہم کر بھی کیا سکتے ہیں“...... ایکریمی صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یس سر“...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''ڈیتھ سٹون کو خلاء میں کتنے فاصلے پر ٹارگٹ کیا جائے گا''...... ایکریمی صدر نے پوچھا۔

''ہم ڈیتھ سٹون کو خلاء میں ایک ہزار کلو میٹر کے فاصلے پر تباہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ ڈیتھ سٹون اگر اس رینج سے نیچے آیا تو اس سے پیدا ہونے والا طوفان ہم کسی بھی صورت میں ارتھ کی طرف آنے سے نہیں روک سکیں گے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''تو کیا ڈیتھ سٹون کو ایک ہزار کلو میٹر کے فاصلے پر تباہ کرنے کی تمام تیاریاں مکمل ہیں''...... ایکریمی صدر نے استفسار کیا۔

''یس سر۔ ہمارے تمام انتظام مکمل ہیں۔ جیسے ہی ڈیتھ سٹون ہمارے ٹارگٹ رینج میں آئے گا ہم ارتھ سے ایک گھنٹہ قبل تمام پاور میزائل فائر کر دیں گے جو خلاء میں ایک ہزار کلو میٹر دور ڈیتھ سٹون کو ٹارگٹ کر لیں گے''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو ایکریمی صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے اچانک ہال تیز سائرن کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ سائرن کی آواز سن کر مارشل ڈریلے بری طرح سے چونک پڑا۔

''سوری سر۔ یہ ڈیتھ سٹون کے میزائلوں کے رینج میں آنے کا کاشن ہے۔ اگلے ایک گھنٹے میں ڈیتھ سٹون میزائلوں کی مکمل رینج میں ہو گا اس لئے ہمیں ابھی اور اسی وقت ارتھ سے خلاء کی طرف میزائل فائر کرنے ہوں گے تاکہ میزائل خلاء میں ہی ڈیتھ سٹون کو تباہ کر سکیں''...... مارشل ڈریلے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم اپنا کام شروع کرو''...... ایکریمی صدر نے کہا تو مارشل ڈریلے اسے سیلوٹ کر کے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس نے کالر پر لگا ہوا مائیک آن کیا اور دوسرے لمحے اس کی آواز ایک بار پھر ہال میں گونجنا شروع ہو گئی۔ اس نے ساتوں ممالک سے لنک کر لیا تھا اور اس نے ساتوں ممالک کو میزائل فائر کرنے کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔ ساتوں ممالک سے ایک ساتھ میزائل فائر کرنے کے لئے اس نے اپنی ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے شارٹ کاؤنٹ ڈاؤن شروع کر دیا۔ جبکہ مین کاؤنٹ ڈاؤن واچ کلاکز پر پہلے سے ہی شروع تھا۔

مارشل ڈریلے نے دس سے کاؤنٹ ڈاؤن کرنا شروع کیا تھا۔ اس نے جیسے ہی کاؤنٹ ڈاؤن کرنا شروع کیا اسی لمحے کمپیوٹروں اور دیواروں پر لگی ہوئی سکرینوں کے دو حصے بن گئے۔ ان میں سے ایک حصے میں اب آسمان سے گرتا ہوا آگ کا پہاڑ دکھائی دے رہا تھا اور دوسرے حصے میں میزائل اسٹیشن دکھائی دے رہے تھے جہاں سے خلاء میں ایک ساتھ سینکڑوں کے حساب سے میزائل چھوڑے جانے تھے۔

''تھری۔ ٹو۔ ون۔ فائر''...... مارشل ڈریلے نے کاؤنٹ ڈاؤن پورا کرتے ہوئے کہا تو اسی لمحے سکرینوں پر نظر آنے والے طویل میزائلوں کے نیچے آگ پیدا ہوئی اور پھر میزائل راکٹوں کے انداز میں آہستہ آہستہ اوپر کی طرف اٹھنا شروع ہو گئے۔

سکرینوں پر میزائل لانچروں سے نکل کر اوپر جاتے ہوئے
دکھائی دے رہے تھے۔ ان تمام میزائلوں کو سیٹلائٹ سسٹم سے لنکڈ
کر دیا گیا تھا جس سے سکرینوں پر انہیں مسلسل ٹارگٹ کی طرف
جاتے اور ٹارگٹ کو ہٹ کرتے ہوئے دیکھا جا سکتا تھا۔

ایکریمی صدر سمیت اب پوری دنیا کی نظریں ان میزائلوں پر ہی
جمی ہوئی تھیں۔ میزائل لانچروں سے نکلتے ہی میزائلوں کی رفتار تیز
ہوتی جا رہی تھی اور وہ راکٹوں کی طرح خلاء کی طرف بڑھتے جا
رہے تھے۔ ان میزائلوں کو ریڈیو کنٹرول کیا گیا تھا تاکہ تمام
میزائلوں کو ٹارگٹ پر ہٹ کیا جا سکے۔ سات ممالک نے ایک
ساتھ پاور میزائل ڈیتھ سٹون کی طرف فائر کئے تھے اور اس وقت
سینکڑوں میزائل بجلی کی سی تیزی سے خلاء کی طرف بڑھتے جا رہے
تھے۔ سکرینوں کے جس حصے میں میزائل دکھائی دے رہے تھے اس
کے مناظر بار بار بدل رہے تھے۔ ان مناظر میں سات ممالک سے
فائر کئے جانے والے میزائلوں کو دکھایا جا رہا تھا جو کئی سمتوں سے
فضا میں بلند ہو کر خلاء کی جانب جاتے ہوئے دکھائی دے رہے
تھے۔ کچھ ہی دیر میں پاور میزائل ارتھ کی کششِ ثقل سے نکل گئے۔
جیسے ہی میزائل کششِ ثقل سے نکلے ان کی رفتار اور زیادہ تیز ہو
گئی۔ ساتوں ممالک اپنے اپنے فائر کئے ہوئے پاور میزائلوں کو
ریڈیو کنٹرول کرتے ہوئے ٹارگٹ کی طرف لے جانے کی کوشش کر
رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں خلاء میں چاروں طرف سے دھویں کی

لمبی لمبی لکیریں گھومتی دکھائی دینا شروع ہو گئیں۔ ہال میں ہر طرف
خاموشی چھا گئی تھی۔ ان سب کی نظریں سکرینوں پر جمی ہوئی تھیں۔
یہی حال دنیا کا تھا جو لوگ اپنے ٹی وی سکرینوں کے سامنے بیٹھے
تھے وہ بھی دم سادھے میزائلوں اور آگ کے پہاڑ کی جانب دیکھ
رہے تھے اس وقت دنیا کا ایسا عالم تھا کہ ہر انسان کے ہاتھ دعا
کے لئے اٹھے ہوئے تھے۔

میزائل برق رفتاری سے ڈیتھ سٹون کی جانب بڑھتے جا رہے
تھے اور پھر وہ لمحہ آ گیا جس کے لئے دنیا دعائیں مانگ رہی تھی۔
میزائل آگ کے اس پہاڑ سے ٹکرانا شروع ہو گئے۔ ان میزائلوں
کے دھماکوں کی تو آوازیں سنائی نہیں دے رہی تھیں لیکن خلاء میں
ہونے والے ان دھماکوں نے ہر طرف آگ ہی آگ پھیلا دی
تھی۔ آسمان جیسے آگ کی سرخی میں چھپ گیا۔ یہ آگ اس قدر
تیز تھی کہ دنیا کے ہر حصے سے آسمان کی سرخی کو دیکھا جا سکتا تھا۔

ایکریمی صدر اور ہال میں موجود افراد نے میزائلوں کو آگ کے
پہاڑ سے ٹکراتے اور پھر آگ کے پہاڑ کو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر خلاء
میں بکھرتے دیکھا تو ان سب کے ستے ہوئے چہرے قدرے بحال
ہو گئے۔ کمپیوٹرز پر بیٹھے ہوئے افراد بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے
اور پھر ایکریمی صدر سمیت تمام افراد اپنی کامیابی پر تالیاں بجانا
شروع ہو گئے۔ میزائلوں نے سات ممالک سے مختلف سمتوں میں
آگ کے اس پہاڑ کو ٹارگٹ کر کے مکمل طور پر تباہ کر دیا

تھا۔ سکرینوں پر پہلے جہاں آگ کا پہاڑ گرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا اب وہاں بڑے بڑے شعلے دکھائی دینا شروع ہو گئے تھے جو تیزی سے خلاء میں پھیلتے جا رہے تھے۔

''مبارک ہو مسٹر پریذیڈنٹ۔ ہم نے ٹارگٹ ہٹ کر دیا ہے۔ سو کلو میٹر لمبا اور سو کلو میٹر چوڑا ڈیتھ سٹون مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ اب اس کے ٹکڑوں کا طوفان ہے جو دنیا کے مختلف حصوں پر گر سکتا ہے لیکن یہ طوفان بھی پریشر میزائلوں کے ذریعے ارتھ سے دور ہٹا دیا جائے گا''...... مارشل ڈریلے نے آگے بڑھ کر ایکریمی صدر کو باقاعدہ مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔

''کیا پریشر میزائل بھی سات ممالک سے فائر کئے جائیں گے''...... ایکریمی صدر نے پوچھا۔

''یس مسٹر پریذیڈنٹ۔ جس طرح سے ٹارگٹ پر سات سمتوں سے پاور میزائل فائر کئے گئے تھے اسی طرح انہی سات ممالک سے پریشر میزائل بھی فائر کئے جائیں گے تاکہ طوفان کو ارتھ پر آنے سے مزید پیچھے ہٹا دیا جائے''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو ایکریمی صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر مارشل ڈریلے نے ان سات ممالک کو خلاء میں پریشر میزائل فائر کرنے کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔ کچھ ہی دیر میں سکرین پر پاور میزائلوں جیسے بڑے اور لمبے لمبے میزائل ایک بار پھر خلاء کی طرف بڑھتے دیکھائی دینے لگے۔

یہ میزائل پاور میزائلوں سے کہیں زیادہ تیز رفتار تھے۔ خلاء میں جاتے ہی ان میزائلوں نے پھٹنا شروع کر دیا۔ ان میزائلوں سے پیدا ہونے والی رزسٹنس کی وجہ سے خلاء میں پھیلا ہوا طوفان ہر طرف سے چھٹنا شروع ہو گیا تھا۔

آگ کے بڑے بڑے گولے جو نیچے کی طرف آ رہے تھے وہ دھماکوں سے اچھل اچھل کر خلاؤں کے مختلف حصوں میں جانا شروع ہو گئے تھے اور پھر کچھ ہی دیر میں خلاء سے جیسے سرخی ختم ہوتی چلی گئی۔ خلاء سے آگ کے طوفان کو بھی انتہائی کامیابی سے دور ہٹا دیا گیا تھا۔ ورلڈ لیڈر ہونے کی وجہ سے اس کامیابی کا سہرا ایکریمیا کو ہی جاتا تھا جس نے پوری دنیا کو خوفناک تباہی سے بچا لیا تھا۔ اس لئے ایکریمی صدر کا چہرہ فرطِ مسرت سے سرخ ہو رہا تھا۔ ہال میں موجود تمام افراد خصوصی طور پر ایکریمی صدر کو اس کامیابی پر مبارک باد دے رہے تھے۔ سکرینوں پر اب بھی خلائی مناظر دکھائی دے رہا تھا جہاں ہر طرف پھلجھڑیاں سی چھوٹتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ایکریمیا اور دیگر ممالک کی جانب سے بلاتعطل پریشر میزائل فائر کئے جا رہے تھے جس سے ڈیتھ سٹون کے ذرات مزید بکھرتے جا رہے تھے۔

''ہم نے ڈیتھ سٹون کے طوفان پر نوے فیصد قابو پا لیا ہے مسٹر پریذیڈنٹ لیکن اس کا دس حصہ پلٹ گیا ہے اور پریشر میزائل بھی اس طوفان کو روکنے میں کامیاب نہیں ہو رہے ہیں بلکہ پریشر

میزائلوں کی وجہ سے طوفان کا کچھ حصہ اور زیادہ تیزی سے ارتھ کی طرف بڑھنا شروع ہو گیا ہے۔ یہ اب کنکریوں کا طوفان ہے جسے ہم پریشر میزائلوں سے بھی نہیں روک سکتے ہیں''...... اچانک سکرین کے ایک حصے کو دیکھ کر مارشل ڈریلے نے ایکریمی صدر سے مخاطب ہو کر انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔ اس کے کالر پر لگا ہوا مائیک چونکہ آن تھا اس لئے اس کی آواز نہ صرف ہال میں گونج رہی تھی بلکہ پوری دنیا کے میڈیا میں بھی نشر ہو رہی تھی۔

''اوہ۔ اس طوفان کا رخ کس سمت میں ہے''...... ایکریمی صدر نے ایک بار پھر پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''اس طوفان کا ابھی ہمیں کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے۔ پاور اور پریشر میزائلوں کی وجہ سے خلاء میں اس قدر سرخی ہے کہ نیچے آتا ہوا طوفان بار بار اپنا رخ بدل رہا ہے۔ اگر یہ طوفان اسی طرح سے اپنا رخ بدلتا رہا تو پھر ہو سکتا ہے کہ یہ طوفان ارتھ کے دائیں بائیں سے گزر جائے لیکن اس کے باوجود خطرہ ہے کہ طوفان کا کچھ حصہ ارتھ کی کششِ ثقل میں داخل ہو جائے گا اور طوفان کا جو حصہ کششِ ثقل میں آئے گا تب اس طوفان کی شدت کا اندازہ بھی ہو گا اور اس بات کا بھی پتہ چل سکے گا کہ وہ طوفان زمین کے کس حصے سے ٹکرا سکتا ہے۔ اس سے ارتھ کے کسی نہ کسی ملک کی تباہی طے ہے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''اوہ۔ کیا اس تباہی کو روکا نہیں جا سکتا''...... ایکریمی صدر نے

ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

''نو مسٹر پریذیڈنٹ۔ طوفان کی رفتار بے حد تیز ہے۔ سائنس دانوں اور ماہرین کے خیال میں اگلے تین سے چار منٹوں میں طوفان کششِ ثقل میں داخل ہو جائے گا اور پھر......'' مارشل ڈریلے نے کہا تو ایکریمی صدر کی نظریں ایک سکرین پر جم گئیں جہاں آگ کا ایک طوفان دکھائی دے رہا تھا۔ ماہرین اس طوفان کو سیٹلائٹ کے ذریعے مانیٹر کر رہے تھے۔ سکرین پر دھندلا سا دنیا کا نقشہ پھیل گیا تھا جو کسی گلوب کی طرح گھومتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ طوفان ابھی چونکہ خلاء میں تھا اس لئے ایکریمی سائنس دان اور ماہرین فلکیات یہ طے نہیں کر پا رہے تھے کہ طوفان کس سمت کی طرف جا رہا ہے۔ پھر اچانک سکرین پر نظر آنے والا گلوب سکرین پر ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے نقشے پر براعظم افریقہ ریڈ کلر میں مارک ہونا شروع ہو گیا۔

''یہ طوفان براعظم افریقہ کی جانب بڑھ رہا ہے''...... مارشل ڈریلے نے سکرین پر نظر ڈالتے ہوئے ایکریمی صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''براعظم افریقہ میں یہ طوفان کس ملک کی طرف جائے گا۔ طوفان کی شدت کتنی ہے اور اس سے کس حد تک نقصان ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے''...... ایکریمی صدر نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"کششِ ثقل میں داخل ہونے کے بعد طوفان کی رفتار پانچ سو میل فی گھنٹہ ہو جائے گی اور اس طوفان میں اتنی طاقت ہے کہ یہ جس ملک پر گرے گا وہاں زندگی مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔ نہ وہاں کوئی جاندار زندہ بچے گا اور نہ ہی اس ملک کا اسٹرکچر۔ سب کچھ ختم ہو جائے گا"...... مارشل ڈریلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سکرین پر دھندلے نظر آنے والے نقشے پر براعظم افریقہ کے صحرائے اعظم کے ساتھ کیونا مارک ہونا شروع ہو گئے۔

"اوہ گاڈ۔ یہ طوفان تو صحرائے اعظم کے ساتھ کیونا کو مارک کر رہا ہے"...... ایکریمی صدر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ سکرین پر نیچے ایک بڑی سی پٹی بن گئی تھی جس پر افریقی ملک کیونا کے بارے میں تفصیلات بتائی جا رہی تھیں۔ چونکہ ڈیتھ سٹون سے پوری دنیا کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا اور یہ بھی قیاس کیا جا رہا تھا کہ اگر پاور میزائلوں سے ڈیتھ سٹون کو خلاء میں ہی تباہ کر دیا جائے گا تو اس کے ذرات طوفانی رخ اختیار کر کے کس سمت میں جائیں گے اس لئے ایکریمیا نے پوری دنیا کے ممالک کا ڈیٹا ریکارڈ کر لیا تھا تاکہ طوفان کسی بھی ملک یا کسی بھی ملک کے شہر کی طرف جائے تو اس ملک کی آبادی اور اس ملک کی تمام تر تفصیل سے دنیا کو آگاہ کیا جا سکے۔

سکرین پر چلنے والی پٹی کے مطابق براعظم افریقہ کا کیونا نامی ملک زیادہ بڑا نہیں تھا لیکن اس کی آبادی اتنی کم بھی نہیں تھی۔ اس

ملک کا رقبہ ساٹھ ہزار کلو میٹر تک پھیلا ہوا تھا اور اس ملک کی آبادی ایک لاکھ چالیس ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ یہ ملک چونکہ صحرائے اعظم کے کنارے پر واقع تھا اور صحرائے اعظم دنیا کے گرم ترین خطوں میں شمار ہوتا تھا جہاں کا درجہ حرارت ستاون ڈگری فارن ہیٹ تک پہنچ جاتا تھا اور رات کے وقت یہی درجہ حرارت منفی سینٹی گریڈ تک آ جاتا تھا اس لئے اس صحرا کے ارد گرد موجود ممالک کی آبادیاں زیادہ بڑی نہیں تھیں۔

"ہال میں لگی ہوئی مین سکرین کے ایک بار پھر دو حصے بن گئے تھے جس میں سکرین کے ایک حصے میں سیٹلائٹ کے ذریعے براعظم افریقہ کے ملک کیونا کو دکھایا جا رہا تھا اور سکرین کے دوسرے حصے میں آگ کا طوفان نیچے آتا دکھائی دے رہا تھا۔ چونکہ پوری دنیا کو اس طوفان کا علم تھا اس لئے کیونا کو جیسے ہی خبر ہوئی کہ طوفان صحرائے اعظم کے ساتھ اس ملک کو مارک کر رہا ہے تو پورے ملک میں خطرے کے الارم بجا دیئے گئے۔ اب سکرین پر کیونا میں انتہائی ہنگامی حالات دکھائی دے رہے تھے۔ کیونا کے لوگ اپنے گھروں سے نکل آئے تھے اور ہر طرف جیسے بھاگم دوڑ سی مچ گئی تھی۔ کیونا کے لوگ انتہائی خوفزدہ اور ڈرے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ جہاں سینگ سمائے کے مصداق اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگے چلے جا رہے تھے لیکن اس طوفان سے بچنا اب ان کے لئے ناممکن تھا۔ پھر اچانک کیونا پر قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ اچانک جیسے کیونا پر

آسمان ٹوٹ پڑا تھا۔ ہر طرف سے آگ کے گولے گرنا شروع ہو گئے تھے جو زمین پر خوفناک دھماکوں کے ساتھ آگ ہی آگ پھیلاتے دیکھائی دے رہے تھے۔ شہاب ثاقبوں سے ہونے والی مسلسل بارش نے جیسے صحرائے اعظم اور کیونا پر قیامت ڈھا دی تھی۔ کیونا کی زمین بری طرح سے لرز رہی تھی اور زمین نے یوں آگ اگلنا شروع کر دی تھی جیسے کیونا کے نیچے چھپے ہوئے سینکڑوں آتش فشاں ایک ساتھ پھٹ پڑے ہوں۔ زمین بری طرح سے ادھڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ آگ کے طوفانی جھکڑوں سے کیونا کی زمین بھی جل کر راکھ ہوتی جا رہی تھی۔ یہ منظر اس قدر ہولناک اور دلخراش تھا کہ ہال میں موجود ایکریمی صدر کے ساتھ پورا ہال اور ٹی وی سکرینوں پر دیکھنے والے پوری دنیا کے لوگوں کے دل دھڑکنا بھول گئے تھے۔ کیونا پر ہونے والی تباہی اور آگ کے طوفان میں انسانوں کو زندہ جلتے دیکھ کر پوری دنیا کے انسانوں پر موت کا خوف طاری ہو گیا تھا۔ اس وقت شاید ہی کوئی ایسی آنکھ تھی جو اس قدر ہولناک اور بھیانک تباہی دیکھ کر آنسو نہ بہا رہی ہو۔

عمران اس وقت رانا ہاؤس میں موجود تھا۔ وہ اس وقت بے حد سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

عمران کو صبح صبح رانا ہاؤس میں دیکھ کر جوزف اور جوانا بے حد خوش ہو رہے تھے۔ عمران نے ابھی انہیں نہیں بتایا تھا کہ وہ یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہے۔

جوزف نے کچن میں جا کر فوراً عمران کے لئے کافی بنائی تھی اور اس نے کافی عمران کو لا کر دے دی تھی۔ عمران لان میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک چھوٹی سی گول میز تھی جس کے گرد مزید دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے جوزف سے کافی لی اور اسے سپ کرنا شروع کر دیا۔ جوزف اور جوانا اس کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔

”کیا بات ہے ماسٹر۔ آج تم بے حد سنجیدہ اور پریشان دکھائی

دے رہے ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہے''...... جوانا نے آخر کار عمران کی سنجیدگی کی وجہ پوچھتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ ویسے ہی''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''کچھ تو ہے باس۔ کوئی تو مسئلہ ہے جو تم اس قدر سنجیدہ ہو۔ کیا مسئلہ ہے۔ ہمیں نہیں بتاؤ گے''...... جوزف نے کہا۔

''نہیں۔ اس وقت میں تو کیا پوری دنیا پر سنجیدگی اور رنجیدگی کا عالم طاری ہے۔ اس رنجیدہ ماحول میں، میں ہنسی مذاق کروں یہ اچھا نہیں لگ رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ شاید تم کیونا پر آسمانی قیامت ٹوٹنے کی وجہ سے یہ سب کہہ رہے ہو''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی کیونا میں بے پناہ تباہی ہوئی ہے۔ پورے کا پورا ملک نیست و نابود ہو گیا ہے۔ ہر طرف آگ ہی آگ تھی۔ اس ملک کا شاید ہی کوئی جاندار زندہ بچا ہو''...... جوزف نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

''کیونا پر ہونے والی یہ تباہی معمولی نہیں تھی۔ اس ملک کے ساتھ ساتھ براعظم افریقہ کے کئی اور ممالک بھی متاثر ہوئے ہیں لیکن دوسرے ملکوں میں اتنی تباہی نہیں ہوئی جتنی کہ کیونا میں ہوئی ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ دنیا سے کیونا کا نام و نشان تک مٹ گیا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن اب سوائے افسوس کے اور کیا بھی

کیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے قدرتی آفت کے سامنے کسی کا بس کیسے چل سکتا ہے''...... جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

''اس ملک کی تباہی نے ماسٹر کو بھی اس قدر سنجیدہ کر رکھا ہے''...... جوانا نے کہا پھر اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے گیٹ سے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی۔

''یہ کون آیا ہے''...... جوانا نے چونک کر کہا۔

''میں نے صفدر اور تنویر کو بلایا تھا۔ جاؤ گیٹ کھولو اور انہیں اندر آنے دو''...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا گیٹ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس نے گیٹ کھولا تو باہر صفدر کی کار موجود تھی جس کی سائیڈ سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے ہی جوزف نے گیٹ کھولا صفدر کار اندر لے آیا اور اس نے کار پورچ میں لے جا کر روک دی۔

کار رکتے ہی تنویر اور صفدر کار سے باہر آ گئے۔ عمران چونکہ لان میں ہی بیٹھا ہوا تھا اس لئے دونوں اس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''ہم آ گئے ہیں عمران صاحب''...... صفدر نے آگے بڑھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔

''آؤ بیٹھو''...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو اس کی سنجیدگی دیکھ کر نہ صرف صفدر بلکہ تنویر بھی چونک پڑا۔

''کیا بات ہے۔ آپ بڑے سنجیدہ دکھائی دے رہے ہیں۔ سب خیریت تو ہے''...... صفدر نے عمران کے سامنے کرسی پر بیٹھتے

ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ تنویر دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیوں میں کبھی سنجیدہ نہیں رہ سکتا کیا اور کیا یہ ضروری ہے کہ میں ہر وقت کسی نہ کسی کی دُم پر پاؤں رکھتا رہوں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو صفدر کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ آپ کی غیر معمولی اور غیر متوقع سنجیدگی بعض اوقات کھلنے لگتی ہے پھر آپ کی سنجیدگی سے یہ بھی اندازہ ہونے لگتا ہے کہ کوئی بہت بڑا سانحہ رونما ہونے والا ہو یا رونما ہو چکا ہو''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیونا کا سانحہ کیا کم ہے۔ دنیا کا کون سا ایسا شخص ہو گا جو کیونا میں ہونے والی تباہی دیکھ کر اشک بار نہ ہوا ہو۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اس تباہی کا حال دیکھ کر تو بچہ بچہ بلک اٹھا ہو گا اور اس نے بوتل کا دودھ بھی پینا چھوڑ دیا ہو گا۔ کیوں تنویر''...... عمران نے پہلے انتہائی سنجیدگی سے کہا اور پھر تنویر کی طرف چہرہ موڑ کر اسے ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے وہ اس کے سامنے دودھ پیتا بچہ ہو۔

''مجھے کیا معلوم۔ میں کوئی دودھ پیتا بچہ ہوں کیا''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''میری نظر میں تو تم ابھی بھی دودھ پیتے بچے ہی ہو اور تم کیا سمجھتے ہو۔ کیا دنیا میں صرف بچے ہی دودھ پیتے ہیں۔ میں بھی پیتا ہوں۔ تم بھی پیتے ہو۔ صفدر بھی پیتا ہے اور یہ دونوں دیو، یہ بھی

ابھی تک دودھ پیتے ہیں۔ یقین نہ آئے تو ان سے پوچھ لو۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ ہم سب صرف دودھ نہیں پیتے۔ دودھ میں چینی پتی یا پھر کافی ملا لیتے ہیں لیکن بہرحال چائے یا کافی میں جب تک دودھ نہ ڈالا جائے نہ چائے کا رنگ نکھرتا ہے اور نہ کافی کا''۔ عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم نے ہمیں یہاں یہ فضول باتیں کرنے کے لئے بلایا ہے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں عمران صاحب۔ آپ نے مجھے کال کر کے فوراً رانا ہاؤس پہنچنے کے لئے کہا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ میں اپنے ساتھ تنویر کو بھی لیتا آؤں۔ کس لئے بلایا تھا آپ نے ہمیں یہاں۔ ہم سے کوئی خاص کام تھا کیا''...... صفدر نے عمران کا موڈ بدلتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایک بہت ضروری کام تھا۔ اتنا ضروری کہ میں تمہیں کیا بتاؤں''...... عمران نے اس بار اپنے مخصوص لہجے میں اور شرماتے ہوئے کہا۔

''ایسا کون سا ضروری کام ہے جسے بتاتے ہوئے آپ شرما رہے ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب بات ہی شرم والی ہے تو میں کیا کروں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''ضرور کوئی الٹی سیدھی ہانکنا چاہتا ہو گا''...... تنویر نے اسے تیز

نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''نہیں نہیں۔ اس بار میں سنجیدہ ہوں۔ میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اور میں سوچ رہا ہوں کہ اب مجھے اپنے کئے ہوئے فیصلے پر عمل کر ہی لینا چاہئے''...... عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کون سا فیصلہ''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

''وہ۔ وہ''...... عمران نے ایک بار پھر شرمانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کہنا کیا چاہتے ہیں اور آپ آج اس قدر شرما کیوں رہے ہیں''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جب کسی کنواری لڑکی کے سامنے اس کی شادی کی بات کی جائے تو وہ چاہے لاکھ بے باک ہو مگر شادی کا سن کر اس میں قدرتی طور پر شرماہٹ آ جاتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ بات تو کسی لڑکی پر لاگو ہوتی ہے۔ آپ لڑکی تو نہیں ہیں پھر آپ کیوں شرما رہے ہیں''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کیوں کیا شرمانا صرف لڑکی کا ہی حق ہوتا ہے۔ ہم نوجوان بھی تو شرم و حیا کے پیکر ہو سکتے ہیں اور جب کسی صنف نازک کا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں دیئے جانے کا فیصلہ ہو رہا ہو تو ماں باپ اور بہن بھائیوں کے سامنے لڑکی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے لڑکے کا بھی شرم سے رنگ سرخ ہو جاتا ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''آپ کی باتیں میری سمجھ میں تو نہیں آ رہی ہیں۔ آپ جو کہنا چاہتے ہیں ذرا وضاحت سے کہیں''...... صفدر نے سر جھٹک کر کہا جیسے واقعی اسے عمران کی باتوں کا مطلب سمجھ نہ آ رہا ہو۔

''ہونہہ۔ تمہارا نام صفدر یار جنگ بہادر ہے اور تم میں عقل نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم دونوں اگر کوڑھ مغز ہو اور میری باتیں سمجھ نہیں پا رہے تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ میں نے شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور چونکہ اپنی شادی کے بارے میں تم دونوں سے میں خود یعنی دولہا بات کر رہا ہے اس لئے مجھے بات کرتے ہوئے تھوڑی سی ہچکچاہٹ محسوس ہو رہی ہے اور شرم بھی آ رہی ہے''...... عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف صفدر اور تنویر بلکہ جوزف اور جوانا بھی بری طرح سے اچھل پڑے۔

''آپ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ کیا مطلب''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا جبکہ تنویر نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے تھے وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ عمران جس انداز میں شادی کی بات کر رہا تھا لے دے کر اس کی تان اس پر یا پھر جولیا پر ہی ٹوٹنے والی تھی۔

''لو۔ شادی شادی ہوتی ہے۔ اس کا بھی کوئی مطلب ہوتا ہے کیا۔ اگر ہوتا ہے تو تم بتا دو۔ میں تو ہونے والا دولہا ہوں۔ مجھے تو اس کے مطلب کا نہیں پتہ ہے''...... عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔

''آپ نے کہا ہے کہ آپ نے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے

لیکن کس سے۔ میرا مطلب ہے۔ آپ نے کس سے شادی کرنے
کا فیصلہ کیا ہے''...... صفدر نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے
پوچھا۔

''ظاہر سی بات ہے مردوں کی شادیاں عورتوں سے ہوتی ہیں
اور میں مرد ہوں اس لئے میں بھی کسی عورت سے ہی شادی کروں
گا کسی بھتنی سے تو نہیں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کون ہے وہ عورت جس سے تم شادی کرنا چاہتے ہو''۔ تنویر
نے اسے ترچھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ۔ وہ''...... عمران نے ایک بار پھر ہکلاتے ہوئے کہا جیسے
وہ ان دونوں کے سامنے اس عورت کا نام لیتے ہوئے شرما رہا ہو۔

''کیا وہ۔ وہ لگا رکھی ہے۔ سیدھی طرح بتاؤ۔ کس لڑکی سے
شادی کرنا چاہتے ہو تم''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''لڑکی نہیں۔ وہ عورت ہے۔ چار بچوں کی ماں''...... عمران نے
اور زیادہ شرماتے ہوئے کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ تنویر کے چہرے
کے بھی تاثرات بدلتے چلے گئے۔ تنویر کا خیال تھا کہ عمران عادت
کے مطابق اسے زچ کرنے کے لئے جولیا کا ہی نام لے گا مگر
اسے خلاف توقع کسی عورت کے بارے میں بات کرتے دیکھ کر وہ
حیران رہ گیا تھا اور اس کے چہرے کے تاثرات بھی بدل گئے
تھے۔

''چار بچوں کی ماں۔ کیا مطلب۔ کیا آپ چار بچوں کی ماں

سے شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں''...... صفدر نے آنکھیں
پھاڑتے ہوئے کہا۔

''سوچ نہیں رہا۔ میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ مجھے ایک عورت پسند
آ گئی ہے۔ اس کی عمر ابھی پچاس سال کی نہیں ہوئی ہے۔ شاید دو
تین ماہ تک ہو جائے۔ اس کے چار بچے ہیں جو ماشاء اللہ جوان
ہیں۔ دو لڑکیاں اور دو لڑکے۔ لڑکیوں کی اس نے شادی کر دی ہے
البتہ اس کے دونوں بیٹے کنوارے ہیں اور دونوں ایکریمیا میں
ہوتے ہیں جہاں وہ اپنا ذاتی بزنس کرتے ہیں۔ ان کے گھر میں
دولت کی فراوانی ہے۔ عورت بے چاری چونکہ اکیلی رہتی ہے اس
لئے اس نے اپنی دوسری شادی کے لئے اخبار میں ایک اشتہار دیا
تھا کہ اس سے شادی کرنے کے خواہشمند حضرات، چاہے وہ
کنوارے ہوں یا شادی شدہ یا پھر بال بچے دار ہی کیوں نہ ہوں۔
اگر وہ اس اکیلی عورت کا سہارا بننے کے لئے مخلص ہوں تو فوراً اس
سے رابطہ کریں۔ وہ چٹ منگنی اور پٹ بیاہ کی قائل ہے۔ اس نے
اشتہار میں یہ بھی کہا ہے کہ جو شخص مخلص ہو کر اس سے شادی
کرے گی وہ اسے اپنی جائیداد کا آدھا حصہ دے گی۔ میں نے
جب اس کی جائیداد کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو میری
آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ پاکیشیا میں شاید ہی اس عورت کے
مدمقابل کوئی ایسی ہو جس کے پاس اتنی دولت ہو سکتی ہے۔ اس کا
بنک بیلنس دس ارب ڈالرز سے بھی زیادہ ہے۔ دارالحکومت میں

اس کے کئی کمرشل اور رہائشی پلازہ ہیں۔ بے شمار ہوٹلس کی وہ مالکہ ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس ایک سے بڑھ کر ایک کاریں موجود ہیں جو اس کے دس کنال پر پھیلے ہوئے بنگلے میں قطاروں کی شکل میں کھڑی رہتی ہیں اور یہی نہیں۔ مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس عورت کا اپنا ذاتی طیارہ بھی ہے اور سمندر میں بھی اس کے کئی شپس چلتے ہیں۔ اب تم خود سوچو۔ ایسی نیک، شریف، مالدار عورت اگر کسی کی بیوی بن جائے تو اس کا شوہر کس قدر خوش نصیب ہوگا۔ بیٹھے بٹھائے وہ کروڑوں اربوں کی جائیداد کا مالک بن جائے گا۔ اس کے شاہانہ ٹھاٹ باٹ ہوں گے۔ اس کی اپنی ایک الگ دنیا ہو گی۔ ایسی دنیا جہاں نہ کوئی غم ہو گا نہ کوئی پریشانی۔ نہ کسی سے کوئی گلہ ہو گا اور نہ کوئی شکوہ۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی۔ اپنا بنک بیلنس ہو گا۔ جس سے میں پوری دنیا کی سیر کر سکتا ہوں۔ جو چاہے خرید سکتا ہوں۔ کوئی مجھے روکنے ٹوکنے والا نہیں ہو گا''۔ عمران نے جیسے خوابیدہ لہجے میں کہا۔ صفدر اور تنویر حیرت سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے جس کے چہرے پر انہیں واقعی بے حد سنجیدگی اور متانت دکھائی دے رہی تھی۔

''تو کیا تم دولت کے لئے اب کسی بوڑھی عورت سے شادی کرنے کا خواب دیکھ رہے ہو''...... تنویر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''خواب۔ ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو پیارے۔ جب تک میری

اس حسینہ عمر رسیدہ سے شادی نہیں ہو جاتی اور میں اس کی آدھی جائیداد کا حصہ دار نہیں بن جاتا اس وقت تک ظاہر ہے میں ایسے سہانے خواب ہی دیکھ سکتا ہوں''...... عمران نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

''کیا آپ واقعی سنجیدہ ہیں''...... صفدر نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''سنجیدہ بھی ہوں اور رنجیدہ بھی۔ سنجیدہ اس لئے کہ اب میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کر کر کے تھک گیا ہوں۔ تم لوگوں کے ساتھ فارن مشنز پر جا جا کر میں اپنی جان ہلکان کرتا رہا ہوں۔ کبھی میں سینے پر گولیاں کھاتا ہوں کبھی پیٹھ پر، کبھی میں کسی مجرم کے قبضے میں آ جاتا ہوں تو وہ ظلم اور تشدد کر کر کے میرا حشر کر کے رکھ دیتے ہیں۔ ہر بار موت مجھے چھو کر گزر جاتی ہے۔ سارے مشن کا بوجھ میرے ناتواں کاندھوں پر ہوتا ہے اور میں اپنی جان جوکھم میں ڈال کر جب واپس آتا ہوں تو دانش منزل میں بیٹھا ہوا چوہا مجھے ایک چھوٹا سا چیک تھما دیتا ہے جس پر ہندسے تو ہوتے ہیں لیکن اتنے کم کہ اس سے میں بمشکل اپنے باورچی کی آدھی تنخواہ ہی دے پاتا ہوں۔ اس قدر جھمیلوں کے بعد بھی میرے ہاتھ کیا آتا ہے اور میں سالوں سے اپنے ہی باورچی کا مقروض ہوتا چلا جا رہا ہوں۔ ظاہر ہے جب میں اپنے باورچی کا ہی قرض نہیں اتار سکتا تو پھر میں اپنی شادی کے لئے کب اور کیا جمع کروں گا۔ اس لئے میں

نے سیکرٹ سروس کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہنے اور اپنی زندگی سکون سے گزارنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میری قسمت میں اگر عمر رسیدہ عورت ہی لکھی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ عمر رسیدہ عورت سے شاید مجھے سکھ چین نہ مل سکے لیکن اس کی دولت پر تو میں زندگی بھر عیش کر سکتا ہوں۔ اگر بوڑھی عورت واقعی اپنی آدھی جائیداد میرے نام کر دیتی ہے تو میں ایک باورچی سلیمان تو کیا اس جیسے کئی باورچی رکھ سکتا ہوں اور پھر مجھے خواہ مخواہ تمہارے ساتھ فارن مشنز پر جانے کے لئے اپنی جان بھی ہتھیلی پر نہیں رکھنی پڑے گی۔ خدا کی پناہ میں جب بھی کسی مشن پر جاتا ہوں تو میں بس یہی دعا کرتا رہتا ہوں کہ اس بار میں مشن مکمل کر لوں اس کے بعد چوہا چاہے مجھے سونے میں ہی کیوں نہ تول دے میں دوبارہ کسی مشن پر نہیں جاؤں گا۔ لیکن پھر حالات ایسے ہو جاتے ہیں اور سلیمان اپنا قرض وصول کرنے کے لئے میرے سر پر چڑھ کر ناچنا شروع کر دیتا ہے تو پھر مجھے مجبوراً چوہے کی بات ماننی ہی پڑتی ہے اور میں ایک بار پھر کچھ پانے کے جستجو میں تمہارے ساتھ موت کے سمندر میں بھی چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہو جاتا ہوں۔ مگر واپسی پر برائے نام چیک دے کر چوہا پھر مجھے ہاتھ دکھا جاتا ہے اور میں بس اس کا دیا ہوا چیک ہی دیکھتا رہ جاتا ہوں۔ لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔ اب میرا اپنا بنک بیلنس ہو گا۔ میری جیبوں میں پاکیشیا کے تمام بنکوں کی چیک بکس ہوں گی اور میں جس چیک پر دستخط کر دوں گا اسے وصول

کرنے والے مجھے جھک جھک کر کورنش بجا لانا شروع ہو جائیں گے۔ واہ کیا شاندار زندگی ہو گی میری۔ بس دعا کرو کہ وہ عورت میرا رشتہ منظور کر لے پھر تم جب بھی سیکرٹ سروس چھوڑنے کا سوچو تو سیدھا میرے پاس چلے آنا میں تم سب کو اپنے ساتھ رکھ لوں گا۔ کسی کو اپنا مشیر بنا کر، کسی کو سیکرٹری اور کسی کو میں کیشیئر کی جاب دے دوں گا۔ اگر تنویر بھی میرے پاس آئے گا تو میں اسے بھی کوئی نہ کوئی جاب دے دوں گا چاہے وہ کسی نائب قاصد کی ہی جاب کیوں نہ ہو۔ رہی بات رنجیدہ ہونے کی تو وہ میں اس لئے ہوں کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں گرین کوئین میرا رشتہ ہی نہ ٹھکرا دے۔ اگر ایسا ہوا تو میرے سارے خواب دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور مجھے ہمیشہ چوہے کی ہی غلامی کرنی پڑے گی“...... عمران نے اسی طرح مسلسل رکے بغیر بولتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر تنویر کا چہرہ ایک بار پھر بگڑنا شروع ہو گیا۔

”گرین کوئین۔ کیا وہ کوئین ہے“...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس کا کاروبار چونکہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور اس کی سب سے زیادہ دولت گرین لینڈ میں ہے اس لئے وہ خود کو گرین کوئین کہتی ہے“...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”اس کی رہائش گاہ کہاں ہے“...... صفدر نے پوچھا۔

”یہ مت پوچھو کہ اس کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ یہ پوچھو کہ اس

کی رہائش گاہیں کہاں کہاں اور کس کس ملک میں نہیں ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''میرا مطلب ہے کہ گرین کوئین کی نیشنلٹی کہاں کی ہے۔ کیا وہ پاکیشیا کی رہنے والی ہے یا گرین لینڈ کی''...... صفدر نے کہا۔

''بتایا تو ہے وہ پاکیشیائی ہے۔ گرین لینڈ اور دوسرے بے شمار ممالک میں اس کے بزنس پوائنٹ ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا تم نے اسے پرپوز کیا ہے''...... تنویر نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے چند دن پہلے اسے اپنا مکمل بائیو ڈیٹا اور اپنی کئی حالیہ تصاویر ارسال کی تھیں''...... عمران نے کہا۔

''پھر کوئی جواب آیا''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو میں نے تم دونوں کو یہاں بلایا ہے''۔ عمران نے کہا تو وہ دونوں ایک بار پھر چونک پڑے۔ جوزف اور جوانا خاموشی سے کھڑے ان کی باتیں سن رہے تھے۔ انہوں نے عمران کی باتوں میں کوئی مداخلت نہیں کی تھی۔

''کیا مطلب۔ اس معاملے سے ہمارا کیا تعلق ہے''...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

''ابھی تک تو اس معاملے سے تمہارا کوئی لینا دینا نہیں تھا لیکن گرین کوئین نے مجھے خاص طور پر اپنے دولت کدے میں طلب کیا ہے۔ وہ مجھ سے اکیلے میں ملنا چاہتی ہے اور اس نے کہا ہے کہ

میں اپنے ساتھ دو معتبر افراد کو بھی ساتھ لیتا آؤں جو میرے عزیز ہوں تاکہ ان کے سامنے ہم مستقبل کے بارے میں ڈسکس کر سکیں۔ اب میرے نزدیک تم سے زیادہ معتبر اور عزیز کون ہو سکتا ہے۔ تم میرے عزیز بن جاؤ۔ تم دونوں ساتھ ہو گے تو واپس آ کر تم اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو یہ تو بتا سکو گے کہ میری چوائس غلط نہیں ہے اور میں نے جو کیا ہے اچھے وقتوں کے لئے ہی کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ اپنے ساتھ ہمیں اپنا عزیز بنا کر لے جانا چاہتے ہیں''...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اور نہیں تو کیا۔ میں وہاں اپنے بر دکھاوے کے لئے جا رہا ہوں تم دونوں کے بر دکھاوے کے لئے نہیں''...... عمران نے بوڑھی عورتوں کی طرح ہاتھ نچا کر کہا۔

''اگر گرین کوئین آپ کے عزیزوں سے ملنا چاہتی ہے تو آپ ہمارے بجائے اپنے ڈیڈی اور اپنی اماں بی کو کیوں نہیں لے جا رہے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''انہیں ساتھ لے جانے سے بہتر ہے کہ میں اپنے سر میں خود ہی گولیاں مار لوں۔ اماں بی نے اپنی ہم عمر حسینہ کو دیکھا تو انہوں نے وہیں میرے اور گرین کوئین کے سر پر اپنی جوتیاں برسانی شروع کر دینی ہیں اور ڈیڈی۔ انہوں نے تو اپنی سروس میں آج تک اپنے ریوالور سے ایک گولی بھی نہیں چلائی ہے۔ شاید انہوں

نے قسم کھا رکھی ہے کہ وہ جب بھی پہلی گولی چلائیں گے ان کا پہلا نشانہ میں ہی بنوں گا''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا ہمارے ساتھ جانے سے آپ کی مس، میرا مطلب ہے گرین کوئین آپ کا رشتہ قبول کر لیں گی''...... صفدر نے کہا۔

''ظاہر ہے جب تم پرنس آف ڈھمپ کے مشیر خاص اور سیکرٹری بن کر جاؤ گے اور یہ دونوں باڈی گارڈز ہمارے ساتھ ہوں گے تو گرین کوئین کو بھی پرنس آف ڈھمپ کی ہیبت دیکھ کر پسینہ آ جائے گا اور وہ اپنی پیشانی پر آیا ہوا پسینہ رومال سے صاف کرنے سے پہلے میرا رشتہ قبول کر لے گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہمارا آج ہی رشتہ طے ہو جائے۔ آج ہی منگنی ہو جائے اور آج ہی شادی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو آپ گرین کوئین سے ملنے کے لئے پرنس آف ڈھمپ بن کر جائیں گے''...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ گرین کوئین کا رشتہ کسی چارمنگ پرنس سے ہی ہو سکتا ہے کسی ایرے غیرے نتھو خیرے سے تو نہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر ہم دونوں ہی کیوں۔ آپ تمام ممبران کو بلا لیں۔ ہم سب آپ کے ساتھ چلیں گے تاکہ اگر چٹ منگنی اور پٹ بیاہ والا معاملہ ہو تو ہم سب آپ کی شادی میں انجوائے کر سکیں''...... صفدر نے نیم مسکراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ نہیں۔ میں ابھی سب کو ساتھ لے جانے کا رسک نہیں لے سکتا ہوں۔ خاص طور پر جولیا کو تو میں اس بات کی ہوا بھی نہیں لگنے دینا چاہتا۔ اس کا کوئی بھروسہ نہیں کہ وہ عین شادی کے وقت میری ہونے والی بیوی کو تھریسیا کی طرح ہی لے اُڑے''...... عمران نے کہا۔ **(تھریسیا، جولیا کو لے اُڑی تھی جب جولیا عمران کی دلہن بنی بیٹھی تھی۔ اس دلچسپ سچوئیشن کے لئے جناب ظہیر احمد کا خاص نمبر سرخ قیامت ضرور پڑھیئے)۔**

''ہونہہ۔ تو تمہارا کیا خیال ہے۔ شادی کے بعد وہ تمہیں چین سے رہنے دے گی''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''تو تم کس مرض کی دوا ہو۔ تم سنبھال لینا اسے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''فضول باتیں مت کرو۔ یہ بتاؤ۔ تم ہم سے چاہتے کیا ہو''...... تنویر نے سر جھٹک کر کہا حالانکہ عمران کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں تیز چمک آ گئی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ آخر کار عمران نے اس کے حق میں اور جولیا سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے۔

''میرے بر دکھاوے کے لئے میرے ساتھ چلنے کی تیاری کرو اور کچھ نہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم آپ کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہیں۔ چلیں کہاں چلنا ہے''...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

جیسے اس نے عمران کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ اس کی بات سن کر تنویر نے چونک کر صفدر کی جانب دیکھا پھر صفدر کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر وہ بھی خاموش ہو گیا۔

''گڈ شو۔ یہ ہوئی نا بات۔ میں ڈر رہا تھا کہ اگر تم دونوں نے میرا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو میرا کیا ہو گا اور تم دونوں کے سوا میں کسی اور پر بھروسہ بھی نہیں کر سکتا تھا اس لئے اگر تم دونوں میرا ساتھ نہ دیتے تو میرے ہاتھ سے نصف صدی کے قریب پہنچنے والی حسین دوشیزہ بھی نکل جاتی''...... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

''جوزف، جوانا۔ تم دونوں بھی تیار ہو جاؤ۔ تم دونوں پرنس کے باڈی گارڈز ہو اور باڈی گارڈز مخصوص یونیفارم میں ہی اچھے لگتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے سنجیدگی سے کہا۔ جوانا نے بھی جوزف کی تقلید میں سر ہلا دیا۔

''کیا آپ پرنس والا لباس پہنیں گے''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ میں ہر وقت پرنس والے لباس میں ہی ملبوس رہوں۔ پرنس کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا چاہے وہ شاہی لباس زیب تن کرے یا پھر دھوتی کرتا''...... عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا تو وہ دونوں ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''میرا اور تنویر کا کیا کردار ہو گا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے

پوچھا۔

''تنویر میرا سیکرٹری ہو گا اور تم میرے ذاتی دوست اور تمہارا تعلق بھی ریاست ڈھمپ سے ہی ہے۔ تمہارا نام عزیز ہے اور تنویر کا نام عزیزی''...... عمران نے کہا۔

''پھر تو میرا یہ روپ میرے لئے باعث فخر ہو گا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شاہی خاندان سے نہ دوستی اچھی ہوتی ہے اور نہ دشمنی۔ اس لئے زیادہ دانت مت نکالو۔ پرنس کے باڈی گارڈز کو اگر غصہ آ گیا تو یہ تمہاری بتیسی نکال کر رکھ دیں گے''...... عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر ہنس پڑے۔

''عزیزی کے علاوہ میرے لئے کوئی اور اچھا نام نہیں سوجھا تمہیں''...... تنویر نے خوشگوار موڈ میں کہا۔

''تو مسٹر ٹمبکٹو رکھ لو۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ یہ نام تمہیں ہی مبارک۔ میں عزیزی ہی ٹھیک ہوں''...... تنویر نے فوراً کہا تو اس بار صفدر بے اختیار ہنس دیا۔

''میں لباس بدلنے جا رہا ہوں۔ تم بھی ڈریسنگ روم میں جا کر اپنے لباس بدل لو۔ میں نے تم دونوں کے لئے بھی خصوصی طور پر دو لباس تیار کرائے ہیں''...... عمران نے صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم انہی لباسوں میں ٹھیک ہیں"...... تنویر نے سر جھٹک کر کہا۔

"نہیں۔ ایسے لباس تو میرے ملازمین کے ملازمین بھی نہیں پہنتے ہیں۔ تم پرنس کے سیکرٹری ہو اور صفدر میرا دوست اس لئے دونوں کے جسموں پر خصوصی لباس ہونے ضروری ہیں ورنہ گرین کوئین پر ہمارا رعب اور دبدبہ نہیں پڑے گا"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر نے کچھ کہنا چاہا لیکن صفدر نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش کرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر پرنس نے ہمارے لئے خصوصی لباس تیار کرائے ہیں تو ہمیں ان لباسوں کو پہننے میں کیا اعتراض ہے۔ آؤ پہن لیتے ہیں ہم ان کے منگوائے ہوئے خصوصی لباس"...... صفدر نے کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں رہائشی حصے میں موجود ڈریسنگ روم کی جانب بڑھتے چلے گئے جبکہ عمران ایک الگ روم کی طرف چلا گیا اور جوزف اور جوانا اپنے اپنے کمروں کی طرف ہو لئے۔

تھوڑی دیر کے بعد عمران جب ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو اس کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے اور جدید تراش کا نیوی بلیو کلر کا تھری پیس سوٹ تھا۔ اس کے گلے میں انتہائی قیمتی موتیوں کے دو ہار تھے جن کی وجہ سے اس کی وجاہت میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ انگلیوں میں انتہائی قیمتی اور نادر ہیروں کی انگوٹھیاں تھیں۔ انگوٹھیاں

پلاٹینم کی بنی ہوئی تھیں۔ عمران عام طور پر لاپرواہ سا رہتا تھا لیکن اب چونکہ اسے پرنس آف ڈھمپ کا رول ادا کرنا تھا اس لئے اس نے خصوصی طور پر تیاری کی تھی جس سے اس کی وجاہت میں بلامبالغہ سینکڑوں گنا اضافہ ہو گیا تھا۔ اسی لمحے ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا اور صفدر اور تنویر باہر آ گئے۔ انہوں نے بھی قیمتی سوٹ پہن رکھے تھے۔ صفدر کشمشی رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا جبکہ تنویر کے جسم پر لائٹ بلیو سوٹ تھا جس سے ان دونوں کی وجاہت بھی عمران سے کم دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"آپ تو واقعی پرنس سے کم نہیں لگ رہے ہیں"...... صفدر نے عمران کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس سے کم۔ ہونہہ۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ اس لباس میں تم مجھے دیکھتے ہی پرنس چارمنگ کہو گے"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی پرنس چارمنگ ہی ہو"...... تنویر نے مسکرا کر کہا تو عمران کے چہرے پر جیسے رنگوں کی پھلجھڑیاں سی پھوٹ پڑیں۔

"تنویر نے کہہ دیا تو میں واقعی پرنس چارمنگ ہوں۔ واہ واہ۔ تنویر کے منہ سے اپنے لئے پہلی بار تعریف سن کر ایسا لگ رہا ہے جیسے میں ہواؤں میں اُڑنا شروع ہو گیا ہوں"...... عمران نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔ کچھ ہی دیر میں جوزف اور جوانا بھی اپنے کمروں سے نکل کر باہر آ گئے۔ ان کے جسموں پر خاکی

رنگ کی مخصوص یونیفارمز تھیں اور بیلٹ کے دونوں طرف لٹکے ہوئے ہولسٹرز میں بھاری ریوالوروں کے دستے نظر آ رہے تھے۔ ان یونیفارمز میں وہ دونوں واقعی قوت اور طاقت کے پہاڑ دکھائی دے رہے تھے۔

''گڈ شو۔ اسے کہتے ہیں پرنس چارمنگ کے باڈی گارڈز''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جوزف اور جوانا کو دیکھ کر صفدر اور تنویر کی آنکھوں میں بھی ان کے لئے تعریفی چمک ابھر آئی تھی۔

''جوزف''......عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس پرنس''...... جوزف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ عمران چونکہ خود کو پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں ڈھال چکا تھا اور جوزف اور جوانا اس کے باڈی گارڈز تھے اس لئے وہ اس روپ میں اسے ماسٹر یا باس کہنے کی بجائے پرنس کہتے تھے۔

''نوٹوں کی گڈیاں، چیک بکس اور میرے کریڈٹ کارڈز وہ سب لا کر میرے سیکرٹری عزیزی کو دے دو''...... عمران نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

''یس پرنس''...... جوزف نے کہا اور اس نے اپنی مختلف جیبوں سے نوٹوں کی بڑی بڑی گڈیاں ، چیک بکس اور کئی کریڈٹ کارڈز نکال کر تنویر کی جانب بڑھا دیئے۔ تنویر نے حیرت سے نوٹوں کی گڈیاں، کریڈٹ کارڈز اور چیک بکس دیکھیں اور پھر اس نے طویل سانس لیتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے انداز میں سب کچھ

اپنی جیبوں میں رکھنا شروع کر دیا۔

''جوزف۔ تم میرے باڈی گارڈ بھی ہو اور میرے ڈرائیور بھی۔ جاؤ اور جا کر فوراً پرنس کی کار تیار کرو۔ ہم اپنی بارات سے پہلے بر دکھاوے کی رسم بڑی دھوم سے منائیں گے''......عمران نے کہا۔

''یس پرنس''...... جوزف نے مخصوص انداز میں کہا اور وہ تیز تیز چلتا ہوا پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کی سائیڈ میں ایک گیراج بنا ہوا تھا۔ اس گیراج میں پرنس کی مخصوص جہازی سائز کی کار کھڑی کی جاتی تھی۔

''جوانا''......عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس پرنس''...... جوانا نے بھی جوزف کے انداز میں انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہمارا فون لاؤ۔ ہم گرین ہاؤس کال کر کے گرین کوئین کو اپنی آمد کی اطلاع دینا چاہتے ہیں تا کہ وہ ہمارے شایان شان استقبال کی تیاری کر سکے''......عمران نے بڑے شاہانہ لہجے میں کہا۔

''یس پرنس''...... جوانا نے کہا اور اس نے جیب سے ایک قیمتی سیل فون نکال کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے اس سے فون لیا اور اس پر نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کر کے عمران نے کالنگ بٹن پریس کیا اور سیل فون تنویر کی جانب بڑھا دیا۔

''گرین ہاؤس بات کرو اور انہیں بتاؤ کہ پرنس آف ڈھمپ آ رہے ہیں اس کے شایان شان استقبال کی تیاری کی جائے''۔ عمران

نے کہا تو تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے اس سے فون لے لیا۔

''گرین ہاؤس''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میری گرین کوئین سے بات کرائیں۔ میں پرنس آف ڈھمپ کا سیکرٹری بات کر رہا ہوں''......تنویر نے اپنے لہجے میں رعب پیدا کرتے ہوئے کہا۔ اسے بارعب انداز میں بات کرتے دیکھ کر صفدر کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔ تنویر پہلی بار پرنس آف ڈھمپ کے سیکرٹری کے طور پر کام کرنے پر آمادہ ہوا تھا۔ جس پر صفدر کو حیرانی بھی تھی لیکن وہ سمجھ سکتا تھا کہ تنویر ایسا کیوں کر رہا ہے۔ تنویر کی یہ تبدیلی اس ٹرائی اینگل کی وجہ سے ہی تھی اب اگر عمران واقعی گرین کوئین کے حوالے سے سنجیدہ تھا تو پھر تنویر کی تو جیسے لاٹری ہی نکل آئی تھی۔ اس لئے وہ بھلا عمران کا ساتھ کیوں نہ دیتا۔

''یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ایک لمحے کے لئے فون پر خاموشی چھا گئی۔

''یس۔ گرین کوئین سپیکنگ''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک بھاری اور بلغم زدہ آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سن کر تنویر کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے دوسری طرف سے پچاس سالہ نہیں بلکہ ساٹھ ستر سالہ عورت بول رہی ہو جس کی آواز میں مردانہ پن کا عنصر تھا۔

''پرنس آف ڈھمپ آپ سے ملاقات کے لئے روانہ ہونے ہی والے ہیں۔ آپ منتظر رہیں''......تنویر نے اسی انداز میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ہم ان کی آمد کے بے چینی سے منتظر ہیں اور ہم نے ان کے استقبال کے لئے شایان شان انتظام کیا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے جیسے گرین کوئین نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تنویر نے منہ بناتے ہوئے سیل فون کان سے ہٹا کر رابطہ منقطع کر دیا۔

''یہ ہے تمہاری گرین کوئین''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے۔ کدھر ہے''......عمران نے احمقانہ انداز میں گھوم گھوم کر اپنے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں فون پر بات کرنے والی خاتون کی بات کر رہا ہوں جس کی آواز پہاڑی کوے جیسی ہے اور ایسا لگتا ہے جیسے وہ ستر اسی سالہ بڑھیا ہو''......تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''خبردار۔ اگر تم نے پرنس آف ڈھمپ کی پرنسز کی شان میں گستاخی کی تو میرے باڈی گارڈز تمہاری گردن توڑ دیں گے۔ حدِ ادب کو ملحوظِ خاطر رکھو۔ نانسنس۔ پرنس اپنے ساتھ گستاخی کرنے والے کو معافی دے سکتا ہے مگر اپنی ہونے والی پرنسز کی شان میں گستاخی کرنے والے کو گولی مار دیتا ہے''......عمران نے کہا اور تنویر برے برے منہ بنانا شروع ہو گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ سب جدید ماڈل کی لانگ کار میں بیٹھے رانا ہاؤس سے نکل رہے تھے۔ رولس رائز کار ایٹ سیٹر تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف بیٹھا تھا جبکہ اس کی سائیڈ والی سیٹ پر جوانا بیٹھ گیا تھا۔ عمران کار کی درمیانی سیٹ پر بڑی شان سے بیٹھ گیا تھا اور صفدر اور تنویر پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔

جوزف کار انتہائی سبک رفتاری سے دوڑانا شروع ہو گیا۔ عمران نے جوزف کو گرین ہاؤس کا راستہ سمجھا دیا تھا اس لئے جوزف اطمینان سے کار ڈرائیو کرتا ہوا گرین ہاؤس کی جانب لے جا رہا تھا۔ ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد ان کی کار ایک نئی اور جدید طرز کی اعلیٰ رہائش گاہوں کی کالونی میں داخل ہو رہی تھی جو گرین کالونی کے نام سے ہی منسوب تھی۔

جوزف چند لمحے کار مختلف سڑکوں پر گھماتا رہا پھر اس نے کار ایک بڑے محل نما بنگلے کے گیٹ کے پاس لے جا کر روک دی۔ محل نما یہ بنگلہ واقعی اپنی مثال آپ تھا۔ اس بنگلے کی بیرونی دیواروں پر گہرے سبز رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا۔ گیٹ کے اوپر جہازی سائز نیون سائن لگا ہوا تھا جس پر گرین ہاؤس لکھا ہوا تھا۔

گیٹ کھلا ہوا تھا اور گیٹ کے اطراف ہر طرف پھول ہی پھول کھلے ہوئے تھے۔ گیٹ کے اندر ایک بڑی راہداری میں دو قطاروں میں انتہائی حسین لڑکیاں ترتیب سے کھڑی تھیں جن کے ہاتھوں میں چاندی کی تھالیاں تھیں اور یہ تھالیاں گلاب اور موتیئے کے پھولوں

کی پتیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ گیٹ کے پاس دو باوردی گارڈز کھڑے تھے جن کے ہاتھوں میں پرانے طرز کی رائفلیں تھیں جن کے آگے باقاعدہ سنگینیں لگی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی جوزف نے کار گیٹ کی طرف موڑی ان دونوں گارڈز نے رائفلیں کاندھوں تک اٹھائیں اور ساتھ ہی ان کی ایڑیاں بج اٹھیں۔

جوزف کار اندر لے گیا۔ جیسے ہی وہ کار گیٹ کے اندر لایا۔ دائیں بائیں قطاروں میں کھڑی لڑکیوں نے کار پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرنا شروع کر دیں۔ وہ جھک جھک کر کار میں بیٹھے ہوئے پرنس کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھیں اور وہاں اتنی لڑکیوں کو دیکھ کر عمران اکڑنے کی بجائے خود کو اس بری طرح سے سمیٹنا شروع ہو گیا تھا جیسے لڑکیوں کے جھرمٹ میں اسے شرم آ رہی ہو۔

سامنے ایک بڑا سا چبوترا تھا جس کی سیڑھیاں گولائی میں اور انتہائی شاندار انداز سجی ہوئی تھیں۔ سیڑھیوں کے کنارے پر ایک عورت، ایک نوجوان لڑکی اور کئی مرد موجود تھے۔ ان سب نے انتہائی قیمتی لباس پہن رکھے تھے۔ مردوں کے سروں پر تو باقاعدہ گلابی رنگ کے کلے بندھے ہوئے تھے۔

عورت انتہائی ضعیف دکھائی دے رہی تھی جس نے قیمتی تراش کا لباس پہن رکھا تھا اور اس کے ہاتھوں میں سونے کی چھڑی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے ساتھ جو نوجوان لڑکی کھڑی تھی اس کی عمر بیس بائیس سال کے قریب تھی مگر وہ اپنے موٹاپے کی وجہ سے

گوشت کا پہاڑ دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے بھی قیمتی لباس پہن رکھا تھا لیکن وہ اس قدر پھیلی ہوئی تھی کہ اس کے لباس کو دیکھ کر گمان ہوتا تھا جیسے کپڑے کے کئی تھانوں کو جوڑ جوڑ کر اس کے لئے یہ لباس تیار کیا گیا ہو۔ اس دیو ہیکل لڑکی کے گال بھی انتہائی پھولے ہوئے تھے جن کی وجہ سے اس کی ناک اور آنکھیں جیسے دھنس کر رہ گئی تھیں۔

جوزف نے کار گھما کر چبوترے کے ساتھ کھڑی کر دی۔ کار روکتے ہی وہ فوراً کار سے نکلا اور اس نے عمران کی سائیڈ والا دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی عمران بڑے شاہانہ انداز میں کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس کے کار سے نکلتے ہی جوانا، صفدر اور تنویر بھی کار سے نکل آئے۔ جوزف اور جوانا فوراً عمران کے دائیں بائیں آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کی وجاہت دیکھ کر چبوترے پر کھڑی نہ صرف ضعیف عورت بلکہ دیو ہیکل لڑکی اور مردوں کے چہروں پر بھی ان کے لئے انتہائی پسندیدگی کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ خاص طور پر اس لڑکی کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں اس قدر چمک ابھر آئی تھی جیسے اس کی آنکھوں کے پیچھے کئی واٹ کے بلب ایک ساتھ روشن ہو گئے ہوں۔ ضعیف عورت کے گلے میں انتہائی قیمتی موتیوں اور نایاب ہیروں کے ہار تھے اور اس کے ہاتھوں میں بھی ہیرے جڑے کڑے دکھائی دے رہے تھے جبکہ دیو ہیکل لڑکی

نے تو جیسے لباس کے ساتھ خود کو زیورات سے ڈھانپ رکھا تھا اس کے گلے میں سونے کے بھاری ہار تھے جن میں خوبصورت ہیرے اور موتی جگمگا رہے تھے اور اس کے دونوں ہاتھوں میں بھی موٹے موٹے کڑے دکھائی دے رہے تھے۔ اس عورت کے سر پر سونے کا بنا ہوا ہیرے جڑا، چھوٹا سا ایک تاج بھی تھا جس سے اس کی شخصیت اور زیادہ مضحکہ خیز دکھائی دے رہی تھی۔

بوڑھی عورت کے ساتھ ایک گلابی کلے والا ادھیڑ عمر کھڑا تھا۔ اس نے عمران کو کار سے نکلتے دیکھا تو وہ تیزی سے آگے بڑھا اور سیڑھیاں اترتا ہوا عمران کے سامنے آ گیا۔

''میں گرین کوئین کا سیکرٹری ناصر خانزادہ ہوں۔ میں آپ کو اور آپ کے ساتھ آئے ہوئے معزز مہمانوں کو گرین ہاؤس میں خوش آمدید کہتا ہوں''...... ادھیڑ عمر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے سر کو ہلکا سا خم دیا اور سیڑھیاں چڑھتا ہوا بوڑھی خاتون کے قریب آ گیا۔

''خوش آمدید پرنس۔ میں گرین کوئین، آپ کو اپنے گرین ہاؤس میں خوش آمدید کہتی ہوں''...... بوڑھی عورت نے کانپتے ہوئے بلغم زدہ لہجے میں کہا اور اس کی آواز سن کر تنویر بری طرح سے چونک پڑا۔ یہ وہی آواز تھی جو اس نے رانا ہاؤس سے گرین ہاؤس فون پر سنی تھی۔ گرین کوئین کی آواز سن کر اس کے چہرے پر سنسنی سی پھیل گئی اور وہ عمران کی جانب یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر

دیکھنے لگا جیسے سوچ رہا ہو کہ کیا عمران واقعی پاگل ہو گیا ہے جو وہ انہیں اس قدر ضعیف عورت سے ملانے کے لئے لے آیا ہے۔

''شکریہ۔ ہمیں آپ کا یہ شاندار استقبال دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے یور ہائنس۔ لیکن کیا آپ اکیلی ہی ہمیں خوش آمدید کہیں گی۔ آپ کے ساتھ یہ آپ کے ساتھی اور خاص طور پر یہ خوبصورت اور دلکش خاتون نے ہمیں خوش آمدید نہیں کہا''۔ عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

''کیوں نہیں پرنس۔ ہم بھی آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری ملاقات آپ جیسے وجیہہ اور چارمنگ پرنس سے ہو رہی ہے''...... اس بار دیو ہیکل لڑکی نے بڑے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کی شرماہٹ دیکھ کر اور اس کے منہ سے نکلنے والی آواز سن کر عمران اپنے دیدے گھما کر رہ گیا۔ اس لڑکی کی آواز کسی جنگلی سانڈ جیسی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے آواز اس کے منہ سے نہیں بلکہ اس کی ناک سے نکل رہی ہو۔

''یہ میرے سیکرٹری ہیں مسٹر ناصر خانزادہ اور یہ میری بیٹی ہے مہ لقاء اور آئیں۔ میں باقی افراد سے بھی آپ کا تعارف کرا دیتی ہوں''...... بوڑھی عورت نے ادھیڑ عمر اور اپنی دیو ہیکل بیٹی کا عمران سے تعارف کراتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

گرین کوئین، عمران کو لے کر چبوترے پر موجود دوسرے افراد کی طرف بڑھی اور ان کا عمران سے فرداً فرداً تعارف کرانا شروع ہو

گئی۔ اس دوران دیو ہیکل لڑکی مہ لقاء مسلسل عمران کے قریب رہنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کی نظریں جیسے عمران پر گڑ سی گئی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عمران اسے حد سے زیادہ پسند آ گیا ہو اور وہ ہر لمحہ عمران کے ساتھ ہی لگی رہنا چاہتی ہو۔

گرین کوئین اور اس کی سانڈ جیسی بیٹی کو دیکھ کر صفدر بے اختیار ہونٹ چبانا شروع ہو گیا تھا۔ تنویر بھی صفدر سے بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن یہاں چونکہ پرنس کی اعلیٰ شخصیت کا معاملہ تھا اس لئے وہ نہ چاہتے ہوئے بھی خاموش تھا۔

گرین کوئین، مہ لقاء اور ادھیڑ عمر آدمی کے ساتھ باقی تمام افراد بھی عمران کو اپنے جھرمٹ میں لئے ہوئے رہائش گاہ کے اندر آ گئے۔ جوزف اور جوانا مخصوص باڈی گارڈز کے انداز میں عمران کے ہمراہ تھے اور صفدر اور تنویر کا تو یہ عالم تھا کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی عمران کے پیچھے چل رہے تھے۔

گرین کوئین عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر رہائش گاہ کے عالی شان ہال میں آ گئی جسے انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ ہر طرف قیمتی صوفے اور کرسیوں کی قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ دائیں طرف ایک خوبصورت ڈائننگ ہال تھا جہاں مہمانوں کے بیٹھنے کے ساتھ ساتھ ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا جا رہا تھا۔ وہاں ویٹر کی وردیوں میں ملبوس بے شمار افراد کام کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ ہال میں جیسے خوشبوؤں کی بہار آئی ہوئی تھی۔

گرین کوئین اور اس کی بیٹی مہ لقاء عمران کو سب سے قیمتی اور خوبصورت انداز میں سجے ہوئے صوفوں کی طرف لے آئیں۔

''تشریف رکھیں پرنس اور آپ حضرات بھی بیٹھ جائیں''۔ گرین کوئین نے پہلے عمران اور پھر اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران شکریہ کہہ کر ایک سنگل صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ صفدر اور تنویر اس کے دائیں طرف صوفوں پر بیٹھ گئے اور جوزف اور جوانا عمران کے عقب میں دائیں بائیں اکڑ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

گرین کوئین اور مہ لقاء الگ الگ صوفوں پر بیٹھی تھیں کیونکہ ایک بڑا صوفہ مہ لقاء کے بیٹھنے کے لئے کافی تھا۔ یہ صوفہ عمران کے صوفے کے ساتھ تھا۔ جبکہ گرین کوئین سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ گرین کوئین کا سیکرٹری اور باقی افراد گرین کوئین کے دائیں بائیں مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔

مہ لقاء صوفے میں دھنسی عمران کی طرف ہی الٹی ہوئی تھی اس نے اپنی کہنی صوفے کے کنارے پر رکھ کر اپنا ہاتھ اپنے گال پر رکھ دیا تھا اور یک ٹک عمران کی جانب دیکھے چلی جا رہی تھی۔

''آپ نے اپنے معزز دوستوں کا تعارف نہیں کرایا پرنس''۔ گرین کوئین نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ مسٹر عزیز ہیں۔ یہ میرے دوست ہیں اور ان کا ریاست ڈھمپ میں قیمتی اور نایاب ہیروں کا بزنس ہے اور یہ میرے پرسنل سیکرٹری عزیزی ہے جبکہ یہ گوشت کے پہاڑ میرے باڈی گارڈز

ہیں جو کنگ آف ڈھمپ اور کوئین آف ڈھمپ کے حکم سے ہر وقت میرے سر پر مسلط رہتے ہیں''...... عمران نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ کو ان دیو جیسے باڈی گارڈوں سے ڈر نہیں لگتا ہے پرنس''...... سانڈ جیسی مہ لقاء نے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

''شروع شروع میں انہیں دیکھ کر میری چیخیں نکل جاتی تھیں اور میں ڈر کر بے ہوش بھی ہو جاتا تھا لیکن چونکہ یہ بچپن سے ہی میرے ساتھ ہیں اس لئے اب مجھے ان کی عادت سی ہو گئی ہے۔ اب میں ان کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔ بس ان کے سائے مجھے دکھائی دیتے ہیں جنہیں دیکھ کر پتہ چل جاتا ہے کہ یہ دونوں میرے سر پر سوار ہیں''...... عمران نے کہا تو مہ لقاء یوں کھلکھلا کر ہنس پڑی جیسے عمران نے اسے انتہائی دلچسپ لطیفہ سنا دیا ہو۔ اسے ہنستے دیکھ کر صفدر اور تنویر آنکھیں پھاڑ کر رہ گئے کیونکہ ایک تو اس لڑکی کی ہنسی کی آواز کسی بدروح سے ملتی جلتی تھی جو سارے ہال میں گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اور جب اس لڑکی نے ہنسنا شروع کیا تو اس کے جسم کے ساتھ صوفے نے بھی بری طرح سے ہلنا شروع کر دیا تھا جیسے زلزلہ آ رہا ہو۔

''ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ آپ کی ہنسی تو انتہائی مترنم ہے۔ آپ کی ہنسی سن کر ایسا لگ رہا ہے جیسے ہر طرف مندروں کی مترنم

گھنٹیاں بج اٹھی ہوں‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مہ لقاء کے چہرے پر سرخ رنگ بکھرتا چلا گیا اور اس نے گرین کوئین اور معزز افراد کی موجودگی کی پرواہ کئے بغیر دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا جیسے عمران سے اپنی ہنسی کی تعریف سن کر وہ بری طرح سے شرما گئی ہو جبکہ عمران کے منہ سے مہ لقاء کی تعریف سن کر تنویر اور صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ اسی لمحے کئی ویٹر وہاں آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں چاندی کے ٹرے اور چاندی کے ہی گلاس تھے جنہیں انہوں نے مخملیں کپڑوں سے ڈھک رکھا تھا۔ ان سب نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے آ کر انتہائی احترام بھرے انداز میں ٹرے سے مخملیں کپڑے ہٹائے اور ٹرے میں موجود گلاس عمران اور اس کے ساتھیوں کو پیش کر دیئے۔

’’یہ ہمارے گرین ہاؤس کا تحفہ خاص ہے۔ ہم گرین ہاؤس میں آنے والے اپنے معزز مہمانوں کو سب سے پہلے شربتِ گلاب پیش کرتے ہیں‘‘...... گرین کوئین نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر ویٹر کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹرے سے گلاس اٹھا لیا۔ صفدر اور تنویر نے بھی اپنے گلاس اٹھا لئے تھے۔ گلاسوں میں سرخ رنگ کا انتہائی خوشبو دار شربت بھرا ہوا تھا۔ ویٹروں نے جوزف اور جوانا کو بھی شربتِ گلاب پیش کرنا چاہے لیکن ان دونوں نے ان گلاسوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔

شربتِ گلاب، مہ لقاء اور گرین کوئین کو بھی پیش کیا گیا تھا۔ وہ

سب شربت پینے میں مصروف ہو گئے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے جب شربتِ گلاب چکھا تو واقعی ان کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ اس قدر خوش ذائقہ اور لزیذ شربت کے ایک گھونٹ نے ہی ان کے اندر تازگی اور سکون کی لہریں سی بھر دی تھیں۔ مہ لقاء نے تو سارا گلاس ایک ہی گھونٹ میں پی لیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی انتہائی نفاست سے اور گھونٹ گھونٹ شربتِ گلاب سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ شربتِ گلاب پیتے ہوئے عمران کی نظریں بار بار گرین کوئین کے گلے میں پڑے ہوئے قیمتی ہاروں کی طرف جا رہی تھیں۔ ان ہیروں اور موتیوں کے ہاروں میں ایک ہار ایسا بھی تھا جس کے درمیان میں ایک سنہری رنگ کا ہیرا جگمگا رہا تھا۔ یہ چھوٹا سا ہیرا تھا لیکن اس سنہری ہیرے نے جیسے باقی ہیروں کی چمک ماند سی کر دی تھی۔

عمران نے جیسے ہی گلاس خالی کیا سائیڈ میں کھڑا ایک ویٹر فوراً اس کی طرف آیا اور اس نے خالی ٹرے بڑے احترام سے عمران کی جانب بڑھا دی۔ عمران نے خالی گلاس ٹرے میں رکھ دیا۔

’’سیکرٹری‘‘...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

’’یس پرنس‘‘...... تنویر نے خالی گلاس اپنے سامنے کھڑے ویٹر کی ٹرے میں رکھتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’ان ویٹروں نے ہمیں انتہائی خوش ذائقہ شربتِ گلاب پلایا

ہے جسے پی کر ہماری طبیعت ہشاش بشاش ہو گئی ہے۔ یہاں جتنے بھی ویٹر ہیں۔ ان سب کو میری طرف سے شکریہ کے طور پر بڑی مالیت کے دس دس نوٹ انعام دو''...... عمران نے اسی طرح شاہانہ لہجے میں کہا اور بڑی مالیت کے دس دس نوٹ دینے کا سن کر نہ صرف تنویر بلکہ صفدر کے بھی کان کھڑے ہو گئے جبکہ وہاں موجود گرین کوئین اور مہ لقاء کے ساتھ ساتھ دیگر تمام افراد کے چہرے پر بھی رنگ بدل گئے تھے۔ تنویر جی کڑا کر اٹھا اور اس نے اپنی جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال لی۔ اس کا منہ یوں بن گیا تھا جیسے اسے یہ نوٹ اپنی ذاتی جیب سے دینے پڑ رہے ہوں اور پھر اس نے گڈی سے دس دس نوٹ نکال کر شربتِ گلاب پیش کرنے والے ویٹروں میں بانٹنے شروع کر دیئے۔ بڑی مالیت کے دس دس نوٹ دیکھ کر ان ویٹروں کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں اور تنویر سے نوٹ لے کر وہ پرنس کو جھک جھک کر شاہی انداز میں سلام کرنا شروع ہو گئے تھے۔

''کیا خیال ہے پرنس۔ اب کام کی بات کی جائے یا پہلے آپ کچھ تناول کرنا پسند کریں گے''...... گرین کوئین نے عمران کی جانب تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''شربتِ گلاب پینے کے بعد ہماری طبیعت نہال ہو گئی ہے۔ ابھی ہمیں کھانے پینے کی بھوک نہیں ہے یور ہائنس''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر گولڈن کرسٹل پر بات کر لی جائے''...... گرین کوئین نے کہا تو صفدر اور تنویر بری طرح سے چونک اٹھے۔ عمران نے انہیں بتایا تھا کہ وہ یہاں ایک بوڑھی عورت سے اپنے رشتے کی بات کرنے کے لئے آیا ہے اور اس بوڑھی عورت کو دیکھ کر ان دونوں کی طبیعت مکدر ہونا شروع ہو گئی تھی کہ عمران نے اپنی دادی کی عمر کی ہی عورت کو کیوں پسند کیا ہے۔ جب سے انہوں نے ضعیف عورت اور اس کی سانڈ جیسی بیٹی مہ لقاء کو دیکھا تھا ان دونوں کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ عمران کو اٹھا کر وہاں سے بھاگ جائیں لیکن گرین کوئین ایسی کوئی بات کرنے کی بجائے عمران سے گولڈن کرسٹل کے بارے میں بات کرنے کا کہہ رہی تھی۔

''یس یور ہائنس۔ ہم آپ سے گولڈن کرسٹل کی ڈیل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کی طبیعت کو ناگوار نہ گزرے تو کیا ہم ایک نظر گولڈن کرسٹل دیکھ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یس پرنس۔ کیوں نہیں۔ ہم ابھی منگواتے ہیں۔ مسٹر خانزادہ۔ پرنس کی خدمت میں گولڈن کرسٹل پیش کیا جائے''...... گرین کوئین نے اپنے سیکرٹری ناصر خانزادہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس یور ہائنس''...... ناصر خانزادہ نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں ہلایا تو اسی لمحے سامنے ایک چھوٹا سا دروازہ کھلا اور وہاں سے تین نوجوان لڑکیاں جنہوں نے انتہائی شوخ قسم کے لباس پہن رکھے تھے نکل کر باہر آ گئیں۔ ان میں

سے ایک لڑکی کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جو سرخ رنگ کے مخملیں کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھی۔ جس لڑکی کے ہاتھ میں ٹرے تھی وہ درمیان میں تھی جبکہ دوسری لڑکیاں اس کے دائیں بائیں چل رہی تھیں۔ وہ تینوں شانِ بے نیازی سے چلتی ہوئیں وہاں آ گئیں۔

''گولڈن کرسٹل پرنس کو پیش کیا جائے''...... ناصر خانزادہ نے کہا تو تینوں لڑکیاں انتہائی مؤدبانہ انداز میں عمران کے سامنے آ کھڑی ہوئیں۔ ان تینوں کے ہونٹوں پر انتہائی دلکش مسکراہٹ تھی۔ وہ تینوں عمران کی جانب انتہائی پسندیدگی سے دیکھ رہی تھیں۔ دو لڑکیاں پیچھے ہٹ گئیں جبکہ جس لڑکی نے مخملیں کپڑے سے ڈھکی ہوئی ٹرے تھام رکھی تھی وہ عمران کی طرف جھک گئی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے ٹرے عمران کی جانب کرتے ہوئے ٹرے سے مخملیں کپڑا ہٹا دیا۔

جیسے ہی ٹرے سے کپڑا ہٹایا گیا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں میں سنہری رنگ کی تیز چمک سی پڑی۔ انہوں نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کیں اور پھر وہ آنکھیں کھول کر غور سے ٹرے کی جانب دیکھنا شروع ہو گئے جس میں ایک اخروٹ جتنا بڑا سنہری رنگ کا ہیرا جگمگا رہا تھا۔ اس ہیرے کی چمک سنہری تھی اور اتنی تیز تھی کہ اس کی روشنی سے ان سب کی آنکھیں خیرہ ہو گئی تھیں۔

سنہری ہیرے کو دیکھ کر تنویر اور صفدر کی آنکھوں میں کئی سوال

ابھر آئے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران اور یور ہائنس گولڈن ڈائمنڈ کو گولڈن کرسٹل کیوں کہہ رہے تھے۔

''کیا ہم اسے چھو سکتے ہیں''...... عمران نے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''بصدِ شوق پرنس۔ یہ خاص طور پر ہمارے عجائب خانے سے آپ کو ہی دکھانے کے لئے یہاں منگوایا گیا ہے''...... لڑکی کے بولنے سے پہلے سانڈ جیسی مہ لقاء نے کہا۔

''اس عزت افزائی کا شکریہ''...... عمران نے کہا اور اس نے ٹرے سے گولڈن کرسٹل اٹھا لیا جیسے ہی اس نے گولڈن کرسٹل اٹھایا لڑکی سیدھی ہوئی اور تیزی سے پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ یور ہائنس اور باقی سب عمران کے ہاتھوں میں موجود گولڈن کرسٹل کی طرف دیکھ رہے تھے جس کی سنہری روشنی سے عمران کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔

''یور ہائنس۔ آپ نے تو کہا تھا کہ آپ کے پاس موجود گولڈن کرسٹل دو سو گرام کا ہے لیکن اس کا وزن تو ہمیں ڈیڑھ سو گرام سے زیادہ کا نہیں لگ رہا ہے''...... عمران نے گولڈن کرسٹل کو الٹ پلٹ کر اور ہتھیلی پر رکھ کر اس کا وزن کرتے ہوئے کہا۔

''یس پرنس۔ یہ گولڈن کرسٹل ڈیڑھ سو گرام ہی ہے۔ پچاس گرام کا گولڈن کرسٹل ہمارے اس ہار میں موجود ہے ہم نے ان دونوں کے وزن کے بارے میں آپ کو بتایا تھا''...... گرین کوئین نے اپنے گلے میں پڑے ہوئے ہار کو پکڑ کر اس میں موجود سنہری

ہیرا دکھاتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ کرسٹل اسی گولڈن کرسٹل سے ہی کاٹا گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نو پرنس۔ یہ دونوں الگ الگ گولڈن کرسٹل ہیں۔ دونوں کا حجم اور ڈیزائن الگ ہے اور پھر آپ جیسے ماہرانہ نظر رکھنے والے پرنس، گولڈن کرسٹل کے اگر دلدادہ ہیں تو پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ گولڈن کرسٹل کو کاٹ کر اسے نیا ڈیزائن دینے کی کوشش کی جائے تو یہ ایک ہزار فارن ہیٹ پر پگھلتا ہے اور ایک ہزار فارن ہیٹ میں پگھلنے والے کرسٹل کا بہت سا حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق سو گرام کے کرسٹل کو پگھلا کر اسے نیا ڈیزائن دیا جائے تو پگھلتے ہی گولڈن کرسٹل کا آدھا حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم بھلا اس قدر قیمتی کرسٹل کو کٹوانے اور اسے الگ الگ کرنے کی کوشش کیسے کر سکتے ہیں اگر ہم نے ایسا کیا ہوتا تو ہمارے پاس دو سو گرام کی بجائے پچاس پچاس گرام کے دو گولڈن کرسٹل ہوتے''...... گرین کوئین نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''بہرحال۔ جیسا کہ ہم نے آپ سے کہا تھا کہ ہم آپ کو گولڈن کرسٹل کے لئے بڑی سے بڑی رقم دے سکتے ہیں۔ آپ فرمائیں۔ ان دونوں گولڈن کرسٹلز کا آپ کیا چاہتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ایک منٹ۔ مجھے اپنی ماں سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ اس کے بعد وہ آپ کو بتائیں گی کہ گولڈن کرسٹلز آپ کو دینے کی کیا قیمت لی جائے گی''...... اچانک مہ لقاء نے کہا اور وہ سب چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔ مہ لقاء اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

''ماں۔ مجھے آپ سے علیحدگی میں ایک ضروری بات کرنی ہے کیا آپ کچھ دیر کے لئے میرے ساتھ آئیں گی''...... مہ لقاء نے گرین کوئین سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس مائی پرنسز۔ کیوں نہیں۔ ایکسیوز می پلیز''...... گرین کوئین نے پہلے اپنی بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی لاڈ سے اور پھر اٹھ کر کھڑی ہوتے ہوئے عمران سے ایکسکیوز کرتے ہوئے کہا۔

''ڈونٹ ایکسکیوز یور ہائنس''...... عمران نے خوش دلی سے کہا تو گرین کوئین اور اس کی بیٹی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اس طرف چل دیں جس طرف ایک دروازے سے نکل کر تین نوجوان لڑکیاں عمران کو گولڈن کرسٹل دکھانے کے لئے لائی تھیں۔

گرین کوئین اور مہ لقاء کو وہاں سے جاتے دیکھ کر صفدر اور تنویر نے طویل سانس لئے اور پھر وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں عمران سے کئی سوال پوچھنا شروع ہو گئے لیکن عمران نے انہیں کسی بات کا جواب نہیں دیا تھا وہ ان دونوں کی اپنے ساتھ موجودگی سے جیسے انجان ہو گیا تھا۔ وہ بدستور ہاتھ میں موجود گولڈن کرسٹل کو غور سے

دیکھ رہا تھا۔ گولڈن کرسٹل کو دیکھتے ہوئے عمران کی آنکھوں میں انتہائی حیرت ابھر آئی تھی۔ وہ گولڈن کرسٹل کو الٹ پلٹ کر اور انتہائی غور سے دیکھ رہا تھا۔ صفدر اور تنویر کو یوں لگ رہا تھا جیسے عمران ہیروں کا بہت بڑا جوہری ہو اور وہ ہیروں کو بخوبی پرکھ سکتا ہو۔

کرنل فریدی نے فون کا رسیور رکھا ہی تھا کہ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید کی شکل دکھائی دی اور وہ اندر آ کر دروازے کے پاس رک گیا۔

''کیا میں اندر آ سکتا ہوں''...... کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اندر آ تو گئے ہو فرزند اور کتنا اندر آؤ گے''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر کیپٹن حمید کے چہرے پر سکون آ گیا جیسے اس نے جان بوجھ کر کمرے میں داخل ہو کر کرنل فریدی سے اندر آنے کی اجازت لی ہو اور وہ اس بہانے سے کرنل فریدی کا موڈ دیکھنا چاہتا ہو۔

''اوہ ہاں۔ میں تو واقعی اندر آ گیا ہوں۔ بہرحال السلام علیکم۔ اور سنائیں۔ آپ کے مزاج گرامی کیسے ہیں اور آپ کب تشریف

لائے ہیں''...... کیپٹن حمید نے مسکرا کر آگے بڑھتے ہوئے کہا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں کرنل فریدی کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''بڑے خوشگوار موڈ میں دکھائی دے رہے ہو لگتا ہے آج صبح منہ دھوتے ہوئے تم نے آئینہ نہیں دیکھا تھا''...... کرنل فریدی نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے جواباً بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔

''آپ کا خیال ہے کہ جب میں آئینہ نہیں دیکھتا تو میرا موڈ خوشگوار ہوتا ہے''...... کیپٹن حمید نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

''بالکل۔ ورنہ جب بھی تم آتے ہو تمہارے چہرے کا زاویہ ہی بگڑا ہوتا ہے تمہیں دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے کسی سنہری چڑیا نے بھرے بازار میں تمہارے سر پر سینڈل مار دی ہو''...... کرنل فریدی نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سنہری چڑیا سے آپ کی کیا مراد ہے''...... کیپٹن حمید نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کوئی بھی ہوسکتی ہے۔ تم جیسا دل پھینک یہ تھوڑا ہی دیکھتا ہے کہ کوئی شاہ زادی ہے یا فقیر زادی۔ بس تمہیں تو کسی سے راہ و رسم بڑھانے کا موقع ملنا چاہئے۔ تم نے کسی لڑکی کو دیکھا نہیں اور اس کے دیوانے ہو جاتے ہو''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اب ایسا بھی نہیں ہے۔ آپ کو میرے بارے میں کسی نے

غلط بتایا ہے۔ میں اصول پسند ہوں۔ جب تک کوئی مجھے لفٹ نہ کرائے میں اس وقت تک کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور یہ آپ صبح صبح کیا سنہری چڑیوں کی باتیں لے کر بیٹھ گئے ہیں۔ میں آپ کو ایسا ویسا لگتا ہوں کیا''...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں تم ایسے ویسے نہیں بلکہ ویسے ہی ہو جیسا میں نے کہا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''میرے خوشگوار موڈ کو چھوڑیں آپ اپنا بتائیں۔ آج آپ بھی خلاف توقع اچھے موڈ میں نظر آ رہے ہیں۔ اب میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ صبح صبح آپ کو بھی کسی سنہری چڑیا کے درشن ہو گئے ہیں۔ آپ جیسے ہارڈ سٹون کو تو بس ایک ہی کام سے غرض ہے اور وہ جرائم پیشہ افراد کے پیچھے بھاگتے رہنا اور بڑے بڑے مگر مچھوں کی گردن میں ہاتھ ڈال کر انہیں ایکسپوز کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچنا چاہئے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو''...... کیپٹن حمید نے بات بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''بات بدلنے کی کوشش مت کرو فرزند۔ یہ بتاؤ۔ کل تمہیں جس کام کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس کا کیا ہوا ہے''...... کرنل فریدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

''کون سا کام۔ اوہ اچھا۔ آپ نے مجھے سیٹھ پرتاب کا پتہ لگانے کے لئے کہا تھا۔ میں نے اس کا پتہ لگا لیا ہے۔ وہ واقعی

ہیروں کا بہت بڑا اسمگلر ہے۔ اس کی افریقہ میں ہیروں کی کئی کانیں ہیں جہاں سے وہ ہیرے نکال کر پوری دنیا میں سپلائی کرتا ہے۔ دس فیصد تک اس کا کام قانونی طور پر ہوتا ہے اور باقی غیر قانونی۔ سیٹھ پرتاب کے بارے میں بھی میں نے پتہ کیا ہے۔ اس کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ ہے اور اس نے ابھی تک شادی نہیں کی ہے۔ وہ بہت بڑی جائیداد کا تنہا مالک ہے اور اس نے اپنی حفاظت کے لئے باقاعدہ ذاتی فورس بنا رکھی ہے جو اس کی اور اس کی تمام پراپرٹی کی حفاظت کرتی ہے۔ سیٹھ پرتاب کی رہائش گاہ ماسکر کالونی کے فیز ون میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی رہائش گاہ اس کالونی کی سب سے بڑی اور انتہائی وسیع و عریض رہائش گاہ ہے۔ وہ عیاش آدمی ہے۔ اس کا ایک ذاتی کلب بھی ہے جو اس کی رہائش گاہ کی عقبی سمت میں ہے۔ اس کے علاوہ سیٹھ پرتاب کے بارے میں یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس کے روابط غیر ملکی ایجنٹوں سے بھی ہے جن کو بھاری معاوضے دے کر وہ اپنے مطلب کے کام کرواتا ہے۔ یہ کام حکومتوں اور جرائم پیشہ افراد کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کا ہوتا ہے۔ سیٹھ پرتاب ان معلومات کو پوری دنیا میں فروخت کرتا ہے اور میری معلومات کے مطابق وہ دولت کے لئے ملکی راز بھی فروخت کرنے سے دریغ نہیں کرتا''...... کیپٹن حمید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کہاں سے ملی ہیں یہ سب معلومات''...... کرنل فریدی نے

پوچھا۔

''اس کے لئے مجھے کافی بھاگ دوڑ کرنی پڑی تھی۔ میں سیٹھ پرتاب کے کلب میں بھی گیا تھا۔ زیادہ تر معلومات وہیں سے ملی ہیں۔ بس ویٹروں سے پوچھنے کے لئے مجھے تھوڑی بہت رقم خرچ کرنی پڑی تھی''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''سیٹھ پرتاب اس وقت کہاں مل سکتا ہے''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس کا ایک پاؤں کافرستان میں ہوتا ہے اور دوسرا افریقہ میں۔ اس کا ایک ذاتی طیارہ ہے جسے انٹرنیشنل ٹورزم کا لائسنس ملا ہوا ہے اور اس کے پاس انٹرنیشنل ویزہ موجود ہے۔ جس کے تحت وہ کبھی بھی اور کہیں بھی جا سکتا ہے''...... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

''کیا اس وقت یہ پتہ نہیں چل سکتا ہے کہ سیٹھ پرتاب کافرستان میں ہے یا پھر کسی اور ملک میں''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''پتہ چل سکتا ہے لیکن اس کے لئے مجھے ایک بار پھر اپنی جیب سے بڑی رقم خرچ کرنی پڑے گی اور میں ٹھہرا ایک کنگلا آدمی۔ میری جیب میں جو کچھ تھا وہ میں کل چھوٹی موٹی معلومات حاصل کرنے کے لئے انڈس کلب کے ویٹروں میں تقسیم کر چکا ہوں۔ اگر میرے پاس اور رقم ہوتی تو میں کلب کے مینجر سے مل کر اس سے

یہ بھی پوچھ لیتا کہ سیٹھ پرتاب اس وقت کہاں ہے‘‘...... کیپٹن حمید نے کہا۔

’’کیا مطلب۔ کیا کلب کا منیجر سیٹھ پرتاب کے بارے میں معلومات دینے کی قیمت مانگ رہا ہے‘‘...... کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

’’نہیں۔ ابھی میری اس سے بات نہیں ہوئی ہے لیکن کلب کے ویٹروں سے مجھے پتہ چلا ہے کہ انڈس کلب کا منیجر جس کا نام رمن داس ہے وہ ان دنوں بے حد پریشان ہے۔ وہ جوئے کا بے حد شیدائی ہے اور اپنے ہی کلب کے گیم روم میں بڑی بڑی رقمیں ہار ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے اس پر کلب کا بہت قرض چڑھا ہوا ہے۔ سیٹھ پرتاب نے اسے ایک ہفتے میں کلب کا سارا قرض ادا کرنے الٹی میٹم دے رکھا ہے۔ ویٹر کے کہنے کے مطابق سیٹھ پرتاب نے رمن داس کو یہ دھمکی بھی دی ہے کہ اگر اس نے ایک ہفتے کے اندر اندر کلب کی رقم ادا نہ کی تو وہ اسے اپنے ہاتھوں شوٹ کر دے گا۔ اس لئے رمن داس بے حد پریشان ہے۔ اسے رقم کی ضرورت ہے اور رقم حاصل کرنے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے اور میرا ذاتی خیال ہے کہ اگر ہم اسے ایک خطیر رقم دے دیں تو وہ ہمارے سامنے سیٹھ پرتاب کا سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دے گا‘‘...... کیپٹن حمید نے کہا۔

’’کتنی رقم درکار ہے اسے‘‘...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

’’لگ بھگ سوا دو کروڑ‘‘...... کیپٹن حمید نے کہا۔

’’اوہ۔ یہ تو کافی بڑی رقم ہے‘‘...... کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’رقم تو بڑی ہے لیکن یہ بھی تو دیکھیں کہ اگر منیجر رمن داس زبان کھولنے پر آ گیا تو سیٹھ پرتاب کے مخفی پہلو بھی ہمارے سامنے آ سکتے ہیں۔ میری ایک ویٹر سے بات ہوئی تھی اس نے مجھے بتایا تھا کہ سیٹھ پرتاب انتہائی پراسرار قسم کا آدمی ہے۔ وہ بظاہر تو ہیروں کا بزنس کرتا ہے لیکن اس کے انڈر ورلڈ سے گہرے مراسم ہیں اور وہ انہیں بڑی تعداد میں نہ صرف منشیات بلکہ اسلحہ بھی فراہم کرتا ہے۔ اب ظاہر ہے وہ اسلحہ منشیات گھر میں تو نہیں بناتا ہو گا۔ ان سب کے لئے بھی وہ اسمگلنگ ہی کرتا ہو گا‘‘...... کیپٹن حمید نے کہا۔

’’تو کیا رمن داس یہ سب جانتا ہو گا‘‘...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

’’جی ہاں۔ رمن داس نے حال ہی میں انڈس کلب کا چارج لیا ہے۔ وہ پہلے سیٹھ پرتاب کا رائٹ ہینڈ ہوا کرتا تھا اور سیٹھ پرتاب ہر معاملے میں اسے ہی آگے رکھتا تھا لیکن پھر کسی بات پر سیٹھ پرتاب اور رمن داس کا اختلاف ہو گیا تو سیٹھ پرتاب نے اسے خود سے الگ کر دیا اور اسے کلب کا منیجر بنا دیا‘‘...... کیپٹن حمید نے کہا۔

’’ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ رمن داس کام کا آدمی ہے۔ اس

سے ہمیں سیٹھ پرتاب کے بارے میں بہت کچھ پتہ چل سکتا ہے''۔ کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''میں بھی تو یہی راگ الاپ رہا ہوں''...... کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہارے راگ بے سرے اور انتہائی فضول ہوتے ہیں۔ اس لئے میں ان پر کان ہی نہیں دھرتا''...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے منہ پھلا لیا جیسے کرنل فریدی نے اس کی بے عزتی کر دی ہو۔

''ایسا منہ بنا کر احمق دکھائی دیتے ہو''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''تو آپ مجھے احمق کے سوا اور سمجھتے ہی کیا ہیں''...... کیپٹن حمید نے اسی انداز میں کہا۔

''ہاں واقعی۔ جو تم ہو اس سے زیادہ تمہیں اور سمجھا بھی کیا جا سکتا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید کٹ کر رہ گیا۔ کرنل فریدی نے بڑی خوبصورتی سے اسے احمق ہونے کا خطاب دے دیا تھا۔

''اچھا لڑکی سے کیا پتہ چلا ہے۔ کیا وہ بھی سیٹھ پرتاب کے راز جانتی ہے''...... کرنل فریدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا۔

''لڑکی۔ کون سی لڑکی''...... کیپٹن حمید نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اب زیادہ اوور ایکٹنگ مت کرو۔ میں لیڈی اندومتی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جسے کل تم رات گئے تک اپنی نئی کار میں بے مقصد سڑکوں پر گھماتے پھر رہے تھے''...... اس بار کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید کے چہرے پر زمانے بھر کی بوکھلاہٹ ناچنا شروع ہو گئی۔

''لیڈی اندومتی۔ لل۔ لل۔ لیکن اس کے بارے میں آپ کو کیسے پتہ چلا۔ وہ تو رات دس بجے کے بعد مجھے ملی تھی اور جہاں تک میں آپ کو جانتا ہوں آپ ریسٹ کے معاملے میں کسی سے کوئی سمجھوتا نہیں کرتے اور اگر کسی کیس پر کام نہ کر رہے ہوں تو رات کے دس بجے تک آپ سو جاتے ہیں''...... کیپٹن حمید نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''میں سونے کے باوجود اپنے کان اور آنکھیں کھلی رکھتا ہوں فرزند''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے کہ جب آپ سو جاتے ہیں تو آپ کے جسم سے روح نکل کر مجھ پر نظر رکھنے کے لئے میرے ہی ارد گرد منڈلانا شروع کر دیتی ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں اور میرے ساتھ کون ہے''...... کیپٹن حمید نے منہ بنا کر کہا۔

''ایسا ہی سمجھ لو۔ اگر میں ایسا نہ کروں تو تم جن جن سے سینڈل کھاتے ہو مجھے ان سب کے بارے میں کون بتائے گا''...... کرنل فریدی نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

’’یہ تو غلط بات ہے۔ دوسروں کی پرسنل لائف پر نظر رکھنا شریفوں کا شیوہ نہیں ہے‘‘...... کیپٹن حمید نے کہا۔

’’یہ بات صرف شریفوں پر لاگو ہوتی ہے‘‘...... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید پر ایک بار پھر چوٹ کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید بری طرح سے بھڑک اٹھا۔

’’تو آپ کا کیا خیال ہے میں شریف نہیں ہوں‘‘...... کیپٹن حمید نے تیز لہجے میں کہا۔

’’تمہاری پیشانی پر تو ایسا کوئی لیبل لگا ہوا نہیں ہے جسے دیکھ کر پتہ چلتا ہو کہ تم شریف ہو‘‘...... کرنل فریدی نے اسی انداز میں کہا اور کیپٹن حمید سر جھٹک کر رہ گیا۔

’’وہ لڑکی بھی کسی زمانے میں سیٹھ پرتاب کے ساتھ رہ چکی ہے۔ اب کیوں رہ چکی ہے۔ آپ جیسے شریف انسان اس بارے میں کچھ نہ ہی پوچھیں تو اچھا ہے‘‘...... کیپٹن حمید نے جوابی چوٹ کرتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

’’بہت خوب۔ جوابی چوٹ کر رہے ہو‘‘...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ارے نہیں جناب۔ مجھ جیسا انسان بھلا آپ جیسے ہارڈ سٹون پر جوابی چوٹ کا سوچ بھی کیسے سکتا ہے۔ آپ ٹھہرے بھلے انسان اور میں۔ میرے بارے میں آپ سے زیادہ کون جانتا ہے‘‘۔ کیپٹن حمید نے اسی انداز میں کہا تو کرنل فریدی ہنس پڑا۔

’’ہاں۔ تمہارے بارے میں واقعی مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ تم اس وقت پیدا ہوئے تھے جب ایک ہزار شریف انسان اس دنیا سے کوچ کر گئے تھے جاتے ہوئے وہ اپنی ساری شرافت تمہیں ودیعت کر گئے تھے‘‘...... کرنل فریدی نے کہا تو اس بار کیپٹن حمید ہنسنا شروع ہو گیا۔

’’جب میں انڈس کلب سے نکل رہا تھا تو وہ لڑکی اچانک میری کار کا سائیڈ والا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی تھی۔ اس نے مجھے اپنا نام لیڈی اندومتی بتایا تھا۔ میرے استفسار پر اس نے بتایا کہ میں سیٹھ پرتاب کے بارے میں ویٹروں سے جو معلومات حاصل کر رہا ہوں۔ ان ویٹروں نے مجھے سیٹھ پرتاب کے بارے میں عشر عشیر بھی نہیں بتایا ہے۔ اگر مجھے سیٹھ پرتاب کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں تو مجھے اس سے بات کرنی چاہئے۔ وہ سیٹھ پرتاب کو بخوبی جانتی ہے لیکن سیٹھ پرتاب کے بارے میں کچھ بھی بتانے سے پہلے وہ مجھ سے ڈیل کر کرنا چاہتی تھی‘‘...... کیپٹن حمید نے اس بار خود ہی کھلتے ہوئے کہا۔

’’کیسی ڈیل‘‘...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

’’لیڈی اندومتی کا کہنا تھا کہ سیٹھ پرتاب کے بارے میں وہ مجھے بہت کچھ بتا سکتی ہے لیکن اس کے لئے مجھے پہلے اس کا ایک کام کرنا پڑے گا۔ وہ مجھ سے سیٹھ پرتاب کی رہائش گاہ میں موجود اس کے پرسنل اور خفیہ سیف سے سنہری رنگ کی ایک ڈبیہ چوری

کرانے پر اکسا رہی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اگر میں اسے سیٹھ پرتاب کے خفیہ سیف سے وہ ڈبیہ نکال کر لا دوں تو وہ مجھے سیٹھ پرتاب کے ہر پہلو سے روشناس کرا سکتی ہے''...... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

''کیا چیز ہے اس ڈبیہ میں جسے وہ تم سے چوری کرانے کا کہہ رہی تھی''...... کرنل فریدی نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''پلاٹینم کی بنی ہوئی ایک انگوٹھی جس پر سنہری رنگ کا ایک کرسٹل لگا ہوا ہے۔ کیا نام بتایا تھا اس نے اس کرسٹل کا۔ ہاں۔ یاد آیا۔ گولڈن کرسٹل۔ اس نے کہا تھا کہ اگر میں گولڈن کرسٹل والی انگوٹھی سیٹھ پرتاب کے خفیہ سیف سے نکال کر لے آؤں اور وہ انگوٹھی اسے دے دوں تو وہ مجھے سیٹھ پرتاب کے بارے میں سب کچھ بتا دے گی کہ وہ کیا کرتا ہے اور اس کے کن کن غیر ملکی ایجنٹوں سے روابط ہیں اور وہ اسمگلنگ کے کن کن دھندوں میں ملوث ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ اس کے پاس سیٹھ پرتاب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک ڈائری ہے جس میں اس کا تمام کچا چٹھا موجود ہے۔ اس ڈائری سے سیٹھ پرتاب کے تمام راز کھل کر ہمارے سامنے آ جائیں گے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''گولڈن کرسٹل۔ تو وہ لڑکی بھی تمہارے ذریعے سیٹھ پرتاب سے گولڈن کرسٹل حاصل کرنا چاہتی ہے''...... کرنل فریدی نے ایک

طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''لڑکی سے بھی آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا کوئی اور بھی ہے جو سیٹھ پرتاب سے گولڈن کرسٹل والی رنگ حاصل کرنا چاہتا ہے''۔ کیپٹن حمید نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کون ہے وہ اور وہ گولڈن کرسٹل والی رنگ کیوں حاصل کرنا چاہتا ہے''...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ جو کوئی بھی ہے جلد ہی تمہیں اس کے بارے میں پتہ چل جائے گا۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا اس لڑکی کو کنفرم ہے کہ گولڈن کرسٹل والی انگوٹھی سیٹھ پرتاب کی رہائش گاہ کے کسی خفیہ سیف میں موجود ہے۔ اگر ہے تو اس کے بارے میں لیڈی اندومتی کو کیسے معلوم ہوا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''لیڈی اندومتی کو یہ بات سیٹھ پرتاب کی پرسنل ڈائری سے معلوم ہوئی تھی۔ اس کے کہنے کے مطابق سیٹھ پرتاب نے اپنی ڈائری میں خود ہی لکھا ہوا ہے کہ اس کے پاس دنیا کا سب سے قیمتی گولڈن کرسٹل موجود ہے جو اس نے اپنی رہائش گاہ کے انتہائی خفیہ سیف میں رکھا ہوا ہے''...... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

''وہ لڑکی اس وقت کہاں ہے''...... کرنل فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''معلوم نہیں۔ اس نے مجھے اپنا نمبر نہیں دیا تھا اور نہ ہی اس

نے مجھے اپنا ایڈریس بتایا تھا البتہ اس نے مجھ سے میرے سیل فون کا نمبر لے لیا ہے اور اس نے کہا تھا کہ میں سوچ لوں وہ مجھے خود ہی کال کرے گی۔ اگر میرا کام کرنے کا ارادہ ہوا تو ٹھیک ہے ورنہ وہ کسی اور سے رابطہ کر لے گی''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''رات کو تم نے اسے کہاں چھوڑا تھا''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''وہ ایک کمرشل پلازہ کے سامنے اتر گئی تھی اس کے بعد وہ کہاں گئی میں نہیں جانتا''...... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

''یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کوئی سنہری چڑیا تمہارے دام میں آئے اور تم اسے ایسے ہی جانے دو۔ تم تو ہر لڑکی کا پیچھا اس وقت تک نہیں چھوڑتے جب تک تم اس کا پتہ ٹھکانہ نہ معلوم کر لو''...... کرنل فریدی نے منہ بنا کر کہا۔

''میں نے کوشش کی تھی اس کے پیچھے جانے کی لیکن وہ شاید چھلاوہ تھی۔ کمرشل پلازہ میں جاتے ہی وہ نجانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔ میں نے اسے بہت تلاش کیا مگر اس کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا۔ شاید وہ کمرشل پلازہ کے عقبی راستے سے نکل کر کسی ٹیکسی میں سوار ہو کر وہاں سے نکل گئی تھی''...... کیپٹن حمید نے جھینپ کر لڑکی کا پیچھا کرنے کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اب جب تک کہ وہ لڑکی تم سے رابطہ نہیں کرتی اس وقت تک اس کے بارے میں پتہ چلنا مشکل ہے۔ اس کا مطلب

ہے کہ فی الحال ہمارے پاس ایک ہی کام کا آدمی ہے جو ہمیں سیٹھ پرتاب تک پہنچا سکتا ہے''...... کرنل فریدی نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''رمن داس''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''ہاں۔ کہاں مل سکتا ہے وہ اس وقت''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''وہ چونکہ اکیلا ہے اس لئے اس کا ٹھکانہ بھی انڈس کلب ہی ہے۔ وہ دن رات وہیں رہتا ہے''...... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

''کیا تم اسے کلب سے نکال کر لا سکتے ہو''...... کرنل فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔

''کلب کی سیکورٹی بے حد ٹائٹ ہے۔ کلب کے ہر حصے میں شارٹ سرکٹ کیمرے لگے ہوئے ہیں اور میری معلومات کے مطابق اس کلب میں داخل ہونے کا ایک ہی راستہ ہے جو فرنٹ کی طرف ہے۔ وہاں ایسا کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے جہاں سے میں رمن داس کو اٹھا کر نکل سکوں''...... کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

''ایسا نہیں ہو سکتا۔ سیٹھ پرتاب ایک جرائم پیشہ آدمی ہے۔ اس کے کلب میں بھی غیر قانونی کام ہوتے ہیں اور غیر قانونی کام کرنے والوں نے اپنے بچاؤ کے لئے چور راستے ضرور بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ بہرحال اگر تم اکیلے یہ کام نہیں کر سکتے تو میں تمہارے ساتھ زیرو فورس کو بھیج دیتا ہوں۔ ان کے ساتھ جا کر

اگر تمہیں کلب کی اینٹ سے اینٹ بھی بجا کر رمن داس کو وہاں سے نکالنا پڑے تو تم یہ کام ضرور کرو گے۔ مجھے آج شام تک ہر حال میں رمن داس اپنے سامنے چاہئے''...... کرنل فریدی نے اس بار سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے کی سختی دیکھ کر کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل فریدی چند لمحے اس کی جانب دیکھتا رہا پھر اس نے اپنے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور فون کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''لیں۔ زیرو سیکشن''...... رابطہ ملتے ہی ایک تیز آواز سنائی دی۔

''ہارڈ سٹون''...... کرنل فریدی نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ لیں سر حکم۔ میں ہریش بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے زیرو فورس کے انچارج ہریش نے ہارڈ سٹون کی آواز پہچانتے ہی بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''فورس تیار کرو۔ کیپٹن حمید تمہارے پاس آ رہا ہے اس کے ساتھ تمہیں ایک جگہ ریڈ کرنا ہے۔ ریڈ فول پروف اور کامیاب ہونا چاہئے''...... کرنل فریدی نے ہارڈ سٹون کے مخصوص انداز میں کہا۔

''لیں سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ زیرو فورس ہر قسم کے ریڈ کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ کیپٹن صاحب کب تک میرے پاس پہنچ جائیں گے''...... ہریش نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں پوچھا۔

''ٹھیک بیس منٹ بعد وہ تمہارے پاس ہو گا''...... کرنل فریدی نے کہا اور اسے چند ضروری ہدایات دیتے ہوئے اس نے رسیور

کریڈل پر رکھ دو۔

''تم نے سن لیا فرزند۔ شام تک مجھے رمن داس اپنے سامنے چاہئے۔ ہر قیمت پر اور ہر حال میں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ اب حکم حاکم مرگ مفاجات کے مصداق آپ کے حکم پر عمل کرنا ہی پڑے گا ورنہ آپ مجھے کہاں چھوڑنے والے ہیں''...... کیپٹن حمید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اسے ہیڈ کوارٹر لا کر بلیک روم میں بند کر دینا۔ میں وہیں اس سے بات کروں گا''...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

انٹر کام کی مترنم گھنٹی کی آواز سن کر کرنل ڈی نے چونک کر فائل سے سر اٹھایا اور انٹر کام کی جانب دیکھنے لگا۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور آنکھوں پر لگا ہوا چشمہ اتار کر فائل کے اوپر رکھ دیا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... کرنل ڈی نے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

''ڈی فورٹین آ گئے ہیں کرنل ڈی''...... انٹر کام سے کرنل ڈی کی پرسنل سیکرٹری کی مترنم آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ اسے اندر بھیج دو''...... کرنل ڈی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے انٹر کام آف کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور میجر پرمود بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا اندر آ گیا۔ میجر پرمود نے کرنل ڈی کو مخصوص انداز میں سلام کیا۔ اس نے ہلکے نیوی کلر کا

تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا جس سے اس کی شخصیت انتہائی متاثر کن دکھائی دے رہی تھی اور وہ بھرپور وجاہت کا نمونہ دکھائی دے رہا تھا۔

''آؤ۔ ڈی فورٹین۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''...... کرنل ڈی نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو میجر پرمود آگے بڑھا اور شکریہ کہتے ہوئے کرنل ڈی کے سامنے بیٹھ گیا۔

''آپ نے فون کر کے فوری طور پر یہاں آنے کا کہا تھا۔ کیا کوئی نیا مشن سامنے آیا ہے''...... میجر پرمود نے کرنل ڈی کی جانب دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایک بہت بڑا اور اہم مشن ہے جس کے لئے میں نے تمہیں خاص طور پر یہاں بلایا ہے''...... کرنل ڈی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مشن کی تفصیلات بتائیں''...... میجر پرمود نے اسی انداز میں کہا۔

''بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم کیا لو گے۔ چائے یا کافی''...... کرنل ڈی نے میجر پرمود کے سپاٹ لہجے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہا وہ میجر پرمود کی اس عادت کے بارے میں جانتا تھا۔ میجر پرمود بات کرنے سے زیادہ کام کرنے کو ترجیح دیتا تھا اس لئے اس کے چہرے پر ہر وقت سنجیدگی اور متانت کے ساتھ ساتھ سپاٹ پن ہی دکھائی دیتا تھا۔

''نو تھینکس۔ آپ میرے بارے میں بخوبی جانتے ہیں کرنل ڈی کہ میں وقت کے معاملے پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرتا۔ میں اپنے وقت پر ہی چائے کافی پیتا ہوں اور میرا کھانا پینا بھی وقت کے مطابق ہی ہوتا ہے سوائے مشن پر کام کرتے ہوئے۔ آپ فرمائیں۔ مشن کیا ہے اور مجھے کہاں جانا ہے''...... میجر پرمود نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو کرنل ڈی ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تم سے مشن کے بارے میں ہی بات کر لیتا ہوں لیکن مشن پر بات کرنے سے پہلے میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں''...... کرنل ڈی نے کہا۔

''فرمائیں۔ کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ مجھ سے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''گولڈن کرسٹل کا نام سنا ہے تم نے''...... کرنل ڈی نے مطلب کی طرف آتے ہوئے کہا۔

''گولڈن کرسٹل''...... میجر پرمود نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ کیا جانتے ہو تم گولڈن کرسٹل کے بارے میں''۔ کرنل ڈی نے اسی انداز میں پوچھا۔

''گولڈن کرسٹل ایک خاص قسم کی دھات ہے جس کا موازنہ ہیروں سے کیا جا سکتا ہے لیکن یہ دھات ہیرے کی بجائے کرسٹل کی بنی ہوتی ہے اور اس دھات کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس

کا موازنہ بجا طور پر پارس نامی اس پتھر سے کیا جا سکتا ہے جو لوہے کو چھو جائے تو اسے سونا بنا دیتا ہے۔ گولڈن کرسٹل بھی ایسی ہی ایک دھات ہے جس کے چھونے سے سونا تو نہیں بنتا ہے لیکن اگر اس دھات کو چند مخصوص دھاتوں کے ساتھ ملا کر ایک مخصوص پراسس سے گزارا جائے تو سوائے گولڈن کرسٹل کے تمام دھاتوں میں یورینیم کی طاقت آ جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں گولڈن کرسٹل کے ذریعے عام دھاتوں سے وافر مقدار میں یورینیم حاصل کی جا سکتی ہے جو ایٹم بموں میں استعمال کی جا سکتی ہے اور گولڈن کرسٹل سے بننے والی یورینیم عام دریافت ہونے والی یورینیم سے کہیں زیادہ قیمتی اور طاقتور ہوتی ہے جسے گولڈن یورینیم بھی کہا جاتا ہے۔ عام یورینیم کے مقابلے میں ایٹم بم بنانے کے لئے اگر گولڈن یورینیم کا استعمال کیا جائے تو اس کی مقدار عام یورینیم کے مقابلے میں عشر عشیر سے بھی کم استعمال ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ دنیا کی انتہائی نایاب یورینیم ہے اس لئے اس کے نہ تو کہیں سے ذخائر دستیاب ہوئے ہیں اور نہ ہی آج تک گولڈن یورینیم بنانے کا کوئی فارمولا بنا ہے۔ گولڈن یورینیم سوائے گولڈن کرسٹل کے چھونے کے کہیں سے دستیاب نہیں ہوتی''...... میجر پرمود نے سنجیدگی سے گولڈن کرسٹل کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ جب تمہیں ان سب باتوں کو علم ہے تو پھر تمہیں یہ بھی پتہ ہو گا کہ گولڈن کرسٹل سب سے پہلے کہاں سے اور کیسے ملا

تھا اور اس سے گولڈن یورینیم کیسے بنائی گئی تھی“...... کرنل ڈی نے میجر پرمود کی ذہانت کی تعریف کرتے ہوئے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے یہ سوا سو سال پرانی بات ہے جب پوری دنیا کے تباہ ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ سوا سو برس پہلے ایک شہابِ ثاقب ارتھ کو چھو کر گزر گیا تھا۔ اگر یہ زمین سے ٹکرا جاتا تو اس کے نتیجے میں پوری نسل انسانی تباہ ہو جاتی۔ سائنس دانوں کے بقول یہ ایک بہت ہی بھیانک حادثہ تھا جو ہوتے ہوتے رہ گیا تھا۔ اٹھارہ سو تراسی میں پیش آنے والا یہ واقعہ تقریباً ویسا ہی ہے جیسا کہ کروڑوں سال پہلے ایسے ہی کسی حادثے نے زمین سے ڈائنو سارز کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ یہ اگست اٹھارہ سو تراسی کی بات ہے جب میکسیکو کے ماہر علوم فلکیات جوز بونیلا نے اپنی ٹیلی اسکوپ کے ذریعے مسلسل دو روز تک سینکڑوں کی تعداد میں آسمانی اجسام کو جنہیں شہابیے بھی کہا جاتا ہے سورج کے سامنے زمین سے کچھ فاصلے سے گزرتے ہوئے دیکھا۔ ان اجسام کی تعداد ساڑھے چار سو سے بھی زیادہ تھی اور ہر ایک شہابیہ چمکدار کہر کے غلاف میں لپٹا ہوا تھا۔ بعد ازاں جب جوز بونیلا نے اس بارے میں اپنی تحقیق فرانس کے سائنسی جریدے ایل آسٹرونومی میں شائع کی تو اس کے ایڈیٹر نے اس مظہر کو ان کی ٹیلی اسکوپ کی خرابی سے تعبیر کرتے ہوئے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ ایڈیٹر کا

موقف تھا کہ یہ دوربین کے عدسے سے چپکے ہوئے دھول مٹی کے ذرات ہو سکتے ہیں جنہیں جوز بونیلا نے آسمانی اجسام سمجھ لیا تھا۔ مگر اب میکسیکو کی نیشنل آٹونومس یونیورسٹی سے وابستہ سائنس دانوں کی جانب سے کی جانے والی نئی ریسرچ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ جوز بونیلا نے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل حقیقت تھا۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ بونیلا نے اپنی ٹیلی اسکوپ سے جن شہابیوں کو سورج کے سامنے سے گزرتے ہوئے دیکھا تھا وہ دراصل زمین کے انتہائی قریب سے گزرنے والے ایک عظیم الجثہ سیارچے کومٹ کے ٹکڑے تھے۔ سائنس دانوں کی ریسرچ کے مطابق جو سب سے چھوٹا شہابیہ تھا اس کی چوڑائی ایک سو چونسٹھ فٹ سے زائد تھی جبکہ سب سے بڑا شہابیہ چار کلو میٹر سے بھی زیادہ وسیع تھا۔ زمین کو چھو کر گزر جانے والے اس عظیم الجثہ سیارچے کا ہر ٹکڑا ایک ایٹم بم سے بھی زیادہ تباہی پھیلانے کی طاقت رکھتا تھا۔ ایک اور جریدے ٹیکنالوجی ریویو کی رپورٹ کے مطابق یہ جس سیارچے کے ٹکڑے تھے اس کا وزن ایک بلین ٹن سے بھی زیادہ تھا۔ یہ سیارچہ ساڑھے چھ کروڑ سال پہلے زمین سے ٹکرانے والے اس سیارچے کے برابر تھا جس نے یہاں حکمرانی کرنے والے ڈائنو سارز کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا تھا۔ ان سائنس دانوں کا کہنا تھا کہ نظام شمسی میں صرف شہاب ثاقب ہی وہ اجرام فلکی ہیں جن کے گرد چمکدار کہر کا ہالہ ہوتا ہے اور جوز بونیلا نے بھی جن اجرام کو دیکھا تھا وہ بھی ایسی ہی

چمکدار کہر میں لپٹے ہوئے تھے۔ ریسرچ کرنے والے سائنس دانوں کے کہنے کے مطابق انتہائی جانچ پرکھ اور تحقیق کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اٹھارہ سو تراسی میں جوز بونیلا نے جس کا مشاہدہ کیا تھا وہ ایک عظیم الجثہ سیارچے کے ٹکڑے ہی تھے جو زمین سے تین سو تہتر میل کی دوری سے گزرا تھا۔ اگر یہ ٹکڑے ہمارے سیارے سے ٹکرا جاتے تو شاید آج ہم یہاں موجود نہ ہوتے۔ اسی طرح سائنس دانوں کے کہنے کے مطابق انیس سو آٹھ میں بھی اسی طرح کا ایک آسمانی میزائل یعنی ایسا ہی سیارچہ روسیاہ میں بھی آ کر گرا تھا۔ اس واقعے کو تاریخ میں 'واقعہ تنگوسکا یا تنگوسکا ایونٹ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ چونکہ یہ روسیاہ کے دور دراز علاقے تنگوسکا میں پیش آیا تھا اس لئے اسے اسی علاقے کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس سیارچے کے زمین سے ٹکرانے کے نتیجے میں جو دھماکہ ہوا تھا اس کی طاقت ایٹم بم سے ایک ہزار گنا زیادہ تھی۔ اس دھماکے کے نتیجے میں سینکڑوں مربع کلو میٹر کے علاقے میں واقع جنگلات آن واحد میں جل کر خاک ہو گئے تھے اور جنگلات میں پائے جانے والے تمام جانوروں کا بھی خاتمہ ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ جہاں سیارچہ گرا تھا وہاں ایک بہت بڑی جھیل بن گئی تھی جو آج بھی وہاں موجود ہے۔ خوش قسمتی سے روسیاہ کے اس علاقے میں انسانی آبادی نہیں تھی ورنہ وہ بھی ختم ہو جاتی۔ اس حوالے سے جریدہ ورڈ کے ایڈیٹر مارک براؤن کے مطابق جوز بونیلا نے جن

اجرام فلکی کا مشاہدہ کیا تھا اگر وہ زمین سے ٹکرا جاتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ دو دن کے عرصے میں یہاں تنگوسکا ایونٹ جیسے چار سو پچھتر واقعات رونما ہوتے جن سے دنیا کا نام و نشان مٹ جاتا۔ روسیاہ کے علاقے تنگوسکا میں جو واقعہ رونما ہوا تھا اور اس واقعے سے وہاں بننے والی جھیل کا جب مشاہدہ کیا گیا تو وہاں سے سائنس دانوں کو سنہری دھات کے چند چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ملے تھے۔ جنہیں انہوں نے گولڈن ڈائمنڈ سمجھ لیا تھا۔ برسوں تک ان ملنے والے گولڈن ڈائمنڈز پر تحقیق کی جاتی رہی۔ تمام سائنس دانوں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ یہ ڈائمنڈ نہیں ایک دھات ہے جو کرسٹل سے مشابہت رکھتی ہے اس لئے اس پر مزید تحقیق نہیں کی گئی۔ گولڈن کرسٹل کے ان ٹکڑوں کو گولڈن ڈائمنڈ ظاہر کر کے مختلف ممالک کے لارڈز کو فروخت کر دیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک ٹکڑا ایکریمیا کے ایک سائنس دان کو مل گیا تھا جس نے اسے قیمتی کرسٹل سمجھ کر اپنے پاس سنبھال کر رکھنے کی بجائے اس پر مزید تحقیق کی اور پھر جب اس نے گولڈن کرسٹل کو مختلف مراحل سے گزارا تب اس پر حقیقت کھلی کہ یہ دھات ایسی ہے جس کے محض چھونے سے عام دھاتوں کو بھی طاقتور گولڈن یورینیم بنایا جا سکتا ہے۔ چونکہ اس سائنس دان کا تعلق ایکریمیا سے تھا اور ایٹم بم کو جدید سے جدید بنانے میں اس کا بہت بڑا ہاتھ تھا اس لئے اس نے جب اپنے بنائے ہوئے ایٹم بموں میں گولڈن یورینیم کا استعمال کیا تب اس پر

یہ حقیقت کھلی کہ گولڈن کرسٹل سے بننے والی گولڈن یورینیم کس قدر طاقتور ہے۔ جیسے ہی ایکریمیا پر گولڈن کرسٹل کی حقیقت کھلی اس نے فوری طور پر روسیاہ اور ان ممالک کے ان افراد سے رابطے کرنے شروع کر دیئے جنہوں نے روسیاہ سے گولڈن کرسٹل، گولڈن ڈائمنڈ سمجھ کر خریدے تھے۔ ان میں سے بہت سے افراد سے گولڈن کرسٹل دوگنی چوگنی قیمت پر ایکریمیا نے حاصل کر لئے لیکن چونکہ گولڈن کرسٹل کی تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی اس کے علاوہ روسیاہ نے انہیں کہاں کہاں اور کس کس کو فروخت کیا تھا۔ اس بارے میں بھی مکمل معلومات نہیں تھیں۔ اس لئے ایکریمیا محض چند گولڈن کرسٹل ہی حاصل کر سکا تھا۔ اسی وجہ سے ایکریمیا اب بھی گولڈن کرسٹل کی حقیقت کو سیکرٹ رکھنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود غیر ملکی ایجنٹ اور دنیا کی کئی حکومتیں اس راز سے واقف ہو چکی ہیں کہ عام دکھائی دینے والی دھات کس قدر قیمتی اور اہمیت کی حامل ہے اس لئے گولڈن کرسٹل کے حصول کے لئے اب بھی سپر پاورز کے ایجنٹ ہر جگہ کام کرتے رہتے ہیں کیونکہ اب بھی کئی گولڈن کرسٹلز ایسے افراد کے پاس ہیں جن تک ایجنٹ رسائی حاصل نہیں کر سکے ہیں اور جن کے پاس وہ گولڈن کرسٹلز موجود ہیں وہ ان کرسٹلز کی اصل حقیقت سے ناواقف ہیں ورنہ سو گرام کا گولڈن کرسٹل بلین ڈالرز میں بھی ارزاں ہے''۔ میجر پرمود جب بولنے پر آیا تو مسلسل بولتا ہی چلا گیا جیسے اس نے گولڈن کرسٹلز پر باقاعدہ

تحقیق کر رکھی ہو اور اس کے ایک ایک پہلو سے روشناس ہو۔

''ویل ڈن ڈی فورٹین ویل ڈن۔ تم نے گولڈن کرسٹل کے حوالے سے جو باتیں بتائیں ہیں ان سے تو میں بھی ناواقف تھا۔ ایسا لگتا ہے جیسے تم نے زندگی میں سوائے گولڈن کرسٹلز پر تحقیق کرنے کے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ ویل ڈن''...... کرنل ڈی نے میجر پرمود کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے حال ہی میں گولڈن کرسٹل کے حوالے سے شائع ہونے والا ایک تحقیقاتی رسالہ پڑھا تھا اس لئے جیسے ہی آپ نے گولڈن کرسٹل کا نام لیا میرے ذہن میں اس رسالے کے حوالے سے تحقیق سامنے آ گئی تھی اور میں نے وہ سب آپ کو بیان کر دی ہیں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''بہرحال۔ تمہاری یادداشت بہت تیز ہے۔ اس لئے تم واقعی ویل ڈن کے مستحق ہو''...... کرنل ڈی نے اسی انداز میں کہا۔

''کیا بلگارنیہ کو بھی گولڈن کرسٹل کی ضرورت پڑ گئی ہے''۔ میجر پرمود نے کرنل ڈی کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ ان دنوں بلگارنیہ کی معیشت جس عدم استحکام کا شکار ہے وہ تم سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ اس لئے گولڈن کرسٹل کا حصول بلگارنیہ کے لئے ناگزیر ہو گیا ہے۔ بلگارنیہ اور اس جیسے کئی ممالک جن میں پاکیشیا بھی شامل ہے انتہائی غیر محسوس انداز میں معاشی طور پر ایکریمیا کے غلام بنتے جا رہے ہیں۔ اگر یہی صورتحال رہی تو

بلگارنیہ سمیت دنیا کے بے شمار ممالک ایکریمیا اور اسی کے ہی درپردہ بنائے ہوئے آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے لئے ہوئے قرض کبھی ادا نہیں کر سکیں گے اور آہستہ آہستہ ان ممالک پر ایکریمیا اپنا تسلط قائم کرتا جائے گا اور پھر ایسا ہو گا کہ ان ممالک کے صرف نام ہی رہ جائیں گے جبکہ ان پر ایکریمیا کا ہی تسلط ہو جائے گا جو شاید باشعور اقوام کبھی برداشت نہ کر سکیں۔

ایکریمیا کے پاس جس تعداد میں گولڈن کرسٹلز موجود ہیں وہ ان کی ضرورت کے لئے ناکافی ہیں۔ ان گولڈن کرسٹلز سے وہ اتنی گولڈن یورینیم پیدا نہیں کر سکتے جتنی کہ ان کو ضرورت ہوتی ہے اور چونکہ گولڈن کرسٹل سے گولڈن یورینیم بننے کا پروسس بے حد سلو ہوتا ہے اس لئے ایکریمیا چاہتا ہے کہ اگر انہیں مزید گولڈن کرسٹل مل جائیں تو وہ نہ صرف اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں بلکہ گولڈن یورینیم پوری دنیا کو مہیا کر کے ان سے اس قدر زر مبادلہ کما سکتے ہیں کہ پوری دنیا میں ایکریمیا سرِ فہرست آ جائے اور اس سے بڑا اور امیر ملک دنیا میں اور کوئی نہ ہو لیکن ظاہر ہے گولڈن کرسٹل زمین پر تو کہیں دستیاب نہیں ہے اس لئے وہ گولڈن کرسٹل کی تلاش میں خلاؤں میں بھی سرچ کر رہے ہیں اور جس طرح سے تم نے اٹھارہ سو تراسی والا واقعہ بتایا ہے۔ حال ہی میں ایسا ہی ایک واقعہ براعظم افریقہ میں بھی پیش آیا ہے۔ براعظم افریقہ کے گریٹ صحارا کے ساتھ کیونا نامی ملک میں اجرام فلکی سے جو تباہی ہوئی ہے وہ کسی

سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

گریٹ صحارا جسے صحرائے اعظم بھی کہا جاتا ہے وہاں گرنے والے شہابیے گو کہ اس سیارچے کے نہیں ہیں جو تنگوسکا میں گرے تھے لیکن ایکریمیا سمیت پوری دنیا کے ماہر فلکیات وہاں پہنچے ہوئے ہیں اور وہ صحرائے اعظم اور کیونا میں تباہی پھیلانے والے شہابیوں پر تحقیقات کر رہے ہیں۔ ایکریمیا کو یقین ہے کہ ان اجرام فلکی میں انہیں گولڈن کرسٹلز وافر مقدار میں مل سکتے ہیں۔ وہ چونکہ مفروضے پر کام کر رہے ہیں انہیں ابھی تک کسی گولڈن کرسٹل کا کوئی ٹکڑا نہیں مل سکا ہے۔ جبکہ ہماری اطلاع کے مطابق ان اجرام فلکی کے ساتھ ایک بڑا گولڈن کرسٹل بھی زمین پر گرا ہے جو صحرائے اعظم میں کہیں گرا ہے۔ اس گولڈن کرسٹل کے وزن کے حوالے سے تو پتہ نہیں چل سکا ہے لیکن اس کا حجم ٹینس کے ایک بال جتنا ہے۔ اگر وہ گولڈن کرسٹل ہمیں مل جائے تو ہم اس سے انتہائی وافر مقدار میں گولڈن یورینیم بنا سکتے ہیں جسے اگر ہم ایکریمیا کو ہی فروخت کریں تو بلگارنیہ کے تمام قرضوں سے نہ صرف ہمیں نجات مل سکتی ہے بلکہ ہم گولڈن یورینیم پوری دنیا کو سپلائی کر کے اس قدر زر مبادلہ کما سکتے ہیں کہ ہم بلگارنیہ کو بھی ایٹمی پاور بنا کر صف اول میں کھڑا کر سکتے ہیں“...... کرنل ڈی نے کہا۔

”آپ کو کیسے پتہ چلا ہے کہ ٹینس بال جتنے سائز کا گولڈن کرسٹل صحرائے اعظم میں گرا ہے“...... میجر پرمود نے حیران ہوتے

ہوئے کہا۔

"چند روز قبل جو کیونا ایونٹ ہوا تھا اس وقت پوری دنیا شدید خطرے میں تھی جس کی وجہ سے پوری دنیا کے ماہر فلکیات کی نظریں اس ایونٹ پر ہی مرکوز تھیں۔ اسرائیل کا ایک ماہر فلکیات جس کا نام پروفیسر البرٹ ہے وہ بھی اپنی ٹیلی اسکوپ پر ان اجرام فلکی کا مشاہدہ کرنے میں مصروف تھا۔ اس وقت دنیا سے خلاء میں دیکھنے والی دنیا کی سب سے بڑی اور طاقتور ترین ٹیلی اسکوپ اسرائیل کے ہی پاس ہے۔ جب ایکریمیا اور اس کے حلیف ممالک نے خلاء سے آنے والے سب سے بڑے شہاب ثاقب کو پاور میزائلوں سے تباہ کیا تھا اور پھر اس شہاب ثاقت کو زمین پر آنے سے روکنے کے لئے پریشر میزائل برسائے تھے تو اس طوفان کا رخ پلٹ گیا تھا لیکن اس کے باوجود طوفان کا کچھ حصہ زمین پر آیا اور صحرائے اعظم اور کیونا پر گر گیا تھا۔ پروفیسر البرٹ کی نظریں اسی طوفان پر ہی جمی ہوئی تھیں جس نے اس طوفان کے کہر میں لپٹا ہوا ایک گولڈن کرسٹل بھی دیکھ لیا تھا۔ اس نے گولڈن کرسٹل کو فوکس کیا اور اس پر مسلسل نظر رکھے ہوئے تھا لیکن وہ سوائے یہ جاننے کے اور کچھ نہیں معلوم کر سکا تھا کہ گولڈن کرسٹل صحرائے اعظم میں گرا ہے۔ اس نے صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کے اصل مقام کے بارے میں جاننے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ وہ چونکہ کٹر یہودی ہے اس لئے وہ یقیناً

چاہتا ہو گا کہ اگر اسے گولڈن کرسٹل کے گرنے کے اصل مقام کا پتہ چل جائے تو وہ خود صحرائے اعظم میں جا کر گولڈن کرسٹل نکال لائے گا اور پھر وہ خود ہی گولڈن کرسٹل سے مفاد حاصل کرے گا مگر اسے اصل مقام کے بارے میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی ہے اس لئے یہودی ہونے کے ناطے اس نے یہ خبر اسرائیلی حکام کو دی دی اب اگر گولڈن کرسٹل اسرائیل کو مل جائے تو ایکریمیا کے بعد اسرائیل دنیا کا سپریم پاور بن سکتا ہے۔

پروفیسر البرٹ نے فوری طور پر اسرائیلی حکومت سے رابطہ کیا اور گولڈن کرسٹل کے بارے میں مطلع کر دیا۔ گولڈن کرسٹل کی شکل میں اسرائیل کو جیسے قارون کا خزانہ مل سکتا تھا اس لئے اسرائیلی حکومت نے فوری طور پر گولڈن کرسٹل کی تلاش کے لئے جی پی فائیو کو حرکت میں لانے کا فیصلہ کر لیا۔ چونکہ صحرائے اعظم میں پوری دنیا کی ٹیمیں وہاں سرچ کر رہی ہیں اس لئے افریقی حکومت نے جی پی فائیو اور اسرائیلی ماہر فلکیات کی ٹیم کو بھی صحرائے اعظم اور کیونا جانے کی اجازت دے دی تھی۔ بظاہر تو جی پی فائیو صحرائے اعظم میں اپنے ماہر فلکیات کی حفاظت کے لئے گئی ہے لیکن حقیقت میں وہ صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کے حصول کے لئے گئی ہے۔ جی پی فائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ ان کے ہمراہ ہے جسے انتہائی راز داری کے ساتھ صحرائے اعظم سے گولڈن کرسٹل تلاش کرنے اور اسے بحفاظت اسرائیل لانے کا مشن دیا گیا ہے۔

اسرائیلی حکومت اور جی پی فائیو اس بات کو ٹاپ سیکرٹ رکھ رہی ہے کہ صحرائے اعظم میں انہوں نے ایک گولڈن کرسٹل گرتے دیکھا ہے۔

اسرائیلی حکومت کو چونکہ ابھی پوری دنیا نے تسلیم نہیں کیا ہے اس لئے کرنل ڈیوڈ کے توسط سے اسرائیلی ماہر فلکیات کو ٹاپ سیکورٹی دینے کے لئے افریقی حکومت نے صحرائے اعظم میں جی پی فائیو کو تمام تر اختیارات دے دیئے گئے ہیں جس کا فائدہ اٹھا کر کرنل ڈیوڈ اپنی پوری فورس کے ساتھ صحرائے اعظم روانہ ہو گیا ہے اور اس نے صحرائے اعظم میں ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔

جی پی فائیو میں ہمارا ایک ٹاپ ایجنٹ موجود ہے جس نے کرنل ڈیوڈ اور اس کے نمبر ٹو میجر ہیرس جو ریڈ آرمی کا چیف تھا، ان دونوں کو گولڈن کرسٹل پر ڈسکس کرتے سن لیا تھا۔ اس فارن ایجنٹ نے فوری طور پر مجھے اس بات کی اطلاع دی اور جب مجھے معلوم ہوا کہ کیونا اور صحارا ایونٹ کے ساتھ ارتھ پر ایک گولڈن کرسٹل کو بھی گرتے دیکھا گیا ہے تو اعلیٰ حکام نے مجھے فوری طور پر گولڈن کرسٹل کے حصول کا ٹاسک دے دیا اور چونکہ یہ ٹاسک انتہائی رسکی اور خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اس لئے میں نے اس کے لئے تمہیں بلایا تھا تاکہ اس ٹاسک پر تم کام کرو۔ تمہیں صحرائے اعظم میں جا کر نہ صرف گولڈن کرسٹل تلاش کرنا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تمہیں اسرائیلی فورس اور دیگر فورسز کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے

کیونکہ ممکن ہے کہ جس طرح اسرائیل اور ہمیں گولڈن کرسٹل کے ارتھ پر آنے کا علم ہوا ہے اسی طرح ایکریمیا اور دوسرے سپر پاورز کو بھی اس کا علم ہو سکتا ہے اور اگر ایکریمیا کو گولڈن کرسٹل کا علم ہو گیا تو وہ اپنی ساری طاقت اس کی تلاش میں صحرائے اعظم میں جھونک دے گا۔ اگر ایسا ہوا تو تمہارا یہ مشن بے حد ٹف ہو جائے گا''...... کرنل ڈی نے کہا۔

''صحرائے اعظم ہزاروں کلو میٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ مجھے اس بات کا کیسے علم ہو گا کہ گولڈن کرسٹل صحرا کے کس حصے میں گرا ہے اور میں نے آج تک گولڈن کرسٹل دیکھا بھی نہیں ہے۔ پھر مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ کون سی دھات گولڈن کرسٹل کی ہے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''گولڈن کرسٹل کی تلاش میں تمہیں اگر گریٹ صحارا کا چپہ چپہ بھی چھاننا پڑے تو اس سے دریغ نہ کرنا۔ ہمیں ہر حال میں گولڈن کرسٹل چاہئے۔ رہی بات گولڈن کرسٹل کی پہچان کی تو تم جانتے ہو کہ اس کی ہیئت اور اس کا رنگ کیا ہے البتہ میں تمہیں ایک ٹپ دے دیتا ہوں۔ گولڈن کرسٹل کا سنہری رنگ اور اس کی تیز چمک خود ہی تمہیں اس کی پہچان کرا دے گی''...... کرنل ڈی نے کہا۔

''لیکن یہ ضروری تو نہیں ہے کہ گولڈن کرسٹل مجھے صحرا کی ریت پر ہی پڑا ہوا مل جائے۔ کششِ ثقل میں داخل ہونے کے بعد طوفان کی طاقت بڑھ گئی تھی۔ اسی رفتار سے گولڈن کرسٹل بھی نیچے

آیا ہو گا اور ممکن ہے کہ گولڈن کرسٹل صحرا کی گہرائیوں میں اتر گیا ہو۔ ایسی صورت میں، میں اسے کیسے تلاش کروں گا''...... میجر پرمود نے کہا۔

''گولڈن کرسٹل کو آئیو میٹر کی مدد سے زمین کی گہرائیوں میں بھی تلاش کیا جا سکتا ہے اس کے علاوہ کچھ ایسے سائنسی آلات بھی ہیں جن سے گولڈن کرسٹل کی موجودگی کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ تمہیں وہ تمام آلات مہیا کر دیئے جائیں گے اس کے بعد ان آلات کی مدد سے صحرا میں جا کر گولڈن کرسٹل تلاش کرنے اور اسے بلگارنیہ میں لانے کا تمام کام تمہارا ہو گا''...... کرنل ڈی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر مجھے آلات مہیا کر دیئے جائیں تو میں صحرا میں گولڈن کرسٹل تلاش کرنے کا کام کر سکتا ہوں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''یہ کام تمہیں انتہائی راز داری سے کرنا ہو گا۔ کیونکہ پاکیشیا اور کافرستان بھی گولڈن کرسٹل کی دوڑ میں شامل ہو سکتے ہیں اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کرنل فریدی کو گولڈن کرسٹل کا علم ہو گیا تو وہ بھی اس کے لئے صحرائے اعظم میں داخل ہو سکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ تمہیں عمران اور کرنل فریدی سے بھی چھپا کر گولڈن کرسٹل بلگارنیہ لانا پڑے۔ اس معاملے میں تمہارا اسرائیلی جی پی فائیو سمیت پوری دنیا کے ایجنٹوں اور خاص طور پر کرنل فریدی اور عمران جیسے انسان سے بھی ٹکراؤ ہو سکتا ہے لیکن جو بھی ہو تم اس بار

کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاؤ گے۔ تمہیں گولڈن کرسٹل ہر قیمت پر اور ہر حال میں عمران اور کرنل فریدی سے بھی بچا کر یہاں لانا ہو گا چاہے ٹکراؤ کی صورت میں تمہیں عمران اور کرنل فریدی کو ہلاک ہی کیوں نہ کرنا پڑے''...... کرنل ڈی نے اس بار بڑے سخت لہجے میں کہا۔

''اس صورت میں مجھے وہاں اپنے مخصوص انداز میں کام کرنا پڑے گا اور اس کے لئے مجھے اور میری فورس کو اسلحہ اور بہت سی ایسی چیزوں کی بھی ضرورت پڑے گی جو ہمیں صحرائے اعظم میں کام آ سکتی ہیں کیونکہ صحرائے اعظم محض نام کا صحرائے اعظم نہیں ہے۔ اس صحرا میں انتہائی خوفناک طوفان آتے ہیں جو پہاڑی ٹیلوں کو بھی ایک لمحے میں غائب کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے خطرات ہیں جو صحرائے اعظم میں موجود ہیں جن میں خاص طور پر بلیک ہولز ہیں جو اوپر سے تو بظاہر ریت سے ڈھکے ہوئے ہیں لیکن جیسے ہی بلیک ہولز کے منہ کھلتے ہیں ان میں گرنے والا کوئی جاندار واپس نہیں آتا بلکہ وہ سیدھا موت کے منہ میں جا گرتا ہے۔ بلیک ہولز اور ریت کے بھنوروں سے بچنے کے لئے بھی ہمیں بہت سی چیزیں درکار ہوں گی۔ کیا یہ سب ہمیں افریقی ریاستوں سے مل جائیں گی''...... میجر پرمود نے کہا۔

''تمہیں اور تمہاری فورس کو چونکہ صحرائے اعظم میں خفیہ طور پر بھیجا جا رہا ہے اس لئے تم اپنا سارا انتظام یہیں سے مکمل کرو گے۔

یہاں سے ہم تمہیں اور تمہاری ٹیم کو افریقہ سمندری راستے سے خفیہ طور پر روانہ کریں گے۔ افریقہ پہنچ کر تمہیں اپنے طور پر راستے بناتے ہوئے صحرائے اعظم میں داخل ہونا ہو گا اور یہ کام تم بخوبی کر سکتے ہو اور ہاں تمہیں اس بات کا بھی خیال رکھنا ہو گا کہ کامیابی کی صورت میں بھی تم گولڈن کرسٹل خفیہ طور پر ہی بلگارنیہ لاؤ گے۔ ایسا نہ ہو کہ دنیا کو اس بات کا علم ہو جائے کہ گولڈن کرسٹل ہمارے پاس ہے۔ ایسا ہوا تو پھر پوری دنیا کی ایجنسیاں ہم سے گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے بلگارنیہ پہنچ جائیں گی جو شاید ہمارے ملک کے لئے اچھا نہیں ہو گا“...... کرنل ڈی نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ میں اپنا کام بخوبی سمجھتا ہوں۔ یہ بتائیں کہ میں اپنے ساتھ کتنے افراد لے جا سکتا ہوں“...... میجر پرمود نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

”یہ تمہاری صوابدید پر منحصر ہے۔ تمہیں چونکہ دنیا کے طویل و عریض صحرا میں جانا ہے اور وہاں نجانے تمہیں کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑے اور کس کس فورس سے ٹکرانا پڑے اس لئے اپنے ساتھ جس قدر زیادہ افراد لے جا سکو لے جانا“...... کرنل ڈی نے کہا تو میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے اس نوجوان لڑکی کو اشارہ کیا جس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کے مخملیں کپڑے والی ٹرے تھی اور جس نے عمران کو گولڈن کرسٹل پیش کیا تھا۔

عمران کا اشارہ دیکھ کر لڑکی مسکراتی ہوئی سر ہلا کر عمران کے قریب آ گئی۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا گولڈن کرسٹل اس کی ٹرے پر رکھ دیا۔ لڑکی شکریہ کہتے ہوئے گولڈن کرسٹل کی ٹرے لے کر پیچھے ہٹتی چلی گئی۔

گرین کوئین اور اس کی موٹی بیٹی مہ لقاء کو اندر گئے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی، نجانے مہ لقاء اپنی ماں سے کیا بات کرنا چاہتی تھی کہ اسے اتنی دیر ہو گئی تھی۔

”ہمیں یور ہائنس کا اور کتنا انتظار کرنا پڑے گا“...... عمران نے اپنی ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے ناصر خانزادہ سے مخاطب ہو کر

پوچھا۔

''بس چند منٹ پرنس۔ یور ہائنس ابھی آ جاتی ہیں''...... نا
خانزادہ نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمرا
نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ بار بار اس دروازے کی جان
دیکھ رہا تھا جہاں سے گرین کوئین اور اس کی بھینس جیسی بیٹی مہ لقا
گئی تھیں۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں اس نے ماں بیٹی کو اسی درواز
سے واپس آتے دیکھا تو عمران کے چہرے پر سکون آ گیا۔
دونوں آہستہ آہستہ چلتی ہوئیں ان کے نزدیک آ گئیں اور پھر
دونوں اپنی مخصوص جگہوں پر بیٹھ گئیں۔ مہ لقاء کا چہرہ قندھاری انا
کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور وہ ایک بار پھر عمران کی جانب مسلسل
دیکھنا شروع ہو گئی تھی۔ اس کے جسم میں عجیب سی کپکپاہٹ ہو رہ
تھی اس کے ہونٹ یوں پھڑپھڑا رہے تھے جیسے وہ خود عمران سے
کچھ کہنے کے لئے بے تاب ہو لیکن عمران اس کی طرف کوئی تو
نہیں دے رہا تھا۔ اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کے ساتھ
کیا ہونے والا ہے۔

عمران کی نظریں گرین کوئین پر جمی ہوئی تھیں جو اس کی جانب
میٹھی نظروں سے دیکھتی ہوئی زیرلب مسکرا رہی تھی۔

''ہم معذرت خواہ ہیں پرنس کہ ہمیں آپ کو اس طرح اکیلا
چھوڑ کر جانا پڑا۔ اصل میں مہ لقاء ہماری اکلوتی بیٹی ہے اور یہ ہمیں
جان سے پیاری ہے۔ اس کی کوئی بھی بات رد کرنا ہمارے بس میں

نہیں ہے۔ اس نے ہم سے ایک انتہائی اہم بات کرنی تھی اس
لئے یہ ہمیں اپنے ساتھ لے گئی تھی''...... گرین کوئین نے عمران
سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں یور ہائنس۔ بڑی بڑی ڈیلنگ میں انتظار کی
صعوبت تو برداشت کرنی ہی پڑتی ہے''...... عمران نے بڑی سنجیدگی
سے کہا۔

''آپ وجیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اوصاف کے بھی مالک
ہیں پرنس۔ ہمیں آپ کا یہ منکسرالمزاج انداز بے حد پسند آیا ہے
ورنہ آج کے دور کے پرنس تو اپنی ناک پر مکھی بھی نہیں بیٹھنے دیتے
اور انتظار کرنا تو شاید وہ کبھی برداشت ہی نہ کر سکیں۔ وہ ہر کام جلد
سے جلد اور سب سے پہلے کرنے کے قائل ہوتے ہیں لیکن آپ
میں ہمیں ایسی کوئی خامی دکھائی نہیں دے رہی ہے''...... گرین کوئین
نے کہا۔

''اس عزت افزائی کے لئے میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں
یور ہائنس''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ
کر اس انداز میں بات کی تھی ورنہ وہ یہی کہنا چاہ رہا تھا کہ مکھی کی
کیا مجال جو اس کی ناک پر بھی بیٹھ جائے۔ پرنس کی ناک پر بیٹھنے
والی مکھی کو جوزف اور جوانا دیکھتے ہی گولی مار دیتے چاہے اس مکھی
کو ہلاک کرنے کے لئے انہیں پرنس کی ناک توڑنی پڑتی تو وہ اس
سے بھی دریغ نہ کرتے۔

''بہر حال ہم آپ سے گولڈن کرسٹل کے سودے کی بات کر رہی تھیں۔ بتائیں۔ آپ اس گولڈن کرسٹل کے لئے کیا دے سکتے ہیں''...... گرین کوئین نے کہا۔

''آپ حکم فرمائیں یور ہائنس۔ گولڈن کرسٹل کے لئے ہم آپ کو منہ مانگا معاوضہ ادا کرنے کے لئے تیار ہیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ یہ گولڈن کرسٹل ہمارے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ ہمیں ہماری شادی کے موقع پر ہمارے شوہر نے گفٹ دیا تھا۔ ہم یہ کرسٹل آپ کو ابھی صرف دکھانا چاہتی تھیں اور یہ دیکھنا چاہتی تھیں کہ آپ اس کی کیا قیمت ادا کر سکتے ہیں''...... گرین کوئین نے کہا تو عمران بری طرح سے چونک پڑا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر گرین کوئین اس سے کیا کہنا چاہتی ہے۔

''آپ بتائیں۔ آپ گولڈن کرسٹل کے بدلے میں ہم سے کیا چاہتی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''پہلے آپ بتائیں آپ اس کی کیا قیمت دے سکتے ہیں''۔ گرین کوئین نے اسی انداز میں کہا۔

''سیکرٹری عزیزی''...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس پرنس''...... تنویر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہارے پاس فارن بنکوں کے جو گارنٹڈ چیکس ہیں وہ ہمیں دو''...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے

اٹھ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے چند چیک بکس نکال کر بڑے ادب سے عمران کی جانب بڑھا دیں۔

''یور ہائنس۔ ہمارے پاس دس مختلف فارن بنکوں کے گارنٹڈ چیکس ہیں۔ تمام چیکوں پر کنگ آف ڈھمپ کے سائن اور ان کی سٹمپس لگی ہوئی ہیں۔ ہم یہ دس کے دس چیکس آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ آپ ان میں سے جتنے چاہیں چیک لے سکتی ہیں چاہے تو دس کے دس چیکس آپ اپنے پاس رکھ سکتی ہیں۔ ہر ایک چیک پر دس لاکھ ڈالرز کی رقم درج ہے''...... عمران نے چیک بکوں سے ایک ایک چیک نکال کر چیک بکس تنویر کی طرف بڑھا کر اور اٹھ کر بڑے ادب بھرے انداز میں گرین کوئین کے پاس جا کر دس چیک ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ گرین کوئین نے اس سے چیکس لئے اور انہیں غور سے دیکھنا شروع ہو گئی۔

''مسٹر ناصر خانزادہ''...... کچھ دیر چیک دیکھنے کے بعد گرین کوئین نے اپنے سیکرٹری ناصر خانزادہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس یور ہائنس''...... ناصر خانزادہ نے بڑے مؤدب لہجے میں کہا۔

''یہ چیکس دیکھیں''...... گرین کوئین نے چیک ناصر خانزادہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ناصر خانزادہ نے اس سے بڑے ادب سے چیک لئے اور پھر اس نے اپنے لباس کی جیب سے ایک نظر کا چشمہ نکال کر آنکھوں پر لگایا اور پھر وہ غور سے ایک ایک چیک کو

دیکھنے لگا۔

''یور ہائنس۔ تمام چیکس ایکریمیا اور یورپی ملکوں کے اکاؤنٹس کے ہیں اور یہ گارنٹڈ چیکس ہیں۔ ان میں کوئی ڈاؤٹ نہیں ہے ہم انہیں پاکیشیا کے کسی بھی بنک سے کیش کرا سکتے ہیں''...... ناصر خانزادہ نے کہا۔

''کنگ آف ڈھمپ کے دستخط شدہ چیکس گارنٹڈ ہوتے ہیں یور ہائنس۔ ان کے ڈس آنر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ چاہیں تو متعلقہ بنکس کو فون کر کے ان چیکس کی گارنٹی لے سکتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں ان چیکس پر کوئی ڈاؤٹ نہیں ہے''...... گرین کوئین نے کہا۔

''تو پھر کیا ہم سمجھیں کہ گولڈن کرسٹل کے ہم مالک ہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں۔ ہمیں آپ سے ایک اہم بات کرنی ہے۔ اگر آپ نے ہماری بات مان لی تو ہم گولڈن کرسٹل ابھی اپنے ہاتھوں سے آپ کے حوالے کر دیں گے''...... گرین کوئین نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کیا آپ کے خیال میں ہم نے گولڈن کرسٹل کے بدلے آپ کو معقول معاوضہ نہیں دیا ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ یہ معاوضہ ہماری توقع سے کہیں بڑھ کر ہے اور آپ نے خود ہی کہا ہے کہ ہم چاہیں تو یہ دس کے دس چیکس اپنے پاس رکھ سکتی ہیں''...... گرین کوئین نے کہا۔

''یس یور ہائنس۔ آپ چاہیں تو میں آپ کو ایسے دس چیک اور بھی دے سکتا ہوں''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر صفدر اور تنویر کے چہروں پر سنسنی سی پھیل گئی۔ انہیں اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ آخر عمران اس گولڈن کرسٹل کے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے وہ ایک سنہری رنگ کے ہیرے کے لئے پہلے ہی گرین کوئین کو اتنی بڑی رقم دے رہا تھا اور اب وہ کہہ رہا تھا کہ وہ گولڈن کرسٹل کے لئے اتنی ہی رقم اور بھی دے سکتا ہے۔

''اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ مسٹر خانزادہ۔ آپ یہ سارے چیک پرنس کو واپس کر دیں''...... گرین کوئین نے کہا تو چیکس کو واپس کرنے کا سن کر عمران بری طرح سے چونک پڑا۔ ناصر خانزادہ کے چہرے پر بھی حیرت دکھائی دے رہی تھی لیکن حکم حاکم مرگِ مفاجات کے مصداق وہ عمران کے پاس آیا اور اس نے انتہائی ادب بھرے انداز میں چیک عمران کی طرف بڑھا دیئے۔

''یور ہائنس۔ آپ یہ چیک ہمیں واپس کیوں کر رہی ہیں''۔ عمران نے ناصر خانزادہ سے چیک لئے بغیر حیرت سے گرین کوئین کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم گولڈن کرسٹل آپ کو ضرور دیں گے پرنس لیکن اس

معاوضے پر نہیں جو آپ ہمیں دے رہے ہیں''...... گرین کوئین نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر آپ کیا چاہتی ہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پہلے آپ یہ چیک واپس لیں پھر ہم آپ سے بات کرتی ہیں''...... گرین کوئین نے کہا۔ عمران چند لمحے غور سے گرین کوئین کی جانب دیکھتا رہا لیکن اسے چیک واپس کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

''پلیز۔ آپ یہ چیک واپس لے لیں۔ پلیز''...... اس بار مہ لقاء نے عمران سے مخاطب ہو کر بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا مہ لقاء کا چہرہ بدستور سرخ ہو رہا تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے چیک ناصر خانزادہ کے ہاتھوں سے لے لئے۔

''ہمیں اب بھی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے یور ہائنس کہ آپ ہمیں یہ چیک واپس کیوں کر رہی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''گولڈن کرسٹل کے لئے ہم آپ سے کوئی معاوضہ نہیں لیں گے پرنس''...... گرین کوئین نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

''لیکن کیوں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ واقعی اسے گرین کوئین کی بات کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

''مہ لقاء بیٹی''...... گرین کوئین نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنی بیٹی مہ لقاء سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی امی حضور''...... مہ لقاء نے بمشکل عمران سے نظریں ہٹا کر گرین کوئین کی جانب مڑتے ہوئے کہا۔

''آپ اٹھیں اور نتاشا بیٹی سے گولڈن کرسٹل لے کر آپ اپنے ہاتھوں سے پرنس کو تحفے کے طور پر پیش کریں''...... گرین کوئین نے کہا اور گرین کوئین کی بات سن کر عمران کو پہلی بار اپنے کانوں میں خطرے کی تیز گھنٹیاں بجتی ہوئی سنائی دینے لگیں۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مہ لقاء کی جانب دیکھ رہا تھا جو گرین کوئین کی بات سن کر اور زیادہ شرم سے سرخ ہو گئی تھی اور اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

''جو حکم امی حضور''...... مہ لقاء نے بڑے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا اور صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے اٹھتے دیکھ کر وہ لڑکی تیزی سے مہ لقاء کی جانب بڑھی جس نے ٹرے میں گولڈن کرسٹل اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے بڑے ادب سے ٹرے مہ لقاء کی جانب بڑھا دی۔ مہ لقاء نے اس کے ہاتھوں سے ٹرے لی تو لڑکی تیزی سے الٹے قدموں پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ گولڈن کرسٹل والی ٹرے لے کر مہ لقاء نے عمران کی طرف دیکھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ شرمائی اور پھر وہ نظریں جھکا کر آہستہ آہستہ عمران کی جانب بڑھی۔ عمران نے اب مہ لقاء کی جانب حقیقتاً خوف بھری نظروں سے دیکھنا شروع کر

دیا تھا اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی جنگلی بھینسا اس کے پیٹ میں اپنے سینگ مارنے کے لئے آ رہا ہو۔

''یہ لیں پرنس۔ یہ میری طرف سے آپ کے لئے ایک حقیر سا تحفہ ہے۔ اس تحفے کو قبول کر کے مجھے شکریہ کا موقع دیں''...... مہ لقاء نے قریب آ کر ٹرے عمران کے سامنے کرتے ہوئے بڑے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے وہ کنواری دلہن ہو اور اپنے شوہر نامدار کے سامنے پہلی بار جاتے ہوئے اس سے بات کرنے سے شرما رہی ہو۔

''ج ج۔ جی۔ تحفہ''...... عمران نے ہکلا کر کہا۔ تحفے کا سن کر اس کے سر پر بم سا پھٹ پڑا تھا۔

''لیں پرنس۔ یہ حقیر سا نذرانہ میری بیٹی کی طرف سے آپ کے لئے ہے۔ اگر آپ ہماری بیٹی کا دیا ہوا تحفہ قبول کر لیں گے تو اس سے ہمیں بے حد خوشی ہو گی''...... گرین کوئین نے کہا۔ عمران، صفدر اور تنویر حیرت بھری نظروں سے گرین کوئین کی جانب دیکھ رہے تھے۔ گولڈن کرسٹل جس کے لئے عمران نے گرین کوئین کو دس دس لاکھ کے دس گارنٹڈ چیک دیئے تھے۔ ان چیکس کو گرین کوئین کو دیتے دیکھ کر ان دونوں کو اندازہ ہو رہا تھا کہ عمران اتنا بڑا سودا بغیر کسی وجہ کے نہیں کر سکتا۔ ضرور گولڈن کرسٹل کسی خاص اہمیت کا حامل ہے جس کے لئے عمران، گرین کوئین کو ایسے مزید دس چیک دینے کے لئے تیار ہو گیا تھا لیکن گرین کوئین نے عمران

کے چیک اسے واپس کر دیئے تھے اور اب اس کی بیٹی وہی گولڈن کرسٹل تحفے کے طور پر عمران کو پیش کر رہی تھی جیسے اس کرسٹل کی کوئی مالیت ہی نہ ہو۔

''لل لل۔ لیکن یور ہائنس''...... عمران نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہنا چاہا۔

''پلیز پرنس۔ یہ ہماری بیٹی کی خواہش ہے کہ گولڈن کرسٹل آپ کو معاوضے پر نہیں بلکہ تحفے میں دیا جائے اس لئے برائے مہربانی آپ ہمارے اس تحفے کو قبول کر لیں ورنہ ہم سمجھیں گے کہ آپ کو ہمارا دیا ہوا تحفہ پسند نہیں آیا ہے''...... گرین کوئین نے کہا تو عمران کو اپنے کانوں میں سیٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ یہ تحفہ اسے موٹی بھینس مہ لقاء کی خواہش پر تحفے میں دیا جا رہا تھا اور یہ تحفہ مہ لقاء اسے کیوں دے رہی تھی اس کا عمران کو مہ لقاء کا سرخ ہوتا ہوا چہرہ دیکھ کر کچھ کچھ اندازہ ہونا شروع ہو گیا تھا۔

''میں گستاخی کی معافی چاہتا ہوں یور ہائنس۔ میں یہاں گولڈن کرسٹل تحفے میں لینے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ میری اس سلسلے میں آپ سے باقاعدہ ڈیل ہوئی تھی کہ آپ مجھ سے گولڈن کرسٹل کا معاوضہ مانگیں گی۔ اب اچانک یہ تحفہ۔ نہیں۔ میں پرنس آف ڈھمپ ہوں۔ ایک بار میں جس چیز کا سودا کر لیتا ہوں اس کا بڑے سے بڑا معاوضہ ادا کرتا ہوں ورنہ میں اس چیز کو چھوڑ دیا کرتا ہوں۔ ویسے بھی اگر کنگ اینڈ کوئین آف ڈھمپ کو جب پتہ چلے

گا کہ میں نے گولڈن کرسٹل آپ سے بلا معاوضہ حاصل کیا ہے تو وہ میرا حقہ پانی ہی نہیں بند کریں گے بلکہ مجھے بھی ہمیشہ کے لئے کسی زندان میں بند کر دیں گے۔ یہ میرے ساتھ ساتھ ان کی بھی توہین ہو گی کہ آپ نے کنگ آف ڈھمپ کا دیا ہوا معاوضہ قبول نہیں کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ یہ تحفہ قبول کریں پھر ہم کنگ آف ڈھمپ اور کوئین آف ڈھمپ سے بھی بات کر لیں گے اور پھر ہم انہیں خود ہی سمجھا دیں گے کہ ہم نے گولڈن کرسٹل آپ کو بلا معاوضہ اور تحفے میں کیوں دیا ہے''...... گرین کوئین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ سب آپ میرے والد محترم اور میری والدہ محترمہ سے کہیں گی''...... عمران نے اور زیادہ ہکلاتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ پہلے مہ لقاء سے گولڈن کرسٹل تو قبول کریں پھر ہم آپ کو بھی بتا دیں گے کہ ہم نے گولڈن کرسٹل آپ کو تحفے میں کیوں دیا ہے''...... گرین کوئین نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران نے صفدر اور تنویر کی جانب دیکھا جیسے وہ ان سے مشورہ کرنا چاہتا ہو لیکن تنویر اور صفدر نے اپنے منہ دوسری طرف کر لئے جیسے وہ اس معاملے سے قطعی لاتعلق رہنا چاہتے ہوں۔

''پلیز پرنس چارمنگ یہ تحفہ لے لیں۔ ہم زیادہ دیر کھڑی نہیں رہ سکتی ہیں۔ اب تو ہماری ٹانگیں کانپنا شروع ہو گئی ہیں۔ اگر ہم ایک منٹ اور اسی طرح سے کھڑی رہیں تو ہم آپ پر ہی گر جائیں

گی پھر آپ کو ہمیں سنبھالنا مشکل ہو جائے گا''...... مہ لقاء نے کہا تو عمران نے بوکھلا کر اس کی طرف دیکھا تو اسے واقعی مہ لقاء کی ٹانگیں کانپتی ہوئی دکھائی دیں۔ عمران نے فوراً ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹرے سے گولڈن کرسٹل اٹھا لیا۔ اسے گولڈن کرسٹل اٹھاتے دیکھ کر مہ لقاء کے منہ سے جیسے ننھے بچوں جیسی قلقاریاں سی پھوٹ پڑیں۔

''پرنس نے ہمارا تحفہ قبول کر لیا ہے امی حضور۔ انہوں نے ہم سے گولڈن کرسٹل لے لیا ہے''...... مہ لقاء نے فوراً گرین کوئین کی جانب مڑتے ہوئے انتہائی کھلکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی کھلکھلاہٹ دیکھ کر گرین کوئین کے ہونٹوں پر اس کے لئے ممتا بھری شفقت ابھر آئی۔

''ہاں پرنسز۔ ہم نے دیکھ لیا ہے۔ اب آپ اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ جائیں''...... گرین کوئین نے کہا اور مہ لقاء نے ایک بار پھر عمران کی جانب انتہائی والہانہ نظروں سے دیکھا اور پھر مسلسل اس کی طرف دیکھتی ہوئی یوں صوفے پر جا کر بیٹھ گئی کہ بے چارے صوفے کی بھی چیخیں نکل گئی تھیں۔ نتاشا نامی لڑکی نے آگے بڑھ کر فوراً مہ لقاء سے خالی ٹرے لے لیا تھا اور پھر گرین کوئین کے اشارے سے نتاشا اور اس کی دونوں ساتھی لڑکیاں پرنس کو سلام کرتی ہوئیں وہاں سے نکلتی چلی گئیں۔

''ہم آپ کے شکر گزار ہیں پرنس کہ آپ نے پرنسز مہ لقاء کا

تحفہ قبول کر لیا ہے''...... گرین کوئین نے کہا تو عمران ہونقوں کی طرح کبھی اپنے ہاتھ میں موجود گولڈن کرسٹل اور کبھی مہ لقاء کی جانب دیکھنے لگا جو اسے بس دیکھے ہی چلی جا رہی تھی۔ اب صفدر اور تنویر کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹیں نظر آنے لگیں تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے انہیں پہلے سے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ عمران کو اس طرح گولڈن کرسٹل تحفے میں کیوں دیا جا رہا ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر پرنسز مہ لقاء کو دیکھنے کے بعد وہ عمران کی جانب ہمدردانہ نظروں سے دیکھنا شروع ہو گئے۔ انہیں اب واقعی عمران کی حالت پر ترس آنا شروع ہو گیا تھا۔

''ہاں تو پرنس۔ اب سنیں۔ ہم نے آپ کو یہ گولڈن کرسٹل اس لئے دیا ہے کیونکہ ہماری بیٹی پرنسز مہ لقاء نے ہمیں ایسا کرنے کے لئے کہا تھا۔ جیسا کہ ہم نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ پرنسز ہماری اکلوتی اولاد ہے۔ یہ ہماری لاڈلی بیٹی ہے اور ہم اس کی کوئی بھی بات نہیں ٹال سکتیں اس لئے ہم نے ان کی بات مان لی اور ہم نے یہ گولڈن کرسٹل اسی کے ہاتھوں سے آپ کو تحفے میں دے دیا ہے ورنہ ہم اس گولڈن کرسٹل کے لئے آپ کے دیئے ہوئے دس کے دس چیک رکھنے کا سوچ رہے تھے۔ بہرحال ہم آپ کو یہ بھی بتانا چاہتی ہیں کہ پرنسز مہ لقاء نے آپ کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے اور یہ آپ سے شادی کرنا چاہتی ہے''...... گرین کوئین نے کہا تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے زور دار دھماکہ ہوا اور اور کمرے کی

پوری چھت اس کے سر پر آ گری ہو۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر بیٹھ گیا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے دل میں جو خدشہ ابھر رہا تھا وہی خدشہ طوفان بن کر اس کے دل و دماغ میں چھا گیا تھا۔ گرین کوئین کی بات سن کر صفدر اور تنویر نے بڑی مشکلوں سے اپنے فلک شگاف قہقہوں کو روکا تھا جبکہ مہ لقاء اپنی پسند اور شادی کا سن کر جیسے چھوئی موئی سی ہوئی جا رہی تھی۔

''میں۔ میں۔ میں کچھ سمجھا نہیں یور ہائنس''...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہم بڑے عرصے سے اپنی بیٹی کے لئے کوئی اچھا رشتہ تلاش کر رہے تھے پرنس لیکن ابھی تک ہمیں آپ جیسا شریف النفس، باکردار اور منکسرالمزاج شخص نہیں ملا تھا۔ آپ نے پہلی ہی ملاقات میں ہمارا اور خاص طور پر ہماری بیٹی کا دل جیت لیا ہے۔ یہ آپ کو بے حد پسند کرنے لگی ہے اور اس کا فیصلہ ہے کہ اگر یہ شادی کرے گی تو صرف آپ سے ورنہ یہ کبھی کسی سے شادی نہیں کرے گی۔ آپ چونکہ ہمیں بھی بے حد پسند آئے ہیں اس لئے ہم نے پرنسز کی بات مان لی۔ اسی لئے ہم نے گولڈن کرسٹل کی قیمت وصول کرنے کی بجائے آپ کو یہ تحفے میں دے دیا ہے۔ ہم نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ ہم آج ہی آپ کے ساتھ ریاست ڈھمپ جائیں گے اور جا کر آپ کے ماں باپ سے اپنی بیٹی کے رشتے کی بات کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آج ہی آپ کا اور پرنسز کا رشتہ

طے کر دیا جائے اور آپ کی ریاست میں ایک چھوٹی سی تقریب کر کے آپ دونوں کو ایک کر دیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی طرح آپ کے والدین بھی ہمارے اس فیصلے سے بے حد خوش ہوں گے اور انہیں ہماری بیٹی کو اپنانے میں کوئی قباحت نہیں ہو گی''...... گرین کوئین رکے بغیر کہتی چلی گئی اور عمران کو اپنے کانوں میں سیٹیاں بجنے کے ساتھ ساتھ اپنے پیروں کے نیچے سے بھی زمین ہلتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

''آ۔ آ۔ آج۔ آپ آج ہی ہمارے ساتھ ریاست ڈھمپ جائیں گی''...... عمران نے اسی طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہم ایک بار جو فیصلہ کر لیتی ہیں اس سے پیچھے نہیں ہٹتیں۔ مسٹر خانزادہ''...... گرین کوئین نے پہلے عمران سے اور پھر ناصر خانزادہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس یور ہائنس''...... ناصر خانزادہ نے سرخم کرتے ہوئے کہا۔

''فوری طور پر ہمارا پرنس آف ڈھمپ کے ساتھ ان کی ریاست میں جانے کا انتظام کیا جائے۔ آپ سب بھی ہمارے ساتھ جائیں گے اور ہم پرنسز کا رشتہ لے کر جا رہے ہیں اس لئے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ نیک شگون کے طور پر ہمیں کیا کیا ساتھ لے جانا ہے''...... گرین کوئین نے کڑکدار لہجے میں کہا تو عمران دھم سے صوفے پر گر گیا اور ترحم زدہ نظروں سے صفدر اور تنویر کی جانب دیکھنے لگا جیسے وہ ان سے کہنا چاہ رہا ہو کہ وہ اس کی مدد کریں لیکن

وہ دونوں اس سے قطعی لاتعلقانہ انداز میں بیٹھے ہوئے تھے البتہ پرنسز مہ لقاء اور اس کے رشتے کا اور گرین کوئین کا آج ہی ریاست ڈھمپ میں جا کر عمران کے ڈیڈی اور اماں بی سے رشتے کے سلسلے میں بات کرنے کا سن کر ان کے پیٹ میں قہقہے مچل اٹھے تھے۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر قہقہے لگانے شروع کر دیتے۔ عمران پرنس آف ڈھمپ بن کر آج پہلی بار اور برا پھنسا تھا۔ اب وہ نہ تو گرین کوئین کو اپنی اصلیت بتا سکتا تھا اور نہ ہی وہ انہیں ریاست ڈھمپ میں جانے سے منع کر سکتا تھا۔ گرین کوئین کا ٹھاٹ باٹ دیکھ کر صفدر اور تنویر کو صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ نام کی ہی نہیں بلکہ حقیقت میں بھی کوئین ہی ہے اور کوئین کی کسی بات کو رد کر دینا اتنا آسان نہیں ہو سکتا تھا۔

''یس یور ہائنس''...... ناصر خانزادہ نے کہا اور وہ انتظامات کرنے کے لئے جانے کے لئے مڑ گیا۔

''ایک منٹ''...... اچانک عمران نے کہا اور اس کی آواز سن کر ناصر خانزادہ جاتے جاتے رک گیا اور مڑ کر عمران کی جانب دیکھنے لگا۔ گرین کوئین، پرنسز مہ لقاء اور وہاں موجود باقی سب افراد بھی چونک کر عمران کی جانب متوجہ ہو گئے۔ عمران کے چہرے پر اب بے حد سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔

''آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں پرنس''...... گرین کوئین نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یس یور ہائنس''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''فرمائیں۔ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ''...... گرین کوئین نے پوچھا۔

''یور ہائنس۔ مجھے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ آپ جیسی معزز کوئین ہماری ریاست میں جانا چاہتی ہیں۔ آپ جیسی عظیم خاتون کی ہماری ریاست میں آمد ہمارے لئے انتہائی باعثِ فخر ہو گی اور یہ بھی درست ہے کہ آپ کی آمد پر کنگ آف ڈھمپ اور کوئین آف ڈھمپ کو بھی بے حد فخر محسوس ہو گا۔ مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ میرے والدین آپ کا رشتہ کسی بھی صورت میں نہیں ٹھکرائیں گے۔ مجھے بھی پرنسز مہ لقاء بے حد پسند آئی ہیں اور یہ میرے لئے بھی باعثِ فخر ہے کہ انہوں نے مجھے خود ہی اپنے جیون ساتھی کے طور پر چن لیا ہے۔ پرنسز جیسی حسین اور گول مٹول گڑیا جس گھر میں جائے گی وہ گھر یقیناً گل وگلزار ہو جائے گا۔ ان کے ہماری ریاست میں جانے سے شاید ہمارے محل کے پائیں باغ کے تمام پھول شرمندگی سے مرجھا جائیں ان کی مہک ختم ہو جائے کیونکہ پرنسز کے گلاب چہرے اور ان کے وجود کے سامنے شاید ہی کوئی پھول ٹک سکے۔ میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھ ناچیز کو اپنی بیٹی کے لئے پسند کیا ہے اور مجھے اس سے چنداں انکار نہیں ہے کہ میں آپ کی کوئی بات رد کروں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کا خاندان پاکیشیا میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا

میں شاہی خاندان سمجھا جاتا ہے۔ آپ کی شان اور آپ کی آن بان کو دیکھ کر بڑے بڑے لارڈز آپ کے سامنے سر جھکانا فخر سمجھتے ہیں اور میں نے تو آپ کے بارے میں یہ بھی سنا ہے کہ آپ جس پر مہربان ہو جاتی ہیں اس کے دن ہی پھر جاتے ہیں۔ آپ دوسروں پر اپنا سارا خزانہ تک لٹا دیتی ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی سخاوت کی مثالیں دی جاتی ہیں لیکن میں یہ بات انتہائی معذرت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں یور ہائنس کہ آپ نے مجھے اپنا داماد تو بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے لیکن اپنے ہونے والے داماد کو جو تحفہ دیا ہے وہ انتہائی ارزاں اور حقیر ہے۔ اگر دنیا اور خاص طور پر کنگ آف ڈھمپ اور کوئین آف ڈھمپ کو اس بات کا علم ہو گا کہ گرین کوئین جن کی سخاوت پوری دنیا میں مشہور ہے انہوں نے اپنے ہونے والے داماد کو ایک حقیر اور انتہائی ارزاں تحفہ دیا ہے تو ان کے سامنے آپ کی کیا ساکھ رہ جائے گی''...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر گرین کوئین پہلے تو حیرت سے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر اچانک اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمودار ہو گئے اور وہ بوڑھی ہونے کے باوجود ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''حقیر اور ارزاں تحفہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں پرنس۔ ہم نے آپ کے شایان شان تحفہ پیش کیا ہے۔ یہ وہ گولڈن کرسٹل ہے جس کے لئے پوری دنیا کے لارڈز ہمیں بڑی سے بڑی قیمت دینا چاہتے

ہیں لیکن ہم نے آج تک اس کرسٹل کی قیمت نہیں لگائی۔ آپ بھی گولڈن کرسٹل خریدنے کے لئے ہی یہاں آئے تھے اور آپ شاید بھول رہے ہیں کہ آپ نے ہمیں اس گولڈن کرسٹل کے لئے دس دس لاکھ ڈالرز کے دس گارنٹڈ چیک دیئے تھے۔ کیا آپ کی نظر میں گولڈن کرسٹل کی ایک کروڑ ڈالرز قیمت کم ہے۔ ایک کروڑ ڈالرز کے گولڈن کرسٹل کو آپ ارزاں اور حقیر کہہ رہے ہیں''...... گرین کوئین نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اصلی گولڈن کرسٹل اور نقلی گولڈن کرسٹل میں بے حد فرق ہوتا ہے یور ہائنس۔ اگر آپ مجھے اصلی گولڈن کرسٹل دیتیں تو میں آپ کو دس کیا دس دس لاکھ ڈالرز کے پچاس چیک بھی دے سکتا تھا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو گرین کوئین کے ساتھ وہاں موجود تمام افراد کے رنگ سرخ ہوتے چلے گئے۔

''آپ کہنا کیا چاہتے ہیں پرنس۔ کیا ہم نے آپ کو نقلی گولڈن کرسٹل دیا ہے''...... گرین کوئین نے اس بار انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس یور ہائنس۔ یہ اصلی گولڈن کرسٹل نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر گرین کوئین سمیت وہاں موجود تمام افراد کو جیسے سانپ سونگھ گیا وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران اور اس کے ہاتھ میں موجود چمکتے ہوئے گولڈن کرسٹل کی جانب دیکھ رہے تھے۔

''آپ ہماری توہین کر رہے ہیں پرنس۔ ہمارا تعلق مغل خاندان سے ہے اور ہماری رگوں میں دوڑنے والا خون انتہائی پاکیزہ ہے۔ آپ ہمیں اس طرح دھوکے باز اور بے ایمان کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اصلی گولڈن کرسٹل آپ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ اسے نقلی گولڈن کرسٹل کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ کو ہماری بیٹی نے اپنے لئے پسند نہ کیا ہوتا تو آپ کی اس گستاخی پر ہم ابھی آپ کو گرفتار کرنے کا حکم دے دیتیں اور آپ کو زندان میں لے جا کر زنجیروں سے باندھ دیا جاتا۔ پھر آپ کے والدین بھی یہاں آ جاتے تب بھی ہم آپ کو معاف نہ کرتے''...... گرین کوئین نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ غصے سے ان کا جسم بری طرح سے کانپنا شروع ہو گیا تھا اور ان کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

''میں آپ سے جھوٹ نہیں کہہ رہا ہوں یور ہائنس۔ ڈھمپ ریاست میں جھوٹ سب سے بڑا اور ناقابلِ معافی جرم سمجھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے والے کو کنگ آف ڈھمپ زمین میں زندہ گاڑ دیتے ہیں اور میں تو ان کا بیٹا ہوں۔ میں اگر جھوٹ بولوں گا تو وہ اپنے ہاتھوں سے میری گردن ہی اُڑا دیں گے۔ مگر یہ سچ ہے کہ یہ گولڈن کرسٹل اصلی نہیں ہے''...... عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''پرنس آپ حد سے بڑھ رہے ہیں''...... گرین کوئین نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

’’نو یور ہائنس۔ میں اپنی حد میں ہی ہوں۔ آپ کا غصہ ناجائز ہے اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں ہے تو آپ خود دیکھ لیں کہ یہ اصلی گولڈن کرسٹل ہے یا نقلی‘‘...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر گرین کوئین چند لمحے اسے خونخوار نظروں سے گھورتی رہی پھر اس کے خدو خال قدرے نرم پڑ گئے۔

’’ہونہہ۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ نقلی گولڈن کرسٹل ہے‘‘...... گرین کوئین نے خود کو حتی الوسع سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

’’گولڈن کرسٹل بے داغ ہوتا ہے یور ہائنس۔ کسی بھی گولڈن کرسٹل میں ایک معمولی سا دھبہ بھی نہیں آ سکتا ہے لیکن اس گولڈن کرسٹل میں دو چھوٹے چھوٹے دھبے بھی ہیں اور دراڑ بھی ہے ان دھبوں اور دراڑ کو عام نظروں سے نہیں دیکھا جا سکتا لیکن اگر آپ اسے کسی عدسے سے دیکھیں گی تو آپ کو دھبے اور دراڑ صاف دکھائی دے جائیں گے‘‘...... عمران نے کہا تو گرین کوئین نے غصیلے انداز میں ہونٹ بھینچ لئے۔

’’اور اگر آپ کی بات غلط ثابت ہوئی تو‘‘...... گرین کوئین نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

’’ایسا نہیں ہو گا۔ اگر ایسا ہوا تو میں آپ کے سامنے اپنی گردن خم کر دوں گا یور ہائنس۔ آپ چاہیں تو اسی وقت میری گردن اڑا دیجئے گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ ہم چیک کرتے ہیں اگر یہ گولڈن کرسٹل نقلی ہوا تو ہم آپ سے معافی مانگ لیں گے اور آپ کے سامنے اپنا سر جھکا دیں گے لیکن اگر ایسا نہ ہوا اور یہ اصلی گولڈن کرسٹل ہوا تو پھر آپ کو بھی ہماری ایک شرط ماننی پڑے گی‘‘...... گرین کوئین نے غراتے ہوئے کہا۔

’’ضرور یور ہائنس۔ اگر یہ گولڈن کرسٹل اصلی ہوا تو میں آپ کی ہر شرط مان لوں گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’میری شرط کے مطابق آپ کو آج اور ابھی پرنسز مہ لقاء سے شادی کرنی پڑے گی‘‘...... گرین کوئین نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ گرین کوئین اس کے سامنے ایسی شرط بھی رکھ سکتی ہے۔ صفدر اور تنویر بھی گرین کوئین کی شرط سن کر حیران رہ گئے تھے۔

’’یہ کیسی شرط ہے یور ہائنس۔ میں ابھی اور اسی وقت پرنسز سے شادی کیسے کر سکتا ہوں‘‘...... عمران نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’اگر آپ کو ہماری شرط منظور نہیں ہے تو ابھی بتا دیں۔ ہم سمجھیں گے کہ پرنس آف ڈھمپ صرف نام کا ہی پرنس ہے۔ اس میں ہمت اور جرأت نام کی کوئی چیز نہیں ہے‘‘...... گرین کوئین نے اسی انداز میں کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے یور ہائنس''...... عمران نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

''تو پھر بتائیں کیا آپ کو ہماری شرط منظور ہے''...... گرین کوئی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یور ہائنس مجھے آپ کی شرط منظور ہے۔ اگر یہ گولڈن کرسٹل اصلی ثابت ہو گیا تو میں آج اور ابھی آپ کی بیٹی پرنسز مہ لقاء سے شادی کر لوں گا''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو صفدر اور تنویر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنا شروع ہو گئے جیسے عمران نے انہونی سی بات کر دی ہو۔ ان دونوں کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ جو گولڈن کرسٹل اس قدر چمکدار اور صاف ستھرا نظر آ رہا ہے وہ نقلی کیسے ہو سکتا ہے۔ انہوں نے گولڈن کرسٹل کو نزدیک سے تو نہیں دیکھا تھا لیکن دور سے ہی دیکھنے سے پتہ چلتا تھا کہ گولڈن کرسٹل دنیا کا نایاب ترین ہیرا ہے جس کی چمک کوہ نور ہیرے سے بھی کہیں زیادہ تھی۔ عمران کا جواب سن کر گرین کوئین کی آنکھوں میں تیز چمک بھر گئی تھی۔

''مسٹر خانزادہ''...... گرین کوئین نے گرج کر کہا۔

''یس یور ہائنس''...... ناصر خانزادہ نے گرین کوئین کو غصے میں دیکھ کر کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پرنس آف ڈھمپ سے گولڈن کرسٹل واپس لیا جائے اور اسے چیک کیا جائے کہ یہ اصلی ہے یا نقلی''...... گرین کوئین نے اسی

انداز میں کہا۔

''یس یور ہائنس''...... ناصر خانزادہ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے عمران کی جانب بڑھا۔ اس نے آگے بڑھ کر اور جھک کر دونوں ہاتھ آگے بڑھائے تو عمران نے گولڈن کرسٹل اس کے ہاتھوں پر رکھ دیا۔ گولڈن کرسٹل لے کر ناصر خانزادہ پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے غور سے گولڈن کرسٹل دیکھا اور پھر اس نے اپنے لباس کی جیب سے ایک عدسہ نکالا اور اسے ایک آنکھ پر لگا کر گولڈن کرسٹل کو جانچنا شروع ہو گیا۔ ہال میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سب کی نظریں ناصر خانزادہ پر مرکوز تھیں جو اس خاندان کے گولڈن کرسٹل کو پرکھنے کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ ناصر خانزادہ گولڈن کرسٹل کو گھما گھما ہر طرف سے چیک کر رہا تھا۔ گرین کوئین اور وہاں موجود تمام افراد کی نظریں ناصر خانزادہ پر جمی ہوئی تھیں۔

''اتنی دیر کیوں لگ رہی ہے مسٹر خانزادہ۔ ہمیں جلد سے جلد بتایا جائے کہ گولڈن کرسٹل اصلی ہے یا نقلی''...... گرین کوئین نے گرجدار لہجے میں کہا۔ ناصر خانزادہ نے آنکھ سے عدسہ اتارا اور تیز نظروں سے عمران کو گھورنے لگا۔

''سوری پرنس آف ڈھمپ۔ آپ کا خیال غلط ہے۔ یہ نقلی نہیں اصلی گولڈن کرسٹل ہے سو فیصد اصلی۔ اس میں نہ تو کوئی دراڑ ہے اور نہ کوئی دھبہ''...... ناصر خانزادہ نے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر عمران بری

طرح سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ناصر خانزادہ کی بات سن کر گرین کوئین اور باقی سب کے چہرے کھل اٹھے تھے۔

''کیا آپ نے اچھی طرح سے پرکھ لیا ہے مسٹر خانزادہ کہ یہ اصلی گولڈن کرسٹل ہے''...... گرین کوئین نے اس بار ناصر خانزادہ سے مخاطب ہو کر بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''یس یور ہائنس۔ آپ بخوبی جانتی ہیں کہ میں ہیروں اور اس جیسے گولڈن کرسٹلز کو پرکھنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ یہ سو فیصد اصلی گولڈن کرسٹل ہے۔ پرنس آف ڈھمپ نے جھوٹ بولا ہے کہ اس کرسٹل میں داغ اور لکیر ہے''...... ناصر خانزادہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو گرین کوئین عمران کی جانب تیز نظروں سے گھورنے لگیں۔ عمران کا چہرہ حیرت سے بگڑا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اچانک ہال میں تاریکی چھا گئی۔

''ارے۔ یہ لائٹ کو کیا ہوا ہے''...... گرین کوئین کی حیرت زدہ آواز ابھری۔ اسی لمحے اچانک ہال مشین گنوں کی تیز فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

سیاہ رنگ کی دو کاریں انڈس کلب کی پارکنگ میں رکیں اور ان میں سے کیپٹن حمید زیرو فورس کا انچارج اور زیرو فورس کے دس افراد نکل کر باہر آ گئے اور وہ سب ایک ساتھ پارکنگ سے نکل کر کلب کے اندرونی حصے کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

کلب کے بیرونی گیٹ پر مخصوص یونیفارم میں ملبوس ایک دربان کھڑا تھا۔ انہیں آتے دیکھ کر وہ مستعد ہو گیا۔

''کارڈ پلیز''...... دربان نے انہیں قریب آتے دیکھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کارڈ نہیں ہے۔ ہمیں گیم روم میں جانا ہے جس کا کوڈ ڈبل ون ڈبل سکس ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ کیا آپ سب جائیں گے''...... کوڈ سن کر دربان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ تمہیں کوئی اعتراض ہے کیا"...... کیپٹن حمید نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ نو سر۔ بالکل نہیں۔ مجھے بھلا کیوں اعتراض ہونے لگا۔ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں"...... دربان نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور گلاس ڈور کھولتا ہوا کلب میں داخل ہو گیا۔ وہ چونکہ یہاں پہلے بھی آ چکا تھا اس لئے وہ یہاں کے طور طریقے بخوبی جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کلب میں مخصوص افراد ہی آتے ہیں جن کے پاس کلب کے مخصوص کارڈز ہوں یا پھر گیم روم میں جانے کے لئے مخصوص کوڈز بولے جاتے ہیں ورنہ کسی غیر متعلق شخص کو گیم روم میں تو کیا کلب میں بھی داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔

کلب کا ہال کافی بڑا تھا۔ ہال میں شراب اور منشیات کی تیز بو پھیلی ہوئی تھی جسے محسوس کرتے ہی کیپٹن حمید اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر ناگواریت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے لیکن انہوں نے اپنے تاثرات ظاہر نہیں ہونے دیئے تھے۔ ہال کی تمام میزیں بھری ہوئی تھیں اور وہاں بیٹھے لوگ آزادی سے شراب اور منشیات کا استعمال کر رہے تھے۔

ہال میں ہر طرف خوبصورت لڑکیاں اٹھلاتی پھر رہی تھیں جو ہال میں موجود افراد کو شراب اور دوسرے لوازمات سرو کر رہی تھیں۔ دیواروں کے پاس چار بدمعاش ٹائپ نوجوان موجود تھے جن کے

ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں وہ شاید اس ہال کی حفاظت کے لئے وہاں موجود تھے۔ جیسے ہی کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی ہال میں داخل ہوئے چاروں مسلح نوجوان چونک کر ان کی جانب دیکھنے لگے لیکن ان میں سے کسی نے بھی اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ سامنے ایک کاؤنٹر بنا ہوا تھا جہاں تین خوبصورت لڑکیاں اور دو نوجوان موجود تھے۔ کیپٹن حمید رکے بغیر تیزی سے کاؤنٹر کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

"یس سر"...... ایک لڑکی نے کیپٹن حمید کو کاؤنٹر کی جانب آتے دیکھ کر ہونٹوں پر کاروباری مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

"ڈبل ون ڈبل سکس"...... کیپٹن حمید نے نہایت دھیمی آواز میں کہا۔

"اوہ۔ کیا یہ سب بھی آپ کے ساتھ ہیں"...... کاؤنٹر گرل نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ یہ سب میرے ساتھ گیم کھیلنا چاہتے ہیں"...... کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور کاؤنٹر کے پیچھے ایک دراز کھول کر اس نے دراز سے نیلے رنگ کے بارہ کارڈز نکالے اور کیپٹن حمید کی جانب بڑھا دیئے۔

"گیم روم میں جانے کے لئے آپ کو رولز کے تحت یہاں بارہ لاکھ جمع کرانے ہوں گے"...... کاؤنٹر گرل نے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میرے پاس کریڈٹ کارڈ ہے۔ کیا اس سے کام چلے گا''۔ کیپٹن حمید نے کہا اور جیب سے ایک کریڈٹ کارڈ نکال کر کاؤنٹر گرل کی جانب بڑھا دیا۔

''یس سر۔ کیوں نہیں۔ یہاں کریڈٹ کارڈ کی بھی سہولت موجود ہے''...... کاؤنٹر گرل نے مسکرا کر کہا اور اس سے کریڈٹ کارڈ لے کر اسے غور سے دیکھنے لگی۔ اس کارڈ پر کیپٹن حمید کا نام شہزاد اوبرائے لکھا ہوا تھا۔ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے کیپٹن حمید نے ایسے کئی کارڈز بنوا رکھے تھے جنہیں وہ وقتاً فوقتاً استعمال کرتا رہتا تھا۔

کاؤنٹر گرل کارڈ لے کر کاؤنٹر کی سائیڈ میں چلی گئی جہاں کریڈٹ کارڈ کی پنچنگ مشین لگی ہوئی تھی۔ اس نے کارڈ مشین میں ڈال کر پنچ کیا اور سائیڈ پر لگے ہوئے کی پیڈ پر انگلیاں چلانے لگی۔ چند ہی لمحوں میں مشین سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دی اور اس مشین کی سائیڈ سے ایک سلپ نکل کر باہر آ گئی۔ سلپ دیکھ کر لڑکی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور اس نے مشین سے سلپ الگ کی اور مشین سے کریڈٹ کارڈ نکال کر واپس کیپٹن حمید کی جانب آ گئی۔ اس نے سلپ اور کریڈٹ کارڈ کیپٹن حمید کی جانب بڑھا دیا۔

''تھینک یو سر''...... کاؤنٹر گرل نے کہا اور پھر اس نے نیلے کارڈز پر بال پوائنٹ سے دستخط کرنے شروع کر دیئے۔ بارہ کارڈز

پر دستخط کرنے کے بعد اس نے کارڈز کیپٹن حمید کی جانب بڑھا دیئے۔ ساتھ ہی اس نے ہال میں موجود ایک لیڈی ویٹر کو اشارہ کیا جو تیر کی طرح کاؤنٹر کے پاس آ گئی۔

''نیلم۔ انہیں گیم روم میں لے جاؤ''...... کاؤنٹر گرل نے لیڈی ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آئیں جناب''...... لیڈی ویٹر نے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب لیڈی ویٹر کے ہمراہ ہو لئے۔ لیڈی ویٹر انہیں کاؤنٹر کی سائیڈ میں بنے ہوئے ایک دروازے سے گزار کر ایک راہداری میں لے آئی۔

راہداری کے آخر میں ایک فولادی دروازہ تھا جو بند تھا۔ لیڈی ویٹر نے دروازے کے پاس جا کر سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک فولادی دروازہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھلتا چلا گیا۔ سامنے ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جسے دیکھ کر صاف پتہ چل رہا تھا کہ یہ لفٹ ہے۔

''تشریف لائیں''...... لیڈی ویٹر نے کہا تو کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی لفٹ میں آ گئے۔ ان کے لفٹ میں آتے ہی لیڈی ویٹر نے ایک بٹن پریس کیا تو لفٹ کا دروازہ بند ہوتا چلا گیا۔ دروازے کے بند ہوتے ہی لفٹ کو خفیف سا جھٹکا لگا اور لفٹ نیچے جانے لگی۔ چند ہی لمحوں کے بعد لفٹ رک گئی اور لفٹ کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک اور راہداری تھی۔ وہاں چار لمبے تڑنگے اور

خوفناک شکلوں والے بدمعاش ٹائپ کے افراد کھڑے تھے جن کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک آدمی لفٹ کے پاس کھڑا ہوا تھا۔

’’ان کے پاس بلیو کارڈز ہیں۔ انہیں گیم روم میں لے جاؤ‘‘...... لیڈی ویٹر نے لفٹ کے پاس کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا تو نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی لفٹ سے باہر آ گئے۔ ان کے باہر آتے ہی لیڈی ویٹر نے لفٹ کا بٹن پریس کیا تو لفٹ کا دروازہ بند ہوتا چلا گیا وہ لفٹ سے باہر نہیں آئی تھی اور وہیں سے واپس چلی گئی تھی۔

’’کارڈز دکھائیں‘‘...... نوجوان نے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن حمید نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے نیلے کارڈز ان کی جانب بڑھا دیئے۔ نوجوان نے ایک ایک کارڈ غور سے دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’کیا آپ میں سے کسی کے پاس اسلحہ ہے‘‘...... نوجوان نے ان سب کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

’’کسی ایک کے پاس نہیں ہم سب کے پاس اسلحہ ہے‘‘۔ کیپٹن حمید نے کہا تو نوجوان بری طرح سے چونک پڑا۔

’’اوہ۔ تو آپ سب اپنا اسلحہ میرے پاس جمع کرا دیں پلیز۔ گیم روم میں اسلحہ لے جانا منع ہے‘‘...... نوجوان نے کہا۔

’’او کے۔ ہم اپنا اسلحہ تمہارے پاس جمع کرا دیتے ہیں لیکن پہلے

یہ بتاؤ کہ کیا مینیجر رمن داس اپنے دفتر میں ہی ہے‘‘...... کیپٹن حمید نے اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا۔

’’ہاں۔ وہ اپنے دفتر میں ہی ہے۔ کیوں تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو‘‘...... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ابھی بتاتا ہوں۔ ہریش شروع ہو جاؤ‘‘...... کیپٹن حمید نے پہلے اس سے اور پھر زیرو فورس کے انچارج ہریش سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ شروع ہو جاؤ کا سن کر چاروں مسلح افراد چونک پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے کاندھوں سے اپنی مشین گنیں اتارتے اسی لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ وہ چاروں اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔ ہریش اور اس کے تین ساتھیوں نے ان چاروں پر اچانک سائلنسر لگے ریوالوروں سے فائرنگ کر دی تھی۔ انہوں نے چونکہ چاروں مسلح افراد کے عین دل کے مقام پر فائرنگ کی تھی اس لئے ان چاروں میں سے کسی کو چیخنے کا بھی موقع نہیں مل سکا تھا۔

’’گڈ شو۔ اب سنو۔ راہداری کے سامنے جو دروازہ ہے وہ گیم روم میں کھلتا ہے۔ گیم روم میں کئی مسلح افراد موجود ہیں۔ ہمیں ان سب کو بھی ہلاک کرنا ہو گا۔ گیم روم کے دائیں طرف شیشے کا بنا ہوا ایک کمرہ ہے جس میں مینیجر رمن داس موجود ہوتا ہے۔ ہمیں گیم روم میں جاتے ہی تیزی سے حملہ کرنا پڑے گا۔ تم گیم روم میں مسلح افراد کا صفایا کرنا جن کی تعداد دس ہے میں شیشے کے بنے ہوئے کیبن

کی طرف جاؤں گا جہاں رمن داس موجود ہے اور یہاں صرف بڑے بڑے کریمنلز ہی جوا کھیلنے کے لئے آتے ہیں۔ اس لئے کسی کی کوئی پرواہ نہ کرنا جو نظر آئے اسے اُڑا دینا''...... کیپٹن حمید نے ہریش سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ سب تیز تیز چلتے ہوئے راہداری کے سرے پر موجود دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ یہ دروازہ بھی فولادی تھا۔ سائیڈ پر ایک نمبرنگ پینل بنا ہوا تھا۔ شاید دروازہ اس نمبرنگ پینل سے کھلتا تھا۔

''سب پوزیشنیں لے لو۔ جیسے ہی دروازہ کھلے تم فائرنگ کرتے ہوئے اندر داخل ہو جانا''...... ہریش نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کے ساتھیوں نے فوراً جیبوں سے مشین پسٹل نکالے اور پوزیشن لے کر کھڑے ہو گئے۔ کیپٹن حمید نے سائلنسر لگے ریوالور کا رخ نمبرنگ پینل کی طرف کر کے ٹریگر دبایا تو ٹھک کی آواز کے ساتھ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور نمبرنگ پینل سے چنگاریوں کے ساتھ دھواں سا نکلنا شروع ہو گیا۔ اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ دروازہ لفٹ کے دروازے کی طرح کھلتا چلا گیا۔

''گو۔ گو''...... دروازہ کھلتے ہی ہریش نے چیختے ہوئے کہا اور مشین پسٹل لئے ہوئے چھلانگ لگا کر آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھی بھی چھلانگیں لگاتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ دوسری طرف ایک ہال نما کمرہ تھا جہاں جوئے کی بڑی بڑی مشینیں

اور میزیں لگی ہوئی تھیں۔ وہاں بے شمار جواری موجود تھے جو میزوں پر تاش اور دوسرے ذرائع سے جوا کھیلنے میں مصروف تھے۔ مشینوں پر بھی کئی افراد اپنی قسمت آزمائی کر رہے تھے۔ اس ہال میں دس کے قریب بدمعاش ٹائپ مسلح افراد موجود تھے۔ جیسے ہی دروازہ کھلا اور ہریش اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے ان کے ہاتھوں میں مشین پسٹل دیکھ کر وہاں موجود افراد اور مشین گن بردار بری طرح سے چونک پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے کاندھوں سے مشین گنیں اتارتے ہریش اور اس کے ساتھیوں نے ہال میں داخل ہوتے ہی ان پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ فائرنگ کی آواز سن کر وہاں موجود افراد بوکھلا گئے اور فوراً میزوں کے نیچے اور جوئے کی مشینوں کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگے۔ ہریش اور اس کے ساتھی مسلح افراد پر فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے ہال میں پھیل گئے۔

کیپٹن حمید دائیں بائیں فائرنگ کرتا ہوا دائیں طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک بڑی سی مشین کے پیچھے شیشے کا بنا ہوا ایک کیبن دکھائی دے رہا تھا۔ کیبن میں ایک بدمعاش ٹائپ کا ادھیڑ عمر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں ہال پر ہی تھیں۔ ہال میں فائرنگ ہوتے دیکھ کر اور اپنے مسلح محافظوں کو گولیاں کھا کر گرتے دیکھ کر وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر جیسے ہی اس نے کیپٹن حمید کو اپنے کیبن کی طرف آتے دیکھا اس کا ہاتھ فوراً میز کے نیچے گیا اور پھر اچانک

جیسے کیبن کے صاف و شفاف شیشے سیاہ پڑتے چلے گئے۔ دور سے نظر آنے والا کیبن جیسے اچانک تاریک ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر کیپٹن حمید نے شیشے کی دیواروں پر فائرنگ کرنا شروع کر دی لیکن پھر یہ دیکھ کر کیپٹن حمید کی آنکھیں پھیل گئیں کہ اس کی گولیاں شیشے کی دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر یوں اچٹ رہی تھیں جیسے وہ دیواریں شیشے کی نہ ہوں بلکہ ٹھوس کنکریٹ کی بنی ہوں۔ سائیڈ میں ایک دروازہ تھا جس پر ایک ہینڈل لگا ہوا تھا۔ کیپٹن حمید تیزی سے دروازے کی طرف آیا۔ اس نے ہینڈل پکڑ کر گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ شاید دروازہ اندر سے لاک نہیں کیا گیا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی کیپٹن حمید اچھل کر اندر داخل ہو گیا اور پھر وہ جیسے ہی کیبن میں داخل ہوا اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ باہر سے شیشوں سے کیبن میں موجود جو ادھیڑ عمر دکھائی دے رہا تھا وہ اب کیبن میں نہیں تھا۔ کیپٹن حمید اچھل کر میز کی طرف آیا اور جھک کر میز کے نیچے دیکھنے لگا۔ وہ یہی سمجھا تھا کہ اسے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر میجر رمن داس ضرور میز کے نیچے چھپ گیا ہو گا لیکن یہ دیکھ کر اس کی پیشانی پر بل آ گئے کہ رمن داس میز کے نیچے بھی نہیں تھا۔ کیپٹن حمید آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن اسے وہاں ایسا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا جہاں سے رمن داس فوراً نکل کر جا سکتا ہو۔

''یہ رمن داس کہاں غائب ہو گیا ہے''...... کیپٹن حمید نے

پریشانی کے عالم میں اپنا سر کھجاتے ہوئے کہا۔ وہ کیبن کی دیواروں اور میز کے نیچے ایک ایک چیز کو چیک کر رہا تھا لیکن اسے وہاں ایسا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا جو خفیہ ہو اور جس سے میجر رمن داس اتنی پھرتی سے نکل کر جا سکتا ہو۔ اسی لمحے کیبن میں ہریش داخل ہوا۔

''ہم نے ہال میں موجود تمام مسلح افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ جوا کھیلنے والے افراد سہمے اور ڈرے ہوئے ہیں جنہیں ہم نے اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے''...... ہریش نے کیپٹن حمید کو بتاتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''وہ شخص کہاں ہے جو ابھی اس کیبن میں بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا تھا''...... ہریش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے بھی ہال میں داخل ہو کر شیشے کے کیبن میں بیٹھے ہوئے رمن داس کو دیکھ لیا تھا۔

''وہ نجانے گدھے کے سینگوں کی طرح کہاں غائب ہو گیا ہے۔ میں جب اس کیبن کی طرف بڑھ رہا تھا تو اس نے میز کے نیچے ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن پریس کیا تھا جس سے شیشے کی دیواریں سیاہ ہو گئی تھیں۔ جب میں کیبن کا دروازہ کھول کر اندر آیا تو کیبن خالی تھا۔ وہ شاید فوری طور پر یہاں سے کوئی خفیہ راستہ کھول کر نکل گیا ہے''...... کیپٹن حمید نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''لیکن اتنی جلدی وہ یہاں سے جا کہاں سکتا ہے''...... ہریش

نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”یہی تو میں سوچ رہا ہوں لیکن میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آ رہا ہے“...... کیپٹن حمید نے اسی انداز میں کہا۔

”وہ اس کیبن سے غائب ہوا ہے۔ ضرور اس کیبن میں کوئی خفیہ راستہ ہے جہاں سے وہ ہمیں دیکھ کر نکل بھاگا ہے“...... ہریش نے کہا۔

”ہاں۔ ہمیں اس راستے کو ڈھونڈنا ہوگا اگر ہم نے رمن داس کو نہ پکڑا تو کرنل صاحب تمہیں تو کچھ نہیں کہیں گے لیکن مجھے ضرور شوٹ کر دیں گے“...... کیپٹن حمید نے کہا۔

”ایک منٹ میں دیکھتا ہوں“...... ہریش نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھا اور شیشے کی دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھنے لگا پھر وہ میز کے پاس آیا۔ اس نے میز کو اوپر نیچے سے اس کے ایک ایک حصے کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ میز کے نیچے کئی بٹن لگے ہوئے تھے۔ ہریش نے ایک ایک کر کے چند بٹن پریس کئے پھر جیسے ہی اس نے سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک اس کے قریب زمین سے ایک چوکور ٹکڑا تیزی سے کسی صندوق کے ڈھکن کی طرف کھلتا چلا گیا۔ نیچے خلاء تھا جہاں سے سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

”یہ ہے وہ خفیہ راستہ جہاں سے رمن داس گیا ہے“...... ہریش نے کہا تو کیپٹن حمید چونک کر خلاء کی جانب دیکھنے لگا۔

”اپنے ساتھیوں کو بلاؤ۔ جلدی۔ ہمیں رمن داس کے پیچھے جانا ہے“...... کیپٹن حمید نے تیز لہجے میں کہا تو ہریش نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیزی سے کیبن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن حمید آگے آیا اور خلاء میں جھانکنے کی کوشش کرنے لگا۔ نیچے تیز روشنی تھی۔ سیڑھیاں کافی نیچے تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ کیپٹن حمید چند لمحے نیچے جھانکتا رہا پھر اس نے سائلنسر لگا ریوالور جیب میں رکھا اور اس کی جگہ دوسری جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اس نے مشین پسٹل دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور وہ سیڑھیوں پر پاؤں رکھتا ہوا جھکے جھکے انداز میں احتیاط سے نیچے دیکھتا ہوا سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ نیچے ایک بہت بڑا تہہ خانہ تھا۔ تہہ خانے میں لکڑیوں اور گتے کی بے شمار پیٹیاں ترتیب سے ایک دوسرے کے اوپر رکھی ہوئی تھیں۔ ان پیٹیوں کی وہاں باقاعدہ قطاریں سی بنی ہوئی تھیں جن کے درمیان راستے بنے ہوئے تھے۔ تہہ خانے میں منشیات کی تیز بو پھیلی ہوئی تھی۔ شاید ان پیٹیوں میں شراب اور منشیات کی کھیپ تھی۔ کیپٹن حمید جھکے جھکے انداز میں سیڑھیوں سے نیچے آیا اور ان پیٹیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ تہہ خانے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کیپٹن حمید پیٹیوں کی ایک قطار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے کان تہہ خانے میں کوئی غیر معمولی آواز سننے کی کوشش کر رہے تھے لیکن تہہ خانے میں سکوت چھایا ہوا تھا۔ اسی لمحے ہریش اور اس کے ساتھی سیڑھیاں اترتے

ہوئے نیچے آ گئے۔ ہریش ان سب سے آخر میں نیچے اترا تھا۔ نیچے اترتے ہوئے اس نے تہہ خانے کا خفیہ راستہ بند کر دیا تھا۔

ہریش اور اس کے ساتھیوں کو نیچے آتے دیکھ کر کیپٹن حمید نے انہیں اشارے سے چاروں طرف پھیلنے کے لئے کہا تو وہ سب مشین پسٹل لئے تیزی سے پیٹیوں کی دوسری قطاروں کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ کیپٹن حمید نے دائیں طرف سر نکال کر پیٹیوں کے درمیان بنے ہوئے راستے کی دوسری طرف دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ کیپٹن حمید نے اشارہ کیا تو ہریش اور اس کے ساتھی دوسری پیٹیوں کے درمیان بنے ہوئے راستوں کی جانب دیکھنے لگے پھر انہوں نے بھی جب وہاں کسی کی موجودگی کے انکار میں سر ہلایا تو کیپٹن حمید نے انہیں آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی پیٹیوں کے پیچھے سے نکل کر آگے بڑھ گیا اس نے مشین پسٹل والا ہاتھ آگے کر رکھا تھا اور قدموں کی آواز پیدا کئے بغیر آہستہ آہستہ آگے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ابھی وہ ان پیٹیوں کے سرے تک پہنچا ہی تھا کہ اسی لمحے اسے تیز اور انتہائی ناگوار بو کا احساس ہوا۔ کیپٹن حمید نے بو محسوس کرتے ہی فوراً اپنا سانس روکنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ تیز اور ناگوار بو اس کے دماغ میں چڑھ چکی تھی۔ کیپٹن حمید کی آنکھوں کے سامنے یکلخت اندھیرا سا آ گیا۔ دوسرے لمحے وہ لہراتا ہوا دھڑام سے گر پڑا۔

جب کیپٹن حمید کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک اور کمرے میں

پایا۔ یہ کمرہ زیادہ بڑا تو نہیں تھا لیکن کمرے میں ایک دیوار کے پاس کئی ستون موجود تھے۔ کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی ان ستونوں سے زنجیروں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ کیپٹن حمید کے ساتھ ہریش بندھا ہوا تھا جبکہ ہریش کے ساتھ اس کے باقی ساتھی بھی بندھے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

کیپٹن حمید کی دونوں کلائیوں میں کڑے تھے جو زنجیروں سے بندھ کر ستون کے اوپر والے حصے سے جڑے ہوئے تھے اسی طرح دو زنجیریں ڈال کر اس کے پیروں میں بھی کڑے ڈال دیئے گئے تھے۔ یہی حال اس کے ساتھیوں کا تھا۔ وہ سب بھی کڑوں والی زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے۔ کمرے میں ان سب کے سوا کوئی نہیں تھا۔ ہوش میں آتے ہی کیپٹن حمید کو سابقہ منظر یاد آ گیا تھا جب وہ رمن داس کی تلاش میں ایک تہہ خانے میں داخل ہوا تھا اور پھر تہہ خانے میں اچانک تیز اور انتہائی ناگوار بو بھر گئی تھی۔ اسے ہوش آ گیا تھا لیکن ہریش اور اس کے ساتھیوں کے سر ابھی تک ڈھلکے ہوئے تھے۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھے۔

کیپٹن حمید کی نظریں کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کمرہ بالکل خالی تھا۔ سامنے ایک بڑا سا دروازہ تھا جو بند تھا۔ اسی لمحے کیپٹن حمید کو ہریش کے کراہنے کی آواز سنائی دی اس نے چونک کر ہریش کی طرف دیکھا تو ہریش حرکت کر رہا تھا۔ دوسرے لمحے ہریش کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

”یہ کون سی جگہ ہے اور ہمیں یہاں کس نے باندھا ہے“۔ ہریش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ظاہری بات ہے ہم اس وقت رمن داس کی قید میں ہونے کے سوا اور کہاں ہو سکتے ہیں۔ وہ بے حد چالاک نکلا ہے۔ شاید اس نے ہمیں تہہ خانے میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اسی لئے اس نے تہہ خانے میں بے ہوشی کی گیس پھیلا دی تھی۔ جس سے ہم فوراً بے ہوش ہو گئے اور انہوں نے ہمیں بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر یہاں لا کر باندھ دیا ہے“...... کیپٹن حمید نے کہا۔ اسی لمحے ہریش کے ایک اور ساتھی کو ہوش آ گیا اور پھر باری باری ان کے باقی ساتھیوں کو بھی ہوش آتا چلا گیا۔ ان سب کی حالت بھی ہوش میں آنے کے بعد ہریش سے مختلف نہیں ہوئی تھی۔

اسی لمحے دروازے کے باہر کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور رمن داس اور اس کے ساتھ پانچ مسلح افراد اندر داخل ہوتے ہوئے دکھائی دیئے۔ رمن داس کو دیکھ کر کیپٹن حمید ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ رمن داس ان سب کو ہوش میں دیکھ کر ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا پھر وہ تیزی سے ان کے قریب آ گیا۔

”تو تم سب کو ہوش آ گیا ہے“...... رمن داس نے کہا۔ مشین گن بردار ان سب کے سامنے کھڑے ہو گئے تھے اور انہوں نے مشین گنوں کا رخ ان سب کی جانب کر دیا۔

”ہاں۔ آ گیا ہے ہمیں ہوش کیوں تمہیں ہمارے ہوش میں آنے پر کوئی اعتراض ہے کیا“...... کیپٹن حمید نے منہ بنا کر کہا۔

”نہیں مجھے کیوں اعتراض ہونے لگا۔ اچھا ہوا ہے کہ تمہیں ہوش آ گیا ہے۔ اب یہ بتاؤ تم سب کون ہو اور میرے کلب میں کیا کرنے آئے تھے“...... رمن داس نے کیپٹن حمید کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”ہم یہاں سے تمہیں اٹھانے کے لئے آئے تھے رمن داس لیکن تمہاری قسمت اچھی تھی کہ تم بچ نکلے تھے۔ اگر تم ہمارے ہاتھ آ جاتے تو اس وقت ہم نہیں تم ہمارے سامنے اسی طرح سے بندھے ہوتے جس طرح تم نے ہمیں باندھ رکھا ہے“...... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”مجھے اٹھانے کے لئے آئے تھے۔ مگر کیوں“...... رمن داس نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”میرے ہاتھ پیر کھولو پھر میں تمہیں تمہارے کیوں کا جواب دوں گا“...... کیپٹن حمید نے اسی انداز میں کہا۔

”بکواس مت کرو۔ بولو۔ کون ہو تم اور تمہاری مجھ سے کیا دشمنی ہے جو تم مجھے یہاں سے اٹھانے کے لئے آئے تھے“...... رمن داس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر ہم تمہیں کچھ نہیں بتائیں گے تو تم کیا کرو گے“۔ ہریش نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم سب نے میرے کلب میں خاصی تباہی پھیلائی ہے۔ ہمارے چودہ افراد کو تم نے ہلاک کیا ہے۔ جن میں سے چار گیم روم سے باہر تھے اور دس گیم روم کے اندر۔ ان کو ہلاک کرنے کے اور کلب میں اسلحہ لانے کے جرم میں، میں تم سب کو شوٹ کر سکتا ہوں لیکن اس سے پہلے میں تم سے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم ہو کون اور تم نے اس طرح سے میرے کلب پر حملہ کیوں کیا تھا۔ اگر تم مجھے سچ سچ بتا دو گے تو ہو سکتا ہے کہ میں تم سب کو زندہ چھوڑ دوں ورنہ......'' رمن داس نے غراتے ہوئے کہا۔

''ورنہ کیا''...... کیپٹن حمید نے جواباً غرا کر پوچھا۔

''ورنہ تمہیں اسی حالت میں ہلاک کر دیا جائے گا اور تمہاری لاشوں کے ٹکڑے کر کے گٹروں میں بہا دیا جائے گا''...... رمن داس نے سفاکی سے جواب دیا۔

''ہمیں ہلاک کرنے کے بعد تم سیٹھ صاحب کو کیا جواب دو گے''...... اچانک کیپٹن حمید نے انتہائی زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور رمن داس بری طرح سے اچھل پڑا۔

''سیٹھ۔ کیا مطلب۔ کس سیٹھ کی بات کر رہے ہو تم''...... رمن داس نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''بہت خوب۔ تو اب تمہیں سیٹھ پرتاب کا نام بھی یاد نہیں ہے''...... کیپٹن حمید نے زہریلے لہجے میں کہا اور رمن داس بے اختیار اچھل پڑا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ تمہارا سیٹھ پرتاب سے کیا تعلق ہے اور تم۔ تم سیٹھ پرتاب کو کیسے جانتے ہو''...... رمن داس نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہمیں یہاں سیٹھ پرتاب نے ہی تمہیں اٹھانے کے لئے بھیجا تھا مسٹر رمن داس۔ تم سیٹھ پرتاب کے مجرم ہو۔ جانتے ہو نا تمہارے ذمے سیٹھ پرتاب کی کتنی رقم واجب الادا ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا اور رمن داس کا رنگ اُڑ گیا۔

''اوہ اوہ۔ تم یہ سب کیسے جانتے ہو''...... رمن داس نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہمارا تعلق سیٹھ پرتاب کی خفیہ فورس سے ہے اور ہم سیٹھ پرتاب کے حکم پر ان افراد کے خلاف کارروائی کرتے ہیں جو سیٹھ پرتاب کے دشمن یا اس کے نادہندہ ہوتے ہیں۔ تمہیں یاد ہو گا سیٹھ پرتاب نے تمہیں ایک ہفتے کی مہلت دی تھی اور تم سے کہا تھا کہ اگر تم نے ایک ہفتے کے اندر اندر کلب کی رقم واپس نہ کی تو تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ آج تمہیں دی ہوئی مہلت کا آخری دن تھا۔ تم نے اب تک کلب کے اکاؤنٹ میں کوئی رقم جمع نہیں کرائی ہے اس لئے سیٹھ پرتاب کے حکم سے ہم تمہیں یہاں سے لینے کے لئے آئے ہیں تاکہ تم سے رقم کی وصولی کی جا سکے۔ ہم اپنے طریقوں سے ہی سیٹھ پرتاب کے نادہندگان سے رقم وصول کرتے ہیں''۔ کیپٹن حمید نے کہا اور رمن داس کا چہرہ تاریک ہوتا چلا گیا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میری آج ہی تو سیٹھ صاحب سے بات ہوئی ہے۔ یہ درست ہے کہ ان کی دی ہوئی مہلت کا آج آخری دن ہے اسی لئے میں نے سیٹھ صاحب سے بات کر کے ان سے مزید ایک ہفتے کی مہلت مانگی تھی اور سیٹھ صاحب نے میری درخواست مان بھی لی تھی پھر تم۔ سیٹھ صاحب نے تمہیں یہاں کیوں بھیجا ہے اور اگر تمہارا تعلق سیٹھ صاحب سے ہے تو تم نے کلب کے محافظوں کو کیوں ہلاک کیا ہے۔ تم مجھ سے ڈائریکٹ بھی تو ملنے کے لئے آ سکتے تھے''...... رمن داس پریشانی اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں بولتا چلا گیا۔

''ہماری کارروائی مخصوص ہوتی ہے۔ ہمارے پاس اسلحہ تھا جس کے بارے میں اگر تمہارے محافظوں کو علم ہو جاتا تو وہ ہم پر فائرنگ کر سکتے تھے۔ راہداری میں موجود چار محافظوں نے ہم پر مشین گنیں تان لی تھیں اس سے پہلے کہ وہ ہم پر فائرنگ کرتے ہم نے ان چاروں کو ہلاک کر دیا اور جب ہم ہال میں داخل ہوئے تو وہاں موجود محافظوں نے بھی اپنے کاندھوں سے مشین گنیں اتار لی تھیں اس لئے ہمارے لئے انہیں ہلاک کرنا ضروری تھا اور تم جانتے ہو سیٹھ پرتاب کے لئے ایسے بدمعاش کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ ایک ہلاک ہوتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا بدمعاش آ جاتا ہے دوسرا جاتا ہے تو تیسرا آ جاتا ہے اس طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے سیٹھ پرتاب کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم کسے کیوں ہلاک

کرتے ہیں''...... کیپٹن حمید نے سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں نہیں۔ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ تمہیں یہاں سیٹھ پرتاب نے بھیجا ہے۔ اگر تمہیں سیٹھ پرتاب نے بھیجا ہوتا تو وہ میری درخواست کبھی نہ مانتا اور مجھے بتا دیتا کہ اس نے مجھ سے وصولی کے لئے اپنی فورس بھیجی ہے''...... رمن داس نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ تم نے سیٹھ پرتاب کو اس وقت کال کی ہو جب ہم اس کے حکم سے اپنے ہیڈ کوارٹر سے تمہارے پاس آنے کے لئے نکل چکے تھے اور مصروفیت کی وجہ سے سیٹھ پرتاب تمہیں ہمارے بارے میں بتانا بھول گیا ہو''...... اس بار ہریش نے کیپٹن حمید کا ساتھ دیتے ہوئے اندھیرے میں تیر چلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں ایسا ہو سکتا ہے لیکن''...... رمن داس نے ہونٹ چباتے ہوئے اسی طرح سے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''لیکن ویکن چھوڑو۔ تم ہمیں آزاد کرو اور سیٹھ پرتاب کو کال کر کے اس سے ہماری بات کرا دو۔ اگر سیٹھ پرتاب نے تمہیں مزید مہلت دی ہے تو پھر ہم یہاں سے خاموشی سے واپس چلے جائیں گے ورنہ تمہیں ہر حال میں ہمارے ساتھ ہی چلنا پڑے گا''۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

''نہیں۔ میں اس وقت سیٹھ صاحب سے بات نہیں کر سکتا ہوں''...... رمن داس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کیوں''...... ہریش نے پوچھا۔

”سیٹھ صاحب اپنے نجی طیارے میں ایکریمیا گئے ہیں۔ ان کا طیارہ اب تک روانہ ہو چکا ہو گا اور طیارے میں چونکہ سیل فون پر رابطہ نہیں کیا جا سکتا ہے اس لئے ان کا سیل فون سائلنٹ موڈ پر لگا ہوا ہو گا جس کی وجہ سے ان سے بات نہیں کی جا سکتی ہے“...... رمن داس نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ سیٹھ صاحب نے ہمیں بھی بتایا تھا کہ وہ کسی نجی کام کے لئے ایکریمیا جا رہے ہیں۔ بہرحال اب تم ہمیں ان زنجیروں سے آزاد کرو۔ اگر سیٹھ پرتاب نے تمہیں مزید مہلت دے دی ہے تو ہم یہاں سے بغیر کارروائی کئے چلے جاتے ہیں۔ بعد میں ہم سیٹھ صاحب سے رابطہ کر کے خود ہی کنفرم کر لیں گے اگر انہوں نے بتا دیا کہ واقعی انہوں نے تمہیں مہلت دی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم پھر یہاں آئیں گے اور تمہیں یہاں سے اٹھا کر لے جائیں گے اور پھر تمہارے ساتھ ہم کیا کریں گے اس کے بارے میں تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے ہو اور یہ بھی تمہاری قسمت اچھی ہے کہ تم نے ہمیں محض بے ہوش کر کے یہاں باندھ دیا تھا۔ اگر تم نے ہم میں سے کسی ایک کو بھی ہلاک کر دیا ہوتا اور اس بات کا جب سیٹھ پرتاب کو پتہ چلتا تو تمہارا انجام بے حد بھیانک ہوتا“...... کیپٹن حمید نے کہا۔

”ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ سیٹھ صاحب اس معاملے میں کسی سے کوئی رعایت نہیں کرتے ہیں۔ لیکن“...... رمن داس نے کہا۔

”پھر لیکن“...... ہریش نے منہ بنا کر کہا۔

”میں اس بات پر کیسے یقین کر لوں کہ تمہارا تعلق سیٹھ صاحب کی خفیہ فورس سے ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں سیٹھ صاحب کی کوئی خفیہ فورس نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو مجھے اس کا علم ہوتا۔ میں ان کے ساتھ عرصہ دراز سے کام کر رہا ہوں ان کی کوئی بھی بات مجھ سے چھپی ہوئی نہیں ہے“...... رمن داس نے کہا۔

”یہ تمہارا وہم ہے رمن داس کہ تم سیٹھ صاحب کے تمام راز جانتے ہو۔ سیٹھ پرتاب اپنے اندر ہزاروں روپ رکھتا ہے اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ اصل میں کون ہے اور کیا ہے۔ تم جب تم سیٹھ پرتاب کے ساتھ کام کرتے تھے تو تمہیں بھی سیٹھ پرتاب خاص حد تک اپنے راز بتاتا تھا“...... کیپٹن حمید نے غرا کر کہا اور اس کی بات سن کر رمن داس کے چہرے پر تذبذب کے تاثرات نمودار ہو گئے جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ وہ کیا کرے۔

”کیا سوچ رہے ہو رمن داس۔ جو فیصلہ کرنا ہے جلدی کرو۔ اگر سیٹھ پرتاب کو اس بات کا علم ہوا کہ تم نے اس کی سیکرٹ فورس کو اس طرح بے ہوش کر کے باندھ دیا تھا اور ہمیں ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تو سیٹھ صاحب تمہیں دی ہوئی مہلت بھول جائیں گے اور پھر تمہاری گردن ہمارے شکنجے میں ہو گی“...... ہریش نے اسے تذبذب میں دیکھ کر سخت لہجے میں کہا۔

”کچھ بھی ہو۔ میرا دل نہیں مان رہا ہے کہ تمہارا تعلق سیٹھ

صاحب سے ہے۔ لگتا ہے تم مجھے ڈاج دینے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں تم پر اس طرح سے بھروسہ نہیں کر سکتا ہوں۔ مجھے تھوڑا وقت دو۔ جب سیٹھ صاحب کا سیل فون آن ہو جائے گا تو میں ان سے بات کروں گا اگر انہوں نے کہہ دیا کہ تمہارا تعلق واقعی ان سے ہے تو میں تمہیں آزاد بھی کر دوں گا اور ناروا سلوک کی میں تم سے معافی بھی مانگ لوں گا''...... رمن داس نے چند لمحے سوچنے کے بعد بری طرح سے سر جھٹکتے ہوئے کہا وہ بے حد شکی مزاج واقع ہوا تھا۔ شاید اسے کیپٹن حمید اور ہریش کی باتوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

''جیسے تمہاری مرضی۔ اس کے بعد جو کچھ ہو گا اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے''...... ہریش نے غرا کر کہا۔

''دیکھا جائے گا''...... ہریش نے سر جھٹک کر کہا اور کیپٹن حمید اس کی ڈھٹائی دیکھ کر غرا کر رہ گیا۔

''زیادہ سے زیادہ دو تین گھنٹوں کی بات ہے۔ دو سے تین گھنٹوں تک میری سیٹھ صاحب سے بات ہو جائے گی پھر تمہاری ساری حقیقت کا مجھے پتہ چل جائے گا۔ میں غلط ہوا تو میں فراخ دلی سے اپنی غلطی تسلیم کر لوں گا اور اگر تمہاری بات جھوٹ نکلی تو پھر میں تم سب کا بے حد بھیانک حشر کروں گا۔ ایسا حشر کہ مرنے کے بعد بھی تم سب کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی''...... رمن داس نے کہا۔

''یہ تو وقت بتائے گا رمن داس کہ کون مرتا ہے اور مرنے کے بعد کس کی روح بلبلاتی ہے''...... کیپٹن حمید نے غرا کر کہا۔

''ہونہہ''...... رمن داس نے تذبذب میں ہنکارہ بھرا۔

''تمہیں اگر ہماری باتوں پر یقین نہیں ہے تو تمہیں یقین دلانے کا ہمارے پاس ایک اور ذریعہ بھی ہے''...... اچانک ہریش نے کہا تو کیپٹن حمید چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کون سا ذریعہ ہے۔ بتاؤ مجھے''...... رمن داس نے کہا۔

''میری ریسٹ واچ میں ایک ٹرانسمیٹر نصب ہے۔ میں ٹرانسمیٹر پر تمہارے سامنے اپنے ہیڈ کوارٹر بات کرتا ہوں۔ ہیڈ کوارٹر میں ہمارا انچارج موجود ہے۔ تم اس سے بات کر لو۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے بات کر کے تم مطمئن ہو جاؤ۔ اس طرح سے تمہیں پتہ بھی چل جائے گا کہ ہمارا تعلق سیٹھ پرتاب کی سیکرٹ فورس سے ہے یا نہیں''...... ہریش نے کہا۔

''ہونہہ۔ کون ہے تمہارے گروپ کا انچارج''...... رمن داس نے پوچھا۔

''سوری۔ ہمارا تعلق چونکہ سیکرٹ فورس سے ہے اس لئے میں تمہیں اس کا نام نہیں بتا سکتا''...... ہریش نے کہا۔ رمن داس اس کی جانب غور سے دیکھ رہا تھا لیکن ہریش نے اپنا چہرہ سپاٹ کر رکھا تھا جس سے رمن داس اس کے چہرے سے کوئی تاثر نہیں پڑھ سکتا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثرات نہ دیکھ کر رمن داس نے بے

اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ اس کی کلائی سے ریسٹ واچ اتارو''...... رمن داس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو ایک مشین گن بردار نے اپنی مشین گن اپنے کاندھے سے لٹکائی اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا ہریش کے قریب آ گیا۔ ہریش کے ہاتھ اوپر کی طرف اٹھے ہوئے تھے اور زنجیروں سے اس انداز میں بندھے ہوئے تھے کہ وہ مشین گن بردار کو نہیں پکڑ سکتا تھا۔ اس کے پیروں کی زنجیریں بھی زیادہ بڑی نہیں تھیں کہ وہ ان سے مشین گن بردار کو قابو کر سکے۔ مشین گن بردار نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں اس کے ہاتھ سے ریسٹ واچ اتار لی اور پھر وہ مڑا اور اس نے واچ رمن داس کو لا کر دے دی۔

''دیکھنے میں تو یہ ایک عام سی ریسٹ واچ لگ رہی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ اس میں ٹرانسمیٹر لگا ہوا ہے۔ کہاں ہے ٹرانسمیٹر''...... رمن داس نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کا ونڈ بٹن باہر کھینچو''...... ہریش نے کہا اس دوران وہ کیپٹن حمید اور اپنے ساتھیوں کو ایک مخصوص اشارہ کر چکا تھا کہ وہ اپنا سانس روک لیں۔

''ونڈ بٹن۔ اوہ اچھا''...... رمن داس نے کہا اور اس نے ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن باہر کی طرف کھینچ لیا۔ جیسے ہی اس نے ونڈ

بٹن باہر کی طرف کھینچا اچانک ریسٹ واچ کی سائیڈوں سے نیلے رنگ کا تیز دھواں سا نکلا۔ ریسٹ واچ سے دھواں نکلتے دیکھ کر رمن داس بوکھلا گیا اس نے فوراً ریسٹ واچ نیچے گرا دی۔

''یہ کیا ہے۔ ریسٹ واچ سے دھواں کیوں نکل رہا ہے''۔ رمن داس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا لیکن ہریش نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ کیپٹن حمید اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرنے کے بعد اس نے اپنا سانس روک لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ رمن داس، ہریش سے کچھ اور پوچھتا اچانک اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن پکڑ لی۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں پھیلیں اور پھر وہ لہرا کر خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح سے گرتا چلا گیا۔ اس کے مسلح ساتھیوں کا بھی یہی حال ہوا تھا وہ بھی مشین گنیں چھوڑ کر اپنی گردنیں پکڑ کر لہراتے ہوئے خالی ہوتی ہوئی بوریوں کی طرح گرتے چلے گئے۔

ہریش نے چند لمحے سانس روکے رکھا پھر اس نے آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کر دیا۔ اسے سانس لیتے دیکھ کر کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی بھی سانس لینے لگے۔

''گڈ شو ہریش۔ گڈ شو۔ تم نے اسے زبردست ڈاج دیا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھوں کلائٹ سسٹم آن کر لیا تھا جس کی وجہ سے تمہاری ریسٹ واچ سے کلائٹ گیس خارج ہوئی اور یہ بے ہوش ہو گئے''...... کیپٹن حمید نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ہریش کے

چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

''اسی لئے میں نے آپ سب کو سانس روکنے کا اشارہ کر دیا تھا۔ ویسے آپ نے بھی اسے سیٹھ پرتاب کے چکر میں خوب الجھا دیا تھا۔ بے چارے کو کچھ سمجھ میں ہی نہیں آ رہا تھا کہ یہ کرے تو کیا کرے''...... ہریش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کے بارے میں مجھے اسی کے کلب سے معلومات ملی تھیں جس کا میں نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی ورنہ شاید یہ آسانی سے ہمارے قابو میں نہ آتا''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن اب ہم خود کو ان زنجیروں سے کیسے آزاد کرائیں۔ اگر رمن داس کا کوئی اور ساتھی یہاں آ گیا تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی''...... ہریش نے کہا۔

''ہمارے ہاتھ پاؤں کڑوں میں بندھے ہوئے ہیں اور ان کڑوں پر بٹن بھی لگے ہوئے ہیں۔ لگتا ہے یہ بٹن پریس کرنے سے ہی کڑے اوپن اور کلوز ہوتے ہیں''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''ہاں لگ تو ایسا ہی رہا ہے''...... ہریش نے سر اٹھا کر ہاتھوں کے کڑوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سب مل کر کوشش کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھ ان بٹنوں تک لے جانے کی کوشش کرو۔ ہم میں سے کوئی ایک بھی ان کڑوں سے آزاد ہو گیا تو وہ ہم سب کو آزاد کرا دے گا''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں یہ کام جلدی کرنا پڑے گا۔ کلائٹ گیس کا اثر صرف دس منٹ کے لئے ہوتا ہے اس کے بعد یہ اثر ختم ہو جاتا ہے اور بے ہوش ہونے والا شخص خود ہی ہوش میں آ جاتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم کوشش کرتے رہ جائیں اور رمن داس اور اس کے ساتھی ہوش میں آ جائیں''...... ہریش نے کہا۔

''تو پھر جلدی کرو۔ سب ایک ساتھ کوشش کرو''...... کیپٹن حمید نے کہا اور پھر وہ سب کڑوں میں اپنے ہاتھ ہلانے جلانے کے ساتھ انگلیوں کو بھی اس انداز میں موڑ کر حرکت دینا شروع ہو گئے کہ کسی طرح ان کی انگلیاں کڑوں پر لگے ہوئے بٹنوں کو چھو جائیں۔ کڑے بے حد تنگ تھے۔ انگلیوں کو موڑ کر کڑے کے بٹن تک لے جاتے ہوئے انہیں بے حد مشکل پیش آ رہی تھی لیکن کسی کی بھی انگلیاں بٹنوں تک نہیں پہنچ رہی تھیں۔

''نہیں۔ لگتا ہے ہماری یہ کوشش کامیاب نہیں ہو گی۔ تنگ کڑوں کی وجہ سے میری کلائیاں بری طرح سے زخمی ہوتی جا رہی ہیں''...... ہریش نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''بے موت مرنے سے بہتر ہے کہ کوشش کرتے رہو۔ ایسے چھوٹے موٹے زخموں سے کوئی فرق نہیں پڑتا''...... کیپٹن حمید نے منہ بنا کر کہا۔ کلائیوں کو بار بار موڑنے کی وجہ سے اس کی کلائیاں واقعی بری طرح سے زخمی ہونا شروع ہو گئی تھیں اور اس کی کلائیوں سے خون نکلنا شروع ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ اپنی سی

کوششیں کر رہا تھا۔

آخر اس کی کوششیں رنگ لائیں اور اس کی ایک انگلی مڑ کر کڑے پر لگے ہوئے بٹن تک آ گئی۔ کیپٹن حمید نے فوراً بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا کٹاک کی آواز کے ساتھ اس کے دائیں ہاتھ کا کڑا کھلتا چلا گیا۔ کڑا کھلتے دیکھ کر کیپٹن حمید کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ اس نے فوراً دوسرے ہاتھ کے کڑے کا بٹن پریس کر کے دوسرا ہاتھ آزاد کیا اور پھر اس نے جھک کر اپنے پیروں کے دونوں کڑے بھی کھول لئے۔

"گڈ شو کیپٹن حمید۔ آپ نے واقعی کام کر دکھایا ہے۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو"...... ہریش نے کیپٹن حمید کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

کیپٹن حمید کی دونوں کلائیاں بری طرح سے زخمی ہو چکی تھیں جن سے مسلسل خون نکل رہا تھا لیکن کیپٹن حمید کے چہرے پر تکلیف کا کوئی تاثر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر ہریش کے کڑوں کے بٹن پریس کر کے اسے آزاد کیا اور پھر مڑ کر تیزی سے رمن داس اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ رمن داس کے جسم میں حرکت کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ کیپٹن حمید نے اس کے ساتھیوں کی گری ہوئی ایک مشین گن اٹھائی اور دوسرے مسلح افراد کی مشین گنیں ٹھوکریں مار کر پیچھے کر دیں۔

رمن داس کے دماغ میں چھایا ہوا کلائٹ گیس کا اثر شاید ختم ہو رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھاما اور پھر ہونقوں کی طرف

ادھر ادھر دیکھتا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا وہ بے اختیار اچھل پڑا اور اپنے سر پر کیپٹن حمید کو مشین گن لئے کھڑا دیکھ کر اس کا رنگ زرد ہو گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ تم زنجیروں سے کیسے آزاد ہو گئے۔ کیا تم جادوگر ہو"...... رمن داس نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اسے عقل کا جادو کہتے ہیں مسٹر رمن داس جو شاید تمہارے پاس سرے سے ہی نہیں ہے"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ رمن داس اٹھنے ہی لگا تھا کہ کیپٹن حمید نے مشین گن کا دستہ اس کے کاندھے پر مار دیا۔ رمن داس کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ الٹ کر ایک بار پھر گر گیا۔

رمن داس گرا ہی تھا کہ اس کے چاروں مسلح ساتھیوں کے جسموں میں بھی حرکت پیدا ہوئی اور وہ کراہتے ہوئے اٹھنے ہی لگے تھے کہ کیپٹن حمید نے ان پر فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ان چاروں کے منہ سے زور دار چیخیں نکلیں اور وہ وہیں گر کر تڑپنا شروع ہو گئے اور پھر ساکت ہوتے چلے گئے۔

"یہ۔ یہ۔ تم نے کیا کیا ہے۔ تم نے انہیں کیوں ہلاک کر دیا ہے"...... رمن داس نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"زہریلے کیڑے جب کاٹنے کی کوشش کریں تو انہیں پیروں تلے کچل دیا جاتا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔ اس اثناء میں ہریش

نے اپنے تمام ساتھیوں کے کڑے کھول کر انہیں آزاد کر دیا تھا۔ ہریش اور اس کے تین ساتھیوں نے آگے بڑھ کر رمن داس کے ساتھیوں کی مشین گنیں اٹھا لی تھیں۔

"تم باہر جا کر دیکھو اگر باہر کوئی مسلح شخص ہو تو اسے اُڑا دینا۔ اس کے ساتھ ساتھ کوئی ایسا راستہ تلاش کرو جہاں سے ہم اسے لے کر آسانی سے نکل سکیں تب تک میں اسے سنبھالتا ہوں۔ دیکھتا ہوں اب یہ یہاں سے نکل کر کہاں جا سکتا ہے"...... کیپٹن حمید نے ہریش سے مخاطب ہو کر کہا تو ہریش نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور انہیں لے کر تیزی سے اس دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

"ہاں تو مسٹر رمن داس۔ اب میں تم سے جو پوچھوں مجھے اس کا صحیح صحیح جواب دے دینا ورنہ میں تمہارا حشر کر کے رکھ دوں گا۔ یہ بتاؤ تمہارا گرو گھنٹال کہاں ہے"...... ہریش اور اس کے ساتھیوں کو باہر کی طرف جاتے دیکھ کر کیپٹن حمید نے رمن داس سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"کون گرو گھنٹال"...... رمن داس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں سیٹھ پرتاب کی بات کر رہا ہوں۔ کیا وہ واقعی ایکریمیا گیا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا تو رمن داس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہارا تعلق سیٹھ پرتاب کی خفیہ فورس سے

نہیں ہے"...... رمن داس نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

"ہم خدائی فوجدار ہیں۔ تم سے جو پوچھا جا رہا ہے اس کا جواب دو ورنہ......" کیپٹن حمید نے کہا اور رمن داس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"پہلے یہ بتاؤ تم کون ہو اور تمہارا تعلق کس سے ہے"...... رمن داس نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا اسی لمحے کیپٹن حمید کی ٹانگ چلی اور رمن داس بری طرح سے چیختا ہوا رول ہو کر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ کیپٹن حمید نے اس کے پہلو میں زوردار ٹھوکر رسید کر دی تھی۔

"یہ ہے میرا جواب۔ اب معلوم ہوا کہ میں کون ہوں"۔ کیپٹن حمید نے غرا کر کہا۔

"تم۔تم یہ سب کچھ ٹھیک نہیں کر رہے ہو"...... رمن داس نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں کیا ٹھیک کر رہا ہوں اور کیا غلط یہ میں بہتر جانتا ہوں۔ مجھے میری بات کا جواب دو۔ سیٹھ پرتاب ایکریمیا کب گیا ہے اور کیا کرنے گیا ہے"...... کیپٹن حمید نے اس کی جانب انتہائی جارحانہ انداز میں بڑھتے ہوئے کہا۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر رمن داس سہمے ہوئے انداز میں بری طرح سے سمٹ گیا۔ کیپٹن حمید سمجھا کہ رمن داس اس سے ڈر رہا ہے لیکن جیسے ہی رمن داس کا جسم سمٹا

پھر اچانک وہ حرکت میں آ گیا اور دوسرے لمحے وہ لیٹے لیٹے یکلخ کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اُڑتا ہوا کیپٹن حمید سے آ ٹکرایا۔ کیپٹ حمید اس اچانک حملے کے لئے تیار نہیں تھا۔ رمن داس کے سر کی پوری قوت سے کیپٹن حمید کے پیٹ میں لگی تھی۔ کیپٹن حمید کے م سے بے اختیار اوغ کی آواز نکلی اور وہ دوہرا ہو کر اچھلا اور کئی ق پیچھے جا گرا۔ اس کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر دور جا گری تھی۔

اس سے پہلے کہ کیپٹن حمید اٹھتا رمن داس بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے کیپٹن حمید کی طرف دوڑتے ہوئے ایک بار پھر اس پر چھلانگ لگا دی۔ ادھیڑ عمر ہونے کے باوجود اس میں جیسے جوانوں کی سی پھرتی تھی۔

کیپٹن حمید نے جب اسے اُڑ کر اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ کروٹیں بدلتا ہوا تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ رمن داس ٹھیک اس جگہ پر آ کر گرا جہاں ایک لمحے پہلے کیپٹن حمید موجود تھا وہ ہاتھوں اور پیروں کے بل زمین پر گرا تھا اور پھر یہ دیکھ کر کیپٹن حمید کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کہ جیسے ہی رمن داس کے ہاتھ اور پاؤں زمین سے لگے وہ یوں اچھل پڑا جیسے وہ ربڑ کا بنا ہوا ہو۔ ہوا میں اٹھتے ہی اس نے قلابازی کھائی اور عین کیپٹن حمید کے قریب آ گیا۔ کیپٹن حمید نے اپنا جسم پلٹانا چاہا لیکن اسی لمحے رمن داس کی ٹانگ نیم قوس کی شکل میں گھومی اور کیپٹن حمید کو اپنی کئی پسلیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ رمن داس نے ایک بار پھر اس کی پسلیوں پر

وار کرنا چاہا لیکن اسی لمحے کیپٹن حمید زخمی ناگ کی طرح پلٹا اور اس نے رمن داس کی اٹھی ہوئی ٹانگ پکڑ کر اسے پیچھے کی طرف دھکیل دیا۔ رمن داس لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ شدید تکلیف کے باوجود کیپٹن حمید تیزی سے اٹھا اور اس نے اٹھتے ہی رمن داس کی طرف چھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے اس کی بھرپور فلائنگ کک رمن داس کے سینے پر پڑی اور رمن داس حلق کے بل چیختا ہوا پیچھے جا گرا۔ کیپٹن حمید قلابازی کھا کر اپنے پیروں کے بل کھڑا ہو گیا۔

رمن داس زمین پر پڑا بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ کیپٹن حمید کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔

”تم خود کو بہت بڑے فائٹر سمجھتے ہو۔ اٹھو اور کرو میرا مقابلہ۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم میں کتنا دم خم ہے۔ اٹھو“...... کیپٹن حمید نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر رمن داس کے سر پر ٹھوکر رسید کرنی چاہی لیکن اسی لمحے رمن داس نے اپنا سر پیچھے ہٹاتے ہوئے اچھل کر ایک بار پھر کیپٹن حمید کے پیٹ میں ٹکر مارنے کی کوشش کی۔ اس بار کیپٹن حمید ہوشیار تھا۔ جیسے ہی رمن داس اچھلا کیپٹن حمید نے اپنا جسم گھمایا اور خود کو اس کی ٹکر سے بچاتے ہوئے اس نے اچانک رمن داس کی دونوں ہاتھوں سے گردن پکڑی۔ دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اور رمن داس اس کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے عقب میں جا گرا۔ رمن داس نے چیختے ہوئے بجلی کی تیزی سے مڑ کر

کیپٹن حمید کی ٹانگیں پکڑنے کی کوشش کی لیکن کیپٹن حمید فوراً ہوا میں اچھلا اور پھر اس کا رول ہوتا ہوا جسم پوری قوت سے ٹھیک رمن داس کی کمر پر گرا۔ رمن داس کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور وہ یوں تڑپ اٹھا جیسے اس کی ساری پسلیاں ٹوٹ کر اس کے دل میں گھس گئی ہوں۔ وہ کیپٹن حمید کے نیچے ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔

کیپٹن حمید فوراً اس کی کمر سے اتر آیا۔ اس نے رمن داس کو ساکت ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

''اوہ۔ کہیں۔ یہ ہلاک تو نہیں ہو گیا ہے۔ کرنل فریدی نے مجھے اسے زندہ لانے کے لئے کہا تھا اگر یہ ہلاک ہو گیا تو میری شامت آ جائے گی''...... کیپٹن حمید نے پریشانی کے عالم میں کہا اس نے ٹانگ سے رمن داس کو ہلا جلا کر دیکھا لیکن رمن داس کے جسم میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوئی۔ کیپٹن حمید فوراً اس پر جھک گیا اور اس کا سانس، اس کی نبض اور اس کے دل کی دھڑکن چیک کرنے لگا اور پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا کہ رمن داس زندہ تھا۔ وہ صرف بے ہوش ہوا تھا۔

''بڑا سخت جان واقع ہوا ہے۔ جس طرح میں نے اس کی کمر پر چھلانگ لگائی تھی۔ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک چیں بول گیا ہوتا''...... کیپٹن حمید نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلنے کی آواز سن کر کیپٹن حمید زخمی ناگ کی طرح پلٹا لیکن

پھر دروازے سے ہریش کو اندر آتے دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''دوسری طرف ایک چھوٹی سی رہائش گاہ ہے۔ یہ رہائش گاہ شاید اس رمن داس کی ہے۔ وہاں چار مزید مسلح افراد موجود تھے جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا ہے''...... ہریش نے اندر آتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ رہائش گاہ انڈس کلب کے قریب ہے''...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس کی رہائش گاہ کلب کے عقب میں ہے''...... ہریش نے جواب دیا۔

''گڈ۔ تو پھر اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ کلب کی پارکنگ سے جا کر اپنی گاڑیاں لے آئیں۔ ہم کلب سے جانے کی بجائے اسی طرف سے اسے اپنے ساتھ لے جائیں گے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''میں نے یہ کام پہلے ہی کرا لیا ہے۔ دو آدمی گئے ہیں وہ کاریں لے کر اس طرف آتے ہی ہوں گے''...... ہریش نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ اسے اٹھاؤ اور لے چلو''...... کیپٹن حمید نے کہا تو ہریش نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے آگے بڑھ کر رمن داس کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر اپنے کاندھوں پر لاد لیا۔

’’اس کی رہائش گاہ چیک کرنی تھی شاید وہاں سے کوئی کام کی چیز مل جائے‘‘...... کیپٹن حمید نے کہا۔

’’رہائش گاہ کے دو کمرے ہیں۔ میں نے اچھی طرح سے چیک کر لیا ہے لیکن کوئی کام کی چیز نہیں ملی ہے‘‘...... ہریش نے جواب دیا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

میجر پرمود اپنی ٹیم کے ہمراہ لابیا کے شہر کالس میں موجود تھا۔ وہ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا یہاں پہنچا تھا۔ اس نے صحرائے اعظم میں داخل ہونے کے لئے لابیا کے صحرا کو منتخب کیا تھا۔ اسے چونکہ صحرائے اعظم میں داخل ہو کر صحرائے اعظم کے پہاڑی علاقے کوہ باگر تک پہنچنا تھا اس لئے وہ چاہتا تھا کہ وہ کوئی ایسا راستہ منتخب کرے جس میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو صحرا میں طویل سفر نہ کرنا پڑے۔

کوہ باگر سے نزدیک ترین راستہ لابیا کے شہر کالس سے ہی جاتا تھا۔ لابیا پر اب چونکہ اسرائیل کا تقریباً ہولڈ تھا اس لئے یہ راستہ ان کے آگے بڑھنے کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ اسرائیل نے لابیا کے صحرائی علاقوں میں کئی فوجی اڈے قائم کر رکھے تھے جو میجر پرمود کے لئے راستے کی دیواریں بن سکتے تھے

لیکن وہ میجر پرمود ہی کیا جو ان دیواروں سے ٹکرا جانے کی ہمت
رکھتا ہو۔ میجر پرمود ڈیشنگ ایجنٹ تھا جو اپنے راستے میں آنے
ہر دیوار سے ٹکرا جانے کی ہمت رکھتا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا
وہ لابیا سے ہی صحرائے اعظم میں جائے گا اور اس کے راستے
جو بھی حائل ہو گا وہ اسے ختم کر دے گا چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں
ساتھ سمندری راستے سے ایک تیز رفتار آبدوز کے ذریعے خفیہ
پر لابیا کے ساحلی علاقے میں پہنچا تھا۔ آبدوز نے انہیں لابیا
سمندری حدود کے پاس لا کر چھوڑ دیا تھا جہاں سے وہ تیراکی
لباس پہن کر سمندر کے نیچے سے ہوتے ہوئے لابیا کے ا
پہاڑی حصے میں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ سمندر سے نکل
وہ پہاڑیوں سے ہوتے ہوئے لابیا کے ساحلی علاقوں سے گزر
ہوئے اور مختلف ذرائع سے ہوتے ہوئے صحرائی شہر کالس پہنچ
تھے۔

وہ اپنے ساتھ چونکہ وافر تعداد میں اسلحہ لائے تھے اس لئے
اپنا سارا سامان انتہائی خفیہ طور پر کالس لے جانا چاہتے تھے۔ ا
لئے انہیں کالس تک پہنچنے کے لئے طویل مگر خفیہ راستوں کا انتخا
کرنا پڑا تھا اور پھر وہ سب کسی کی نظروں میں آئے بغیر آخر
اپنے مطلوبہ شہر کالس تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

ان سب نے لابیا کے مقامی افراد کا میک اپ کر رکھا تھا
ان کے پاس ایسے کاغذات بھی تھے جن کی رو سے وہ لابیا کے

بھی شہر میں بلا روک ٹوک جا سکتے تھے۔ ان کے پاس ایسے
کاغذات بھی تھے جو انہیں ماہر فلکیات ظاہر کرتے تھے اور ان
کاغذات کی رو سے وہ صحرائے اعظم میں جا کر ان علاقوں کو سرچ
کر سکتے تھے جہاں آسمان سے شہاب ثاقبوں کا طوفان آیا تھا۔ تمام
تر کاغذات مکمل ہونے کے باوجود میجر پرمود نے طویل سفر اسلحہ
اپنے ساتھ رکھنے کے لئے کیا تھا۔

میجر پرمود کو کالس کے لئے ایک ٹپ بھی ملی تھی کہ اس شہر میں
اسے ایسے گائیڈ بھی مل سکتے تھے جو اسے صحرائے اعظم کے مخصوص
راستوں سے گزارتے ہوئے کوہ باگر تک پہنچا سکتے تھے۔ میجر پرمود
اپنے ساتھیوں کو ہوٹل میں چھوڑ کر کسی گائیڈ کی تلاش میں نکل گیا
تھا۔ شہر سے اسے معلوم ہوا کہ کالس میں ایک ہی ایسا گائیڈ ہے جو
اسے کوہ باگر تک محفوظ راستوں سے گزار کر لے جا سکتا ہے اس کا
نام تو کسی کو معلوم نہیں تھا لیکن چونکہ اس کی ساری عمر صحراؤں میں
ہی سفر کرتے ہوئے گزری تھی اس لئے اسے صحرا کا کیڑا سمجھا جاتا
تھا۔ اسی مناسبت سے اس کا نام ڈیزرٹ سکارپین رکھا گیا تھا۔

میجر پرمود اب ڈیزرٹ سکارپین کی تلاش میں تھا جو کالس میں
تو رہتا تھا لیکن اس کے پتے ٹھکانے کے بارے میں کسی کو علم نہیں
تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ حد سے زیادہ شراب نوشی
کا عادی تھا۔ اگر میجر پرمود کو اسے تلاش کرنا ہے تو اسے یا تو وہ کسی
کلب میں تلاش کر سکتا ہے یا پھر کسی شراب کے اڈے پر۔ میجر

پرمود نے ڈیزرٹ سکارپین کو ہر جگہ تلاش کیا تھا لیکن اس کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔

اس وقت میجر پرمود اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ میجر پرمود نے بڑی سی میز پر صحرائے اعظم کا نقشہ پھیلا رکھا تھا اور وہ اس پر ایک مارکر سے مخصوص راستوں پر مارکنگ کر رہا تھا۔ اس کے ساتھیوں میں لیڈی بلیک تمثیلہ، آفتاب سعید، کیپٹن نوازش، کیپٹن توفیق اور لاٹوش شامل تھے۔ میجر پرمود کو کرنل ڈی نے زیادہ سے زیادہ افراد کو اپنے ساتھ لے جانے کا کہا تھا لیکن میجر پرمود اپنے مخصوص ساتھیوں کے علاوہ اپنے ساتھ بھیڑ بھاڑ رکھنے کا عادی نہیں تھا اس لئے ان پانچ افراد کے سوا وہ کسی کو نہیں لایا تھا۔ میجر پرمود کی نظر میں یہ پانچوں بھی کسی فوج کی پلاٹون سے کم نہیں تھے۔

وہ پانچوں بھی میجر پرمود کے ساتھ میز پر پھیلے ہوئے نقشے پر جھکے ہوئے تھے اور میجر پرمود کو نقشے پر لکیریں لگاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

”تم نقشے پر جہاں لکیریں لگا رہے ہو کیا یہ راستے سیف ہیں۔ کیا ہم ان راستوں سے ہوتے ہوئے صحرا میں آنے والے طوفانوں اور دوسری صحرائی آفات سے بچ کر کوہ باگر تک پہنچ سکتے ہیں“...... لیڈی بلیک نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں۔ میں یہ دیکھ کر ان راستوں کی مارکنگ نہیں کر رہا کہ یہ

راستے ہمارے لئے محفوظ ہیں یا نہیں۔ یہ مارکنگ میں اس لئے کر رہا ہوں کہ ہم کم سے کم وقت میں اور جلد سے جلد کوہ باگر تک پہنچ سکیں“...... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ صحرا ہے کتنا بڑا اور اس صحرا میں ایسے کون سے خطرات ہو سکتے ہیں جو ہمارے راستے میں حائل ہو سکتے ہیں“...... لاٹوش نے پوچھا۔

”صحرائے اعظم جسے گریٹ صحارا بھی کہا جاتا ہے یہ دنیا کا سب سے بڑا صحرا ہے اور یہ براعظم افریقہ کے ایک تہائی رقبے پچاسی لاکھ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ دنیا کے گرم ترین خطوں میں شمار ہوتا ہے۔ دن کے وقت درجہ حرارت ستاون ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے اور رات کا درجہ حرارت زیرو ڈگری سینٹی گریڈ تک یعنی نقطہ انجماد تک گر سکتا ہے۔ اس صحرا میں دنیا کے بلند ترین ریت کے ٹیلے موجود ہیں جن کی بلندی چار سو تیس میٹر ہے۔ اس صحرا میں پانی بمشکل ہی ملتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں صحرائی سانپ اور صحرائی بچھوؤں کی کثرت ہے اور ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اس قدر زہریلے ہیں کہ ان کا کاٹا پانی بھی نہیں مانگتا۔ اور اس صحرا کے کس مقام پر کب طوفان آ جائے اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ صحرائے اعظم میں آنے والے طوفان دنیا کے طویل اور خطرناک ترین طوفان ہوتے ہیں جو کئی کئی روز تک رکنے کا نام نہیں لیتے۔ ان طوفانوں کی شدت اتنی

زیادہ ہوتی ہے کہ یہ ریت کے پہاڑ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری
جگہ پھینک دیتے ہیں۔ اسی طرح صحرا میں ریت کے بھنور بھی موجود
ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان بھنوروں کے منہ بلیک
ہولز میں کھلتے ہیں اور ایک بار جو کسی بلیک ہول میں گر گیا اس کا
پتہ بھی نہیں چلتا ہے کہ وہ کہاں گیا۔ صحرائے اعظم کا دوسرا نام
موت کا صحرا ہے جس میں داخل ہونے والا خوش قسمتی سے ہی نکل
سکتا ہے''...... کیپٹن توفیق نے لاٹوش کو صحرائے اعظم کے بارے
میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لابیا میں چونکہ اب لاقانونیت کی انتہا ہے جس کا فائدہ اٹھا کر
یہاں ایکریمیا کے توسط سے یہودیوں نے بھی اپنی بے شمار بستیاں
بسا رکھی ہیں۔ افریقہ کے کئی ممالک جو اسرائیل کو تسلیم کرتے ہیں
انہوں نے صحرائے اعظم میں اسرائیلی فورسز کو بھی آنے کی کھلی
چھوٹ دے رکھی ہے۔ اس لئے اگر دوسرے لفظوں میں یہ کہا
جائے کہ صحرائے اعظم کے چند مخصوص حصوں پر اسرائیل کا کنٹرول
ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ چونکہ افریقہ سپر پاور نہیں ہے اس لئے
اسرائیلی حمایت یافتہ افریقی ممالک نے چیک اینڈ بیلنس رکھنے کے
لئے اسرائیل کی فورس کو صحرائے اعظم میں آنے کی کھلی اجازت
دے رکھی ہے جس سے اسرائیل نے صحرائے اعظم میں اپنے فوجی
اڈے قائم کر رکھے ہیں ان فوجی اڈوں کے بارے میں دنیا کو لاعلم
رکھا گیا ہے۔ ان اڈوں کے ساتھ میزائل اسٹیشن بھی قائم کئے گئے

ہیں جہاں سے کئی اسلامی ریاستوں کو ٹارگٹ کیا گیا ہے''...... کیپٹن
نوازش نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم اس
وقت لابیا میں نہیں بلکہ اسرائیل میں موجود ہیں جہاں ہمارے لئے
قدم قدم پر موت اپنے پر پھیلائے کھڑی ہے''...... لاٹوش نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی سمجھو''...... آفتاب سعید نے کہا۔

''تو پھر ہم یہاں کالس میں بھی خطرے میں ہی ہیں۔ اگر
اسرائیل کے فوجی اڈے صحارا میں موجود ہیں تو پھر ان کا یہاں بھی
تو ہولڈ ہو سکتا ہے''...... لاٹوش نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ یہاں بھی یہودیوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ دیکھا
جائے تو اس شہر میں زیادہ تعداد یہودیوں کی ہی ہے جن کا تعلق
اسرائیل سے ہے''...... میجر پرمود نے جواب دیا۔

''باپ رے۔ پھر تو ہم اس وقت آتش فشاں کے دہانے کے
پاس کھڑے ہیں جو کبھی بھی پھٹ سکتا ہے اور ہمیں جلا کر خاکستر کر
سکتا ہے''...... لاٹوش نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہم یہاں غیر ملکی ایجنٹ بن کر نہیں بلکہ ماہر فلکیات کے روپ
میں آئے ہیں اور ہمارا مقصد صحرائے اعظم میں جا کر ان علاقوں کی
سرچنگ کرنی ہے جہاں شہاب ثاقب گرے تھے''...... کیپٹن نوازش
نے منہ بنا کر کہا۔

''یہودیوں اور شہاب ثاقبوں میں فرق ہی کیا ہے یہ جہاں جاتے ہیں وہاں تباہی اور بربادی ہی پھیلا دیتے ہیں''...... لاٹوش نے کیپٹن نوازش سے زیادہ برا منہ بناتے ہوئے کہا۔ ابھی ان میں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو وہ سب چونک پڑے۔

''کون ہوسکتا ہے''...... لیڈی بلیک نے کہا۔

ہم ہوٹل میں ہیں۔ ہوٹل کے کمروں کے دروازے ویٹر ہی بجاتے ہیں۔ شاید یہاں کوئی ہمدرد ویٹر ہو جو ہم سے چائے پانی کا پوچھنے کے لئے آیا ہو۔ میں صبح سے آپ سب کو چائے پلانے کا کہہ رہا ہوں لیکن مجال ہے جو آپ نے میری کوئی بات سنی ہو۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ میری آواز کسی ویٹر کے کانوں میں پڑ گئی ہو اور اسے مجھ غریب پر ترس آ گیا ہو اور وہ اپنی طرف سے مجھے چائے پلانے کے لئے آ گیا ہو''...... لاٹوش نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''تو پھر ٹھیک ہے۔ اگر باہر تمہارا کوئی ہمدرد تمہارے لئے چائے لایا ہے تو تم ہی جا کر دروازہ کھولو اور اس سے چائے لے کر پی لو''...... آفتاب سعید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں جاؤں''...... لاٹوش نے بھنا کر کہا۔

''ہاں۔ تم نے ہی کہا ہے کہ باہر تمہارا ہی کوئی ہمدرد موجود ہے تو تم ہی جاؤ اور دیکھو اسے''...... کیپٹن نوازش نے بھی مسکراتے

ہوئے کہا تو لاٹوش برے برے منہ بناتا ہوا اٹھا اور دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ میجر پرمود نے احتیاطاً نقشہ سمیٹا اور اسے تہہ کر کے میز کے نیچے رکھے ہوئے ایک چرمی بیگ میں ڈال لیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور خود بھی اٹھ کر پیچھے موجود ایک کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس کے اشارہ کرنے پر اس کے ساتھی بھی میز کے گرد سے اٹھ کر دائیں بائیں ہو گئے تھے۔

لاٹوش نے دروازے کے پاس رک کر ایک لمحے کے لئے توقف کیا پھر اس نے گلا کھنکارا۔

''کون ہے''...... لاٹوش نے کھنکار کر پوچھا۔

''دروازہ کھولو''...... باہر سے ایک بلغم زدہ آواز سنائی دی۔

''دروازہ میں تب کھولوں گا جب تم مجھے اپنا تعارف کراؤ گے۔ بتاؤ کون ہو تم''...... لاٹوش نے کہا۔

''میں ڈیزرٹ سکارپین ہوں''...... باہر سے کہا گیا تو میجر پرمود بری طرح سے چونک پڑا۔ وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور تیر کی طرح دروازے کی طرف بڑھا۔

''دروازہ کھولو۔ فوراً''...... میجر پرمود نے کہا تو لاٹوش نے اثبات میں سر ہلا کر دروازے کا لاک ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ باہر ایک بوڑھا سا شخص کھڑا تھا جس کی داڑھی مونچھیں اور سر کے بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے۔ اس کے جسم پر ستا اور میلا سا لباس تھا اور اس کی آنکھیں یوں سرخ ہو رہی تھیں جیسے وہ بے تحاشہ

چڑھا کر آیا ہو۔ بوڑھے کا حلیہ دیکھ کر لاٹوش برے برے منہ بنانے لگا لیکن میجر پرمود بوڑھے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے پروفیسر شمرون سے ملنا ہے"...... بوڑھے نے کہا۔

"میں ہوں پروفیسر شمرون۔ آؤ۔ اندر آؤ"...... میجر پرمود نے کہا تو بوڑھے کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے حیرت لہرائی اور پھر وہ سر جھٹکتا ہوا کمرے میں آ گیا۔ اس کے اندر آتے ہی میجر پرمود نے دروازہ بند کر دیا۔

بوڑھے نے کمرے میں موجود لیڈی بلیک، آفتاب سعید اور باقی افراد کی طرف دیکھا پھر لاتعلق سے انداز میں ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

"تو تم ہو پروفیسر شمرون جو مجھے پورے کالس میں تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ پروفیسر شمرون کوئی سنکی سا بوڑھا ہو گا جو مجھے صحراؤں کی خاک چھاننے کے لئے اپنے ساتھ صحرائے اعظم میں لے جانا چاہتا ہو گا مگر تم تو جوان اور انتہائی وجیہہ ہو"...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

"ہمارا تعلق نظام فلکیات سے ہے اور ہم کیالس کے سرچ ڈیپارٹمنٹ سے آئے ہیں اور یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کے نام کے ساتھ پروفیسر لگا ہو وہ بوڑھا ہی ہو"...... میجر پرمود نے کہا۔

"مگر تم مجھے کیوں تلاش کرتے پھر رہے تھے"...... ڈیزرٹ سکارپین نے پوچھا۔

"بیٹھو پھر بات کرتے ہیں"...... میجر پرمود نے کہا تو ڈیزرٹ سکارپین سر ہلا کر سامنے موجود ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ میجر پرمود بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"ہاں اب بتاؤ"...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

"کیا تم وہی ڈیزرٹ سکارپین ہو جسے صحرائے اعظم کا کیڑا کہا جاتا ہے"...... میجر پرمود نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں کیوں میں تمہیں صحرائی لومڑ دکھائی دے رہا ہوں کیا۔ میں ہی ڈیزرٹ سکارپین ہوں"...... بوڑھے نے منہ بنا کر کہا۔

"تمہیں دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے جیسے تم لومڑ اور ڈیزرٹ سکارپین نہیں بلکہ صحرائی گدھ ہو"...... لاٹوش نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈیزرٹ سکارپین اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

"تم کون ہو"...... ڈیزرٹ سکارپین نے لاٹوش کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں۔ میرے والدین نے ابھی تک میرا کوئی نام نہیں رکھا ہے۔ جب رکھیں گے تو میں تمہیں اپنے بارے میں بتا دوں گا۔ تب تک انتظار کرو"...... لاٹوش نے اسی انداز میں کہا۔ میجر پرمود نے اسے تیز نظروں سے گھور کر دیکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

"ہونہہ۔ مجھے تو تمہاری شکل صحرا میں رینگنے والی چھپکلی جیسی دکھائی دے رہی ہے۔ اچھا ہی ہے جو تمہارے والدین نے ابھی

تمہارا کوئی نام نہیں رکھا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم اپنا نام ڈیزرٹ لیزرڈ رکھ لو۔ صحرائی چھپکلی''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا تو [illegible] بھنا کر رہ گیا۔ اس نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن میجر پرمود کو اپنی طرف گھورتا پا کر وہ خاموش ہو گیا۔

''اسے چھوڑو اور مجھ سے بات کرو''...... میجر پرمود نے ڈیزرٹ سکارپین سے کہا۔

''ہاں تم بولو۔ میں تم سے ہی بات کرنے کے لئے آیا ہوں کسی اور سے نہیں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''کیا تم صحرائے اعظم کے ہر حصے سے واقف ہو''...... میجر پرمود نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں وہ واحد شخص ہوں جو صحرائے اعظم کے چپے چپے سے واقف ہے''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''اگر ایسا ہی ہے تو پھر تم نے اپنا یہ حلیہ کیوں بنا رکھا ہے۔ تم جیسے انسان کو تو صحرائی ایکسپرٹ ہونے کی وجہ سے کوئی اعلیٰ مقام ملنا چاہئے تھا''...... آفتاب سعید نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اعلیٰ مقام۔ یہاں یہودیوں کا کنٹرول ہے اور وہ یہاں کے مسلمانوں کو کیڑے مکوڑے سمجھتے ہیں جنہیں وہ اپنے پیروں تلے کچلنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور تم اعلیٰ مقام کی بات کر رہے ہو''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''کیا تم مسلمان ہو''...... لیڈی بلیک نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہی میرا سب سے بڑا اعزاز ہے کہ میں مسلمان ہوں مگر اسلامی ملک میں ہونے کے باوجود میں یہودیوں کے ساتھ رہنے پر مجبور ہوں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے سرد آہ بھرتے ہوئے جواب دیا۔

''کیوں۔ ایسی کیا مجبوری ہے کہ تم خود کو یہودیوں کے غلام سمجھتے ہو''...... کیپٹن توفیق کے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''یہ میرے ذاتی معاملات ہیں۔ ان معالات پر میں کسی سے کوئی بات نہیں کرتا۔ تم بولو۔ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... ڈیزرٹ سکارپین نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہم کوہ باگر تک جانا چاہتے ہیں''...... میجر پرمود نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ کوہ باگر میں جو آسمانی واقعہ پیش آیا ہے۔ ہر کوئی وہیں جانا چاہتا ہے۔ تمہارا تعلق بھی علوم فلکیات سے ہے اس لئے تم بھی وہاں جانے کے سوا اور کہاں جا سکتے ہو۔ تم ماہر فلکیات ہو اس لئے تم چاہو تو حکومت اس سلسلے میں تمہاری مدد کر سکتی ہے اور تمہیں کوہ باگر پر بذریعہ ہیلی کاپٹر بھی پہنچایا جا سکتا ہے پھر تم میرے ذریعے ہی کیوں وہاں جانا چاہتے ہو''...... ڈیزرٹ سکارپین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم حکومت کی ایماء پر نہیں بلکہ اپنے طور پر وہاں جانا چاہتے ہیں''...... کیپٹن نوازش نے کہا۔

’’کیوں۔ اپنے طور پر کیوں‘‘...... ڈیزرٹ سکارپین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہمارا تعلق پرائیویٹ ریسرچ سنٹر سے ہے۔ اس لئے ہمیں حکومتی سطح پر کوہ باگر جانے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔اس لئے ہم ذاتی طور پر وہاں جانا چاہتے ہیں تاکہ ہم اپنے طور پر وہاں تحقیقات کر سکیں‘‘...... میجر پرمود نے کہا

’’اوہ تو یہ بات ہے‘‘...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

’’ہاں۔تم اگر ہمیں اپنے ساتھ لے جاؤ گے تو ہم تمہیں اس کا بھرپور معاوضہ ادا کریں گے‘‘...... لیڈی بلیک نے کہا۔

’’کتنا معاوضہ دے سکتے ہو تم مجھے‘‘...... ڈیزرٹ سکارپین نے پوچھا۔

’’جتنا تم چاہو‘‘...... میجر پرمود نے کہا۔

’’اگر میں کہوں کہ میں ایک لاکھ ڈالر لوں گا تب‘‘...... ڈیزرٹ سکارپین نے میجر پرمود کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

’’اوکے۔ میں تمہیں یہ معاوضہ دینے کے لئے تیار ہوں‘‘۔ میجر پرمود نے کہا تو ڈیزرٹ سکارپین بے اختیار اچھل پڑا جیسے اسے توقع نہ تھی کہ اس کا منہ مانگا معاوضہ اسے مل جائے گا۔

’’حیرت ہے۔ آج تک مجھے کسی نے صحرا میں ساتھ لے جانے پر ایک ہزار ڈالر بھی نہیں دیئے ہیں اور تم مجھے ایک لاکھ ڈالرز تک دینے کے لئے تیار ہو۔ کیا تم واقعی ماہر فلکیات ہو اور اس طوفان

سے صحرا میں پیدا ہونے والی زمینی اور موسمی تبدیلی پر ہی ریسرچ کرنے کے لئے جا رہے ہو‘‘...... ڈیزرٹ سکارپین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہم وہاں جا کر کچھ بھی کریں۔ تمہیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔تم یہ بتاؤ کیا اس معاوضے پر تم ہمیں کوہ باگر تک پہنچا سکتے ہو یا نہیں‘‘...... میجر پرمود نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

’’نہیں۔ اگرچہ معاوضہ بہت بڑا ہے اور اس معاوضے کے لئے تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں لیکن میں تمہیں ڈیزرٹ میں نہیں لے جا سکتا‘‘...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

’’کیوں نہیں لے جا سکتے‘‘...... میجر پرمود نے پوچھا۔

’’ایک تو میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور دوسرا یہ کہ کوہ باگر جتنا یہاں سے نزدیک معلوم ہوتا ہے اتنا نزدیک نہیں ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے ہمیں کئی ہفتے درکار ہوں گے اور ان دنوں صحرا بے حد خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ جب سے اس صحرا میں آسمانی آفات نازل ہوئی ہیں صحرا میں آئے دن خوفناک طوفان اٹھتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ صحرا میں ہر طرف اسرائیلی فوجی موجود ہیں جنہوں نے میری ڈیزرٹ میں داخل ہونے پر سختی سے پابندی لگا رکھی ہے۔ انہوں نے مجھے وارننگ دیتے ہوئے کہا تھا کہ اگر میں غلطی سے بھی صحرا میں آ گیا تو وہ مجھے دیکھتے ہی گولی مار دیں گے‘‘...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''اوہ۔ ایسا کیوں کہا تھا انہوں نے''...... لیڈی بلیک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''انہیں معلوم ہے کہ میں صحرائے اعظم کے چپے چپے سے واقف ہوں اور میں کسی کو بھی صحرائے اعظم میں ہر جگہ آسانی سے لے جا سکتا ہوں۔ صحرا پر ان کا ہولڈ ہے اور انہوں نے صحرا کے مختلف حصوں میں بے شمار فوجی اڈے قائم کر رکھے ہیں۔ انہیں اس بات کا ڈر ہے کہ میں کہیں ان کے دشمنوں کو صحرا میں موجود ان کے فوجی اڈوں اور میزائل اسٹیشنوں تک نہ لے آؤں اور وہ ان کے فوجی اڈے اور میزائل اسٹیشن تباہ نہ کر دیں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''تو کیا تم جانتے ہو کہ انہوں نے اپنے فوجی اڈے اور میزائل اسٹیشن کہاں بنا رکھے ہیں''...... میجر پرمود نے پوچھا۔

''ہاں۔ مجھے ڈیزرٹ سکارپین اسی لئے کہا جاتا ہے۔ میں سونگھ کر بھی ریت کی تہوں میں چھپے ہوئے کیڑے مکوڑوں اور خزانوں کو بھی تلاش کرنے کا ماہر ہوں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''تو کیا ابھی تک تمہیں صحرا میں کوئی خزانہ نہیں ملا''...... لاٹوش نے پوچھا۔

''اس صحرا میں کوئی خزانہ نہیں ہے۔ یہاں صرف موت ہے اور موت کہاں کہاں چھپی ہوئی ہے مجھے اس کے بارے میں سب علم

ہے''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''تو کیا آج تک تمہیں کسی چھپی ہوئی موت نے ہڑپ نہیں کیا''...... لاٹوش نے منہ بنا کر کہا۔

''جہاں جہاں موت چھپی ہوئی ہے میں اسے دھوکہ دے کر نکل جاتا ہوں۔ صحرائی موت میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''اگر تم صحرا کے ایک ایک حصے سے اتنے ہی واقف ہو تو پھر تم اسرائیلیوں سے کیوں ڈرتے ہو۔ اسرائیلی فوج ظاہر ہے ڈیزرٹ کے مخصوص حصوں میں ہی ہو گی وہ سارے ڈیزرٹ میں تو نہیں پھیلی ہو گی۔ تم یقیناً ایسے راستوں کے بارے میں بھی جانتے ہو گے جہاں اسرائیلی نہ ہوں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''ہاں۔ ایسے بہت سے راستے ہیں لیکن وہ عام راستوں سے کہیں زیادہ خطرناک اور خوفناک ہیں۔ ان راستوں پر جانے کا مطلب صریحاً موت ہو گا''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''کیا مطلب۔ ایسا کیا ہے ان راستوں پر جہاں جانے کا مطلب صریحاً موت ہو سکتا ہے''...... لیڈی بلیک نے کہا۔

''اسرائیلی فوج کی پہنچ ان علاقوں تک نہیں ہے جہاں ڈیزرٹ میں ریتیلے بھنور اور بلیک ہولز موجود ہیں۔ صحرا کے کچھ حصے ایسے ہیں جہاں زہریلے بچھوؤں، زہریلے سانپوں اور سیاہ مکوڑوں کی فوج موجود ہے۔ یہ سیاہ مکوڑے ایسے ہیں جو اس طرف آنے والے کسی

بھی جاندار کو ایک لمحے میں ہڈیوں سمیت چٹ کر جاتے ہیں۔ اس
کے علاوہ صحرا میں چند ایسے نخلستان بھی موجود ہیں جو موت کے
نخلستانوں کے نام سے مشہور ہیں۔ ان نخلستانوں میں موجود جھاڑیاں
اور درخت بھی بے حد خونخوار ہوتے ہیں۔ ان جھاڑیوں اور درختوں
کو زندہ جھاڑیاں اور زندہ درخت کہا جاتا ہے جو کسی بھی جاندار
پکڑ لیتے ہیں اور اس وقت تک نہیں چھوڑتے جب تک کہ وہ اس
کی رگوں میں موجود خون کا ایک ایک قطرہ تک نہ چوس لیں۔ ان
نخلستانوں میں زہریلے مچھر اور گوشت خور مکھیاں بھی موجود ہیں جو
کسی بھی جاندار کے لئے موت کا پیغام لا سکتی ہیں''...... ڈیزرٹ
سکارپین نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم کوئی تو ایسا راستہ جانتے ہو گے جہاں سے گزار کر تم
ہمیں اسرائیلی فوج اور دوسری آفات سے بچا کر کوہ باگر تک لے جا
سکو''...... آفتاب سعید نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ صحراؤں میں خفیہ راستے نہیں ہوتے۔ اگر ہوتے تو میں
تمہیں وہاں سے ضرور لے جاتا''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اگر ہم کوہ باگر تک جانا چاہیں تو ہمارے
راستے میں دو مصیبتیں نازل ہو سکتی ہیں۔ ایک اسرائیلی فوج کی
مصیبت اور دوسری قدرتی آفات کی جو نخلستانوں میں موجود
ہے''...... لیڈی بلیک نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ نخلستانوں سے گزرتے ہوئے بھی ہمیں اسرائیلی فوج

چیک کر لے گی۔ انہوں نے ہر طرف ایسی ریز پھیلا رکھی ہیں جن
کی مدد سے وہ صحرا کے ہر حصے میں رینگنے والے ایک ایک کیڑے
پر بھی نظر رکھ سکتے ہیں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ ہمیں ہر حال میں کوہ باگر تک جانا ہے۔ تم ہمارا
ساتھ دے سکتے ہو یا نہیں یہ فائنل کرو''...... میجر پرمود نے منہ بنا
کر کہا۔

''نہیں۔ مجھے بے موت مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے''۔
ڈیزرٹ سکارپین نے جواب دیا۔

''اگر ہم تمہیں دو لاکھ ڈالرز دیں اور وہ بھی نقد تب بھی کیا
تمہارا جواب انکار میں ہو گا''...... میجر پرمود نے اس کی جانب غور
سے دیکھتے ہوئے کہا اور دو لاکھ ڈالرز کا سن کر ڈیزرٹ سکارپین کی
آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی۔

''تم شاید مذاق کر رہے ہو''...... ڈیزرٹ سکارپین نے اس
انداز میں کہا جیسے اسے میجر پرمود کی بات پر یقین ہی نہ آیا ہو۔

''نہیں۔ میں سنجیدہ ہوں''...... میجر پرمود نے سپاٹ لہجے میں
کہا۔

''اوہ۔ دو لاکھ ڈالرز۔ اس سے تو میری قسمت ہی بدل جائے
گی۔ اگر تم مجھے دو لاکھ ڈالرز دے دو گے تو میں پھر سے اپنی نئی
اور خوشگوار زندگی بسر کر سکتا ہوں۔ انتہائی خوشگوار زندگی''۔ ڈیزرٹ
سکارپین نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ سوچ لو۔ تم انکار کرو یا اقرار۔ ہمیں ہر صورت میں صحرا میں داخل ہونا ہے۔ صحرا میں ہمیں کیا مشکلات پیش آئیں گی اس کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ آج نہیں تو کل ہم اپنی منزل تک پہنچ ہی جائیں گے لیکن اگر تمہارے ہاتھ سے یہ موقع نکل گیا تو پھر دو لاکھ ڈالرز تو کیا تم دو ڈالرز کے لئے بھی اسی طرح سے ترستے رہو گے جیسے اب ترستے ہو"...... میجر پرمود نے کہا۔

"نہیں نہیں۔ مجھے سوچنے دو۔ دو لاکھ ڈالرز معاوضہ کم نہیں ہے۔ اس کے لئے تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں"...... ڈیزرٹ سکارپین نے فوراً کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اچھی طرح سے سوچ لو۔ اس کے بعد تمہارا جو بھی فیصلہ ہو ہمیں بتا دینا"...... لیڈی بلیک نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے ایک بار پھر دروازے پر دستک ہوئی۔ دستک کی آواز سن کر ان سب کے ساتھ ڈیزرٹ سکارپین بھی چونک پڑا۔

"اب کون آ گیا۔ ایک تو جو بھی آتا ہے اپنا نام و پتہ بتانے کی بجائے بس دستک ہی دینا شروع کر دیتا ہے"...... لاٹوش نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ بغیر کسی کے کچھ کہے خود ہی اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

"ایک منٹ رکو"...... اچانک ڈیزرٹ سکارپین نے کہا تو لاٹوش چونک کر وہیں رک گیا۔ میجر پرمود اور اس کے دوسرے ساتھی بھی

چونک کر ڈیزرٹ سکارپین کی جانب دیکھنے لگے جس کے چہرے پر اچانک بے پناہ خوف ابھر آیا تھا۔

"کیوں کیا ہوا"...... لاٹوش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے لگ رہا ہے کہ ہاؤنڈ فورس کو میرے یہاں آنے کا علم ہو گیا ہے اور وہ مجھے یہاں سے لینے کے لئے آئے ہیں"۔ ڈیزرٹ سکارپین نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہاؤنڈ فورس۔ یہ کیسی فورس ہے"...... آفتاب سعید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسرائیلیوں نے یہاں سیاہ فام غنڈوں کی ایک بڑی فوج پال رکھی ہے جسے ہاؤنڈ فورس کا نام دیا گیا ہے۔ ہاؤنڈ فورس کالس میں ہی موجود ہے اور اس فورس کا کالس میں باقاعدہ ایک ہیڈ کوارٹر بنا ہوا ہے تاکہ وہ یہاں آنے جانے والے ہر شخص پر نظر رکھ سکیں۔ ان غنڈوں کو یہاں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ وہ جسے چاہے اٹھا کر لے جاتے ہیں اور جسے چاہے بھری سڑک پر گولیاں بھی مار سکتے ہیں۔ انہیں کالس کے جلاد بھی کہا جاتا ہے۔ اسرائیلی حکام، اسرائیلی فوج سے زیادہ ان کالے جلادوں سے ہی اپنے دشمنوں کا صفایا کراتے ہیں"...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا اور پھر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس کی نظریں چاروں طرف گردش کرنے لگیں جیسے وہ چھپنے کے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کر رہا ہو۔ اسی لمحے دروازے پر ایک بار پھر دستک ہوئی اور ساتھ ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی

دی۔

’’دروازہ کھولو۔ ہمارا تعلق ہاؤنڈ فورس سے ہے۔ جلدی کرو۔ ورنہ ہم دروازہ توڑ کر اندر آ جائیں گے‘‘...... چیختی ہوئی آواز سن کر ڈیزرٹ سکارپین کا رنگ زرد پڑ گیا اور ان سب نے اس کے جسم میں واضح طور پر تھرتھری سی دوڑتے دیکھی۔

ڈیزرٹ سکارپین کا خوف دیکھ کر وہ سب حیران رہ گئے تھے۔ ڈیزرٹ سکارپین کی حالت ایسی تھی جیسے وہ وہاں سے واقعی بھاگ جانے کا راستہ ڈھونڈ رہا ہو اور اسے وہاں سے بھاگنے کا کوئی راستہ ہی نہ مل رہا ہو۔

فائرنگ کی آواز سنتے ہی عمران نے بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف چھلانگ لگا دی تھی۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کئی گولیاں اس کے بالکل قریب سے گزر گئی ہوں۔

وہاں چھانے والا اندھیرا اس قدر زیادہ تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا یہاں تک کہ سورج کی طرح روشن گولڈن کرسٹل کی روشنی بھی ختم ہو چکی تھی اور مشین گنوں سے نکلنے والے شعلے بھی کسی کو دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

عمران چھلانگ لگاتے ہی زمین سے چپک گیا تھا۔ زمین سے چپک کر وہ چند لمحے اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رہا کہ فائرنگ کہاں کہاں سے کی جا رہی ہے لیکن اسے اپنے چاروں طرف سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ فائرنگ کے ساتھ ساتھ اسے ہر طرف سے دوڑتے بھاگتے قدموں اور چیختے پکارتے

انسانوں کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں جن میں گرین کوئین اور اس کی بھینس جیسی موٹی بیٹی پرنسز مہ لقاء کی چیخیں بھی شامل تھیں۔ کچھ ہی دیر میں فائرنگ کی آوازیں ختم ہو گئیں لیکن اب بھی وہاں ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا اور چاروں طرف سے انسانوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

عمران اس بات سے حیران تھا کہ ہال میں اس قدر تاریکی کیوں چھا گئی تھی جس نے گولڈن کرسٹل کی روشنی سمیت مشین گنوں سے نکلنے والے شعلوں کو بھی نگل لیا تھا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک وہاں روشنی پھیل گئی۔ اچانک روشنی ہونے کی وجہ سے عمران کی آنکھیں ایک لمحہ کے لئے خیرہ ہوئیں مگر جلد ہی اس کی آنکھیں روشنی میں دیکھنے کے قابل ہو گئیں۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کا چہرہ حیرت اور پریشانی سے بگڑتا چلا گیا۔ اس کے ارد گرد ہر طرف لاشیں اور تڑپتے ہوئے انسان دکھائی دے رہے تھے۔ یہ سب وہی افراد تھے جن کا تعلق گرین ہاؤس سے تھا۔ ان میں سے شاید ہی کوئی ایسا تھا جو ہلاک ہونے یا زخمی ہونے سے بچ گیا ہو۔

عمران نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں لیکن اسے وہاں ایسا کوئی شخص دکھائی نہ دیا جس کے پاس مشین گن یا دوسرا کوئی اسلحہ ہو۔ عمران فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اٹھتے ہی اس کی نظریں اس حصے پر پڑیں جہاں اس کے ساتھی، گرین کوئین اور پرنسز مہ لقاء موجود تھے اور یہ

دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ پرنسز مہ لقاء اور گرین کوئین کی لاشیں گولیوں سے چھلنی پڑی تھیں۔ البتہ صفدر اور تنویر صوفے کے پاس گرے ہوئے تھے اور زمین سے چپکے ہوئے تھے۔ ان کے جسم حرکت کر رہے تھے اور وہ اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان کے جسم جس انداز میں حرکت کر رہے تھے اس سے عمران کو بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ انہوں نے بھی بروقت خود کو صوفے سے گرا لیا تھا جس سے وہ ہال میں ہونے والی مسلسل فائرنگ سے بچ گئے تھے۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو دیکھنے کے لئے نظریں دوڑائیں لیکن وہ دونوں اسے کہیں دکھائی نہیں دیئے۔

”یہ سب کیا ہے عمران صاحب۔ یہاں تو ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی ہیں“...... صفدر نے اٹھ کر عمران کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی متوحش انداز میں کہا۔ تنویر بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر گرین کوئین، پرنسز مہ لقاء اور گرین ہاؤس کے تمام افراد کی لاشیں دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔

وہاں ہونے والی فائرنگ اس قدر شدید تھی کہ ہال میں موجود تمام افراد گولیوں کا نشانہ بن گئے تھے۔ عمران نے اس طرف دیکھا جہاں لائٹ آف ہونے سے پہلے ناصر خانزادہ موجود تھا اور جس کے ہاتھ میں گولڈن کرسٹل موجود تھا لیکن وہاں ناصر خانزادہ بھی موجود نہیں تھا۔

”یہاں جو کچھ ہوا ہے اسے چھوڑو۔ پہلے سوپر فیاض کو فون کرو اور اس سے کہو کہ وہ فوراً ایمبولینسز لے کر یہاں پہنچ جائے۔ ان میں سے بہت سے افراد ابھی زندہ ہیں اور زخمی ہیں۔ انہیں اگر جلد سے جلد طبی امداد نہ دی گئی تو یہ بھی ہلاک ہو جائیں گے“...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر فوراً جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور سوپر فیاض کے نمبر پریس کرنا شروع ہو گیا۔

”جوزف اور جوانا کہاں ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ یہیں کھڑے تھے“...... تنویر نے کہا۔

”باہر جا کر دیکھو شاید وہ حملہ آوروں کے پیچھے گئے ہوں گے“...... عمران نے کہا۔

”حملہ آور۔ مگر یہ حملہ آور کون تھے“...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ میرے رشتہ دار نہیں تھے۔ یہ سب باتیں تم بعد میں بھی پوچھ سکتے ہو پہلے وہ کرو جو میں کہہ رہا ہوں“...... عمران نے بری طرح سے غراتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی جانب بھاگتا چلا گیا۔ عمران چند لمحے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر گرین کوئین اور اس کی بیٹی پرنسز مہ لقاء کو چیک کیا لیکن ان دونوں کے جسم گولیوں سے چھلنی تھے اور وہ ہلاک ہو چکی تھیں۔ عمران ہونٹ بھینچتا ہوا اٹھا اور ہال میں لاشوں اور زخمیوں کو دیکھتا ہوا ادھر ادھر گھومنے لگا۔

”تو یہ ساری کارروائی ان ویٹروں نے کی ہے جو یہاں کھانے کا انتظام کر رہے تھے اور ان کے ساتھ مسٹر ناصر خانزادہ بھی شامل تھا“...... عمران نے ہال کا جائزہ لیتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

ہال میں اس نے ویٹروں کی جتنی تعداد دیکھی تھی اب وہاں ان ویٹروں کی اتنی تعداد نہیں تھی۔ عمران کے اندازے کے مطابق ان میں سے دس ویٹر کم تھے۔ شاید انہوں نے ہی اچانک وہاں اندھیرا کیا تھا اور اندھیرا ہوتے ہی انہوں نے اپنے لباسوں میں چھپی ہوئی مشین گنیں نکال کر ہال میں اندھا دھند فائرنگ کرنا شروع کر دی تھیں۔

”میں نے سوپر فیاض کو فون کر دیا ہے۔ وہ آدھے گھنٹے تک یہاں اپنی فورس اور ایمبولینسز لے کر پہنچ جائے گا“...... صفدر نے عمران کے نزدیک آ کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ان سب کو بڑے بھیانک انداز میں ہلاک کیا گیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہاں اچانک روشنی کیسے ختم ہو گئی تھی۔ مجھے تو اس بات پر حیرت ہے کہ گولڈن کرسٹل جو اس قدر چمکدار تھا اس کی روشنی بھی یکلخت ختم ہو گئی تھی اور جہاں جہاں سے مشین گنوں سے فائرنگ کی جا رہی تھی وہاں سے شعلے بھی نکلتے دکھائی نہیں دے رہے تھے“...... صفدر نے چاروں طرف بکھری ہوئی لاشوں اور زخمیوں کو دیکھتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”روشنی کسی بریک ڈاؤن کی وجہ سے گل نہیں ہوئی تھی بلکہ یہاں

سے مصنوعی طور پر روشنی ختم کی گئی تھی“...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”مصنوعی طور پر۔ کیا مطلب۔ مصنوعی طور پر روشنی کیسے ختم کی جا سکتی ہے“...... صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”روشنی آف ہونے سے پہلے میں نے بلیک ڈیوائس کے آن ہونے کی آواز سنی تھی۔ اس ڈیوائس کے آن ہونے سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے کھردرے فرش پر زور سے سریا گھسیٹا جا رہا ہو۔ وہ آواز زیادہ تیز نہیں تھی اس لئے میں نے اس پر دھیان نہیں دیا تھا لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ وہ آواز بلیک ڈیوائس کے آن ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی جس کے آن ہوتے ہی یہاں ہر طرف گھپ اندھیرا ہو گیا تھا۔ بلیک ڈیوائس سے اندھیرا ہونے کی وجہ سے جلتی ہوئی آگ کی روشنی بھی گل ہو جاتی ہے اسی لئے گولڈن کرسٹل کی روشنی کے ساتھ مشین گنوں سے نکلنے والے شعلے بھی دکھائی نہیں دے رہے تھے“...... عمران نے کہا۔

”بلیک ڈیوائس۔ یہ نام کہیں سنا ہوا سا لگ رہا ہے“...... صفدر نے کہا۔

”یہ ڈیوائس زیرو لینڈ والوں کے پاس ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور زیرو لینڈ کا سن کر صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہاں زیرو لینڈ والوں نے حملہ کیا تھا“...... صفدر نے عمران کی جانب آنکھیں پھاڑ

پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ان کے سوا ایسی تاریکی اور کوئی پیدا نہیں کر سکتا ہے“...... عمران نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ لیکن یہاں زیرو لینڈ والوں کا کیا کام۔ ان کے یہاں حملہ کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے“...... صفدر نے اسی انداز میں کہا۔

”وہ یہاں سے گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے آئے تھے“...... عمران نے جواب دیا۔

”گولڈن کرسٹل۔ اوہ مگر آپ نے تو کہا تھا کہ گولڈن کرسٹل نقلی ہے پھر انہیں نقلی گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی اور آخر یہ گولڈن کرسٹل ہے کیا جس کے لئے آپ نے بھی یہاں اچھا خاصا کھڑاک کرنا شروع کر دیا تھا“...... صفدر نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور انتہائی حیرت تھی۔

”ابھی ان سب باتوں کا وقت نہیں ہے۔ پہلے جا کر دیکھو کہ یہ قتل و غارت صرف اسی ہال تک محدود ہے یا بنگلے کے باقی حصوں کا بھی یہی حال ہے“...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے اس طرف بڑھ گیا جہاں سے نتاشا اور اس کے ساتھ دو لڑکیاں گولڈن کرسٹل لے کر آئی تھیں اور پھر گرین کوئین اور پرنسز مہ لقاء آپس میں بات چیت کرنے کے لئے اس طرف گئی تھیں۔

عمران کی نظریں مسلسل ہال کا جائزہ لے رہی تھیں پھر اچانک

اس کی نظریں بیرونی دروازے کے پاس ایک چمکدار سی چیز پر جم گئیں۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر وہ چیز اٹھا لی اس چیز پر نظر پڑتے ہی عمران کے چہرے پر سنسنی سی پھیلتی چلی گئی۔ وہ پھولے ہوئے ایک گول بٹن جیسا بیج تھا۔ بٹن کسی کوٹ کا معلوم ہو رہا تھا جو ایک بڑے سکے جیسا تھا اور اس میں چھوٹے چھوٹے سوراخ سے بنے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ بٹن نما بیج کے درمیان میں سفید رنگ کا ایک دائرہ بنا ہوا تھا اور اس دائرے میں زیڈ لکھا ہوا تھا جس کے اندر ایل بھی سمو دیا گیا تھا۔ یہ مخصوص بٹن نما بیج زیرو لینڈ کا تھا۔

''تو میرا اندازہ درست ہے۔ یہاں زیرو لینڈ والوں نے ہی کارروائی کی ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ کچھ ہی دیر میں صفدر اور تنویر واپس آ گئے۔ ان دونوں کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ دونوں نے عمران کو بتایا کہ بنگلے کے اندر اور باہر بھی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ حملہ آور شاید ہال کے ساتھ ساتھ بنگلے کے اندرونی حصوں میں بھی موجود تھے اور پھر ان حملہ آوروں نے باہر جاتے ہوئے بھی تمام افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔

''اندر بھی ہر طرف لاشیں بکھری ہوئی ہیں لیکن ان میں اس لڑکی کی لاش نہیں ہے جو یہاں گولڈن کرسٹل لائی تھی۔ شاید اس کا نام نتاشا تھا''...... صفدر نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''جوزف اور جوانا کا کچھ پتہ چلا''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے تنویر سے پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے سب جگہ دیکھ لیا ہے لیکن ان کا کچھ پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں گئے ہیں''...... تنویر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب اس سے پہلے کہ سوپر فیاض اپنی فورس کے ساتھ یہاں آ جائے نکل چلو یہاں سے''...... عمران نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تینوں تیزی سے ہال سے نکل کر باہر آئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ اسی کار میں سوار تیزی سے وہاں سے نکلے چلے جا رہے تھے جسے جوزف ڈرائیو کر کے لایا تھا۔

''حملہ آوروں کا کچھ پتہ چلا۔ کون تھے وہ اور انہوں نے یہاں اس قدر قتل و غارت کیوں کی تھی''...... تنویر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

''عمران صاحب کا خیال ہے کہ یہ کام زیرو لینڈ والوں کا ہے''...... صفدر نے جواب دیا تو تنویر بری طرح سے چونک پڑا۔

''زیرو لینڈ۔ کیا مطلب۔ زیرو لینڈ والے یہاں کہاں سے آ گئے اور انہیں یہاں اس قدر تباہی پھیلانے کی کیا ضرورت تھی''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ شاید گولڈن کرسٹل کے لئے آئے تھے۔ گولڈن کرسٹل حاصل کرتے ہی وہ جاتے جاتے اپنی طرف سے سب کو ہلاک کر

گئے تھے۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ فائرنگ ہوتے ہی ہم نیچے گر
زمین سے چپک گئے تھے ورنہ شاید اس وقت ہم بھی زندہ نہ رہ
اور یہ میرا محض خیال نہیں ہے۔ گرین ہاؤس پر زیرو لینڈ والوں
ہی حملہ کیا تھا۔ یہ دیکھو۔ مجھے وہاں سے زیرو لینڈ کا مخصوص بٹن نما
بیج بھی ملا ہے''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب
وہ بٹن نما بیج نکال کر صفدر کی جانب بڑھا دیا جس پر زیڈ اور ا
ایک دوسرے کے اندر لکھے ہوئے تھے۔ صفدر نے حیرت سے ا
بٹن نما بیج کو دیکھا اور پھر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ا
نے زیرو لینڈ کا مخصوص بٹن نما بیج پہچان لیا تھا۔

''مجھے دکھاؤ''...... تنویر نے کہا تو صفدر نے بٹن نما بیج اس ک
طرف بڑھا دیا۔

''اوہ۔ واقعی یہ تو زیرو لینڈ والوں کا ہی بیج ہے''...... تنویر نے
تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''ہال میں جو تاریکی پھیلی تھی وہ بھی زیرو لینڈ والوں کی بلیک
ڈیوائس کی وجہ سے ہی ہوئی تھی جس سے نہ ہمیں گولڈن کرسٹل کی
چمک دکھائی دے رہی تھی اور نہ ہی اس بات کا علم ہو رہا تھا کہ
فائرنگ کہاں سے کی جا رہی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''آخر یہ گولڈن کرسٹل ہے کیا جس کے لئے تم نے بھی وہاں
عجیب وغریب چکر چلا رکھا تھا اور زیرو لینڈ والے بھی اسی گولڈن
کرسٹل کے لئے وہاں پہنچ گئے تھے''...... تنویر نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

''دھیرج رکھو۔ گھر جا کر سب کچھ بتا دوں گا''...... عمران نے
اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا۔

''گھر جا کر۔ کیا مطلب۔ کس گھر کی بات کر رہے ہو''۔ تنویر
نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''چیف کے گھر''...... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تو کیا آپ اب دانش منزل جا رہے ہیں''...... صفدر نے
چونک کر کہا۔

''ہاں۔ مجھے فوری طور پر چیف کو ساری صورتحال سے آگاہ کرنا
ہے۔ میں چیف کے حکم سے ہی گرین کوئین سے گولڈن کرسٹل
حاصل کرنے کے لئے آیا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ گرین کوئین
کے پاس اصلی نہیں بلکہ نقلی گولڈن کرسٹل ہے۔ اچھا ہی ہوا تھا کہ
اس نے خود ہی چیک واپس کر دیئے تھے ورنہ کانچ کے ایک عام
سے ٹکڑے کی وجہ سے میرا کنگال بنک اب بالکل ہی کنگال ہو
جاتا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا آپ نے گرین کوئین کو جو چیک دیئے تھے وہ نقلی
تھے''...... صفدر نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ یہ سب تو میں نے پرنس آف ڈھمپ کی ساکھ
کے لئے کر رکھا ہے ورنہ میرا ایسا بنک بیلنس کہاں کہ میں لوگوں
میں اتنے بڑے بڑے چیک بانٹتا پھروں''...... عمران نے کہا۔

''اس بات کا گرین کوئین کو علم ہو جاتا کہ تم نے اسے اصلی
بلکہ نقلی چیک دیئے ہیں تو کیا ہوتا''...... تنویر نے کہا۔
''کیا ہونا تھا۔ اس نے مجھے کون سا اصلی گولڈن کرسٹل دے
تھا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔
''آپ کہہ رہے تھے کہ گولڈن کرسٹل نقلی ہے جبکہ گرین کوئین
کے سیکرٹری ناصر خانزادہ نے تو اسے پرکھا تھا اور اس کا تو یہی
تھا کہ وہ اصلی گولڈن کرسٹل ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے
میں کہا۔
''نہیں۔ وہ نقلی گولڈن کرسٹل تھا۔ گرین کوئین کو شاید اس بات
کا علم نہیں تھا کہ اس کے اصلی گولڈن کرسٹل کی جگہ نقلی کرسٹل رکھ
گیا ہے اور یہ کام شاید ناصر خانزادہ نے ہی کیا تھا جو شاید زیرو لینڈ
سے ملا ہوا تھا۔ اس کی چونکہ حقیقت کھلنے والی تھی اس لئے اس نے
نقلی گولڈن کرسٹل کو اصلی بتا کر وہاں موجود زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کو
جو بیروں کے روپ میں پہلے سے ہی وہاں موجود تھے فائرنگ
کرنے کا اشارہ کر دیا تھا۔ مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے
کہ ناصر خانزادہ نے انہیں کب اور کیسے اشارہ کیا تھا جبکہ میں اس
پر مسلسل نظر رکھے ہوئے تھا''...... عمران نے جواب دیا۔
''شاید اس نے ایجنٹوں کو پہلے سے ہی کہہ رکھا ہو کہ اگر گرین
کوئین یا آپ کو نقلی گولڈن کرسٹل کا پتہ چلے تو وہ فوراً فائرنگ کرنا
شروع کر دیں''...... صفدر نے کہا۔

''شاید''...... عمران نے کاندھے اچکا کر کہا۔
''ہال میں زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کی تعداد کافی زیادہ تھی جنہوں
نے ہر طرف سے فائرنگ کرتے ہوئے سب کو ہی موت کی نیند سلا
دیا تھا''...... تنویر نے کہا۔
''ہاں۔ میں نے وہاں موجود بیروں کو چیک کیا تھا۔ ان میں
دس بیرے کم تھے''...... عمران نے جواب دیا۔
''اب جب تم سب کچھ بتا ہی رہے ہو تو پھر گولڈن کرسٹل کی
بھی حقیقت بتا دو اور یہ بھی بتا دو کہ تم نے ہم سے جھوٹ کیوں کہا
تھا کہ تم گرین ہاؤس میں گرین کوئین سے شادی کرنے کے لئے
رہے ہو''...... تنویر نے کہا۔
''بڑھیا سے شادی والی بات کی تو میں نے پخ ماری تھی لیکن
مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ گرین کوئین کی ایک بلی ہو
ہتھنی جیسی بیٹی بھی موجود ہے اور وہ مجھے دیکھتے ہی مجھ پر فریفتہ
جائے گی۔ وہاں عجیب سی صورت حال ہو گئی تھی۔ چونکہ پاکیشیا
ساتھ ساتھ گرین کوئین کی پوری دنیا میں عزت اور شہرت تھی
میں وہاں پرنس آف ڈھمپ کی حیثیت سے گیا تھا اس لئے میں
سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں گرین کوئین کو کیا جواب دوں۔
نے پہلی نظر میں ہی گولڈن کرسٹل پہچان لیا تھا کہ وہ نقلی ہے۔
کے اندر خاص ایلیمنٹ لگے ہوئے تھے جن سے کرسٹل سے گو
کرسٹل جیسی سنہری روشنی نکل رہی تھی''...... عمران نے کہا۔

”اگر آپ نے پہلی ہی نظر میں نقلی گولڈن کرسٹل کو پہچان لیا تھا تو پھر آپ نے اس کے بارے میں اسی وقت گرین کوئین کو کیوں نہیں بتایا اور اسے چیک کیوں دے دیئے تھے“...... صفدر نے پوچھا۔

”میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آیا گرین کوئین کو بھی اس بات کا علم ہے یا نہیں کہ وہ میرے ساتھ جس گولڈن کرسٹل کی ڈیل کر رہی ہے وہ اصلی ہے یا نقلی“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر کیا اندازہ لگایا تم نے“...... تنویر نے پوچھا۔

”گرین کوئین کو نقلی گولڈن کرسٹل کا علم نہیں تھا لیکن جب میں نے گرین کوئین کو چیک دیئے تو ناصر خانزادہ کے چہرے پر بے پناہ اطمینان آ گیا تھا گولڈن کرسٹل میرے ہاتھوں میں دیکھ کر وہ بے چین اور پریشان سا ہو گیا تھا“...... عمران نے جواب دیا۔

”اگر ناصر خانزادہ کا تعلق زیرو لینڈ سے تھا اور اس نے پہلے ہی گولڈن کرسٹل حاصل کر لیا تھا تو اسے اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں رکے رہنے کی کیا ضرورت تھی“...... تنویر نے بری طرح سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”میری معلومات کے مطابق گولڈن کرسٹل گرین کوئین اپنے پاس رکھتی تھی اور اس نے اپنے کمرے میں ایسی جگہ خفیہ سیف بنایا ہوا تھا جس کے بارے میں سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ ناصر خانزادہ اور اس کے ساتھی شاید آج ہی یہاں آئے تھے۔ شاید

انہیں اس بات کا پتہ چل گیا ہو گا کہ پرنس آف ڈھمپ، گرین کوئین سے گولڈن کرسٹل خریدنے کے لئے آ رہا ہے اس لئے ناصر خانزادہ اور اس کے ساتھیوں نے ازخود کارروائی نہیں کی تھی۔ وہ جان چکے تھے کہ گرین کوئین، پرنس آف ڈھمپ کو گولڈن کرسٹل دکھانے کے لئے اپنے خفیہ سیف کو ضرور کھولے گی۔ گرین کوئین نے گولڈن کرسٹل سیف سے نکال کر نتاشا کو دے دیا ہو گا جو اس کے اعتماد کی لڑکی تھی۔ ممکن ہے کہ ناصر خانزادہ نے ان لڑکیوں سے ہی نہایت چالاکی سے گولڈن کرسٹل بدل لیا ہو۔ ہم چونکہ فوری طور پر وہاں پہنچ گئے تھے اس لئے ناصر خانزادہ اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے نکلنے کا موقع نہیں مل سکا تھا اس لئے وہ اپنے ساتھیوں سمیت ہماری وجہ سے وہیں رک گیا تھا اور جب میں نے اس کا بھانڈا پھوڑنے کی کوشش کی تو وہ اپنی اصلیت پر اتر آیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر گرین کوئین کے ساتھ ہمیں بھی ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی تاکہ گولڈن کرسٹل کا راز ہمیشہ راز بن جاتا کہ اسے کون لے گیا ہے“...... عمران نے کہا۔

”کیا گولڈن کرسٹل زیرو لینڈ والوں کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل تھا“...... تنویر نے پوچھا۔

”ظاہر ہے۔ انہوں نے اتنی بڑی کارروائی کی ہے۔ گولڈن کرسٹل کی زیرو لینڈ والوں کو ہی نہیں پوری دنیا کو ضرورت ہے۔ اگر کسی غیر ملکی ایجنٹ خاص طور پر ایکریمی ایجنٹوں کو اس بات کا علم

ہو جاتا کہ گرین کوئین کے پاس اتنے بڑے حجم کا گولڈن کرسٹل۔
تو وہ گرین کوئین سے ہر صورت میں گولڈن کرسٹل حاصل کر لیتے
اگر گرین کوئین گولڈن کرسٹل کے لئے ان سے کروڑوں ڈالرز
مانگ لیتیں تو ایکریمی خوشی سے اسے اتنا بڑا معاوضہ بھی دینے کے
لئے تیار ہو جاتے“...... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو گولڈن کرسٹل اس قدر قیمتی ہے“...... صفدر نے ہونٹ
سکوڑ کر کہا۔

”اس کی قیمت کا تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے۔ اگر وہ اصلی
گولڈن کرسٹل ہوتا تو میں نے گرین کوئین کو معاوضے میں جو چیک
دیئے تھے ایک لحاظ سے وہ معاوضہ گولڈن کرسٹل کی اہمیت کے
سامنے کچھ بھی نہیں تھا۔ یوں سمجھو کہ گولڈن کرسٹل ہمیں مفت میں مل
رہا تھا“...... عمران نے کہا۔

”تعجب ہے۔ یہ گولڈن کرسٹل ہی ہے یا کوہ نور ہیرا جس کی
آپ اتنی بڑی بڑی قیمتیں بتا رہے ہیں“...... صفدر نے آنکھیں
پھیلاتے ہوئے کہا۔

”گولڈن کرسٹل کے مقابلے میں کوہ نور ہیرے کی بھی کوئی
حیثیت نہیں ہے۔ یہ سمجھ لو کہ جس حجم کا ہیرا گرین کوئین کے پاس
تھا اس سے دس کوہ نور ہیرے بھی بڑی آسانی سے خریدے جا سکتے
تھے“...... عمران نے کہا۔

”تو کیا گرین کوئین کو گولڈن کرسٹل کی اصل حقیقت کا علم نہیں

تھا جو وہ آپ کو پہلے ایک کروڑ ڈالرز میں اور پھر محض اپنی بیٹی کے
رشتے کے سلسلے میں تحفے میں دینے کے لئے تیار ہو گئی تھیں“۔ صفدر
نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ تجسس کے تاثرات تھے۔

”نہیں۔ گرین کوئین، گولڈن کرسٹل کو محض ایک قیمتی ہیرا ہی
سمجھتی تھی۔ اگر اسے پتہ ہوتا کہ گولڈن کرسٹل محض ایک ہیرا نہیں
ہے تو وہ گولڈن کرسٹل کو دنیا کے سامنے رکھ کر اس کی بڑی سے
بڑی بولی لگا کر بے پناہ دولت حاصل کر سکتی تھی۔ ایک محتاط
اندازے کے مطابق جس سائز کا تم نے نقلی گولڈن کرسٹل دیکھا تھا
اس سائز میں اگر اصلی گولڈن کرسٹل ہوتا تو اس کے بدلے میں
گرین کوئین کو آسانی سے دس ہزار کروڑ ڈالرز سے بھی زیادہ
معاوضہ مل سکتا تھا“...... عمران نے کہا اور ان دونوں کی آنکھیں
حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”میرے خدا۔ اس قدر قیمتی ہیرا ہے وہ“...... صفدر نے کہا۔

”گولڈن کرسٹل صرف ہیرا نہیں ہے۔ ہیرے سے بھی کہیں
بڑھ کر ہے“...... عمران نے کہا۔

”کیا بڑھ کر ہے۔ کچھ بتاؤ گے یا اسی طرح سسپنس ہی
پھیلاتے رہو گے“...... تنویر نے منہ بنا کر کہا تو عمران بے اختیار
ہنس پڑا اور پھر اس نے انہیں گولڈن کرسٹل سے تیار ہونے والی
گولڈن یورینیم کے بارے میں بتانا شروع کر دیا اور انہیں یہ بھی بتا
دیا کہ گولڈن یورینیم سے کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس کے

لئے اس نے پہلی مرتبہ دریافت ہونے والے گولڈن کرسٹل اور اس
پر کی جانے والی تحقیق کے بارے میں بھی انہیں ساری تفصیل بتا دی
جو میجر پرمود نے کرنل ڈی کے سامنے بیان کی تھیں۔

''سرداور ایک خاص میزائل پر کام کر رہے ہیں جو دنیا کا تیز
ترین میزائل ہے اور ہزاروں کلو میٹر تک مار کر سکتا ہے۔ اس میزائل
کے لئے انہیں گولڈن یورینیم کی ضرورت تھی۔ چونکہ گولڈن یورینیم
ایکریمیا کے پاس ہے اس لئے سرداور کا کام رکا ہوا ہے۔ ایکریمیا
کے پاس جو گولڈن کرسٹلز ہیں ان کی تعداد بے حد کم ہے جن سے
وہ اپنی ضرورت کے لئے بھی گولڈن یورینیم افزودہ نہیں کر سکتا اس
لئے ان سے گولڈن یورینیم لینا ناممکن تھا اور اگر وہ ہمیں گولڈن
یورینیم دینے کے لئے تیار ہو بھی جاتے تو اس کے لئے وہ ہم سے
کروڑوں ڈالرز مانگ سکتے تھے جو ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔
سرداور نے چیف سے بات کی تھی اور ان سے کہا تھا کہ روسیاہ نے
گولڈن کرسٹل کو غیر اہم سمجھ کر اس کے بہت سے ٹکڑے لارڈز کو
فروخت کر دیئے تھے۔ اب بھی ایسے بہت سے لارڈز ہیں جن کے
پاس ایسے ہی گولڈن کرسٹلز کے ٹکڑے موجود ہیں اور وہ گولڈن کرسٹلز
کی اصل حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اس لئے اگر چیف کوشش
کرے اور کسی لارڈ سے ہمیں گولڈن کرسٹل مل جائے تو ہم اپنے
طور پر بھی گولڈن یورینیم افزودہ کر سکتے ہیں۔ اگر سرداور کو گولڈن
کرسٹل یا گولڈن یورینیم مل جائے تو وہ ان سے اس قدر طاقتور ایٹمی

میزائل بنا سکتے ہیں جن سے ہزاروں کلو میٹر دور ایکریمیا کی بھی
ایک ایک ریاست کو نشانے پر لیا جا سکتا ہے۔ کافرستان اور اسرائیل
کی طرح ایکریمیا بھی پاکیشیا کا ازلی دشمن ہے۔ اس کی دوستی محض
دکھاوے کی دوستی ہے۔ ایکریمیا کا بس نہیں چلتا ورنہ وہ کب کا
پاکیشیا کو ہڑپ کر چکا ہوتا۔ اس کے علاوہ پاکیشیا کی معیشت بھی
اس قدر کمزور ہے کہ ہم ایکریمیا کی امداد کے بغیر چل ہی نہیں سکتے
ہیں اور اسی بات کا ایکریمیا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے اور پاکیشیا کو ہر
وقت اپنے دباؤ میں رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اگر ہمارے
میزائلوں کا رخ ایکریمیا کی طرف ہو جائے تو ایکریمیا کا ہم پر
سے سارا دباؤ ختم ہو جائے گا اور ہم اس کے سامنے سر اٹھا کر
کھڑے ہو جائیں گے اور گولڈن یورینیم سے بنے ہوئے گولڈن
میزائلوں کی وجہ سے ایکریمیا بھی ہمیں آنکھیں دکھانے کی ہمت
نہیں کر سکے گا۔ گولڈن میزائلوں سے پاکیشیا کا دفاع انتہائی مضبوط
ہو جائے گا۔ بہرحال سرداور کی سفارش پر چیف نے اپنے طور پر
معلومات حاصل کیں تو انہیں علم ہوا کہ گولڈن کرسٹل کا ایک ٹکڑا
گرین کوئین کے پاس بھی موجود ہے جس کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔
اس لئے چیف نے فوری طور پر مجھے گرین کوئین کے بارے میں
معلومات حاصل کرنے پر لگا دیا اور پھر انہوں نے مجھے یہ ٹاسک
دے دیا کہ میں ہر صورت میں گرین کوئین سے گولڈن کرسٹل
حاصل کروں۔ حکم حاکم مرگِ مفاجات مجھے یہ سب کرنا ہی پڑا تھا۔

اگر میں عام حیثیت سے جاتا تو شاید مجھے گرین ہاؤس میں گھسنے ہی نہ دیا جاتا اس لئے میں پرنس آف ڈھمپ بن کر گیا تھا لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ اس بار پرنس آف ڈھمپ ہونا ہی میرے گلے کا پھندہ بن جائے گا۔ اگر گولڈن کرسٹل اصلی ہوتا تو مجھے پرنسز مہ لقاء کا ڈھول اپنے گلے میں لٹکا کر بجانا ہی پڑنا تھا''...... عمران نے کہا۔

''تم جیسے انسان کو ایسی ہی کوئی بیوی ملنی چاہئے۔ پھوہڑ، بدمزاج اور انتہائی موٹی''...... تنویر نے کہا۔

''اسی لئے کہتا ہوں کہ اپنی بہن کے کھانے پینے کا خیال رکھا کرو''...... عمران نے اس پر فوراً جملہ جست کرتے ہوئے کہا اور تنویر کے ہونٹوں پر آئی ہوئی مسکراہٹ فوراً غائب ہوگئی۔

عمران نے کار اچانک رانا ہاؤس کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑی تو صفدر چونک پڑا۔

''آپ نے تو کہا تھا کہ ہم دانش منزل جا رہے ہیں پھر آپ نے کار رانا ہاؤس کی طرف کیوں موڑی ہے''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''دانش منزل میں پرنس کے حلیئے میں گیا تو چیف نے ویسے ہی میرا ٹیٹوا دبا دینا ہے۔ وہ چوہا سات پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ شاید وہ دنیا کا بدصورت ترین انسان ہے اسی لئے وہ کسی کو اپنی شکل نہیں دکھاتا ایسے میں مجھ جیسے پرنس چارمنگ کو دیکھ کر وہ جل بھن کر

کباب بن جائے گا اور اس سے کوئی بعید نہیں کہ وہ اسی جلن میں مجھے شوٹ ہی کر دے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔ عمران اپنا حلیہ اور لباس بدل کر دانش منزل جانا چاہتا تھا۔ عمران رانا ہاؤس کی طرف جانے والی سڑک کی طرف کار موڑ کر ابھی کچھ ہی دور گیا ہوگا کہ اسی لمحے اچانک پیچھے سے ایک کار انتہائی تیز رفتاری سے آئی اور عمران کی کار کو اوورٹیک کرتی ہوئی اس سے آگے نکلتی چلی گئی اور پھر کار فوراً سڑک پر ترچھی ہو کر کھڑی ہوگئی۔ وہ سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار تھی۔ کار کو اس طرح اچانک سڑک پر گھومتے اور ترچھی ہو کر رکتے دیکھ کر عمران نے فوراً کار کے بریک پیڈل پر دباؤ ڈال دیا۔ کار کے ٹائر بری طرح سے احتجاجاً چیختے ہوئے سڑک پر جم گئے اور سڑک پر لمبی لکیریں سی بنتی چلی گئیں اور اسی طرح جمے ہوئے ٹائروں پر گھسٹتی ہوئی عمران کی کار سامنے ترچھی کھڑی کار کی جانب بڑھتی چلی گئی اور پھر اس سے چند فٹ کے فاصلے پر ایک زور دار جھٹکے سے رک گئی۔

''یہ کون بدتمیز ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اس نے ونڈ سکرین سے دوسری کار کی جانب دیکھا۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے اس لئے اسے کار کے اندر کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ صفدر اور تنویر بھی غور سے سامنے کھڑی کار کی جانب دیکھ رہے تھے۔ وہ سیاہ رنگ کی پراڈو کار تھی۔ کار کا انجن اسٹارٹ تھا اور کار کا ڈرائیور شاید

کار کو نیوٹرل رکھ کر سپیڈ پیڈل پریس کر رہا تھا جس سے کار کا انجن بار بار غرا رہا تھا۔

"میں دیکھتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور کار کا دروازہ کھولنے لگا تھا کہ عمران نے اسے روک دیا۔

"ایک منٹ رک جاؤ"...... عمران نے کہا تو صفدر وہیں رک گیا۔ اسی لمحے سیاہ کار کا سائیڈ والا دروازہ کھلا اور پھر اچانک کار کے اندر سے ایک پیر نکلتا دکھائی دیا۔ یہ پیر دیکھ کر عمران، صفدر اور تنویر چونک پڑے کیونکہ وہ پیر کسی عورت کا تھا جس نے ہیل والی سیاہ سینڈل پہن رکھی تھی۔

"ہونہہ۔ تو کار میں محترم نہیں کوئی محترمہ ہے"...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے کار سے ایک نوجوان لڑکی نکل کر باہر آ گئی جس نے سیاہ رنگ کا سکرٹ پہن رکھا تھا اور اس کی آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ تھا۔ اس لڑکی پر نظر پڑتے ہی نہ صرف عمران بلکہ صفدر اور تنویر بھی چونک پڑے۔ یہ وہی لڑکی تھی جو گولڈن کرسٹل والی ٹرے لے کر دو لڑکیوں کے ساتھ ان کے سامنے آئی تھی اور گرین کوئین نے اسے نتاشا کہہ کر مخاطب کیا تھا۔

"یہ تو وہی لڑکی نتاشا ہے جو ہمارے سامنے گولڈن کرسٹل لائی تھی۔ یہ یہاں کیا کر رہی ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ہم سے ہمارے مزاج پوچھنے کے لئے آئی ہے"...... عمران

نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ نتاشا کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک آ گئی تھی جیسے اس نے نتاشا کے روپ میں کسی خاص ہستی کو پہچان لیا ہو۔

"مزاج پوچھنے۔ کیا مطلب"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"اس نے اور اس کے ساتھیوں نے گرین ہاؤس کے ایک ایک شخص کو ہلاک کر دیا تھا۔ ہم تینوں بچ گئے تھے اس لئے ظاہر ہے اب اس نے یہاں آ کر ہمارا مزاج ہی پوچھنا ہے"...... عمران نے کہا۔ لڑکی چند لمحے کار کے دروازے کے پاس کھڑی ان کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی عمران کی کار کی طرف بڑھنے لگی اور پھر وہ ٹھیک عمران کی کار کے سامنے آ کر بڑے فاخرانہ انداز میں کھڑی ہو گئی۔ لڑکی کے ہونٹوں پر انتہائی دلکش مسکراہٹ تھی۔ اس کا ایک ہاتھ اس کی کمر کی طرف تھا جیسے وہ اپنے ہاتھ میں کچھ چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔

"مجھے اس لڑکی کا قد کاٹھ دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے میں اس لڑکی کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں"...... تنویر نے غور سے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی کچھ کچھ ایسا ہی احساس ہو رہا ہے"۔ صفدر نے بھی کہا۔

"تمہیں کچھ کچھ احساس ہو رہا ہے جبکہ اسے دیکھ کر مجھے کچھ کچھ ہونا شروع ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ آپ کا انداز بتا رہا ہے جیسے آپ اس لڑکی کو جانتے ہیں"......صفدر نے چونک کر کہا۔

"صرف جانتا ہی نہیں ہوں پیارے۔ میں اسے پہچانتا بھی ہوں بلکہ مجھ سے زیادہ یہ مجھے جانتی اور پہچانتی ہے"......عمران نے کراہ کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کون ہے یہ"......تنویر اور صفدر نے ایک ساتھ پوچھا۔

"ٹی تھری بی"......عمران نے اسی انداز میں کہا اور صفدر اور تنویر محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اس بری طرح سے اچھلے کہ ان کے سر کار کی چھت سے ٹکرا گئے اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سڑک پر کھڑی لڑکی کی طرف دیکھنے لگے جو زیرو لینڈ کی ناگن تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا تھی۔ ٹی تھری بی اسی کا کوڈ تھا۔ اچانک ٹی تھری بی کا وہ ہاتھ جو اس کی کمر کی طرف تھا سامنے ہوا تو یہ دیکھ کر عمران بری طرح سے چونک پڑا کہ اس کے ہاتھ میں ایک بڑے سائز کی ریز گن تھی۔ ریز گن کی نال بے حد چوڑی تھی اور اس کے دستے کی طرف مختلف رنگوں کے بلب جلتے بجھتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ تھریسیا نے گن کا رخ عمران کی کار کی جانب کر دیا تھا اور اس کی انگلی گن کے ٹریگر جیسے ایک بٹن پر تھی۔

حصہ اول ختم شد

50B
عمران سیریز نمبر

گولڈن جوبلی نمبر

گولڈن کرسٹل

حصہ دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ------ محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی
طابع ------- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

کرنل فریدی اور کیپٹن حمید جیسے ہی بلیک روم میں داخل ہوئے۔ کمرے کے وسط میں ایک راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا رمن داس بری طرح سے چونک پڑا۔

''تم۔ آخر تم ہو کون۔ یہ کون سی جگہ ہے اور مجھے یہاں لا کر اس طرح کیوں جکڑا گیا ہے''...... کیپٹن حمید کو دیکھتے ہی رمن داس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید اس کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔

''تمہارا نام رمن داس ہے اور تم سیٹھ پرتاب کے لئے کام کرتے ہو''...... کرنل فریدی نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں سیٹھ پرتاب کے انڈس کلب کا منیجر ہوں جہاں سے تمہارا یہ آدمی مجھے اٹھا کر لایا ہے''...... رمن داس نے جواب دیتے
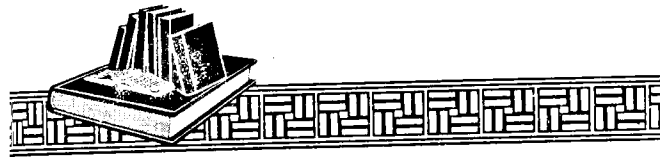
ہوئے کہا۔

''سیٹھ پرتاب کہاں ہے''...... کرنل فریدی نے اسی انداز میں پوچھا۔

''پہلے تم بتاؤ تم کون ہو اور مجھے اس طرح یہاں کیوں لایا ہے''...... رمن داس نے اپنے لہجے میں غراہٹ پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''ہارڈ سٹون کا نام سنا ہے تم نے کبھی''...... کیپٹن حمید نے کہا اور رمن داس حیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کون ہارڈ سٹون''...... رمن داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا وہ غور سے کرنل فریدی کی جانب دیکھ رہا تھا پھر اچانک جیسے اسے زبردست شاک سا لگا وہ بری طرح سے چونک اٹھا۔

''ہا۔ ہا۔ ہارڈ سٹون۔ تت۔ تت۔ تمہارا مطلب ہے کہ کرنل فریدی''...... رمن داس نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ کرنل فریدی کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع ہو گیا۔

''ہاں۔ تمہارے سامنے ہارڈ سٹون ہی کھڑا ہے۔ اگر تم اپنی خیریت چاہتے ہو تو یہ جو تم سے پوچھ رہے ہیں انہیں سچ سچ بتا دو ورنہ یہ تمہارا کیا حشر کر سکتے ہیں اس کا شاید تم اندازہ بھی نہ لگا سکو''...... کیپٹن حمید نے اسی انداز میں کہا اور رمن داس کے چہرے خوف کی وجہ سے بگڑتا چلا گیا۔

''مم مم۔ میں میں''...... رمن داس نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے اور ہارڈ سٹون کو بکریوں کی طرح میں میں سننا پسند نہیں ہے۔ بتاؤ۔ کہاں ہے سیٹھ پرتاب''...... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہ۔ وہ ایکریمیا گیا ہوا ہے''...... رمن داس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ایکریمیا کی کس ریاست میں گیا ہے وہ اور کس سے ملنے کے لئے گیا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ میں پہلے سیٹھ پرتاب کے ساتھ کام کرتا تھا لیکن میری ایک غلطی کی وجہ سے سیٹھ پرتاب نے مجھے خود سے الگ کر دیا تھا اور مجھے کلب کا منیجر بنا دیا تھا۔ جب سے میں کلب میں آیا ہوں مجھے سیٹھ پرتاب کی مصروفیات کا علم نہیں ہے''...... رمن داس نے جواب دیا۔

''تو پھر تمہیں کیسے پتہ ہے کہ وہ ایکریمیا گیا ہوا ہے''...... کرنل فریدی نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں نے سیٹھ سے خود بات کی تھی۔ میں اس کا مقروض تھا اس لئے میں اس سے مزید وقت لینا چاہتا تھا۔ اس نے مجھے ایک ہفتے کی مزید مہلت دی تھی اور کہا تھا کہ وہ ایک ہفتے کے لئے ایکریمیا جا رہا ہے۔ اس کی واپسی تک میں اس کی رقم کا بندوبست

کر لوں ورنہ وہ واپس آتے ہی مجھے ہلاک کر دے گا‘‘...... ر
داس نے کہا۔
’’کتنی رقم واجب الادا ہے تمہارے ذمہ‘‘...... کرنل فریدی ن
اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
’’دس لاکھ ڈالر‘‘...... رمن داس نے کہا۔
’’تمہارے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ تم سیٹھ پرتاب ک
بہت سے راز جانتے ہو‘‘...... کرنل فریدی نے پوچھا۔
’’کون سے راز‘‘...... رمن داس نے چونک کر پوچھا۔
’’یہ کہ وہ کون کون سے دھندوں میں ملوث ہے اور اس کے ک
کن گینگسٹرز اور غیر ملکی ایجنٹوں سے رابطے ہیں‘‘...... کرنل فری
نے کہا۔
’’نہیں۔ میں یہ سب نہیں جانتا۔ سیٹھ پرتاب مجھے اپنے ای
تمام معاملات سے دور رکھتا تھا‘‘...... رمن داس نے کہا۔
’’دیکھو رمن داس۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہو گا کہ تم سے
پوچھ رہا ہوں مجھے اس کا صحیح صحیح جواب دے دو۔ تمہارا جھوٹ میر
نظروں سے چھپ نہیں سکتا ہے‘‘...... کرنل فریدی نے کہا۔
’’میں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا‘‘...... رمن داس نے کہا۔
’’سوچ لو۔ اگر تم ہماری مدد کرو گے تو ہو سکتا ہے کہ ہم بھ
تمہاری مدد کر دیں‘‘...... کرنل فریدی نے کہا۔
’’کیسی مدد‘‘...... رمن داس نے چونک کر پوچھا۔

’’ہو سکتا ہے کہ ہم تمہاری سیٹھ پرتاب سے جان چھڑا دیں‘‘۔
کرنل فریدی نے کہا۔
’’تو کیا تم مجھے دس لاکھ ڈالر دو گے جس سے میری سیٹھ پرتاب
سے جان چھوٹ جائے‘‘...... رمن داس نے چونک کر کہا۔
’’ہاں ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے راستے ہیں
سیٹھ پرتاب سے تمہاری جان چھڑانے کے‘‘...... کرنل فریدی نے
کہا۔
’’مثلاً۔ اور کون سے راستے ہیں‘‘...... رمن داس نے اسی انداز
میں کہا۔
’’یہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ تم اگر مجھے سیٹھ پرتاب کے بارے میں
مکمل معلومات دے دو گے تو میں سیٹھ پرتاب سے تمہاری جان
ہمیشہ کے لئے چھڑا دوں گا۔ وہ تم سے دس لاکھ ڈالرز تو کیا دس
ڈالرز کا بھی مطالبہ نہیں کرے گا‘‘...... کرنل فریدی نے کہا۔
’’اوہ۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ کیا تم مجھ سے وعدہ کرتے ہو
کہ تم مجھے سیٹھ پرتاب کے قرض سے نجات دلا دو گے‘‘...... رمن
داس نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔
’’یہ وعدہ میں تم سے کرتا ہوں رمن داس کہ میں تمہیں سیٹھ
پرتاب کے قرض سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دوں گا‘‘...... کیپٹن
حمید نے کہا۔
’’مجھے تمہارا نہیں ہارڈ سٹون کا وعدہ چاہئے۔ میں جانتا ہوں کہ

ہارڈ سٹون ایک بار جس کسی سے وعدہ کرتا ہے اسے ہر حال میں پورا کرتا ہے چاہے اس کی اپنی ہی جان پر کیوں نہ بن آئے''۔ رمن داس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔ تمہاری جان سیٹھ پرتاب سے میں چھڑا دوں گا''...... کرنل فریدی نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ ہوئی نا بات۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ اب پوچھو۔ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ میں تمہیں سیٹھ پرتاب کے تمام ظاہری اور خفیہ دھندوں کے بارے میں تفصیل بتا دوں گا''...... رمن داس نے کہا۔

''کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم خود ہی شروع ہو جاؤ''۔ کیپٹن حمید نے منہ بنا کر کہا تو رمن داس انہیں سیٹھ پرتاب کے خفیہ اور غیر قانونی دھندوں کی تفصیل بتانا شروع ہو گیا۔

''گڈ۔ تم واقعی سیٹھ پرتاب کی رگ رگ سے واقف ہو۔ یہ بتاؤ کہ سیٹھ پرتاب کے پاس جو گولڈن کرسٹل ہے وہ کہاں ہے''۔ کرنل فریدی نے اس کی ساری باتیں سننے کے بعد پوچھا۔

''گولڈن کرسٹل۔ کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ سیٹھ پرتاب کے پاس گولڈن کرسٹل بھی موجود ہے''...... رمن داس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہارڈ سٹون علم نجوم جانتا ہے۔ تم حیرت چھوڑو اور بتاؤ۔ کیا یہ

درست ہے کہ سیٹھ پرتاب نے گولڈن کرسٹل اپنی رہائش گاہ کے کسی خفیہ سیف میں رکھا ہوا ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا تو رمن داس ایک بار پھر چونک پڑا۔

''حیرت ہے۔ سیٹھ پرتاب نے گولڈن کرسٹل ساری دنیا سے چھپا رکھا ہے اور تم دونوں کو یہ تک معلوم ہے کہ سیٹھ پرتاب نے گولڈن کرسٹل اپنے کسی خفیہ سیف میں رکھا ہوا ہے''...... رمن داس نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ ہمیں گولڈن کرسٹل کے بارے میں ملنے والی اطلاع غلط نہیں ہے''...... کرنل فریدی نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ درست ہے کہ سیٹھ پرتاب کے پاس گولڈن کرسٹل ہے اور یہ بھی درست ہے کہ سیٹھ پرتاب نے گولڈن کرسٹل اپنی رہائش گاہ کے کسی خفیہ سیف میں رکھا ہوا تھا اور وہ گولڈن کرسٹل کی اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کرتا تھا لیکن اب وہ گولڈن کرسٹل اس کی رہائش گاہ میں نہیں ہے''...... رمن داس نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

''اس کی رہائش گاہ میں نہیں ہے تو پھر کہاں ہے''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''کچھ عرصہ قبل ایک پارٹی سے سیٹھ پرتاب کی بات ہوئی تھی۔ وہ سیٹھ پرتاب سے گولڈن کرسٹل حاصل کرنا چاہتے تھے۔ سیٹھ

پرتاب اور اس پارٹی کی بات چل رہی تھی لیکن پھر وہ بات چیت کسی وجہ سے تعطل کا شکار ہو گئی۔ سیٹھ پرتاب کو شاید گولڈن کرسٹل کی منہ مانگی قیمت نہیں مل رہی تھی اس لئے اس نے اس پارٹی سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد سیٹھ پرتاب کو پتہ چلا کہ اس کے خفیہ سیف سے گولڈن کرسٹل غائب ہو چکا ہے۔ کسی نے اس کی رہائش گاہ میں نقب لگائی تھی اور وہ سیٹھ پرتاب کی اس خفیہ سیف سے گولڈن کرسٹل لے اُڑا تھا۔ سیٹھ پرتاب گولڈن کرسٹل کے چوری ہو جانے پر بے حد اپ سیٹ ہوا تھا۔ اسے ہارٹ اٹیک بھی ہوا تھا اور وہ اسی وجہ سے کئی روز نجی ہسپتال میں بھی زیر علاج رہا تھا۔ پھر وہ ٹھیک ہو گیا تھا لیکن وہ اب بھی گولڈن کرسٹل کے چوری ہونے کے غم میں مبتلا ہے۔ اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس نے گولڈن کرسٹل خفیہ سیف میں اور انتہائی سائنسی انتظامات میں رکھا ہوا تھا۔ اس سیف کے پاس اگر کوئی چھپکلی بھی جاتی تو وہ بھی جل کر راکھ ہو سکتی تھی لیکن جس نے اس کے سیف کو کاٹا تھا اسے کچھ بھی نہیں ہوا تھا وہ جن راستوں سے سیٹھ پرتاب کی رہائش گاہ میں داخل ہوا تھا انہی راستوں سے گولڈن کرسٹل لے کر نکل گیا تھا۔ وہ چور کون تھا اس کی تلاش میں سیٹھ پرتاب اب بھی مارا مارا پھر رہا ہے اسے یقین ہے کہ گولڈن کرسٹل اسی پارٹی نے چوری کرایا ہے جس سے اس کی بات چیت چل رہی تھی لیکن وہ پارٹی کون تھی اور کہاں سے آئی تھی اس کے بارے میں سیٹھ پرتاب کچھ بھی نہیں

جانتا تھا“...... رمن داس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے گولڈن کرسٹل دیکھا تھا“...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

”نہیں۔ گولڈن کرسٹل کے سلسلے میں سیٹھ پرتاب کسی پر اعتبار نہیں کرتا تھا۔ وہ شاید اسے اپنے سائے سے بھی دور رکھنے کی کوشش کرتا تھا لیکن اس کے باوجود اس کا گولڈن کرسٹل اس کے پاس نہیں رہا تھا“...... رمن داس نے کہا۔ کرنل فریدی نے اس کے بولنے کے انداز سے اندازہ لگایا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”کیا تم یہ جانتے ہو کہ گولڈن کرسٹل کا حجم کتنا تھا یا وہ کتنے گرام کا تھا“...... کرنل فریدی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس سے دوبارہ سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ جب اس کی پارٹی سے بات چیت چل رہی تھی تب میں اس کے ساتھ ہی تھا۔ سیٹھ پرتاب نے پارٹی کو بتایا تھا کہ اس کے پاس جو گولڈن کرسٹل ہے وہ پانچ سو گرام کا ہے“...... رمن داس نے کہا۔

”اگر اس ڈیل میں تم سیٹھ پرتاب کے ساتھ تھے تو تم نے یقیناً ان افراد کو بھی دیکھا ہو گا جو سیٹھ پرتاب سے گولڈن کرسٹل حاصل کرنا چاہتے تھے“...... کرنل فریدی نے کہا۔

”ہاں۔ وہ ایک جوڑا تھا۔ ایک مرد اور ایک عورت۔ دونوں اچھے خاندان سے معلوم ہو رہے تھے۔ شاید ان کا تعلق کسی لارڈ فیملی

سے تھا کیونکہ وہ سیٹھ پرتاب کو گولڈن کرسٹل کی پانچ کروڑ ڈالرز کی آفر دے چکے تھے''...... رمن داس نے کہا۔

''اور سیٹھ پرتاب ان سے کیا مانگ رہا تھا''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''بیس کروڑ ڈالرز''...... رمن داس نے جواب دیا۔ کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور اس نے جیب سے دو فوٹو گرافس نکال کر ان کے رخ رمن داس کی طرف کر دیئے۔

''کیا یہ دونوں ہیں وہ جو سیٹھ پرتاب سے گولڈن کرسٹل حاصل کرنا چاہتے تھے''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔ رمن داس غور سے ان دونوں فوٹو گرافس کو دیکھنے لگا۔

''ان کے چہروں سے تو نہیں لگتا کہ یہ وہی دونوں ہیں لیکن ان کے بالوں کا اسٹائل اور ان کا قد کاٹھ بالکل ویسا ہی ہے جیسا ان دونوں کا تھا''...... رمن داس نے کہا تو کرنل فریدی نے جیب سے مزید دو فوٹو گراف نکالے اور ان کے رخ بھی رمن داس کی طرف کر دیئے۔ ان فوٹو گراف پر نظر پڑتے ہی رمن داس بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

''ہاں ہاں۔ یہی دونوں ہیں وہ۔ یہی ہیں وہ۔ مگر تمہارے پاس ان دونوں کی تصویریں کہاں سے آئیں۔ اوہ۔ کہیں ان دونوں کو تم نے تو نہیں بھیجا تھا''...... رمن داس نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے

کہا۔

''نہیں۔ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔ کیپٹن حمید خاموشی سے کرنل فریدی اور رمن داس کی باتیں سن رہا تھا اس نے کرنل فریدی سے چاروں تصویریں لے کر انہیں دیکھا اور انہیں دیکھتے ہی وہ اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اچانک اس کے پیروں پر بم پھٹ پڑا ہو۔

''یہ۔ یہ۔ یہ دونوں تو''...... کیپٹن حمید نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ ہیں۔ فنچ اور نانوتہ''...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

''زیرو لینڈ۔ فنچ۔ نانوتہ۔ کون ہیں یہ''...... رمن داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم انہیں چھوڑو اور جس طرح تم نے مجھے ہر بات سچ سچ بتائی ہے اب یہ بھی بتا دو کہ سیٹھ پرتاب کہاں گیا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''تو کیا تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایکریمیا گیا ہے''...... رمن داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں سچ اور جھوٹ کا فرق بخوبی سمجھتا ہوں۔ تم جو سچ بتا رہے ہو مجھے اس کا بھی پتہ چل رہا ہے اور جو جھوٹ بول رہے ہو وہ بھی مجھ سے چھپا ہوا نہیں ہے''...... کرنل

فریدی نے کہا تو رمن داس ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تم واقعی ہارڈ سٹون ہو۔ تم سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں رہ سکتا۔ ٹھیک ہے میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ سیٹھ پرتاب ایکریمیا نہیں افریقہ کے ملک مکیان گیا ہے''...... رمن داس نے کہا۔

''گڈ۔ اب اس کے وہاں جانے کی وجہ بھی بتا دو''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سیٹھ پرتاب کے کئی اسرائیلی ایجنٹوں سے بھی رابطے ہیں۔ وہ خفیہ طور پر اسرائیل سے اسلحہ کی اسمگلنگ کرتا ہے۔ سیٹھ پرتاب کے چند خفیہ جاسوس اسرائیل کی جی پی فائیو میں بھی موجود ہیں۔ جو جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کے نمبر ٹو میجر ہیرس کے بے حد نزدیک ہیں۔ انہوں نے سیٹھ پرتاب کو ایک خفیہ اطلاع دی تھی کہ پچھلے دنوں براعظم افریقہ میں جو آسمانی طوفان آیا تھا اور جس سے افریقہ کا کیونا نامی ملک مکمل طور پر نیست و نابود ہو گیا تھا۔ اس طوفان میں ایک گولڈن کرسٹل کو بھی دیکھا گیا تھا۔ جس کا حجم بہت بڑا ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک ٹینس بال کے برابر ہے۔ سیٹھ پرتاب کو جب پتہ چلا کہ صحرائے اعظم یا کیونا کے آس پاس کہیں ٹینس بال جتنا بڑا گولڈن کرسٹل بھی طوفان کے ساتھ نیچے آیا ہے تو وہ فوری طور پر اس گولڈن کرسٹل کو حاصل کرنے کے لئے وہاں روانہ ہو گیا تھا۔ سیٹھ پرتاب کی چونکہ افریقہ میں کئی سونے اور ہیروں کی کانیں ہیں اس لئے اس کا وہاں جانا اور ان جگہوں پر

گولڈن کرسٹل تلاش کرنا کچھ مشکل نہیں ہو سکتا جہاں گولڈن کرسٹل موجود ہو سکتا ہے''...... رمن داس نے کہا۔

''تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا کہ سیٹھ پرتاب کو جی پی فائیو کے ایجنٹ نے گولڈن کرسٹل کے بارے میں اطلاع دی تھی اور سیٹھ پرتاب گولڈن کرسٹل کے لئے افریقہ گیا ہے''...... کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

''سیٹھ پرتاب اسرائیلی ایجنٹوں سے اور دیگر ممالک میں موجود اپنے بزنس پارٹنرز سے بذریعہ ٹرانسمیٹر بات کرتا ہے۔ جب مجھے پتہ چلا کہ سیٹھ پرتاب مجھے خود سے الگ کرنا چاہتا ہے تو میں بے حد پریشان ہو گیا تھا۔ میں اس کے ساتھ ہر وقت اٹیچ رہنا چاہتا تھا۔ میں چونکہ اس کا راز دار تھا اس لئے مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ سیٹھ پرتاب مجھے الگ کرنے کے بعد زندہ نہیں چھوڑے گا وہ کبھی نہیں چاہے گا کہ اس کے راز جاننے والا زندہ رہے۔ اس لئے میری ہلاکت بھی طے تھی لیکن مجھے ہلاک کرنے سے پہلے وہ مجھ سے اپنی رقم واپس حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میرے پاس اس سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ میں چاہتا تھا کہ میرے پاس اس کا کوئی ایسا راز آ جائے جس سے میں اسے کسی طرح سے بلیک میل کر سکوں اور وہ میرے پاس موجود اپنے بلیک میلنگ سٹف کی وجہ سے نہ صرف میرا قرض معاف کر دے بلکہ مجھے ہلاک کرنے کا خیال بھی اپنے دل سے نکال دے۔ اس کے خفیہ ایجنٹوں، اسلحے اور منشیات کی ڈیلنگ

ہی وہ سٹف ہے جس کے ثبوت میرے پاس جمع ہو جاتے تو
پرتاب مجبور ہو سکتا تھا۔ اس لئے میں نے اس کے ٹرانسمیٹر کو کھ
کر اس کے اندر ایک ایسی ڈیوائس لگا دی کہ وہ جب بھی کہیں کا
کرے یا اسے کال موصول ہو تو ٹرانسمیٹر میں لگی ہوئی ڈیوائس
وجہ سے میں کال سن بھی سکوں اور اسے اپنے پاس ریکارڈ بھی
سکوں۔ اس طرح میں نے اپنے پاس اس کے بہت سے راز جمع
لئے تھے۔ کل جب میں اس کے ٹرانسمیٹر پر آنے والی کال سن
تھا تو وہ کال اسرائیل کی جی پی فائیو کے ایجنٹ کی ہی تھی جو اس
اپنا ہی آدمی تھا اس طرح میں نے ان دونوں کے درمیان ہو
والی تمام باتیں سن بھی لی تھیں اور ریکارڈ بھی کر لی تھیں۔
ریکارڈنگ اب بھی میرے پاس ہے۔ تم چاہو تو میں تمہیں وہ
ریکارڈنگ سنا سکتا ہوں“...... رمن داس نے کہا۔

”کہاں ہے وہ ریکارڈنگ“...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

”میرے سیل فون کی میموری میں۔ ٹرانسمیٹر میں لگی ہوئی ڈیوا
کا لنک میرے سیل فون سے ہے۔ سننا چاہو گے“...... رمن دا
نے کہا۔

”نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے“...... کرنل فریدی نے کہا۔

”بس یا کچھ اور بھی پوچھنا ہے تمہیں سیٹھ پرتاب کے بار
میں“...... رمن داس نے کہا۔

”نہیں بس جو بتا دیا ہے وہی کافی ہے۔ حمید“...... کرنل فری

نے پہلے رمن داس سے پھر کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن
حمید یوں چونک پڑا جیسے کرنل فریدی نے اسے دھپ رسید کر دی
ہو۔ زیرو لینڈ کے ایجنٹوں فنچ اور نانوتہ کی تصویریں اب بھی اس
کے ہاتھوں میں تھیں اور وہ انہیں یک ٹک دیکھتا جا رہا تھا۔

”آپ نے مجھ سے کچھ کہا ہے“...... کیپٹن حمید نے کہا۔

”ہاں۔ رمن داس کو سیٹھ پرتاب کے قرض سے ہمیشہ کے لئے
نجات دلا دو“...... کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا اور مڑ کر تیز
تیز قدم اٹھاتا ہوا بلیک روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔ کرنل فریدی کی
بات سن کر کیپٹن حمید نے تصویریں جیب میں رکھیں اور رمن داس کی
جانب دیکھنے لگا جو اس کی جانب امید بھری نظروں سے دیکھ رہا
تھا۔

”تو تم سیٹھ پرتاب کے قرض سے نجات چاہتے ہو“...... کیپٹن
حمید نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس کے لئے کرنل فریدی نے تمہارے سامنے مجھ سے
وعدہ بھی کیا ہے“...... رمن داس نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ دلا دیتا ہوں تمہیں سیٹھ پرتاب کے قرض سے
نجات۔ تم بھی کیا یاد کرو گے“...... کیپٹن حمید نے کہا اور اس نے
ایک جھٹکے سے اپنے کوٹ کے اندرونی حصے سے مشین پسٹل کھینچ کر
نکال لیا۔ اسے مشین پسٹل نکالتے دیکھ کر رمن داس کا رنگ اُڑ گیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ تم نے مشین پسٹل کیوں نکالا ہے“۔ رمن

داس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم سیٹھ پرتاب کے قرض سے نجات چاہتے ہو نا۔ جب
نہیں رہو گے تو سیٹھ پرتاب کس سے اپنا قرض وصول
گا“...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں نہیں۔ یہ دھوکہ ہے۔ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر
کرنل فریدی۔ کرنل فریدی۔ کہاں ہو تم۔ کرنل فریدی“......
داس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کرنل فریدی کو آوازیں
شروع کر دیں لیکن کرنل فریدی تب تک بلیک روم سے نکل چکا

”کرنل فریدی نے تمہیں قرض سے نجات دلانے کے احکا
جاری کر دیئے ہیں۔ اب چند لمحوں میں کرنل فریدی کے حکم کی
کر دی جائے گی اور تم قرض سے آزاد ہو جاؤ گے اور وہ بھی ہ
کے لئے“...... کیپٹن حمید نے کہا۔ رمن داس بری طرح سے چیخ
لیکن اس کا تعلق چونکہ کرائم گروپ سے تھا اس لئے کرنل فریدی
کیپٹن حمید اس پر ترس کیسے کھا سکتے تھے۔ دوسرے لمحے بلیک
میں تیز تڑتڑاہٹ ہوئی اور بلیک روم رمن داس کی دلخراش چی
سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

رمن داس کو ہلاک کرنے کے بعد کیپٹن حمید نے مشین پ
واپس اپنی جیب میں ڈالا اور وہ بھی بلیک روم سے باہر نکلتا چلا گ
بلیک روم کے باہر زیرو فورس کے دو اہلکار موجود تھے۔

”اندر جو لاش پڑی ہے۔ اسے لے جا کر برقی بھٹی میں ڈ

دو“...... کیپٹن حمید نے ان سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے
اثبات میں سر ہلا دیئے اور کیپٹن حمید وہاں سے نکل کر کرنل فریدی
کے آفس کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

کرنل فریدی اپنے آفس میں ہی موجود تھا۔ وہ اپنی میز کے
پیچھے بیٹھا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ کیپٹن حمید آفس میں
داخل ہوا تو کرنل فریدی نے چند باتیں کر کے فون کا رسیور کریڈل
پر رکھ دیا۔

”کر دیا اسے سیٹھ پرتاب کے قرض سے آزاد“...... کرنل فریدی
نے کہا۔

”جی ہاں۔ اب تک تو اس کی لاش برقی بھٹی میں جل کر راکھ
بھی ہو چکی ہو گی“...... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔

”فنچ اور نانوتہ کے فوٹو گرافس کہاں ہیں جو تم نے مجھ سے لئے
تھے“...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے کوٹ کی جیب سے
فوٹو گراف نکال کر کرنل فریدی کی جانب بڑھا دیئے۔

”کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ یہاں کیا
کر رہے تھے اور یہ گولڈن کرسٹل کا کیا معاملہ ہے“...... کیپٹن حمید
نے پوچھا۔

”بیٹھو۔ بتاتا ہوں“...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید اس
کے سامنے بیٹھ گیا۔

"یہ لیں بیٹھ گیا۔ اب بتائیں"...... کیپٹن حمید نے شوخ لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ کرنل فریدی اسے کچھ بتاتا اسی لمحے انہیں کمرے میں گوشت کا پہاڑ داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا۔

گوشت کا یہ پہاڑ قاسم تھا جو تھل تھل کرتا ہوا کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ اسے دیکھ کر کرنل فریدی کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"میں نے آپ سے کچھ پوچھا ہے اور آپ مجھے کچھ بتانے کی بجائے مسکرا رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔ اس کی پشت دروازے کی جانب تھی اس لئے وہ قاسم کو اندر آتے نہیں دیکھ سکا تھا۔

"بتا دوں گا پہلے اپنے دوست سے تو مل لو"...... کرنل فریدی نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دوست۔ کون دوست"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس نے پیچھے کی طرف سر گھمایا اور پھر قاسم کو دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"یہ بھینسا یہاں کیا کرنے آیا ہے"...... کیپٹن حمید نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"سلام پھریدی صاب اور سلام غمید بھائی۔ کیسے ہیں آپ دونوں"...... قاسم نے انہیں بڑے جوش و خروش سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ میں ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ تم کیسے ہو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں اور بھائی غمید۔ تم نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا سالے۔ کیا تم مسلمان وسلمان نہیں ہو جو سلام کا جواب بھی دینا نہیں جانتے"...... قاسم نے کیپٹن حمید کی کمر پر زور سے دھپ مارتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید اس کی دھپ کھا کر کرسی سے اچھل کر بڑی مشکلوں سے میز سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ وہ بڑے غصیلے انداز میں قاسم کی طرف پلٹا اور اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"جس طرح تم اس کا حال پوچھ رہے ہو اس طرح تو اس کا رہا سہا حال بھی خراب ہو جائے گا"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہی ہی۔ سغل پسلی آدمی ہے یہ۔ میری چھوٹی سی دھپ برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی لئے سالے کو کہتا ہوں کہ سالے کچھ کھایا پیا کرو مغر یہ سالا میری سنتا ہی نہیں۔ ہونہہ چڑیا کے بچے بھی اس سے زیادہ کھاتے ہیں"...... قاسم نے کہا اور پھر پیچھے ہٹ کر سائیڈ میں پڑے ہوئے ڈبل صوفے پر یوں دھپ سے بیٹھ گیا کہ بے چارے صوفے کی بھی چیخیں نکل گئیں۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو"...... کیپٹن حمید نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''کیوں سالے۔ کیا مجھے یہاں آنے کے لئے تمہاری اجاز
مجازت کی جرورت ہے۔ میں یہاں پھریدی صاب سے ملنے
ہوں۔ تمہیں میرے آنے سے اتنا ہی اعتراض وتراض ہے تو تم
یہاں سے۔ میں پھریدی صاب کو کھد ہی بتا دوں غا کہ میں
سے کیوں ملنے آیا تھا۔ کیوں پھریدی صاب میں ٹھیک کہہ رہا ہوں
نا''...... قاسم نے پہلے کیپٹن حمید کی بات سن کر بھڑکتے ہوئے
کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا تو کرنل فریدی نے مسکرا
ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کرنل صاحب اس وقت مصروف ہیں۔ تم ابھی جاؤ یہاں سے
جب یہ فارغ ہوں گے تو میں تمہیں کال کر کے بتا دوں گا پھر
ان سے ملنے کے لئے آ جانا''...... کیپٹن حمید نے منہ بنا کر کہا۔

''مصروف۔ لیکن پھریدی صاب تو پھارگ ہی بیٹھے ہیں۔ ان
کے ہاتھ میں کوئی قلم ولم بھی نہیں ہے اور نہ ہی سالی کوئی فائل وائل
ان کے سامنے پڑی دخائی دے رہی ہے۔ اگر یہ مصروف ہوتے تو
سالے تم ان کے سامنے کیسے بیٹھے ویٹھے ہوتے''...... قاسم نے
اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''میں کرنل صاحب سے ایک ضروری میٹنگ کر رہا ہوں''۔
کیپٹن حمید نے اور زیادہ منہ بنا کر کہا۔

''کونسی میٹنغ کر رہے ہو سالے۔ کیا پھریدی صاب سے اپنے
لئے کسی فل فلوٹی سے رشتہ مشتہ کرنے کی اجازت مانغ رہے

ہو''...... قاسم نے کہا۔

''مجھے کسی فل فلوٹی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ سمجھے تم''...... کیپٹن
حمید نے منہ بنا کر کہا۔

''جانتا ہوں سالے۔ تم تو چھوئی موئی سی اور ماچس کی تیلیوں
جیسی دبلی پتلی لڑکیوں کے پیچھے بھاغتے پھرتے ہو۔ ہونہہ۔ سالی وہ
سب لڑکیاں اتنی دبلی پتلی ہوتی ہیں کہ پھونک مارو تو ہوا میں اُڑ
وڑ جائیں''...... قاسم نے کہا۔

''فضول باتیں مت کرو اور جاؤ یہاں سے''...... کیپٹن حمید نے
قاسم کو لڑکیوں اور فل فلوٹیوں کی باتیں کرتے دیکھ کر بوکھلائے
ہوئے لہجے میں کہا۔ قاسم، کرنل فریدی کے سامنے ایسی باتیں کر رہا
تھا اور کیپٹن حمید جانتا تھا کہ اگر قاسم کا کرنل فریدی کے سامنے اسی
طرح منہ کھلتا گیا تو اس کی شامت ہی آ جائے گی۔

''میں نے کونسی پھجول بات کی ہے سالے۔ لغتا ہے کہ تم خود کو
پھریدی صاب کے سامنے دودھ کے دھلے ثابت کرنے کی کوشش کر
رہے ہو مغر میں جانتا ہوں سالے تمہاری ساری اصلیت وصلیت۔
بتاؤں پھریدی صاب کو کہ تم کس کس سوکھی سڑی ماچس کی تیلیوں
جیسی دبلی پتلی اور کالی کلوٹی لڑکیوں کے پیچھے بھاغتے پھرتے
ہو''...... قاسم نے اسے دھمکی دینے والے انداز میں کہا تو کیپٹن حمید
کا رنگ اُڑ گیا۔ کرنل فریدی خاموشی سے اور بڑی دلچسپی سے اس کی
باتیں سن رہا تھا۔

"لگتا ہے تم نے قاسم سے کوئی ہاتھ کیا ہے جس کی
تم پر اس قدر سیخ پا ہو رہا ہے"...... کرنل فریدی نے کیپٹن
جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نن نن۔ نہیں۔ میں اس سانڈ سے بھلا کیا ہاتھ کر سکتا
اس کی تو عادت ہے ایسے ہی الٹا سیدھا بولتے رہنے کی"......
حمید نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کیا الٹا سیدھا بولتا ولتا ہوں سالے۔ تم پھراڈیئے۔
بیس ہو سالے۔ تم نے میرے ساتھ جو کیا ہے میں پھریدی
کو وہی بتانے وتانے کے لئے آیا ہوں۔ پھریدی صاب کو
تمہاری چار سو بیسی اور تمہارے پھراڈ کا پتہ چلے غا تو یہ تمہیں
وقت شوٹ ووٹ کر دیں غے"...... قاسم نے اور زیادہ
ہوئے کہا اور کیپٹن حمید اس کی جانب ترحم زدہ نظروں سے
لگا۔

"کیا چار سو بیسی کی ہے اس نے تم سے"...... کرنل فریدی
چونک کر کیپٹن حمید کو گھورتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید آئیں
شائیں کرنا شروع ہو گیا۔

"آپ کیوں اس احمق پر اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ
مجھے چند منٹ دیں۔ میں اسے باہر لے جاتا ہوں اور اس
بات کر کے آتا ہوں"...... کیپٹن حمید نے بوکھلائے ہوئے لہجے
کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو یہاں۔ اور مجھے بتاؤ۔ قاسم کیا کہہ رہا ہے"...... کرنل
یدی نے اسے اٹھتے دیکھ کر کہا۔

"مم مم۔ مگر"...... کیپٹن حمید نے کہنا چاہا۔

"کہا ہے نا بیٹھ جاؤ"...... کرنل فریدی نے اس بار غرا کر کہا اور
پٹن حمید جیسے مرے مرے انداز میں بیٹھ گیا۔

"اب پتہ چلے غا سالے جب پھریدی صاب میری بات سن کر
ہارا ٹیٹوا میٹوا دبائیں غے"...... قاسم نے کرنل فریدی کو غصے میں
دیکھ کر کیپٹن کی طرف دیکھتے ہوئے مسرت بھرے انداز میں سر
ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ
کرنے لگا کہ وہ کرنل فریدی کو کچھ نہ بتائے۔

"کیوں نہ بتاؤں سالے۔ تم میرے ساتھ پھراڈ کرو اور مجھے
فل فلوٹیوں کا جھانسہ مانسہ دے کر مجھ سے بڑی بڑی رقمیں اینٹھ کر
لے جاؤ تو کیا میں اسی طرح چپ بیٹھا رہوں اور تمہارا انتجار منتجار
کرتا رہوں کہ سالے تم کب آؤ غے اور کب مجھے کسی فل فلوٹی کا
دیدار میدار کراؤ غے"...... قاسم نے اس کا اشارہ سمجھ کر غصیلے لہجے
میں کہا تو کرنل فریدی ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"تو کیا اس نے تم سے کوئی رقم اینٹھی ہے"...... کرنل فریدی
نے قاسم سے پوچھا۔

"ہاں پھریدی صاب۔ اس نے مجھ سے چھوٹی موٹی نہیں بہت
بڑی رقم پھراڈ سے لی ہے۔ پورے بیس لاخ۔ اس نے کہا تھا کہ

یہاں اپھریقی فل فلوٹیاں آئی ہوئی ہیں جو ایک دو دن میں
ہوٹل موٹل میں پرپھارمنس دخانے والی ہیں۔ ان کا یہاں رہا
ڈانس شو ہو غا اور اغر میں ان کی پرپھارمنس دیکھنا چاہتا ہوں تو
جلد سے جلد ہوٹل میں بکنگ کرا لینی چاہئے۔ اس نے مجھ سے
لاخ ہتھیائے تھے اور کہا تھا کہ اپھریقی نسل کی خاص فل فلوٹیاں
ہیں جن کا شو دیکھنے کا قسمت والوں کو ہی موقع وقع ملتا ہے اور
کا شو رئیس زادے ہی دیخ سکتے ہیں۔ ایک ایک سیٹ دس دس لا
کی ہے۔ میں نے پھوراً اسے بیس لاخ دے دیئے تھے لیکن
دس روز ہو گئے ہیں نہ تو یہ مجھ سے رابطہ مابتہ کر رہا ہے اور نہ
اپھریقی فل فلوٹیوں کا شو دکھانے کے لئے لے جا رہا ہے۔ اب
پھون کرو تو سالا میرا پھون ہی نہیں اٹھاتا۔ مجھ سے زیادہ رئیس زا
ہو غیا ہے سالا۔ اس لئے میں آج کھد ہی یہاں آ غیا ہوں کہ یا
تو مجھے اپھریقی فل فلوٹیوں کا شو دکھائے یا پھر میری رقم مجھے واپس
کرے"...... قاسم رکے بغیر بولتا چلا گیا۔

"کیوں حمید۔ قاسم سچ کہہ رہا ہے"...... کرنل فریدی نے کیپٹن
حمید کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ جھوٹ بول رہا ہے یہ۔ میں نے اس سے کوئی رقم نہیں
لی ہے"...... کیپٹن حمید نے کرنل فریدی سے نظریں چراتے ہوئے
کہا۔

"اگر یہ جھوٹ بول رہا ہے تو پھر تم مجھ سے نظریں کیوں چ

رہے ہو"...... کرنل فریدی نے غرا کر کہا۔

"جھوٹ بولتا ہے میرا جوتا سالے اور پھریدی صاب میں
جھوٹ ووٹ نہیں بول رہا۔ آپ جانتے ہیں نا کہ میں سیٹھ عاصم کا
بیٹا ہوں۔ میرے باپ نے مجھے سختی سے ہدایات دے رکھی ہیں کہ
میں جس سے بھی لین دین کروں اس سے دستکھت جرور کرا لیا
کروں۔ میں نے غمید بھائی کو جو رقم وقم دی تھی اس کی بھی میں
نے رسید مسید بنا لی تھی۔ یہ دیکھیں اس کے بقلم کھد دستکھت ہیں
میرے پاس"...... قاسم نے کہا اور اس نے جیب سے ایک رسید
نکال کر کرنل فریدی کے سامنے کر دی۔

"اب کیا کہو گے تم"...... کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا تو
کیپٹن حمید نے خاموشی سے گردن جھکا لی۔

"اب غردن وردن جھکانے سے کام نہیں چلے غا سالے۔ اب
میری رقم واپس کرو یا پھر مجھے اس شو پر لے جاؤ جہاں اپھریقی فل
فلوٹا پرپھارم کرنے والی ہیں"...... قاسم نے کیپٹن حمید کو خاموش
ہوتے اور گردن جھکاتے دیکھ کر تیز لہجے میں کہا اور کیپٹن حمید اسے
کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"تم فکر نہ کرو قاسم۔ تمہاری رقم تمہیں واپس مل جائے گی۔
میرے پاس اس کے پراونڈ فنڈ کی مد میں بیس لاکھ سے زائد کی رقم
پڑی ہوئی ہے۔ وہ میں تمہیں دے دوں گا"...... کرنل فریدی نے
کہا اور کیپٹن حمید بوکھلائی ہوئی نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

”ٹھیک ہے پھریدی صاب۔ مجھے آپ پہ پورا بھروسہ ہے
آپ نے کہہ دیا ہے تو رقم وقم مجھے مل جائے غی۔ میں آپ کو یہ بھی
بتانا چاہتا ہوں کہ غمید بھائی نے مجھ سے چار سو بیسی کر کے جو رقم لی
تھی اس نے کہاں خرچ مرچ کی تھی۔ اس نے آج کل ایک ماچس
کی تیلی جیسی دبلی پتلی تمیج دار کھاتون رکھی ہوئی ہے جسے لے کر
ہر وقت آوارہ غردی کرتا رہتا ہے۔ اس تمیج دار کھاتون کو یہ اعلیٰ
سے اعلیٰ ریستورنتوں میں لے جا کر خانا وانا خلاتا ہے اور اسے
بڑے بڑے شاپنگ مالز میں لے جا کر شاپنگ واپنگ بھی کراتا
ہے۔ کیوں سالے مید بھائی میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا“...... قاسم
نے پہلے کرنل فریدی کو بتایا اور پھر کیپٹن حمید کی جانب دیکھتے ہوئے
پوچھا۔

”ہونہہ۔ میں جانتا ہوں اس تمیز دار خاتون کو جسے یہ ہر وقت
لئے گھومتا رہتا ہے۔ یہ وہی عورت ہے نا جو کبھی سیٹھ پرتاب کے
ساتھ ہوا کرتی تھی۔ کیا نام بتایا تھا تم نے اس کا۔ ہاں یاد آیا۔ اندو
متی۔ یہی نام ہے نا اس کا“...... کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا
تو کیپٹن حمید نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

”جب آپ سب کچھ جانتے ہیں تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے
ہیں“...... کیپٹن حمید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کیا ضرورت ہے تمہیں اس کے ساتھ گھومنے پھرنے کی اور
اس پر بڑی بڑی رقمیں خرچ کرنے کی۔ رقم بھی تم اپنی نہیں بلکہ

قاسم کی خرچ کر رہے ہو۔ کیوں“...... کرنل فریدی نے غصیلے لہجے
میں کہا۔

”وہ مجھے پسند کرتی ہے“...... کیپٹن حمید نے سر جھکا کر دھیمی
آواز میں کہا۔

”اور تم“...... کرنل فریدی نے غرا کر کہا۔

”میں بھی اسے لائک کرتا ہوں“...... کیپٹن حمید نے اسی انداز
میں جواب دیا اور کرنل فریدی اس کی ڈھٹائی پر کھول کر رہ گیا۔

”خود کو سنبھالو کیپٹن حمید۔ ان لغویات سے بچو اس طرح کچھ
نہیں بچتا نہ عزت اور نہ دولت۔ تم بخوبی جانتے ہو کہ اندو متی کس
ٹائپ کی عورت ہے اور تم جانتے بھی ہو کہ وہ عورت اصل میں ہے
کون“...... کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید، کرنل
فریدی کا آخری جملہ سن کر بری طرح سے چونک پڑا۔

”وہ ایک مظلوم عورت ہے جسے سیٹھ پرتاب لوٹ کر کھا گیا
ہے۔ میں اس کی ساری دولت اسے سیٹھ پرتاب سے واپس دلانا
چاہتا ہوں۔ اس نے بتایا تھا کہ سیٹھ پرتاب اس کے کروڑوں ہضم
کر گیا ہے جیسے ہی سیٹھ پرتاب اسے اس کی رقم واپس کرے گا وہ
مجھے میری ایک ایک پائی واپس کر دے گی“...... کیپٹن حمید نے کہا۔

”ہونہہ۔ ایک ایک پائی واپس کر دے گی۔ وہ تمہیں لوٹ بھی
رہی ہے اور تمہارے ذریعے سیٹھ پرتاب کی رہائش گاہ سے گولڈن
کرسٹل بھی چوری کرانا چاہتی ہے اور تم اس کے جھانسے میں آ رہے

ہو۔ میں نے تم جیسا نانسنس آج تک نہیں دیکھا ہے۔ احمق انسان
اس لڑکی کا تعلق سیٹھ پرتاب کے مخالف گروپ سے ہے جو سیٹھ
پرتاب کی طرح انڈر ورلڈ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لڑکی کو علم ہے کہ
سیٹھ پرتاب کے پاس جو گولڈن کرسٹل ہے وہ کس قدر اہمیت کا
حامل ہے جسے وہ خود تو سیٹھ پرتاب کی رہائش گاہ سے حاصل نہیں
کر سکتی اس لئے اس نے اس کام کے لئے تمہیں اپنے جال میں
پھنسا رکھا ہے اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ تم نے خود کو اس کے
سامنے ایک بڑا بزنس مین ظاہر کیا ہوا ہے اور تم نے اس پر اپنا
رعب ڈالنے کے لئے اسے قاسم کی پراپرٹیز دکھائی ہیں اور اس کے
آفسز کو اپنے آفسز کہتے ہو لیکن تم نہیں جانتے وہ تمہیں احمق بنا
رہی ہے۔ اسے تمہاری اصلیت کا علم ہے کہ تم کون ہو۔ اسی لئے وہ
چاہتی ہے کہ تم اس کی مدد کرو اور سیٹھ پرتاب سے گولڈن کرسٹل
حاصل کر کے اسے لا دو''...... کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں مسلسل
بولتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کرنل فریدی کو
دیکھنا شروع ہو گیا جیسے کرنل فریدی مافوق الفطرت ہستی ہو اور اسے
سب باتوں کا علم ہو۔

''آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس لڑکی کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہے
اور وہ میری اصلیت سے واقف ہے''...... کیپٹن حمید نے کرنل
فریدی کی جانب یقین نہ آنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے
پوچھا۔ اس کی بات سن کر کرنل فریدی غرایا اور اس نے اپنی میز کی

ایک دراز کھولی اور اس میں سے تصویروں کا ایک بنڈل نکال کر
کیپٹن حمید کی جانب اچھال دیا۔ کیپٹن حمید نے بنڈل پکڑا اور اسے
حیرت سے دیکھنے لگا۔

''خود دیکھ لو۔ اس لڑکی نے تمہاری کس طرح سے جاسوسی کی تھی
اور تمہیں کن جگہوں پر ایکسپوز کیا تھا''...... کرنل فریدی نے اسی
طرح سے غصیلے لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے
میں ایک بار پھر بنڈل کی طرف دیکھا اور پھر بنڈل کھول کر اس
میں موجود تصویریں نکال نکال کر دیکھنے لگا۔ ان میں زیادہ کیپٹن حمید
کی تصویریں تھی جنہیں مختلف جگہوں پر کھینچا گیا تھا۔ ان میں کئی
تصویریں کرنل فریدی کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کی بھی تھیں جہاں کیپٹن حمید
اندر جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ چند تصویروں میں کیپٹن حمید زیرو فورس
کے ممبران اور کرنل فریدی کے ساتھ بھی دکھائی دے رہا تھا۔ اس
کے بعد کیپٹن حمید کو اس لڑکی کی تصویریں دکھائی دیں جو مختلف کلبوں
اور ہوٹلوں کی تھیں۔ ان تصویروں میں وہ لڑکی چند ایسے کریمنلز کے
ساتھ دکھائی دے رہی تھی جن کے بارے میں کیپٹن حمید پہلے سے
ہی جانتا تھا۔ یہ سب تصویریں دیکھ کر کیپٹن حمید کا چہرہ غصے سے
سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

''ہونہہ۔ تو وہ لڑکی مجھے احمق بنانے کی کوشش کر رہی تھی''۔
کیپٹن حمید نے غراتے ہوئے کہا۔

''کر رہی تھی نہیں وہ تمہیں مسلسل احمق بنا رہی ہے۔ جس طرح

میں نے تمہیں سیٹھ پرتاب کے بارے میں معلومات حاصل کرنے
کے لئے کہا تھا اسی طرح میں نے ہریش اور اپنے اور سورسز سے
بھی اس کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنا شروع کر دی تھیں۔
تمہارے ساتھ جب سیٹھ پرتاب کی ایکس گرل فرینڈ کو دیکھا گیا تو
میرے حکم پر اس پر بھی نظر رکھی جانے لگی وہ تم سے ملنے کے بعد
کہاں جاتی ہے اور کیا کرتی پھرتی ہے اس کی مجھے باقاعدہ تفصیل کا
علم ہو رہا تھا۔ جس طرح سے اندومتی نے تم سے ملنے سے پہلے
تمہارے بارے میں معلومات اکٹھی کی تھیں اسی طرح میرے
آدمیوں نے بھی خفیہ طور پر اس کی نگرانی کرتے ہوئے اس کے
بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دی تھیں۔ اندومتی نے
تمہیں ابھی تک اپنی رہائش گاہ نہیں دکھائی ہے لیکن میرے آدمیوں
نے اس کی رہائش گاہ کا پتہ کر لیا ہے۔ یہ تصویریں اسی کے فلیٹ
سے ملی ہیں۔ اتنا کافی ہے یا کچھ اور بتاؤں اس کے بارے
میں“...... کرنل فریدی نے اسی طرح سے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ اتنا بڑا دھوکہ اور وہ بھی کیپٹن حمید کے ساتھ۔ میں اس
حرافہ کو نہیں چھوڑوں گا۔ میں اس کے ٹکڑے اُڑا دوں گا“...... کیپٹن
حمید نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”جس طرح تم نے قاسم کو دھوکہ دے کر اس سے رقم ہتھیائی
تھی اسی طرح اس لڑکی نے بھی تمہیں دھوکے سے لوٹ لیا ہے حمید
صاحب۔ اب وہ کبھی تمہارے ہاتھ نہیں آئے گی۔ اسے بھی اس

بات کا علم ہو چکا ہے کہ گولڈن کرسٹل سیٹھ پرتاب کے پاس نہیں
ہے۔ اس لئے اب وہ تم سے شاید ہی کبھی ملے“...... کرنل فریدی
نے کہا۔

”وہ جہاں بھی ہو گی میں اسے تلاش کر لوں گا چاہے اس کے
لئے مجھے پاتال میں بھی کیوں نہ جانا پڑے۔ کیپٹن حمید دھوکہ دینے
والے کو قبر سے نکال لینا بھی جانتا ہے“...... کیپٹن حمید نے اسی
طرح بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جو رقم تم نے قاسم سے ہتھیائی تھی اس کے لئے تم خود کو کیا
کہو گے“...... کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید
خاموش ہو گیا۔

”اب یہ کیا کہے گا سالا۔ اب تو اس کے منہ میں غوں غنیاں
دں غنیاں پڑ گئی ہوں گی“...... قاسم نے گھنگھنیاں ونکیاں کو غوں
غنیاں دں غنیاں کہتے ہوئے کہا۔

”بہرحال اس لڑکی کو چھوڑو کیونکہ اس لڑکی کا خاتمہ ہو چکا
ہے“...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید بری طرح سے چونک
پڑا۔

”خاتمہ ہو چکا ہے۔ مگر کیسے“...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

”میں نے بتایا ہے نا کہ اس کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہے اور وہ
خفیہ طور پر تمہارے ساتھ ساتھ میری بھی تصویریں بناتی پھر رہی

تھی۔ اس لئے میرے کہنے پر ہریش نے اسے ہلاک کر دیا تھا۔ میں یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی اس طرح میری اور میرے ہیڈ کوارٹر کی جاسوسی کرتا پھرے۔ اب تم اس لڑکی کا خیال ذہن سے نکال دو اور اپنے کام کی طرف توجہ دو۔ ہمیں شاید جلد ہی افریقہ کا سفر کرنا پڑے''...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''افریقہ کا سفر۔ مگر کیوں''...... کیپٹن حمید نے چند لمحوں کے بعد چونک کر کہا۔

''ہمیں سیٹھ پرتاب کے پیچھے جانا ہے۔ وہ صحرائے اعظم اور کیونا میں گولڈن کرسٹل ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ گولڈن کرسٹل اسے مل جائے ہمیں وہاں جا کر خود گولڈن کرسٹل تلاش کرنا ہو گا''...... کرنل فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیوں۔ ہمیں گولڈن کرسٹل کی کیا ضرورت ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''تمہارے آنے سے پہلے میں پرائم منسٹر سے بات کر رہا تھا جنہوں نے مجھے سیٹھ پرتاب کے بارے میں بتایا تھا کہ اس کے پاس گولڈن کرسٹل ہے اور میں کسی بھی طریقے سے اس سے گولڈن کرسٹل حاصل کروں۔ اسی لئے میں اتنی بھاگ دوڑ کر رہا تھا۔ رمن داس نے مجھے سیٹھ پرتاب کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا وہ سب میں پہلے ہی اپنے ذرائع سے معلوم کر چکا تھا میں بس رمن

داس سے ان سب باتوں کی تصدیق کرنا چاہتا تھا اس نے جب تصدیق کر دی کہ سیٹھ پرتاب کا گولڈن کرسٹل واقعی چوری ہو چکا ہے اور سیٹھ پرتاب ڈیزرٹ میں ایک بڑے گولڈن کرسٹل کی تلاش میں گیا ہے تو میں نے یہاں آ کر پرائم منسٹر کو کال کی اور انہیں تمام رپورٹ دے دی۔ اب پرائم منسٹر کا کہنا ہے کہ اگر واقعی صحارا ڈیزرٹ میں ٹینس بال جتنا گولڈن کرسٹل گرا ہے تو میں اس کے لئے فوراً کام کروں اور جیسے بھی ممکن ہو سکے میں گولڈن کرسٹل کافرستان کے لئے حاصل کروں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن یہ گولڈن کرسٹل ہے کیا جسے پرائم منسٹر نے ہرصورت میں آپ کو حاصل کرنے کا حکم دیا ہے''۔ کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل فریدی نے اسے گولڈن کرسٹل کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی۔ کیپٹن حمید کے ساتھ قاسم بھی حیرت سے آنکھیں اور منہ پھاڑے کرنل فریدی سے گولڈن کرسٹل کی حیرت انگیز اور انوکھی خوبیوں کے بارے میں سن رہا تھا۔

''تو کیا آپ واقعی گولڈن کرسٹل کے لئے صحارا ڈیزرٹ جائیں گے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ براعظم افریقہ کا یہ صحرا کس قدر ہولناک ہے جہاں جانا موت کے مترادف ہو سکتا ہے''۔ کیپٹن حمید نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میرا کام اعلیٰ حکام کے حکم پر عمل کرنا ہے۔ چیف منسٹر نے

مجھے گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے میرا فرض ہے کہ میں ان کے حکم کی تعمیل کروں۔ گولڈن کرسٹل چاہے صحرا جیسے خطرناک صحرا میں ہو یا آگ کے سمندر میں۔ مجھے وہ ہر حال میں ڈھونڈ کر یہاں لانا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ظاہر ہے آپ حکم کے غلام ہیں۔ آپ سے اعلیٰ حکام جو کہیں گے آپ اسی پر عمل کریں گے''...... کیپٹن حمید نے منہ بنا کر کہا۔

''فضول باتیں چھوڑو اور میرے ساتھ چلنے کے لئے جو ضروری تیاری کرنی ہے کر لو۔ میں ہریش اور باقی سب کو بھی فون کر رہا ہوں تاکہ وہ بھی اپنی تیاری مکمل کر لیں۔ قاسم سے پوچھ لو اگر ساتھ چلنا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''تو کیا آپ صحرائے اعظم میں پوری فوج لے جانا چاہتے ہیں''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ گولڈن کرسٹل کی پوری دنیا میں اہمیت ہے۔ اس کے حصول کے لئے پوری دنیا کے ایجنٹ صحرائے اعظم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ان میں علی عمران اور میجر پرمود بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہمارے ساتھ جتنے زیادہ افراد ہوں گے ہمارے لئے اتنا ہی اچھا ہو گا۔ ہم نے دنیا کے تمام ایجنٹوں بشمول عمران اور میجر پرمود کو پیچھے چھوڑ کر گولڈن کرسٹل تک سب سے پہلے پہنچنا ہے''...... کرنل فریدی نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''اگر اس سلسلے میں عمران اور میجر پرمود نے ہمارے راستے کی دیوار بننے کی کوشش کی تو''...... کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اس معاملے میں ہمارے راستے میں جو بھی دیوار آئے گی ہم اسے گرا دیں گے''...... کرنل فریدی نے سنجیدگی سے کہا تو کیپٹن حمید کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''ٹھیک ہے آپ سب کو کال کریں۔ میں قاسم سے بات کرتا ہوں۔ اگر یہ جانے کے لئے راضی ہوا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی مرضی۔ کیوں قاسم''...... کیپٹن حمید نے پہلے کرنل فریدی سے اور پھر پلٹ کر قاسم کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ صحرائے اعظم ہے کہاں''...... قاسم نے پوچھا۔

''یہ براعظم افریقہ میں ہے اور ہزاروں کلو میٹر تک پھیلا ہوا ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''کیا وہاں فل فلوٹیاں بھی ہوتی ہیں''...... قاسم نے پوچھا۔

''ہاں۔ افریقہ میں کالی کالی اور تگڑی تگڑی فل فلوٹیاں ہوتی ہیں جنہیں دیکھ کر تمہاری طبیعت ہری بھری ہو جائے گی''...... کیپٹن حمید نے کہا تو قاسم کے چہرے پر مسرت کی آبشار بہنے لگی۔

''کالی کالی اور تگڑی تگڑی فل فلوٹیوں کو ملنے کے لئے تو میں جہنم وہنم میں بھی جا سکتا ہوں سالے۔ چلو۔ ابھی چلو۔ میں تمہارے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں''...... قاسم نے تگڑی تگڑی

فل فلوٹیوں کا سن کر فوراً صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا جیسے
حمید اسے ابھی صحرائے اعظم میں لے جائے گا۔

''ابھی نہیں۔ جانے سے پہلے ہمیں کچھ تیاریاں کرنی ہیں۔ فلوٹیاں صحرائی نخلستانوں میں ہوتی ہیں جہاں تک پہنچنے کے لئے ہمیں بہت سے سامان کی ضرورت ہو گی جو ہمیں صحرائے اعظم کی گرمی اور بھوک پیاس سے بچائے گا۔ فل فلوٹیوں کے لئے وہاں جا کر ہمیں نخلستان تلاش کرنے ہوں گے اور نخلستانوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں نجانے صحرا کی کہاں کہاں سے خاک چھاننی پڑے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''اوہ ٹھیک ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ میں ساری تیاری ویاری کر لیتا ہوں۔ میں اپنے ساتھ اپنے ملاجموں کی پوری پھوج لے جاتا ہوں جو میرے خانے پینے کی ایک ہجار دیغیں اور پانی کے بڑے بڑے ڈرم اپنے ساتھ لے کر چلیں غے تا کہ وہاں بھوخ پیاس کی صورت میں ملاجم میری کھدمت وومت کر سکیں''...... قاسم نے کہا تو اس کی بات سن کر کیپٹن حمید اور کرنل فریدی بے اختیار کھل کر ہنس پڑے۔

''قاسم۔ کیا تم براعظم افریقہ جانے کے لئے اپنے کسی سمندری جہاز کا بندوبست کر سکتے ہو''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''کر سکتا ہوں پھریدی صاب۔ کیوں نہیں کر سکتا۔ آپ سالے کو حکم وکم دیں آپ کے لئے تو میں اپنے سارے جہاج

کھالی کرا لوں غا۔ آپ کہیں غے تو ہم سب دس جہاجوں کو اپھریقہ لے جائیں غے''...... قاسم نے بڑک مارنے والے انداز میں کہا تو کرنل فریدی اور کیپٹن حمید ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''دس نہیں۔ صرف ایک جہاز کا انتظام کرا لو۔ ہم سب اسی میں تمہارے ساتھ چلیں گے''...... کیپٹن حمید نے کہا تو قاسم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈیزرٹ سکارپین کے چہرے پر ہاؤنڈ فورس کا سن کر اور زیادہ بوکھلاہٹ ناچنے لگی تھی۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور بھاگتا ہوا سامنے موجود کھلی ہوئی کھڑکی کی جانب بڑھا اور پھر اس نے بھاگتے بھاگتے چھلانگ لگائی اور کسی پرندے کی طرح اُڑتا ہوا کھلی ہوئی کھڑکی سے باہر کودتا چلا گیا۔ یہ کھڑکی کمرے کی عقبی راہداری کی طرف کھلتی تھی جس میں کوئی شیشہ لگا ہوا تھا اور نہ سلاخیں۔

ڈیزرٹ سکارپین کو اس قدر پھرتی کے ساتھ کھڑکی سے باہر کودتے دیکھ کر وہ سب حیران رہ گئے تھے۔ جیسے ہی ڈیزرٹ سکارپین کھڑکی سے باہر کودا لیڈی بلیک تیزی سے اٹھی اور اس نے فوراً کھلی ہوئی کھڑکی بند کر دی۔ اس نے ڈیزرٹ سکارپین کو باہر راہداری میں گر کر قلابازی کھا کر پیروں کے بل کھڑے ہوتے اور وہاں سے بھاگتے دیکھ لیا تھا۔

"کھولو دروازہ"...... میجر پرمود نے لیڈی بلیک کو کھڑکی بند کرتے دیکھ کر طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور لاٹوش اثبات میں سر ہلاتا ہوا دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا لاک ہٹایا ہی تھا کہ اسی لمحے دھماکہ ہوا اور دروازہ زور دار آواز سے کھلتا چلا گیا۔ لاٹوش اچھل کر فوراً پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو جس طرح سے باہر سے ٹھوکر مار کر دروازہ کھولا گیا تھا لاٹوش دروازہ لگنے سے دور جا گرتا۔

دروازہ کھلتے ہی ایک لمبا تڑنگا سیاہ فام اور اس کے پیچھے کئی سیاہ فام اندر آ گئے۔ ان سب نے سیاہ رنگ کے ہی چست لباس پہن رکھے تھے اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں دکھائی دے رہی تھیں البتہ لمبے تڑنگے سیاہ فام کے ہاتھ میں ریوالور دکھائی دے رہا تھا۔ وہ واقعی شکل وصورت سے چھٹے ہوئے بدمعاش دکھائی دے رہے تھے۔ ان سب کے سر گنجے تھے اور وہ بے حد خونخوار دکھائی دے رہے تھے۔

"کہاں ہے وہ۔ کہاں گیا ہے وہ"...... لمبے تڑنگے سیاہ فام نے کمرے میں چاروں طرف نظریں دوڑاتے ہوئے چیختے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"کون۔ کس کا پوچھ رہے ہو تم اور تمہاری اس طرح ہمارے روم میں آنے کی جرأت کیسے ہوئی ہے"...... میجر پرمود نے اٹھ کر سیاہ فام کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ میرا تعلق ہاؤنڈ فورس سے ہے۔ ہاؤنڈ
فورس جہاں چاہے جاسکتی ہے۔ بتاؤ۔ ڈیزرٹ سکارپین کہاں ہے۔
جلدی بتاؤ ورنہ میں تم سب کو یہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دوں
گا''...... سیاہ فام نے حلق کے بل گرجتے ہوئے کہا اور تیز تیز چلتا
ہوا میجر پرمود کے سامنے آ گیا اور اس نے ریوالور کی نال میجر
پرمود کے سر سے لگا دی۔

''کون ڈیزرٹ سکارپین''...... میجر پرمود نے سر پر لگے ریوالور
کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسی طرح سے سخت لہجے میں کہا۔

''میں مائیکل کی بات کر رہا ہوں جسے ڈیزرٹ فاکس بھی کہا
جاتا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے اسے تمہارے کمرے کے پاس دیکھا گیا
تھا۔ بتاؤ کہاں ہے وہ۔ آج میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اسے ہم
نے سختی سے حکم دے رکھا ہے کہ وہ کسی اجنبی سے ملاقات نہیں
کرے گا پھر اس کی جرأت کیسے ہوئی کہ وہ تم سے ملنے کے لئے
آ گیا تھا''...... سیاہ فام نے اسی طرح گرجدار لہجے میں کہا۔

''نجانے تم کس کی بات کر رہے ہو۔ ہم کافی دیر سے یہاں
موجود ہیں لیکن یہاں تو ہمیں کوئی ملنے کے لئے نہیں آیا ہے۔ نہ
کوئی ڈیزرٹ فاکس اور نہ ہی کوئی ڈیزرٹ سکارپین''...... لیڈی
بلیک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بکواس مت کرو۔ ہمارے پاس پکی انفارمیشن ہے کہ وہ
تمہارے ہی کمرے کی طرف آیا تھا اور وہ کافی دیر سے تمہارے

کمرے میں موجود تھا۔ بتاؤ کہاں ہے وہ''...... سیاہ فام نے اسی
طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہیں غلط انفارمیشن ملی ہے مسٹر۔ تھوڑی دیر پہلے دروازے پر
ایک بھک منگا ضرور آیا تھا۔ میں نے اسے ایک ڈالر دیا تھا جسے
لے کر وہ چلا گیا تھا۔ اب وہ ڈیزرٹ سکارپین تھا یا کوئی اور میں
نے اس کا نام نہیں پوچھا تھا''...... آفتاب سعید نے کہا۔

''تم سب جھوٹ بول رہے ہو۔ ڈگاڈو کے سامنے جھوٹ۔
ڈگاڈو سب جانتا ہے۔ تم شاید میرے بارے میں نہیں جانتے۔ میں
ڈگاڈو ہوں۔ بگ راسکل ڈگاڈو۔ میرا تعلق ہاؤنڈ فورس سے ہے
جس کا نام سنتے ہی بڑے بڑوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ میں
چاہوں تو تم سب کو ابھی اور اسی وقت ہلاک کر سکتا ہوں لیکن چونکہ
میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اس لئے میں تمہارا لحاظ کر رہا
ہوں۔ میں یہاں صرف ڈیزرٹ سکارپین کو لینے کے لئے آیا
ہوں۔ وہ چند لمحے قبل تک اسی کمرے میں موجود تھا۔ میرے پاس
اس کی حتمی اطلاع ہے۔ تم سب کے حق میں یہی بہتر ہو گا کہ اسے
ابھی اور اسی وقت میرے حوالے کر دو ورنہ میں اس کے بدلے میں
تم سب کو بھی ہلاک کر سکتا ہوں''...... سیاہ فام نے کہا جس نے اپنا
نام ڈگاڈو بتایا تھا۔

''ہونہہ۔ اگر تمہیں اتنا ہی یقین ہے کہ ڈیزرٹ سکارپین
ہمارے کمرے میں تھا تو ڈھونڈ لو اسے۔ سارا کمرہ تمہارے سامنے

ہے''...... کیپٹن توفیق نے کہا تو راسکل ڈگاڈو اسے کھا جانے وا
نظروں سے گھورنے لگا۔ اس کے ساتھ دس مسلح افراد تھے۔
''ٹھیک ہے۔ میں ڈھونڈ لوں گا اسے۔ وہ راسکل ڈگاڈو سے بچ
کر نہیں جا سکتا۔ ڈھونڈو اسے وہ ہماری آمد کا سن کر اسی کمر
میں کہیں چھپ گیا ہو گا''...... راسکل ڈگاڈو نے پہلے ان سے او
پھر چیخ کر اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ اس کا حکم سنتے ہی
مسلح افراد تیزی سے کمرے میں پھیل گئے۔
''ایک منٹ۔ رکو''...... اچانک میجر پرمود نے گرجتے ہوئے کہا
تو وہ سب رک گئے۔
''کیا کہنا چاہتے ہو''...... راسکل ڈگاڈو نے میجر پرمود کو تیز
نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔
''تمہارے پاس ہمارے روم کی تلاشی لینے کی اتھارٹی ہے''۔
میجر پرمود نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔
''راسکل ڈگاڈو خود ہی اپنی اتھارٹی ہے۔ کالس میں کسی کی اتنی
جرأت نہیں ہے کہ وہ راسکل ڈگاڈو کے راستے میں حائل ہونے کی
کوشش کرے''...... راسکل ڈگاڈو نے غرا کر کہا۔
''تو کیا تم یہاں کی جبراً تلاشی لو گے''...... میجر پرمود نے اس
کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ میں جو بھی کرتا ہوں جبراً ہی کرتا ہوں۔ کیوں تمہیں مجھ
پر کوئی اعتراض ہے''...... راسکل ڈگاڈو نے بھی اس کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ مجھے اعتراض ہے''...... میجر پرمود نے بے خوفی سے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
''کیا اعتراض ہے بتاؤ''...... راسکل ڈگاڈو نے اسی انداز میں
کہا۔
''ہم اس ملک کے معزز شہری ہیں اور ہم باقاعدہ حکومت سے
اجازت لے کر آئے ہیں۔ ہمارا تعلق کیالس کے ریسرچ سنٹر سے
ہے۔ تم اس طرح بغیر اجازت اور بغیر کسی اتھارٹی کے ہمارے
کمرے کی تلاشی لینے کے مجاز نہیں ہو۔ اگر تمہیں یہاں کی تلاشی
لینی ہے تو جاؤ اور متعلقہ تھانے کے پولیس اہلکاروں کو لے کر یہاں
آؤ۔ ہم تمہیں ان کی موجودگی میں اپنے کمرے کی تلاشی لینے دیں
گے ورنہ نہیں''...... میجر پرمود نے اسی انداز میں کہا تو راسکل ڈگاڈو
اسے خونخوار نظروں سے گھورنے لگا۔
''راسکل ڈگاڈو کو کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی
اور نہ ہی کالس کے کسی پولیس والے کی اتنی ہمت ہے کہ وہ راسکل
ڈگاڈو کے سامنے سر اٹھا سکے۔ جب تک ہم اس کمرے سے
ڈیزرٹ سکارپین کو تلاش نہیں کر لیتے ہم یہاں سے نہیں جائیں
گے اور رہی بات تمہاری سرکاری حیثیت کی تو اس سے مجھے کوئی
فرق نہیں پڑتا۔ اگر تمہارا تعلق پرائم منسٹر یا پریذیڈنٹ سے بھی ہوتا
تو میں یہی کرتا جو اب کر رہا ہوں۔ سمجھے تم''...... راسکل ڈگاڈو نے

غراتے ہوئے کہا۔
''نہیں۔ میں آسانی سے سمجھنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میں
تمہیں اپنے کمرے کی تلاشی نہیں لینے دوں گا''...... میجر پرمود نے
بھی جواباً غرا کر کہا اور اس کی غراہٹ سن کر راسکل ڈگاڈو آنکھیں
پھاڑ پھاڑ کر اس کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا۔
''تم پہلے انسان ہو جو راسکل ڈگاڈو کے سامنے اس طرح تن کر
کھڑے ہو گئے اور راسکل ڈگاڈو کے سامنے غرانے کی بھی کوشش کر
رہے ہو۔ تم یہاں نئے ہو اس لئے تم میرے بارے میں کچھ نہیں
جانتے۔ میں جلاد ہوں جلاد۔ مجھے اگر غصہ آیا تو میں تم جیسے غرانے
والوں اور اپنے سامنے کھڑے ہونے والوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر
دیتا ہوں''...... راسکل ڈگاڈو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
''اور میں ان لوگوں میں سے نہیں جو تم جیسے گھٹیا اور عام غنڈوں
سے ڈر جائے''...... میجر پرمود نے کہا تو راسکل ڈگاڈو کی آنکھیں
سرخ اور چہرہ اور زیادہ سیاہ ہوتا چلا گیا۔
''کیا کہا تم نے میں گھٹیا اور عام سا غنڈہ ہوں۔ راسکل ڈگاڈو
کو تم نے یہ سب کہا ہے۔ تمہاری یہ مجال''...... راسکل ڈگاڈو نے
غصے سے بری طرح سے کانپتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ راسکل ڈگاڈو۔ تم انتہائی گھٹیا اور ایک عام سے غنڈے
ہو اور میں تم جیسے عام غنڈوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں''...... میجر
پرمود نے بے خوفی سے کہا تو راسکل ڈگاڈو جیسے جھٹکا کھا کر پیچھے

ہٹ گیا۔ اس کی نظریں بدستور میجر پرمود پر جمی ہوئی تھیں۔
''ان سب کو نرغے میں لے لو اور انہیں اپنے ساتھ اپنے ہیڈ
کوارٹر میں لے چلو۔ میں ہیڈ کوارٹر جا کر انہیں بتاؤں گا کہ میں
عام سا اور گھٹیا غنڈہ ہوں یا نہیں''...... راسکل ڈگاڈو نے بری طرح
سے گرجتے ہوئے کہا اور اس کی بات سنتے ہی اس کے ساتھیوں
نے مشین گنوں کے رخ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی طرف
کر دیئے۔
''ہم تمہارے ساتھ کہیں نہیں جائیں گے''...... میجر پرمود نے
اب بھی اسی انداز میں کہا جیسے وہ راسکل ڈگاڈو جیسے غنڈے کو کسی
بھی خاطر میں نہ لا رہا ہو۔
''لگتا ہے تمہیں اپنی زندگی سے پیار نہیں ہے۔ اسی لئے تم مجھے
کسی خاطر میں نہیں لا رہے ہو''...... راسکل ڈگاڈو نے غراتے
ہوئے کہا۔
''موت کا خوف انہیں ہوتا ہے جو موت سے ڈرتے ہوں۔
میں اور میرے ساتھی موت سے نہیں بلکہ موت ہم سے ڈرتی ہے
بلکہ موت ہمیں دیکھ کر اپنا راستہ بدل لیتی ہے''...... میجر پرمود نے
اسی کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ایک لمحے کے لئے
راسکل ڈگاڈو کے چہرے پر حیرت لہرائی اور پھر اس نے غصے سے
جبڑے بھینچ لئے۔
''کون ہو تم''...... راسکل ڈگاڈو نے اس کی جانب غور سے

دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں تمہیں اپنے اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتا
ہوں۔ بہرحال اگر تم بھول گئے ہو تو سنو۔ میں پروفیسر شمرون ہو
اور میرا تعلق کیالس کی سائنسی لیبارٹری سے ہے۔ ہم وہاں
صحرائے اعظم اور کیونا میں ریسرچ کرنے کے لئے آئے ہیں ج
کے لئے ہم نے حکومت سے باقاعدہ اجازت لی ہے''...... م
پرمود نے کہا۔ ان کے پاس چونکہ وافر مقدار میں اسلحہ تھا اسی ل
وہ راسکل ڈگاڈو اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ڈٹ گیا تھا۔ ا
تلاشی کے دوران انہیں اسلحہ مل جاتا تو میجر پرمود اور اس ک
ساتھیوں کو شاید ہی یہاں سے ان کے مطلب کا اسلحہ ملتا اس ل
وہ ان سے اپنا اسلحہ بچانا چاہتا تھا اور میجر پرمود ویسے بھی اس ج
غنڈوں کو کبھی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔

''میں کچھ نہیں جانتا۔ تم سب کو اب ہمارے ساتھ چلنا ہوگا
تمہارے جانے کے بعد ہی ہم یہاں کی تلاشی لیں گے''...... راسکل
ڈگاڈو نے کہا۔

''ہم جانے سے انکار کر دیں تو''...... میجر پرمود نے کہا۔

''تو میں تمہیں یہیں گولیوں سے بھون دوں گا''...... راسکل
ڈگاڈو نے کہا۔

''ہمت ہے تو یہ کر کے دیکھ لو''...... میجر پرمود نے کہا۔ اس کی
بات سن کر راسکل ڈگاڈو غرا کر رہ گیا دوسرے لمحے راسکل ڈگا

نے غراتے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ زور دار دھماکہ ہوا اور
راسکل ڈگاڈو کی ریوالور سے نکلنے والی گولی پیچھے دیوار میں جا گھسی۔
میجر پرمود کی نظریں راسکل ڈگاڈو کے ریوالور کی ٹریگر والی انگلی پر
جمی ہوئی تھیں جیسے ہی راسکل ڈگاڈو نے ٹریگر دبایا میجر پرمود نے
فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی۔

اپنا نشانہ خطا ہوتے دیکھ کر راسکل ڈگاڈو کی آنکھوں میں بے
پناہ حیرت ابھر آئی تھی۔ شاید وہ ماسٹر شوٹر تھا اس لئے اپنا نشانہ
چوکتے دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گیا تھا۔

''حیرت انگیز۔ میں کالس کا مانا ہوا ٹاپ شوٹر ہوں۔ میری چلائی
ہوئی گولی سے اُڑتی ہوئی چڑیا بھی نہیں بچتی پھر تم۔ تم میری گولی
سے کیسے بچ گئے ہو''...... راسکل ڈگاڈو نے انتہائی حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

''تم نے شاید آج تک چڑیاں ہی ماری ہیں۔ چڑیوں کو مارنے
والا کسی انسان کا بھلا کیسے شکار کر سکتا ہے''...... میجر پرمود نے
طنزیہ لہجے میں کہا تو راسکل ڈگاڈو کا چہرہ غصے سے اور زیادہ سیاہ پڑ
گیا۔ اس کے نتھنوں سے سانس لینے کی تیز شوں شوں کی آواز نکلنے
لگی جیسے اس کے سینے میں پھیپھڑوں کی جگہ اسٹیم انجن سٹارٹ ہو گیا
ہو۔ دوسرے لمحے کمرہ تیز اور مسلسل فائرنگ کی آوازوں سے گونج
اٹھا۔ راسکل ڈگاڈو نے میجر پرمود پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر
دی تھی لیکن یہ دیکھ کر نہ صرف راسکل ڈگاڈو بلکہ اس کے ساتھی بھی

حیران رہ گئے کہ میجر پرمود صحیح سلامت کھڑا تھا۔ اس نے ادھ
اچھل کر انتہائی ماہرانہ انداز میں خود کو گولیوں سے بچا لیا تھا۔ را
ڈگاڈو کی چلائی ہوئی گولیاں میجر پرمود کو لگنا تو در کنار اسے چھو کر
نہیں گزری تھیں۔ یہاں تک کہ راسکل ڈگاڈو کا ریوالور خالی ہو
اور اس میں سے ٹرچ ٹرچ کی آوازیں نکلنا شروع ہو گئیں۔

''نن۔ نن۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ راسکل ڈگاڈو ماسٹر شوٹر
ماسٹر شوٹر کی چلائی ہوئی ایک ہی گولی کسی بھی انسان کے لئے
ہوتی ہے لیکن میں نے تم پر اپنا پورا ریوالور خالی کر دیا ہے اس
باوجود تم زندہ سلامت کھڑے ہو یہ میری زندگی کا حیران کن
ہے۔ انتہائی حیران کن''...... راسکل ڈگاڈو نے آنکھیں پھاڑ پھا
میجر پرمود کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم نے تو پروفیسر شمرون پر محض ریوالور سے فائرنگ کی ہ
اگر تمہارے تمام ساتھی ان پر ایک ساتھ مشین گنوں سے بھی فائر
کر دیں تب بھی تم پروفیسر شمرون کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے
لومڑ''...... لاٹوش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے''...... راسکل ڈگاڈو نے چونک کر اس
طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جیسے اسے لاٹوش کی بات کی سمجھ نہ
آئی ہو۔

''کیوں۔ اونچا سنتے ہو کیا۔ میں نے تمہیں سیاہ لومڑ کہا ہے
سیاہ لومڑ ہو اور یہ سب تمہارے دم چھلے ہیں''...... لاٹوش نے ا

انداز میں کہا تو اس بار راسکل ڈگاڈو کے گال غصے سے پھڑکنے
لگے۔

''سیاہ لومڑ۔ تم نے مجھے۔ راسکل ڈگاڈو کو سیاہ لومڑ کہا ہے۔
تمہاری یہ جرأت''...... راسکل ڈگاڈو نے غرا کر کہا۔

''میری جرأت ابھی تم نے دیکھی ہی کہاں ہے۔ شکر کرو
تمہارے سامنے پروفیسر شمرون کھڑا ہے۔ اگر اس کی جگہ میں ہوتا تو
اب تک تمہاری ساری ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوتیں اور تم میرے قدموں
میں پڑے تڑپ رہے ہوتے''...... لاٹوش نے اسی انداز میں کہا تو
راسکل ڈگاڈو کے صبر کا پیمانہ جیسے لبریز ہو گیا۔

''تو کیا تم خود کو بہت بڑے سورما سمجھتے ہو''...... راسکل ڈگاڈو
نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں ہوں سورما بلکہ میں سورما ہی نہیں تیس مار خان بھی
ہوں۔ میں نے تیس سیکنڈ میں تیس مکھیاں ایک ساتھ ماری تھیں۔ ان
سب کا کچومر نکل گیا تھا''...... لاٹوش نے اپنے مخصوص انداز میں کہا
تو اس کی بات سن کر اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں پر بے اختیار
مسکراہٹیں آ گئیں۔

''ہونہہ۔ ایسی بات ہے تو آؤ۔ دیکھتا ہوں کہ تم کتنے بڑے
سورما ہو۔ تم جیسے مچھر کو تو میں اپنی انگلیوں میں مسل سکتا ہوں۔ لیکن
تم سے پہلے میں تمہارے اس پروفیسر کو بتانا چاہتا ہوں کہ اسے
ہلاک کرنے کے لئے مجھے کسی گن کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اسے

چند ہی لمحوں میں اپنی جسمانی طاقت سے ہی زیر کر سکتا ہوں۔ یہ
ایک گھونسہ اس کی کھوپڑی چٹخا دینے کے لئے کافی ہے‘‘...... راسکل
ڈگاڈو نے کہا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خالی ریوالور ایک طرف
اچھالا اور پھر اس نے اچانک میجر پرمود پر چھلانگ لگا دی۔ وہ اُڑتا
ہوا بجلی کی سی تیزی سے میجر پرمود کی جانب بڑھا۔ میجر پرمود اپنی
جگہ تنا کھڑا تھا۔

راسکل ڈگاڈو جیسے ہی میجر پرمود کی جانب آیا اس نے قلابازی
کھائی اور اپنی دونوں ٹانگیں جوڑ کر ایک ساتھ میجر پرمود کے سینے
پر مارنے کی کوشش کی۔ میجر پرمود کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے
اور جس طرح راسکل ڈگاڈو نے اچانک قلابازی کھا کر میجر پرمود پر
ٹانگیں مارنے کی کوشش کی تھی اسی طرح اس نے ایک اور قلابازی
کھائی اور الٹ کر میجر پرمود سے دور جا گرا۔ میجر پرمود نے اپنی
جگہ کھڑے رہتے ہوئے محض نیچے سے اس کی ٹانگوں پر اس انداز
میں ہاتھ مارے تھے کہ راسکل ڈگاڈو اسی انداز میں واپس قلابازی
کھاتا ہوا پیچھے جا گرا تھا۔

راسکل ڈگاڈو گرتے ہی ماہر جمناسٹک کے انداز میں اچھل کر
دوبارہ کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اب اور زیادہ حیرت دکھائی
دے رہی تھی۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میجر پرمود کی جانب دیکھ رہا
تھا جیسے میجر پرمود کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہو۔

’’کیا ہوا کالے جنگل کے کالے بندر۔ اب اس طرح آنکھیں

کیوں پھاڑ رہے ہو۔ تم نے تو کہا تھا کہ تمہارے گھونسے میں اتنی
طاقت ہے کہ تم کسی بھی انسان کے سر کے ٹکڑے کر سکتے ہو۔ اب
تمہیں کیا ہوا تم تو پروفیسر شمرون کو چھو بھی نہیں سکے تھے۔ الٹا
انہوں نے اپنی جگہ کھڑے کھڑے تمہیں زمین کی دھول چٹا دی
ہے‘‘...... لاٹوش نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا تو ڈگاڈو کے
حلق سے خوفناک غراہٹ نکلی اور اس نے اچانک پوری قوت سے
ایک بار پھر میجر پرمود کی جانب چھلانگ لگا دی۔ اس بار اس نے
چھلانگ لگاتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ میجر پرمود دائیں
بائیں نہ ہو سکے اور اس پر ہاتھ نہ چلا سکے لیکن میجر پرمود اس کی
سوچوں سے کہیں زیادہ تیز تھا۔ جیسے ہی راسکل ڈگاڈو میجر پرمود
کے پیٹ میں ٹکر مارنے کے لئے اس کے نزدیک آیا۔ میجر پرمود
نے اچانک اونچی چھلانگ لگا دی۔ اس کے اچانک چھلانگ لگانے
کی وجہ سے راسکل ڈگاڈو میجر پرمود کے نیچے سے نکلتا چلا گیا۔ میجر
پرمود نے قلابازی کھائی اور پیروں کے بل راسکل ڈگاڈو کے عقب
میں آ کھڑا ہوا۔ راسکل ڈگاڈو کا جسم ابھی تک ہوا میں اٹھا ہوا تھا۔
اس سے پہلے کہ وہ قلابازی کھا کر سیدھا ہوتا اسی لمحے میجر پرمود کی
ٹانگ گھومی اور راسکل ڈگاڈو بری طرح سے چیختا ہوا پیچھے دیوار سے
جا ٹکرایا۔ دیوار سے ٹکراتے ہوئے راسکل ڈگاڈو نے فوراً اپنے
دونوں ہاتھ آگے کر دیئے تھے ورنہ دیوار سے ٹکرا کر اس کے چہرے
کا بھرتہ بن جاتا۔

دیوار سے ٹکراتے ہی راسکل ڈگاڈو نیچے گر گیا تھا لیکن
گرتے ہی وہ کمال پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور انتہائی خونخ
انداز میں میجر پرمود کی طرف پلٹا اور پھر وہ یہ دیکھ کر بری
سے بوکھلا کر رہ گیا کہ میجر پرمود تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے
حد نزدیک آ گیا تھا۔ اسے نزدیک دیکھ کر راسکل ڈگاڈو نے زور
مکا میجر پرمود کے چہرے پر مارنا چاہا لیکن میجر پرمود نے اس کا
اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ دوسرے لمحے چٹاخ کی زوردار آواز
ساتھ راسکل ڈگاڈو کی تیز چیخ کی آواز سنائی دی۔ میجر پرمو
بائیں ہاتھ سے اس کا مکا پکڑتے ہی دائیں ہاتھ سے اس کے
پر زوردار طمانچہ رسید کر دیا تھا۔ اسے راسکل ڈگاڈو کے منہ پر
رسید کرتے دیکھ کر اس کے ساتھیوں نے فوراً اپنی مشین گنوں
رخ میجر پرمود کی جانب کر دیئے۔ وہ مشین گنوں کے ٹریگر دبا
ہی لگے تھے کہ راسکل ڈگاڈو نے فوراً ہاتھ اٹھا کر انہیں میجر پرمو
فائرنگ کرنے سے روک دیا۔

”نہیں۔ اس پر کوئی فائرنگ نہیں کرے گا۔ اس نے راس
ڈگاڈو پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ راسکل ڈگاڈو کی طرف کوئی انگلی اٹھا
راسکل ڈگاڈو اس کی گردن کاٹ دیتا ہے اور اس نے۔ ہونہہ
نے تو راسکل ڈگاڈو پر ہاتھ ہی اٹھا دیا ہے۔ اب اسے میرے
سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ میں اپنے ہاتھوں سے اس کے ٹکڑے کر
گا۔ اب جب تک میں اپنے ہاتھوں سے اس کی بوٹی بوٹی کر

شہر کے آوارہ کتوں کو نہیں کھلا دوں گا اس وقت تک مجھے چین نہیں
آئے گا۔ میں نے اب تک اسے ایک عام آدمی سمجھا تھا لیکن لگتا
ہے کہ یہ فائٹ جانتا ہے۔ لیکن یہ نہیں جانتا کہ اس کے سامنے
مارشل آرٹ کا ماسٹر فائٹر موجود ہے جس کے سامنے بڑے بڑے
ماسٹر فائٹر بھی چوہے بن جاتے ہیں“...... راسکل ڈگاڈو نے غراتے
ہوئے کہا۔

”اس وقت تو تم چوہے لگ رہے ہو افریقی کالے چوہے کی
دُم“...... لاٹوش نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسی طرح سے
طنزیہ لہجے میں کہا لیکن راسکل ڈگاڈو نے لاٹوش کی طرف کوئی توجہ
نہ دی۔ وہ آنکھیں جھپکائے بغیر میجر پرمود کی جانب دیکھ رہا تھا جو
اس کے سامنے بڑے نارمل انداز میں کھڑا تھا۔ راسکل ڈگاڈو کے
اعصاب تن رہے تھے۔ وہ چند لمحے میجر پرمود کی جانب دیکھتا رہا
پھر اچانک اس کے منہ سے ایک تیز چیخ نکلی اور اس نے اچانک
پوری قوت سے میجر پرمود پر چھلانگ لگا دی۔ اس بار میجر پرمود کی
طرف آتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ زمین سے لگے اور پھر اس
نے مخصوص انداز میں قلابازی کھائی اور الٹی چھلانگ لگانے والے
انداز میں میجر پرمود کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے عقب میں
آ گیا۔ میجر پرمود نے اسے ہوا میں دبوچنا چاہا لیکن اس بار راسکل
ڈگاڈو نے اپنا جسم مخصوص انداز میں لہرایا اور اپنی دونوں ٹانگیں میجر
پرمود کے سر پر مارتا ہوا اس کے عقب میں چلا گیا۔ میجر پرمود کو

ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر ایک ساتھ
ہتھوڑے مار دیئے گئے ہوں۔ وہ ایک لمحے کے لئے لہرایا اس سے
پہلے کہ وہ سنبھلتا اسی لمحے راسکل ڈگاڈو نے جس انداز میں میجر پرمود
پر چھلانگ لگائی تھی اسی طرح الٹی قلابازی کھاتا ہوا واپس آیا اور
دوسرے لمحے اس کے لہراتے ہوئے جسم نے پلٹا کھایا اور اس نے
سر کی ٹکر پوری قوت سے اپنی طرف پلٹتے ہوئے میجر پرمود کے سینے
پر ماری۔ میجر پرمود کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی
قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ راسکل ڈگاڈو کے جسم میں جیسے پارہ سا بھر گیا
تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے ہوا میں چھلانگیں لگاتا دکھائی دے رہا
تھا۔ مسلسل قلابازیاں کھاتے ہوئے اس نے ایک بار پھر اپنا جسم
لہرایا اور دوسرے لمحے میجر پرمود ہوا میں اچھلا اور اُڑتا ہوا پیچھے
موجود ایک صوفے پر جا گرا اور صوفے سمیت الٹ کر دوسری
طرف جا گرا۔ راسکل ڈگاڈو نے میجر پرمود کے پہلو میں ٹانگیں مار
کر اسے اچھال دیا تھا۔ میجر پرمود کو اس طرح ایک غنڈے کے
ہاتھوں ہوا میں اٹھ کر صوفے اور پھر صوفے سمیت الٹ کر دوسری
طرف گرتے دیکھ کر لیڈی بلیک اور اس کے تمام ساتھی حیران رہ
گئے تھے۔ یہ شاید ان کی زندگی کا پہلا موقع تھا جب ایک غنڈے
کے مقابلے میں میجر پرمود اس طرح اچھل کر دور جا گرا تھا۔
میجر پرمود کو صوفے کی دوسری طرف گرتے دیکھ کر راسکل
ڈگاڈو نے ہوا میں ایک اور قلابازی کھائی اور اپنے پیروں کے بل

فرش پر آ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر انتہائی فاخرانہ تاثرات تھے
جیسے اس نے میجر پرمود کو اس طرح ہوا میں اچھال کر دور پھینک کر
دنیا کا بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہو۔
صوفے کے پیچھے گرتے ہی میجر پرمود تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو
گیا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں اپنا لباس جھاڑنے لگا۔
اسے اٹھتے اور اطمینان سے اپنا لباس جھاڑتے دیکھ کر ایک لمحے کے
لئے راسکل ڈگاڈو کے چہرے پر حیرت لہرائی اور دوسرے ہی لمحے
اس نے ایک مرتبہ پھر میجر پرمود کی جانب چھلانگ لگا دی۔ وہ بجلی
کی سی تیزی سے اُڑتا ہوا میجر پرمود کی جانب گیا تھا لیکن دوسرے
لمحے کمرہ راسکل ڈگاڈو کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔
راسکل ڈگاڈو جیسے ہی چھلانگ لگا کر میجر پرمود کی جانب بڑھا
اسی لمحے میجر پرمود نے بھی چھلانگ لگا دی تھی اس نے چھلانگ
لگاتے ہوئے مخصوص انداز میں قلابازی کھاتے ہوئے راسکل ڈگاڈو
کے نیچے سے اس کے پیٹ میں اس قدر ماہرانہ انداز میں ٹانگیں
ماری تھیں کہ راسکل ڈگاڈو ہوا میں گھومتا ہوا دوسرے صوفے پر گرا
اور پھر دوسرے صوفے سمیت الٹ کر دوسری طرف گرتے ہوئے
دور تک لڑھکتا ہوا پیچھے دیوار کی جڑ سے جا ٹکرایا۔
دیوار سے ٹکرا کر راسکل ڈگاڈو ایک لمحے کے لئے ساکت ہو
گیا۔ اس کے ساتھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر راسکل ڈگاڈو کی جانب
دیکھ رہے تھے۔

"لگتا ہے تمہارا باس چیں بول گیا ہے۔ اب اسے یہاں سے
لے جانے کے لئے تمہیں یا تو اسے اپنے کاندھوں پر اٹھانا ہوگا یا
پھر ایمبولینس اور اسٹریچر ہی لانا پڑے گا''...... لاٹوش نے کہا۔
اسی لمحے راسکل ڈگاڈو کے جسم میں حرکت ہوئی اور وہ آہستہ آہستہ
اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ اذیت سے بگڑا ہوا تھا۔ اس کے
پیٹ پر پڑنے والی میجر پرمود کی ٹانگوں کی ضرب نے اسے ہلا کر
رکھ دیا تھا اور پھر جس طرح سے وہ صوفے سمیت الٹ کر لڑھکتا
ہوا دیوار کی جڑ سے ٹکرایا تھا اس کی واقعی کئی ہڈیاں تک کڑکڑا گئی
تھیں لیکن بہرحال اس میں بے حد جان تھی۔ اس قدر تکلیف میں
ہونے کے باوجود وہ اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔
اسے اس طرح اٹھ کر کھڑا ہوتے دیکھ کر میجر پرمود کے چہرے پر
اس کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"گڈ شو راسکل ڈگاڈو۔ تم میرے وار کے باوجود اس طرح اٹھ
کر کھڑے ہو جاؤ گے یہ میرے گمان میں بھی نہیں تھا۔ تم واقعی بے
حد دلیر اور طاقتور ہو۔ رئیلی گڈ شو''...... میجر پرمود نے اس کی
تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تم آخر ہو کیا بلا۔ تم مجھے اس طرح بار بار ہوا میں
کیسے اچھال سکتے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں مارشل آرٹس کا ماسٹر
ہوں لیکن تمہارا یہ داؤ میری سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ تم نے مجھ پر کس
آرٹ کا استعمال کیا ہے''...... راسکل ڈگاڈو نے اس کی جانب

آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسے پاور آف لیگز کا آرٹ کہتے ہیں۔ کہو تو پروفیسر شمرون
ایک بار پھر ایسا ہی داؤ تم پر آزمائے۔ اس طرح تمہیں آسانی سے
ان کا یہ داؤ سمجھ میں آ جائے گا''...... لاٹوش نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"پاور آف لیگز کا آرٹ۔ یہ کیسا آرٹ ہے اور تم نے یہ
آرٹ کہاں سے سیکھا ہے''...... راسکل ڈگاڈو نے ایک بار پھر
لاٹوش کو نظر انداز کرتے ہوئے میجر پرمود سے پوچھا۔

"یہ مارشل آرٹ ہی ہے راسکل ڈگاڈو۔ میں نے تمہیں رول
کک لگائی تھی۔ ایسی رول کک جو ہوا میں اٹھتے ہوئے جسم کو نیچے
سے قلابازی کھانے والے انداز میں لگائی جاتی ہے''...... میجر پرمود
نے کہا۔

"رول کک۔ اوہ۔ مگر میں نے تو کبھی مارشل آرٹ میں رول
کک کا نام نہیں سنا''...... راسکل ڈگاڈو نے کہا۔

"سنو گے بھی کیسے۔ یہ رول کک پروفیسر شمرون کی اپنی ایجاد
ہے''...... لاٹوش بھلا کہاں خاموش رہنے والا تھا۔

"اس کک نے مجھے تمہارا دیوانہ بنا دیا ہے پروفیسر شمرون۔ میں
خود کو ماسٹر آرٹس کا ماسٹر سمجھتا تھا لیکن تم تو میرے بھی استاد ہو۔ تم
نے جس طرح سے مجھے اٹھا کر پٹخا ہے یہ میری زندگی کا پہلا واقعہ
ہے ورنہ آج تک بڑے سے بڑا ماسٹر میرے سامنے چند لمحے بھی

اپنے قدموں پر کھڑا نہیں رہ سکا تھا“...... راسکل ڈگاڈو نے کہا۔
”تم اگر ماسٹر ہو تو پھر پروفیسر شمرون تو ویسے ہی پروفیسر ہیں
ان کے سامنے تمہاری اوقات ہی کیا ہو سکتی ہے“...... لاٹوش۔
پھر کہا تو میجر پرمود نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔
”اب کیا کہتے ہو راسکل ڈگاڈو۔ کیا اب بھی تم مجھ سے فائ
کرو گے“...... میجر پرمود نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہو
پوچھا۔
”نو پروفیسر شمرون۔ تمہارا ساتھی سچ کہہ رہا ہے تم واقعی مارش
آرٹ کے پروفیسر ہو۔ آج پہلی بار میں اپنے ساتھیوں کی موجود
میں تم سے اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں اور تمہارے سامنے اپنا س
جھکاتا ہوں کہ تم مارشل آرٹس میں مجھ سے بہت آگے ہو بہت زیاد
آگے“...... راسکل ڈگاڈو نے کہا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس نے
اپنا ایک ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور میجر پرمود کے سامنے اپنا سر خم کر
دیا۔ یہ اس کے اعتراف شکست کا مخصوص انداز تھا۔
”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ راسکل ڈگاڈو۔ میں مسلمان ہوں اور
مسلمان نہ کسی کے سامنے اپنا سر جھکاتے ہیں اور نہ کسی کا سر اپنے
سامنے جھکنے دیتے ہیں“...... میجر پرمود نے کہا تو راسکل ڈگاڈو نے
سر اٹھایا اور فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
”یس۔ پروفیسر شمرون۔ میں آج سے تمہارے حکم کا غلام ہوں
اور تمہیں مارشل آرٹ میں اپنا استاد مانتا ہوں اور مارشل آرٹ میں

یہ سکھایا جاتا ہے کہ مارشل آرٹ کا گریٹ فائٹر وہی ہوتا ہے جو
اپنے استاد کی عزت اور قدر کرے۔ تم میرے استاد ہونے کے
ناطے عزت اور قدر کے مستحق ہو۔ راسکل ڈگاڈو اب ہمیشہ تمہاری
کسی استاد جیسی عزت اور قدر کرے گا“...... راسکل ڈگاڈو نے کہا۔
”تو کیا تم اب ہمارے کمرے کی تلاشی نہیں لو گے اور ہمیں پکڑ
کر اپنے ساتھ اپنے ہیڈ کوارٹر نہیں لے جاؤ گے“...... آفتاب سعید
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”نہیں۔ میں استاد اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ایسا ناروا
سلوک بھلا کیسے کر سکتا ہوں۔ میں ایسا کچھ نہیں کروں گا جس سے
میرے استاد محترم کی شان میں فرق آئے“...... راسکل ڈگاڈو نے
کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی عاجزانہ سا تھا۔ اس کی عاجزی دیکھ کر لیڈی
بلیک اور اس کے ساتھی حیرت بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھ
رہے تھے جبکہ اس کی باتیں سن کر میجر پرمود مسکرا رہا تھا۔
لیڈی بلیک اور اس کے ساتھیوں کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ چند
لمحے قبل جو راسکل ڈگاڈو ان پر گرج رہا تھا اور میجر پرمود کو جان
سے مارنے کی دھمکیاں دے رہا تھا وہی راسکل ڈگاڈو میجر پرمود کی
ایک ہی رول کک کھا کر اس کے سامنے یوں بھیگی بلی بن گیا تھا
جیسے واقعی وہ خود کو مارشل آرٹس کے مقابلے میں میجر پرمود سے
انتہائی کمتر سمجھ رہا ہو۔
”تو کیا تم میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہتے ہو“...... میجر

پرمود نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ راسکل ڈگاڈو کی خوش قسمتی ہو گی پروفیسر شمرون کہ تم اس سے دوستی کرو۔ تمہاری یہ دوستی راسکل ڈگاڈو کے لئے قیمتی سرمائے سے کم نہیں ہو گی"...... راسکل ڈگاڈو نے اسی انداز میں کہا۔

"تو ملاؤ ہاتھ"...... میجر پرمود نے اس کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر راسکل ڈگاڈو کی آنکھوں میں جیسے کئی بلب روشن ہو گئے وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے میجر پرمود کا ہاتھ پکڑ لیا۔ میجر پرمود نے اس سے انتہائی جوشیلے انداز میں ہاتھ ملایا۔

"کیا اب تم ڈیزرٹ سکارپین کو بھی یہاں تلاش نہیں کرو گے"...... راسکل ڈگاڈو کو میجر پرمود سے گرم جوشی سے ہاتھ ملاتے دیکھ کر کیپٹن توفیق نے اس سے پوچھا۔

"اگر ڈیزرٹ سکارپین پروفیسر کا دوست ہے تو راسکل ڈگاڈو اپنے دوست کے دوست کو بھلا کیسے نقصان پہنچا سکتا ہے"۔ راسکل ڈگاڈو نے کہا۔

"بہت خوب۔ تم واقعی بے حد اصول پسند اور دوست پسند واقع ہوئے ہو راسکل ڈگاڈو۔ مجھے تم سے دوستی کر کے خوشی ہوئی ہے۔ تم نے بھی جس طرح مجھے مارشل آرٹس کے مخصوص وار سے الٹا کر پھینک دیا تھا میں بھی تمہارے اس داؤ سے بے حد مرعوب ہوا تھا۔ تم واقعی مارشل آرٹس کے ماسٹر ہو"...... میجر پرمود نے کہا۔

"یہ تمہاری اعلیٰ ظرفی ہے پروفیسر جو تم راسکل ڈگاڈو کی اس طرح سے تعریف کر رہے ہو"...... راسکل ڈگاڈو نے اسی طرح عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"دوست بن گئے ہو تو دوستوں کی طرح بات کرو۔ اس طرح عاجزانہ لہجہ اختیار نہ کرو۔ یہ انداز مجھے پسند نہیں ہے"...... میجر پرمود نے منہ بنا کر کہا۔

"یس پروفیسر شمرون۔ تم جیسا کہو گے میں ویسا ہی کروں گا اور اگر راسکل ڈگاڈو تمہارے کسی کام آ سکے تو یہ راسکل ڈگاڈو کی خوش قسمتی ہو گی"...... راسکل ڈگاڈو نے اسی انداز میں کہا تو میجر پرمود ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ ان بدمعاش ٹائپ افراد کی فطرت سے بخوبی واقف تھا۔ اس ٹائپ کے بدمعاش خود کو سب کچھ مانتے تھے اور یہی سمجھتے تھے کہ ان کی ٹکر کا دنیا میں کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا لیکن جب ان کا سابقہ اپنے سے بڑھ کر کسی فائٹر سے پڑتا تھا اور وہ اس کے ہاتھوں چت ہو جاتے تھے تو وہ اس کے سامنے اسی طرح اپنا سر جھکا دیتے تھے اور اسے اپنا گرو تسلیم کر لیتے تھے۔ راسکل ڈگاڈو کا تعلق افریقہ سے تھا لیکن بدمعاشی کی لائن میں ہونے اور مارشل آرٹس کا ماہر ہونے کی وجہ سے اس میں بھی وہی تمام خوبیاں اور خامیاں موجود تھیں جو دنیا کے دوسرے غنڈوں اور مارشل آرٹس کے فائٹرز میں موجود ہوتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ راسکل ڈگاڈو، میجر پرمود کی رول کک سے اس قدر متاثر ہو گیا تھا کہ اس

نے میجر پرمود سے مزید فائٹ کرنے سے نہ صرف گریز کیا تھا بلکہ
اس کے سامنے سر جھکا کر اسے اپنا استاد مان لیا تھا۔
''فی الحال تو مجھے تمہاری کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے راسکل
ڈگاڈو لیکن اگر کبھی ضرورت ہوئی تو میں تمہیں ضرور بتاؤں گا۔ اگر
مجھے اپنا سیل نمبر یا کسی ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتا دو تو میں اس سے
سے رابطہ کر لوں گا''...... میجر پرمود نے کہا۔
''اوہ۔ ضرور۔ میں تمہیں اپنا سیل نمبر اور ٹرانسمیٹر فریکوئنسی
دونوں ہی دے دیتا ہوں''...... راسکل ڈگاڈو نے کہا اور اس نے
سیل نمبر کے ساتھ ایک ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتانا شروع کر دی۔
میجر پرمود کے اشارے پر کیپٹن توفیق نے جیب سے ایک نوٹ
بک نکال کر اس پر نوٹ کر لیا تھا۔
''تمہارا اصلی نام کیا ہے راسکل ڈگاڈو''...... لیڈی بلیک نے
پوچھا۔
''میں جب سے راسکل بنا ہوں اپنا اصلی نام بھول چکا ہوں
مادام۔ آپ مجھے راسکل یا پھر ڈگاڈو جو مرضی کہہ سکتی ہیں''۔ راسکل
ڈگاڈو نے کہا۔
''ٹھیک ہے راسکل ڈگاڈو۔ اب تم جا سکتے ہو۔ جب مجھے
تمہاری ضرورت ہو گی تو میں تمہیں خود ہی کال کر لوں گا''...... میجر
پرمود نے کہا تو راسکل ڈگاڈو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اپنے
ساتھیوں کو لے کر میجر پرمود کو مخصوص انداز میں سلام کرتا ہوا وہاں

سے نکلتا چلا گیا۔
''بڑا عجیب انسان تھا۔ پہلے جان لینے کو تیار تھا پھر دوست بن
کر یہاں کوئی کارروائی کئے بغیر ہی واپس چلا گیا ہے۔ کیا اس کا
تعلق واقعی اسرائیل کی کسی ایجنسی سے ہی تھا''...... لیڈی بلیک نے
حیران ہوتے ہوئے کہا۔
''خود کو دوسروں سے برتر سمجھنے والے بدمعاش ایسے ہی ہوتے
ہیں جب ان پر کوئی بھاری پڑتا ہے تو یہ ان کے سامنے بچھ جاتے
ہیں۔ راسکل ڈگاڈو خود کو آل ان ون سمجھتا تھا۔ خاص طور پر وہ خود
کو مارشل آرٹس کا ماسٹر سمجھتا تھا۔ میں نے جب اس پر مارشل
آرٹس کی ایک نئی تکنیک استعمال کی تو وہ مجھے خود سے بڑھ کر سمجھنے
لگا کیونکہ مارشل آرٹس کے فن میں نئی تکنیکس استعمال کرنے والے کو
ڈبل ماسٹر سمجھا جاتا ہے۔ اسی لئے راسکل ڈگاڈو نے میرے سامنے
گھٹنے ٹیک دیئے تھے''...... میجر پرمود نے کہا تو ان سب نے سمجھ
جانے والے انداز میں سر ہلا دیئے۔
''اب ڈیزرٹ سکارپین کا کیا کرنا ہے۔ وہ تو ہاؤنڈ فورس کے
آتے ہی یہاں سے بھاگ نکلا تھا''...... لیڈی بلیک نے پوچھا۔
''وہ پھر آئے گا۔ دو لاکھ ڈالرز کا لالچ اسے ایک بار پھر
ہمارے سامنے آنے پر مجبور کر دے گا''...... میجر پرمود نے کہا۔
''کیا ہم ڈیزرٹ سکارپین کی مدد کے بغیر صحرا میں داخل نہیں ہو
سکتے''...... کیپٹن نوازش نے پوچھا۔

''ہو سکتے ہیں لیکن ڈیزرٹ سکارپین صحرائی کیڑا ہے اس کی
کے بغیر ہم صحرا میں بھٹک سکتے ہیں اور نجانے کہاں سے کہاں
جائیں۔ ڈیزرٹ سکارپین نہ صرف ہمیں آسانی سے کوہ باگر
پہنچا سکتا ہے بلکہ وہ ہمیں صحرائی آفات کے ساتھ ڈیزرٹ
موجود اسرائیلی فورس کے ٹھکانوں سے بھی آگاہ کر سکتا ہے جو
صحرا میں ہمارے لئے سب سے بڑا خطرہ بن سکتی ہے''......
پرمود نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اب اس وقت تک انتظار
پڑے گا جب تک ڈیزرٹ سکارپین دوبارہ ہمارے پاس نہیں
جاتا''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

''ہاں۔ اس کا انتظار ضروری ہے''...... میجر پرمود نے کہا تو
سب خاموش ہو گئے۔

''کیا تم کار سے باہر آؤ گے یا میں کار پر ریز فائر کر کے تمہیں
کار سے باہر آنے پر مجبور کروں''...... نتاشا نے عمران کی جانب
دیکھتے ہوئے تیز آواز میں کہا۔

''ارے نہیں نہیں۔ ریز فائر نہ کرنا۔ میں آتا ہوں باہر۔ ایک
منٹ صرف ایک منٹ''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا
اور فوراً کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

''اپنے ساتھیوں سے بھی کہو کہ وہ بھی کار سے باہر آ جائیں اور
اگر ان کے پاس کوئی اسلحہ ہے تو وہ اسلحہ اپنی کار میں چھوڑ دیں
ورنہ......'' نتاشا نے اسی انداز میں کہا تو عمران نے تنویر اور صفدر کو
اشارہ کیا تو وہ دونوں بھی طویل سانس لیتے ہوئے کار سے باہر نکل
آئے۔ انہیں اس بات کی حیرت ہو رہی تھی کہ اگر اصل میں نتاشا،
تھریسیا ہے تو پھر اس نے انہیں اس طرح سڑک پر کیوں روکا ہے۔

نتاشا کے چہرے پر شدید غصہ دکھائی دے رہا تھا جیسے عمران۔
اسے کوئی زبردست چوٹ پہنچائی ہو اور وہ اس سے بدلہ لینے
لئے آئی ہو۔

''تو تم گرین کوئین سے گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے
گئے تھے''...... نتاشا نے عمران کی جانب دیکھ کر زہریلی ناگن کی
طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں گیا تو تھا گرین کوئین سے اصلی گولڈن کرسٹل
حاصل کرنے کے لئے لیکن اس نے مجھے اصلی کی جگہ نقلی گولڈن
کرسٹل دینے کی کوشش کی تھی اور وہ بھی ایک کروڑ ڈالرز میں۔ اب
میں اتنا بھی لینڈ لارڈ نہیں ہوں کہ سنہری شیشے کے ایک ٹکڑے کے
لئے ایک کروڑ ڈالرز خرچ کرتا پھروں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن وہ تمہیں گولڈن کرسٹل تحفے میں دے رہی تھی۔ تحفے میں
ملنے والی چیز ضروری تو نہیں کہ انمول ہی ہو''...... نتاشا نے اسے تیز
نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''بے مول چیز تحفے میں دے کر وہ مجھے اپنی بھینس جیسی انمول
بیٹی کا رشتہ بھی تو دے رہی تھی۔ میں سنگل پسلی کا انسان ہوں میں
بھلا پلی پلائی بھینس کا بوجھ اکیلا کیسے اٹھا سکتا تھا۔ اگر میں اس کی
بات مان جاتا تو میں اس کے نازنخرے کیسے اٹھاتا۔ وہ اکیلی کھانے
کی سو سو دیگیں کھا جاتی۔ اس کا لباس دیکھا تھا تم نے، ایسا لگ رہا
تھا جیسے اس نے دس عورتوں کے لباسوں کا ایک لباس بنایا ہو۔ میں

ہوا غریب آدمی۔ میں بھلا اس کے خرچ کہاں سے پورا کر سکتا تھا
اگر میں گرین کوئین کی بات مان جاتا اور اس کی بیٹی کا رشتہ
قبول کر لیتا تو شاید اب تک میں تمہارے سامنے زندہ نہ کھڑا
ہوتا''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''کیوں۔ کیا ہوتا تمہارے ساتھ''...... نتاشا نے چونک کر
پوچھا۔

''وہاں میری ایک ایکس ممبوسہ۔ میرا مطلب ہے۔ میری سابقہ
محبوبہ بھی موجود تھی جو ہماری ساری باتیں سن رہی تھی۔ اگر میں
اقرار کرتا تو وہ اسی وقت مجھے شوٹ کر دیتی۔ مجھے اپنی جان پیاری
تھی اس لئے میں نے اس قدر عظیم خاتون کی عظیم الشان بلکہ دیو
ہیکل بیٹی سے شادی کی درخواست رد کر دی تھی''...... عمران نے اسی
انداز میں کہا۔

''کون سی محبوبہ۔ کس کی بات کر رہے ہو تم''...... نتاشا نے
چونک کر پوچھا۔

''ہے ایک جو کبھی زمین پر ہوتی ہے اور کبھی خلاؤں میں۔ وہ
کب کہاں سے آ جائے اس کا انتظار ہی لگا رہتا ہے''...... عمران
نے کہا تو نتاشا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو تم مجھے پہچان چکے ہو''...... نتاشا نے غراہٹ بھرے لہجے
میں کہا۔ اس بار اس کے منہ سے بدلی ہوئی آواز نکلی تھی جو ٹوٹی تھری
لی کی تھی۔

''نہیں۔ قسم لے لو مجھ سے جو میں نے تمہیں پہچانا ہو۔
بالکل بھی نہیں پتہ ہے کہ تم نتاشا کے روپ میں میری اور
میری تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا ہو''...... عمران نے کہا تو نتا
کر رہ گئی۔

''کب پہچانا تھا تم نے مجھے''...... تھریسیا نے اسی انداز
کہا۔

''جب تم نقلی گولڈن کرسٹل لے کر آئی تھی اور تم مجھے
نظروں سے دیکھ رہی تھی تو مجھے اسی وقت پسینہ آنا شروع ہو
تھا۔ اپنے جسم سے پھوٹتا ہوا پسینہ دیکھ کر میں سمجھ گیا تھا کہ
سامنے کوئی ارضی نہیں بلکہ خلائی لڑکی کھڑی ہے وہ لڑکی جس کا
آگ سے بھی زیادہ گرم ہے تمہارے دیکھتے ہی میرا جسم جلنا شر
ہو جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو تھریسیا نے بے اختیار جبڑے
لئے۔

''ہونہہ۔ میں نے اس بار انتہائی جدید ترین میک اپ کیا تھا
میرا خیال تھا کہ تم مجھے پہچان نہیں سکو گے لیکن تمہاری نظریں
بے حد تیز ہیں۔ میں خود کو لاکھ تمہاری نظروں سے چھپانا چاہوں
چھپ نہیں سکتی۔ خیر کوئی بات نہیں۔ تم نے مجھے پہچان لیا ہے تو اس
سے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ میں تمہاری طرح گرین کوئین
سے گولڈن کرسٹل لینے آئی تھی جو میں نے حاصل کر لیا ہے اور اب
تک تو وہ زیرو لینڈ پہنچ بھی چکا ہو گا''...... تھریسیا نے غراتے ہوئے

کہا۔

''اگر تم نے گولڈن کرسٹل پہلے ہی حاصل کر لیا تھا تو پھر تمہیں
اس کی جگہ نقلی گولڈن کرسٹل سامنے لانے کی کیا ضرورت تھی اور تم
نے گرین کوئین کے ساتھ گرین ہاؤس کے تمام افراد کو بھی ہلاک کر
دیا ہے۔ کیوں''...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے
کہا۔

''میں نہیں چاہتی تھی کہ دنیا کو اس بات کا پتہ چلے کہ گرین
کوئین کے پاس کبھی گولڈن کرسٹل تھا۔ پہلے میرا یہی ارادہ تھا کہ
میں گولڈن کرسٹل حاصل کرتے ہی وہاں سے نکل جاؤں لیکن جب
مجھے پتہ چلا کہ تم پرنس آف ڈھمپ بن کر گرین کوئین سے ملنے اور
گولڈن کرسٹل حاصل کرنے آ رہے ہو تو میں وہیں رک گئی اور میں
نے اصلی گولڈن کرسٹل کی جگہ نقلی گولڈن کرسٹل تمہارے سامنے کر
دیا۔ میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ تم جیسا زیرک انسان نقلی گولڈن
کرسٹل پہچان سکتا ہے یا نہیں۔ تم نے اسے فوراً پہچان لیا تھا۔ جس
کا مجھے افسوس ہوا تھا کہ زیرو لینڈ کے بنائے ہوئے نقلی گولڈن
کرسٹل کی اصلیت بھی تم سے نہیں چھپ سکی تھی اور تم نے گرین
کوئین کو فوراً بتا دیا کہ وہ اصلی نہیں بلکہ نقلی گولڈن کرسٹل ہے۔ ناصر
خانزادہ کے روپ میں ہمارا ایک ایجنٹ تھا جس نے تمہاری بات کو
غلط ثابت کرنے کے لئے گرین کوئین کو نقلی گولڈن کرسٹل کو اصلی
گولڈن کرسٹل بتایا تھا لیکن مجھے گرین کوئین پر سخت غصہ آ رہا تھا۔

میں ہال میں ہونے والے سارے واقعات کو مانیٹر کر رہی تھی
گرین کوئین نے جب کہا کہ وہ تم سے اپنی بیٹی مہ لقاء کی شا
کرانا چاہتی ہے تو میں غصے سے کھول اٹھی تھی۔ میرے پاس بلیک
ڈیوائس تھی۔ میں نے اسے آن کیا اور ہال میں ویٹروں کے روپ
میں موجود اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ گرین کوئین، مہ لقاء
وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیں۔ بلیک ڈیوائس کی وجہ سے
چونکہ ہال میں اندھیرا چھا گیا تھا اس لئے کسی کو کچھ معلوم نہیں
رہا تھا کہ گولیاں کہاں سے چل رہی ہیں اور انہیں چلانے والا کون
ہے۔ مگر میں جس مشین پر ہال کو مانیٹر کر رہی تھی اس مشین کے
ذریعے میں ہال میں ہونے والی کارروائی تاریکی میں بھی دیکھ سکتی
تھی۔ تم اور تمہارے ساتھی فائرنگ ہوتے ہی زمین پر گر گئے تھے
لیکن چونکہ وہاں ہر طرف اندھا دھند فائرنگ کی جا رہی تھی اس لئے
میں نے تم سب کو بچانے کے لئے تم سب پر پروٹیکٹ ریز فائر کر
دی تاکہ تم میرے ساتھیوں کی فائرنگ کی زد میں نہ آ سکو۔ یہی وجہ
تھی کہ تم میں سے کسی کو میرے ساتھیوں کی کوئی گولی چھو کر بھی
نہیں گزری تھی۔ تم سب کو گولیوں سے محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ
میں نے تمہارے دو ساتھیوں، جوزف، اور جوانا پر ایک اور ریز فائر
کر دی تھی جس سے وہ دونوں فوراً بے ہوش ہو گئے تھے۔ جب
ہال میں موجود تم تینوں کے سوا سب میرے ساتھیوں کی گولیوں کا
نشانہ بن گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ جوزف اور

جوانا کو وہاں سے اٹھا کر لے جائیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور
ادھر میں نے بنگلے کے باقی افراد کو ہلاک کیا اور وہاں سے نکل گئی۔
میں چونکہ اصلی گولڈن کرسٹل حاصل کر چکی تھی اس لئے میں اور
میرے ساتھی وہاں سے نکل کر فوراً زیرو لینڈ کے لئے روانہ ہو گئے
تھے۔ ہمارے ساتھ جوزف اور جوانا بھی تھے۔ وہ تمہارے باڈی
گارڈز تھے اور انہوں نے تمہارے ساتھ مل کر زیرو لینڈ کے کئی
ایجنٹوں کو بے حد نقصان پہنچایا تھا خاص طور پر جوزف جس نے
زیرو لینڈ کے صفِ اول کے مشینی ایجنٹ بلیک جیک کو بہت نقصان
پہنچایا تھا۔ اس لئے میں انہیں تم سے دور لے جانا چاہتی تھی۔
جوزف اور جوانا میں چونکہ مماثلت تھی اور دونوں ہی ایک جیسے
طاقتور اور خونخوار تھے اس لئے میں دونوں میں سے کسی ایک کو بھی
زندہ نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ میں انہیں یہاں سے لے جا کر خلاء
میں چھوڑ دینا چاہتی تھی تاکہ خلاء میں جاتے ہی وہ ہلاک ہو جائیں
اور ان کے جسم گل سڑ کر ہمیشہ کے لئے خلاء میں ہی بھٹکتے رہیں۔
جب میں یہاں سے روانہ ہوئی تو مجھے معلوم ہوا کہ ناصر خانزادہ جو
زیرو لینڈ کا ہی ایک ایجنٹ تھا اس کا زیرو لینڈ کا مخصوص بیج گرین
ہاؤس میں ہی رہ گیا ہے۔ مجھے خدشہ ہوا کہ اگر وہ بیج وہاں سے
تمہیں مل گیا تو تمہیں اس بات کا علم ہو جائے گا کہ گرین ہاؤس
میں ہونے والی کارروائی کے پیچھے زیرو لینڈ کا ہاتھ ہے۔ میں نے
فی گراز کی ایک سرچنگ مشین سے گرین ہاؤس کو سرچ کیا تو مجھے

وہاں زیرو لینڈ کا مخصوص بیج نہیں ملا۔ میں نے جب سرچنگ کا
دائرہ وسیع کیا تو یہ دیکھ کر میں پریشان ہوگئی کہ وہ بیج تمہارے پا
ہے۔ اس بیج کا تمہارے ہاتھ آنے کا مطلب تھا کہ تمہیں زیرو لا
کی کارروائی کا علم ہو چکا تھا۔ اس لئے مجھے فوری طور پر نے ا
کو واپس لانا پڑا اور پھر میں ایک کار میں فوراً تمہارے پیچھے
گئی“...... تھریسیا نے رکے بغیر پوری تفصیل بیان کرتے ہو
کہا۔

”تو تم مجھ سے محض زیرو لینڈ کا بیج واپس لینے کے لئے آ
ہو“...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس بیج کے بغیر ہم زیرو لینڈ واپس نہیں جا سکتے۔ یہ بی
ہی ہماری شناخت ہوتے ہیں۔ ان بیجوں میں ایک ایسی ڈیوائس لگ
ہوئی ہے جس میں ہمارا سارا ڈیٹا موجود ہوتا ہے۔ جب تک زیرو
لینڈ کی مخصوص کمپیوٹرائزڈ مشینیں اس بیج سے ہمارا ڈیٹا نہیں چیک کر
لیتیں اس وقت تک ہم زیرو لینڈ نہیں جا سکتے۔ ہم میں سے کس
ایک ایجنٹ کے پاس بھی زیرو لینڈ کا مخصوص بیج نہ ہو تو اس کے
ساتھ دوسرے ایجنٹوں کو بھی زیرو لینڈ میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا
چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ ناصر خانزادہ کا بیج چونکہ تمہارے
پاس تھا اور وہ ہمارے ساتھ زیرو لینڈ واپس جا رہا تھا اس لئے اس
کے پاس بیج نہ ہونے کی وجہ سے ہم بھی زیرو لینڈ واپس نہیں جا
سکتے تھے۔ لہٰذا تم سے ناصر خانزادہ کا بیج حاصل کرنا بے حد ضروری

تھا“...... تھریسیا نے کہا۔

”اوہ تو ہال میں اندھا دھند ہونے والی فائرنگ سے ہم تمہاری
پراٹیکٹ ریز کی وجہ سے زندہ بچے تھے“...... عمران نے ہونٹ
سکوڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اگر میں ایسا نہ کرتی تو زمین سے چپکے ہونے کے
باوجود تم اور تمہارے ساتھی گولیوں سے چھلنی ہو جاتے“...... تھریسیا
نے مسکرا کر کہا۔

”لیکن تم نے ایسا کیوں کیا تھا۔ میرا مطلب ہے کہ تم نے مجھے
اور میرے ساتھیوں کو زندہ کیوں چھوڑ دیا تھا“...... عمران نے حیران
ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ بات تم بخوبی جانتے ہو کہ دشمنی کے باوجود میں تمہیں زندہ
کیوں چھوڑ دیتی ہوں“...... تھریسیا نے اس بار اداس سے لہجے میں
ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اپنی حد تک تو میں سمجھ سکتا ہوں کہ تم مجھے اپنی جاگیر سمجھ کر
زندہ رکھنا چاہتی ہو لیکن میرے ساتھی۔ کیا انہیں بھی تم میری طرح
سے پسند کرتی ہو“...... عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر، عمران کی
جانب عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگے۔

”نہیں۔ میں تمہارے سوا کسی کو پسند نہیں کرتی لیکن چونکہ یہ
تمہارے ساتھی ہیں اور میں جانتی ہوں کہ تم اپنے ساتھیوں کی
معمولی سی بھی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔ میں تمہیں زندہ بھی

رکھنا چاہتی ہوں اور خوش بھی اس لئے تمہارے ساتھ ساتھ میں
ان دونوں کو بھی ہلاک ہونے سے بچا لیا تھا''...... تھریسیا نے کہا۔
''ہونہہ۔ اگر تمہیں میری خوشی کا اتنا ہی خیال تھا تو تم جوزف
اور جوانا کو کیوں اٹھا کر لے گئی تھی اور ابھی ابھی تم نے بتایا ہے
تم ان دونوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں خلاء میں چھوڑ دینا چاہتی
تھی۔ کیا ان دونوں کی ہلاکت سے مجھے خوشی مل سکتی تھی''...... عمران
نے منہ بنا کر کہا۔

''جوزف اور جوانا کو میں نے نہیں بلیک جیک نے اٹھایا تھا''
تھریسیا نے کہا اور بلیک جیک کا سن کر عمران اور اس کے ساتھی بری
طرح سے چونک پڑے۔

''بلیک جیک۔ اوہ کیا گرین ہاؤس میں بلیک جیک بھی موجود
تھا''...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ناصر خانزادہ کے روپ میں بلیک جیک ہی تھا۔ وہ
چونکہ روبوٹ ہے اور اس کے لئے کوئی بھی روپ دھارنا مشکل نہیں
ہے اس لئے اس نے اصلی ناصر خانزادہ کو ہٹا کر اس کی جگہ لے لی
تھی۔ وہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دینا چاہتا تھا
لیکن اس کے فیصلے کے آڑے میں آ گئی تھی اس لئے اس نے
تمہیں اور تمہارے ان دو ساتھیوں کو کچھ نہیں کہا تھا اور جوزف اور
جوانا کو ہی وہاں سے لے گیا تھا''...... تھریسیا نے کہا۔

''ہونہہ۔ اسی لئے اس نے مجھے گرین کوئین کے سامنے نیچا

دکھانے کے لئے نقلی گولڈن کرسٹل کو اصلی بتایا تھا''...... عمران نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ تم سے شدید نفرت کرتا ہے اس لئے وہ چاہتا تھا کہ
تمہاری گرین کوئین کے سامنے سبکی ہو اور گرین کوئین تمہارے
جھوٹ پر تمہیں سخت سے سخت سزا دے اور تمہارے لئے اس سے
بڑھ کر سخت سزا کیا ہو سکتی تھی کہ تمہاری شادی ایک ہتھنی جیسی موٹی
لڑکی سے ہو جاتی لیکن مجھے یہ سب منظور نہیں تھا اس لئے میں نے
بلیک ڈیوائس سے وہاں تاریکی پھیلا کر بلیک جیک اور اپنے دوسرے
ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ گرین کوئین، پرنسز مہ لقاء اور وہاں موجود
سب کو ہلاک کر دیں''...... تھریسیا نے کہا۔

''اب کہاں ہے بلیک جیک''...... عمران نے غصے سے ہونٹ
کاٹتے ہوئے کہا۔

''ملنا چاہو گے اس سے''...... تھریسیا نے مسکرا کر کہا تو اس کی
مسکراہٹ دیکھ کر وہ تینوں ایک بار پھر چونک پڑے۔

''اوہ۔ تو وہ تمہارے ساتھ یہاں آیا ہے''...... عمران نے کار کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تھریسیا کار کی سائیڈ والا دروازہ کھول کر
باہر آئی تھی جس کا مطلب تھا کہ بلیک جیک کار کی ڈرائیونگ سیٹ
پر موجود تھا۔ وہ ابھی تک کار میں ہی تھا اور کار کے شیشے چونکہ بلائنڈ
تھے اس لئے وہ بلیک جیک کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔

''ہاں۔ وہ میرے ساتھ ہی ہے۔ اسی کا بچ تمہارے پاس ہے

جسے وہ تم سے لینے کے لئے میرے ساتھ ہی آ گیا ہے"...... تھریسیا نے کہا پھر اس نے اپنی کار کی طرف دیکھتے ہوئے اشارہ کیا تو اسی لمحے ڈرائیونگ سیٹ کی سائیڈ والا دروازہ کھلا اور اس میں سے لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم والا بلیک جیک نکل کر باہر آ گیا۔ بلیک جیک اپنے اصلی روپ میں تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا جس سے اس کی شخصیت بے حد متاثر کن دکھائی دے رہی تھی۔ بلیک جیک کی آنکھوں پر بھی تاریک شیشوں والا چشمہ تھا۔ اسے دیکھ کر ذرا سا بھی احساس نہیں ہوتا تھا کہ وہ جیتا جاگتا انسان نہیں بلکہ روبوٹ ہے۔

بلیک جیک کو کار سے نکلتے دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ بلیک جیک کا چہرہ سپاٹ تھا۔ کار سے نکلتے ہی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا تھریسیا کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور سیاہ شیشوں والے چشمے کے پیچھے سے عمران کو تیز نظروں سے گھورنا شروع ہو گیا۔

"ہیلو بلیک جیک۔ بڑے ڈیشنگ نظر آ رہے ہو۔ لگتا ہے زیرو لینڈ والوں نے اپنی ساری توجہ تم پر ہی مبذول کر رکھی ہے۔ ان کے پاس کرنے کے لئے کوئی اور کام نہیں ہوتا اس لئے وہ اپنا سارا وقت تمہیں بنانے سنوارنے میں صرف کر دیتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں اپنی بناوٹ اور سجاوٹ خود کرتا ہوں۔ اس میں زیرو لینڈ

والوں کا کوئی ہاتھ نہیں ہوتا سمجھے تم"...... بلیک جیک نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بہت خوب۔ اگر تم اتنے ہی ایکسپرٹ ہو روبو مین تو پھر تم اپنے لئے کوئی روبو گرل کیوں نہیں بنا لیتے۔ سنا ہے کہ ایک سے بھلے دو ہوتے ہیں اور دو سے بھلے تین۔ میں تو کہتا ہوں کہ روبو گرل بنانے کے ساتھ ساتھ تم اپنے لئے چند روبو کڈز بھی تخلیق کر لو اور کچھ نہیں تو تم بال بچے دار تو بن ہی جاؤ گے۔ مشینی بچوں کے باپ"...... عمران نے کہا۔

"شٹ اپ۔ میں تم سے یہاں احمقانہ باتیں کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں"...... بلیک جیک نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"تو کیا مجھے روبو مین بن کر بریک ڈانس دکھانے کے لئے آئے ہو۔ ایسی بات ہے تو چلو شروع ہو جاؤ۔ میں نے بریک ڈانس تو بہت دیکھے ہیں لیکن میں نے کسی مشینی انسان کو بریک ڈانس کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ آج میری یہ حسرت تم پوری کر دو گے تو میں چین اور سکون کی نیند سو سکوں گا کیونکہ میں بچپن سے ہی کسی مشینی انسان کا بریک ڈانس دیکھنے کے لئے ترس رہا ہوں"...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"تھریسیا۔ میں اسے تمہاری وجہ سے برداشت کر رہا ہوں۔ اگر میں نے تم سے وعدہ نہ کیا ہوتا تو میں اسے گرین ہاؤس میں ہی ہلاک کر دیتا یا اسے اور اس کے ان دونوں ساتھیوں کو بھی جوزف

اور جوانا کی طرح اٹھا کر لے جاتا اور انہیں بھی خلاء میں چھوڑ دیتا تا کہ ہلاک ہونے کے بعد جب ان کی لاشیں گل سڑ جاتیں تو ان کی ہڈیاں ہمیشہ خلاء میں ہی بھٹکتی رہتیں''...... بلیک جیک نے تھریسیا سے مخاطب ہو کر انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''لگتا ہے تم جوانا اور خاص طور پر جوزف سے بے حد خائف ہو جو تم انہیں بے ہوشی کی ہی حالت میں اٹھا کر لے گئے تھے۔ جوزف جب بھی تمہارے مقابلے پر آتا ہے تمہارے سارے مشینی پرزے توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا ہے جس سے تمہارا مشینی جسم ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اب بھی تمہیں اس سے خطرہ ہو گا اسی لئے تم نے اسے اور جوانا کو بے ہوشی کی حالت میں خلاء میں چھوڑنے کا پروگرام بنایا ہو گا تا کہ تمہارا اور ان کا کبھی سامنا نہ ہو ورنہ وہ تمہارے تمام کل پرزے ڈھیلے کر دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''تم جو سمجھتے ہو سمجھتے رہو۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ جتنی میں تم سے نفرت کرتا ہوں اتنی ہی میرے دل میں جوزف اور جوانا کے لئے بھی ہے۔ میں تم سب کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا ہوں لیکن میں نے تھریسیا سے تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر ہاتھ نہ اٹھانے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اسی لئے گرین ہاؤس کے ہال میں تم تینوں زندہ بچ گئے تھے۔ تھریسیا نے اگر جوزف اور جوانا کو پروٹیکٹ ریز کے حصار میں نہ لیا ہوتا تو میں انہیں وہیں ہلاک کر دیتا لیکن پروٹیکٹ ریز کی وجہ سے ان پر میں گولیاں نہیں برسا سکتا تھا اس

لئے میں ان دونوں کو بے ہوشی کی ہی حالت میں وہاں سے اٹھا کر لے گیا تھا تا کہ انہیں زندہ حالت میں اور بغیر کسی حفاظتی لباس اور آکسیجن کے خلاء میں چھوڑ سکوں تا کہ وہ خلاء میں انتہائی دردناک موت کا شکار ہو جائیں۔ اگر گرین ہاؤس میں میرا بیج نہ گر گیا ہوتا تو اب تک جوزف اور جوانا کی لاشیں خلاء میں گل سڑ چکی ہوتیں۔ مجھے اپنے بیج کی وجہ سے تھریسیا کے ساتھ ارتھ پر واپس آنا پڑا ہے کیونکہ میں زیرو لینڈ کے ہیڈ کوارٹر میں اس بیج کے بغیر میں داخل نہیں ہو سکتا''...... بلیک جیک نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اب سمجھا کہ تم دونوں اس طرح میرے سامنے آنے پر مجبور کیوں ہوئے ہو۔ بیج نہ ہونے کی وجہ سے تم بے کار سی مشین بن گئے ہو جو اسپیس میں موجود اپنے ہی ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اس بیج کی ڈیوائس میں میرا سارا ڈیٹا موجود ہے۔ جب تک میرے ہیڈ کوارٹر کا ماسٹر کمپیوٹر اس ڈیٹا کو اپنے ڈیٹا سے میچ نہیں کرے گا اس وقت تک میں اپنے ہیڈ کوارٹر میں قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔ اپنی اور اپنے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کا یہ انتظام میں نے خود کیا ہے۔ تمہارے لئے وہ ڈیوائس بے کار ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ وہ ڈیوائس تم مجھے دے دو۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو نقصان پہنچائے بغیر یہاں سے واپس چلا جاؤں گا''...... بلیک جیک نے کہا۔

نے کہا۔

"دوسرے لفظوں میں تم جیسے مشینی جن کی جان اس طوطے
مطلب ہے کہ اس بٹن میں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
اور جیب سے وہ بٹن نما بیج نکال لیا جو اسے گرین ہاؤس سے ملا
اور جس پر زیڈ اور ایل لکھا ہوا تھا۔

"ہاں۔ لاؤ۔ یہ بیج مجھے دے دو"...... بلیک جیک نے کہا۔

"نہ دوں تو"...... عمران نے جیسے نوجوان لڑکیوں کی طرح
اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ریز گن سے یہیں جلا
بھسم کر دوں گی"...... بلیک جیک کی جگہ تھریسیا نے اس بار
کے انداز میں پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اپنے ہاتھوں اپنا عشق برباد کر دو گی تم"...... عمران نے اس
جانب طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس ڈیوائس کی اہمیت اس عشق سے زیادہ ہے۔
کے لئے میں حقیقت میں تمہیں ہلاک کر سکتی ہوں"...... تھریسیا
کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ڈیوائس محض وہ ڈیوائس نہیں
جو تم بتا رہی ہو بلکہ اس ڈیوائس میں ضرور کوئی اور راز چھپا ہوا
جسے تم دونوں میرے پاس دیکھ کر پریشان ہو رہے ہو کہ یہ ڈیوائس
میرے پاس رہی تو مجھے اس راز کا علم ہو جائے گا"...... عمران

چونک کر کہا۔

"نہیں۔ اس ڈیوائس کا اور کوئی راز نہیں ہے۔ یہ ڈیوائس بلیک جیک کے لئے ہیڈ کوارٹر کے اس تالے کی چابی ہے جس سے وہ ہیڈ کوارٹر کھول کر اندر داخل ہو سکتا ہے"...... تھریسیا نے کہا لیکن عمران نے اس کے انداز سے صاف محسوس کر لیا تھا کہ تھریسیا اس سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہی ہے۔

"جو بھی ہے۔ اس ڈیوائس کی تمہارے لئے کافی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ اسی لئے تو تم دونوں واپس جاتے جاتے یہاں آ گئے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لاؤ۔ یہ ڈیوائس مجھے دو ورنہ......" تھریسیا نے اسی طرح سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ورنہ تم مجھ پر ریز فائر کر دو گی۔ یہی کہنا چاہتی ہو نا۔ تو چلو یہ بھی کر کے دیکھ لو۔ تم جیسے ہی مجھ پر ریز فائر کرو گی میں اس سے جل کر راکھ ہو جاؤں گا مگر یہ مت بھولو کہ یہ ڈیوائس میرے ہاتھ میں ہے۔ میرے ساتھ یہ ڈیوائس بھی جل جائے گی اور پھر تمہارا یہ مشینی دوست کسی بھی صورت میں اپنے ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ یہ ساری زندگی اسی طرح یہیں بھٹکتا رہ جائے گا اور جس دن ارتھ پر اس کی جسمانی مشین کے کسی پرزے کو زنگ لگ گیا تو یہ ہمیشہ کے لئے ناکارہ ہو جائے گا"...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر تھریسیا اور بلیک جیک نے

بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ان کا غصہ دیکھ کر عمران کو یقین ہو گیا کہ تھریسیا اس پر ریز فائر کرنے کی حماقت نہیں کرے گی۔

"ہونہہ۔ اس ڈیوائس کی وجہ سے میں تم پر ریز فائر نہیں کر سکتی لیکن تم بھی یہ مت بھولو کہ تمہارے دو ساتھی جوزف اور جوانا ہمارے قبضے میں ہیں اور تمہارے یہ دونوں ساتھی بھی میرے نشانے پر ہیں۔ تم میری بات نہیں مانو گے تو میں ان سب کو تو جلا کر راکھ بنا دوں گی"...... تھریسیا نے ریز گن کا رخ صفدر اور تنویر کی جانب کرتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر عمران بے اختیار ہنس پڑا جیسے وہ تھریسیا کا مذاق اُڑا رہا ہو۔

"اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ ڈیوائس مجھے دے دو ورنہ میں تمہارے ان دونوں ساتھیوں پر ریز فائر کر دوں گی"...... عمران کو ہنستا دیکھ کر تھریسیا نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"کر دو۔ جیسے ہی تم ان پر ریز فائر کرو گی میں اس ڈیوائس کو توڑ دوں گا۔ کیا خیال ہے توڑ دوں اسے"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے بٹن نما بیج نیچے پھینک دیا اور نیچے پھینکتے ہی اس نے فوراً اس پر بوٹ رکھ دیا۔ عمران کو بٹن نما ڈیوائس اس طرح نیچے پھینکتے دیکھ کر اور اس پر بوٹ رکھتے دیکھ کر تھریسیا اور بلیک جیک بوکھلا گئے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ تم کیا کر رہے ہو۔ خبردار اس ڈیوائس کو مت

توڑنا ورنہ......" بلیک جیک نے اس بار بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر عمران حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا اسے یوں لگ رہا تھا جیسے واقعی اس بٹن نما بیج کے اندر بلیک جیک کی جان ہو۔ اگر اس نے بٹن توڑ دیا تو بلیک جیک اسی وقت ہلاک ہو جائے گا۔

"ہاں عمران پلیز اس ڈیوائس کو نہ توڑنا۔ اگر یہ بیج ٹوٹ گیا تو سب کچھ ختم ہو جائے گا اور بلیک جیک......" تھریسیا نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ بلیک جیک کہہ کر یوں خاموش ہو گئی جیسے اس کے منہ سے کوئی اہم بات نکلتے نکلتے رہ گئی ہو۔

"حیرت ہے۔ یہ کیسی ڈیوائس ہے جس کے ٹوٹنے کا تم دونوں پر اس قدر خوف طاری ہو گیا ہے۔ مجھے تو اب سچ مچ تم دونوں پر شک سا ہونے لگا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے پرانے دور کے جادوگر جس طرح اپنی جان کسی طوطے یا چڑیا میں ڈال دیتے تھے اسی طرح سے زیرو لینڈ والوں نے بلیک جیک کی جان اس ڈیوائس میں ڈال رکھی ہے۔ ادھر یہ ڈیوائس ٹوٹی ادھر بلیک جیک کے سارے کل پرزے بکھر جائیں گے"...... عمران نے کہا۔ صفدر اور تنویر بھی بلیک جیک اور تھریسیا کی ڈیوائس کے لئے بوکھلاہٹ دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔ تم غلط سوچ رہے ہو"...... تھریسیا نے فوراً کہا۔

"تم سامنے ہوتی ہو تو میں بھلا کچھ اور کیسے سوچ سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب"...... تھریسیا نے چونک کر پوچھا۔

"اب میں کیا کہوں۔ ان باتوں کو چھوڑو۔ اگر تم مجھ سے ڈیوائس لینا چاہتی ہو تو یہ بتاؤ کہ جوزف اور جوانا کہاں ہیں اور دونوں کس حال میں ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ تم نے ان دونوں کو حقیقت میں خلاء میں لے جا کر چھوڑ دیا ہے"...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے"...... بلیک جیک نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"تو کیسا کیا ہے پیارے۔ کہاں ہیں وہ دونوں"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"میں جانتی تھی کہ تم ہمیں یہ ڈیوائس آسانی سے نہیں دو گے اور اس ڈیوائس کے بدلے میں تم ہم سے جوزف اور جوانا کا پوچھو گے اس لئے ہم انہیں اپنے ساتھ ہی لائے ہیں۔ وہ دونوں کار کی پچھلی سیٹوں پر بدستور بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ یہ ڈیوائس ہمیں دو اور اس کے بدلے میں ہم تمہیں جوزف اور جوانا واپس کر دیں گے"...... تھریسیا نے کہا۔

"تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے تم مجھ سے زیرو لینڈ سے ارتھ پر ڈیل کرنے کے لئے آئی ہو۔ مجھ سے ڈیوائس کے بدلے میں

جوزف اور جوانا کی ڈیل کرنا چاہتی ہو"...... عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"جو مرضی سمجھو۔ بولو۔ ڈیوائس دے کر جوزف اور جوانا کو زندہ حاصل کرنا چاہتے ہو یا نہیں"...... تھریسیا نے ایک بار پھر غراہٹ بھرا لہجہ اپناتے ہوئے کہا۔ عمران چند لمحے غور سے بلیک جیک اور تھریسیا کی جانب دیکھتا رہا پھر اس نے جھک کر اپنے پیر کے نیچے سے ڈیوائس نکالی اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"کیا دیکھ رہے ہو"...... بلیک جیک نے غرا کر کہا۔

"یہ کہ آخر اس ڈیوائس میں ایسا ہے کیا جو تم دونوں بہن بھائیوں کی جان نکلی جا رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"شٹ اپ۔ یہ ڈیوائس ہمیں دے دو ورنہ اس بار میں واقعی تمہارے دونوں ساتھیوں پر ریز فائر کر دوں گی"...... تھریسیا نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے ڈیوائس دونوں انگلیوں میں پکڑ رکھی تھی اور اس کی نظریں بلیک جیک پر جمی ہوئی تھیں جو اس کی انگلیوں میں ڈیوائس دیکھ کر انتہائی بے چینی سے بل کھاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ڈیوائس قدرے پھولی ہوئی تھی۔ عمران نے اس پر ہلکا سا دباؤ ڈالا تو ڈیوائس کے اندر چھپا ہوا کوئی بٹن سا پریس ہو گیا۔ جیسے ہی ڈیوائس کا بٹن پریس ہوا اسی لمحے اچانک بلیک جیک کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے بلیک جیک اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا

ہو۔

''ٹھیک ہے۔ میں ڈیوائس بلیک جیک کو دینے کے لئے تیار ہوں۔ اسے کہو کہ یہ آگے آئے اور مجھ سے ڈیوائس لے لے''۔ عمران نے بلیک جیک کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جاؤ بلیک جیک۔ اس سے ڈیوائس لے لو''...... تھریسیا نے کہا۔ اس نے شاید بلیک جیک کو ساکت ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اس کی نظریں بدستور عمران پر مرکوز تھیں وہ شاید عمران سے اس لئے نظریں نہیں ہٹانا چاہتی تھی کہ اسے خدشہ تھا کہ جیسے ہی اس کی نظریں ادھر ادھر ہوئیں عمران نے اس کے ہاتھ میں ریز گن ہونے کے باوجود اس پر حملہ کر دینا ہے۔

تھریسیا کی بات سن کر بلیک جیک نے کوئی حرکت نہیں کی۔ وہ یونہی ساکت رہا جیسے اچانک چابی بھرے کھلونے کی چابی ختم ہوگئی ہو اور وہ ساکت ہو گیا ہو۔

''میں تم سے کہہ رہی ہوں بلیک جیک۔ عمران سے اپنی ڈیوائس لے لو۔ جاؤ آگے۔ میں اس پر نظر رکھتی ہوں اگر اس نے کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی تو میں اس پر ریز فائر کر دوں گی۔ میں اسے تمہیں ہاتھ تک لگانے کا موقع نہیں دوں گی''...... تھریسیا نے زہریلے لہجے میں کہا لیکن بلیک جیک نے نہ اس کی بات کا جواب دیا اور نہ ہی اس کے جسم میں کوئی حرکت پیدا ہوئی۔

''لگتا ہے بلیک جیک بیٹریوں سے چلنے والا کھلونا بن چکا ہے۔

اس کی بیٹریاں ڈاؤن ہو گئی ہیں اس لئے یہ ساکت ہو گیا ہے۔ اس بے چارے کے جسم میں لگی ہوئی بیٹری میں شاید اب اتنی بھی طاقت نہیں ہے کہ یہ اپنا سر بھی کھجا سکے''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب''...... تھریسیا نے بری طرح سے چونک کر کہا۔ اس نے سر گھما کر بلیک جیک کی طرف دیکھا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں بلیک جیک پر پڑیں اس کے چہرے پر انتہائی تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''بلیک جیک۔ بلیک جیک کیا ہوا ہے تمہیں۔ تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہے ہو۔ بلیک جیک''...... تھریسیا نے بلیک جیک سے مخاطب ہو کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا لیکن بلیک جیک اسی طرح خاموش اور ساکت رہا۔

''کوئی فائدہ نہیں۔ میں نے بتایا ہے نا اس کی بیٹریاں ڈاؤن ہو گئی ہیں اب یہ بے چارہ نہ بول سکتا ہے اور نہ ہی اپنی جگہ سے حرکت کر سکتا ہے۔ اس کے ہلنے جلنے کی طاقت کے ساتھ ساتھ اس کے بولنے، سننے اور باقی ساری حسیں بھی جام ہو گئی ہیں اور شاید یہ اسی ڈیوائس کا کمال ہے جس کا میں نے ایک بٹن پریس کیا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تھریسیا غرا کر عمران کی جانب مڑی اور اسے انتہائی غضبناک انداز میں دیکھنے لگی۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم اس ڈیوائس کی حقیقت جان چکے ہو

اسی لئے تم نے بٹن پریس کر کے اسے ساکت کیا ہے“..... تھریسیا
نے اسی انداز میں کہا۔

”نہیں پہلے تو مجھے اس ڈیوائس کی حقیقت کا علم نہیں ہوا تھا لیکن
اب تمہاری باتوں سے اور بلیک جیک کی حالت دیکھ کر مجھے کچھ کچھ
اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ ڈیوائس محض ایک ڈیوائس نہیں ہے بلکہ یہ
بلیک جیک کا ریموٹ ہے۔ ایسا ریموٹ کنٹرول جس سے بلیک
جیک کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں
نا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ بلیک جیک کا ریموٹ کنٹرول نہیں ہے“..... تھریسیا
نے غرا کر کہا۔

”تو پھر بلیک جیک ایک بٹن پریس کرنے سے اس طرح سے
ساکت کیوں ہو گیا ہے۔ بولو۔ جواب دو“..... عمران نے اس کی
جانب طنز بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو تھریسیا جز بز سی ہو
کر رہ گئی۔

”عمران پلیز۔ میں تم سے کہہ رہی ہوں نا کہ میں جوزف اور
جوانا کو تمہارے حوالے کر دوں گی اور میں تم میں سے کسی کو بھی
نقصان پہنچائے بغیر ابھی اور اسی وقت بلیک جیک کو لے کر یہاں
سے واپس چلی جاؤں گی“..... تھریسیا نے اس بار انتہائی پریشانی
کے عالم میں کہا جیسے وہ عمران کی منت کر رہی ہو۔

”جوزف اور جوانا کے ساتھ بلیک جیک کے ریموٹ کنٹرول

کے بدلے میں اگر میں تم سے گولڈن کرسٹل مانگوں گا تو کیا وہ بھی
مجھے دے دو گی“..... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے
ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں تمہیں گولڈن کرسٹل نہیں دے سکتی۔ وہ میرے
پاس نہیں ہے میں نے اسے حاصل کرتے ہی بلیک ڈیوائس کے
ذریعے زیرو لینڈ ٹرانسفر کر دیا تھا۔ اگر وہ میرے پاس ہوتا تب بھی
میں وہ تمہیں نہ دیتی“..... تھریسیا نے سخت لہجے میں کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ میں بھی تمہیں یہ ڈیوائس نہیں دوں گا۔ کر لو جو
تمہیں کرنا ہے“..... عمران نے کسی ضدی بچے کے انداز میں کہا۔

”عمران“..... تھریسیا بری طرح سے غرائی۔

”اب میں تمہیں جانِ عمران کہنے سے رہا۔ بہرحال تم ویسے نہیں
تو ایسے تو مانو گی ہی“..... عمران نے کہا۔ اسی لمحے ایک زور دار
دھماکہ ہوا اور تھریسیا بری طرح سے چیختی ہوئی کئی قدم پیچھے ہٹتی چلی
گئی۔ اس کے ہاتھ سے ریز گن نکل کر دور جا گری تھی۔ عمران
نے تھریسیا سے باتیں کرتے ہوئے اپنا ایک ہاتھ جیب میں ڈال لیا
تھا اس کی جیب میں مشین پسٹل تھا جس سے اس نے اچانک
تھریسیا کے اس ہاتھ پر فائر کر دیا تھا جس میں تھریسیا نے ریز گن
پکڑ رکھی تھی۔ تھریسیا کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔ اسے زخمی ہوتے اور
اس کے ہاتھ سے ریز گن نکلتے دیکھ کر تنویر نے فوراً اس کی طرف
چھلانگ لگائی۔ وہ اڑتا ہوا سڑک پر آیا اور اس نے انتہائی ماہرانہ

انداز میں ڈائیو لگاتے ہوئے سڑک پر گرا ہوا تھریسیا کا ریز گن اٹھایا اور بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں ہوتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں موجود ریز گن کا رخ تھریسیا کی جانب ہو چکا تھا۔ اس کے ہاتھ میں اپنا ریز گن دیکھ کر تھریسیا بھی بلیک جیک کی طرح ساکت ہو گئی۔

''بس اب حرکت کی تو جان سے جاؤ گی''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''تم سب پچھتاؤ گے۔ بہت برے پچھتاؤ گے''...... تھریسیا نے زہریلی ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا اور پھر وہ اچانک مڑی اور اس نے اچانک بجلی کی سی تیزی سے سڑک کی طرف الٹی قلابازیاں کھانا شروع کر دیں۔ اسے الٹی قلابازیاں کھا کر پیچھے ہٹتے دیکھ کر تنویر نے ریز گن کا ایک بٹن پریس کیا تو ریز گن سے سرخ رنگ کی ایک شعاع سی نکلی اور تھریسیا کی جانب بڑھی لیکن تھریسیا اس قدر تیزی سے الٹی قلابازیاں کھاتی ہوئی پیچھے ہٹتی جا رہی تھی کہ گن سے نکلنے والی شعاع اس کی بجائے سڑک پر پڑی۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ سڑک پر آگ کا ایک بڑا سا الاؤ روشن ہوا اور یہ الاؤ اس قدر تیز اور بلند تھا کہ سڑک پر الٹی قلابازیاں کھاتی ہوئی تھریسیا اب انہیں دکھائی ہی نہیں دے رہی تھی۔ چند ہی لمحوں میں سڑک پر بھڑکنے والا آگ کا الاؤ ختم ہو گیا۔ سڑک کے اس حصے سے اب دھواں نکل رہا تھا اور سڑک کا تارکول پگھلتا ہوا دکھائی دے

رہا تھا مگر اب تھریسیا انہیں سڑک پر دور دور تک دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

''یہ اچانک کہاں غائب ہو گئی''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کے پاس ٹرانسمٹ ڈیوائس ہے۔ ہم سے دور جاتے ہی اس نے ڈیوائس استعمال کی ہو گی اور یہاں سے غائب ہو کر اپنے کسی اسپیس اسٹیشن یا پھر فے گراز میں ٹرانسمٹ ہو گئی ہو گی۔ تم نے خواہ مخواہ ریز فائر کر کے اسے یہاں سے جانے کا موقع دے دیا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میں نے اسے کوئی موقع نہیں دیا وہ ریز فائر ہونے سے پہلے ہی بھاگ نکلی تھی''...... تنویر نے جواب میں اس سے بھی زیادہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ بلیک جیک آخر اس طرح ساکت کیوں ہو گیا ہے۔ کیا واقعی گرین ہاؤس سے آپ کو جو بٹن نما بیج ملا تھا وہ بلیک جیک کا ریموٹ کنٹرول ہے''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے ویسے ہی یہ بٹن پریس کیا تھا جس سے بلیک جیک ساکت ہو گیا تھا۔ اس سے تو یہی لگ رہا ہے کہ بلیک جیک اس ڈیوائس کا غلام ہے۔ یہ اسی بٹن سے آن آف ہوتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ایک مرتبہ پھر اس بٹن کو پریس کریں۔ دیکھتے ہیں کہ یہ حرکت

کرتا ہے یا نہیں''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ تھریسیا یہاں سے جا چکی ہے۔ اس کی موجودگی میں ہمارے سامنے شرافت کا پیکر بنا ہوا تھا۔ اب اگر یہ حرکت میں آ تو یہ ہمارا کوئی لحاظ نہیں کرے گا۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہم اسے اسی حالت میں اٹھا کر لے چلتے ہیں۔ رانا ہاؤس میں جا کر میں اس پر ریسرچ کروں گا اور اس ڈیوائس کو بھی چیک کروں گا تاکہ پتہ چل سکے کہ اس ڈیوائس سے بلیک جیک کا کیا تعلق ہے۔ جوزف اور جوانا بھی ہمیں مل چکے ہیں اس لئے اب ہمارا یہاں رکنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ فولادی مشینوں کا بنا ہوا ہے۔ اسے یہاں سے اٹھائے گا کون۔ اسے اٹھانے کے لئے ہمیں شاید کوئی ہیوی کرین ہی لانی پڑے گی''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جوزف اور جوانا کی شکل میں ہمارے پاس دو ہیوی کرینیں موجود ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے ہمیں بھلا اور کرینیں لانے کی کیا ضرورت ہے۔ ان دونوں کو ہوش میں لاؤ۔ وہ دونوں خود ہی بلیک جیک کو اٹھا کر لے جائیں گے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہمیں تھریسیا سے بھی ہوشیار رہنا ہو گا۔ اس کا کوئی بھروسہ نہیں کہ وہ کب تم سے ڈیوائس لینے اور بلیک جیک کو حاصل کرنے کے لئے واپس آ جائے''...... تنویر نے کہا۔

''دیکھا جائے گا''...... عمران نے سر جھٹک کر کہا تو تنویر نے ایک طویل سانس لیا اور ریز گن جیب میں ڈال کر صفدر کے ساتھ کار کی جانب بڑھتا چلا گیا جس کی پچھلی سیٹوں پر واقعی جوزف اور جوانا بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

عمران انہیں بلیک جیک اور تھریسیا کی لائی ہوئی کار کی جانب بڑھتے دیکھ کر ساکت کھڑے بلیک جیک کی جانب بڑھ گیا تھا اور پھر اس نے بلیک جیک کو یوں چھو چھو کر دیکھنا شروع کر دیا جیسے قربانی کے بکرے کو باقاعدہ چھو کر دیکھا جاتا ہے کہ اس میں کوئی نقص تو نہیں ہے۔

افریقہ کے ایک ملک جس کا نام گبون تھا کے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر سیاہ رنگ کی چار بڑی جیپیں انتہائی تیز رفتار سے دوڑی چلی جا رہی تھیں۔

ان جیپوں میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ کرنل فریدی جانتا تھا کہ صحرائے اعظم دنیا کا انتہائی طویل و عریض صحرا ہے اور اس صحرا میں قدرتی آفات کے ساتھ اسرائیلی فورس کا بھی سامنا ہو سکتا ہے اس لئے وہ اپنے ساتھ اس بار تمام ساتھیوں کو لے آیا تھا۔ جن میں کیپٹن حمید، کرائم رپورٹر انور، کرائم رپورٹر رشیدہ، انسپکٹر جگدیش، لیڈی انسپکٹر ریکھا، روزا، طارق اور قاسم کے ساتھ بلیک فورس کا انچارج ہریش اور اس کے نو ساتھی شامل تھے۔ کرنل فریدی اپنے ساتھ خصوصی طور پر انسپکٹر آصف کو بھی لے آیا تھا جو ہر وقت اس سے جلا بھنا رہتا تھا۔ اسے ساتھ لانے کے

لئے کرنل فریدی نے باقاعدہ اعلیٰ حکام سے بات کی تھی اور جب انسپکٹر آصف کو معلوم ہوا کہ کرنل فریدی اسے جان بوجھ کر اپنے ساتھ دنیا کے گرم ترین خطے صحرائے اعظم میں لے جا رہا ہے تو اسے کرنل فریدی پر شدید غصہ آیا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کرنل فریدی پر اپنے سرکاری ریوالور کی ساری گولیاں داغ دیتا۔ اس نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح سے وہ حکم واپس کرا سکے جس کے تحت اسے کرنل فریدی کے ساتھ افریقہ کے صحرائے اعظم میں بھیجا جا رہا ہے لیکن ظاہر ہے اس کے لئے کرنل فریدی نے خصوصی طور پر حکم پاس کرایا تھا اس لئے بھلا اس بے چارے کی کون سنتا تھا اس لئے چار و ناچار وہ کرنل فریدی کے ساتھ صحرائے اعظم میں جانے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ انسپکٹر آصف سمیت کرنل فریدی کے ساتھ اس وقت بیس افراد تھے۔

کرنل فریدی، قاسم کے ایک سمندری جہاز کے ذریعے افریقہ پہنچے تھے۔ اس لئے وہ اپنے ساتھ اپنا خصوصی سامان بھی اس جہاز کے خفیہ حصوں میں چھپا کر لے آئے تھے۔

جہاز گبون میں کافی دور لنگر انداز کیا گیا تھا۔ جہاز سے چند بوٹس اتاری گئی تھیں اور پھر وہ سب ان بوٹس میں سوار ہو کر گبون کی ایک ویران اور سنسان کھاڑی میں اتر گئے تھے۔ جہاز کا عملہ وہاں سے نہ صرف بوٹس واپس لے گیا تھا بلکہ کرنل فریدی کے کہنے پر قاسم نے جہاز کو بھی واپس بھیج دیا تھا۔ چونکہ انہیں صحرائے اعظم

میں بہت وقت لگ سکتا تھا اس لئے کرنل فریدی کے کہنے
مطابق افریقی حکومت کے کوسٹ گارڈز غیر قانونی طور پر اس ط
آنے والے سمندری جہاز کو حراست میں لے سکتے تھے۔

کرنل فریدی چونکہ ان راستوں کے بارے میں جانتا تھا
لئے وہ گبون کی طرف ایسے راستوں سے پہنچا تھا جہاں ان
افریقہ کے کسی کوسٹ گارڈز شپ یا بوٹ سے کوئی ٹکراؤ نہیں
تھا۔ اس کے علاوہ کرنل فریدی نے جہاز کے راڈار سسٹم میں ایک
ایسی ڈیوائس لگا دی تھی جس سے اس راڈار سسٹم سے سمندروں
موجود دوسرے جہازوں کا تو پتہ چل سکتا تھا لیکن اس ڈیوائس
وجہ سے کسی دوسرے جہاز کے راڈار سسٹم پر اس جہاز کا کوئی کا
نہیں جا سکتا تھا۔ کرنل فریدی کی یہ احتیاط کام کر گئی تھی اور وہ سب
کسی کی نظروں میں آئے بغیر اپنے سامان کے ساتھ بحفاظت گ
پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

کھاڑی کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا جنگل تھا جو ویران
سنسان تھا۔ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی اس جنگل میں آئے ا
انہوں نے اپنا سارا سامان اس جنگل میں چھپا دیا۔ کرنل فریدی
گبون میں ایک کافرستانی ایجنٹ سے رابطہ تھا۔ اس نے جنگل میں
کر اسے ٹرانسمیٹر کال کی اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی گبون میں
آنے کی اسے اطلاع دے دی۔ فارن ایجنٹ نے انہیں وہیں رکنے
کے لئے کہا۔ اس نے کرنل فریدی سے کہا تھا کہ وہ دو گھنٹوں تک

اسے اور اس کے ساتھیوں کو لینے اسی جنگل میں پہنچ جائے گا۔
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دو گھنٹوں کے بعد فارن ایجنٹ جس کا کوڈ نام
مہاراجہ تھا وہاں چار بند باڈی والی وینیں لے کر پہنچ گیا۔ اس نے
کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کو وینوں میں بٹھایا اور گبون میں
موجود ایک خفیہ اڈے پر لے آیا۔

کرنل فریدی نے مہاراجہ کے ساتھ مل کر صحرائے اعظم کے
بارے میں معلومات حاصل کرنی شروع کر دیں۔ اس کے لئے وہ
دو تین دن مہاراجہ کے ساتھ مختلف علاقوں میں جاتا رہا تھا جہاں
خاص طور پر بدو ایک شہر سے دوسرے شہر تک جانے کے لئے صحارا
ڈیزرٹ سے ہی قافلوں کی شکل میں گزرتے تھے۔ کرنل فریدی ان
سب سے مل کر صحرائے اعظم کے موسمی تغیرات اور وہاں کی قدرتی
آفات کے بارے میں پوچھ رہا تھا تاکہ وہ خود کو اور اپنے ساتھیوں
کو ان سب سے بچا سکے۔ کرنل فریدی کی معلومات کے مطابق سیٹھ
پرتاب بھی گبون میں ہی کہیں موجود تھا۔

کرنل فریدی گبون میں سیٹھ پرتاب کو بھی تلاش کرنا چاہتا تھا۔
وہ سیٹھ پرتاب سے حتمی طور پر یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ جس
گولڈن کرسٹل کے حصول کے لئے یہاں آیا ہے اس سلسلے میں وہ
کس حد تک کامیاب ہوا ہے اور وہ کہاں تک پہنچا ہے لیکن کوشش
کے باوجود اسے ابھی تک سیٹھ پرتاب کے بارے میں علم نہیں ہو سکا
تھا کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ کرنل فریدی

اسرائیل کی ان فورسز کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر رہا
جو صحارا میں خفیہ طور پر کام کر رہی تھیں۔

جب کرنل فریدی کو سیٹھ پرتاب کے بارے میں کوئی معلوما
نہ ملیں تو اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ صحارا میں جانے کا فیہ
کر لیا۔ فارن ایجنٹ مہاراجہ کا گبون میں خاصا اثر و رسوخ تھا۔ ا
نے انہیں صحارا میں داخل کرانے کا ایک محفوظ راستہ تلاش کر لیا
جو طویل ضرور تھا لیکن اس راستے سے وہ سب کسی کی نظروں م
آئے بغیر صحارا میں داخل ہو سکتے تھے۔

مہاراجہ نے ان کے لئے صحرا میں تیز رفتاری سے دوڑنے وال
چار جیپیں حاصل کر لی تھیں۔ ان جیپوں کے آتے ہی وہ سب صحا
کی جانب روانہ ہو گئے تھے۔ کرنل فریدی جیپیں لے کر پہلے ا
جنگل میں گیا تھا جہاں انہوں نے اسلحہ اور دوسرا سامان چھپایا ہوا
تھا۔ اپنا سارا سامان جیپوں میں منتقل کر کے وہ مہاراجہ کے ساتھ
صحرائے اعظم کی جانب روانہ ہو گئے۔

چاروں جیپیں ایک دوسرے کے پیچھے انتہائی تیز رفتاری سے
دوڑتی جا رہی تھیں۔ اگلی جیپ مہاراجہ ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے
سائیڈ والی سیٹ پر کرنل فریدی بیٹھا ہوا تھا جبکہ پچھلی سیٹوں پر اس
کے تین ساتھی بیٹھے تھے۔ جن میں کیپٹن حمید، ہریش ایک ساتھ
بیٹھے تھے جبکہ ایک بڑی سیٹ اکیلے قاسم نے سنبھال رکھی تھی۔ پچھلی
تین جیپوں میں کرنل فریدی کے باقی ساتھی موجود تھے۔

''جب آپ کو سیٹھ پرتاب کے بارے میں پتہ ہی نہیں چلا ہے
کہ وہ کہاں ہے تو آپ بے مطلب صحارا میں جانے کے لئے
کیوں نکل آئے ہیں''...... کیپٹن حمید نے کرنل فریدی سے مخاطب
ہو کر پوچھا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے فرزند کہ میں گبون میں سیٹھ پرتاب کو
ہی تلاش کرتا رہوں جب تک وہ نہیں مل جاتا ہم صحارا میں جائیں
ہی نہ''...... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ظاہر ہے۔ اس کے بغیر صحرا میں جانا تو موت کے منہ میں
جانے کے مترادف ہے۔ جب تک آپ کو اس سے انفارمیشن نہیں
مل جاتی کہ گولڈن کرسٹل صحارا میں کہاں گرا ہے اس وقت تک کیا
ہمیں آپ کے ساتھ صحارا کی خاک چھاننا پڑے گی۔ آپ جانتے
ہی ہیں کہ صحارا دنیا کا طویل ترین اور گرم ترین خطہ ہے جہاں دنیا
بھر کی آفتیں موجود ہیں۔ اگر ہم پر صحارا کی کوئی ایک آفت بھی
ٹوٹ پڑی تو ہم بے موت مارے جائیں گے''...... کیپٹن حمید نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہیں صحرائے اعظم میں جانے سے اتنا ہی ڈر لگ رہا ہے
تو تم یہیں رک جاؤ۔ میں اکیلا ہی وہاں چلا جاتا ہوں''...... کرنل
فریدی نے اسی انداز میں کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب
ہمیں اس مقام کا پتہ ہی نہیں ہے جہاں پر گولڈن کرسٹل موجود ہے

تو ہم صحرا میں کہاں کہاں بھٹکتے پھریں گے''...... کیپٹن حمید نے کرنل
فریدی کو اس انداز میں جواب دیتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے
میں کہا۔
''کوشش کرے تو انسان بھوسے میں چھپی ہوئی سوئی بھی تلاش
کر سکتا ہے''...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔
''اگر آپ کو سیٹھ پرتاب کا پتہ نہیں چل رہا تھا تو آپ کسی
صحرائی گائیڈ کو ہی ساتھ لے لیتے جو ہمیں آنے والے خطرات سے
محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ صحیح راستوں سے آگے لے جا سکتا تھا۔
اس طرح تو ہم نجانے کب گولڈن کرسٹل تک پہنچ سکیں اور میری
سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ آپ صحرا میں کیونا کی طرف سے
جانے کی بجائے اس کے اپوزٹ کیوں جا رہے ہیں۔ آسمانی طوفان
کیونا پر گرا تھا۔ باقی طوفان بھی اس کے اردگرد ہی آیا ہو گا۔ آپ
تو کیونا سے ہزاروں کلو میٹر دور آ گئے ہیں۔ اگر ہم اس طرف سے
کیونا کی طرف جائیں گے تو ہمیں اس کیونا تو ایک طرف صحرائے
اعظم کے وسط تک پہنچنے میں بھی کئی ماہ لگ جائیں گے اور ہماری
جیپوں میں مخصوص حد تک فیول موجود ہے جو ہمیں سو دو سو کلومیٹر
تک تو آگے لے جا سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ ہمارے پاس
ایکسٹرا فیول بھی نہیں ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے کہ صحرا میں
ہمارے لئے کہیں فیول اسٹیشن موجود نہیں ہوں گے جہاں سے ہم
مسلسل فیول لے کر آگے بڑھتے رہیں''...... کیپٹن حمید نے مسلسل

بولتے ہوئے کہا۔
''ہم جیپوں میں محض صحرائی پٹی تک جائیں گے۔ اس سے
آگے کا سفر ہم ایک کارواں کے ساتھ کریں گے''...... کرنل فریدی
نے جواب دیا تو کیپٹن حمید بے اختیار چونک پڑا۔
''کارواں۔ آپ کا مطلب ہے ہم صحارا میں کسی قافلے کے
ساتھ جائیں گے''...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''میرا خیال ہے کہ کارواں کا مطلب قافلہ ہی ہوتا ہے''۔ کرنل
فریدی نے منہ بنا کر کہا۔
''وہ تو میں بھی جانتا ہوں لیکن آپ نے قافلے کے ساتھ سفر
کرنے کو ترجیح کیوں دی ہے اور وہ قافلہ ہمیں کہاں لے جائے
گا''...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔
''صحارا میں''...... کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تو
کیپٹن حمید ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔
''صحارا میں کہاں''...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔
''جہاں تک قافلہ ہمیں لے جائے گا''...... کرنل فریدی نے اسی
انداز میں جواب دیا تو کیپٹن حمید سمجھ گیا کہ کرنل فریدی ابھی اسے
کچھ بتانا نہیں چاہتا ہے یا پھر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر فارن
ایجنٹ مہاراجہ موجود ہے اس لئے کرنل فریدی اس کے سامنے کچھ
کہنے سے گریز کر رہا تھا۔
''لگتا ہے آپ کچھ بتانا نہیں چاہتے''...... کیپٹن حمید نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔
''جب سمجھتے ہو تو پھر فضول باتیں کرنے کا مطلب''......
فریدی نے تلخ لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید نے بے اختیار جبڑے
لئے۔
''پھریدی صاب''...... اچانک قاسم نے کرنل فریدی
مخاطب ہو کر کہا۔
''جی صاحب''...... کرنل فریدی نے اس کی جانب سر گھما
ہوئے کہا۔
''مجھے بھوخ لغ رہی ہے۔ کیا میں چلتی ہوئی جیپ میں کچھ کھا
سکتا ہوں''...... قاسم نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔
''اس میں کرنل صاحب سے پوچھنے کی کیا بات ہے۔ تم تو
کھانے پینے والی چلتی پھرتی مشین ہو۔ تم کہیں بھی کچھ نہیں بلکہ
بہت کچھ کھا سکتے ہو، تمہارا منہ چلتا رہے تو ہمیں کوئی حیرانی نہیں
ہوتی لیکن جب تم منہ چلائے بغیر بیٹھے رہتے ہو تو پھر ہمیں حیرت
ہوتی ہے اور ہمیں یہ فکر دامن گیر ہونا شروع ہو جاتی ہے کہ تم بغیر
ایندھن کے سانس کیسے لے رہے ہو''...... کیپٹن حمید نے کہا۔
''کیا غمید بھائی۔ آپ بھی ہر وقت میرے ساتھ مذاق وراق
کرتے رہتے ہو۔ میں اتنا تو نہیں کھاتا جتنا آپ میرا مذاق اُڑاتے
ہو''...... قاسم نے کہا۔
''ہاں ہاں۔ میں نے کب کہا کہ تم اتنا کھاتے ہو تمہاری

خوراک تو شاید چڑیا کے بچے سے بھی بے حد کم ہے۔ تم زیادہ نہیں
ایک وقت میں صرف بیس آدمیوں کا کھانا کھا جاتے ہو۔ اس سے
زیادہ تو شاید چڑیا کے بچے کی خوراک ہو گی''...... کیپٹن حمید نے
طنزیہ لہجے میں کہا۔
''اور نہیں تو کیا۔ بیس آدمیوں خانا بھی کوئی خانا وانا ہوتا ہے۔
پہلے میں ایک وقت میں پچاس پچاس آدمیوں کا خانا خاتا واتا تھا
اور اب۔ اب تو نجانے کس کی نجر وجر لغ غئی ہے۔ سالی بھوخ ہی
نہیں لغتی مجھے''...... قاسم نے کہا اور اس کی بات سن کر ہریش کے
ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی اور پچاس آدمیوں کے کھانے کا سن کر
مہاراجہ بیک ویو مرر سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر قاسم کی طرف دیکھنا
شروع ہو گیا۔
''تمہاری اپنی ہی نجر وجر لگی ہو گی ورنہ کہاں تم ہر چھ گھنٹے بعد
پچاس آدمیوں کا اکیلے کھانا کھاتے تھے اور کہاں اب ہر ایک گھنٹے
کے بعد بیس آدمیوں کا کھانا ایک ساتھ کھا جاتے ہو''...... کیپٹن
حمید نے اسی طرح سے طنز بھرے لہجے میں کہا۔
''کیوں اس بے چارے کو تنگ کر رہے ہو۔ کھانا پینا اس کا
شوق ہے تو اسے اپنا شوق پورا کرنے دو تمہیں اس سے کیا پریشانی
ہے''...... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے ناراض لہجے میں کہا۔
''اگر آپ اسے اسی طرح بڑھاوا دیں گے تو پھر یاد رکھیں کہ یہ
صحرا تک پہنچتے پہنچتے ہم سب کے حصے کا بھی سارا کھانا کھا جائے گا

پھر ہمارے ساتھ ساتھ آپ کو بھی اپنا پیٹ بھرنے کے لئے ریت
پھانکنی پڑے گی''...... کیپٹن حمید نے منہ بنا کر کہا۔

''فکر نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے کچھ نہ کچھ ضرور چھوڑ دے گا تاکہ
تمہیں ریت نہ پھانکنی پڑے۔ کیوں قاسم''...... کرنل فریدی نے
پہلے کیپٹن حمید سے اور پھر قاسم سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جرور۔ جرور پھریدی صاب۔ میں آپ کے لئے بھی بہت
کچھ چھوڑ ووڑ دوں غا۔ میرے ہوتے ہوئے آپ کو فکر وکر کرنے
کی کوئی جرورت نہیں ہے''...... قاسم نے کہا اور پھر اس نے اپنے
سامنے رکھا ہوا بھاری تھیلا کھولنا شروع کر دیا۔ جیپ پختہ اور سموتھ
سڑک پر دوڑ رہی تھی جس کی وجہ سے جیپ میں کوئی ارتعاش محسوس
نہیں ہو رہا تھا لیکن قاسم کے جسم پر اس قدر گوشت چڑھا ہوا تھا
کہ سموتھ راستے پر بھی اس کا سارا جسم بری طرح سے ہلتا ہوا دکھائی
دے رہا تھا۔

''یہاں سے صحارا کتنے فاصلے پر ہے''...... ہریش نے مہاراجہ
سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہم صحارا سے تین سو کلو میٹر دور ہیں۔ آگے راستہ کافی خراب
ہے۔ اس لئے ہمیں وہاں پہنچتے پہنچتے شام ہو جائے گی''...... مہاراجہ
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بس تو پھر اب اللہ ہی ہے جو ہمارے لئے قاسم سے کچھ
کھانے پینے کا سامان بچا سکتا ہے''...... کیپٹن حمید نے ایک گہری

سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں اپنے خانے وانے کی اتنی فکر ہے سالے۔ تو لو یہ بیغ
نکال لو اس میں سے جتنا خانا وانا نکالنا ہے تم نے اپنے لئے''۔
قاسم نے چڑ کر کہا۔

''رہنے دو۔ اگر میں نے بیگ میں سے کچھ نکال لیا تو تم
بھوکے رہ جاؤ گے''...... کیپٹن حمید نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر اپنی مِن مِن بند کرو اور سکون سے خانے مانے دو
مجھے''...... قاسم نے اسی انداز میں کہا۔

''کیا اس راستے پر ہمیں کسی چیک پوسٹ سے بھی گزرنا پڑے
گا''...... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید اور قاسم کی باتیں نظر انداز
کرتے ہوئے مہاراجہ سے پوچھا۔

''پہلے تو اس طرف کوئی چیک پوسٹ نہیں تھی لیکن جب سے
کیونا میں طوفان آیا ہے تب سے یہاں ایک چیک پوسٹ بن گئی
ہے۔ اس طرف آنے والوں کو روک کر انہیں بے حد پریشان کیا
جاتا ہے لیکن آپ فکر نہ کریں میں آپ کو ایسے راستے سے لے
جاؤں گا جہاں سے ہمیں چیک پوسٹ کے قریب سے بھی نہیں گزرنا
پڑے گا''...... مہاراجہ نے کہا۔

''کس راستے سے جاؤ گے تم''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''ساؤتھ وے کی طرف ایک چھوٹا سا جنگل ہے۔ ہم اس جنگل
سے چلیں گے۔ جنگل صحارا تک جاتا ہے جہاں سے ہم ایک چھوٹا

سا چکر کاٹ کر قافلے میں شامل ہو سکتے ہیں''...... مہاراجہ نے کہا
کرنل فریدی نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

''لگتا ہے تم پہلے بھی یہاں آ چکے ہو۔ اسی لئے تم ان راستوں
کے بارے میں اتنا سب جانتے ہو''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں ایک بار نہیں کئی بار یہاں آ چکا ہوں۔ مجھے
چونکہ خفیہ طور پر ایک شہر سے دوسرے شہر جانا ہوتا ہے اس لئے میں
زیادہ تر صحرائی راستے ہی استعمال کرتا ہوں وہ بھی قافلوں کے ساتھ
تاکہ میں بلا روک ٹوک اپنا کام کر سکوں''...... مہاراجہ نے جواب
دیا۔

''کیا اس صحرا سے بھی لوگ آمد و رفت کرتے ہیں''...... کیپٹن
حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ بدو قسم کے لوگ آج بھی پرانے دور کی طرح ایک
شہر سے دوسرے شہر تک تجارت کی غرض سے پرانے راستے اختیار
کرتے ہیں۔ ان راستوں سے وہ بلا خوف و خطر زیادہ سے زیادہ
سامان ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچاتے ہیں''...... مہاراجہ نے
کہا۔

''صحرا سے وہ کون سا سامان لے جاتے ہیں''...... کیپٹن حمید
نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہ ان راستوں سے منشیات اور اسلحے کے ساتھ ساتھ ہیومن
ٹریفک بھی کرتے ہیں۔ ان غیر قانونی کاموں کے لئے ان کے

لئے صحرائی راستے ہی سود مند ثابت ہوتے ہیں''...... مہاراجہ نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ان صحرائی راستوں سے اسمگلنگ
کرتے ہیں''...... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ انہی راستوں سے ہیومن ٹریفک بھی کی جاتی ہے۔
دوسرے ملکوں سے اغوا کی گئی لڑکیاں اور بچے صحرائی راستوں سے
ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچائے جاتے ہیں۔ جنہیں بھیڑ بکریوں کی
طرح مختلف منڈیوں میں لے جا کر بیچ دیا جاتا ہے''...... اس بار
کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا آپ جس قافلے کے ساتھ صحرا میں جا رہے ہیں اس کا
تعلق بھی ایسے ہی کسی قافلے سے ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کیا یہ
اسمگلروں کا ہی کوئی قافلہ ہے''...... کیپٹن حمید نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ ایسے ہی لوگ ہمیں خفیہ طور پر وہاں پہنچا سکتے ہیں
جہاں ہم جانا چاہتے ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا وہ ہمیں ساتھ لے جانے کے لئے تیار ہو گئے
ہیں''...... ہریش نے پوچھا۔

''دنیا کی سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان کرنسی کی ہوتی
ہے فرزند جو بولے بغیر بھی اپنا کام کر جاتی ہے''...... کرنل فریدی
نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ نے ہمیں ساتھ لے جانے کے لئے انہیں
باقاعدہ معاوضہ دیا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"جی ہاں۔ اس کے بغیر بھلا وہ ہمیں اپنے ساتھ کیسے لے
سکتے تھے"...... مہاراجہ نے مسکرا کر کہا۔

"آپ نے کہا ہے کہ وہ ہمیں ہماری منزل تک لے جائیں
گے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ہماری منزل ہے کہاں"...... کیپٹن حمید
نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ایک بار پھر کرنل فریدی سے
مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے۔ میں دو تین روز سے تم سب سے دور
رہ کر بھاڑ جھونکتا رہا تھا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"آپ بھاڑ جھونکیں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ کام تو مجھ جیسے
احمق ہی کر سکتے ہیں"...... کیپٹن حمید نے منہ بنا کر کہا۔

"خوشی ہوئی یہ سن کر کہ تم نے خود کو احمق مان لیا ہے"...... کرنل
فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید جل بھن کر رہ گیا جبکہ کرنل فریدی کی
بات سن کر ہریش اور مہاراجہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔
قاسم کو جیسے ان سے کوئی مطلب ہی نہیں تھا وہ بیگ سے خشک
کھانے کے ڈبے نکال نکال کر مر بھکوں کی طرح ہڑپ کرتا چلا جا
رہا تھا۔ وہ خالی ڈبے باہر پھینکنے کی بجائے انہیں جیپ میں ہی
پھینک رہا تھا جس سے اس کے سامنے خالی ڈبوں کا ڈھیر سا لگتا جا
رہا تھا۔

"جب کھا کھا کر تھک جاؤ تو ان ڈبوں کو ایک ایک کر کے گن
کر باہر پھینکنا شروع کر دینا۔ گنتی کے بعد تمہیں پتہ چلے گا کہ تم
ایک وقت میں بیس آدمیوں کا کھانا کھاتے ہو یا اس سے کہیں
زیادہ"...... کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کا غصہ نکالنے کے لئے قاسم
کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی کڑوے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے
کہ قاسم کوئی جواب دیتا اچانک انہیں تیز گڑگڑاہٹوں کی آوازیں
سنائی دیں۔ ان آوازوں کو سن کر نہ صرف وہ بلکہ کرنل فریدی بھی
چونک پڑا۔

"یہ تو شاید ہیلی کاپٹروں کی آوازیں ہیں"...... ہریش نے کہا۔

"شاید نہیں یہ حقیقتاً ہیلی کاپٹروں کی ہی آوازیں ہیں"...... کرنل
فریدی نے کہا۔ وہ اس وقت ایک پہاڑی علاقے سے گزر رہے
تھے جو مختلف اطراف میں چکر کھاتا ہوا آگے جا رہا تھا۔ ان کے
دائیں بائیں چھوٹی بڑی پہاڑیوں کے طویل سلسلے پھیلے ہوئے تھے۔

"مہاراجہ جیپ کسی پہاڑی کے ساتھ لگا کر کھڑی کر دو تاکہ ہیلی
کاپٹر اگر اس سڑک کے اوپر سے بھی گزریں تو وہ ہمیں دیکھ نہ
سکیں"...... کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا تو مہاراجہ نے دائیں
بائیں دیکھا پھر ایک چھجے دار پہاڑی جس کی چٹانیں اوپر سے کسی
چھجے کی طرح جھکی ہوئی تھی کی طرف جیپ بڑھاتا لے گیا اور پھر
اس نے جیپ اس پہاڑی کے ساتھ لگا کر روک دی۔ اس کے پیچھے
باقی جیپیں بھی اس پہاڑی کے ساتھ آ کر رک گئیں۔ گو کہ یہ اتنی

محفوظ جگہ تو نہیں تھی لیکن اگر ہیلی کاپٹروں سے خاص طور پر
جھانک کر نہ دیکھا جاتا اس وقت تک ان جیپوں کو آسانی سے نہ
دیکھا جا سکتا تھا۔

ہیلی کاپٹروں کی گڑگڑاہٹوں کی آوازیں تیز ہوتی جا رہی تھیں
چونکہ وہ ایک پہاڑی علاقے میں تھے اس لئے انہیں گڑگڑاہٹوں کی
آوازیں ہر طرف سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں جس سے انہیں
اس بات کا اندازہ لگانا مشکل ہو رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر کس جانب سے
آ رہے ہیں۔

''اگر ہیلی کاپٹر دائیں طرف سے آئے اور آگے بڑھ گئے تو وہ
ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے لیکن اگر ہیلی کاپٹر بائیں جانب سے اس
طرف سے گزرے تو وہ آسانی سے ہماری جیپیں دیکھ لیں
گے''...... کیپٹن حمید نے سر اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''خاموش ہو جاؤ۔ مجھے اندازہ لگانے دو کہ ہیلی کاپٹر کس جانب
سے آ رہے ہیں''...... کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا تو کیپٹن
حمید خاموش ہو گیا۔ ہیلی کاپٹروں کی گڑگڑاہٹ کی آوازیں اب تیز
ہوتی جا رہی تھیں یوں لگ رہا تھا جیسے ہیلی کاپٹروں کا پورا اسکواڈرن
وہاں سے گزر رہا ہو اور ان کی پرواز خاصی نیچی ہو۔

کچھ ہی دیر میں انہیں اپنے سروں پر سے بے شمار فوجی ہیلی
کاپٹر گزرتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہیلی کاپٹر واقعی خاصی نیچی پرواز
کر رہے تھے اور وہ قطاروں کی شکل میں گزرتے ہوئے دکھائی

دے رہے تھے۔ ان ہیلی کاپٹروں کے اسکوارڈ میں شنوائے ہیلی
کاپٹر، کوبرا، لاما، شنوک، ایئر کرین جن سے بھاری سامان اٹھایا جاتا
تھا اور اپاچے جیسے ہیلی کاپٹر شامل تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بڑی
تعداد میں فوجی اور ان کا سامان کسی خاص مقام پر بذریعہ ہیلی کاپٹر
لے جایا جا رہا ہو۔

ہیلی کاپٹر دائیں جانب سے آئے تھے بائیں جانب کرنل فریدی
اور اس کے ساتھیوں کی جیپیں موجود تھیں اور ان کے سروں پر چونکہ
چٹانوں کے چھجے تھے اس لئے ہیلی کاپٹروں سے انہیں آسانی سے
نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ ہیلی کاپٹروں کا یہ اسکوارڈ کافی بڑا تھا جس
میں کم و بیش پچاس ہیلی کاپٹر تھے۔ کچھ دیر تک ہیلی کاپٹر اسی طرح
ان کے اوپر سے گزرتے رہے پھر آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹروں کے
ہوٹروں کی آوازیں ان سے دور ہوتی چلی گئیں۔

''بہت بڑا اسکوارڈ تھا۔ اتنی تعداد میں فوجی اور ان کا سامان
کہاں لے جایا جا رہا تھا''...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

''ہیلی کاپٹروں کا رخ صحارا کی جانب تھا شاید یہاں صحارا میں
موجود کسی فوجی اڈے پر فوجی ترسیل کے لئے یہ ہیلی کاپٹر گئے
ہیں''...... ہریش نے کہا۔

''تمام ہیلی کاپٹر سیاہ رنگ کے تھے۔ ان پر کوئی نشان اور کوئی
نام بھی نہیں تھا۔ گبون میں ہم نے پہلے کبھی اتنی تعداد میں ہیلی

کاپٹروں کا اسکوارڈ نہیں دیکھا تھا''...... مہاراجہ نے کہا۔

''اگر ان ہیلی کاپٹروں کا تعلق گبون سے نہیں ہے تو پھر یہ
ملک کے ہیلی کاپٹر ہیں اور اس قدر آزادی سے یہاں سے
گزر گئے ہیں''...... کیپٹن حمید نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ان میں زیادہ تعداد اپاچے ہیلی کاپٹروں کی تھی۔ اپاچے
کاپٹروں کا اتنا بڑا اسکوارڈ صرف اسرائیل کے پاس ہے''...... کر
فریدی نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہیلی کاپٹروں کا
اسکوارڈ اسرائیل سے یہاں آیا ہے''...... کیپٹن حمید نے بری طر
سے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ان دنوں اسرائیل اور کئی افریقی ممالک میں خفیہ گٹھ جو
کی خبریں پھیلی ہوئی ہیں۔ جن کے بارے میں ابھی یہ تفصیلات
سامنے نہیں آئی ہیں کہ افریقہ اور اسرائیل کس ایجنڈے پر کام کر
رہے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ افریقہ کے کئی ممالک آج کل
اسرائیل کو فل سپورٹ کر رہے ہیں اور جیسا کہ میں پہلے بھی بتا چکا
ہوں کہ افریقی حکومت کی ایما پر خفیہ طور پر صحرائے اعظم میں
اسرائیلیوں نے کئی خفیہ اڈے بنا رکھے ہیں۔ یہاں سے گزرنے والا
ہیلی کاپٹروں کا اسکوارڈ شاید انہی خفیہ اڈوں کی طرف گیا ہے''۔
کرنل فریدی نے کہا۔

''تو کیا یہ اسکوارڈ ہمارے راستے میں حائل ہونے کی کوشش کر

سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ جب ہم صحرائے اعظم میں داخل
ہوں گے تو کیا ہمارا ان خفیہ اڈوں کی اسرائیلی فوج سے ٹکراؤ ہونے
کا امکان ہو سکتا ہے''...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

''ظاہر ہے۔ وہ یہاں جس مقصد کے لئے موجود ہیں۔ وہ ہمیں
آسانی سے تو آگے نہیں جانے دیں گے۔ وہ یقیناً ہمارے راستے
کی دیواریں بننے کی کوشش کریں گے اسی لئے تو میں اپنے ساتھ
بڑی ٹیم لایا ہوں تاکہ ہر قسم کے حالات کا آسانی سے مقابلہ کیا جا
سکے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اسکوارڈ یہاں سے کافی دور جا چکا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب
ہمیں آگے بڑھنا چاہئے''...... مہاراجہ نے کہا تو کرنل فریدی نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ مہاراجہ نے جیپ اسٹارٹ کی اور پھر وہ
پہاڑی کے کنارے سے ہٹ کر سڑک پر آ گیا۔ اس کے پیچھے باقی
جیپیں بھی چل پڑیں۔ کچھ ہی دیر میں چاروں جیپیں ایک بار پھر
پہاڑی راستوں پر نہایت تیزی سے بھاگی جا رہی تھیں۔ چند موڑ
مڑنے کے بعد وہ جیسے ہی ایک متوازی سڑک پر آئے۔ کرنل
فریدی، مہاراجہ اور پیچھے بیٹھے ہوئے افراد بے اختیار چونک پڑے۔
سامنے سڑک پر انہیں کئی کنٹینرز دکھائی دے رہے تھے جو بیچ سڑک
پر اس انداز میں رکھے ہوئے تھے کہ سڑک کے کسی طرف سے
گزرنے کا راستہ دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے
یہ کنٹینرز خاص طور پر سڑک کو بلاک کرنے کے لئے یہاں رکھے

گئے ہوں۔ وہاں صرف کنٹینرز ہی دکھائی نہیں دے رہے
وہاں فوجی جیپوں اور فوجیوں کی بھی بڑی تعداد دکھائی دے
تھی۔ سڑک پر اور سڑک کے اردگرد کی ڈھلانوں پر کئی فوجی گا
کھڑی تھیں جن کے پاس مسلح فوجی موجود تھے۔ ان میں سے
سے فوجی کنٹینروں کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے مشین گنیں
دوسرا تباہ کن اسلحہ سنبھالے پوزیشن لے کر بیٹھے تھے اور ان کے
اسی جانب تھے جدھر سے کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کی جیپ
آ رہی تھیں۔

بلاک سڑک اور فوجیوں کو دیکھ کر ان سب کے چہرے ست
گئے۔ مہاراجہ نے جیپ کی رفتار میں نمایاں کمی کرنا شروع کر دی۔

"ہونہہ۔ تو یہ یہاں ہماری گھات لگائے بیٹھے ہیں"...... کر
فریدی کے حلق سے غراہٹ بھری آواز نکلی۔

"لیکن انہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم اس طرف آ رہے ہیں۔
یہاں انہوں نے جس انداز میں پکٹنگ کر رکھی ہے اسے دیکھ کر
ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے انہیں پہلے سے اس بات کی خبر تھی کہ
اس راستے سے صحارا کی طرف جا رہے ہیں"...... کیپٹن حمید نے
پریشانی کے عالم میں کہا۔

"کچھ نہ کچھ گڑبڑ تو ضرور ہے۔ ان کا اس طرح ہمارے راستے
میں آنا خالی از علت نہیں ہو سکتا"...... کرنل فریدی نے جبڑے بھینچے
ہوئے کہا۔

"آپ کے خیال میں کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے"...... مہاراجہ نے
کرنل فریدی کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"انہیں ہمارے اس طرف آنے کی پہلے سے ہی خبر تھی۔ یہ
یہاں ہمارا ہی انتظار کر رہے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن کیسے۔ کیا انہیں الہام ہوا تھا کہ ہم اس طرف آ رہے
ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا لیکن کرنل فریدی نے اس کی بات کا
کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی نظریں سامنے موجود فوجیوں پر جمی ہوئی
تھیں جو ان پر حملہ کرنے کے لئے پر تولتے ہوئے دکھائی دے
رہے تھے۔ کرنل فریدی کے اشارے پر مہاراجہ نے جیپ روک دی
تھی۔ اس کے پیچھے باقی جیپیں بھی رک گئی تھیں۔ ان سب نے بھی
سامنے کی صورتحال دیکھ لی تھی۔

"اب کیا کرنا ہے"...... ہریش نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ تو دیکھ لینے دو کہ یہ کیا چاہتے ہیں اور ہمیں اس طرح
روکنے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

ان کی جیپیں فوجیوں سے قریباً پانچ سو میٹر دور تھیں۔ اسی لمحے
انہیں سامنے ایک فوجی کے ہاتھ میں میگا فون دکھائی دیا جسے لے کر
وہ سڑک کے درمیان میں کھڑا ہو گیا تھا۔ دوسرے لمحے انہیں اس
فوجی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم سب اپنی جیپوں سے نکل کر ہاتھ اوپر اٹھا کر باہر آ جاؤ۔
ہم تمہیں ایک منٹ کا وقت دیتے ہیں۔ اگر تم جیپوں سے ہاتھ اٹھا

کر باہر نہ نکلے تو ہم تمہیں جیپوں سمیت اُڑا دیں گے“...... میگا فون میں چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ اسی لمحے انہیں ایک ہیلی کی آواز سنائی دی۔ ہیلی کاپٹر کی آواز انہیں عقب سے سنائی د رہی تھی۔ کرنل فریدی نے دروازے سے سر نکال کر پیچھے دیکھ اسے جیپوں کے پیچھے کچھ فاصلے پر ایک گن شپ ہیلی کاپٹر اڑ دیا جو سڑک کی طرف آتے ہوئے عین سڑک کے اوپر ہوا میں ہو گیا تھا۔

”انہوں نے ہمیں دونوں طرف سے گھیر لیا ہے“...... کر فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہماری دائیں بائیں نشیب ہے۔ ہم اس طرف بھی جیپیں لے جا سکتے ہیں“...... مہاراجہ نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔ کر فریدی چند لمحے ماحول کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے جیپ سے ہاتھ نکال کر پیچھے موجود جیپوں میں اپنے ساتھیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔

”اوہ۔ کیا آپ ان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں“...... اس کا اشارہ دیکھ کر کیپٹن حمید نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا کیونکہ کر فریدی نے اپنے ساتھیوں کو جو اشارہ کیا تھا اس کا مطلب تھا کہ اپنا اسلحہ سنبھال کر تیار رہیں۔

”ہاں۔ تم سب بھی اپنا اسلحہ نکال لو۔ جلدی“...... کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا تو ہریش نے فوراً جیپ کی سیٹ کے نیچے

اسلحے سے بھرا ہوا تھیلا نکال لیا۔ کرنل فریدی نے فوراً اپنے لباس کی اندرونی جیب سے ایک بھاری ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ یہ ریوالور عام ریوالوروں سے کہیں زیادہ بڑا تھا اور اس کا میگزین بھی خاصا پھولا ہوا تھا۔ میگزین میں موٹی اور لمبی لمبی گولیاں تھیں۔

”میں ہیلی کاپٹر کو نشانہ بناتا ہوں۔ تم سب پیچھے جاؤ اور سب سے کہو کہ جیپوں سے نکل کر نشیبوں کی طرف چلے جائیں۔ یاد رکھو ہمیں ان کا بھرپور مقابلہ کرنا ہوگا۔ مجھے ان کے ارادے نیک معلوم نہیں ہو رہے ہیں۔ اگر ہم ان کے قابو میں آ گئے تو یہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے“...... کرنل فریدی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

ہریش نے فوراً تھیلے سے اسلحہ نکال کر ان میں بانٹنا شروع کر دیا۔

”تمہارے پاس صرف دس سیکنڈ باقی ہیں۔ جلدی کرو۔ اپنی جیپیں چھوڑ دو ورنہ ہم میزائل مار کر تمہاری جیپیں تباہ کر دیں گے“...... میگا فون سے ایک بار پھر چیختی ہوئی آواز میں کہا گیا۔

کرنل فریدی نے ریوالور مضبوطی سے پکڑا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا جو اسلحہ لے کر جیپوں سے کودنے کے لئے تیار تھے۔

”تھری۔ ٹو۔ ون“...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر ان سب نے فوراً جیپوں سے چھلانگیں لگا دیں۔ کرنل فریدی چھلانگ لگا کر باہر آیا اور اس نے سڑک پر گرتے ہی قلابازی لگاتے ہوئے اپنا رخ عقب میں موجود ہیلی کاپٹر کی جانب کرتے ہوئے ریوالور سے ہیلی

کاپٹر پر فائر کر دیا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے راکٹ
سے موٹی اور لمبی گولی بجلی کی سی تیزی سے نکل کر ہیلی کاپٹر
جانب بڑھتی چلی گئی۔ گولی ٹھیک ہیلی کاپٹر کی ونڈ سکرین پر لگی
اور ونڈ سکرین میں سوراخ بناتی ہوئی اندر چلی گئی تھی۔ اس سے
کہ ہیلی کاپٹر میں موجود مسلح افراد اور پائلٹ کچھ سمجھتے اچانک ایک
کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر پرزے پرزے ہو کر بکھرتا
گیا۔ کرنل فریدی نے اس ہیلی کاپٹر پر بلاسٹنگ بلٹ فائر کی
جس سے ہیلی کاپٹر کے ایک لمحے میں پرخچے اُڑ گئے تھے۔
کیپٹن حمید، ہریش اور مہاراجہ فوراً جیپوں سے نکل کر پچھلی جیپوں
طرف بڑھتے چلے گئے اور انہوں نے چیخ چیخ کر دوسری جیپوں
موجود اپنے ساتھیوں کو کرنل فریدی کا حکم سنانا شروع کر دیا
دوسرے لمحے ان کے ساتھی جیپوں سے اسلحہ لے کر نکلے اور تیزی
سے دائیں بائیں نشیبوں کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ ادھر جیسے
ہیلی کاپٹر تباہ ہوا سامنے موجود فورس ایک لمحے کے لئے ساکت ہو
گئی۔ انہیں شاید اس بات کا علم ہی نہیں ہو سکا تھا کہ ہیلی کاپٹر
اچانک کیسے تباہ ہو گیا ہے لیکن جیسے ہی انہوں نے جیپوں سے مسلح
افراد کو کودتے دیکھا تو انہوں نے فوراً جیپوں کی جانب اندھا دھند
فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ماحول اچانک مشین گنوں کی تیز
تڑتڑاہٹوں کی آوازوں سے گونجنا شروع ہو گیا اور پھر اچانک فورس
کی طرف سے چند میزائل دھوئیں کی لکیریں بناتے ہوئے آئے اور

چٹانوں سے آ ٹکرائے۔ دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے چار دھماکے
ہوئے اور سڑک پر کھڑیں جیپیں زور دار دھماکوں سے تباہ ہو کر
بکھرتی چلی گئیں۔

ہیلی کاپٹر کو تباہ کرتے ہی کرنل فریدی نے فوراً اٹھ کر سڑک کے
دائیں طرف موجود نشیب میں چھلانگ لگا دی تھی۔ وہ اُڑتا ہوا
نشیب کی طرف آیا اور پھر نشیب میں گرتے ہی تیزی سے لڑھکتا
ہوا نیچے گرتا چلا گیا لیکن جلد ہی اس نے خود کو سنبھال لیا۔ خود کو
سنبھالتے ہی وہ اٹھا اور اس نے جھکے جھکے انداز میں فورس کا نشانہ
لیتے ہوئے اس طرف یکے بعد دیگرے کئی بلاسٹنگ بلٹس فائر کر
دیں۔ اسی لمحے ایک میزائل اُڑتا ہوا اس کی طرف آیا۔ کرنل فریدی
فوراً نیچے جھک گیا۔ میزائل زائیں کی تیز آواز نکالتا ہوا اس کے سر
سے کچھ فاصلے سے گزرتا ہوا نشیب کی جانب بڑھتا چلا گیا اور پھر
نشیبی حصے میں جا کر ایک چٹان سے ٹکرا کر پھٹ گیا۔ میزائل کا
دھماکہ اس قدر زور دار تھا کہ اس دھماکے سے سڑک بری طرح سے
لرز اٹھی۔ کرنل فریدی سڑک کے لرزنے کی وجہ سے بمشکل گرتے
گرتے سنبھلا تھا۔ اس کے ساتھی جو سڑک کے دونوں اطراف کی
نشیب میں بھاگتے ہوئے انداز میں اتر رہے تھے لرزش کی وجہ سے
اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے اور وہ اچھل اچھل کر نشیب میں گرتے
چلے گئے لیکن جلد ہی انہوں نے خود کو سنبھال لیا۔ ان کے سروں
کے اوپر سے سینکڑوں کی تعداد میں گولیاں زائیں زائیں کرتی ہوئی

گزر رہی تھیں۔ فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ فورس ان پر میزائل بھی برسا رہی تھی لیکن وہ چونکہ نشیب کی طرف جا رہے تھے اس لئے میزائل ابھی ان کے اوپر سے ہی گزرتے چلے جا رہے تھے جو ان سے کافی فاصلے پر چٹانوں سے ٹکرا کر زور دار دھماکوں سے پھٹنا شروع ہو گئے تھے۔ پھر اچانک فورس نے ان پر مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے ان کی جانب بھاگنا شروع کر دیا۔ وہ سب سڑک پر اور دونوں اطراف کی نشیب سے ان پر فائرنگ کرتے ہوئے آ رہے تھے۔

جس سڑک پر کرنل فریدی اور اس کے ساتھی نشیب میں اتر رہے تھے وہ سڑک ایک پہاڑی پر تھی جس کے دونوں اطراف بڑی بڑی چٹانیں تھیں۔ سڑک کے دونوں اطراف چٹیل میدان پھیلا ہوا تھا۔ وہ سب نشیب سے اترتے ہوئے میدان کی طرف بھاگ رہے تھے۔

کرنل فریدی کی بلاسٹنگ بلٹس سڑک پر موجود ان کنٹینرز سے ٹکرائی تھیں جن سے سڑک کو بلاک کیا گیا تھا۔ ان بلٹس کے ٹکراتے ہی کنٹینرز زور دار دھماکوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئے تھے۔ دھماکے اس قدر شدید تھے کہ کنٹینرز کے نزدیک کھڑے مسلح فوجی اور ان کی جیپیں بھی ہوا میں اچھل گئی تھیں۔

کرنل فریدی اور ان کے ساتھی چٹانوں کی آڑ لیتے ہوئے نیچے جا رہے تھے۔ وہ جواباً مخالف سمت سے آنے والے فوجیوں پر

فائرنگ بھی کر رہے تھے۔ ماحول یکلخت جیسے کارزار بن گیا تھا۔ ہر طرف سے تیز فائرنگ، بموں اور میزائلوں کے دھماکوں کی آوازیں گونجنا شروع ہو گئی تھیں۔

کرنل فریدی نے نیچے اترتے ہوئے سامنے سے چند فوجیوں کو مشین گنوں سے مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے ان کی طرف ایک بلاسٹنگ بلٹ فائر کر دی۔ بلاسٹنگ بلٹ فوجیوں کے قریب ایک چٹان پر پڑی۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور چٹان کے ساتھ اس کے اردگرد موجود فوجیوں کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔

کرنل فریدی نے دائیں بائیں سے آنے والے فوجیوں پر بھی بلاسٹنگ بلٹس فائر کرنا شروع کر دی تھیں۔ اس کے ساتھیوں نے بھی چٹانوں کی آڑ لے لی تھی اور وہ اپنی طرف آنے والے فوجیوں کو مسلسل نشانہ بنا رہے تھے۔ فوجیوں کی تعداد کافی زیادہ تھی اور ان کے پاس بھی اسلحے کی کمی نہیں تھی۔ کرنل فریدی کے ساتھی چٹانوں کے پیچھے چھلانگیں لگاتے ہوئے نزدیک آنے والے فوجیوں پر فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر بم پھینکنا بھی شروع ہو گئے تھے۔

کرنل فریدی نے دوسری جیب سے اپنا مشین پسٹل بھی نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اس کے ریوالور سے جیسے ہی بلاسٹنگ بلٹس کا میگزین خالی ہوا اس نے ایک چٹان کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے

کوٹ کی جیب سے ایک اور میگزین نکالا اور ریوالور سے خالی میگزین نکال کر پھینکا اور اس کی جگہ نیا میگزین لگا لیا جس میں بلاسٹنگ بلٹس موجود تھیں۔ ابھی کرنل فریدی نے ریوالور میں میگزین لگایا ہی تھا کہ اسی لمحے اسے اس چٹان کے اوپر تیز دھمک کی آواز سنائی دی جس کے نیچے وہ چھپا ہوا تھا۔ کرنل فریدی کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے چٹان پر کئی بھاری بوٹ والے کود پڑے ہوں۔ کرنل فریدی نے ریوالور فوراً جیب میں ڈالا اور مشین پسٹل جو اس نے ریوالور میں میگزین لگانے کی وجہ سے جیب میں ڈال لیا تھا نکال کر دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور اوپر کی جانب دیکھنے لگا۔ اسے چٹان پر ایک سے زائد مسلح افراد کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا اس سے پہلے کہ چٹان پر موجود مسلح افراد چھلانگیں لگا کر اس کے سامنے آتے کرنل فریدی نے بجلی کی سی تیزی سے نیچے موجود ایک اور چٹان کی طرف چھلانگ لگا دی۔ نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے اس نے انتہائی ماہرانہ انداز میں قلابازی کھائی اور قلابازی کھاتے ہوئے اس نے چٹان کے اوپر مشین پسٹل سے فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ چٹان پر چار مسلح افراد موجود تھے۔ انہوں نے کرنل فریدی کو چٹان کے نیچے سے نکل کر چھلانگ لگاتے دیکھ لیا تھا۔ وہ کرنل فریدی پر فائرنگ کرنے ہی لگے تھے کہ کرنل فریدی کے مشین پسٹل سے نکلی ہوئی گولیوں نے انہیں چاٹ لیا اور وہ چیختے ہوئے چٹان سے گرتے نظر آئے۔ کرنل فریدی قلابازی کھا کر فوراً پیروں کے بل

دوسری چٹان پر آ گیا۔ اس چٹان پر آتے ہی اس نے فوراً بائیں طرف چھلانگ لگا دی۔ اس نے دائیں طرف سے آتے ہوئے مزید کئی فوجیوں کو دیکھ لیا تھا۔ جنہوں نے اس پر فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی۔ کرنل فریدی جیسے ہی چٹان سے کودا۔ مسلح افراد کی گنوں سے نکلنے والی لاتعداد گولیاں اس چٹان پر پڑیں۔ اگر کرنل فریدی کو چھلانگ لگانے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یہی گولیاں اسے چھلنی کر سکتی تھیں۔ بائیں طرف کودتے ہوئے کرنل فریدی نے خود کو ایک اور چٹان پر گرایا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا رخ موڑتے ہوئے ان فوجیوں پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی جو اس پر گولیاں برساتے ہوئے اس کی جانب جھکے جھکے انداز میں بھاگے چلے آ رہے تھے۔ کرنل فریدی نے مشین پسٹل نیم دائرے میں گھما کر ان کی طرف فائرنگ کی تھی جس کے نتیجے میں وہ سب اس کی گولیوں کا شکار ہو کر چٹانوں سے نیچے گر گئے تھے۔

اسی لمحے کرنل فریدی کو نیچے ایک بڑی چٹان کے پیچھے قاسم دبکا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی وہ چٹان کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ اس کا جسم بری طرح سے کانپتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ چند لمحے چٹان کے ساتھ چپکا رہتا پھر اٹھ کر احتیاط سے چٹان کے اردگرد دیکھتا اور جہاں اسے مسلح افراد دکھائی دیتے وہ ان پر فائرنگ کرتا اور پھر یہ دیکھے بغیر فوراً چٹان کے پیچھے دبک جاتا کہ

اس کی فائرنگ سے مسلح افراد نشانہ بنے بھی ہیں یا نہیں۔

کرنل فریدی کو چار مسلح افراد چٹانوں کے پیچھے سے چھپ ا انتہائی آہستہ آہستہ اس چٹان کی طرف بڑھتے ہوئے دکھائی د رہے تھے جہاں قاسم چھپا ہوا تھا۔ کرنل فریدی کی پوزیشن ایسی نہ تھی کہ وہ چیخ کر قاسم کو اس چٹان کی آڑ سے نکلنے کا حکم دیتا۔ م افراد اس چٹان کے بہت نزدیک آ چکے تھے۔ اب اگر قاسم چٹان سے اٹھ کر دیکھنے کی کوشش کرتا تو وہ فوجی فوراً اس پر فائرنگ کھو دیتے اور قاسم کا سر یقیناً ٹکڑوں میں تبدیل ہو جاتا۔

کرنل فریدی نے فوراً دائیں طرف ایک چٹان پر چھلانگ لگا اور پھر وہ اچانک اچھلا اور ہوا میں قلابازی کھاتے ہوئے ٹھیک ان مسلح فوجیوں کے پیچھے آ گیا جو مشین گنیں لئے قاسم والی چٹان کی طرف بڑھ رہے تھے۔

''ہیلو''...... کرنل فریدی نے ان کے پیچھے جاتے ہی تیز آواز میں کہا تو وہ چاروں کرنل فریدی کی آواز سن کر بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف پلٹے۔ جیسے ہی وہ کرنل فریدی کی طرف پلٹے، کرنل فریدی کے مشین پسٹل سے شعلے نکلے اور ان کے جسموں میں گم ہوتے چلے گئے۔ چاروں فوجی چیختے ہوئے اور لٹو کی طرح گھومتے ہوئے گرے اور ساکت ہوتے چلے گئے۔ ان چاروں کو نشانہ بنا کر کرنل فریدی اچھل کر اس چٹان کے پاس آ گیا جہاں قاسم چھپا ہوا تھا۔ اس کے قدموں کی آواز سن کر قاسم بوکھلائے ہوئے انداز میں

اچھل کر سیدھا ہوا۔

''کھر دار۔ ہوشیار۔ میں غولی مار دوں غا سالے''...... قاسم نے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے مشین گن سیدھی کی ہی تھی کہ کرنل فریدی کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا۔

''اوہ۔ پھریدی صاب۔ آپ ہیں۔ میں سمجھا کہ کوئی دشمن دشمن میری کچھار میں گھس مس آیا ہے''...... قاسم نے کرنل فریدی کو دیکھ کر دانت نکالتے ہوئے کہا۔

''ہوشیار رہو قاسم۔ خود کو ایسی چٹانوں کے پیچھے چھپاؤ جہاں سے تم اردگرد پر نظر رکھ سکو۔ جس طرح تم دشمنوں سے چھپنے کی کوشش کر رہے ہو اس طرح تو تم آسانی سے کسی کی گولی کا نشانہ بن جاؤ گے''...... کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے پھریدی صاب۔ لیکن میں اس غن کا کیا کروں اس کا تو پیٹ کھالی ہو غیا ہے''...... قاسم نے کہا۔ اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کچھ کہتا چٹان کی دوسری طرف سے اسے بھاری بوٹوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک کر چٹان کی دوسری طرف دیکھنے لگا۔ کرنل فریدی چٹان کی دوسری طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے سامنے سے ان کے قریب ایک راڈ آ کر گرا۔ کرنل فریدی چونکہ چٹان کی دوسری طرف دیکھ رہا تھا اس لئے وہ اس راڈ کو نہیں دیکھ سکا تھا۔

راڈ قاسم کے قدموں کے قریب گرا تھا۔ اس نے فوراً راڈ اٹھا

لیا اور حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"یہ سالا راڈ ماڈ کس نے پھینکا ہے یہاں"...... قاسم نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ اس کی بات سن کر کرنل فریدی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ میں راڈ دیکھ کر کرنل فریدی بری طرح سے بوکھلا گیا۔ اس نے جھپٹ کر قاسم سے راڈ کھینچا اور پھر اسے پوری قوت سے سامنے موجود چٹانوں کی جانب اچھال دیا۔ راڈ چٹانوں کے پیچھے گرا اور ایک زور دار دھماکے سے چٹانوں کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ راڈ کو اس قدر زور دار دھماکے سے پھٹتے دیکھ کر قاسم بری طرح سے کانپ اٹھا تھا۔

"نانسنس۔ وہ راڈ بم تھا۔ اگر پھٹ جاتا تو ہم دونوں کے ٹکڑے اُڑ جاتے"...... کرنل فریدی نے غرا کر کہا۔

"ارے باپ رے۔ سالوں نے راڈز میں بھی بم پھکس کرنا شروع کر دیئے ہیں"...... قاسم نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ کرنل فریدی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی تیز نظریں اردگرد کا جائزہ لے رہی تھیں پھر اسے ایک جگہ چٹانوں کے درمیان بنا ہوا ایک بڑا سا خلاء نظر آیا۔

"آؤ میرے ساتھ جلدی"...... کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور قاسم کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے ان چٹانوں کی طرف بڑھا جن کے درمیان خلاء بنا ہوا تھا۔

"اس خلاء میں اتر جاؤ اور اس وقت تک یہاں دبکے رہو جب

تک میں خود آ کر تمہیں یہاں سے نکال نہیں لیتا"...... کرنل فریدی نے قاسم کو خلاء کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ اگر اس کھلا میں، میں پھنس ونس گیا تو"...... قاسم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں پھنستے۔ یہ خلاء کافی بڑا ہے۔ تم اس میں آسانی سے سما سکتے ہو"...... کرنل فریدی نے کہا تو قاسم سر ہلا کر تیزی سے خلاء کی جانب بڑھ گیا۔ وہ جیسے ہی خلاء میں اترا۔ کرنل فریدی نے دائیں طرف پڑی ہوئی ایک سلیٹ جیسی چٹان اٹھائی اور اسے لا کر خلاء کے منہ پر رکھ دیا۔ کرنل فریدی نے اس بات کا دھیان رکھا تھا کہ خلاء سے ہوا کا گزر ہوتا رہے اور قاسم کو سانس لینے میں مسئلہ نہ آئے۔

"اب ٹھیک ہے۔ اب جب تک کوئی اس چٹان کو اوپر سے نہیں ہٹا لیتا تم کسی کو نظر نہیں آؤ گے۔ میرے آنے تک تمہیں یہیں رہنا ہے۔ سمجھے تم"...... کرنل فریدی نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پھریدی صاب۔ میں یہیں رہوں غا۔ جب آپ آئیں غے تب ہی میں اس قبر مبر سے باہر آؤں غا"...... اندر سے قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ کرنل فریدی نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ تیزی سے چٹانیں پھلانگتا ہوا سڑک کے ساتھ ساتھ اس طرف بھاگتا چلا گیا جس طرف فوجیوں نے کنٹینرز لگا کر راستہ بلاک کر رکھا تھا۔ اس کے ساتھی بھی چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے

اور مسلسل اپنی طرف آنے والے فوجیوں کو نشانہ بناتے جا رہے
تھے۔

کرنل فریدی کو آتے دیکھ کر سڑک پر موجود فوجیوں نے اس کی
طرف فائرنگ کرنے کے ساتھ ایک بار پھر میزائل فائر کرنے شروع
کر دیئے لیکن کرنل فریدی چونکہ چھلانگیں لگاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا
اس لئے گولیاں اور میزائل اس کے اردگرد سے نکلتے ہوئے دائیں بائیں
طرف جا رہے تھے۔ کرنل فریدی نے جیب سے ایک بار پھر
بلاسٹنگ بلٹس والا ریوالور نکال لیا۔ ایک چٹان پر اونچی چھلانگ
لگاتے ہوئے کرنل فریدی نے سڑک پر موجود ان فوجیوں پر یکے
بعد دیگرے دو بلاسٹنگ بلٹس فائر کر دیں۔ ایک بلٹ سامنے
کھڑے ایک فوجی کے سینے پر پڑی اور اس کا سینہ چیرتے ہوئے
اس کی کمر سے نکل کر پیچھے موجود ایک فوجی جیپ سے ٹکرائی۔ ایک
زور دار دھماکہ ہوا اور اس جیپ کے پاس کھڑے فوجیوں کے جیپ
سمیت ٹکڑے بکھرتے چلے گئے۔ دوسری بلاسٹنگ بلٹ دائیں طرف
کھڑی ایک جیپ سے ٹکرائی تھی جس پر چند فوجی سوار تھے اور ان
کے ہاتھوں میں منی میزائل لانچر تھے۔ بلاسٹنگ بلٹ کو جیپ سے
ٹکراتے دیکھ کر ان فوجیوں نے میزائل لانچر پھینک کر جیپ سے
چھلانگیں لگانے کی کوشش کیں لیکن انہیں دیر ہو چکی تھی۔ زوردار
دھماکے سے جیپ ہوا میں بکھرتی چلی گئی اور جن فوجیوں نے جیپ
سے چھلانگیں لگائی تھیں وہ دھماکے کے پریشر سے ہوا میں اچھلے

ہوئے اور بری طرح سے ہاتھ پیر مارتے ہوئے سڑک کی دوسری
طرف نشیب میں گرتے چلے گئے تھے۔

کرنل فریدی سڑک پر کھڑی فوجی جیپوں پر بلاسٹنگ بلٹس فائر
کرتا ہوا انہیں تباہ کرتا جا رہا تھا۔ جس سے سڑک پر پھیلے ہوئے
فوجیوں میں ہلچل سی مچ گئی تھی اور انہوں نے دھماکوں سے تباہ
ہونے والی جیپوں سے بچنے کے لئے نشیب کی طرف بھاگنا شروع
کر دیا تھا لیکن وہاں کرنل فریدی کے ساتھی تھے جنہوں نے انہیں
سڑک سے نیچے آتے دیکھ کر ان پر تواتر سے فائرنگ کرنی شروع کر
دی تھی۔

فوجیوں پر جیسے ہر طرف سے قیامت سی ٹوٹ پڑی تھی۔ وہ
جس طرف بھی بھاگ کر جانے کی کوشش کرتے اس طرف سے ان
پر گولیوں کی بوچھاڑ پڑتی اور وہ چیختے ہوئے اچھل کر چٹانوں پر
گرتے چلے جاتے۔

کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں نے انتہائی جوانمردی سے ان
فوجیوں کا مقابلہ کیا تھا جن کی تعداد کافی زیادہ تھی۔ اب ہر طرف
فوجیوں کی لاشیں بکھری ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ سڑک اور اس
کے اردگرد کنٹینروں اور جلی ہوئی جیپوں کے ڈھانچے جل رہے تھے
جنہیں کرنل فریدی نے بلاسٹنگ بلٹس سے اور اس کے ساتھیوں
نے بم مار کر تباہ کیے تھے۔ اب بھی وہاں کئی فوجی موجود تھے جو
نشیب میں بڑی چٹانوں کے پیچھے جا کر چھپ گئے تھے اور چٹانوں

کے پیچھے سے نکل کر بار بار ان پر فائرنگ کرنے کی کوشش کر رہے
تھے لیکن کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کو ان کی کوئی پرواہ نہ
تھی۔ ایک چٹان کے پیچھے کرنل فریدی کو دس سے زائد فوجی چھپے
ہوئے دکھائی دیئے تو اس نے چٹان پر بلاسٹنگ بلٹ فائر کر دی۔
اس بلٹ کا چٹان سے ٹکرانا تھا کہ زور دار دھماکے سے نہ صرف
چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی بلکہ اس کے پیچھے چھپے ہوئے مسلح فوجیوں
کے بھی ٹکڑے اُڑ گئے۔

کرنل فریدی چھلانگ لگا کر سڑک پر آ گیا۔ سڑک پر اب کوئی
فوجی دکھائی نہیں دے رہا تھا البتہ ان کی چار پانچ جیپیں جو کھڑی
تھیں اور ان کے ہاتھوں تباہ ہونے سے بچ گئی تھیں انہیں دکھائی
دے رہی تھیں۔

کرنل فریدی تیزی سے بھاگتا ہوا ان جیپوں کے پاس آ گیا۔
وہاں بھی کوئی فوجی نہیں تھا۔ کرنل فریدی ابھی ان جیپوں کو دیکھ
رہا تھا کہ کیپٹن حمید، ہریش اور اس کے کئی ساتھی بھاگتے ہوئے
نشیب چڑھ کر سڑک پر آئے اور اسے دیکھ کر تیزی سے اس کی
جانب لپکے۔

"تم سب ٹھیک ہو"...... کرنل فریدی نے انہیں اپنی طرف آتے
دیکھ کر تیز آواز میں پوچھا۔

"جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ ہم سب سلامت
ہیں۔ ہمارے چند ساتھی گولیوں سے زخمی ضرور ہوئے ہیں لیکن ان

میں سے کسی کی جان نہیں گئی ہے۔ انہیں تھوڑی بہت طبی امداد کی
ضرورت ہے۔ وہ جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے"...... ہریش نے کرنل
فریدی کے نزدیک آتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے باقی سب افراد بھی
نشیب سے نکل کر ان کی طرف بڑھتے دکھائی دیئے۔ ان میں سے
کئی افراد زخمی دکھائی دے رہے تھے۔ کسی کی ٹانگ زخمی تھی تو کسی
نے اپنا خون آلود کاندھا پکڑ رکھا تھا۔ لیکن وہ اپنی مدد آپ کے
تحت چلتے ہوئے اس طرف آ رہے تھے۔

کچھ ہی دیر میں وہ سب کرنل فریدی کے پاس آ کر کھڑے ہو
گئے۔ کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر خود ان کے زخم چیک کیے اور
پھر یہ دیکھ کر وہ مطمئن ہو گیا کہ ان سب کے زخم معمولی تھے۔ ایک
شخص کی ٹانگ میں گولی لگی تھی وہ زیادہ زخمی تھا باقی افراد کو گولیاں
چھو کر گزر گئی تھیں یا وہ پتھروں کی ٹکڑیاں ٹکرانے سے زخمی ہوئے
تھے۔

"تم سب یہاں آ گئے ہو۔ کیا سارے دشمن ہلاک ہو گئے
ہیں"...... کرنل فریدی نے ان سب کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں
پوچھا۔

"جی ہاں۔ ان میں سے شاید ہی کوئی زندہ بچا ہو"...... انسپکٹر
ریکھا نے کہا۔

"پھر بھی ہر جگہ اچھی طرح سے چیک کر لو۔ ہو سکتا ہے کہ ان
میں سے کوئی زندہ ہو اور اس کے پاس میزائل گن یا راڈز بم ہوں

وہ اچانک سامنے آئے اور ہم پر بم یا میزائل فائر کر دے۔ ایسا
تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا''...... کرنل فریدی نے
تو ہریش اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ باقی سب بھی تیزی سے
بھاگتے ہوئے سڑک کے کناروں کی طرف بڑھ گئے اور غور سے ا
گرد کی چٹانیں چیک کرنا شروع ہو گئے۔

''قاسم اور مہاراجہ کہیں دکھائی نہیں دے رہے''...... کیپٹن حمید
نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''قاسم کو تو میں نے ایک محفوظ جگہ چھپا دیا تھا البتہ مہاراجہ کا پتہ
نہیں۔ دیکھو وہ یہیں کہیں ہو گا۔ اس نے کہاں جانا ہے''...... کرنل
فریدی نے کہا۔

''کہیں وہ فوجیوں کی گولیوں کا شکار تو نہیں ہو گیا''...... کیپٹن
حمید نے کہا۔

''شاید۔ ڈھونڈو اسے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ زخمی ہو اور کسی چٹان
کے پیچھے پڑا ہو''...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات
میں سر ہلایا اور تیزی سے سڑک کے ایک کنارے کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔ ابھی وہ سڑک کے کنارے کی طرف آیا ہی تھا کہ اسے
ایک چٹان کے پیچھے سے مہاراجہ نکل کر ان کی طرف آتا ہوا دکھائی
دیا۔ مہاراجہ کو صحیح سلامت دیکھ کر کیپٹن حمید وہیں رک گیا۔

''وہ رہا مہاراجہ''...... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی چونک کر
اس طرف دیکھنے لگا جس طرف سے مہاراجہ آ رہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ آنے دو اسے۔ تم اس طرف جاؤ جہاں میں نے
قاسم کو چٹانوں کے بیچ میں ایک خلاء میں چھپایا ہے۔ اسے جا کر
وہاں سے نکال لاؤ''...... کرنل فریدی نے کہا اور وہ کیپٹن حمید کو ان
چٹانوں کا راستہ سمجھانے لگا جہاں اس نے قاسم کو چھوڑا تھا۔ کیپٹن
حمید تیزی سے قاسم کو لینے کے لئے چلا گیا۔

''تم کہاں رہ گئے تھے مہاراجہ۔ باقی سب یہاں آ گئے تھے۔ تم
نہیں آئے تو میں یہی سمجھا تھا کہ کہیں تم کسی گولی کا شکار نہ ہو گئے
ہو''...... مہاراجہ کو قریب آتے دیکھ کر کرنل فریدی نے اس کی جانب
غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں چٹانوں کے پیچھے چھپتا ہوا کافی آگے نکل گیا تھا کرنل
صاحب۔ جب میں نے دیکھا کہ سب فوجی ہلاک ہو گئے ہیں اور
ہمارے ساتھی صحیح سلامت نشیبوں سے نکل آئے ہیں تو میں بھی
آ گیا''...... مہاراجہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ادھر آؤ میرے پاس''...... کرنل فریدی نے کہا تو مہاراجہ سر
ہلاتا ہوا اس کے نزدیک آ گیا۔

''فرمائیں کرنل صاحب''...... مہاراجہ نے اطمینان بھرے انداز
میں کہا۔ کرنل فریدی غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

''تو وہ تم تھے جس نے ان فوجیوں کو ہمارے بارے میں اطلاع
دی تھی کہ ہم ان راستوں سے گزر کر صحارا میں داخل ہونے کے
لئے آ رہے ہیں''...... کرنل فریدی نے اس کی جانب غور سے

دیکھتے ہوئے کہا تو مہاراجہ بے اختیار اچھل پڑا اور بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں کرنل فریدی کی جانب دیکھنے لگا جیسے کرنل فریدی نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

''میں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کرنل صاحب۔ میں آپ کا ساتھی ہوں۔ میں بھلا انہیں آپ کے بارے میں کیسے بتا سکتا ہوں''...... مہاراجہ نے اسی طرح سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم مجھ سے خود کو چھپا نہیں سکتے مہاراجہ۔ میں تمہارا چہرہ پڑھ سکتا ہوں۔ تمہارے اور میرے سوا کوئی نہیں جانتا تھا کہ ہم صحرا میں جانے کے لئے کون سا راستہ اختیار کریں گے۔ دشمنوں کو خبر یا تو تم دے سکتے تھے یا پھر میں اور میں اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنے کا شوقین نہیں ہوں اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ کام تم نے کیا ہے۔ تمہارے یہاں ان فوجیوں سے رابطے تھے۔ تم نے یقیناً ہمارے نکلنے سے پہلے سیل فون پر یا پھر ٹرانسمیٹر پر انہیں ہمارے آنے کی اطلاع دے دی تھی ورنہ ان راستوں پر فوجیوں کی پکٹنگ ناممکن تھی''...... کرنل فریدی اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں کرنل صاحب۔ آپ کو ضرور غلط فہمی ہو رہی ہے۔ میری ان فوجیوں سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی اور نہ میں انہیں جانتا ہوں۔ میں بھلا آپ سے غداری کیسے کر سکتا ہوں۔ میرا تعلق بھی آپ کی طرح کافرستان سے ہی ہے''...... مہاراجہ نے اسی انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات مان لیتا ہوں۔ یہ بتاؤ تمہارے پاس اس وقت کون سا ٹرانسمیٹر ہے''...... کرنل فریدی نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''بی۔ بی فائیو''...... مہاراجہ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''مجھے دکھاؤ''...... کرنل فریدی نے کہا تو مہاراجہ کا رنگ اڑ گیا۔

''وہ۔ وہ۔ مجھ سے کہیں کھو گیا ہے۔ بھاگ دوڑ میں اس کے گرنے کا مجھے پتہ ہی نہیں چلا تھا۔ آپ رکیں میں ابھی اسے تلاش کر کے لاتا ہوں''...... مہاراجہ نے فوراً کہا تو کرنل فریدی کے ہونٹوں پر بے اختیار انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔

''اگر تمہارا ٹرانسمیٹر کہیں گر چکا ہے تو پھر تمہاری پتلون کی سائیڈ پاکٹ میں جس ٹرانسمیٹر کا ایریل دکھائی دے رہا ہے یہ کون سا ٹرانسمیٹر ہے''...... کرنل فریدی نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ مہاراجہ نے بوکھلا کر پتلون کی سائیڈ پاکٹ کی طرف دیکھا جو پھولی ہوئی تھی اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر کا ایریل باہر نکلا ہوا تھا۔ ٹرانسمیٹر کا ایریل دیکھ کر مہاراجہ پریشان ہو گیا۔ کرنل فریدی کے ہاتھ میں بلاسٹنگ بلٹس فائر کرنے والا ریوالور تھا جسے دیکھ کر مہاراجہ خوف اور پریشانی کے عالم میں اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اچانک پلٹ کر بھاگ جائے گا لیکن کرنل فریدی کے ہاتھ میں موجود ریوالور اسے بھاگنے سے روک رہا تھا وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے

وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو کرنل فریدی اسے آسانی سے
بنا لے گا۔

''لاؤ۔ یہ ٹرانسمیٹر مجھے دو''...... کرنل فریدی نے سخت لہجے میں
کہا تو مہاراجہ پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے
بھاگنے کے لئے راستہ تلاش کر رہا ہو۔

''مہاراجہ۔ میں تم سے انتہائی شرافت سے بات کر رہا ہوں
ٹرانسمیٹر مجھے دے دو ورنہ......'' کرنل فریدی نے اس بار انتہائی
غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور اس کی غراہٹ سن کر مہاراجہ کے
ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ وہ چند لمحے کرنل فریدی کی جانب ترحم آمیز
نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور آہستہ
آہستہ قدم اٹھاتا ہوا کرنل فریدی کی طرف بڑھا اور پھر اس نے
ٹرانسمیٹر کرنل فریدی کی طرف بڑھا دیا۔

''گڈ۔ اب یہ بتاؤ۔ اس ٹرانسمیٹر پر تم نے کس سے بات کی
تھی''...... کرنل فریدی نے مہاراجہ کی جانب تیز نظروں سے گھورتے
ہوئے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں کرنل صاحب۔ میں نے اس پر کسی سے بات
نہیں کی ہے۔ آپ۔ آپ بلا وجہ مجھ پر شک کر رہے ہیں''۔
مہاراجہ نے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''بہتر ہے کہ خود ہی سب کچھ بتا دو۔ ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی
ایڈجسٹ ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ تم اس پر کسی سے بات

کرتے رہے ہو۔ میں نے اگر کال کی اور مجھے پتہ چلا کہ تم ہی ان
فوجیوں کے یہاں بلانے کے ذمہ دار ہو تو میں تمہارا بھیانک حشر
کردوں گا''...... کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ۔ وہ۔ میں۔ میں''...... مہاراجہ نے کرنل فریدی کو غصے میں
دیکھ کر بری طرح سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہنا چاہا لیکن خوف
کے باعث جیسے اس کی زبان گنگ سی ہو گئی تھی۔

''دیکھو مہاراجہ۔ اس وقت میں اور تم اکیلے ہیں۔ مجھے سچ سچ بتا
دو۔ اگر میرے ساتھیوں کو تمہاری غداری کا علم ہوا تو وہ تمہاری
بوٹیاں اُڑا دیں گے۔ پھر مجھے دوش نہ دینا کہ میں نے تمہیں پہلے
سے آگاہ نہیں کیا تھا''...... کرنل فریدی نے اسی انداز میں کہا۔
مہاراجہ کا جسم بری طرح سے کپکپا رہا تھا۔ وہ پریشانی کے عالم میں
سڑک کی نشیبوں میں گئے ہوئے افراد کو دیکھ رہا تھا جو ارد گرد کا
جائزہ لینے میں مصروف تھے۔ پھر اچانک مہاراجہ کو نجانے کیا ہوا وہ
تیزی سے آگے بڑھا۔ اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کچھ سمجھتا
مہاراجہ اچانک اس کے پیروں پر گر گیا اور اس نے زار و قطار رونا
شروع کر دیا۔ کرنل فریدی نے اس کا کاندھا پکڑ کر اسے جھٹکے سے
اپنی ٹانگوں سے الگ کیا اور سڑک پر دھکیل دیا۔

''میرے ساتھ یہ ڈرامہ مت کرو۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔
فوراً''...... کرنل فریدی نے غرا کر کہا تو مہاراجہ کانپتے ہوئے انداز
میں دونوں ہاتھ معافی مانگنے والے انداز میں جوڑ کر کرنل فریدی کے

سامنے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"مجھے معاف کر دیں کرنل صاحب۔ یہ حماقت مجھ سے ہی ہوئی تھی۔ میں نے ہی میجر ہیرس کو آپ کے گبون میں آنے کی اطلاع دی تھی اور میں نے ہی اسے بتایا تھا کہ آپ اور آپ کے ساتھی کس راستے سے صحرائے اعظم میں داخل ہونے جا رہے ہیں"۔ مہاراجہ نے روتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی میجر ہیرس کا نام سن کر بری طرح سے چونک پڑا۔

"میجر ہیرس۔ یہ وہی میجر ہیرس ہے نا جو اسرائیل کی جی پی فائیو سے تعلق رکھتا ہے اور کرنل ڈیوڈ کا نمبر ٹو ہے"...... کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں کرنل صاحب۔ یہ وہی میجر ہیرس ہے۔ اس نے ہی میرے کہنے پر ڈیزرٹ کمانڈوز کے ذریعے پکٹنگ کرائی تھی تاکہ جیسے ہی آپ اور آپ کے ساتھی اس طرف آئیں وہ آپ سب کو گھیر لیں اور آپ سب کا یہیں خاتمہ کر دیں۔ میجر ہیرس نے یہاں بڑی تعداد میں فورس بھیجی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اتنی بڑی فورس سے آپ اور آپ کے ساتھی مقابلہ کرنے کی حماقت نہیں کریں گے اور یہ فورس آسانی سے آپ سب کو گھیر لے گی۔ لیکن آپ نے ان کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی اور الٹا ان کی ساری فورس ہی ختم کر دی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو فورس آپ سب کو گھیر لیتی اور پھر آپ سب کو غیر مسلح کر کے یہیں ہلاک کر کے پھینک دیا جاتا۔

کرنل ڈیوڈ اور میجر ہیرس آپ اور آپ کے ساتھیوں کو صحارا میں داخل نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ آپ سب کو صحرا میں داخل ہونے سے پہلے ہی ختم کر دے"...... مہاراجہ نے کہا تو کرنل فریدی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا ان میں میجر ہیرس خود بھی موجود تھا"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس فورس کی کمانڈ ایک اور کمانڈر کے پاس تھی جس کا نام میجر ڈیوس تھا"...... مہاراجہ نے کہا۔

"لیکن تم میجر ہیرس کو کیسے جانتے ہو اور تم نے اسے ہمارے بارے میں یہ سب کیوں بتایا تھا"...... کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"صحرائے اعظم میں اس وقت اسرائیل کا ہی ہولڈ ہے۔ ان کے یہاں نہ صرف خفیہ فوجی اڈے موجود ہیں بلکہ جی پی فائیو بھی موجود ہے جو آسمانی طوفان کے ساتھ آنے والے گولڈن کرسٹل کی تلاش میں ہیں۔ کرنل ڈیوڈ اور میجر ہیرس دنیا سے گولڈن کرسٹل کا راز چھپانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں یقین تھا کہ آپ کو، پاکیشیا کے علی عمران اور بلگارنیہ کے ڈی فورٹین میجر پرمود کو ضرور اس راز کا پتہ چل جائے گا اور وہ ہر حال میں صحرائے اعظم میں گولڈن کرسٹل کی تلاش میں آئیں گے۔ اس لئے انہوں نے صحرا کے اردگرد کے تمام شہروں میں اپنے جاسوس چھوڑ

دیئے تھے تاکہ ان اطراف سے جو بھی آئے اس کے بارے
فوراً پتہ چل سکے۔

میجر ہیرس کے سیکرٹ ایجنٹوں نے مجھے اور میرے بہت
ساتھیوں کو شک کی وجہ سے پکڑ لیا تھا۔ انہوں نے میرا برین
کیا تو انہیں اس بات کا علم ہو گیا کہ میں کافرستانی فارن
ہوں اور میرا تعلق کرنل فریدی یعنی آپ سے ہے اور آپ میر
توسط سے یہاں پہنچنے والے ہیں۔ چونکہ ان کے قبضے میں میر
کئی عزیز دوست تھے اس لئے انہوں نے مجھے مجبور کیا کہ
جب بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آئیں گے میں انہیں
آپ کے بارے میں خبر دے دوں گا۔ انہوں نے آپریشن کر
میرے جسم میں ایک چپ لگا دی تھی تاکہ وہ میری ایکٹویٹیز چ
کرتے رہیں۔ میں دنیا کے کسی بھی کونے میں چلا جاتا تو وہ
چپ کے ذریعے مجھے آسانی سے ٹریس کر سکتے تھے۔ انہوں
مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں انہیں آپ کی اور آپ کے ساتھ
کی آمد کا بتا دوں گا تو وہ نہ صرف میرے جسم سے چپ نکال د
گے بلکہ مجھے بھاری انعام بھی دیں گے۔ کرنل صاحب، انعام
زیادہ مجھے اس چپ کی فکر تھی۔ اس چپ میں بلاسٹر بھی لگا ہوا ہے
جسے وہ کہیں سے بھی ایک بٹن پریس کر کے بلاسٹ کر سکتے ہیں
اگر چپ بلاسٹ ہو گئی تو میرے جسم کے پرخچے اُڑ جائیں گے
اسی لئے مجھے آپ سے غداری کرنی پڑی تھی“...... مہاراجہ

آنکھوں میں آنسو لاتے ہوئے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔
”ہونہہ۔ تو تم نے محض اپنی جان بچانے کے لئے ہم سب کی
زندگیوں کو داؤ پر لگا دیا تھا“...... کرنل فریدی نے غرا کر کہا تو
مہاراجہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔
”کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے جسم کے کس حصے میں چپ لگی
ہوئی ہے“...... کرنل فریدی نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے
دیکھتے ہوئے پوچھا۔
”نہیں۔ اگر پتہ ہوتا تو میں خود ہی آپریشن کروا کر اپنے جسم
سے چپ نہ نکلوا لیتا۔ انہوں نے لیزر سے میرا آپریشن کیا تھا اور
چپ میرے جسم میں لگا کر لیزر سے ہی سٹچ کر دیا تھا۔ لیزر کی وجہ
سے میرے جسم کے کسی بھی حصے میں کٹنگ کا کوئی نشان نہیں
ہے“...... مہاراجہ نے جواب دیا۔
”ہمارے بارے میں تم نے میجر ہیرس کو کب اطلاع دی
تھی“...... کرنل فریدی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس سے
پوچھا۔
”آپ کی آمد کی اطلاع تو میں انہیں آپ کے یہاں آتے ہی
دے دی تھی۔ میجر ہیرس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں آپ کی
ایکٹویٹیز پر نظر رکھوں اور دیکھوں کہ آپ کس راستے سے صحارا میں
داخل ہوتے ہیں۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ جیسے ہی صحارا کے
لئے روانہ ہوں میں اسی وقت اسے خبر کر دوں۔ جب ہم اس طرف

روانہ ہوئے تو میں نے میجر ہیرس کو کاشن دے دیا تھا جس سے انہوں نے پہلے سے ہی پکٹنگ کر رکھی تھی''...... مہاراجہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم جانتے ہو کہ میجر ہیرس تمہیں اٹھا کر کہاں لے گیا تھا''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ مجھے باندھ کر ایک ہیلی کاپٹر میں لے گئے تھے۔ انہوں نے مجھے بے ہوش نہیں کیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہ مجھے صحارا کے وسط میں لے گئے تھے جہاں ایک طویل چٹیل پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ انہوں نے پہاڑی کے وسط میں ایک صاف جگہ ہیلی کاپٹر اتارا تھا پھر وہ مجھے پہاڑی کے ایک غار میں لے گئے۔ غار بند تھا۔ اسے کھولنے کے لئے میجر ہیرس نے ایک ڈیوائس کی مدد لی تھی۔ غار میں لے جانے سے پہلے اس کے ساتھیوں نے میری آنکھوں پر اور میرے ساتھیوں کی آنکھوں پر سیاہ پٹیاں باندھ دی تھیں اور پھر مجھے اور میرے ساتھیوں کو کاندھوں پر اٹھا کر لے گئے تھے جس سے مجھے اس بات کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ غار کے اندر وہ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں۔ پھر مجھے ایک سٹریچر پر لٹا دیا گیا اور میری آنکھوں سے پٹی ہٹائے بغیر انہوں نے مجھے کوئی انجکشن لگا دیا تھا جس سے میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک تنگ سے کمرے میں ایک راڈز والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور میرے سامنے میجر ہیرس کھڑا تھا۔ میرے قریب

ایک کمپیوٹرائزڈ مشین رکھی ہوئی تھی اور میرے سر پر شیشے کا ایک بڑا سا کنٹوپ چڑھا ہوا تھا۔ میجر ہیرس کے ہاتھوں میں ایک مائیک تھا۔ اس نے مشین کے بٹن پریس کر کے پہلے مجھے شاکس لگائے اور پھر اس نے میرا مائنڈ اسکین کرتے ہوئے مجھ سے معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ بعد میں میجر ہیرس نے مجھے بتایا کہ انہوں نے میرے جسم میں ایک چپ لگا دی ہے جسے وہ جب چاہیں اور جہاں سے چاہیں کنٹرول کر سکتے ہیں اور مجھے تعاون نہ کرنے کی صورت میں فوراً ہلاک کر سکتے ہیں''...... مہاراجہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر تمہارے جسم میں چپ لگی ہوئی ہے تو پھر وہ تمہیں مجھے یہ سب بتانے کا موقع کیوں دے رہے ہیں۔ انہیں مجھ سے خطرہ ہوتا تو وہ تمہیں اسی وقت ہلاک کر دیتے جب میں نے تم پر شک کا اظہار کیا تھا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اس ڈیوائس سے وہ صرف میری ایکٹویٹیز پر نظر رکھ سکتے ہیں۔ نہ وہ مجھے لائیو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی وہ میری آواز سن سکتے ہیں۔ اس لئے انہیں اس بات کا پتہ نہیں ہے کہ میں نے آپ کو یہ سب کچھ بتا دیا ہے۔ جیسے ہی انہیں پتہ چلے گا کہ میں نے آپ کو ان کے بارے میں ساری حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے''...... مہاراجہ نے کہا۔

''تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ تمہیں لائیو چیک نہیں کر رہے اور نہ

ہی تمہاری آوازیں سن سکتے ہیں“...... کرنل فریدی نے اس
جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”واپسی پر میں نے اپنے پاس موجود ایک چیکر مشین سے
جسم اسکین کیا تھا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ انہوں نے چپ میر
جسم کے کس حصے میں لگائی ہے تاکہ میں اسے آپریشن کر کے فو
طور پر اپنے جسم سے باہر نکال سکوں لیکن چیکر مشین سے بھی
اس بات کا پتہ نہیں چل سکا تھا کہ چپ میرے جسم کے کس
میں لگی ہوئی ہے البتہ اس مشین سے مجھے یہ ضرور پتہ چل گیا تھا
میرے جسم میں ایک چپ لگی ہوئی ہے جو ایم ایم تھرٹی ڈیوائس
طرح کام کرتی ہے۔ مطلب یہ کہ یہ ایک طرح کی ٹریکر ڈیوائ
ہے۔ جس طرح سیل فون اور کاروں میں لگے ہوئے ٹریکرز
سے ان کی لوکیشن کا پتہ لگایا جا سکتا ہے اسی طرح ایم ایم تھر
ڈیوائس جس انسان کے جسم میں لگا دی جائے تو اس کے بار
میں صرف لوکیشن کا پتہ لگایا جا سکتا ہے اور کچھ نہیں“...... مہارا
نے جواب دیا تو کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لے کر
جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ابھی جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ اور
ہیرس کو اس بات کا علم نہیں ہوا ہو گا کہ یہاں کیا ہوا ہے“...... کرن
فریدی نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ اس کی فورس کے کمانڈر سے بات ہوئی ہو اور

انے یہاں کی سچوئیشن سے اسے آگاہ کر دیا ہو“...... مہاراجہ نے
کہا۔

”ہاں۔ یہ ہو سکتا ہے۔ بہرحال۔ کچھ بھی ہو ہمیں آگے بڑھنا
ہے۔ تم نے صحارا کے وسط کے جن پہاڑیوں کا ذکر کیا ہے وہ
پہاڑی سلسلہ کوہ باگر میں ہے۔ لگتا ہے کہ جی پی فائیو نے کوہ باگر
پر قبضہ کر رکھا ہے اور انہوں نے وہاں اپنے رہنے کا خاطر خواہ
انتظام بھی کر رکھا ہو گا“...... کرنل فریدی نے سوچتے ہوئے انداز
میں کہا۔ اسی لمحے اس کے تمام ساتھی ایک ایک کر کے واپس
آ گئے۔ کیپٹن حمید بھی قاسم کو چٹانوں کے خلاء سے نکال کر لے آیا
تھا۔ کرنل فریدی نے مہاراجہ کو اشارہ کیا کہ اب وہ خاموش ہو
جائے۔ اس کے بارے میں کسی کو علم نہیں ہونا چاہئے کہ یہاں
ہونے والے حملے کے پیچھے اس کا ہی ہاتھ تھا۔ کرنل فریدی کا اشارہ
دیکھ کر مہاراجہ اس کی جانب ممنون بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس
کا خیال تھا کہ کرنل فریدی کو جب اس کی غداری کا علم ہو گا تو وہ
اسے فوراً شوٹ کر دے گا لیکن کرنل فریدی نے اس کے برعکس
اسے نہ صرف معاف کر دیا تھا بلکہ اسے اپنے ساتھ رکھنے کا بھی
فیصلہ کر لیا تھا۔

”اب کیا کرنا ہے فریدی صاحب۔ ہماری جیپیں تو انہوں نے
تباہ کر دی ہیں۔ ہم اب اس قافلے تک کیسے پہنچیں گے جو ہمیں
صحارا لے جانے والا تھا“...... انسپکٹر ریکھا نے کرنل فریدی سے

مخاطب ہو کر پوچھا۔

''فورس کی چند جیپیں یہاں موجود ہیں۔ ہم اب ا
ذریعے جائیں گے اور مہاراجہ ہی ہمیں اس قافلے تک لے ج
کیوں مہاراجہ''...... کرنل فریدی نے کہا اور سوالیہ نظروں سے
کی جانب دیکھنے لگا۔

''یس کرنل صاحب۔ کیوں نہیں۔ آپ سب کو قافلے تک
سلامت لے جانا میری ذمہ داری ہے۔ آئیں۔ میں آپ
وہاں لے چلتا ہوں''...... مہاراجہ نے مسرت بھرے لہجے میں
تیزی سے ایک جیپ کی جانب بڑھ گیا۔ کرنل فریدی نے
ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ سب بھی باقی جیپوں کی جانب بڑھ
کچھ ہی دیر میں وہ سب فورس کی جیپوں میں سوار ایک بار پھر
کی جانب اُڑے چلے جا رہے تھے۔

صفدر اور تنویر، جوزف اور جوانا کو ہوش میں لے آئے تھے۔
ہوش میں آ کر وہ خود کو گرین ہاؤس کے ہال کی بجائے سڑک پر
کھڑی کار میں دیکھ کر حیران رہ گئے تھے اور پھر جب جوزف کی
نظر سڑک پر ساکت کھڑے بلیک جیک پر پڑی تو وہ چونک پڑا۔

عمران نے انہیں ساری تفصیل بتا دی تھی۔ یہ سن کر جوزف کا
غصے سے برا حال ہو گیا تھا کہ بدلہ لینے کے لئے بلیک جیک اسے
اور جوانا کو وہاں سے اٹھا کر لے گیا تھا اور وہ انہیں ہمیشہ کے لئے
خلاء میں چھوڑ دینا چاہتا تھا۔ اگر اتفاق سے اس کا کنٹرولر گرین
ہاؤس کے ہال میں نہ گر گیا ہوتا اور وہ عمران کے ہاتھ نہ لگ گیا
ہوتا تو تھریسیا اور بلیک جیک اب تک انہیں لے جا کر خلاء میں
پھینک چکے ہوتے جہاں ان کی اذیت ناک ہلاکت ہو جاتی اور ان
کی لاشیں گل سڑ کر خلاؤں میں بھٹک رہی ہوتی۔ جوزف اور جوانا

کا تو دل چاہ رہا تھا کہ وہ ساکت کھڑے بلیک جیک کو وہیں اٹھا کر پٹخنا شروع کر دیں اور اس کے سارے کل پرزے اسی سڑک پر بکھیر کر رکھ دیں لیکن عمران نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا۔ عمران کے کہنے پر انہوں نے بلیک جیک کو کار کی پچھلی سیٹوں پر ڈالا اور پھر وہ سب ایک بار پھر رانا ہاؤس کی جانب روانہ ہو گئے۔

عمران نے رانا ہاؤس پہنچ کر صفدر اور تنویر کو واپس بھیج دیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ چیف کو خود ہی ساری صورتحال سے آگاہ کر دے گا۔ اس کے بعد چیف نے اگر ضرورت محسوس کی تو وہ ان سے خود ہی بات کر لے گا۔

تنویر اور صفدر کو بھلا اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ عمران اصل میں بلیک جیک کی وجہ سے الجھا ہوا تھا۔ اسے ایک تو اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ بلیک جیک جو زیرو لینڈ کا ٹاپ ایجنٹ تھا اور جسے زیرو لینڈ والوں نے ایک مشینی انسان بنا کر رکھ دیا تھا۔ وہ کافی عرصے سے زیرو لینڈ سے منسلک تھا۔ بلیک جیک اپنی صوابدید پر زیرو لینڈ والوں کے لئے کام کر رہا تھا پھر اسے اس طرح اچانک ایک ریموٹ کنٹرول روبوٹ کیوں بنا دیا گیا تھا۔ عمران نے محض بٹن کو پریس ہی کیا تھا اور بلیک جیک واقعی کسی مشینی روبوٹ کی طرح ساکت ہو گیا تھا۔ عمران اس بات سے بھی حیران تھا کہ تھریسیا جیسی زہریلی ناگن اس کے پاس بلیک جیک کو اس طرح چھوڑ کر کیوں بھاگ گئی تھی۔

عمران، جوزف اور جوانا کی مدد سے بلیک جیک کو رانا ہاؤس کی زیرزمین لیبارٹری میں لے آیا تھا اور اس نے صفدر اور تنویر کو واپس بھیج کر بلیک جیک کو چیک کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران حیران رہ گیا تھا کہ بلیک جیک کا دل اور اس کا دماغ ہی انسانی تھا جبکہ اس کے جسم کے باقی سب اعضاء مشینی تھے۔ بلیک جیک کے سر میں ایک ڈیوائس بھی لگی ہوئی تھی جس کا تعلق اس بٹن جیسے ریموٹ کنٹرول سے تھا جو عمران کے پاس موجود تھا۔

عمران نے جب اس بٹن کو چیک کیا تو وہ اس کی تکنیک سمجھ گیا۔ اس بٹن نما ریموٹ کنٹرول سے نہ صرف بلیک جیک کو اپنے قابو میں رکھا جا سکتا تھا بلکہ بٹن میں لگے ہوئے وائس سسٹم سے بلیک جیک کو ہدایات دے کر اس پر باقاعدہ عمل بھی کرایا جا سکتا تھا۔ اب عمران کو شک ہونے لگا تھا کہ بلیک جیک زیرو لینڈ میں اپنے طور پر کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ اس سے اسی ریموٹ کے ذریعے کام کرایا جاتا تھا اور یہ وائس کنٹرولر بلیک جیک کے پاس نہیں تھا بلکہ تھریسیا کے پاس تھا جو اتفاق سے گرین ہاؤس کے ہال میں گر گیا تھا۔ شاید تھریسیا اس بٹن میں لگے ہوئے وائس کنٹرولر سے بلیک جیک کو احکامات دیتی تھی اور بلیک جیک اس کے احکامات پر عمل کرتا تھا۔

عمران نے اس بٹن کو باقاعدہ بلیک جیک پر آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔ چونکہ وہ بٹن اور بلیک جیک کے سر میں لگی ہوئی ڈیوائس کی

تکنیک سمجھ چکا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ بلیک جیک کو آ
سے کنٹرول کر لے گا لیکن اس کے باوجود عمران نے رسک نہ
کا فیصلہ کرتے ہوئے بلیک جیک کو لیبارٹری کی ایک دیوار میں
ہوئے آہنی راڈز میں باندھ دیا تھا تاکہ وہ کوئی الٹی سیدھی حرکت
کر سکے۔

عمران کنٹرول بٹن لے کر بلیک جیک کے سامنے آ کر کھڑا
گیا جس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔ عمران
بٹن کو پریس کیا تو اچانک بلیک جیک کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس
جسم میں جیسے بجلیاں سی بھرتی چلی گئیں۔ دوسرے ہی لمحے
جیک نے آنکھیں کھولیں اور پھر فوراً سر اوپر اٹھا لیا۔ سر اوپر اٹھا
ہی اس کی نظریں جیسے ہی بدلے ہوئے ماحول اور سامنے کھڑے
عمران پر پڑیں تو وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ تھریسیا۔ تھریسیا کہاں ہے
یہاں کیا کر رہے ہو اور تم نے مجھے یہاں اس طرح سے
باندھ رکھا ہے“...... بلیک جیک نے عمران کی جانب تیز نظروں سے
دیکھتے ہوئے انتہائی غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

”اتنے سارے سوال ایک ساتھ۔ ارے باپ رے۔ میں
کس کا تمہیں جواب دوں“...... عمران نے اپنے مخصوص انداز
کہا۔

”سب کا جواب دو مجھے۔ ابھی فوراً“...... بلیک جیک نے

کر کہا۔

”فوراً تو نہیں البتہ میں رک رک کر اور اطمینان سے تمہیں
تمہارے ایک ایک سوال کا جواب دے سکتا ہوں۔ اگر تمہیں زیادہ
جلدی ہے تو بتا دو۔ میں کوشش کروں گا کہ تمہیں تمہارے سارے
سوالوں کے جواب آنکھ کے ایک اشارے سے دے سکوں“۔ عمران
کی زبان چل پڑی۔

”بکواس مت کرو۔ میں یہاں تم سے مسخریاں کرنے کے لئے
نہیں آیا ہوں اور یہ بٹن تمہارے ہاتھ میں۔ اوہ۔ اس کا مطلب
ہے تم نے یہ تھریسیا کو واپس نہیں دیا“...... بلیک جیک نے عمران
کے ہاتھ میں بٹن نما کنٹرولر دیکھ کر قدرے پریشانی کے عالم میں
کہا۔

”تمہیں اتنا غفیل ہوتے دیکھ کر تمہارے لینڈ۔ میرا مطلب ہے
کہ زیرو لینڈ کی ناگن تمہیں میرے پاس چھوڑ کر بھاگ گئی تھی۔
میں نے اسے بہت روکنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ میری کوئی بات
سن ہی نہیں رہی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ تمہیں میرے پاس چھوڑ
کر جا رہی ہے۔ میں چاہوں تو اس کنٹرولر کے ذریعے تمہیں اپنا
چپڑاسی یا اردلی بنا کر رکھ سکتا ہوں۔ اس نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ
تم ایسے روبوٹ ہو جو میرے مشکل سے مشکل کام آسانی سے کر
سکتے ہو۔ آنے والے وقتوں میں وہ مجھ سے شادی کرنے کا خواب
دیکھ رہی تھی اس لئے اس نے تمہیں اپنی خوشی سے مجھے اس وائس

کنٹرولر کے ساتھ تحفے میں دے دیا ہے تا کہ میں تمہیں کسی پا
کتے کی طرح سدھار سکوں اور جب میری اور تھریسیا کی شادی
اور پھر جب ہمارے بچے ہوں تو تم انہیں آسانی سے سنبھا
سکو“...... عمران نے کہا۔

”کیا کہا تم نے۔ تھریسیا نے مجھے تمہیں تحفے میں دے د
ہے۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ میں نہیں مانتا۔ تھریسیا مجھے
تمہارے حوالے کر کے کیسے جا سکتی ہے“...... بلیک جیک نے اس
طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”جس طرح وہ اپنے پیروں پر چل کر آئی تھی۔ اسی طرح
اپنے پیروں پر ہی چل کر گئی ہے۔ تم میرے سامنے ہو اور تمہارا
کنٹرولر میرے ہاتھ میں ہے اس کے باوجود تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو
کہ وہ تمہیں میرے حوالے کر کے کیسے جا سکتی ہے“...... عمران نے
منہ بنا کر کہا۔

”یہ کنٹرولر نہیں میری شناخت کا ایک بیج ہے۔ اور یہ بیج پہلے
سے ہی تمہارے پاس تھا عمران۔ میں اور تھریسیا یہ بیج ہی لینے کے
لئے تمہارے پاس آئے تھے۔ تم اسے کنٹرولر کیوں کہہ رہے ہو اور
وہ بھی وائس کنٹرولر“...... بلیک جیک نے غصے سے جبڑے بھینچے
ہوئے کہا۔

”کیونکہ یہ ہے ہی وائس کنٹرولر جس سے تمہیں میں آسانی سے
اپنے قابو میں رکھ سکتا ہوں۔ مجھے اس کنٹرولر کی ساری تکنیک تھریسیا

نے سمجھا دی ہے پیارے۔ اسی لئے تو وہ تمہیں میرے پاس تحفتاً
چھوڑ کر چلی گئی ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک
جیک کی آنکھوں میں انتہائی تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تھریسیا
ایسا نہیں کر سکتی۔ وہ تمہیں اس کنٹرولر کا سسٹم نہیں بتا سکتی۔ کبھی
نہیں“...... بلیک جیک نے جیسے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران
اس کے لہجے میں کھوکھلا پن صاف محسوس کر رہا تھا۔

”تمہیں یقین نہیں ہے تو کوئی بات نہیں۔ اب دیکھو میں یہ بٹن
پریس کر رہا ہوں۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے“...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے بٹن نما کنٹرولر بلیک جیک کے سامنے
کرتے ہوئے اسے دو انگلیوں سے مخصوص انداز میں تین بار پریس
کیا تو اچانک بلیک جیک کو ایک جھٹکا لگا اور اس کی آنکھوں کے
قرینے سکڑتے چلے گئے۔ اس کے چہرے کے خد و خال انتہائی نرم
پڑتے چلے گئے تھے اور وہ یوں خاموش ہو گیا جیسے ایک بار پھر اس
کی ساری بیٹریاں ڈاؤن ہو گئی ہوں۔

”ہاں تو مسٹر بلیک اینڈ جیک دی گریٹ۔ کیا تم میری آواز سن
رہے ہو“...... عمران نے بٹن نما ریموٹ کنٹرولر اپنے منہ کے قریب
کرتے ہوئے بلیک جیک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس بٹن میں ایک
مائیک لگا ہوا تھا جبکہ اس کا رسیونگ سسٹم بلیک جیک کے دماغ میں
لگی ہوئی ڈیوائس میں تھا۔

”یس ماسٹر۔ میں تمہاری آواز سن سکتا ہوں“...... بلیک جیک کے منہ سے جیسے مشینی آواز نکلی۔

”گڈ شو۔ اب یہ بتاؤ کہ میں کون ہوں“...... عمران نے پوچھا۔

”تم علی عمران ہو ماسٹر“...... بلیک جیک نے انتہائی سنجیدگی سے کہا جیسے وہ بلا سوچے سمجھے اور اپنے دماغ میں فیڈنگ شدہ میموری کے تحت عمران کے سوالوں کا جواب دے رہا ہو۔

”کیا میں تم سے جو پوچھوں گا تم مجھے میری ہر بات کا جواب دو گے“...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس نے بلیک جیک کا انداز دیکھ کر سمجھ لیا تھا کہ بلیک جیک اداکاری نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ واقعی اس کنٹرولر کے زیر اثر آ چکا تھا جو عمران کے پاس موجود تھا۔

”یس ماسٹر۔ میں تمہاری ہر بات کا جواب دوں گا“...... بلیک جیک نے اسی طرح مشینی انداز میں کہا۔

”یہ بتاؤ کہ تم اور تھریسیا ارتھ پر کب اور کیوں آئے تھے“۔ عمران نے پوچھا۔

”ہم یہاں کافی دنوں سے موجود ہیں۔ ہمیں انفارمیشن ملی تھی کہ پاکیشیا کی ایک لارڈ کوئین کے پاس اوریجنل گولڈن کرسٹل موجود ہے۔ ہم پوری دنیا میں جہاں جہاں بھی گولڈن کرسٹلز موجود ہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ اٹھارہ سو تراسی میں جو ایونٹ ہوا تھا اور اس کے بعد تنگوسکا میں جو ایونٹ ہوا تھا۔ تو اس شمسی طوفان

ہت سے گولڈن کرسٹلز ارتھ پر آ گرے تھے۔ جنہیں روسیاہ ت نے عام ہیرے سمجھ کر انہیں دنیا کے مختلف راجوں اور اجوں کو فروخت کر دیا تھا۔ گرین کوئین بھی انہی راجوں اور اجوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے پاس سب سے بڑا گولڈن ل تھا۔ اس کے علاوہ روسیاہ نے گولڈن کرسٹلز جن افراد کو ت کئے تھے۔ ان میں سے بہت سے افراد سے ایکریمیا لڈن کرسٹل حاصل کر چکا ہے۔ ہمارے پاس کافی تعداد میں لڈن کرسٹلز موجود ہیں۔ ہمارے ایجنٹ ایکریمیا میں بھی کام کر ہے ہیں۔ جلد ہی ہم ایکریمیا سے بھی گولڈن کرسٹلز حاصل کر لیں لیکن اس کے ساتھ ہم ان افراد کو بھی تلاش کر رہے ہیں جو ان ولڈن کرسٹلز کو محض گولڈن پرل یا پھر گولڈن ڈائمنڈ سمجھتے ہیں“۔ یلک جیک نے اسی طرح مشینی انداز میں اور کسی ریکارڈ کی ہوئی یپ کی طرح بولتے ہوئے کہا۔

”زیرو لینڈ والوں کو گولڈن کرسٹلز کی ایسی کیا ضرورت آن پڑی ہے کہ وہ پوری دنیا میں اسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں“...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”جس طرح سے ارتھ والے گولڈن کرسٹل سے گولڈن یورینیم بنانے کا راز جان گئے ہیں اسی طرح زیرو لینڈ کو بھی اس راز کا پتہ چل چکا ہے اور زیرو لینڈ چاہتا ہے کہ گولڈن کرسٹلز اس کے پاس ہوں جس سے وہ زیادہ سے زیادہ گولڈن یورینیم افزودہ کرے اور

دنیا کے سب سے تیز ترین اور طاقتور گولڈن میزائل بنا سکے۔
گولڈن میزائل جن سے زیرو لینڈ آسانی سے ڈاکٹر ایکس
اسپیس ورلڈ کا مقابلہ کر سکے۔ اس وقت ارتھ سے زیادہ زیرو لینڈ
گولڈن میزائلوں کی ضرورت ہے کیونکہ اسپیس میں ڈاکٹر
تیزی سے اپنے پر پھیلاتا چلا جا رہا ہے۔ اگر ہم نے اسے جلد
جلد نہ روکا تو وہ بہت جلد پورے اسپیس پر چھا جائے گا اور
سے ہمیں بے پناہ خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ ان کے
گولڈن میزائل کی ٹیکنالوجی نہیں ہے البتہ ہم گولڈن میزائلوں
ڈاکٹر ایکس کے اسپیس ورلڈ کو ختم کر سکتے ہیں چاہے اس
حفاظت کے لئے جدید سے جدید ترین ٹیکنالوجی کا ہی کیوں
استعمال کر رکھا ہو۔ گولڈن میزائلوں کے سامنے ڈاکٹر ایکس کی
حفاظتی ٹیکنالوجی زیرو ہے“...... بلیک جیک نے کہا۔

”اب تک زیرو لینڈ والوں کے پاس کتنی تعداد میں گولڈن کر
پہنچ چکے ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”چار سے پانچ گولڈن کرسٹلز ہیں جن سے زیرو لینڈ والے
گولڈن یورینیم افزودہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ان چھوٹے
چھوٹے گولڈن کرسٹلز سے ہم اپنا مطلوبہ ہدف حاصل نہیں کر سکتے
ہیں۔ چھوٹے چھوٹے گولڈن کرسٹلز سے گولڈن یورینیم افزودہ کرنے
میں کافی وقت لگتا ہے اور اس سے بہت کم مقدار میں گولڈن یورینیم
افزودہ ہوتی ہے۔ زیرو لینڈ کوشش کر رہا ہے کہ ارتھ پر پہلے

ہو تمام گولڈن کرسٹلز حاصل کر لے اور اس کے ساتھ ساتھ حالیہ
ن میں ارتھ پر جو بڑا گولڈن کرسٹل گرا ہے زیرو لینڈ اس کی بھی
اش میں لگا ہوا ہے لیکن ابھی تک ہم اس کرسٹل کو تلاش نہیں کر
کے ہیں“...... بلیک جیک نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”حالیہ ایونٹ میں گولڈن کرسٹل ارتھ پر گرا ہے۔ کیا مطلب۔ تم
س ایونٹ کی بات کر رہے ہو“...... عمران نے بری طرح سے
ونکتے ہوئے کہا۔

”صحارا اور کیونا پر جو شمسی طوفان آیا تھا۔ اس طوفان میں ایک
بہت بڑا گولڈن کرسٹل بھی آیا تھا اور وہ کرسٹل صحارا میں کہیں گر کر
غائب ہو گیا ہے۔ ہم نے اسے خلاء سے ارتھ پر گرتے دیکھا تھا
لیکن اس وقت شمسی طوفان کا زور اتنا زیادہ تھا کہ ہم اسے خلاء میں
نہیں پکڑ سکتے تھے اور طوفان کی شدت کی وجہ سے ہم اس بات کا
بھی اندازہ نہیں لگا سکے تھے کہ گولڈن کرسٹل صحارا کے کس مقام پر
گرا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ شمسی طوفان کے ساتھ ایک بہت بڑا
گولڈن کرسٹل بھی ارتھ پر آیا تھا جو ایک ٹینس بال یا شاید اس سے
بھی بڑا ہے اور اس کا وزن ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک
ہزار گرام کے قریب ہے“...... بلیک جیک نے جواب دیا اور عمران
کے چہرے پر حقیقتاً انتہائی حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اسے
اس بات کی کوئی خبر نہیں تھی کہ شمسی طوفان کے ساتھ صحارا جسے
صحرائے اعظم بھی کہا جاتا تھا میں ایک ہزار گرام یا اس سے بھی بڑا

گولڈن کرسٹل گرا ہے۔

''ہونہہ۔ اگر اتنا بڑا گولڈن کرسٹل تم نے صحارا میں گرتے ہوئے دیکھا تھا تو اسے حاصل کرنے کی بجائے تم چھوٹے چھوٹے گولڈن کرسٹلز کیوں حاصل کرتے پھر رہے ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے بلیک جیک کی بات کا یقین نہ آیا ہو۔

''صحارا میں شمسی طوفان کی شدت بہت زیادہ تھی اور طوفان چونکہ صحارا میں سینکڑوں کلو میٹر تک پھیلا ہوا تھا اس لئے اس ہمیں پتہ نہیں چل سکا کہ گولڈن کرسٹل صحارا کے کس حصے میں گرا ہے۔ ہماری ٹیمیں سیٹلائٹس کے ذریعے اسے صحارا میں تلاش کرتی پھر رہی ہیں جیسے ہی سیٹلائٹ سے ہمیں گولڈن کرسٹل کی لوکیشن پتہ چلے گا ہم فوراً وہاں پہنچ جائیں گے اور گولڈن کرسٹل نکال لے جائیں گے تب تک ہم ارتھ سے بھی تمام گولڈن کرسٹلز حاصل کر لینا چاہتے تھے''...... بلیک جیک نے جواب دیا۔

''حیرت ہے۔ اگر گولڈن کرسٹل شمسی طوفان کے ساتھ ارتھ پر گرا تھا تو ارتھ والوں نے اسے دیکھا کیوں نہیں۔ شمسی طوفان کو دیکھنے کے لئے تو پوری دنیا کی نظریں اس طوفان پر جمی ہوئی تھیں اگر گولڈن کرسٹل اس طوفان میں موجود ہوتا تو کسی نہ کسی کو تو ضرور دکھائی دے جاتا''...... عمران نے کہا۔

''یہ سچ نہیں ہے۔ گولڈن کرسٹل کو شمسی طوفان کے ساتھ

اسرائیل والوں نے صحارا میں گرتے دیکھ لیا تھا اسی لئے وہ اس کی تلاش میں صحارا پہنچ چکے ہیں اور زیرو لینڈ کے ایجنٹس جن میں فنچ اور نانوتہ شامل ہیں وہ کافرستان سے ایک گولڈن کرسٹل حاصل کرنے وہاں پہنچ گئے تھے اور انہوں نے وہاں کے سیٹھ پرتاب سے وہ گولڈن کرسٹل حاصل کر لیا تھا جو اس نے اپنے لاکر میں چھپایا ہوا تھا۔ فنچ اور نانوتہ کو اس بات کا بھی علم ہو گیا تھا کہ اسرائیل کی جی پی فائیو میں سیٹھ پرتاب کا بھی ایک خفیہ ایجنٹ موجود ہے جس نے جی پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ اور اس کے نمبر ٹو میجر ہیرس کو گولڈن کرسٹل کے بارے میں باتیں کرتے سن لیا تھا۔ اس ایجنٹ نے فوری طور پر سیٹھ پرتاب کو صحارا میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کے بارے میں بتا دیا تھا جسے حاصل کرنے کے لئے سیٹھ پرتاب بھی صحارا روانہ ہو گیا ہے اور شاید تمہیں اس بات کا بھی علم نہیں ہے کہ گولڈن کرسٹل کی تلاش میں جی پی فائیو بھی صحارا پہنچ چکی ہے اور وہ سائنسی آلات کے ساتھ مسلسل گولڈن کرسٹل تلاش کر رہی ہے۔ سیٹھ پرتاب کے ایک ساتھی کی وجہ سے کرنل فریدی کو بھی اس حقیقت کا علم ہو گیا ہے کہ ایک بڑا گولڈن کرسٹل صحارا میں موجود ہے۔ وہ بھی اپنی ٹیم کے ساتھ کافرستان سے گولڈن کرسٹل تلاش کرنے کے لئے روانہ ہو چکا ہے۔ اسی طرح بلگارنیہ کے ڈی فورٹین میجر پرمود کو بھی صحارا میں گولڈن کرسٹل کی تلاش کے لئے بھیجا جا چکا ہے۔ اب تک کرنل فریدی اور میجر پرمود

شاید صحارا میں داخل بھی ہو چکے ہوں اور وہ بھی جی پی فائیو
طرح صحارا میں گولڈن کرسٹل تلاش کرنا شروع ہو چکے ہو
گئے“...... بلیک جیک نے انکشاف کرنے والے انداز میں کہا اور
انکشافات عمران پر واقعی جیسے بجلی بن کر گر رہے تھے۔

وہ سر داور کے لئے ایک چھوٹے سائز کے گولڈن کرسٹل
لئے نکلا تھا جسے وہ حاصل نہیں کر سکا تھا اور گرین کوئین کے
موجود گولڈن کرسٹل زیرو لینڈ والے لے جانے میں کامیاب ہو
تھے اور ان کا ایک سپریم ایجنٹ بلیک جیک جو اتفاق سے عمران
ہاتھ آ گیا تھا وہ دنیا کے سب سے بڑے گولڈن کرسٹل کے بارے
میں بتا رہا تھا جو حالیہ آنے والے شمسی طوفان کے ساتھ ارتھ پر
تھا اور اسے اسرائیل سے صحارا میں گرتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔
گولڈن کرسٹل کے بارے میں کافرستان کے کرنل فریدی کو بھی
ہو چکا تھا اور بلگارنیہ کے میجر پرمود کو بھی اور بلیک جیک کے
کے مطابق وہ دونوں اپنی اپنی ٹیمیں لے کر صحارا ڈیزرٹ پہنچ
چکے تھے۔ یہی نہیں اسرائیل کی جی پی فائیو بھی گولڈن کرسٹل
تلاش کے لئے صحارا میں موجود تھی۔ یوں لگ رہا تھا کہ صحارا
گرنے والے گولڈن کرسٹل کے بارے میں ساری دنیا کو پتہ چل
گیا ہو۔ اس گولڈن کرسٹل کے بارے میں اگر کوئی نہیں جانتا تھا
وہ عمران تھا۔ بلیک جیک کی باتیں سن کر عمران خود کو حقیقتاً چغد
محسوس کرنا شروع ہو گیا تھا۔

”کیا یہ کنفرم ہے کہ کرنل فریدی اور میجر پرمود اپنی ٹیموں کے
ساتھ صحارا میں گولڈن کرسٹل کی تلاش میں ہی گئے ہیں“...... عمران
نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کنٹرولر بٹن سے ایک بار پھر بلیک
جیک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ہاں۔ ہمارے پاس ان دونوں کے صحارا جانے کی مصدقہ
اطلاعات ہیں“...... بلیک جیک نے جواب دیا۔

”تو کیا زیرو لینڈ والے بھی صحارا میں موجود ہیں اور وہاں سے
گولڈن کرسٹل کی تلاش کا کام کر رہے ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”فی الحال زیرو لینڈ کی کوئی ٹیم صحارا نہیں گئی ہے۔ گولڈن کرسٹل
کو زیرو لینڈ سے بذریعہ سیٹلائٹ تلاش کرنے کی کوشش کی جا رہی
ہے لیکن اگر سیٹلائٹس سے گولڈن کرسٹل کا پتہ نہ چلا تو زیرو لینڈ
کے ایجنٹ بھی جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے اور پھر وہ اپنے خاص
ذرائع سے صحارا سے گولڈن کرسٹل تلاش کریں گے“...... بلیک جیک
نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”زیرو لینڈ کی اس ٹیم میں کون کون ہو گا جو صحارا میں جا کر
گولڈن کرسٹل تلاش کرے گا“...... عمران نے پوچھا۔

”یہ فیصلہ سپریم کمانڈر کرے گا کہ وہ کس ٹیم کو صحارا بھیجے گا۔
میں چونکہ تھریسیا کے ساتھ ارتھ پر تھا اس لئے سپریم کمانڈر کے
فیصلے کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اب تک
سپریم کمانڈر اپنی کسی ٹیم کو صحارا بھیج بھی چکا ہو“...... بلیک جیک نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس ٹیم میں فنچ، نانوتہ، بوغا اور سنگ ہی بھی شامل
ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''شاید۔ اس بارے میں حتمی طور پر میں کچھ نہیں کہہ
بلیک جیک نے جواب دیا۔

''اچھا یہ سب باتیں چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ تم تو آزاد تھ
اور تم روبومین بن کر اپنی مرضی سے زیرو لینڈ کے لئے خد
انجام دے رہے تھے پھر تمہیں زیرو لینڈ والوں نے اس طر
بٹن سے آواز کا غلام کیوں بنا دیا ہے''...... عمران نے سر
پوچھا۔

''پچھلے کچھ عرصے سے سپریم کمانڈر مجھ سے خوش نہ
پاکیشیا کے ساتھ ساتھ مجھے ارتھ کے دوسرے ملکوں میں
مشنز پر بھیجا گیا تھا میں ان مشنز کو پورا کرنے میں ناکام
جس سے سپریم کمانڈر کو مجھ پر شک ہو گیا تھا کہ میں یہ سب
بوجھ کر کر رہا ہوں اور میں زیرو لینڈ سے خوش نہیں ہوں ا
سپریم کمانڈر نے میرا مائنڈ اسکین کیا تھا لیکن اسے میرے مائ
اپنے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملا تھا کہ میں زیرو لینڈ سے ناخو
یا پھر میں جان بوجھ کر ارتھ پر زیرو لینڈ کے مشن پورے نہ
رہا۔ گو کہ سپریم کمانڈر مجھ سے مطمئن ہو گیا تھا لیکن اس کے
اس نے میرے مائنڈ میں ایک چپ ڈیوائس لگا دی اور ا

کنٹرول ایک بٹن میں منتقل کر دیا اور پھر یہ وائس کنٹرول بٹن سپریم
کمانڈر نے سنگ ہی اور تھریسیا کے حوالے کر دیا تھا تاکہ وہ اپنی
مرضی سے مجھ سے کام لے سکیں''...... بلیک جیک نے کہا تو عمران
نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

''میں نے اس بٹن اور تمہارے مشینی جسم کو چیک کیا ہے۔ اس
بٹن نما کنٹرولر میں ایسا سسٹم ہے جس سے تمہارا سارا مشینی جسم
مفلوج کیا جا سکتا ہے۔ جسم کے ساتھ تمہارا مائنڈ بھی آف ہو جاتا
ہے اور کنٹرولر کے وائس سسٹم کو اس انداز میں تمہارے مائنڈ کی
ڈیوائس چپ کے ساتھ لنکڈ کیا گیا ہے کہ بٹن کنٹرولر سے پوچھے گئے
ہر سوال کا تم نہ چاہتے ہوئے لاشعوری طور پر بالکل صحیح جواب دینے
پر مجبور ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ڈیوائس میرے دماغ کے عقبی حصے میں فکسڈ ہے۔ میں
چاہوں بھی تو اس ڈیوائس کے ذریعے پوچھے گئے کسی سوال کا غلط
جواب نہیں دے سکتا اور جس کے پاس یہ ڈیوائس ہوتی ہے مجھے ہر
حال میں اسی کا غلام بننا پڑتا ہے''...... بلیک جیک نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو یہ بٹن گرین ہاؤس میں تم سے نہیں بلکہ تھریسیا سے
گرا تھا''...... عمران نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں اسی کے کنٹرول میں تھا۔ وہاں سے نکلتے ہوئے
اس سے کنٹرول بٹن وہیں گر گیا تھا''...... بلیک جیک نے جواب
دیا۔

"لیکن تھریسیا تو عمارت کے دوسرے حصے میں تھی پھر تمہارا کنٹرول بٹن ہال میں کیسے آ گیا"...... عمران نے بلیک جیک کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ میں نہیں جانتا"...... بلیک جیک نے کہا۔

"اب تم اور تمہارا یہ کنٹرول بٹن میرے پاس ہے۔ کیا تمہیں امید ہے کہ تھریسیا یا زیرو لینڈ کا کوئی ایجنٹ تمہیں اور کنٹرول بٹن کو مجھ سے لینے کے لئے یہاں آ سکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ انسان اور مشینی روبو ہونے کی وجہ سے میری زیرو لینڈ میں بے حد اہمیت ہے۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ کوئی نہ کوئی مجھے تم سے واپس لینے کے لئے ارتھ پر ضرور آئے گا"...... بلیک جیک نے کہا۔

"جب تک کوئی یہاں آ نہیں جاتا کیا تم اس وقت تک اپنی مرضی سے تو یہاں سے ٹرانسمٹ ہو کر زیرو لینڈ نہیں جا سکتے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ میرا ٹرانسمٹ سسٹم بھی اسی کنٹرولر میں ہے۔ میں اپنی مرضی سے کہیں بھی ٹرانسمٹ نہیں ہو سکتا"...... بلیک جیک نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تب پھر اس بٹن میں تمہیں یقیناً ڈسٹرائے کرنے کا بھی آپشن ہو گا"...... عمران نے کہا۔ اس بار بلیک جیک نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کا چہرہ بگڑ سا گیا تھا جیسے اس

سوال کے جواب دینے سے خود کو روکنے کے لئے اس کے دماغ میں شعور اور لاشعور کی زبردست جنگ شروع ہو گئی ہو جس کا ردعمل اس کے چہرے سے واضح ہو رہا تھا۔

"مجھے جواب دو بلیک جیک۔ کیا تمہیں اس بٹن کی مدد سے تباہ کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں اس بٹن سے تباہ ہو سکتا ہوں"...... بلیک جیک نے کہا اور عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"اوکے۔ اب جب تک تمہیں کوئی زیرو لینڈ سے لینے کے لئے نہیں آ جاتا تمہیں میرے پاس رہنا ہو گا اور مجھے یقین ہے کہ جب تک تمہارا کنٹرول بٹن میرے پاس ہے تم کوئی شرارت نہیں کرو گے"......عمران نے کہا۔

"میں کنٹرول بٹن کی وجہ سے مجبور ہوں۔ کچھ کرنا بھی چاہوں تو نہیں کر سکتا"...... بلیک جیک نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اس سے ایک بار پھر صحارا میں شمسی طوفان کے ساتھ آنے والے گولڈن کرسٹل کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر اس نے کنٹرول بٹن کو پریس کر کے بلیک جیک کو ایک بار پھر عارضی طور پر ساکت کر دیا۔

بلیک جیک کی باتیں سن کر عمران کے ذہن میں طوفان سا اٹھا ہوا تھا۔ اسے رہ رہ کر خود پر اس بات کا غصہ آ رہا تھا کہ صحارا میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کے بارے میں جی پی فائیو کے ساتھ

ساتھ کرنل فریدی اور میجر پرمود کو بھی علم ہو چکا ہے اور وہ صحارا
گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے اپنی ٹیمیں لے کر روانہ بھی
چکے ہیں اور اسے اب تک اس بات کا ہی علم نہیں ہو سکا تھا۔

"لگتا ہے اب مجھے جاسوسی چھوڑ کر کوئی اور کام کرنا شروع
دینا چاہئے۔ حد ہو گئی۔ پیرومرشد اور میجر پرمود اپنی ٹیمیں لے
صحارا میں بڑے گولڈن کرسٹل کو تلاش کرنے روانہ بھی ہو چکے
اور میں یہاں ایک چھوٹے سے گولڈن کرسٹل کو حاصل کرنے
لئے جھک مارتا پھر رہا تھا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
کچھ دیر سوچتا رہا پھر وہ لیبارٹری اور رانا ہاؤس کے تمام ضرو
حفاظتی سسٹم آن کرتا ہوا لیبارٹری سے باہر نکل آیا۔

اب وہ جلد سے جلد کچھ کرنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے کہ جی پی
فائیو، زیرو لینڈ والے یا کرنل فریدی اور میجر پرمود صحارا سے گولڈن
کرسٹل حاصل کر لیتے۔ عمران بھی اپنے ساتھیوں کو صحارا لے جانے
کا فیصلہ کر چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ بلیک جیک نے صحارا میں گرنے
والے جس گولڈن کرسٹل کے بارے میں بتایا ہے اگر وہ واقعی ایک
ٹینس بال جتنا بڑا اور ایک ہزار گرام کا ہے تو اس گولڈن کرسٹل سے
پاکیشیا کی قسمت ہی بدل سکتی تھی۔ پاکیشیا اتنے بڑے گولڈن کرسٹل
سے اس قدر مقدار میں گولڈن یورینیم افزودہ کر سکتا تھا کہ اس سے
پاکیشیا اپنے دفاع کے لئے نہ صرف بڑی تعداد میں گولڈن میزائل
تیار کر سکتا تھا بلکہ دنیا بھر کے سپریم پاور ممالک کو گولڈن یورینیم

فروخت کر کے بے مثال زرمبادلہ حاصل کر سکتا تھا اور پاکیشیا کی
ایٹمی طاقت میں ہزاروں گنا اضافہ ہو جاتا جس سے پاکیشیا کا نام
سپریم پاور کی لسٹ میں سرفہرست آ جاتا۔

یہ سب سوچتا ہوا عمران لیبارٹری سے باہر آیا اور اس نے
جوزف اور جوانا کو رانا ہاؤس کے باقی تمام حفاظتی سسٹم آن رکھنے
کی ہدایات دیں تاکہ اس کی غیر موجودگی میں اگر تھریسیا یا زیرو لینڈ
کے دیگر ایجنٹ وہاں سے بلیک جیک کو واپس لے جانے کے لئے
آئیں تو حفاظتی انتظامات کی وجہ سے انہیں رانا ہاؤس میں داخل
ہونے سے روکا جا سکے پھر عمران نے رانا ہاؤس سے اپنی سرخ
سپورٹس کار نکالی اور بلیک زیرو سے مشورہ کرنے کے لئے دانش
منزل کی جانب روانہ ہو گیا۔

وسیع و عریض صحرائے اعظم میں اس وقت کڑاکے کی گرمی پڑ رہی تھی۔ دھوپ کی شدت سے ریت کا سمندر بری طرح سے تپ رہا تھا۔ اس وقت صحرا کا درجہ حرارت ستاون ڈگری سینٹی گریڈ تھا جو کسی بھی جاندار کو بری طرح سے جھلسا دینے کے لئے کافی تھا۔

دن میں اسی طرح جھلسا دینے والی گرمی پڑتی تھی اور ریت اس قدر گرم ہو جاتی تھی کہ اس پر پیر رکھنے والا چند قدم بھی نہیں اٹھا سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اتنی شدید گرمی میں ریت میں رہنے والے حشرات الارض بھی انتہائی گہرائی میں چلے جاتے تھے اور شام کو جب ریت ٹھنڈی ہونا شروع ہوتی تو وہ ریت سے اپنی خوراک کی تلاش کے لئے باہر نکل آتے تھے۔

صحرائے اعظم دنیا کا گرم ترین خطہ ہونے کے ساتھ ساتھ بے شمار قدرتی آفات سے بھرا ہوا تھا۔ اس صحرا میں انتہائی خوفناک

طوفان اٹھتے تھے جو اس قدر شدید ہوتے تھے کہ بڑی سے بڑی اور بھاری سے بھاری چٹانوں کو بھی اپنے ساتھ اُڑا لے جانے کی طاقت رکھتے تھے۔ وہاں موجود ریت کے بڑے بڑے پہاڑی ٹیلے تو یوں غائب ہو جاتے تھے جیسے کبھی ان کا کوئی وجود ہی نہ ہو۔ صحرا میں کب اور کس جگہ طوفان آ جائے اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ صحرا میں بارشیں بہت کم ہوتی تھیں جس سے صحرا میں پانی قدرتی جھیلوں یا پھر نخلستانوں میں بنی ہوئی چھوٹی موٹی جھیلوں میں ہی ملتا تھا۔ مگر یہ نخلستان بھی بے شمار خطرات سے بھرے ہوئے تھے جو کسی بھی جاندار کے لئے انتہائی جان لیوا ثابت ہو سکتے تھے۔

صحرائے اعظم میں کئی جھیلیں بھی تھی۔ جہاں پانی صاف ستھرا ہونے کے ساتھ ساتھ میٹھا بھی تھا۔ جھیلوں میں دراڑیں پڑنے کی وجہ سے ان جھیلوں سے وہاں کئی چھوٹی ندیاں بن گئی تھیں جو جاندار کی جان بچانے کے کام آ سکتی تھیں لیکن یہ جھیلیں اور چھوٹی موٹی ندیاں اتنی دور تھیں کہ ان تک پہنچنے سے پہلے ہی جاندار صحرا کی خوفناک گرمی کا شکار ہو جاتا تھا۔

صحرا کے وسط میں کوہ باگر نامی ایک چٹیل علاقہ بھی تھا۔ اس علاقے میں حد نگاہ چٹیل پہاڑیاں موجود تھیں۔ صحرا میں بسنے والے جاندار زیادہ تر انہی چٹیل پہاڑیوں کو اپنا مسکن بناتے تھے۔ ان پہاڑیوں میں ان کے چھپنے کے لئے بہت سی جگہیں تھی۔ پہاڑیوں

میں ایسے بے شمار غار بھی تھے جہاں جاندار گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے پناہ لے سکتے تھے۔

انہی پہاڑیوں کے دامن میں اسرائیلی ایجنسی جی پی فائیو کی اپنی پوری فورس کے ساتھ موجود تھی جس کی کمانڈ کرنل ڈیوڈ ہی کر رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے ان پہاڑیوں کے دامن کے ایک بہت بڑے حصے پر قبضہ کر رکھا تھا۔ کرنل ڈیوڈ اپنے ساتھ یہاں جدید ترین اسلحے کے ساتھ ساتھ بھاری مشینیں بھی لایا تھا جن کی مدد سے وہ پہاڑیوں کے اندر جی پی فائیو کا ایک محفوظ ٹھکانہ بنانا چاہتا تھا۔ اسے ان پہاڑیوں میں کئی بڑی بڑی غاریں مل گئی تھیں جو اندر سے بے حد لمبی چوڑی تھیں۔ ان غاروں کو وہ مشینوں کی مدد سے مزید کاٹ کاٹ کر چوڑی کر رہا تھا تاکہ وہاں وہ جی پی فائیو کا ایک بڑا سیٹ اپ کر سکے۔

کرنل ڈیوڈ کو صحرائے اعظم میں گولڈن کرسٹل کی تلاش کا ٹاسک دیا گیا تھا۔ چونکہ گولڈن کرسٹل اس کی اطلاع کے مطابق کوہ باگر کے علاقے میں ہی کہیں گرا تھا اس لئے وہ یہاں اپنا سیٹ اپ بنانے کے ساتھ ساتھ گولڈن کرسٹل کو بھی سرچ کرا رہا تھا جس کے لئے وہ پتھریلی اور ریتیلی زمین کی گہرائیوں تک جھانک کر گولڈن کرسٹل کو چیک کر سکتا تھا۔ شمسی طوفان نے کوہ باگر کو بھی شدید نقصان پہنچایا تھا۔ طوفان سے بے شمار پہاڑیاں نہ صرف بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ چکی تھی بلکہ اطراف کے صحرا میں بے شمار بڑے

گڑھے بن گئے تھے جو انتہائی گہری اور خوفناک کھائیوں کا سا پیش کر رہے تھے۔ کرنل ڈیوڈ کوہ باگر کے ان علاقوں کا ہی وہ سرچ کر رہا تھا جو شمسی طوفان سے بہت زیادہ متاثر ہوئے ۔ اس کا اندازہ تھا کہ گولڈن کرسٹل بھی اسی علاقے میں ہی ہو ۔ چونکہ گولڈن کرسٹل انتہائی بلندی سے اور نہایت تیز رفتاری ے وہاں گرا تھا۔ اس لئے اس بات کا اندازہ لگانا بے حد مشکل تھا کہ وہ زمین کی کتنی گہرائی میں اتر گیا ہو گا۔

کرنل ڈیوڈ اور اس کے مخصوص ساتھی جن میں اس کا نمبر ٹو میجر ہیرس بھی شامل تھا ان سب نے ان گرم پہاڑیوں میں رہنے کے لئے عارضی طور پر چند غاروں میں خصوصی انتظامات کرائے تھے اور انہوں نے ان غاروں کو بند کر کے ہیوی ڈیوٹی جنریٹرز کے ساتھ اے سی سسٹم بھی لگا رکھے تھے جس سے وہ ان غاروں میں بغیر کسی تکلیف اور پریشانی کے رہ رہے تھے۔

کرنل ڈیوڈ نے ایک چھوٹی سی کمرے نما غار سنبھال رکھی تھی جس کے دہانے پر اس نے کاریگروں کی مدد سے باقاعدہ دروازہ لگوا لیا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے اس غار میں اپنی سہولیات کے تمام انتظامات کرا رکھے تھے۔ کمرے کے سائیڈ میں ایک بڑی سی میز لگی ہوئی تھی جس پر اس کی ضرورت کا تمام سامان موجود رہتا تھا۔ میز کے پیچھے ایک ریوالونگ چیئر تھی جس پر کرنل ڈیوڈ انتہائی شان سے بیٹھتا تھا۔ چونکہ دن میں باہر کڑاکے کی دھوپ ہوتی تھی اس لئے

کرنل ڈیوڈ اس غار سے بہت کم نکلتا تھا۔ کمرے کا درجہ حرار
نارمل رکھنے کے لئے اس نے وہاں کولنگ سسٹم آن کر رکھا تھا
کمرے کو روشن رکھنے کے لئے بھی اس نے خاطر خواہ انتظامات
رکھے تھے۔

صحرائے اعظم میں چونکہ سیل فون کام نہیں کرتے تھے اس لئے
وہاں موجود تمام افراد کے پاس خصوصی بی فائیو ٹرانسمیٹر تھے جن سے
وہ ایک دوسرے سے بات کرتے تھے اور کرنل ڈیوڈ اور اس کے
نائب میجر ہیرس کی ہدایات پر عمل کرتے تھے۔ کرنل ڈیوڈ ان سے
جلد سے جلد کام کرانے کے لئے ہر وقت غصے میں رہتا تھا اور وہ
جس سے بھی بات کرتا تھا انتہائی غصیلے انداز میں کرتا تھا جس سے
اس کی ٹیم کے تمام افراد اس سے ڈرے اور سہمے سہمے سے رہتے
تھے۔

میجر ہیرس کی بھی ان دنوں شامت آئی ہوئی تھی۔ کرنل ڈیوڈ
نے غاروں کی کھدائی اور گولڈن کرسٹل کی تلاش کی ساری ذمہ داری
اسی پر ڈال رکھی تھی جو شدید گرمی میں بھی ان پہاڑیوں میں ہر وقت
بھاگا بھاگا پھرتا تھا۔

اس وقت کرنل ڈیوڈ غار نما اس کمرے میں میز کے پیچھے بیٹھا تھا
کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم اِن"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز اور انتہائی سخت لہجے میں
کہا تو اسی لمحے دروازہ کھلا اور میجر ہیرس اندر آ گیا۔ اس نے بی

فائیو کی مخصوص یونیفارم پہن رکھی تھی جو پسینے کی وجہ سے مکمل طور
پر بھیگی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ میجر ہیرس بری طرح سے ہانپ
رہا تھا اور اس کے سارے جسم سے پسینہ پھوٹتا ہوا دکھائی دے رہا
تھا جیسے وہ تپتے ہوئے صحرا میں دور تک دوڑ لگا کر آیا ہو۔

میجر ہیرس نے اندر آتے ہی کرنل ڈیوڈ کو مخصوص فوجیوں کے
انداز میں سیلوٹ کیا۔

"آؤ۔ میجر ہیرس۔ گولڈن کرسٹل کے سلسلے میں کوئی پیش رفت
ہوئی"...... کرنل ڈیوڈ نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے
پوچھا۔

"نو سر۔ ہم نے کئی کلو میٹر تک کا ایریا چھان لیا ہے لیکن ابھی
تک ہمیں ایسا کوئی کاشن نہیں ملا ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ گولڈن
کرسٹل کہاں اور زمین کی کتنی گہرائی میں موجود ہے"...... میجر ہیرس
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ آج نہیں تو کل اس کا پتہ چل ہی جائے گا۔ بہرحال
تم اس وقت کس لئے آئے ہو"...... کرنل دیوڈ نے مخصوص انداز
میں ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو کافرستانی ایجنٹ کرنل فریدی اور بلگارنوی ایجنٹ
میجر پرمود کے بارے میں بتانے کے لئے آیا ہوں جناب"۔ میجر
ہیرس نے کہا تو ان دونوں کے نام سن کر کرنل ڈیوڈ بے اختیار
چونک پڑا۔

"اوہ۔ ہاں۔ تم نے بتایا تھا کہ یہ دونوں ایجنٹ اپنی ٹیموں
لے کر افریقی ریاستوں میں پہنچ چکے ہیں اور صحرائے اعظم میں
داخل ہونے کی تیاری کر رہے ہیں۔ کہاں ہیں وہ اور تم نے انہیں
صحارا میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے کیا کیا ہے"...... کرنل
ڈیوڈ نے پوچھا۔

"وہ دونوں پارٹیاں جی پی فائیو کی نظروں میں ہیں جناب۔
آپ نے ہی حکم دیا تھا کہ جب تک وہ صحارا میں داخل ہونے کے
لئے آگے نہ بڑھیں انہیں ہرگز نہ چھیڑا جائے۔ ڈی فورٹین کے
بارے میں اطلاع ملی ہے کہ وہ کالس میں موجود ہے اور وہ صحرا
میں داخل ہونے کے لئے کسی ایسے گائیڈ کو تلاش کر رہا ہے جو ان
صحرا کے خطرات سے نہ صرف محفوظ رکھ سکے بلکہ چھوٹے اور محفوظ
راستوں سے گزارتا ہوا کوہ باگر تک لے جائے۔ اس سلسلے میں
اسے ڈیزرٹ سکارپین کی ٹپ ملی تھی۔ ڈیزرٹ سکارپین ایک بے
حد بوڑھا آدمی ہے لیکن اس کی ساری زندگی چونکہ اسی صحرا میں
گزری ہے اس لئے وہ اس صحرا کے چپے چپے سے واقف ہے۔
اگر وہ میجر پرمود کے ساتھ مل گیا تو وہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو
صحرائی آفتوں سے بچا بھی سکتا ہے اور انہیں کوہ باگر تک بھی لانے
کی کوشش کر سکتا ہے۔ اس لئے میں نے کالس میں موجود ہاف
فورس کو حکم دیا تھا کہ وہ کسی بھی صورت میں ڈیزرٹ سکارپین کو میجر
پرمود سے نہ ملنے دے۔ اسے میں نے یہ بھی حکم دے دیا تھا کہ اگر

ڈیزرٹ سکارپین، میجر پرمود کے اردگرد بھی نظر آئے تو وہ اسے فوراً
ہلاک کر دے۔ اسی طرح ہم نے گبون سے چند ایسے مشکوک افراد
کو گرفتار کیا تھا جو صحرائے اعظم کے بارے میں معلومات حاصل
کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جب ہم نے انہیں پکڑا اور انہیں
یہاں لا کر ان کا مائنڈ اسکین کیا تو ہمیں پتہ چلا کہ ان میں سے کچھ
افراد کا تعلق کافرستان سے ہے جو گبون میں فارن ایجنٹ کے طور پر
کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام مہاراجہ ہے۔
اس کا تعلق کرنل فریدی سے ہے۔ ہم نے جب اس کا مائنڈ اسکین
کیا تو پتہ چلا کہ کرنل فریدی، مہاراجہ کے ساتھ رابطے میں ہے اور
وہ بہت جلد گبون آ کر یہاں سے صحارا میں داخل ہونے کا پروگرام
بنا رہا ہے۔ کرنل فریدی کو اس سیٹھ پرتاب کے توسط سے گولڈن
کرسٹل کا علم ہوا تھا جو جی پی فائیو سے تعلق رکھتا تھا اور جسے ہم نے
پکڑ کر نشان عبرت بنا دیا تھا۔

مہاراجہ کا مائنڈ اسکین کرنے کے ساتھ ساتھ میں نے اس کے
جسم میں ایک ٹریکر ڈیوائس بھی لگا دی تھی تاکہ اس کی ایکٹوٹیز پر نظر
رکھی جا سکے۔ میں نے مہاراجہ کے دماغ میں ایسی فیڈنگ بھی کر دی
تھی کہ وہ کرنل فریدی کے یہاں پہنچنے کی مجھے انفارمیشن بھی دے
سکے اور پھر ایسا ہی ہوا۔ جیسے ہی کرنل فریدی اپنی بڑی ٹیم کے ساتھ
گبون میں پہنچا مہاراجہ نے مجھے اس کی آمد کی تفصیل بتا دی۔ کرنل
فریدی کے پاس بھاری تعداد میں جدید ترین اسلحہ تھا اس لئے میں

اسے گبون میں چھیڑنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے مہاراجہ کو حکم دیا کہ
کرنل فریدی کے ساتھ سائے کی طرح لگا رہے۔ جب کرنل فریدی
اپنے ساتھیوں کے ساتھ صحارا میں داخل ہونے کے لئے نکلے تو
مجھے اس وے کے بارے میں تفصیلات بتا دے جہاں سے کرنل
فریدی صحارا آنا چاہے۔ چنانچہ جب کرنل فریدی گبون سے روانہ
ہوا تو مجھے مہاراجہ نے ان راستوں کے بارے میں انفارم کر دیا
جہاں سے کرنل فریدی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ صحارا آ رہا تھا۔ میں
نے فوری طور پر صحرا میں موجود ایک فوجی کمانڈ کو ساؤتھ وے کی
طرف بھیج دیا تاکہ وہ وہاں پکٹنگ کر سکے اور کرنل فریدی اور اس
کے ساتھیوں کو صحارا میں داخل ہونے سے روکا جا سکے۔ کرنل فریدی
کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چار
بڑی جیپوں میں آ رہا ہے اس لئے میں نے کمانڈ کو ان جیپوں کے
بارے میں اطلاع دے دی تاکہ جیسے ہی چاروں جیپیں ساؤتھ وے
کی طرف آئیں انہیں وہیں تباہ کر دیا جائے''...... میجر ہیرس نے
رکے بغیر کرنل ڈیوڈ کو ساری تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔

''خاموش کیوں ہو گئے ہو نانسنس۔ آگے بتاؤ۔ کیا فوجی کمانڈ
نے کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کی جیپوں کو ہٹ کیا ہے یا
نہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے میجر ہیرس کو خاموش ہوتے دیکھ کر انتہائی
غصیلے لہجے میں کہا جو مسلسل بولتے بولتے شاید تھک گیا تھا اور
سانس لینے کے لئے رک گیا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کا غصہ دیکھ کر میجر

ہیرس بوکھلا گیا۔

''یس سر۔ یس سر بتا رہا ہوں۔ بتا رہا ہوں سر''...... میجر ہیرس
نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو بتاؤ۔ نانسنس۔ یس سر یس سر کہہ کر میرا وقت ضائع مت
کرو۔ جلدی بتاؤ۔ نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے
لہجے میں کہا۔

''اس کمانڈ کا انچارج میجر ڈیوس تھا جناب۔ میں نے اس سے
متعدد بار رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میرا اس سے رابطہ نہیں
ہوا تھا۔ تب میں نے آئی ٹی مشین سے مہاراجہ کے جسم میں موجود
چپ کو چیک کیا تو مجھے اس لوکیشن کا پتہ چل گیا جہاں وہ کرنل
فریدی کے ساتھ موجود تھا لیکن مجھے اس بات کا علم نہیں ہو رہا ہے
کہ وہ کس کے ساتھ ہے۔ میجر ڈیوس فورس کے ساتھ ایک اپاچے
ہیلی کاپٹر بھی لے گیا تھا تاکہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کو
مخصوص انداز میں گھیرا جا سکے۔ میں نے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے
بھی بات کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ یہاں ٹرانسمیٹر سگنلز کم ہیں
اس لئے میرا اس سے بھی رابطہ نہیں ہوا تھا تو میں نے ساؤتھ کمانڈ
کے مین انچارج اولڈس سے بات کی اور اسے فوری طور پر اس
علاقے کو سرچ کرنے کا حکم دیا جہاں میجر ڈیوس فورس کے ساتھ
کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کو ان کے انجام تک پہنچانے کے
لئے موجود ہے۔ ابھی چند لمحے قبل مجھے اولڈس کی طرف سے پیغام

ملا ہے کہ جہاں میجر ڈیوس اپنی فورس کے ساتھ موجود تھا وہاں
طرف فورس کی لاشیں بکھری ہوئی ہیں۔ ان کی گاڑیاں، ا
سامان حتیٰ کہ اپاچے ہیلی کاپٹر کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں ہ
والی تباہی دیکھ کر کمانڈر کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہاں کسی او
فورس کے ساتھ اس فورس کا ٹکراؤ ہو گیا ہو اور دوسری فورس
میجر ڈیوس اور اس کی فورس کو مکمل طور پر ختم کر دیا ہو۔ کمانڈر
صحارا تک جانے والے راستوں کو چیک کیا لیکن اسے وہاں
زندہ انسان یا گاڑی دکھائی نہیں دی۔ اس کے کہنے کے مطابق
فورس نے میجر ڈیوس کی فورس پر حملہ کیا تھا وہ اس جنگ کا شکا
گئی تھی کیونکہ اسے وہاں چار سیاہ رنگ کی جیپوں کے جلتے ہ
ڈھانچے بھی ملے تھے اور یہ وہی جیپیں تھیں جن میں مہاراجہ
ساتھ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی سفر کر رہے تھے“......
ہیرس نے کہا۔

”تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ کرنل فریدی اور میجر ڈیو
ایک دوسرے سے ٹکراؤ ہوا تھا تو وہ دونوں ایک دوسرے
ہاتھوں مارے گئے تھے“...... کرنل ڈیوڈ نے میجر ہیرس کی جانب
سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ کمانڈر اولڈس نے اردگرد کے علاقوں کو انتہائی بار
بینی سے سرچ کیا ہے۔ اسے وہاں کوئی ایک بھی زندہ انسان نہیں
ہے اس نے زندہ انسان کو چیک کرنے کے لئے اردگرد کے ع

علاقے میں کالسر ریز پھیلا دی تھی جس سے زندہ اور زخمی انسان
کے بارے میں آسانی سے پتہ چل سکتا ہے۔ اگر کرنل فریدی اور
اس کے ساتھی وہاں ہوتے اور انہوں نے خود کو چٹانوں میں بھی
چھپایا ہوتا تو کالسر ریز کی وجہ سے کمانڈر اولڈس کو ان کی موجودگی کا
پتہ چل جاتا لیکن اسے وہاں سے کسی بھی زندہ انسان کا کوئی کاشن
نہیں ملا تھا“...... میجر ہیرس نے جواب دیا۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ ابھی تم نے کہا تھا کہ تم نے آئی ٹی مشین
سے مہاراجہ نامی اس شخص کو چیک کیا تھا جس کے جسم میں تم نے
ٹریکر ڈیوائس لگائی ہوئی تھی اور تمہیں ٹریکر کی ورکنگ پوزیشن کا
کاشن مل رہا ہے جس کا مطلب ہے کہ مہاراجہ ابھی زندہ ہے۔ اگر
وہ زندہ ہے تو پھر وہ اس علاقے سے کہاں غائب ہو گیا۔ کمانڈر
اولڈس کو کالسر ریز سے اس کی موجودگی کا کاشن کیوں نہیں ملا
تھا“...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے جناب۔ آئی ٹی مشین
بدستور مہاراجہ کے زندہ ہونے کا کاشن دے رہی ہے اور اس کی
لوکیشن بھی وہی ہے جہاں فورس موجود تھی۔ اگر وہ زندہ ہے تو پھر
اور کسی کا نہ سہی کمانڈر اولڈس کو اس کی زندہ ہونے کا کاشن تو ملنا
چاہئے تھا“...... میجر ہیرس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کیا واقعی کرنل فریدی اور اس کے ساتھی
کمانڈر ڈیوس کی فورس کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہوں گے“۔ کرنل

ڈیوڈ نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نو سر۔ اگر مجھے مہاراجہ کی زندہ ہونے کے کاشن نہ ملتے تو شاید میں اس بات پر یقین کر لیتا کہ میجر ڈیوس اور اس کی فورس کے ساتھ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ایک دوسرے کے مقابلے میں مارے گئے ہیں۔ مہاراجہ بدستور ان کے ساتھ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو مجھے مہاراجہ کے زندہ ہونے کا کوئی کاشن نہ ملتا۔ آئی ڈی مشین کے مطابق مہاراجہ صحارا کی طرف جا رہا ہے اور وہ اس طرف اکیلا نہیں جا سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی بھی اس کے ہمراہ ہیں اور وہ میجر ڈیوس اور اس کی فورس کو ختم کر کے آگے بڑھ رہے ہیں''...... میجر ہیرس نے جواب دیا۔

''تو پھر کالسر ریز سے کمانڈر اولڈس کو ان کے بارے میں کیا پتہ کیوں نہیں چلا''...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ کرنل فریدی کو اس بات کا علم ہو گیا ہو کہ ایک ہیلی کاپٹر سے انہیں سرچ کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے خود کو جیپوں سمیت کسی ایسی جگہ چھپا لیا ہو جہاں پر کالسر ریز مارک نہ کر سکی ہو۔ اسی لئے کمانڈر اولڈس کو وہ جیپیں دکھائی نہ دی ہوں جن میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھی صحارا کی طرف بڑھ رہے ہیں''۔ میجر ہیرس نے کہا۔

''ہونہہ۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کالسر ریز گہرائی تک مار کرتی ہیں۔ اگر کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر سے بچنے کے لئے

ریت میں بھی چھپ گئے ہوں یا انہوں نے کسی پہاڑی غار میں بھی خود کو چھپا لیا ہو تو کالسر ریز سے ان کی موجودگی کا علم ہو سکتا تھا۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے کمانڈر اولڈس نے چند مخصوص جگہوں کا سرچ کیا ہے اور ارد گرد کسی کو نہ پا کر واپس آ گیا تھا اور اس نے نہیں یہ میسج دے دیا کہ اس طرف کوئی زندہ انسان موجود نہیں ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یہ ممکن ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کرنل فریدی کو اس بات کا علم ہو گیا ہو کہ انہیں کالسر ریز سے چیک کیا جا رہا ہے تو اس نے کالسر ریز سے بچنے کے لئے کوئی ایسا طریقہ استعمال کیا ہو جس سے وہ کالسر ریز کی زد میں نہ آئے ہوں''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''ہونہہ۔ کالسر ریز کو ڈاج دینے کا کون سا طریقہ ہو سکتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''شاید ان کے پاس ایل وی سی بلاکر مشین ہو۔ یہی ایک ایسی مشین ہے جو ہر قسم کی ریزز کو بلاک کر سکتی ہے ورنہ کسی اور طریقے سے تو واقعی کالسر ریزز کو ڈاج دیا ہی نہیں جا سکتا ہے''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم نے انہیں صحارا میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے اب کیا کیا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں نے کمانڈر اولڈس کو ان اطراف میں ہیلی کاپٹروں کا

سکوارڈ لے جانے کا حکم دیا ہے اور ان سے کہا ہے کہ وہ انتہائی نیچی
پرواز کریں اور انہیں وہاں جو بھی دکھائی دے اس پر فوراً ہیلی
کاپٹروں سے حملہ کر دیں''...... میجر ہیرس نے کہا۔
''اور میجر پرمود۔ اس کے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے۔ کیا
تم اس کا بھی اس وقت تک انتظار کرو گے جب تک وہ صحارا میں
داخل ہونے کا نہیں سوچتا''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔
''اس کے لئے میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں جناب۔ میجر
پرمود اور اس کے ساتھی اس وقت ہماری نظروں میں ہیں۔ اگر آپ
حکم دیں تو ہم اسی وقت ان پر حملہ کر سکتے ہیں اور انہیں فوری طور
پر ہلاک کیا جا سکتا ہے''...... میجر ہیرس نے کہا۔
''ٹھیک ہے۔ رسک لینے سے بہتر ہے کہ انہیں جلد سے جلد ختم
کر دیا جائے۔ مجھے ان سے زیادہ علی عمران کی فکر ہے۔ اگر کرنل
فریدی اور میجر پرمود کو یہاں گرنے والے گولڈن کرسٹل کا علم ہو سکتا
ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ عمران کو اس کے بارے میں کچھ پتہ نہ
چلا ہو۔ نجانے وہ کب اور کس وقت یہاں آ دھمکے اس لئے میں
چاہتا ہوں کہ صحارا میں جو بھی آئے اسے کوہ باگر تک کسی بھی
صورت میں نہ پہنچنے دیا جائے۔ کوہ باگر کی حفاظت کے تمام
انتظامات اب مکمل ہونے والے ہیں۔ چند ہی دنوں میں یہاں ایسا
انتظام ہو جائے گا کہ کوہ باگر کے بیس کلو میٹر کے دائرے میں کوئی
بھی جاندار داخل ہو گا تو اس کے بارے میں ہمیں بروقت پتہ چل

جائے گا چاہے اس دائرے میں آنے والا جاندار ریت میں رینگنے
والا کوئی کیڑا مکوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ میرے حکم پر یہاں ڈبل ریز گن
بھی لگائی جا رہی ہیں جو بیس کلو میٹر کی رینج تک فائر کر سکتی ہیں۔
ان گنوں سے ہم بیس کلو میٹر دور ریت پر رینگنے والے حشرات
الارض کا بھی آسانی سے نشانہ لے سکتے ہیں۔ ڈبل ریز گن کی زد
میں آنے والا جاندار ایک لمحے میں جل کر خاک ہو سکتا ہے۔ یہاں
تک کہ ان ریزز سے ہم دو ہزار میٹر کی بلندی پر اُڑنے والے کسی
طیارے کو بھی آسانی سے نشانہ بنا سکتے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے
فاخرانہ لہجے میں کہا۔
''یس سر۔ میں ابھی نارتھ کمانڈنگ فورس کو حکم دیتا ہوں کہ وہ
کاس جا کر اس ہوٹل کو میزائلوں اور بموں سے اُڑا دیں جس میں
میجر پرمود اور اس کے ساتھی موجود ہیں''...... میجر ہیرس نے کہا۔
''اوکے۔ ان سے کہنا کہ وہ ہوٹل پر ریڈ میزائلوں سے حملہ
کریں تاکہ ہوٹل ایک لمحے میں ملبے کا ڈھیر بن جائے اور اس میں
موجود میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے زندہ بچنے کا ایک فیصد
چانس بھی باقی نہ رہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر ہیرس نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل ڈیوڈ نے اسے چند مزید ہدایات دیں
اور پھر میجر ہیرس اسے سیلوٹ کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی اسی ہوٹل میں موجود تھے جہاں ڈیزرٹ سکارپین نے ان سے ملاقات کی تھی۔

وہ سب ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں ڈیزرٹ سکارپین کا انتظار تھا جس کے بارے میں میجر پرمود کو یقین تھا کہ وہ ان سے ایک بار پھر ملنے کے لئے آئے گا۔ میجر پرمود کو اسرائیلی فورسز سے کوئی مسئلہ نہیں تھا وہ ڈیزرٹ میں قدرتی آفات سے بچنے کے لئے ڈیزرٹ سکارپین کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔

''مجھے نہیں لگتا کہ ڈیزرٹ سکارپین دوبارہ ہم سے ملنے کے لئے آئے گا اس پر ہاؤنڈ فورس کا اس قدر خوف غالب ہے کہ وہ اب تک شاید ہاؤنڈ فورس سے ڈر کر اس شہر سے ہی بھاگ گیا ہو گا۔ اس لئے مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم اس کا انتظار کرنے میں اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ہمیں جلد سے جلد صحارا میں داخل ہو

جانا چاہئے۔ ہم یہاں جتنا وقت ضائع کریں گے اس کا اسرائیلی فورس کو زیادہ فائدہ ملے گا اور ممکن ہے کہ وہ صحارا میں موجود گولڈن کرسٹل حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ ایسی صورت میں ہم ہاتھ ملنے کے سوا اور کچھ بھی نہیں کرسکیں گے۔ اس لئے میں تو کہتی ہوں کہ ہمیں ڈیزرٹ سکارپین کو چھوڑ کر یہاں سے چلے جانا چاہئے''...... لیڈی بلیک نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیڈی بلیک ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہمیں صحارا جانے میں اب زیادہ دیر نہیں کرنی چاہئے۔ ہم یہاں پوری تیاری کر کے آئے ہیں۔ ہمارے پاس وافر مقدار میں سامان موجود ہے جس سے ہم صحارا کی شدید گرمی کے ساتھ قدرتی آفات کا بھی مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ڈیزرٹ سکارپین اگر ہمارے ساتھ نہ بھی ہو تو اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا''...... کیپٹن نوازش نے لیڈی بلیک کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

''شام تک انتظار کرتے ہیں۔ اگر ڈیزرٹ سکارپین نہ آیا تو شام ہوتے ہی ہم صحارا کی طرف نکل جائیں گے''...... میجر پرمود نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''شام تک کیوں۔ اگر جانا ہے تو پھر ہمیں ابھی یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ میں بھی اب یہاں سے کافی بور ہو گیا ہوں اور پتہ نہیں مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے اگر ہم مزید یہاں رکے رہے تو ہم ضرور کسی پریشانی کا شکار ہو جائیں گے''...... لاٹوش نے کہا تو

وہ سب چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔ لاٹوش اپنی عادت کے خلاف انتہائی سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا مطلب۔ کس پریشانی کی بات کر رہے ہو تم"...... آفتاب سعید نے اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے یہاں کچھ ہونے والا ہے۔ کیا ہونے والا ہے میں یہ تو نہیں بتا سکتا لیکن میری چھٹی ساتویں بلکہ آٹھویں حس بھی مسلسل خطرے کا الارم بجا رہی ہے اور جب بھی میری حسیں ایک ساتھ الارم بجانے لگتی ہیں تو پھر کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے جس سے ہماری صحتوں پر برا اثر پڑ سکتا ہے"...... لاٹوش نے اسی انداز میں کہا۔

"ہاں۔ کچھ ایسا ہی احساس مجھے بھی ہو رہا ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے چند خفیہ آنکھیں ہم پر جمی ہوئی ہوں اور وہ مسلسل ہم پر نظر رکھ رہی ہوں"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہم خطرے میں ہیں"...... لیڈی بلیک نے ان کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"فی الحال تو ہم ہوٹل کے ایک کمرے میں ہیں۔ خطرہ کب اور کس وقت یہاں آ جائے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے اور اب تو میرے دل نے بھی چیخ چیخ کر مجھے اس کمرے بلکہ اس ہوٹل سے نکل کر دور جانے کا کہنا شروع کر دیا ہے۔ میرے

ہیں بھی بجنے والی خطرے کی گھنٹیاں تیز سے تیز ہوتی جا رہی ہیں جن سے اب مجھے حقیقت میں بے پناہ خوف محسوس ہونا ہو گیا ہے"...... لاٹوش نے اس بار بڑے گھبرائے ہوئے میں کہا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو لاٹوش اس بری سے اچھل پڑا جیسے اچانک اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔ کے دونوں ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گئے تھے۔ پھر اس نے اپنا سر سلامت دیکھا تو اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔

"میں سمجھا خطرے کا بم میرے سر پر پھٹ پڑا ہے لیکن یہ تو ک کی آواز ہے"...... لاٹوش نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو وہ ب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"دیکھو کون ہے دروازے پر"...... میجر پرمود نے کہا۔

"میں کیوں دیکھوں۔ یہ کام آپ کسی اور کو بھی تو کہہ سکتے ہیں۔ ب سے ہم یہاں آئے ہیں ہر بار میں ہی دروازہ کھولنے اور بند رنے کے لئے جاتا ہوں۔ کیا آپ مجھے محض اسی کام کے لئے ئے ہیں"...... لاٹوش نے منہ بناتے ہوئے کہا تو میجر پرمود اسے یز نظروں سے دیکھنے لگا اور پھر وہ خود ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر لاٹوش بوکھلا گیا۔

"ارے ارے۔ آپ کیوں اٹھ گئے ہیں۔ آپ بیٹھیں میں ہی دیکھ لیتا ہوں"...... لاٹوش نے کہا اور پھر وہ چھلانگیں مارنے والے انداز میں دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ اسے دروازے کی جانب

بڑھتا دیکھ کر میجر پرمود وہیں رک گیا۔
''کون ہے''...... لاٹوش نے دروازے کے پاس پہنچ کر ا
آواز میں پوچھا۔
''ویٹر ہوں جناب''...... باہر سے ایک ویٹر کی آواز سنائی دی
''ویٹر ہو تو پھر ویٹ کرو۔ دروازے پر بار بار دستک دے
ہمارا ویٹ کیوں کم کر رہے ہو''...... لاٹوش نے اپنے مخصوص ا
میں کہا اور ساتھ ہی اس نے دروازے کا لاک کھولتے ہوئے ہینڈ
گھما کر دروازہ کھول دیا۔ باہر واقعی ایک ویٹر موجود تھا۔
''آپ کے لئے ایک پیغام ہے جناب''...... ویٹر نے بڑ
مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک لفافہ نکا
کر لاٹوش کی جانب بڑھا دیا۔
''کس نے بھیجا ہے یہ پیغام''...... لاٹوش نے لفافے کو الٹ
پلٹ کر دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔ لفافہ سیلڈ تھا اور اس پر
نہیں لکھا ہوا تھا۔
''معلوم نہیں جناب۔ کاؤنٹر پر کوئی صاحب یہ لفافہ آپ کے
کمرے میں پہنچانے کے لئے دے گیا تھا''...... ویٹر نے جواب
دیا۔
''اس نے اپنا نام نہیں بتایا تھا''...... لاٹوش نے پوچھا۔
''نہیں جناب۔ البتہ اس نے یہ ضرور کہا تھا کہ یہ لفافہ جلد
جلد میں آپ لوگوں تک پہنچا دوں۔ وہ بے حد پریشان اور گھبرایا ہو

دکھائی دے رہا تھا''...... ویٹر نے جواب دیا۔
''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ''...... میجر پرمود نے دروازے کی طرف
بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے لاٹوش کے ہاتھ سے لفافہ لے لیا۔
ویٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور واپس جانے کے لئے مڑ گیا۔
''دروازہ بند کر دو''...... میجر پرمود نے کہا تو لاٹوش نے دروازہ
بند کر کے اسے لاک لگا دیا۔ میجر پرمود لفافہ لے کر ایک کرسی پر آ
کر بیٹھ گیا۔
''کس کا پیغام ہو سکتا ہے یہ۔ اس پر تو کسی کا کوئی نام و پتہ
نہیں لکھا ہوا ہے''...... لیڈی بلیک نے میجر پرمود کے ہاتھ میں
بلینک لفافہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔ میجر پرمود نے اس کی بات کا کوئی
جواب نہ دیا۔ اس نے لفافے کو سائیڈ سے پھاڑا اور لفافے میں دو
انگلیاں ڈال کر اس میں موجود ایک کاغذ نکال لیا۔
کاغذ زیادہ بڑا نہیں تھا اس پر ہاتھ سے کچھ تحریر کیا گیا تھا۔ میجر
پرمود نے جیسے ہی کاغذ پر لکھی ہوئی تحریر پڑھی وہ یکلخت اچھل کر
کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی پریشانی کے تاثرات ابھر
آئے تھے۔
''کیا ہوا۔ آپ تو یوں اچھلے ہیں جیسے اس لفافے سے کسی
سانپ کے دودھ پیتے ننھے سے بچے نے نکل کر آپ کو کاٹ لیا
ہو''...... لاٹوش نے میجر پرمود کو اس طرح اچھلتے دیکھ کر حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔ میجر پرمود کو اس طرح اچھلتے دیکھ کر اس کے

باقی ساتھی بھی حیران ہو رہے تھے۔

''چلو چلو۔ جلدی کرو۔ اپنا سامان اٹھاؤ۔ ہمیں ابھی اور ا
وقت یہاں سے نکلنا ہے''...... میجر پرمود نے جیسے لاٹوش کی بان
سنے بغیر تیز لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ کیا ہوا ہے۔ ایسا کیا لکھا ہے اس خط میں جو تم نے
فوری طور پر یہاں سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا ہے''...... لیڈی بلیک نے
حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ پیغام ہاؤنڈ گروپ کے راسکل ڈگاڈو کا ہے۔ اس نے ہمیں
پیغام دیا ہے کہ ڈیزرٹ کمانڈوز اس ہوٹل کو تباہ کرنے کے لئے آ
رہے ہیں۔ ان کے پاس بڑی تعداد میں ریڈ میزائل ہیں جس سے
وہ اس پوری بلڈنگ کو ملبے کا ڈھیر بنا دینا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا
ہے کہ اگر ہم ریڈ میزائلوں سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں جلد سے
جلد اس ہوٹل سے نکل جانا چاہئے''...... میجر پرمود نے کہا تو ان
سب کے چہروں پر بوکھلاہٹ ناچنا شروع ہو گئی۔

''اوہ۔ اسی وجہ سے میرا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا اور
میرے دماغ میں خطرے کے سائرن بج رہے تھے''...... لاٹوش نے
کہا۔

''ہاں۔ اب تم باتوں میں وقت ضائع مت کرو اور فوراً اپنا
سامان سمیٹو اور نکلو یہاں سے''...... میجر پرمود نے سخت لہجے میں کہا
تو وہ جلدی جلدی اپنا سامان سمیٹنا شروع ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں

سامان سے بھرے ہوئے تھیلے ان کے کاندھوں پر تھے اور وہ سب
تیزی سے کمرے سے نکلتے چلے جا رہے تھے۔

''ہمیں ہوٹل کے فرنٹ سے نہیں بلکہ عقبی راستے سے نکلنا ہے
تاکہ کسی کو یہاں سے ہمارے نکلنے کا علم نہ ہو سکے''...... میجر پرمود
نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تیزی سے
راہداری میں ہوٹل کے عقبی حصے کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ انہوں
نے ہوٹل میں رہتے ہوئے ایمرجنسی کی صورت میں وہاں سے نکلنے
کے تمام راستے دیکھ رکھے تھے۔

ہوٹل کے رہائشی حصے سے نکل کر وہ تیز تیز چلتے ہوئے عقب
میں موجود ایک لان میں آئے۔ سامنے ایک باؤنڈری وال تھی۔ وہ
تیزی سے باؤنڈری وال کی جانب بڑھے۔ ابھی وہ باؤنڈری وال
کے نزدیک پہنچے ہی تھے کہ اچانک انہیں عقب سے تیز آوازیں
سنائی دیں۔ وہ چونک کر پلٹے اور پھر یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں پھیلتی
چلی گئیں کہ سرخ رنگ کے کئی میزائل ہوا میں اُڑتے اور دھوئیں کی
لکیریں بناتے ہوئے ہوٹل کی طرف آ رہے تھے۔

''بھاگو۔ جلدی''...... میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے
باؤنڈری وال کی طرف بھاگتے ہوئے اچانک لمبی چھلانگ لگائی اور
باؤنڈری وال کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف آ گیا۔ دوسری
طرف ایک خالی سڑک تھی۔ میجر پرمود نے دیوار کے اوپر سے
گزرتے ہوئے قلابازی کھائی تھی اور سڑک پر پیروں کے بل آ

کھڑا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے لیڈی بلیک، کیپٹن نوازش، کیپٹن ٹا
اور لاٹوش بھی میجر پرمود کے انداز میں دیوار کے اوپر سے چھلا
لگاتے ہوئے اس طرف آ گئے۔ دیوار کے دوسری طرف آتے
انہوں نے سڑک کے سامنے والے حصے کی طرف بھاگنا شروع
دیا لیکن ابھی وہ چند قدم ہی آگے گئے ہوں گے کہ ان کے عق
میں جیسے زور دار دھماکوں کا طوفان آ گیا۔ یکے بعد دیگرے
میزائل ہوٹل کی عمارت پر گرے اور ہوٹل کی بلند و بالا بلڈنگ
میں بکھرتی چلی گئی۔ دھماکوں کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ بھا
ہوئے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے پیر زمین سے اکھڑ
تھے اور وہ ہوا میں اڑتے ہوئے سڑک کے دوسرے کنارے پر
گرے تھے۔

سڑک کے کنارے گرتے ہی وہ ایک بار پھر اٹھے اور انہوں
نے تباہ ہوتے ہوئے ہوٹل کی بلڈنگ کی طرف دیکھے بغیر بجلی کی
تیزی سے دوڑنا شروع کر دیا۔

سڑک کی دوسری جانب رہائشی عمارتیں تھیں جو ہوٹل میں ہو
والے میزائلوں کے دھماکوں سے بری طرح سے لرز رہی تھیں
شاید یہ پوش علاقہ تھا اور یہاں گرمی کی شدت زیادہ تھی اس لئے
لوگ اپنی رہائش گاہوں میں ہی مقیم تھے۔ سڑک پر نہ کوئی گاڑی
دکھائی دے رہی تھی اور نہ کوئی انسان۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی بے تحاشہ بھاگے چلے جار

تھے۔ ان کے عقب میں مسلسل خوفناک دھماکے ہو رہے تھے۔ جی
پی فائیو نے شاید انہیں حتمی طور پر ہوٹل میں ہی ہلاک کرنے کا فیصلہ
کر لیا تھا اس لئے وہ ہوٹل کے ہر حصے پر مسلسل ریڈ میزائل فائر کر
رہے تھے۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی مختلف سڑکوں پر بھاگے چلے جا
رہے تھے کہ اچانک دائیں طرف کی سڑک سے سیاہ رنگ کی ایک
ڈبل کیبن کار تیزی سے مڑتی ہوئی اس طرف آ گئی۔ کار کو اس
طرف آتے دیکھ کر میجر پرمود اور اس کے ساتھی اچھل کر سڑک کے
کنارے پر آ گئے کیونکہ کار رکے بغیر تیزی سے دوڑتی ہوئی ان کی
طرف آ رہی تھی۔ اسی لمحے کار کے ٹائر جم گئے اور کار سڑک پر سیاہ
رنگ کی لمبی لکیریں بناتی ہوئی ٹھیک ان کے قریب آ کر رک گئی۔
کار کے تمام شیشے کلرڈ تھے۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھی ابھی کار کی
طرف دیکھ ہی رہے تھے کہ اسی لمحے کار کا دروازہ کھلا اور انہیں کار
کی ڈرائیونگ سیٹ پر ڈیزرٹ سکارپین بیٹھا دکھائی دیا۔

”آؤ۔ جلدی آؤ اور کار میں بیٹھ جاؤ“...... ڈیزرٹ سکارپین
نے چیختے ہوئے کہا تو میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور
وہ تیزی سے کار کی جانب بڑھے۔ میجر پرمود، ڈیزرٹ سکارپین کی
سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ اس کے ساتھی تیزی سے کار کے
پچھلے دروازے کھول کر اندر بیٹھتے چلے گئے۔ جیسے ہی وہ سب کار
میں بیٹھے ڈیزرٹ سکارپین نے فوراً کار آگے بڑھا دی۔

ڈیزرٹ سکارپین نے کار چند سڑکوں پر بجلی کی سی تیزی سے گھمائی اور پھر ایک سیدھی سڑک پر آتے ہی اس نے کار فل سپیڈ سے دوڑانی شروع کر دی۔ ڈیزرٹ سکارپین کار اس تیزی سے دوڑا رہا تھا جیسے وہ کار نہیں بلکہ جیٹ جہاز اُڑا رہا ہو۔

''تمہیں کیسے پتہ چلا کہ ہم تمہیں ہوٹل کے عقب میں مل سکتے ہیں''...... میجر پرمود نے ڈیزرٹ سکارپین سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں چھپ کر تم لوگوں سے ہوٹل میں ملنے کے لئے آ رہا تھا تو میں نے ہوٹل کے دروازے سے ہاؤنڈ گروپ کے ایک آدمی کو نکلتے دیکھ لیا تھا۔ میں اسے دیکھتے ہی چھپ گیا تھا۔ ابھی میں وہاں چھپا ہی تھا کہ اسی وقت مجھے سڑک پر کئی فوجی جیپیں آتی دکھائی دیں۔ ان جیپوں پر بے شمار مسلح افراد سوار تھے اور جیپوں پر ہیوی مشین گنوں کے ساتھ منی میزائل لانچر بھی لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے جیپیں ہوٹل کے عین سامنے روکنا شروع کر دی تھیں۔ ان کے عزائم بے حد خطرناک معلوم ہو رہے تھے۔ میں اس وقت اس ہوٹل کے سامنے موجود پارکنگ میں تھا۔ مجھے نجانے کیوں احساس ہوا جیسے یہ فوجی اس ہوٹل کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں اور ان کا نشانہ تم سب ہو سکتے ہو۔ مجھے اور کچھ نہ سوجھا تو میں نے فوراً پارکنگ سے ایک کار نکالی اور عقبی راستے سے ہوتا ہوا دوسری سڑک کی طرف چلا گیا۔ ابھی میں کار لے کر نکلا ہی تھا کہ فوجی جیپوں سے ہوٹل پر میزائل فائر ہونا شروع ہو گئے۔

ہوٹل کو جس انداز میں میزائلوں سے نشانہ بنایا جا رہا تھا یہ دیکھ کر میرا دل دہل رہا تھا۔ ہوٹل میں تمہارے ساتھ ساتھ اور بھی بے شمار افراد مقیم تھے۔ مجھے بار بار یہی احساس ہو رہا تھا جیسے یہ حملہ تم لوگوں کی وجہ سے کیا گیا ہو۔ تمہیں ہلاک کرنے کے لئے فوجیوں نے پورا ہوٹل ہی تباہ کرنے کی ٹھان لی تھی۔ پھر مجھے ایسا لگا جیسے تم اس ہوٹل سے نکل چکے ہو۔ میں نے فوراً کار گھمائی اور تباہ ہوتے ہوئے ہوٹل کے عقبی حصے میں آ گیا۔ میں نے سڑک پر تمہیں بھاگتے ہوئے دیکھا تو میں فوراً کار لے کر اس طرف آ گیا۔ تم جس طرح اپنا سامان اٹھا کر بھاگ رہے تھے اس سے میرا شک اور زیادہ پختہ ہو گیا تھا کہ ہوٹل پر ہونے والا حملہ تمہاری وجہ سے ہوا ہے''...... ڈیزرٹ سکارپین نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ ہوٹل پر ہماری وجہ سے حملہ کیا گیا ہے۔ ہمارے ساتھ ساتھ اس ہوٹل میں اور بھی تو بہت سے افراد مقیم تھے''...... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہوٹل میں مقیم افراد تمہاری طرح ہوٹل کے عقبی حصے سے اس طرح بھاگ کر نہیں جاتے۔ تم سب کا یہاں ملنا میرے لئے محض اتفاق کی بات نہیں ہو سکتی ہے۔ جب میں پہلی بار تم سے ملا تھا تب ہی مجھے انداز ہو گیا تھا کہ تم وہ نہیں ہو جو مجھے دکھائی دے رہے ہو یا جو تم نے مجھے اپنے بارے میں بتایا تھا۔ میں نے ہاؤنڈ گروپ سے بچنے کے لئے کھڑکی سے باہر چھلانگ لگائی تھی اور وہاں سے

فوراً بھاگ اٹھا تھا لیکن ساتھ ہی میں نے تمہاری ساتھی کو کھڑکی بند کرتے دیکھ لیا تھا۔ مجھے نجانے کیا ہوا کہ میں وہاں سے بھاگنے کی بجائے واپس اس کھڑکی کے پاس آ گیا تھا۔ پھر تمہارے اور راسکل ڈگاڈو کے درمیان جو باتیں ہوئی تھیں وہ سب میں نے سن لی تھیں۔ تمہارا اور راسکل ڈگاڈو کا مقابلہ بھی ہوا تھا اور تم نے انتہائی ماہرانہ انداز میں چند ہی لمحوں میں راسکل ڈگاڈو جیسے ماسٹر فائٹر کو شکست دے دی تھی۔ راسکل ڈگاڈو نے نہ صرف تمہارے سامنے اپنی شکست تسلیم کر لی تھی بلکہ اس نے تمہیں مارشل آرٹس میں اپنا استاد بھی مان لیا تھا اور پھر وہ تمہارے خلاف کوئی کارروائی کئے بغیر وہاں سے نکل گیا تھا۔ حالانکہ ہاؤنڈ گروپ ایک بار جس کے پیچھے پڑ جائے تو اس کا قبر تک پیچھا نہیں چھوڑتا۔

تمہارے لڑنے کا انداز اور تمہاری باتیں سن کر مجھے صاف محسوس ہونا شروع ہو گیا تھا کہ تم وہ نہیں ہو جو دکھائی دیتے ہو۔ تمہاری شخصیت کے اندر ایک اور شخصیت چھپی ہوئی ہے جو انتہائی چالاک اور انتہائی زیرک ہے۔ میرے پاس ایک خفیہ مگر انتہائی جدید کیمرہ تھا۔ میں نے اس کیمرے سے کھڑکی کے پیچھے چھپ کر تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی تصویریں لے لی تھیں پھر میں وہاں سے چلا گیا تھا۔ اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر جب میں نے ان تصویروں کو چیک کیا تو یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ میں نے تمہارے جو چہرے دیکھے تھے تصویروں میں وہ چہرے بدلے ہوئے تھے۔ جس سے

مجھے صاف اندازہ ہو گیا کہ تم سب نے انتہائی جدید میک اپ کر رکھے ہیں جو عام کیمروں کی آنکھ سے نہیں دیکھے جا سکتے تھے۔ میرے پاس جو کیمرہ تھا وہ میں خاص طور پر ایک ٹوور کے دوران ایکریمیا سے لایا تھا۔ اس کیمرے سے نکلنے والی ریز انتہائی غیر محسوس انداز میں ماسک اور میک کے پیچھے چھپے ہوئے چہروں تک پہنچ جاتی ہیں اور کیمرہ ان کے اصل چہروں کی تصویریں کھینچ لیتا ہے۔ میں نے جب تم سب کی تصویریں دیکھیں تو میں نے فوری طور پر وہ سب تصویریں کیمرے سے اپنے سیل فون میں اپ لوڈ کیں اور پھر انہیں اپنے ایک دوست کو ایم ایم ایس کر دیں جس کا تعلق ایک معلومات فراہم کرنے والی ایجنسی سے تھا۔ جب ساری تصویریں اسے مل گئیں تو اس نے کچھ ہی دیر میں مجھ سے رابطہ کیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ میں نے یہ تصویریں کہاں سے حاصل کی ہیں، مگر میں نے اسے کچھ نہیں بتایا۔ میں نے اسے بھرپور معاوضہ دینے کا وعدہ کیا اور اس سے پوچھا کہ وہ مجھے ان تصویروں کی پوری ہسٹری بتائے کہ یہ کون افراد ہیں اور ان کا تعلق کس ملک سے ہے۔ کچھ ہی دیر میں اس نے مجھے ساری معلومات فراہم کر دیں اور مجھے معلوم ہو گیا کہ تم سب کون ہو“...... ڈیزرٹ سکارپین نے رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کون ہیں ہم۔ کیا جانتے ہو تم ہمارے بارے میں“...... میجر پرمود نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''یہ کہ تمہارا تعلق کیالس کے کسی سرچ سنٹر سے نہیں ہے
سب بلگارنیہ سے تعلق رکھتے ہو اور تم بلگارنیہ کی ایک خفیہ ایجنسی
کام کرتے ہو۔ میں تمہارا مخصوص کوڈ بھی جانتا ہوں ڈی ٹو
عرف مسٹر میجر پرمود''...... ڈیزرٹ سکارپین نے اس بار مسکرا
ہوئے کہا تو میجر پرمود اور اس کے ساتھی بری طرح سے چونک
پڑے۔ اس کی بات سن کر میجر پرمود نے فوراً جیب سے مشین پسٹل
نکالا اور اس نے مشین پسٹل کی نال ڈیزرٹ سکارپین کے پہلو
لگا دی۔

''سچ سچ بتاؤ۔ کون ہو تم''...... میجر پرمود نے انتہائی غرا
بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ڈیزرٹ سکارپین''...... ڈیزرٹ سکارپین نے مشین پسٹل
پرواہ نہ کرتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے انداز میں جواب دی
ہوئے کہا۔

''اپنا اصلی نام بتاؤ''...... میجر پرمود نے اسی انداز میں کہا۔

''مائیکل ہے میرا نام مگر ساری دنیا مجھے ڈیزرٹ سکارپین کے
نام سے ہی جانتی ہے''...... ڈیزرٹ سکارپین نے بھی اسی انداز
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کار روکو۔ فوراً''...... میجر پرمود نے غرا کر کہا۔

''ارے ارے۔ گھبراؤ نہیں۔ میں یہاں تمہارا دشمن بن کر نہیں
بلکہ دوست بن کر آیا ہوں۔ اگر میں تمہارا دشمن ہوتا تو میں تمہیں

ت سمت میں لے جانے کی بجائے سیدھا اس طرف لے جاتا
ل ڈیزرٹ کمانڈوز تمہاری مزاج پرسی کرنے کے لئے آئے
ے ہیں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے بڑے شوخ لہجے میں کہا۔

''جو بھی ہے۔ تم کار روکو۔ ابھی۔ فوراً''...... میجر پرمود نے
ت کھانے والے لہجے میں کہا۔

''ابھی نہیں۔ ابھی ہم یہاں رکے تو کوئی نہ کوئی ہمارے پیچھے آ
جائے گا۔ میں تمہیں کسی محفوظ مقام پر لے جاتا ہوں۔ وہاں پہنچ کر
ہم اطمینان سے باتیں کریں گے''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کار
رکے بغیر اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''لگتا ہے تم ایسے نہیں مانو گے۔ لیڈی بلیک۔ سنبھال لینا
اسے''...... میجر پرمود نے غصیلے لہجے میں پہلے ڈیزرٹ سکارپین سے
اور پھر لیڈی بلیک سے مخاطب ہو کر کہا جو ڈرائیونگ سیٹ کے عقبی
حصے میں بیٹھی ہوئی تھی۔

''کیا مطلب۔ کیا کرنا چاہتے ہو تم''...... میجر پرمود کی بات سن
کر ڈیزرٹ سکارپین نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا لیکن
دوسرے لمحے اس کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور اس کے
ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ میجر پرمود کا زور دار گھونسا ٹھیک
اس کی کنپٹی پر پڑا تھا جس سے وہ فوراً بے ہوش ہو گیا تھا۔ جیسے ہی
وہ بے ہوش ہوا کار بری طرح سے لہرانا شروع ہو گئے۔ جس سڑک
پر کار دوڑ رہی تھی وہاں اب خاصی ٹریفک موجود تھی۔ میجر پرمود نے

ڈیزرٹ سکارپین کی کنپٹی پر وار کر کے اسے بے ہوش کرتے
سٹیرنگ وہیل سنبھال لیا اور تیزی سے اٹھ کر فوراً کار کو سنبھالنے
کوشش کرنے لگا۔ لیڈی بلیک نے میجر پرمود کی بات سن کر
ڈیزرٹ سکارپین کو بے ہوش ہوتے دیکھ کر فوراً ڈیزرٹ سکارپین کی
بغلوں میں ہاتھ ڈالا اور اسے پوری قوت سے اوپر اٹھاتے ہوئے
پچھلی سیٹوں پر کھینچ لیا۔ اس کے ساتھ آفتاب سعید بھی بیٹھا ہوا تھا
اس نے بھی لیڈی بلیک کی مدد کرتے ہوئے بے ہوش ڈیزرٹ
سکارپین کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ جیسے ہی ڈرائیونگ سیٹ خالی
ہوئی میجر پرمود فوراً اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا اور اس نے
کمال مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے سڑک پر لہراتی ہوئی کار کنٹرول
کر لی اور اسے تیزی سے ڈرائیو کرنے لگا۔

''کیا یہ آدمی بھروسے کے قابل نہیں تھا''...... کیپٹن نوازش نے
میجر پرمود سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''جس طرح سے یہ اچانک ہمارے سامنے آیا تھا اور اس نے
جو تفصیل بتائی ہے اس سے میرا دل مطمئن نہیں ہو رہا تھا اس لئے
میں نے اسے ہاف آف کر دیا ہے۔ دیارِ غیر میں ہمارے لئے کسی
پر اتنی جلدی بھروسہ کرنا مناسب نہیں ہو گا''...... میجر پرمود نے
سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے انہیں اپنے پیچھے
پولیس موبائل کے سائرن کی مخصوص آوازیں سنائی دینا شروع ہو
گئیں۔ انہوں نے چونک کر دیکھا تو دو پولیس موبائل تیزی سے

ان کے پیچھے آ رہی تھیں۔

''یہ تو ہمارے پیچھے آ رہے ہیں''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

''ڈیزرٹ سکارپین نے جہاں سے کار چوری کی تھی شاید اس
کار کے مالک نے پولیس والوں کو اس بات کی خبر کر دی ہو گی اور
ڈیزرٹ سکارپین اس سڑک پر جس تیزی سے کار چلا رہا تھا یہ بھی
یہاں کے ٹریفک کے اصول کے خلاف تھا۔ اس لئے پولیس کا
ہمارے پیچھے لگنا طے تھا''...... میجر پرمود نے بیک ویو مرر میں اپنے
پیچھے آتی ہوئی پولیس موبائلوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''تو کیا ہمیں ان کے لئے رک جانا چاہئے''...... لاٹوش نے
پوچھا۔

''نہیں۔ ایک تو کار چوری کی ہے دوسرا ہمارے ساتھ ڈیزرٹ
سکارپین بے ہوشی کی حالت میں موجود ہے، اور تیسرا یہ کہ ہمارے
پاس اسلحہ بھی موجود ہے۔ یہ سب کچھ اگر پولیس کے ہاتھ لگ گیا تو
ہم خواہ مخواہ دردِ سر کا شکار ہو جائیں گے''...... میجر پرمود نے کہا اور
ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار بڑھانی شروع کر دی۔ جیسے ہی اس
کی کار کی رفتار تیز ہوئی اسی وقت پولیس موبائلوں کی رفتار بھی تیز
ہو گئی اور پھر مختلف سڑکوں سے مزید چار پولیس موبائلز نکل کر ان
کے پیچھے لگ گئیں۔

پولیس موبائلوں کو راستہ دینے کے لئے سڑک پر موجود گاڑیاں
دائیں بائیں ہوتی ہوئی انہیں آگے جانے کا راستہ دے رہی تھیں۔

میجر پرمود تیز رفتاری سے کار ڈرائیو کرتا ہوا مین روڈ کی طرف مڑ گیا جہاں خاصا ٹریفک تھا۔ میجر پرمود جیسے ہی مین روڈ کی طرف مڑا اسے سامنے سے مزید چار پولیس موبائل اپنی طرف آتی دکھائی دیں۔ میجر پرمود نے فوراً کار کا سٹیئرنگ وہیل گھمایا اور ساتھ ہی اس نے ایکسلیٹر پر دباؤ ڈالتے ہوئے کار کے بریکس لگا دیئے۔ اس کی کار سڑک پر جیسے لٹو کی طرح گھومتی چلی گئی۔

سڑک کے دائیں جانب دوسری سڑک تھی جو ون وے تھی۔ جیسے ہی کار کا رخ دوسری سڑک کی جانب ہوا میجر پرمود نے بریک پیڈل سے پاؤں ہٹا کر سپیڈ پیڈل دبا دیا۔ کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور کار کے اگلے وہیل ایک لمحے کے لئے ہوا میں اٹھ گئے۔ دوسرے لمحے کار جیسے ہوا میں اڑتی ہوئی دوسری سڑک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ دونوں سڑکوں کے درمیان تین فٹ کی دیوار بنی ہوئی تھی۔ میجر پرمود نے کار کو جس تیزی سے جھٹکا دے کر اٹھایا تھا کار تین فٹ کی اس دیوار کے اوپر سے گزرتی ہوئی دوسری سڑک کی طرف اُڑتی چلی گئی اور دوسری سڑک پر ترچھے انداز میں گرتی چلی گئی۔ جیسے ہی کار کے دائیں ٹائر سڑک سے لگے کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور کار الٹتے الٹتے بچی۔ میجر پرمود نے فورا سٹیئرنگ وہیل مخالف سمت میں تیزی سے گھماتے ہوئے کار کو انہی وہیلوں پر گھما لیا تھا۔ کار کے اچانک اس سڑک پر آنے کی وجہ سے مخالف سمت سے آنے والی کاروں کے ڈرائیوروں نے اچانک بریکس لگانے

کر دیئے تھے جس سے سڑک پر بریکس لگنے اور کاروں کے ر گھسٹنے کی تیز آوازیں گونج اٹھیں اور ان میں سے کئی کاریں ر گھسٹتی ہوئیں ایک دوسرے سے آ ٹکرائیں۔

جر پرمود نے اپنی کار سنبھالتے ہوئے بائیں جانب جھٹکا دیا تو ے ہوا میں اٹھے ہوئے ٹائر سڑک سے لگ گئے۔ جیسے ہی کار ائر سڑک سے لگے میجر پرمود نے فوراً کار کو آگے بڑھا دیا اور لی کار اس بار توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح آگے بڑھتی ئی۔

میجر پرمود کا کار کو اس طرح ہوا میں اٹھا کر دوسری سڑک پر لانا ڑک پر کار کو الٹنے سے بچا کر سیدھا کر لینا اس کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ ورنہ جس طرح سے کار تین فٹ کی دیوار اُڑتی ہوئی دوسری طرف آئی تھی یا تو منہ کے بل سڑک پر گرتی ر ترچھی ہو کر الٹتی چلی جاتی۔

لیڈی بلیک اور اس کے ساتھیوں نے سیٹ بیلٹس باندھ رکھی یں۔ جب میجر پرمود نے کار تین فٹ کی دیوار سے اوپر اچھالی تو ہوں نے مضبوطی سے سیٹیں پکڑ لی تھیں ورنہ وہ کار کی مختلف سائیڈوں سے بری طرح ٹکرا جاتے لیکن کار کو لگنے والے زور دار جھٹکوں نے ان کی ہڈیاں تک کڑکڑا کر رکھ دی تھیں۔

میجر پرمود کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑا رہا تھا۔ اس نے فوری طور پر تو پولیس موبائلوں سے اپنی جان چھڑا لی تھی لیکن

اس کا یہ اطمینان عارضی ثابت ہوا تھا۔ جس سڑک پر وہ کار
تھا وہاں متعدد ٹریفک پولیس کی موبائل گاڑیاں موجود تھیں۔ ا
بھی سائرن بجنا شروع ہو گئے تھے اور انہوں نے بھی میجر
کے پیچھے آنا شروع کر دیا تھا۔ سامنے بھی دو گاڑیاں موجو
جنہوں نے سڑک پر موجود دوسری گاڑیوں کو ہٹاتے ہوئے
گاڑیاں ترچھی کر کے سڑک کے عین درمیان میں کھڑی کر دی
اور پولیس مین اپنے ریوالور نکال کر کاروں کے دروازے کھ
ان کے پیچھے چھپ گئے تھے اور انہوں نے ریوالوروں کے رخ
پرمود کی کار کی جانب کر دیئے تھے۔

''انہوں نے سڑک بلاک کر دی ہے''...... لیڈی بلیک نے
پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔ میجر پرمود نے اس کی بات کا
جواب نہ دیا۔ اس کی نظریں سامنے ترچھی کھڑی گاڑیوں پر جمی
ہوئی تھیں۔ سڑک کے دونوں جانب چھوٹے چھوٹے فٹ پاتھ بنے
ہوئے تھے۔ فٹ پاتھ پر اس وقت کوئی نہیں تھا۔ میجر پرمود
بیک ویو مرر سے پیچھے دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر
اختیار مسکراہٹ آ گئی کہ اس کے پیچھے بھی کئی موبائل گاڑیاں
ہوئی تھیں جو ایک دوسرے کو اوورٹیک کرتے ہوئے تیزی سے
پرمود کی کار کی جانب بڑھی آ رہی تھیں۔

''سنبھالنا خود کو''...... میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب
ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے گیئر بدلتے ہوئے کار کی رفتار

زیادہ بڑھا دی۔ اسے کار کی رفتار تیز کرتے دیکھ کر سڑک پر ترچھی
کھڑی گاڑیوں کے پولیس مین گھبرا گئے۔ ان کا اور میجر پرمود کی
کار کا فاصلہ تیزی سے کم ہوتا جا رہا تھا اور میجر پرمود کار کی رفتار کم
کرنے کی بجائے تیز کرتا جا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر پولیس والوں نے
اس کی کار کے ٹائروں کا نشانہ لے کر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔
شاید وہ اس تیز رفتار کار کو ہر حال میں روکنا چاہتے تھے۔

پولیس کو فائرنگ کرتے دیکھ کر میجر پرمود نے رفتار کم کئے بغیر
کار کو سڑک پر لہرانا شروع کر دیا۔ پھر جیسے ہی اس کی کار اور سڑک
پر ترچھی کھڑی پولیس کی گاڑیوں کا فاصلہ کم ہوا میجر پرمود نے
اچانک سٹیئرنگ ویل کو دائیں طرف اس انداز میں گھمایا کہ کار کے
بائیں ٹائر ایک بار پھر زمین سے اٹھتے چلے گئے۔ میجر پرمود نے
اپنی کار ترچھی کر لی تھی اور اب اس کی کار بائیں ٹائروں پر ترچھے
انداز میں پولیس موبائل گاڑیوں کے سائیڈ کی طرف دوڑتی چلی جا
رہی تھی۔ کار کو یکلخت ایک زوردار جھٹکا لگا اور کار کے دو ٹائر سائیڈ
پر موجود فٹ پاتھ پر چڑھتے چلے گئے اور پھر کار اسی تیز رفتاری
سے دو وہیلز پر فٹ پاتھ پر دوڑتی ہوئی سڑک پر کھڑی پولیس
موبائل کی گاڑیوں کے پیچھے سے نکلتی چلی گئی۔ پولیس والے بدستور
کار پر فائرنگ کر رہے تھے لیکن جب تک وہ کار کو نشانہ بناتے کار
ان کی کاروں کے پیچھے سے زنائیں کی تیز آواز نکالتے ہوئی گزرتی
چلی گئی۔

پولیس موبائل گاڑیوں کے پیچھے سے کار نکالتے ہی میجر پرمود نے کار کا سٹیئرنگ وہیل گھمایا تو کار فٹ پاتھ سے اچھل کر سڑک پر آ گئی۔ میجر پرمود نے فوراً اپنا سارا وزن اس طرف ڈال دیا جس طرف سے کار اٹھی ہوئی تھی۔ کار ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔ اس سے پہلے کہ کار دائیں بائیں گھوم جاتی میجر پرمود نے ایک بار پھر کار کو انتہائی ماہرانہ انداز میں سنبھال لیا۔

دوسرے ہی لمحے کار ایک بار پھر انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کار کے ڈرائیور کو اس قدر خطرناک انداز میں اور انتہائی تیز رفتاری سے کار ڈرائیو کرتے دیکھ کر سڑک پر موجود دوسری گاڑیوں کے ڈرائیور انتہائی خوفزدہ ہو گئے تھے۔ میجر پرمود ان کی پرواہ کئے بغیر کار کو دوسری کاروں کے درمیان سے گزارتا اور انہیں اوورٹیک کرتا ہوا دوڑائے لئے جا رہا تھا۔

پولیس موبائلوں کے سائرنوں کی اب بھی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ جن پولیس والوں نے اپنی گاڑیاں سڑک پر ترچھی کر کے سڑک بلاک کی تھی وہ دوبارہ اپنی گاڑیوں میں بیٹھ گئے تھے اور انہوں نے ایک بار پھر اپنی گاڑیاں میجر پرمود کی گاڑی کے پیچھے لگا دی تھیں۔

''آخر ہم اس طرح پولیس والوں کو ڈاج دے کر جائیں گے کہاں''...... لیڈی بلیک نے پیچھے آتی ہوئی پولیس موبائلز کو بدستور اپنی گاڑی کے پیچھے آتے دیکھ کر قدرے پریشانی کے عالم میں

پوچھا۔

''جہاں بھی جائیں گے لیکن فی الحال میرا ان کے ہاتھ آنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے اور اس کی وجہ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں''...... میجر پرمود نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ وہ کار تیزی سے سڑک پر دوڑاتا لے جا رہا تھا۔ کچھ دور جانے کے بعد وہاں سڑک مختلف سمتوں میں مڑتی ہوئی دکھائی دی۔ شاید یہ دوسرے علاقوں تک جانے کے راستے تھے۔ میجر پرمود نے بلا سوچے سمجھے کار دائیں طرف والی سڑک کی جانب گھما دی۔

اس سڑک پر ٹریفک نہیں تھا۔ میجر پرمود نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کار کی رفتار اور تیز کر دی۔ اس کے دائیں بائیں پہاڑی سلسلہ تھا جو بل کھاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ پیچھے سے آنے والی پولیس موبائلیں اب بھی اس کے پیچھے لگی ہوئی تھیں لیکن میجر پرمود کو اب کوئی پرواہ نہیں تھی۔ وہ ٹیڑھے میڑھے راستوں پر کار تیزی سے موڑتا ہوا لے جا رہا تھا۔ آگے جا کر سڑک کے ایک طرف چٹیل پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا جبکہ دوسری جانب نشیب اور کھائیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ سڑک سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جہاں انتہائی حاضر دماغ اور مشاق ڈرائیور ہی کار سنبھال سکتا تھا۔ ہر ایک منٹ کے بعد سڑک کبھی دائیں طرف مڑ جاتی تھی اور کبھی بائیں طرف۔

میجر پرمود کے ہاتھ سٹیئرنگ وہیل سے یوں کھیل رہے تھے جیسے

وہ کھلونا ہو۔ وہ مڑنے والی سڑک کی طرف تیزی سے مڑ رہا تھا
تیزی سے مڑتے ہوئے اسے کار کے بریکس بھی لگانے پڑتے
جس سے سڑک پر ٹائر گھسٹنے کی تیز آوازیں سنائی دیتی تھیں اور
رفتاری سے مڑنے والی کار کبھی سامنے موجود چٹیل پہاڑی
ٹکراتے ٹکراتے رہ جاتی اور کبھی کار کا رخ کھائی کی طرف ہو جاتا
اور کار کے ٹائر ان کھائیوں کے بالکل کناروں تک پہنچ جاتے تھے
اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کار ابھی ہوا میں بلند ہو گی اور اڑتی ہوئی
کسی کھائی میں جا گرے گی لیکن ایسا نہیں تھا۔ کار کا سٹیئرنگ ایک
میجر پرمود کے ہاتھوں میں تھا جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈالنے کا فن جانتا تھا۔ چٹیل پہاڑیوں اور کھائی کی طرف بڑھتے ہوئے
وہ سٹیرنگ اس قدر ماہرانہ انداز میں گھما دیتا تھا کہ کار کبھی چٹانوں
سے ایک انچ کے فاصلے سے گزر جاتی اور کبھی کار کے ٹائر دوسری
سائیڈ میں موجود کھائیوں کے کناروں سے لگتے ہوئے دکھائی دیتے
تھے۔ سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا یہ راستہ زیادہ طویل نہیں تھا۔ کچھ
ہی دیر میں سڑک نہ صرف ہموار ہو گئی بلکہ متوازی بھی ہو گئی۔ میجر
پرمود جیسے ہی کار متوازی سڑک پر لایا یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس
لے کر رہ گیا کہ اس سے تقریباً ایک ہزار میٹر کے فاصلے پر ایک پل
تھا جو شہر کی ایک بڑی نہر پر بنا ہوا تھا۔ نہر کافی چوڑی تھی۔ اس پر
بنا ہوا پل کسی بھی طرح تین سے چار کلومیٹر سے کم نہیں تھا۔
پیچھے سے اب بھی کئی پولیس موبائل گاڑیاں ان کے پیچھے آ رہی تھیں

اس لئے وہ کار واپس نہیں لے جا سکتا تھا۔ اس لئے میجر
پرمود نے پل پر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ کار دوڑاتا ہوا پل پر آیا ہی
تھا کہ یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ پل کے
دوسری طرف سے بھی چند پولیس موبائل گاڑیاں تیزی سے ان کی طرف آ
رہی تھیں۔ شاید پولیس والوں نے پل کی دوسری طرف موجود اپنے
ساتھیوں کو ٹرانسمیٹر کال کر کے میجر پرمود کی کار کے بارے میں
تفصیل بتا دی تھی۔ وہ چار موبائل گاڑیاں تھیں جو ایک ساتھ اور
تیز رفتار سے سامنے سے ان کی طرف آ رہی تھیں۔ ان
گاڑیوں کے درمیان اتنا گیپ نہیں تھا کہ میجر پرمود کار کو پھر دو
ٹائروں پر اٹھا کر اور ترچھی کر کے ان کے درمیان سے یا پھر ان
کے پیچھے سے گزار کر لے جاتا۔
سامنے سے آنے والی پولیس موبائل گاڑیوں کی رفتار بھی کافی
تیز تھی۔ وہ شاید اس کار کے ڈرائیور کو ڈرانے کی کوشش کر رہے
تھے کہ اگر اس نے کار نہ روکی تو وہ اس کی کار کو ٹکر مار سکتے ہیں۔
میجر پرمود کار روکے بغیر پل کے سنٹر میں لے آیا تھا وہ اپنی کار
کی رفتار کم کرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اب پیچھے سے آنے
والی پولیس موبائل گاڑیاں بھی پل پر چڑھ آئی تھیں۔ میجر پرمود کی
کار پیچھے سے اور آگے سے آنے والی گاڑیوں میں پھنس چکی تھی۔
اس کے پاس اب پولیس موبائل گاڑیوں سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ
نہیں تھا۔

پل کے نیچے بہنے والی نہر کا بہاؤ بے حد تیز تھا۔ میجر پ
پولیس والوں سے بچنے کے لئے اپنی کار نہر میں گرا دیتا ت
اور اس کے ساتھیوں کا نہر میں گر کر بچنا ناممکن ہو جاتا۔

میجر پرمود جس تیز رفتاری سے کار پل پر دوڑائے لئے جا
اس کے ساتھیوں کی آنکھیں خوف سے پھیلتی جا رہی تھیں انہ
لگ رہا تھا جیسے پولیس والوں اور خاص طور پر میجر پرمود ا
خراب ہو گیا ہو اور وہ جان بوجھ کر کاریں ایک دوسرے
دینا چاہتے ہوں۔ میجر پرمود اور پولیس موبائل گاڑیوں کا
تیزی سے کم ہوتا جا رہا تھا۔ یہ فاصلہ اب اتنا کم ہو گیا تھا
میجر پرمود اپنی کار کو یا پولیس موبائل گاڑیوں کے ڈرائیو
گاڑیوں کو بریک بھی لگا دیتے تب بھی ان کی کاریں ٹائر
سڑک پر تیزی سے گھسٹتی ہوئیں ایک دوسرے سے ٹکرا جاتیں
محسوس ہو رہا تھا کہ میجر پرمود کی کار اور پولیس موبائل گاڑیوں
تصادم ناگزیر ہو چکا ہے۔

حصہ دوم ختم شد

گولڈن جوبلی نمبر

50C
عمران سیریز نمبر

گولڈن کرسٹل

حصہ سوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

’’کیا واقعی صحارا میں اتنا بڑا گولڈن کرسٹل گرا ہے جو اگر ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہمارے وارے نیارے ہو سکتے ہیں اور ہم اس گولڈن کرسٹل سے اتنی مقدار میں گولڈن یورینیم افزودہ کر سکتے ہیں کہ ان سے ہم اپنے لئے بھی وافر تعداد میں گولڈن میزائل بنا سکتے ہیں اور گولڈن یورینیم باقاعدہ سپر پاور ممالک کو فروخت کر کے ناقابلِ یقین حد تک زرمبادلہ کما سکتے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی باتوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

عمران رانا ہاؤس سے سیدھا دانش منزل پہنچا تھا اور اس نے آتے ہی بلیک زیرو کو ساری حقیقت سے آگاہ کر دیا تھا۔ عمران نے بلیک زیرو کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ زیرو لینڈ کا ٹاپ ایجنٹ بلیک جیک بھی اب اس کے قبضے میں ہے جسے وہ ایک وائس کنٹرولر کی مدد

سے اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کر سکتا ہے۔

''ہاں۔ یہ سچ ہے۔ یہ سب باتیں بلیک جیک کی میموری میں تھیں۔ میں نے اس سے ساری حقیقت اگلوا لی ہے اور میں نے یہاں آتے ہوئے سیل فون سے کافرستان میں کرنل فریدی اور بلگارنیہ میں میجر پرمود سے بھی بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ان سے میری بات نہیں ہو سکی۔ میں نے کرنل فریدی کے ساتھی کیپٹن حمید اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی کال کرنے کی کوشش کی تھی۔ اسی طرح میں نے میجر پرمود کی ساتھی تمثیلہ جو لیڈی بلیک کے نام سے مشہور ہے اس سے، کیپٹن توفیق، کیپٹن نوازش اور لاٹوش سے بھی بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر سب کے سیل فون خاموش ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے بلگارنیہ میں کرنل ڈی سے بھی بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے مجھ سے بات کرنے سے یکسر انکار کر دیا تھا۔ جس سے میرا شک پختہ ہو گیا ہے کہ بلیک جیک نے مجھے جو کچھ بتایا ہے وہ غلط نہیں ہے۔ میجر پرمود اپنی ٹیم لے کر اور کرنل فریدی اپنی ٹیم کے ساتھ صحارا جا چکے ہیں اور ظاہر ہے وہ صحارا میں پکنک منانے کے لئے نہیں گئے۔ وہ یقیناً وہاں گولڈن کرسٹل کی ہی تلاش میں گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اگر واقعی یہ سچ ہے تو وہ دونوں پارٹیاں اب تک نجانے کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس مقام تک بھی پہنچ گئی ہوں جہاں گولڈن کرسٹل گرا تھا''...... بلیک جیک

نے کہا۔

''نہیں۔ اتنی جلدی وہ گولڈن کرسٹل تک نہیں پہنچ سکتے۔ گولڈن کرسٹل آسمان سے گرا تھا اور اگر وہ صحارا میں کہیں گرا ہے تو وہ ریت پر پڑا چمک نہیں رہا ہو گا۔ بلندی سے اور انتہائی تیز رفتاری سے ریت کے سمندر میں گر کر وہ نجانے کتنی گہرائی میں اتر گیا ہو۔ صحارا جیسے ریت کے سمندر میں اور وہ بھی اس کی گہرائی میں گولڈن کرسٹل کو تلاش کرنا ان کے لئے اتنا آسان نہیں ہو گا اور پھر ابھی تک دنیا میں ایسا کوئی آلہ بھی ایجاد نہیں ہوا ہے جو گہرائی میں موجود گولڈن کرسٹل کی موجودگی کا کاشن دے سکے۔ اگر ایسا ہوتا تو زیرو لینڈ دنیا سے سائنسی ترقی میں سو سال آگے ہے۔ وہ کئی روز سے سیٹلائٹس سے صحارا کو سرچ کر رہے ہیں لیکن انہیں بھی ابھی تک اس بات کا علم نہیں ہو سکا ہے کہ گولڈن کرسٹل صحارا کے کس حصے میں گرا ہے اور شمسی طوفان صحارا میں ہی نہیں بلکہ صحارا کے ایک سرحدی شہر کیونا میں بھی آیا تھا جس سے کیونا شہر مکمل طور پر تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ وہاں اب تک زمین آگ اگل رہی ہے جہاں کسی انسان کا پہنچنا انتہائی مشکل ہے۔ یہی حال صحارا کے ان حصوں کا بھی ہو گا جہاں شمسی طوفان آیا تھا۔ اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کرنل فریدی اور میجر پرمود کے ساتھ ساتھ اسرائیل کی جی پی فائیو کے لئے گولڈن کرسٹل تلاش کرنا مشکل ترین ثابت ہو گا بلکہ انتہائی مشکل ترین''...... عمران نے کہا۔

"تب آپ وہاں جا کر گولڈن کرسٹل کیسے تلاش کریں گے۔ یہ سارے مسائل تو آپ کے سامنے بھی آئیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"صحارا میں جا کر ریت چھانتے ہوئے اور کچھ نہیں تو میرا نام بھی شہیدوں کی لسٹ میں آ جائے گا کم از کم میرا ضمیر مجھے اس بات پر ملامت تو نہیں کرے گا کہ میں نے پاکیشیا کے لئے اس قدر انمول اور قیمتی گولڈن کرسٹل کے حصول کے لئے کچھ کیا ہی نہیں۔ اگر گولڈن کرسٹل مل گیا اور میں اسے جی پی فائیو، زیرو لینڈ والوں اور خاص طور پر میجر پرمود اور اپنے پیر و مرشد سے بچا کر لے آیا تو یہ میری زندگی کی سب سے بڑی جیت ہو گی۔ ورنہ وہ کیا کہتے ہیں کہ استاد سبق نہیں دے گا تو کیا گھر بھی نہیں آنے دے گا کے مصداق میں روتا پیٹتا اور ناکامی کے گیت گاتا ہوا واپس آ جاؤں گا"...... عمران نے کہا۔ آخری الفاظ کہتے ہوئے وہ عادت کے مطابق پٹڑی سے اتر گیا تھا۔

"روئیں پیٹیں آپ کے دشمن اور ناکامی کے گیت بھی وہی گائیں۔ میں جانتا ہوں آپ اپنے مشن پر جب بھی نکلتے ہیں تو کامیابی آپ کے ہی قدم چومتی ہے اور دشمن ہمیشہ اپنے ہی بال نوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یہی حال اس بار بھی آپ کے دشمنوں کا ہو گا چاہے وہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ ہو یا اسرائیل کے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ان دو دشمنوں کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اصل ڈر تو مجھے میجر پرمود اور کرنل فریدی کا ہے۔ اگر گولڈن کرسٹل کے حصول کے لئے ہمارا آپس میں ٹکراؤ ہو گیا تو وہ اس بار دوست بن کر نہیں بلکہ دشمن کے روپ میں ہی میرے سامنے آئیں گے اور ان سے مقابلہ کرنا آسان نہیں ہو گا۔ ان کی دشمنی ہمیں بے حد مہنگی پڑ سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر وہ اپنے ملک کے مفاد کے لئے کام کر سکتے ہیں تو آپ کیوں نہیں۔ جس طرح وہ اپنے ملک کے مستقبل کے لئے گولڈن کرسٹل حاصل کرنا چاہتے ہیں اسی طرح آپ بھی اپنے لئے تو گولڈن کرسٹل حاصل نہیں کریں گے آپ بھی تو پاکیشیا کو مضبوط سے مضبوط ترین اور دفاعی لحاظ سے انتہائی مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر گولڈن کرسٹل واقعی پاکیشیا کو مل جائے تو پاکیشیا کے تمام دلدر دور ہو جائیں گے اور پاکیشیا دنیا کا عظیم اور طاقتور ترین ملک بن کر دنیا میں اپنا ایک الگ اور منفرد مقام بنا سکتا ہے جس کی طرف دشمن ممالک آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی جرأت نہیں کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بہرحال۔ میجر پرمود اور کرنل فریدی جانتے ہوں گے کہ اگر وہ گولڈن کرسٹل کے لئے صحارا پہنچ سکتے ہیں تو پھر میں اور میرے ساتھی کیوں نہیں۔ اس بار وہ ہر صورت میں ہم سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔ مجھے ان کے خلاف انتہائی سوچ سمجھ کر

اور پلاننگ سے چلنا ہوگا اور کوئی ایسا طریقہ استعمال کرنا ہوگا کہ گولڈن کرسٹل کسی بھی طرح ان کے پاس نہ جائے اور میں ان سے نظریں بچا کر گولڈن کرسٹل بحفاظت پاکیشیا پہنچا دوں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ ان دونوں کے ساتھ ساتھ آپ کو اسرائیل اور زیرو لینڈ والوں سے بھی نبرد آزما ہونا پڑے۔ ایسی صورت میں آپ کے لئے بے حد مشکلات کھڑی ہو جائیں گی۔ آپ ایک ساتھ چار چار محاذوں پر کیسے لڑیں گے''...... بلیک زیرو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''محاذ چار ہوں یا چار ہزار۔ جب تک ہم لڑیں گے نہیں اس وقت تک ہمیں کامیابی کیسے مل سکتی ہے۔ اس لئے ان سب باتوں کو چھوڑو۔ ممبران کو کال کرو۔ میں آج ہی اپنے ساتھیوں کو لے کر صحارا پہنچنا چاہتا ہوں۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود صحارا میں کہاں ہوں گے مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ گولڈن کرسٹل اگر صحارا میں ہی گرا تھا تو اس کے گرنے کا اصل مقام کون سا ہوسکتا ہے۔ اگر مجھے اس مقام کے بارے میں تھوڑا سا بھی سراغ مل جائے تو میں ادھر ادھر بھٹکتے پھرنے کی بجائے ڈائریکٹ اسی جگہ جانے کی کوشش کروں گا تاکہ جلد سے جلد گولڈن کرسٹل حاصل کرسکوں''...... عمران نے کہا۔

''ڈائریکٹ۔ کیا مطلب۔ آپ ڈائریکٹ صحرائے اعظم میں

لیے جائیں گے''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''صحرائے اعظم نام کا نہیں حقیقت میں صحرائے اعظم ہے جو دنیا کا سب سے بڑا اور گرم ترین صحرا ہے اور یہ صحرا قدرتی آفات سے بھرا ہوا ہے۔ صحرائے اعظم میں شاید ہی کوئی ایسی جگہ ہو جہاں موت کا پہرہ نہ ہو۔ مجھے کرنل فریدی، میجر پرمود، زیرو لینڈ اور اسرائیلی فورس کے ساتھ ساتھ صحرائی آفات کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اور ان آفات سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم ڈائریکٹ صحرائے اعظم کا سفر کریں اور ٹھیک اس مقام تک پہنچ جائیں جہاں گولڈن کرسٹل موجود ہے اور ہم صحرائے اعظم میں ڈائریکٹ جانے کے لئے بلیک برڈ کا استعمال کریں گے جو ہم اسپیس ورلڈ کے ڈاکٹر ایکس سے سرخ قیامت والے مشن کے دوران اس سے چھین کر لائے تھے''...... عمران نے کہا۔ **(اس کے لئے ظہیر احمد صاحب کا سائنس فکشن ناول 'سرخ قیامت' کا مطالعہ کریں)**

''اوہ۔ ہاں۔ واقعی بلیک برڈ کو تو میں بھول ہی گیا تھا۔ وہ کافی بڑا اور انتہائی طاقتور اسپیس شپ ہے۔ اس اسپیس شپ سے آپ طویل ترین فاصلہ لمحوں میں طے کر سکتے ہیں اور اس اسپیس شپ کی خاصیت یہ ہے کہ اس کا سگنل دنیا کے کسی راڈار پر نہیں مل سکتا۔ آپ اسے صحرائے اعظم میں لے جائیں گے تو کسی کو آپ کے وہاں پہنچنے کا علم نہیں ہو سکے گا اور پھر آپ اسی اسپیس شپ سے صحارا کی خوفناک آفات سے بھی خود کو بچا لیں گے اس کے علاوہ

بلیک برڈ میں ایسی طاقتور کمپیوٹرائزڈ مشینیں لگی ہوئی ہیں جن کی
سے آپ صحارا کے ایک ایک حصے کو آسانی سے چیک کر سکتے ہ
اور ہو سکتا ہے کہ آپ کو اسی اسپیس شپ کی کسی ویژنل مشین
ہی ریت کی گہرائی میں موجود گولڈن کرسٹل دکھائی دے جائے۔ اگر
ایسا ہوا تو آپ کو وہاں موجود کسی سے بھی نبرد آزما نہیں ہونا پڑے
گا اور آپ آسانی سے وہاں سے گولڈن کرسٹل نکال کر بحفاظ
پاکیشیا واپس آ سکتے ہیں“...... بلیک زیرو نے مسرت بھرے
میں کہا۔

”یہ سب کہنے اور سننے میں تو اچھا لگتا ہے لیکن مجھے دور دور تک
ایسے کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے ہیں کہ ہم بلیک برڈ سے
گولڈن کرسٹل تلاش کر لیں گے اور اسے نکال کر آسانی سے پاکیش
بھی لے آئیں گے۔ تم شاید یہ بھول رہے ہو کہ اس معاملے م
زیرو لینڈ والے بھی ہیں۔ وہ بھی صحارا میں اپنے اسپیس شپس لائے
ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو ان کے سینکڑوں اسپیس شپس کے مقابلے م
میرا ایک اسپیس شپ کیا معنی رکھتا ہے“...... عمران نے منہ بنا کر
کہا۔

”ڈاکٹر ایکس کے بلیک برڈ اسپیس شپ اور زیرو لینڈ کے
اسپیس شپس میں بہت فرق ہے۔ سرخ قیامت والے مشن سے
واپسی کے بعد آپ نے ہی ایک مرتبہ مجھے بتایا تھا کہ اس اسپیس
شپ میں اس قدر خوفناک اور طاقتور جدید سائنسی اسلحہ نصب ہے

ماسے آپ زیرو لینڈ کے سینکڑوں اسپیس شپس کا آسانی سے
ابلہ کر سکتے ہیں اور بلیک برڈ کے سائنسی اسلحے سے زیرو لینڈ کے
پس شپس آسانی سے تباہ کر سکتے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”بہرحال دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ تم ممبران کو کال کرو اور
ں تیار ہو کر یہاں آنے کا حکم دو۔ جب وہ آ جائیں تو انہیں
یف کر دینا۔ میں تب تک خفیہ پوائنٹ سے بلیک برڈ نکال کر
لے آتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”کیا آپ بلیک برڈ یہاں دانش منزل میں لائیں گے“۔ بلیک
رو نے چونک کر کہا۔

”میں اب اتنا احمق بھی نہیں ہوں جتنا تم سمجھتے ہو۔ اگر میں
پیس شپ یہاں لایا تو اسے دیکھنے کے لئے پورا پاکیشیا یہاں اُمڈ
پڑے گا۔ میں اسپیس شپ شمالی پہاڑیوں کے دامن میں لے جاؤں
گا۔ جب میں تمہیں کال کروں تو تم ممبران کو وہاں بھیج دینا۔ میں
انہیں وہیں سے لے جاؤں گا“...... عمران نے کہا۔

”اور بلیک جیک کا کیا کرنا ہے۔ کیا آپ اسے بھی اپنے ساتھ
لے جائیں گے“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”اوہ ہاں۔ وہ میرے کنٹرول میں ہے۔ میں اسے ساتھ رکھ کر
اس سے زیرو لینڈ کے ایجنٹس کے بارے میں بہت سی معلومات
حاصل کر سکتا ہوں اور پھر زیرو لینڈ والے اسے ہر حال میں مجھ
سے واپس لینے کی کوشش کریں گے۔ وہ کسی بھی صورت میں بلیک

جیک کو میرے ہاتھوں تباہ نہیں ہونے دیں گے۔ بلیک جیک
بلیک برڈ میں ہمارے ساتھ ہو گا تو زیرو لینڈ کے ایجنٹ بلیک بر
شاید حملہ نہ کریں کیونکہ اس سے بلیک جیک کو بھی نقصان پہنچ
ہے اور زیرو لینڈ کا سپریم کمانڈر اتنی آسانی سے اپنے ایک طا
مشینی ایجنٹ سے ہاتھ دھونا پسند نہیں کرے گا''...... عمران نے کہ

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی بلیک جیک کی بلیک برڈ
موجودگی زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کے لئے پریشانی کا موجب بن
ہے۔ ورنہ انہیں واقعی اپنے طاقتور ترین مشینی انسان سے ہا
دھونے پڑ جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو بس پھر ٹھیک ہے۔ بلیک جیک ہمارے ساتھ ہی جائے گا
میں جاتے ہوئے جوزف اور جوانا کو کال کر دوں گا تاکہ وہ بلیک
جیک کو اپنے ساتھ لیتے آئیں۔ وہ بے چارہ ویسے ہی ساکت
روبوٹ ہے اسے بھلا کیا اعتراض ہو گا کہ اسے کون اٹھا کر کہاں
لے جا رہا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''ٹیم میں کون کون جائے گا آپ کے ساتھ''...... بلیک زیرو
نے پوچھا۔

''ہمیں صحارا جیسے عظیم صحرا میں جانا ہے جس کی وسعت کا کوئی
اندازہ ہی نہیں ہے اور پھر صحرا ہوتا ہی لیلیٰ کی تلاش کے لئے۔ اب
لیلیٰ کو تلاش کرنے کے لئے ہمیں صحارا کی کہاں کہاں سے خاک
چھاننی پڑے اس کے لئے جتنے بھی آدمی ہوں کم ہی ہوں گے۔

اس بار سب ہی ساتھ جائیں تو بہتر رہے گا۔ مجھے تم سے ایک
روری کام بھی لینا ہے جو تمہارے بغیر پورا نہیں ہو گا اس لئے میں
نہیں اپنے ساتھ نہیں لے جاؤں گا۔ کیونکہ تمہارا یہاں رہنا
روری ہے۔ اگر میں تمہیں بھی اپنے ساتھ لے گیا تو پھر ہم شاید
ی گولڈن کرسٹل زیرو لینڈ والوں سے، اسرائیل سے یا پھر میجر
مود اور کرنل فریدی سے بچا سکیں''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں۔ میرے یہاں رہنے سے بھلا گولڈن کرسٹل ان
ب سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے
وئے کہا جیسے وہ عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھا ہو۔

''بتاتا ہوں۔ اتنے بے صبرے کیوں ہو رہے ہو۔ جب وہ کام
میں نے لینا ہی تم سے ہے تو پھر میں تمہیں نہیں بتاؤں گا تو اور
کسے بتاؤں گا''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا اور پھر وہ
بلیک زیرو کو بتانے لگا کہ اس کا پاکیشیا میں رہنا کیوں ضروری ہے
اور اسے کیا کرنا ہے۔ عمران کی باتیں سنتے ہوئے بلیک زیرو کی
آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں جیسے عمران اسے کوئی ہوشربا
باتیں بتا رہا ہو۔

''کیا ایسا ممکن ہے''...... بلیک زیرو نے ساری بات سن کر
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میری سمجھ میں ایک یہی طریقہ آتا ہے کہ میں گولڈن
کرسٹل حاصل کرنے کے بعد اسے آسانی سے اور بغیر کسی کی

نظروں میں آئے پاکیشیا بھیج سکوں''...... عمران نے سنجیدگی سے
کہا۔

''لیکن اس کے لئے تو آپ کو بہت سا کام کرنا پڑے گا جب
تک آپ کی تیاری مکمل نہیں ہو جاتی آپ صحارا کیسے جا سکتے
ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے ایک ضروری کام کرنا تھا وہ میں کر چکا ہوں۔ باقی
سارا کام میں ٹائیگر کو سمجھا دوں گا۔ وہ بھی سائنس دان ہے
گھسیارہ نہیں۔ اس کے لئے وہ کام کرنا زیادہ مشکل نہیں ہو گا''......
عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ باقی کا کام واقعی ٹائیگر کر سکتا ہے ٹھیک ہے۔ میں
یہاں رہنے کے لئے تیار ہوں حالانکہ میرا دل چاہ رہا تھا کہ گولڈن
مشن میں آپ کے ساتھ میں بھی چلوں لیکن آپ نے جو کام بتایا
ہے وہ بھی گولڈن مشن کا ہی ایک حصہ ہے جسے یہاں رہ کر ہی پورا
کیا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''گولڈن مشن نہیں۔ گولڈن کرسٹل مشن کہو پیارے۔ گولڈن
کرسٹل مشن''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

''جو حکم میرے آقا۔ گولڈن کرسٹل مشن۔ اب ٹھیک ہے''۔ بلیک
زیرو نے الٰہ دین کے جن کی طرح بھاری آواز بناتے ہوئے کہا تو
اس کی بات سن کر عمران مسکرا دیا اور وہ بلیک زیرو کو ایک بار پھر

اپنے منصوبے کی تفصیل بتانے لگا جس پر عمل کر کے گولڈن کرسٹل
مشن میں وہ عمران کا معاون ثابت ہو سکتا تھا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میں اور ٹائیگر مل کر سب کچھ سنبھال لیں
گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں تمہارا ٹائیگر سے ایک سائنس دان کے طور پر تعارف کرا
دوں گا وہ تمہاری بھرپور معاونت کرے گا''...... عمران نے کہا تو
بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران خفیہ پوائنٹ سے بلیک
برڈ لانے کے لئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا جبکہ بلیک زیرو ممبران کو بریف
کرنے کے لئے جولیا کو کال کر کے تمام ممبران کے ساتھ دانش
منزل پہنچنے کی ہدایات دینا شروع ہو گیا۔

کرنل فریدی اور اس کے ساتھی پہاڑی علاقے سے نکل کر ایک
جنگل میں داخل ہو گئے تھے۔ یہ جنگل زیادہ گھنا تو نہیں تھا لیکن
سڑک کے دونوں کناروں پر درخت موجود تھے۔ مہاراجہ ہی انہیں
اس جنگل کی طرف لایا تھا۔

مہاراجہ بے حد سنجیدہ اور چپ چپ تھا اور وہ خاموشی سے جیپ
ڈرائیو کر رہا تھا۔ کرنل فریدی اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا
جبکہ پچھلی سیٹوں پر کیپٹن حمید اور قاسم بیٹھے تھے۔ یہ جیپیں چونکہ
زیادہ بڑی نہیں تھیں اس لئے ہریش پچھلی جیپ میں چلا گیا تھا۔
کرنل فریدی نے مہاراجہ کی غداری کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں
بتایا تھا۔ ابھی وہ جنگل میں تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک
کرنل فریدی کے کان کھڑے ہو گئے۔

''روکو۔ جیپ روکو۔ فوراً''...... کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا

تو مہاراجہ نے جیپ سڑک کے کنارے کر کے روک دی۔ جیسے ہی
جیپ رکی کرنل فریدی اچھل کر جیپ سے باہر آ گیا اور سر اٹھا کر
چاروں طرف دیکھنے لگا۔

''کیا بات ہے۔ اس طرح کیا دیکھ رہے ہیں''...... کیپٹن حمید
نے بھی جیپ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے کوئی ہیلی کاپٹر ہمیں سرچ کرنے کے لئے اس طرف
آ رہا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید چونک پڑا اور وہ
بھی سر اٹھا کر درختوں کے اوپر دیکھنے لگا۔ اسے دور سے کسی ہیلی
کاپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دے رہی تھی۔ انہیں اوپر دیکھتے پا کر سب
جیپوں سے نکل آئے اور وہ سب کرنل فریدی کے پاس آ گئے۔

''روزا''...... کرنل فریدی نے روزا سے مخاطب ہو کر کہا تو روزا
تیزی سے کرنل فریدی کے قریب آ گئی۔

''تمہارے پاس ایل وی سی مشین ہے۔ اسے لا کر فوراً آن کر
دو''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اوکے''...... روزا نے کہا اور تیزی سے اس جیپ کی طرف
بڑھ گئی جس میں وہ بیٹھی ہوئی تھی۔

''ایل وی سی مشین۔ یہ کون سی مشین ہے''...... انسپکٹر ریکھا نے
حیرانی سے پوچھا۔

''یہ مشین ہر قسم کی ریز کو بلاک کر دیتی ہیں۔ اگر ہمیں کسی
سیٹلائٹ سسٹم یا ریز سے سرچ کیا جا رہا ہو اور ہم نے ایل وی

سی مشین آن کر رکھی ہو تو اس مشین سے دیگر ریزز بلاک ہو جاتی ہیں اور کوئی سرچ سسٹم ہمیں ٹریس نہیں کر سکتا“...... طارق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو کیا ہمیں یہاں کسی ریز سے سرچ کیا جا رہا ہے“...... کرائم رپورٹر انور نے کہا۔

”احتیاط اچھی ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہیلی کاپٹر سے کسی ریز سے ہمیں چیک کرنے کی کوشش کی جائے اگر ایل وی سی مشین آن ہو گی تو ہم ہر قسم کی سرچنگ ریزز سے محفوظ رہیں گے“...... کرائم رپورٹر رشیدہ نے کہا۔

”تو کیا اگر ہیلی کاپٹر نیچی پرواز کرتے ہوئے اس طرف آئے تو وہ ہمیں تب بھی نہیں دیکھ سکیں گے“...... انسپکٹر جگدیش نے کہا۔

”نیچی پرواز سے تو وہ ہمیں دیکھ لیں گے لیکن ہم اگر اپنی جیپیں درختوں کے درمیان چھپا دیں اور خود بھی درختوں کی آڑ میں چھپ جائیں تو ان کے لئے ہمیں اوپر سے دیکھنا آسان نہیں ہو گا“...... ہریش نے کہا۔

”اگر انہوں نے ہیلی کاپٹر ہوا میں معلق کر کے رسیوں کے ذریعے یہاں ٹروپرز اتار دیئے تو“...... انسپکٹر آصف نے جلے کٹے لہجے میں کہا جو اب تک خاموش تھا۔

”تو ہم انہیں وہیں مار گرائیں گے۔ ہمارے پاس اسلحے کی کوئی کمی نہیں ہے اور ہمارے پاس میزائل اور مارٹر گنیں بھی ہیں جن

سے ہم ہیلی کاپٹروں کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں“...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے روزا ایک چھوٹی سی مشین لے آئی جسے اس نے آن کر دیا تھا۔ اس مشین پر بے شمار بٹن لگے ہوئے تھے اور اس پر مختلف رنگوں کے بلب جل بجھ رہے تھے۔ مشین کے دو طرف ایریل لگے ہوئے تھے جنہیں روزا نے کھینچ کر باہر نکال لیا تھا۔

”میں نے مشین آن کر دی ہے کرنل فریدی“...... روزا نے مشین کرنل فریدی کے پاس لاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم سب جیپیں درختوں کے جھنڈ میں چھپا دو اور خود بھی درختوں کے پیچھے چھپ جاؤ۔ ہیلی کاپٹر کی آواز اب کافی قریب آ گئی ہے۔ وہ لازمی طور پر اس سڑک کو چیک کرنے کے لئے اس طرف آئے گا“...... کرنل فریدی نے کہا تو ان میں سے چار افراد تیزی سے جیپوں کی طرف بڑھ گئے اور پھر وہ جیپیں لے کر درختوں کے جھنڈ میں گھستے چلے گئے۔ کرنل فریدی کے باقی ساتھی بھی مختلف درختوں کے پیچھے چلے گئے تھے۔ کچھ ہی دیر میں انہیں اپنے سروں پر ایک ہیلی کاپٹر کی تیز گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ وہ سیاہ رنگ کا ایک بڑا ہیلی کاپٹر تھا جس کے دونوں سائیڈ کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور وہاں ہیوی مشین گنیں لگی ہوئی تھی جنہیں دو افراد نے سنبھال رکھا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے نیچے زرد رنگ کی روشنی بار بار جل بجھ رہی تھی۔ ہیلی کاپٹر نیچی پرواز کرتا ہوا سڑک

کے ساتھ ساتھ درختوں کے اوپر سے گزر کر آگے بڑھا چلا جا رہا
تھا۔ ہیلی کاپٹر کو اس طرف آتے دیکھ کر کرنل فریدی اور اس کے
ساتھی درختوں کے ساتھ لگ گئے۔ کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا
ہوا آگے بڑھ گیا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر ان سے دور گیا وہ سب
درختوں کے پیچھے سے نکل آئے۔

''ہیلی کاپٹر کے نیچے زرد رنگ کا بلب جل بجھ رہا تھا شاید وہ
ہمیں کالسر ریز سے ٹریس کر رہے تھے۔ اگر ہم نے ایل وی ی
مشین آن نہ کی ہوتی تو اب تک ہم ان کی نظروں میں آ چکے
ہوتے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''آخر یہ ہیں کون اور اس طرح ہماری جان کے دشمن کیوں بن
گئے ہیں۔ ہم صحارا میں گولڈن کرسٹل تلاش کرنے کے لئے جا رہے
ہیں کسی ملک کے خلاف کارروائی تو نہیں کر رہے جو ہمارے راستے
پر اس طرح موت کے جال پھیلائے جا رہے ہیں''...... روزانے
پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ان کا تعلق اسرائیلی فورس سے ہے اور اسرائیلی فورس نہیں
چاہتی کہ ہم صحارا میں جا کر گولڈن کرسٹل تلاش کریں۔ وہ گولڈن
کرسٹل خود حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے مسلح فورس
کو صحارا اور اس کے ارد گرد پھیلا رکھا ہے تا کہ گولڈن کرسٹل کی
تلاش کے لئے کوئی اور اس طرف نہ آئے''...... کرنل فریدی نے
کہا۔

''تو کیا اس وقت سارے صحرائے اعظم میں جی پی فائیو کا ہی
ہولڈ ہے۔ افریقی حکام نے کیا انہیں اس قدر کھلی چھٹی دے رکھی
ہے کہ وہ صحرائے اعظم میں کچھ بھی کرتے پھریں''...... انسپکٹر ریکھا
نے کہا۔

''یہ اسرائیل اور افریقہ کی ملی بھگت ہے۔ افریقہ کی چند ریاستیں
ایسی ہیں جہاں بھوک اور افلاس نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ ہو
سکتا ہے کہ اسرائیل نے اس کے لئے افریقی حکومت سے کوئی بڑی
ڈیل کی ہو۔ ویسے بھی صحرائے اعظم افریقہ کے کسی مفاد میں نہیں
ہے۔ نہ اس صحرا میں انسانی بستیاں آباد ہو سکتی ہیں اور نہ ہی ریت
کے اس سمندر میں کاشت کاری اور نہ دوسرا کوئی کام کیا جا سکتا ہے
اس لئے افریقی حکومت صحرائے اعظم میں کوئی خاص دلچسپی نہیں
رکھتی''...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

''شحرائے آجم میں کوئی انسانی آبادی نہیں ہے۔ یہ آپ کیا
کہہ رہے ہیں پھریدی صاب۔ غمید بھائی نے تو کہا تھا کہ اس شحرا
میں ایسے بہت سے قبیلے ہیں جہاں افریقہ کی تگڑی تگڑی فل فلوٹیاں
موجود ہوتی ہیں''...... کرنل فریدی کی بات سن کر قاسم نے کہا۔

''یہ فضول باتیں تم کیپٹن حمید کے ساتھ ہی کیا کرو۔ مجھے ان
باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے''...... کرنل فریدی نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں جناب۔ آپ کو تو بلا وجہ مجھ جیسے ناتواں آدمیوں کو اپنے
ساتھ لانے کا شوق ہے تا کہ آپ ہمیں اپنی جگہ قربانی کا بکرا بنا

سکیں''...... انسپکٹر آصف نے منہ بنا کر قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''قربانی کا بکرا تو صحت مند ہوتا ہے تم تو بیمار بکرے ہو اور بیمار بکروں کی قربانی نہیں دی جاتی''...... کرنل فریدی کی جگہ کیپٹن حمید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اپنی چونچ بند رکھو۔ میں تم سے بات نہیں کر رہا''۔ انسپکٹر آصف نے غرا کر کہا۔

''تو میں کون سا تم سے بات کر رہا ہوں میں تو انسپکٹر ریکھا کو بتا رہا تھا''...... کیپٹن حمید نے کہا تو انسپکٹر ریکھا بے اختیار مسکرا دی۔

''آپ کیوں خاموش ہیں طارق صاحب''...... کرنل فریدی نے طارق سے مخاطب ہو کر پوچھا جو واقعی کافی دیر سے خاموش تھا۔

''کچھ نہیں''...... طارق نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کچھ تو ہے۔ لگتا ہے آپ کسی گہری سوچ میں کھوئے ہوئے ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ہاں۔ میں صحرائے اعظم میں گرے ہوئے گولڈن کرسٹل کے بارے میں سوچ رہا ہوں''...... طارق نے جواب دیا۔

''کیا''...... کرنل فریدی نے اسی انداز میں پوچھا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ گولڈن کرسٹل آسمان سے گرا تھا اور اس کے زمین پر گرنے کی رفتار یقیناً انتہائی تیز ہو گی۔ اگر وہ زمین کے کسی ٹھوس حصے پر گرتا تو وہاں زبردست دھماکہ ہو سکتا تھا جو کسی ایٹم بم کے دھماکے سے کم نہ ہوتا اور اگر وہ کسی آبادی والے علاقے

میں گرتا تو اس سے پوری آبادی ختم ہو جاتی لیکن گولڈن کرسٹل چونکہ صحرا میں گرا ہے اس لئے یہاں دھماکہ ہونے کا اندیشہ نہیں ہو سکتا تھا۔ گولڈن کرسٹل ریت کے جس حصے میں بھی گرا ہو گا وہ ریت کی انتہائی گہرائی میں اتر گیا ہو گا اور ظاہر ہے ریت پر اس سے بننے والا خلاء فوراً ریت سے پُر ہو گیا ہو گا۔ اس لحاظ سے گولڈن کرسٹل نجانے صحرا کے کس حصے میں اور زمین کی کتنی گہرائی میں موجود ہو۔ ہم اس تک پہنچیں گے کیسے اور یہ ضروری تو نہیں کہ گولڈن کرسٹل ریت پر گرنے کے باوجود سلامت ہو۔ ہو سکتا ہے کہ گولڈن کرسٹل صحرا کے مختلف حصوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا ہو۔ جہاں تک میری معلومات ہیں تمہارے پاس ایسا کوئی آلہ بھی نہیں ہے جس سے تم گولڈن کرسٹل کو سرچ کر سکو۔ ایسی صورت میں ہم اس قدر عظیم الشان صحرا میں گولڈن کرسٹل کو کہاں اور کیسے تلاش کریں گے''...... طارق نے کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ گولڈن کرسٹل انتہائی ٹھوس حالت میں ہوتا ہے۔ اگر آسمان سے گرنے والا گولڈن کرسٹل زمین کے کسی ٹھوس حصے پر بھی گر جائے تو وہ ٹوٹتا نہیں اور یہ وہ واحد کرسٹل ہے جسے کسی بھی طریقے سے کاٹا یا توڑا نہیں جا سکتا۔ اس لئے گولڈن کرسٹل ریت میں جہاں بھی گرا ہو گا اسی حالت میں ہو گا جس حالت میں وہ خلاء سے آیا تھا۔ رہی بات اسے صحرا میں تلاش کرنے کی تو اس کے لئے اندازوں سے ہی کام لیا جا سکتا ہے۔ ہم

کوہ باگر کی طرف جا رہے ہیں جہاں طوفان کی شدت زیادہ تھی۔ اور وہاں شہاب ثاقب زیادہ تعداد میں گرے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ گولڈن کرسٹل بھی وہیں کہیں گرا ہو گا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''مان لیا کہ گولڈن کرسٹل کوہ باگر میں ہی کہیں گرا ہو گا لیکن ریت کی گہرائی میں تم اسے تلاش کیسے کرو گے۔ اسے تلاش کرنے کا کوئی ذریعہ ہے تمہارے پاس''...... طارق نے کہا۔

''ہاں۔ ایک طریقہ ہے''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ مجھے بھی تو بتاؤ کہ ایسا کون سا طریقہ ہے جس سے ریت کی گہرائی میں چھپے ہوئے گولڈن کرسٹل کو تلاش کیا جا سکتا ہے''...... طارق نے کہا۔

''پہلے ہم کوہ باگر تک پہنچ جائیں۔ وہاں پہنچ کر میں آپ کو بتاؤں گا کہ گولڈن کرسٹل کیسے تلاش کیا جا سکتا ہے''...... کرنل فریدی نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مطلب۔ ابھی تم اس بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے''...... اس بار طارق نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ خود ہی تو کہتے ہیں کہ آپ مجھے، مجھ سے بھی زیادہ جانتے ہیں۔ پھر کیا اس سلسلے میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے''...... کرنل فریدی نے اسی کے انداز میں کہا تو طارق بے اختیار ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے فرزند۔ میں سمجھ سکتا ہوں کہ تم یہ سب کیوں کہہ رہے ہو''...... طارق نے کچھ فاصلے پر کھڑے مہاراجہ کی جانب ترچھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مہاراجہ کے بارے میں حقیقت سے آگاہ ہو۔ اسی لئے کرنل فریدی اس کے سامنے کچھ بتانے سے گریز کر رہا تھا۔

''میرا خیال ہے کہ ہیلی کاپٹر اب کافی دور جا چکا ہے۔ اسے واپس آنا ہوتا تو کب کا واپس آ چکا ہوتا۔ اب ہم خطرے سے باہر ہیں۔ ہمیں اب آگے بڑھنا چاہئے''...... کرنل فریدی نے طارق کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے کہا تو طارق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل فریدی کے کہنے پر سب اپنی اپنی جیپوں میں بیٹھ گئے اور پھر جیپیں ایک بار پھر صحارا کی جانب روانہ ہو گئیں۔

مزید دو گھنٹوں کی مسافت کے بعد وہ پہاڑیوں کے درمیان گھرے ہوئے ایک صحرائی علاقے میں پہنچ گئے جہاں ایک قافلہ پہلے سے ہی تیار تھا۔ قافلے میں ستر اونٹ اور چالیس کے قریب افراد تھے جو صحرائے اعظم کے راستے افریقہ کے کسی دوسرے علاقے کی طرف جا رہے تھے۔ ان تمام افراد نے سفید رنگ کے لبادوں جیسے لباس پہن رکھے تھے اور ان کے سروں پر عمامے بندھے ہوئے تھے۔ ان میں سفید فام بھی تھے اور سیاہ فام بھی۔ ان سب کا تعلق عرب کے بدوؤں سے معلوم ہو رہا تھا۔ قافلے کا سردار ناشاؤ تھا جو گھٹے ہوئے جسم کا مالک تھا اور اس کی توند باہر کی

طرف نکلی ہوئی تھی۔

اونٹوں پر کافی سامان لدا ہوا تھا۔ جن اونٹوں پر سامان لدا ہوا تھا ان کی تعداد تیس تھی جبکہ چالیس اونٹ شاید ان سب کی سواری کے لئے مخصوص تھے۔

کرنل فریدی اور مہاراجہ نے سردار سے مل کر بات کرنی شروع کر دی۔ وہ پہلے بھی سردار تاشاؤ سے مل چکے تھے۔ تاشاؤ نے انہیں صحرا میں لے جانے کے لئے فی کس تین ہزار ڈالر مانگے تھے جن میں سے کرنل فریدی آدھی ادائیگی کر چکا تھا۔ سردار تاشاؤ کے کہنے پر کرنل فریدی نے باقی ادائیگی بھی کر دی۔

''یہ کیا۔ آپ نے سردار کو بیس افراد کی ادائیگی کی ہے جبکہ ہماری تعداد اکیس ہے''...... مہاراجہ نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں نے اکیسویں آدمی کو ڈراپ کر دیا ہے۔ اب وہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا''...... کرنل فریدی نے سنجیدگی سے کہا تو مہاراجہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''میں سمجھ گیا۔ آپ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہتے ہیں''...... مہاراجہ نے کہا۔

''ہاں۔ تمہارے جسم میں جو ڈیوائس لگی ہوئی ہے وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی مشکل پیدا کر سکتی ہے۔ اس چپ کی وجہ سے جی پی فائیو تمہیں آسانی سے سرچ کر سکتی ہے۔ تم اگر

ہمارے ساتھ گئے تو جی پی فائیو والوں کو ہماری لوکیشن کا بھی پتہ چل جائے گا اور وہ ہمیں صحرا میں ٹارگٹ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر میں اکیلا ہوتا تو تمہیں اپنے ساتھ رکھنے میں کوئی عار نہ سمجھتا لیکن میرے ساتھ انیس افراد بھی ہیں جن کی حفاظت میری ذمہ داری ہے اور پھر یہ قافلے والے۔ اگر ہم پر اٹیک ہوا تو ہمارے ساتھ ساتھ یہ سب بھی ناحق مارے جا سکتے ہیں۔ اس لئے تمہارا ڈراپ ہو جانا ہی بہتر ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کرنل صاحب۔ میری وجہ سے واقعی آپ سب کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ اس لئے میرا آپ کے ساتھ نہ جانا ہی بہتر ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ گبون واپس جا کر ایک بار پھر اپنے جسم کو اسکین کروں اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں کہ میجر ہیرس نے آخر میرے جسم کے کس حصے میں ڈیوائس ایڈجسٹ کی ہے۔ چپ میرے جسم کے کسی بھی حصے میں ہوئی میں اسے ہر حال میں باہر نکال دوں گا چاہے اس کے لئے مجھے اپنے جسم کا ایک ایک حصہ ہی کیوں نہ کاٹنا پڑے''...... مہاراجہ نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''یہی تمہارے لئے بہتر رہے گا ورنہ جب تک چپ تمہارے جسم میں رہے گی تم کسی بھی صورت میں جی پی فائیو سے اپنی جان نہیں چھڑا سکو گے۔ وہ تمہیں اس ڈیوائس سے شدید اذیتوں میں مبتلا رکھ سکتے ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا تو مہاراجہ نے اثبات میں سر

ہلا دیا۔ کرنل فریدی اور مہاراجہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آ
اور پھر کرنل فریدی نے سب کو بتا دیا کہ وہ مہاراجہ کو اپنے ساتھ
نہیں لے جا رہے ہیں۔ کرنل فریدی نے اپنے ساتھیوں کو مطمئن
کرنے کے لئے یہ کہا تھا کہ مہاراجہ چونکہ فارن ایجنٹ ہے اس
لئے اس کا گبون میں رہنا زیادہ ضروری ہے تاکہ جب وہ صحرا سے
واپس آئیں تو وہ اس سے رابطہ کر کے واپس کافرستان جانے کے
انتظامات کرا سکیں۔ کرنل فریدی کی بات پر بھلا کسی کو کیا اعتراض ہو
سکتا تھا۔ مہاراجہ نے ان سب سے انتہائی بے دلی سے ہاتھ ملایا اور
پھر کرنل فریدی کی جانب حسرت اور افسوس زدہ نظروں سے دیکھتا
ہوا ایک جیپ لے کر واپس چلا گیا۔

کرنل فریدی کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے باقی چار جیپیں
صحرا میں موجود گڑھوں میں پھینک کر ان پر ریت ڈالنی شروع کر
دی تھی۔ جب جیپیں ریت میں چھپ گئیں تو وہ سب واپس آ
گئے۔ قافلہ رات کے وقت روانہ ہونا تھا۔ قافلے والوں نے وہاں
خیمے لگائے ہوئے تھے۔ چونکہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی بھی
اس قافلے کا حصہ تھے اس لئے ان کے لئے الگ خیمے لگا دیئے
گئے تھے۔ کرنل فریدی کے کہنے پر ان کے لئے ایک بڑا خیمہ بھی
لگایا گیا تھا تاکہ وہ سب اس خیمے میں بیٹھ کر آپس میں بات چیت
کر سکیں۔

”کیا اب ہمیں کچھ بتانا پسند کرو گے برخوردار“...... طارق نے

کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سب چونک کر طارق اور
کرنل فریدی کی جانب دیکھنے لگے۔ طارق کا انداز ایسا تھا جیسے وہ
کرنل فریدی سے کوئی خاص بات جاننا چاہتا ہو۔

”آپ پوچھنا کیا چاہتے ہیں“...... کرنل فریدی نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے کہا۔

”مجھے تمہارا اور مہاراجہ کا انداز کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔ پہلے تم
اور مہاراجہ کافی کلوز دکھائی دے رہے تھے لیکن حملے کے بعد تمہارا
اس سے رویہ یکسر مختلف نظر آ رہا تھا اور وہ تم سے ڈرا ڈرا اور سہما
سہما سا دکھائی دے رہا تھا۔ اب جب وہ واپس جا رہا تھا تو بے حد
بجھا بجھا سا دکھائی دے رہا تھا۔ تم دونوں کا انداز دیکھ کر مجھے ایسا
محسوس ہو رہا تھا جیسے راستے میں آنے والی فورس کا ذمہ دار مہاراجہ
ہو“...... طارق نے کرنل فریدی کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے
کہا۔

”آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ فورس یہاں مہاراجہ کی وجہ سے ہی
آئی تھی“...... کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو
وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا یہ فورس مہاراجہ نے بلائی تھی“...... کیپٹن حمید
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے یہ نہیں کہا ہے کہ فورس مہاراجہ نے بلائی تھی لیکن یہ
حقیقت ہے کہ فورس یہاں مہاراجہ کی وجہ سے ہی آئی تھی“...... کرنل

فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ انہیں مہاراجہ کے بارے
تفصیل بتانے لگا۔

''ہونہہ۔ تو آپ نے اس غدار کو اتنی آسانی سے جانے دیا۔ مجھے بتاتے میں اس غدار کو اپنے ہاتھوں سے شوٹ کر دیتا''
کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ فریدی صاحب۔ جب آپ کو پتہ چل گیا تھا کہ مہاراجہ ہمیں ڈبل کراس کر رہا ہے تو آپ کو اسے اس طرح سے واپس جانے نہیں دینا چاہئے تھا۔ اس کا زندہ رہنا اب بھی ہمارے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ اگر جی پی فائیو کے میجر ہیرس نے اس سے رابطہ کیا تو وہ انہیں بتا دے گا کہ ہم کس قافلے کے ساتھ ہیں اور قافلہ صحارا سے کہاں جا رہا ہے''...... روزا نے کہا۔

''مہاراجہ ڈبل کراس اور غدار ایجنٹ نہیں تھا۔ اسے غداری کے لئے جبراً مجبور کیا گیا تھا۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ میجر ہیرس نے اس کے جسم میں ایک ڈیوائس لگا رکھی ہے۔ اگر وہ میجر ہیرس کی باتوں پر عمل نہ کرتا تو میجر ہیرس اس کے جسم میں موجود ڈیوائس بلاسٹ کر دیتا اور وہ ناحق ہلاک ہو جاتا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ہلاک ہوتا تو ہو جاتا۔ وہ ایک سیکرٹ ایجنٹ ہے اور ہر سیکرٹ ایجنٹوں کو پہلا سبق یہی سکھایا جاتا ہے کہ اپنی جان دے دو مگر اپنے کسی دوسرے ساتھی کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتاؤ۔ اس نے محض اپنی جان بچانے کے لئے ہم سب کی جانیں داؤ پر لگا دی

تھیں۔ یہ اس کی خودغرضی نہیں تو اور کیا تھی اور ایسی خودغرضی سراسر غداری کے زمرے میں آتی ہے جس کی سزا صرف موت ہے''۔
کیپٹن حمید نے کہا۔

''یہ سب تم اپنے نظریئے سے سوچ رہے ہو مگر میرا نظریہ کچھ اور ہے''...... کرنل فریدی نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا نظریہ ہے آپ کا''...... کیپٹن حمید نے اسی انداز میں کہا۔

''میں تمہاری ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا۔ میں بس اتنا کہوں گا کہ مہاراجہ نے غلطی ضرور کی ہے لیکن غداری نہیں۔ اگر وہ غدار ہوتا تو وہ ہمیں دشمنوں کے درمیان ہی چھوڑ کر بھاگ گیا ہوتا۔ وہ چھپ ضرور گیا تھا لیکن میں نے اسے دشمنوں پر حملے کرتے دیکھ لیا تھا۔ وہ ہماری طرح تاک تاک کر دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار رہا تھا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ہونہہ۔ ایسا محض وہ دکھاوے کے لئے بھی تو کر سکتا ہے کہ ہم اسے غدار نہ سمجھ سکیں''...... کیپٹن حمید نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

''تم جو بھی سمجھو۔ میں نے اسے واپس بھیج دیا ہے۔ اس لئے اب ضروری نہیں ہے کہ ہم اس کے پیچھے اس کے متعلق الٹی سیدھی باتیں کرتے رہیں''...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید جبڑے بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

''میرا خیال ہے کہ اب ہم سب کو آرام کر لینا چاہئے تاکہ رات کے وقت ہم اطمینان سے سفر کر سکیں''...... طارق نے کرنل

فریدی اور کیپٹن حمید کے چہروں پر کبیدگی کے تاثرات دیکھ
موضوع پلٹنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"رات کے وقت تو یہاں کا درجہ حرارت نقطۂ انجماد تک گر
ہے شاید"...... انسپکٹر ریکھا نے کہا۔

"ہاں۔ گرم موسم کی بجائے سرد موسم میں سفر کرنا ہمارے
زیادہ آسان ہو گا ورنہ دن کی گرمی ہمیں اس قدر جھلسا دے گی
ہمارے لئے قدم آگے بڑھانے مشکل ہو جائیں گے"......
نے کہا تو انسپکٹر ریکھا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ
آرام کرنے کی غرض سے اپنے اپنے خیموں میں جانے کے
اٹھ کھڑے ہوئے۔

میجر پرمود کی نظریں سامنے سے آنے والی پولیس موبائلز پر جمی ہوئی تھیں جو برق رفتاری سے اس کی جانب بڑھی آ رہی تھیں۔

"لیڈی بلیک۔ مجھے منی میزائل گن دو۔ ہری اپ"...... میجر پرمود نے تیز لہجے میں کہا تو لیڈی بلیک نے فوراً جھک کر اپنے پیروں کے پاس رکھا ہوا بیگ کھولا اور اس میں سے ایک منی میزائل گن نکال کر میجر پرمود کو دے دی۔ یہ میزائل گن ایک چھوٹی سی رائفل جیسی تھی جس پر ریوالورنگ چیمبر لگا ہوا تھا اور اس چیمبر میں چھ انچ کے چھوٹے چھوٹے نوکیلے میزائل لوڈڈ دکھائی دے رہے تھے۔ میجر پرمود نے اپنے سائیڈ کی کھڑکی کھولتے ہوئے منی میزائل گن والا ہاتھ باہر نکالا اور پھر اس نے انتہائی تیزی سے چار بار میزائل گن پر لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔ گن سے یکے بعد دیگر چار منی میزائل نکلے اور سامنے سے آتی ہوئی پولیس موبائلز سے جا

ٹکرائے۔ ماحول یکلخت چار تیز اور انتہائی زور دار دھماکوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ ان چاروں موبائل گاڑیوں کے پرخچے اڑ گئے تھے اور ان کے جلتے ہوئے ڈھانچے ہوا میں قلابازیاں کھاتے ہوئے اٹھتے چلے گئے۔ پل پر جیسے آگ کا طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ میجر پرمود نے کار روکنے کی بجائے اس کی رفتار اور تیز کی اور پھر وہ کار کو بجلی کی سی تیزی سے آگ کے الاؤ میں سے گزارتا لے گیا۔ پولیس موبائلز گاڑیوں کے ہوا میں اچھلے ہوئے ڈھانچے میجر پرمود کی کار کے دائیں بائیں گرتے چلے گئے اور ایک کار کا ڈھانچہ تو بیچ سڑک پر گرا تھا اگر میجر پرمود کی کار کی رفتار ذرا بھی کم ہوتی تو وہ ڈھانچہ ٹھیک اس کی کار کے اوپر آ کر گرتا۔

آگ کے الاؤ سے نکلتے ہی میجر پرمود نے کار کی رفتار میں نمایاں کمی کرنا شروع کر دی۔ اس نے کار کے بریک لگائے تو کار کے پچھلے ٹائر یکلخت جم گئے جس سے کار کسی تیز رفتار لٹو کی طرح پل پر گھومتی چلی گئی اور کار کا رخ اس جانب ہو گیا جہاں پل پر زبردست آگ بھڑک رہی تھی۔ پیچھے سے آنے والی پولیس موبائلز آگ کی وجہ سے وہیں رک گئی تھیں۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی چند لمحے پل پر لگی ہوئی آگ دیکھتے رہے پھر میجر پرمود نے کار موڑی اور اسے پل سے گزارتا لے گیا۔

پل کی دوسری جانب ایک کھلا میدان تھا۔ سڑک میدان کے

درمیان میں ایک لمبی لکیر کی طرح دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ یہ علاقہ شاید مضافات کی طرف جاتا تھا اس لئے اس طرف کوئی ٹریفک نہیں تھا میجر پرمود نے رفتار کم نہیں کی تھی وہ کار کو جیٹ جہاز کی طرح سڑک پر اُڑائے لئے جا رہا تھا۔ سڑک متوازی تھی اور کئی کلو میٹر تک میدانی راستے سے گزرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

”تم سب اپنا اپنا اسلحہ سنبھال لو۔ ہم پر کسی بھی وقت حملہ ہو سکتا ہے“...... میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہم سب تیار ہیں۔ آپ بے فکر رہیں“...... آفتاب سعید نے کہا۔ ان سب نے اپنے بیگوں سے اسلحہ نکال لیا تھا۔ جس طرح سے میجر پرمود نے پولیس موبائلز کو نشانہ بنایا تھا اس سے ظاہر ہے سٹیٹ پولیس ان کے خلاف بھرپور کارروائی کر سکتی تھی۔

پولیس فورس کب اور کہاں سے ان کے سامنے آ جائے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا اس لئے ان سب کا تیار رہنا از حد ضروری تھا۔ میجر پرمود سڑک پر نظریں رکھنے کے ساتھ ساتھ بار بار نظریں اٹھا کر آسمان کی جانب بھی دیکھ رہا تھا۔ اس نے منی میزائل گن کار کے ڈیش بورڈ پر رکھ دی تھی۔

”میں نے ہینڈرڈ ون مشین آن کر لی ہے۔ اس سے ہم راڈار کا کام لے سکتے ہیں۔ اگر ہم پر حملہ کرنے کے لئے فضائی فورس آئی تو میں اس کے بارے میں آپ کو بتا دوں گا“...... کیپٹن

نوازش نے میجر پرمود کو بار بار آسمان کی جانب دیکھتے پا کر ا
تھیلے سے ایک چھوٹی سی مشین نکال کر اسے آن کرتے ہوئے ا
مشین پر ایک چھوٹی سی سکرین بھی لگی ہوئی تھی جس پر راڈار ا
دکھائی دے رہا تھا۔

"گڈ۔ تم نے یہ اچھا کیا ہے جو ہنڈرڈ ون مشین آن کر
ہے۔ اس سے ہمیں دشمنوں کی آمد کا بروقت علم ہو جائے گا اور
ان کے خلاف بھرپور ایکشن کی تیاری کر سکتے ہیں"...... میجر پر
نے کہا۔

"اس کا کیا کرنا ہے"...... لیڈی بلیک نے بے ہوش پڑ
ڈیزرٹ سکارپین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسے فی الحال ایسے ہی پڑا رہنے دو۔ ڈیزرٹ میں جانے کے
بعد ہی ہم اسے ہوش میں لائیں گے اور پھر میں اس سے پوچھوں
کہ یہ حقیقت میں ہمارا ساتھ دینا چاہتا ہے یا یہ کسی کی ایما
ہمارے پاس آیا تھا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"مجھے تو ایسا نہیں لگ رہا ہے کہ یہ کسی کی ایماء پر یہاں آ
ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ اس طرح اچانک ہمارے سامنے آ کر
ہماری مدد نہ کرتا"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"بہرحال۔ جو بھی ہے اسے ابھی ہوش نہیں آنا چاہئے۔ ہم
ابھی خطرے سے نہیں نکلے ہیں۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا
ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔ اسی لمحے کیپٹن نوازش بری طرح

چونک پڑا۔ اس کی راڈار سکرین پر اچانک دو نقطے ابھر آئے تھے اور
مشین سے باقاعدہ ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔

"دو ہیلی کاپٹر ہماری طرف آ رہے ہیں"...... کیپٹن نوازش نے
جیسے اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔

"کس طرف سے آ رہے ہیں اور کتنی بلندی پر ہیں"...... میجر
پرمود نے بغیر کسی تردد کے پوچھا۔

"نارتھ ونگ سے آ رہے ہیں اور ان کی بلندی پانچ سو فٹ
سے زیادہ نہیں ہے۔ کمپیوٹرائزڈ مشین کے مطابق دونوں گن شپ
ہیلی کاپٹر ہیں"...... کیپٹن نوازش نے کہا۔

"ان کی رفتار بتاؤ اور یہ بتاؤ کہ وہ کب تک ہمارے قریب پہنچ
جائیں گے"...... میجر پرمود نے اسی انداز میں کہا۔

"تیز رفتار ہیلی کاپٹر ہیں جو زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ کے بعد
ہمارے سروں پر ہوں گے"...... کیپٹن نوازش نے سکرین دیکھتے
ہوئے کہا تو میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے دائیں
بائیں چٹیل میدان تھا۔ وہاں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں وہ اپنی کار
لے جا کر چھپا سکتے البتہ دونوں اطراف بڑے بڑے پتھر اور
چٹانیں ضرور موجود تھیں۔ ہیلی کاپٹر اس سمت میں آتے ہی انہیں
مارک کر لیتے اور اگر وہ اوپر سے ہی ان پر میزائلنگ شروع کر دیتے
تو ان کے ہٹ ہونے کے چانس بہت زیادہ تھے۔

"وہ نظر آ رہے ہیں"...... کیپٹن توفیق نے پچھلی ونڈ سکرین سے

آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جہاں سیاہ رنگ کے دو نقطے تیز
ہوئے تیزی سے اس طرف بڑھتے دکھائی دے رہے تھے۔
''ہمیں زندہ رہنے کے لئے ان ہیلی کاپٹروں کو تباہ کرنا پڑے
گا''...... میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اس نے فوراً کار
سڑک کے عین درمیان میں روک لی۔ میجر پرمود نے ڈیش بورڈ پر
پڑی ہوئی میزائل گن اٹھائی اور تیزی سے کار سے نکل آیا۔
''تم سب اپنا اسلحہ لے کر کار سے نکلو اور مختلف چٹانوں کی آڑ
میں چلے جاؤ۔ ہیلی کاپٹر کار کو دیکھ کر نیچے آ جائیں گے اور ہم ا
دور سے ہی ہٹ کرنے کی کوشش کریں گے۔ وہ جیسے ہی میری رینج
میں آئیں گے میں ان پر منی میزائل فائر کر دوں گا''...... میجر پرمود
نے کہا تو وہ سب بھی کار سے نکلتے چلے گئے اور پھر وہ تیزی سے
دائیں بائیں موجود بڑی بڑی چٹانوں کے پیچھے چھپتے چلے گئے۔
میجر پرمود کے کہنے پر آفتاب سعید نے کار میں بے ہوش پڑے
ہوئے ڈیزرٹ سکارپین کو بھی نکال لیا تھا اور اسے کاندھے پر ڈال
کر ایک بڑی چٹان کی طرف بھاگ گیا تھا۔
میجر پرمود نے کار سڑک پر چھوڑی اور تیزی سے سڑک کے
کناروں پر موجود چٹانوں کے پیچھے دوڑتا ہوا اس طرف بڑھتا چلا
گیا۔ جس طرف سے وہ کار لے کر آیا تھا۔ ہیلی کاپٹر ابھی اس سے
بہت دور تھے۔ میجر پرمود سائیڈوں میں پڑی چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا
بھاگ رہا تھا تاکہ ہیلی کاپٹر والے اسے دیکھ نہ سکیں۔ وہ اپنے

ساتھیوں کو کافی پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ جب اسے ہیلی کاپٹر کافی نزدیک
آتے دکھائی دیئے تو وہ ایک بڑی چٹان کے پاس رک گیا اور اس
چٹان کے پیچھے چھپ کر ان ہیلی کاپٹروں کی جانب دیکھنے لگا جو
واقعی خاصی نیچی پرواز کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ وہ سیاہ رنگ کے
کوبرا ہیلی کاپٹر تھے جن کے نیچے موو کرنے والی ہیوی مشین گنیں
لگی ہوئی تھیں اور پیڈز کے ساتھ طاقتور میزائل لانچرز لگے ہوئے
صاف دکھائی دے رہے تھے۔
ہیلی کاپٹر ایک دوسرے کے قریب تھے۔ انہوں نے بیچ سڑک
پر کھڑی کار دیکھ لی تھی اس لئے وہ خاصے نیچے آ گئے تھے اور سڑک
کے ساتھ ساتھ اُڑتے ہوئے کار کی جانب بڑھ رہے تھے۔ میجر
پرمود نے میزائل گن کا رخ ان ہیلی کاپٹروں کی طرف کر دیا۔ وہ
ان ہیلی کاپٹروں کے رینج میں آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جیسے ہی ہیلی
کاپٹر اس کی میزائل گن کی رینج میں آئے میجر پرمود نے میزائل
گن کا دو بار بٹن پریس کر دیا۔ میزائل گن سے منی میزائل نکلے اور
بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹروں کی جانب بڑھتے چلے گئے۔
ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس نے شاید ان میزائلوں کو اپنی طرف
آتے دیکھ لیا تھا۔ انہوں نے بوکھلا کر ہیلی کاپٹروں کو دائیں بائیں
موڑنے کی کوشش کی لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔ میزائل ہیلی کاپٹروں
سے ٹکرائے اور ہیلی کاپٹر فضا میں ہی بکھرتے چلے گئے۔
میجر پرمود نے ان ہیلی کاپٹروں کو کار پر فائرنگ کرنے اور

میزائل داغنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ جیسے ہی دونوں ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے میجر پرمود چٹان کی آڑ سے نکلا اور تیزی سے کار کی جانب بھاگتا چلا گیا۔

اس کے ساتھیوں نے بھی میجر پرمود کو ہیلی کاپٹر تباہ کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس لئے وہ بھی چٹانوں کے پیچھے سے نکل آئے تھے اور کار کی جانب بڑھنا شروع ہو گئے تھے۔

''چلو چلو۔ جلدی بیٹھو۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہے۔ یہ جی پی فائیو کے ہیلی کاپٹر تھے۔ ان ہیلی کاپٹروں کی تباہی کا جیسے ہی کرنل ڈیوڈ کو پتہ چلے گا وہ غصے سے پاگل ہو جائے گا اور اس سے کوئی بعید نہیں کہ اس بار وہ ہمارے خلاف کارروائی کے لئے پورا اسکوارڈ ہی بھیج دے''...... میجر پرمود نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب تیزی سے کار میں سوار ہوتے چلے گئے۔ میجر پرمود نے ایک بار پھر کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔ جیسے ہی وہ سب کار میں سوار ہوئے میجر پرمود نے فوراً کار آگے بڑھا دی اور کار ایک بار پھر متوازی سڑک پر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی چلی گئی۔

''ہم جا کہاں رہے ہیں''...... لیڈی بلیک نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اس وقت ہم کالس کے سرحدی علاقے میں ہیں۔ کالس کے ساتھ ایک جڑواں شہر ہے جو شرات کہلاتا ہے۔ میں اسی طرف جا رہا ہوں اور اب میں نے شرات سے ہی صحارا میں جانے کا پروگرام

ہے۔ اب ہم رکے بغیر شرات اور شرات سے صحارا میں داخل جائیں گے''...... میجر پرمود نے کہا تو ان سب نے اثبات میں ہلا دیئے۔

میجر پرمود کار تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتا ہوا لے جا رہا تھا۔ تقریبا دو گھنٹے مزید سفر کرنے کے بعد ان کی کار جیسے ہی ایک پہاڑی کے گرد گھومتی ہوئی آگے بڑھی یکلخت چند سیاہ رنگ کی بڑی بڑی جیپوں نے پہاڑیوں کے پیچھے سے نکل کر ان کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ یہ کھلی چھت والی جیپیں تھیں۔ جیپیں رکیں اور ان میں سے مسلح افراد باہر نکلے اور میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی کار کے گرد پھیلتے چلے گئے۔ مسلح افراد نے سیاہ رنگ کے لباس پہن رکھے تھے۔

کرنل ڈیوڈ اپنے غار نما کمرے میں اپنی میز کے پیچھے ایک
پر بیٹھا ایک فائل دیکھ رہا تھا کہ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا
کرنل ڈیوڈ چونک پڑا اور پھر دروازے سے ایک لمبے تڑنگے شخص
جو فوجی وردی میں ملبوس تھا، اندر آتے دیکھ کر اس کے چہرے
مسکراہٹ آ گئی۔

''آؤ۔ کرنل فرانک۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''...... کرنل
ڈیوڈ نے کرسی سے اٹھ کر آنے والے شخص کو دیکھ کر انتہائی والہانہ
لہجے میں کہا۔ آنے والا شخص جو کرنل فرانک تھا اس کا تعلق اسرائیل
کی ریڈ آرمی سے تھا۔ وہ اور کرنل ڈیوڈ ایک ساتھ کئی بار مل کر کام
کر چکے تھے اس لئے کرنل فرانک، کرنل ڈیوڈ کو اور کرنل ڈیوڈ، کرنل
فرانک کے نیچر کو بخوبی سمجھتے تھے۔

کرنل فرانک نے آگے بڑھ کر انتہائی گرمجوشی سے کرنل ڈیوڈ

سے ہاتھ ملایا۔

''بیٹھو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو کرنل فرانک اثبات میں سر ہلا
کر اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اکیلے آئے ہو یا اپنی ریڈ آرمی ساتھ لائے ہو''...... کرنل ڈیوڈ
نے کرنل فرانک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم نے صدر مملکت سے میری اور ریڈ آرمی کی خدمات حاصل
کرنے کی درخواست کی تھی اس لئے میں یہاں اکیلا کیسے آ سکتا
تھا۔ میں ریڈ آرمی کی پوری بٹالین کے ساتھ آیا ہوں''...... کرنل
فرانک نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

''بہت خوب۔ مجھے واقعی تمہاری مدد کی بے حد ضرورت تھی کرنل
فرانک۔ میں یہاں گولڈن کرسٹل کی تلاش میں لگا ہوا ہوں اور مجھے
سر کھجانے کے لئے بھی وقت نہیں مل رہا تھا۔ ادھر ایشیا کی دو بڑی
طاقتیں گولڈن کرسٹل کے حصول کے لئے افریقہ پہنچ چکی ہیں۔ میں
نے انہیں روکنے کے لئے اپنی فورس کو لگایا ہوا ہے لیکن ابھی تک
مجھے کسی کی طرف سے بھی کوئی حوصلہ افزاء خبر نہیں ملی ہے۔ اس
لئے میں چاہتا تھا کہ میری فورس کی جگہ تم اور تمہاری ریڈ آرمی
سنبھال لے تاکہ میں یہاں دلجمعی سے اپنا کام کر سکوں اور جلد سے
جلد گولڈن کرسٹل تلاش کر سکوں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کن بڑی طاقتوں کی بات کر رہے ہو۔ کون ہیں وہ''...... کرنل
فرانک نے پوچھا۔

''ان میں ایک طاقت جو موت کے متلاشی کے نام سے مشہور ہے وہ بلگارنوی ایجنٹ میجر پرمود اور اس کے ساتھی ہیں جبکہ دوسری طاقت کرنل فریدی کی ہے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ میری ایک بڑی فورس کو تاراج کرتا ہوا صحارا میں داخل ہو گیا ہے۔ میں نے ان دونوں طاقتوں کے سر کچلنے کی انتہائی حد تک کوشش کی ہے لیکن میں خود چونکہ یہاں مصروف ہوں اس لئے میجر پرمود اور کرنل فریدی کسی بھی طرح میری فورس کی گرفت میں نہیں آ رہے ہیں اور میں انہیں ہر حال میں صحارا میں داخل ہونے سے روکنا چاہتا ہوں۔ مجھے ان دونوں پارٹیوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ کوہ ہاگر تک پہنچ سکتے ہیں لیکن جیسا کہ تم جانتے ہو کہ صحارا میں ہمارے خفیہ فوجی اڈے موجود ہیں۔ ان کے ساتھ ہمارے میزائل اسٹیشن بھی موجود ہیں جہاں سے ہم نے عرب ممالک کے ساتھ ساتھ ایشیاء کے چند اسلامی ممالک کو بھی میزائلوں سے ٹارگٹ کیا ہوا ہے۔ اگر کرنل فریدی اور میجر پرمود کو ان خفیہ فوجی اڈوں اور میزائل اسٹیشنوں کا علم ہو گیا تو وہ انہیں ہر صورت میں تباہ کر دیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو اس کا موردِ الزام مجھے ٹھہرا دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ میں ان دونوں پارٹیوں کو کسی بھی صورت میں صحارا میں داخل نہیں ہونے دینا چاہتا لیکن اب تک کی مجھے جو رپورٹیں ملی ہیں وہ حوصلہ افزا نہیں ہیں اور مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میری فورس انہیں صحارا میں داخل ہونے سے نہیں روک سکے گی۔ اسی لئے میں نے

خصوصی طور پر پریذیڈنٹ صاحب کو کال کی تھی اور ان سے رکوئسٹ کی تھی کہ میری مدد کے لئے ریڈ آرمی کو یہاں بھیج دیں تاکہ تم اپنی فورس کے ساتھ بلگارنوی اور کافرستانی ایجنٹوں کے خلاف کام کرو اور ادھر میں گولڈن کرسٹل کے لئے کام کرتا رہوں اور مجھے خوشی ہے کہ جناب پریذیڈنٹ صاحب نے نہ صرف میری درخواست قبول کر لی تھی بلکہ تمہیں یہاں بھیج بھی دیا ہے اور وہ بھی پوری بٹالین کے ساتھ''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''گولڈن کرسٹل کے حصول کے لئے کیا صرف میجر پرمود اور کرنل فریدی ہی یہاں آئے ہیں''...... کرنل فرانک نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''ہاں۔ ابھی تک تو مجھے ان دونوں کے بارے میں ہی رپورٹس ملی تھیں۔ کیوں۔ کیا تم کسی اور کی بھی آمد کی توقع کر رہے ہو''۔ کرنل ڈیوڈ نے کرنل فرانک کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں اس شیطانِ اعظم کا سوچ رہا ہوں۔ جو خود کو بہت بڑا جاسوس سمجھتا ہے۔ اگر گولڈن کرسٹل کے بارے میں کرنل فریدی اور میجر پرمود کو علم ہو سکتا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ پاکیشیا کے علی عمران کو یہاں گرنے والے گولڈن کرسٹل کا علم نہ ہوا ہو۔ میرے پاس پاکیشیا کے حوالے سے جو انفارمیشن ہیں۔ ان کے مطابق تو پاکیشیا کو بلگارنیہ اور کافرستان سے زیادہ گولڈن یورینیم کی ضرورت ہے اور عمران اس سلسلے میں کام بھی کر رہا تھا کہ اسے کہیں

سے گولڈن کرسٹل کا کوئی ٹکڑا مل جائے جو ان کے لئے گولڈن یورینیم کی افزودگی میں مدد کر سکے۔ اسے تو ان سب سے پہلے یہاں آ جانا چاہئے تھا''...... کرنل فرانک نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ اسے ابھی تک اس بات کی خبر ہی نہ ملی ہو کہ صحارا اور کیونا میں شمسی طوفان کے ساتھ گولڈن کرسٹل بھی ادھر ہی گرا تھا''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''نہیں۔ میرا دل نہیں مانتا کہ عمران کو اس بات کا علم نہ ہوا ہو۔ وہ بے حد کائیاں آدمی ہے۔ اس سے کچھ چھپا نہیں رہ سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ اسے بھی میجر پرمود اور کرنل فریدی کی طرح گولڈن کرسٹل کے بارے میں پتہ چل چکا ہو گا اور وہ بھی بہت جلد افریقہ پہنچنے کی کوشش کرے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ خفیہ طور پر یہاں پہنچ بھی چکا ہو جس کے بارے میں تمہاری فورس کو کوئی خبر ہی نہ ملی ہو''...... کرنل فرانک نے کہا۔

''ہاں۔ ہو سکتا ہے۔ گو کہ ہمارا سیٹ اپ یہاں بے حد مضبوط ہے لیکن افریقی حکومت کو مطمئن کرنے کے لئے ہمیں بہت سوچ سمجھ کر کام کرنا پڑ رہا ہے۔ ہم افریقہ کے کسی ملک میں بڑی کارروائی نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر کرنل فریدی، میجر پرمود اور عمران صحارا میں داخل ہو جائیں تو پھر ہم ان کے خلاف بڑی سے بڑی کارروائی کر سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ مجھے اس بات کا بھی خدشہ ہے کہ اگر وہ صحارا میں داخل ہو گئے تو ہمارے لئے بہت سی

پریشانیاں کھڑی ہو جائیں گی۔ جن میں ہماری سب سے بڑی پریشانی ان خفیہ فوجی اڈوں اور میزائل اسٹیشنوں کی ہے جو صحارا میں موجود ہیں۔ اس لئے میں انہیں صحارا سے دور ہی رکھنے کی کوشش کر رہا تھا''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''ہمارے کتنے فوجی اڈے اور میزائل اسٹیشن ہیں یہاں''۔ کرنل فرانک نے پوچھا۔

''تین فوجی اڈے اور تین ہی میزائل اسٹیشن ہیں جو صحارا کے تین اطراف میں موجود ہیں۔ ایک ساؤتھ ونگ کی جانب ہے۔ دوسرا اڈہ نارتھ ونگ کی طرف ہے اور تیسرا اڈہ ایسٹ ونگ کی طرف ہے۔ جبکہ ویسٹ ونگ کی جانب ہم موجود ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں سمجھ گیا۔ اب یہ بتاؤ کہ میجر پرمود اور کرنل فریدی کن اطراف سے صحارا میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں''۔ کرنل فرانک نے کہا۔

''میجر پرمود کالس میں موجود تھا۔ اگر وہ کالس یا اس کے ملحقہ شہر شرات سے صحارا آیا تو اس کا رخ ایسٹ ونگ کی طرف ہو گا جبکہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں مجھے جو اطلاعات ملی ہیں وہ نارتھ ونگ کی طرف ہیں جہاں گبون نامی ایک افریقی شہر ہے''...... کرنل ڈیوڈ جواب دیا۔

''کیا تم مجھے ان علاقوں کا کوئی نقشہ فراہم کر سکتے ہو۔ اس نقشے

میں مجھے ان مقامات کا بھی پتہ چلنا چاہئے جہاں ہمارے فو
اڈے اور میزائل اسٹیشن موجود ہیں''...... کرنل فرانک نے کہا۔
''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں نقشہ منگوا دیتا ہوں اور نقشے
حصوں کو مارک کر دیتا ہوں جہاں ہمارے خفیہ اڈے اور
اسٹیشن موجود ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو کرنل فرانک نے
میں سر ہلا دیا۔ کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر پر کال کر کے میجر ہی
اپنے پاس بلایا اور اسے فوری طور پر صحارا کا مکمل نقشہ لانے
دیا۔ میجر ہیرس اثبات میں سر ہلا کر چلا گیا اور کچھ ہی دیر
ایک بڑا سا نقشہ لے آیا۔

کرنل ڈیوڈ کے کہنے پر میجر ہیرس نے اس کی میز
چیزیں اٹھا کر ایک طرف رکھیں اور نقشہ اس کی میز پر پھیلا
کرنل فرانک غور سے نقشہ دیکھ رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ سرخ رنگ
ایک مارکر سے نشان لگا کر اسے ان جگہوں کی نشاندہی کرا
جہاں صحارا میں ان کے خفیہ فوجی اڈے اور میزائل اسٹیشن
تھے۔ کرنل ڈیوڈ نے کرنل فرانک کی سہولت کے لئے نقشے پر
مقامات پر بھی نشانات لگانے شروع کر دیئے جہاں سے کرنل فر
اور میجر پرمود اپنے ساتھیوں کے ساتھ صحارا میں داخل ہو سکتے تھے۔

''گبون سے تو کئی قافلے نکلتے ہیں جو خفیہ طور پر منشیات، ا
اور ہیومن ٹریفک کرتے ہیں''...... کرنل فرانک نے گبون پر ا
رکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ان قافلوں میں مقامی افراد کے ساتھ عرب بدو بھی
ہوتے ہیں جو اپنے تمام غیر قانونی کام انہی راستوں سے کرتے
ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''فی الحال ہمیں نارتھ اور ایسٹ ونگ پر نظر رکھنی ہو گی۔ میجر
پرمود اور کرنل فریدی اپنے ساتھیوں کے ساتھ انہی دو راستوں سے
صحارا میں آئیں گے۔ ان دونوں کے راستے میں ہمارے خفیہ فوجی
اڈے اور میزائل اسٹیشن آتے ہیں۔ انہیں ہر صورت میں ہمیں ان
فوجی اڈوں اور میزائل اسٹیشنوں تک پہنچنے سے روکنا ہے۔ اس لئے
میں اپنی فورس کو فی الحال انہی دو علاقوں کی طرف بھیج دیتا ہوں۔
ساؤتھ ونگ ابھی سیف ہے۔ اگر اس طرف کوئی خطرہ ہوا تو میں
ریڈ آرمی لے کر وہاں بھی پہنچ جاؤں گا۔ تم مجھے تینوں فوجی اڈوں
کے کمانڈروں کے نام بتاؤ اور ان کے ٹرانسمیٹرز کی فریکوئنسی دے
دو۔ ایک بار میں خود بھی ان سے بات کرنا چاہتا ہوں تاکہ اگر مجھے
ان خفیہ اڈوں پر جانا پڑے تو وہ مجھ سے اور میری فورس سے تعاون
کر سکیں''...... کرنل فرانک نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہاری ان کے ساتھ یہاں پر بات بھی کرا
دیتا ہوں اور تمہیں ان کے نام اور ٹرانسمیٹرز کی فریکوئنسیاں بھی
دے دیتا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو کرنل فرانک نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔

عمران اس وقت ایک پہاڑی علاقے کے دامن میں موجود تھا۔
وہ ایک بڑی سی چٹان پر بیٹھا پہاڑیوں کی طرف آنے والے راستے
کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں سے اس کے ساتھی آنے والے تھے۔
اس کے دائیں طرف میدان میں سیاہ رنگ کا ایک بہت بڑا
فولادی پرندہ کھڑا تھا جس کے نیچے سے تین موٹے موٹے راڈز
سٹینڈ نکل کر زمین پر جمے ہوئے تھے۔ یہ سیاہ رنگ کے شتر مرغ
جیسا پرندہ تھا جسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے دیو قامت لمبی گردن
والا شتر مرغ اپنے پر سمیٹے بیٹھا ہوا ہو۔ اس پرندے کی ایک سائیڈ
پر ایک گول دروازہ کھلا ہوا تھا جہاں سے سیڑھیاں نکل کر نیچے آ
رہی تھیں۔ یہ بلیک برڈ تھا جو عمران 'سرخ قیامت' کے مشن سے خلا
سے ارتھ پر لایا تھا۔ اس بلیک برڈ کا تعلق اسپیس ورلڈ کے ڈاکٹر
ایکس سے تھا جس نے زیرو لینڈ کی طرح خلاء میں اپنی ایک الگ

ہی دنیا بسا رکھی تھی۔
عمران نے بلیک برڈ اسپیس شپ کو ارتھ پر لا کر ایک خفیہ مقام
پر چھپا دیا تھا تا کہ ضرورت کے وقت وہ اسے وہاں سے نکال سکے
اور کسی بھی خلائی مشن پر جانے کے لئے اسے استعمال کر سکے۔
بلیک برڈ سے پہلے عمران کے پاس ریڈ اسپیس شپ تھا جو 'سرخ
قیامت' کے خلائی مشن میں تباہ ہو گیا تھا اور عمران کو چونکہ اپنا مشن
پورا کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس ارتھ پر آنا تھا
اس لئے وہ اس بار ڈاکٹر ایکس کا بلیک برڈ لے آیا تھا جو ریڈ
اسپیس شپ اور زیرو لینڈ کے دوسرے اسپیس شپس سے کہیں زیادہ
تیز رفتار اور طاقتور تھا۔ اس اسپیس شپ میں زیرو لینڈ کے اسپیس
شپس سے کہیں زیادہ اور طاقتور سائنسی اسلحہ نصب تھا۔
گولڈن کرسٹل چونکہ صحارا میں کہیں گرا تھا اور اس کے حصول
کے لئے اسرائیل کی جی پی فائیو، کرنل فریدی اور میجر پرمود وہاں
پہنچ چکے تھے اس لئے عمران بھی اب جلد سے جلد صحارا پہنچ جانا
چاہتا تھا تا کہ وہ بھی میجر پرمود، کرنل فریدی اور جی پی فائیو کے
کرنل ڈیوڈ کے ساتھ گولڈن کرسٹل کی تلاش کی دوڑ میں شامل ہو
جائے۔ اتنا بڑا اور بھاری گولڈن کرسٹل اگر عمران تلاش کرنے میں
کامیاب ہو جاتا تو اس سے پاکیشیا کی قسمت ہی بدل جاتی اور
پاکیشیا کو گولڈن کرسٹل سے جو فوائد حاصل ہوتے وہ کسی اور ملک کو
حاصل نہیں ہو سکتے تھے اس لئے عمران نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ

وہ گولڈن کرسٹل کی تلاش میں اپنی پوری طاقت لگا دے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ عمران نے یہ بھی تہیہ کر لیا تھا کہ گولڈن کرسٹل کو صحیح سلامت پاکیشیا لانے کے لئے اسے اگر اسرائیل کی جی پی فائیو کے ساتھ ساتھ میجر پرمود اور کرنل فریدی سے بھی ٹکرانا پڑے گا تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔ گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے وہ آخری حد تک جانے کے لئے بھی تیار ہو گیا تھا۔

عمران نے بلیک زیرو سے کہا تھا کہ وہ ممبران کو بریف کر کے فوری طور پر ان پہاڑیوں کی طرف بھیج دے۔ ابھی کچھ دیر قبل عمران کو بلیک زیرو کی کال موصول ہوئی تھی۔ بلیک زیرو نے اسے بتایا تھا کہ اس نے ممبران کو بریفنگ دے دی ہے اور وہ اس کی طرف آنے کے لئے نکل چکے ہیں۔ عمران نے جوزف کو بھی کال کی تھی اور اسے رانا ہاؤس سے ضروری سامان اور ساکت بلیک جیک کو بھی ساتھ لانے کا کہا تھا۔ جوزف اور جوانا بھی ان پہاڑیوں کی طرف آنے کے لئے نکل چکے تھے لیکن ابھی تک نہ جوزف اور جوانا وہاں پہنچے تھے اور نہ ہی جولیا اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں آئی تھی۔ عمران ان سب کا بڑی بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔ اسے حقیقت میں یہ بات بے حد کھل رہی تھی کہ اسے شمسی طوفان کے ساتھ ارتھ پر آنے والے گولڈن کرسٹل کی اطلاع بہت دیر سے ملی تھی جبکہ کرنل فریدی اور میجر پرمود اس سے پہلے صحرائے اعظم میں گولڈن کرسٹل کی تلاش کے لئے نکل چکے تھے۔ عمران کے خیال

میں ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی اگر وہ بلیک برڈ کے ذریعے صحرائے اعظم میں جاتا تو وہ کرنل فریدی اور میجر پرمود کو بھی پیچھے چھوڑ سکتا تھا اور بلیک برڈ کے ذریعے وہ جی پی فائیو کو بھی بھرپور سبق سکھا سکتا تھا اس کے علاوہ بلیک برڈ میں وہ صحارا کی بہت سی قدرتی آفات سے خود کو اور اپنے ساتھیوں کو محفوظ رکھ سکتا تھا۔ اسی لئے اس نے بلیک برڈ کے ذریعے ہی صحارا میں جانے کا پروگرام بنایا تھا اور اب وہ اس پروگرام پر عمل کرنے کے لئے تیار تھا۔

”ہونہہ۔ کہاں رہ گئے سب کے سب۔ جتنی دیر انہیں یہاں تک آنے میں لگ رہی ہے اتنی دیر میں تو میں اکیلا ہی اب تک بلیک برڈ سے صحارا پہنچ گیا ہوتا“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دی تو عمران نے چونک کر جیب سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

”اب یہ کس کی کال آ گئی ہے“...... عمران نے کہا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا تو اس سے ٹوں ٹوں کی آواز نکلنی بند ہو گئی۔ ساتھ ہی ایسا شور سنائی دیا جیسے سمندر کی بڑی بڑی لہریں کناروں پر موجود چٹانوں سے ٹکرا رہی ہوں۔

”یس پرنس آف ڈھمپ ہیئر۔ اوور“...... عمران نے مخصوص انداز میں کہا۔

”ایکسٹو۔ اوور“...... دوسری جانب سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''خیریت تمہیں دوبارہ کال کرنے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو تم نے مجھے بتایا تھا کہ ممبران میری طرف آنے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ اوور''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تو کیا وہ ابھی تک آپ کے پاس نہیں پہنچے ہیں۔ اوور''۔ عمران کو عام انداز میں بات کرتے دیکھ کر بلیک زیرو نے اصلی آواز میں کہا۔

''نہیں۔ میں ان کے انتظار میں پڑا سوکھ رہا ہوں۔ اگر وہ اور تھوڑی دیر تک نہ آئے تو میں یہیں پڑا پڑا سوکھ کر کانٹا ہو جاؤں گا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ظاہر ہے وہ شہری علاقے سے شمالی پہاڑیوں کی طرف آ رہے ہیں۔ انہیں وہاں پہنچنے میں وقت تو لگے گا۔ لیکن اتنا بھی نہیں کہ آپ ان کے انتظار میں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں۔ اوور''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کسی نے سچ ہی کہا ہے واقعی انتظار کی گھڑیاں بے حد کٹھن ہوتی ہیں اور خاص طور پر جب کسی چاہنے والے کا انتظار کیا جا رہا ہو تو ایک ایک لمحہ صدیوں پر محیط دکھائی دیتا ہے۔ توبہ۔ ایسا لگتا ہے جیسے صدیاں ختم ہو جائیں گی لیکن انتظار کی گھڑیاں کبھی ختم نہیں ہوں گی اوور''...... عمران نے کراہ کر کہا۔

''گھبرائیں نہیں۔ جس کا آپ کو انتظار ہے وہ جلد ہی آپ کے

پاس پہنچ جائے گی۔ نہ صرف وہ بلکہ آپ کی ایک اور چاہنے والی بھی جو آپ سے ملنے کے لئے بے تاب ہے۔ کہیں تو اسے بھی آپ کے پاس بھیج دوں۔ اس طرح آپ کو چڑیاں مل جائیں گی اور وہ بھی دو دو۔ اوور''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جیسے شرارتی لہجے میں کہا۔

''چڑیاں اور وہ بھی دو دو۔ میں سمجھا نہیں۔ ایک چڑی ہوئی کو تو میں جانتا ہوں جو میرے رقیب و روسفید کے ساتھ یہاں آ رہی ہے۔ یہ دوسری کون ہے جس کے لئے تم اس قدر شوخ ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔ اوور''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ خود اندازہ لگائیں۔ آپ کے لئے دوسری چڑی ہوئی کون ہو سکتی ہے جو آپ سے ملنے کے لئے آپ سے زیادہ بے تاب بھی ہو۔ اوور''...... بلیک زیرو نے اسی انداز میں کہا۔

''بہت ہیں۔ اب میں کس کس کا نام لوں۔ سب کی سب چڑی ہوئی ہیں یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی میرے ہاتھ نہیں آتی ہے۔ اب تھریسیا کو ہی لے لو۔ وہ ہر وقت میرے لئے کٹ مرنے کی باتیں کرتی ہے لیکن جیسے ہی اسے موقع ملتا ہے وہ کاٹنے کے لئے بھی تیار ہو جاتی ہے۔ اس کا بس چلے تو وہ مجھے ہلاک کر دے اور پھر میری لاش کو حنوط کر کے ہمیشہ کے لئے اپنے ساتھ خلاء میں لے جائے۔ اس سے اور کچھ نہیں تو اسے یہ ضرور سکون رہے گا کہ میں حنوط شدہ لاش بن کر ہی سہی رہوں گا تو اس

کے پاس ہی۔ اوور''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار
ہنس پڑا۔

''تھریسیا کی یہ خواہش تو آپ کبھی پوری نہیں ہونے دیں گے
لیکن کوئی اور بھی ہے جو آپ کو بے حد پسند کرتی ہے لیکن آپ کی
باتوں سے زچ ہو کر وہ آپ کو چھوڑ کر دیار غیر میں جا کر بس گئی
تھی۔ اب وہ خاص طور پر آپ سے ملنے کے لئے واپس آئی ہے
اور اس کے پاس گولڈن کرسٹل کے حوالے سے آپ کے لئے ایک
اہم خبر بھی ہے۔ اوور''...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران کے چہرے
پر سچ مچ حیرت لہرانے لگی۔

''دیار غیر سے تمہاری کیا مراد ہے۔ اوہ۔ کہیں تم روشی کی بات
تو نہیں کر رہے۔ اوور''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ روشی ایک
ایک ایسی لڑکی تھی جو ایک زمانے میں عمران کے ساتھ اور سیکرٹ
سروس کے لئے کام کر چکی تھی۔ یہ واحد لڑکی تھی جو ایکسٹو کی حقیقت
جانتی تھی۔ روشی، عمران کو بے حد پسند کرتی تھی۔ اس نے کئی بار
ڈھکے چھپے لفظوں میں عمران کو اپنے دل کی بات کہنے کی کوشش کی
تھی لیکن عمران جیسا لاابالی انسان بھلا ان سب باتوں میں کہاں
دلچسپی رکھتا تھا۔ جس طرح عمران جولیا کو ڈیل کرتا تھا اسی طرح وہ
روشی کے سامنے بھی اس کی ہر بات ہنسی مذاق میں اُڑا دیا کرتا تھا۔
روشی نے عمران سے کئی بار سنجیدگی سے بات کرنے کی کوشش کی تھی
لیکن وہ عمران ہی کیا جو اس کی باتوں پر سنجیدہ ہو جاتا۔ عمران کے

رویئے سے تنگ آ کر روشی نے نہ صرف اسے بلکہ سیکرٹ سروس کو
بھی ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا تھا۔ اس کے باپ کا چونکہ
ایکریمیا میں وسیع کاروبار تھا اور وہ ایکریمیا میں ایک فضائی حادثے
میں ہلاک ہو گیا تھا اس لئے روشی کو فوری طور پر سیکرٹ سروس ترک
کر کے ایکریمیا جانا پڑا تھا اور وہ جب سے ایکریمیا گئی تھی اس
نے واپس نہ آنے کی جیسے قسم ہی کھا لی تھی۔ اس نے ایکریمیا میں
اپنے باپ کا تمام بزنس سنبھال لیا تھا۔ چونکہ اس کا بزنس ایکریمیا
کے ساتھ پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا اس لئے عمران نے بھی اس
سے سیکرٹ سروس میں واپس آنے کا کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا۔ اس
کی بے رخی دیکھ کر روشی اس سے اور زیادہ بد دل ہو گئی تھی اور وہ
جیسے پاکیشیا آنے کا راستہ ہی بھول گئی تھی۔ اسے ایکریمیا سیٹل
ہوئے کئی برس ہو چکے تھے۔ وہ اپنے بزنس ٹور کے لئے ہی پاکیشیا
آتی تھی اور اس کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ وہ اپنی بزنس ڈیل کرے
اور عمران سے ملے بغیر ہی واپس چلی جائے لیکن بعض اوقات
حالات ایسے بن جاتے تھے کہ روشی اور عمران کا کسی نہ کسی مقام پر
ٹکراؤ ہو ہی جاتا تھا یا ایکریمیا جا کر عمران اور روشی ایک دوسرے
کے سامنے آ جاتے تھے اور ظاہر ہے جب دونوں ملتے تھے تو پرانی
یادیں پھر سے زندہ ہو جاتی تھیں۔ روشی تو عمران کی جانب حسرت
بھری نظروں سے دیکھتی تھی لیکن عمران کے لاابالی پن میں اسے کوئی
فرق نظر نہیں آتا تھا وہ روشی کو ہمیشہ ایک اچھا دوست اور سیکرٹ

سروس کے حوالے سے ایک اچھا ساتھی سمجھتا تھا جس نے اس کے ساتھ اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران کے ساتھ پاکیشیا کے مفادات کے لئے بہت کام کیا تھا۔

ایکریمیا جانے کے بعد بھی ایک دو بار روشی نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے ساتھ کام کیا تھا۔ وہ چونکہ پاکیشیا نژاد تھی اس لئے ایکریمیا سیٹل ہونے کے باوجود اسے پاکیشیا سے بے حد محبت تھی اور اسے جب بھی موقع ملتا تھا تو وہ پاکیشیا کے مفادات اور پاکیشیا کی سلامتی کے لئے کٹ مرنے کے لئے تیار ہو جاتی تھی۔ روشی باصلاحیت ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین اور زیرک لیڈی ایجنٹ تھی جس کی پاکیشیا سیکرٹ سروس میں اتنا وقت گزرنے کے باوجود شدت سے کمی محسوس کی جاتی تھی۔ اس لئے جیسے ہی بلیک زیرو نے دیار غیر کا حوالہ دیا عمران کے ذہن میں فوراً ہی روشی کا چہرہ ابھر آیا تھا۔

''جی ہاں۔ میں روشی کی ہی بات کر رہا ہوں۔ وہ اس وقت دانش منزل میں موجود ہے۔ اوور''...... بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کب آئی ہے وہ اور گولڈن کرسٹل کے حوالے سے اس کے پاس کیا اطلاع ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''وہ سیکرٹ سروس کے یہاں سے جانے کے بعد آئی تھی۔ اس نے مجھے کچھ زیادہ نہیں بتایا ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتی ہے اور

کہہ رہی ہے کہ وہ آپ کو گولڈن کرسٹل کے حوالے سے ایک اہم ٹپ بھی دے سکتی ہے۔ اوور''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''کہاں ہے وہ۔ میری اس سے بات کراؤ۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں۔ وہ میٹنگ روم میں بیٹھی ہے۔ میں ٹرانسمیٹر اس کے پاس لے جا کر آپ کی اس سے بات کرا دیتا ہوں۔ اوور''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ ممبران یہاں آ جائیں میں جلد سے جلد اس سے بات کر لینا چاہتا ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''بس ایک منٹ۔ میں میٹنگ روم کی طرف جا رہا ہوں۔ اوور''...... بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران خاموش ہو گیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کہاں ہو تم۔ میں روشی بول رہی ہوں۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد ٹرانسمیٹر سے روشی کی آواز سنائی دی۔

''میں جہاں ہوں اس کی مجھے خود بھی خبر نہیں ہے۔ تم ایکریمیا سے کب آئی ہو اور دانش منزل میں کیا کر رہی ہو جبکہ تمہیں اچھی طرح سے معلوم ہے کہ دانش منزل صرف نام کی ہی دانش منزل ہے۔ اس میں دانشمندوں کی کوئی قدر نہیں ہے۔ بلکہ میرے خیال میں تو دانش منزل میں جانے والوں کی تو دانش ہی سلب ہو جاتی ہے۔ اوور''...... روشی کی آواز سنتے ہی عمران کی زبان چل پڑی۔

''میرے پاس ان سب باتوں کا وقت نہیں ہے۔ تم جلد
جلد یہاں آ جاؤ۔ مجھے تم سے ایک انتہائی اہم بات کرنی ہے۔
از ایمرجنسی۔ اوور''...... روشی نے جیسے عمران کی بات ان سنی کر
ہوئے کہا۔

''طاہر بتا رہا ہے کہ تم مجھے گولڈن کرسٹل کے حوالے سے
اہم خبر دینے کے لئے آئی ہو اور تم کسی ایمرجنسی کی بات کر رہی
کہیں تم جس گولڈن کرسٹل کی خبر دینے کے لئے آئی ہو اس
ہاں جڑواں بچے تو نہیں پیدا ہو گئے۔ اوور''...... عمران نے
مخصوص انداز میں کہا۔

''ہونہہ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اوور''...... روشی نے جیسے
سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''تو پھر کیسی بات ہے۔ اوور''...... عمران نے بھی اسی انداز
کہا۔

''مجھے طاہر صاحب نے بتایا ہے کہ تم ممبران کے ساتھ صحارا
رہے ہو گولڈن کرسٹل تلاش کرنے کے لئے۔ کیا یہ سچ ہے
اوور''...... روشی نے پوچھا۔

''کیوں۔ کیا تمہیں ایکسٹو کی بات پر یقین نہیں ہے۔ اوور''
عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''نہیں۔ یہ بات بھی نہیں ہے۔ اوور''...... روشی نے سنجیدگی
سے کہا۔

''تو پھر جو بات ہے وہ بتا دو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم مجھے ملنے کے لئے آ سکتے ہو یا نہیں۔
اوور''...... روشی نے پوچھا۔

''آ تو سکتا ہوں لیکن بہت دیر ہو جائے گی۔ میں ممبران کا
انتظار کر رہا ہوں جنہیں لے کر میں ایک اسپیس شپ سے صحارا جا
رہا ہوں۔ میرا جلد سے جلد صحارا پہنچنا بے حد ضروری ہے۔ اگر میں
تم سے ملنے آیا تو آنے جانے میں کافی وقت لگ جائے گا۔ اگر
تمہارے پاس گولڈن کرسٹل کے حوالے سے کوئی اہم بات ہے تو وہ
مجھے بتا دو۔ میں ہمہ تن گوش ہوں۔ تمہارا چہرہ میری نظروں کے
سامنے ہے اور تمہاری آواز بھی مجھے صاف اور واضح سنائی دے رہی
ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو صاف کہو کہ تم مجھ سے ملنے نہیں آ سکتے۔ اوور''۔
روشی کی اس بار قدرے غصیلی آواز سنائی دی۔

''صاف کہا تو تم ناراض ہو جاؤ گی اور تم جانتی ہو کہ میں تم
جیسی حسین شہزادی کو کسی بھی صورت میں ناراض نہیں کر سکتا ہوں۔
اوور''...... عمران نے ایک بار پھر پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ حسین شہزادی۔ میرے سامنے ایسی احمقانہ باتیں نہ کیا
کرو۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ اوور''...... روشی نے
غرا کر کہا۔

''ارے باپ رے۔ پھر تو تم میری اس رگ سے بھی واقف ہو

گی جو صرف تمہارے لئے ہی پھڑکتی ہے۔ اوور''...... عمران
آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

''عمران پلیز۔ میں سنجیدہ ہوں۔ اوور''...... روشنی نے سخت
میں کہا۔ وہ عمران کی ان باتوں میں اب کوئی دلچسپی نہیں رکھتی
اس لئے اسے عمران کی باتوں پر غصہ آنا شروع ہو گیا تھا۔

''ابھی کچھ دیر پہلے تو تم نے کہا تھا کہ تم روشنی ہو۔ اب کہہ
ہو کہ تم سنجیدہ ہو۔ پہلے اس بات کا فیصلہ کر لو کہ تم روشنی ہو یا
پھر مجھ سے بات کر لینا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔ بہرحال یہ بتاؤ کہاں ہو تم
سے ملنے کے لئے خود آ رہی ہوں۔ اوور''...... روشنی نے ایک
سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اکیلی آؤ گی یا بینڈ باجا اور بارات ساتھ لاؤ گی۔ اوور''
عمران نے شوخ بھرے لہجے میں کہا۔

''اکیلی ہی آؤں گی۔ بینڈ باجا اور بارات تمہاری قسمت
کہاں۔ تم نے تو کسی دن کنوارے ہی مر جانا ہے۔ اوور''......
نے جلے کٹے لہجے میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ایسی بددعائیں نہ دو۔ کنوارا مرنے والے کا تو جنازہ بھی
نہیں ہوتا۔ مجھے یقین ہے کہ مرنے سے پہلے کوئی اور کرے نہ
کرے تم میرا جنازہ جائز کرنے کے لئے ہی سہی تین بار قبول ہے
قبول ہے، قبول ہے ضرور کہہ دو گی۔ اوور''...... عمران نے مسکرا

ہوئے کہا۔

''تمہارے سامنے قبول ہے قبول ہے کہنے سے بہتر ہے کہ میں
تم جیسے ڈھیٹ انسان کو اپنے ہاتھوں سے ہی گولی مار دوں تاکہ نہ
تمہارا جنازہ جائز ہو اور نہ تمہیں کسی قبر میں اتارا جا سکے۔ اوور''۔
روشنی نے اسی انداز میں کہا۔

''جن لاشوں کو قبر نصیب نہیں ہوتی انہیں یا تو سمندر کی مچھلیاں
کھا جاتی ہیں یا پھر چیل کوے۔ اگر تم ایسا ہی چاہتی ہو تو تمہاری
مرضی۔ میں بھلا تمہیں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''فضول باتیں چھوڑو اور میری بات غور سے سنو۔ میں خاص
طور پر تمہارے لئے ہی یہاں آئی ہوں۔ تم جس گولڈن کرسٹل کی
تلاش کے لئے جا رہے ہو۔ میں جانتی ہوں کہ وہ گولڈن کرسٹل
صحارا میں کس مقام پر گرا ہے اور اسے وہاں سے کیسے حاصل کیا جا
سکتا ہے۔ اوور''...... روشنی نے کہا اور اس بار عمران حقیقتاً اچھل پڑا۔

''کیا کہا تم نے۔ میں سمجھا نہیں۔ اوور''...... عمران نے جان
بوجھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا جیسے وہ روشنی کی بات سمجھ نہ سکا ہو۔

''زیادہ انجان بننے کی کوشش مت کرو۔ میں جانتی ہوں تم نے
میری بات سنی بھی ہے اور تمہاری سمجھ میں بھی آ گئی ہے۔ اوور''۔
روشنی نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

''لیکن تم گولڈن کرسٹل کے بارے میں کیسے جانتی ہو اور تم یہ
کیسے کہہ سکتی ہو کہ تم صحارا کے اس مقام کے بارے میں جانتی ہو

جہاں گولڈن کرسٹل گرا ہے اور تم یہ بھی کہہ رہی ہو کہ تم گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے بارے میں بھی جانتی ہو۔ اوور“......عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ سچ ہے۔ میں واقعی جانتی ہوں کہ گولڈن کرسٹل صحارا کے کس مقام پر ہے اور میں اس کے حصول کے لئے تمہاری مدد بھی کر سکتی ہوں۔ اگر تمہیں واقعی گولڈن کرسٹل چاہئے اور تمہیں میری مدد کی ضرورت ہے تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ ورنہ جیسے تمہاری مرضی۔ میں اب اس سے زیادہ نہ کچھ کہوں گی اور نہ ہی کچھ سنوں گی۔ اوور اینڈ آل“...... روشی نے کہا اور اس سے پہلے کہ عمران اس سے مزید کوئی بات کرتا روشی نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑے ٹرانسمیٹر کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے روشی اس ٹرانسمیٹر کے اندر چھپی ہو اور پھر اچانک ٹرانسمیٹر سے وہ غائب ہو گئی ہو۔

”حیرت ہے۔ روشی کو کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ گولڈن کرسٹل صحارا میں کہاں پر موجود ہے اور اسے کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے“...... عمران نے حیرت زدہ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سامنے سڑک پر دھول اڑتی ہوئی دکھائی دی۔ دوسرے لمحے عمران کو سامنے سے ایک تیز رفتار کار اس طرف آتی ہوئی دکھائی دی۔ یہ جہازی سائز کی کار تھی جو جوزف اور جوانا کے استعمال میں رہتی تھی۔

اس کار کے پیچھے تین اور کاریں بھی انتہائی تیز رفتاری سے آ رہی تھیں۔ جوزف اور جوانا کے ساتھ جولیا اور اس کے ساتھی بھی آ پہنچے تھے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کرتے ہوئے بلیک زیرو کو کال دینا شروع کر دی۔

”ایکسٹو۔ اوور“...... رابطہ ملتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ اوور“......عمران نے کہا۔

”اوہ۔ جی عمران صاحب فرمائیں۔ کیا روشی کو آپ کے پاس بھیج دوں۔ اوور“...... بلیک زیرو نے عمران کی آواز سن کر اپنی اصلی آواز میں کہا۔

”بھیج دو بھائی۔ تین حسیناؤں کے جھرمٹ میں ایک حسینہ اور سہی۔ اوور“......عمران نے کراہتے ہوئے انداز میں کہا جیسے وہ یہ بات انتہائی بے دلی سے کہہ رہا ہو۔

”تین حسینائیں۔ یہ تین حسینائیں کون ہیں۔ اوور“...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم نے ہی تو بتایا تھا کہ جولیا کے ساتھ صالحہ اور کراسٹی بھی آ رہی ہیں۔ ان تین حسینائیں میں روشی بھی شامل ہو جائے گی تو اس سے میری صحت پر کیا فرق پڑ سکتا ہے۔ اوور“......عمران نے کہا۔

”اوکے۔ میں اسے بھیج رہا ہوں۔ اوور“...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

جوزف اور جوانا کی کار کے پیچھے جولیا اور باقی سب کی کاریں
اب نزدیک آ گئی تھیں۔ کچھ ہی دیر میں جوزف کی کار عمران
کچھ فاصلے پر آ کر رک گئی۔ اس کی سائیڈ والی سیٹ پر جوانا
ہوا تھا جبکہ پچھلی سیٹ پر بلیک جیک اکڑے ہوئے انداز میں
تھا۔ جیسے ہی جوزف نے کار روکی اس کے سائیڈ میں تین کاریں
اور آ کر رک گئیں اور ان میں سے جولیا اور سیکرٹ سروس کے
ممبران نکل کر باہر آ گئے۔ جولیا اپنی کار خود ڈرائیو کر رہی تھی۔ اس
کی کار میں صالحہ اور کراسٹی بھی تھی جبکہ دوسری کار جس کی ڈرائیونگ
صفدر کر رہا تھا اس کے ساتھ تنویر اور کیپٹن شکیل تھے جبکہ تیسری کار
سے فور اسٹار باہر آئے تھے۔ وہ سب تیز تیز چلتے ہوئے عمران کے
پاس آ گئے اور پھر بلیک برڈ کی جانب دیکھنے لگے۔

''آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے عمران صاحب کہ صحارا بلیک
برڈ کے ذریعے جا رہے ہیں۔ اگر ہم دوسرے ذرائع استعمال کرتے
تو ہمیں وہاں پہنچتے پہنچتے نجانے کتنا وقت لگ جاتا''...... صفدر نے
عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

''میں تو جو فیصلہ بھی کرتا ہوں اچھا ہی کرتا ہوں لیکن شاید
قسمت میرے ہی فیصلے بعض اوقات میرے ہی گلے کے پھندے
بن جاتے ہیں''...... عمران نے بڑے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ ایسے کون سے فیصلے کئے ہیں تم نے جو تمہارے گلے
کے پھندے بن گئے ہیں''...... جولیا نے اس کی جانب تیز نظروں

سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''اب کیا بتاؤں۔ سرخ قیامت والا ہی معاملہ لے لو۔ اللہ اللہ
کر کے میں نے کسی سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ الگ بات
ہے کہ میں نے یہ فیصلہ اماں بی کی جوتیاں کھانے سے بچنے کے
لئے کیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ میرا نکاح ہوتا۔ محفل میں
چھوہارے بٹتے کمبخت تھریسیا عین وقت پر پہنچ گئی اور اس نے میری
ہونے والی دلہن کو اغوا کر لیا اور اسے لے کر خلاء میں پہنچ گئی۔ اپنی
دلہن کی تلاش میں مجھے خلاء میں نجانے کہاں کہاں کی خاک چھاننی
پڑی تھی۔ یہ میرا ایسا ہی فیصلہ تھا جیسے میں نے خود اپنے گلے میں
پھندہ ڈال لیا ہو۔ اب بھی مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نے بلیک
برڈ میں صحارا جانے کا فیصلہ کر کے ایک بار پھر اپنے گلے میں پھندہ
ڈال لیا ہو۔ میرے ساتھ تم بھی ہو، کراسٹی بھی ہے اور صالحہ بھی۔
اگر اس بات کا تھریسیا کو پتہ چل گیا اور وہ ہمارے پیچھے لگ گئی تو
اس بار وہ تم سب کے ساتھ مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑے گی۔ اس
کے ہاتھوں مرنے سے میرے لئے یہی بہتر ہو گا کہ میں اپنے
ہاتھوں خود ہی اپنے گلے میں پھندہ ڈال لوں''...... عمران نے گلے
میں پھندہ ڈالنے کی پوری تشریح کرتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کی بہن ہوں عمران بھائی''...... صالحہ نے فوراً کہا۔

''یہ میں جانتا ہوں۔ تم سب جانتے ہو لیکن تھریسیا نہیں جانتی۔
اب میں اس کی سوچ پر پہرے تو نہیں بٹھا سکتا نا''...... عمران نے

روہانسی آواز میں کہا۔

''تو کیا تم تھریسیا سے ڈرتے ہو''...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''میں ہر اس لڑکی سے ڈرتا ہوں جو میری طرف عجیب سی نظروں سے دیکھتی ہے''......عمران نے کہا۔

''عجیب سی نظروں سے۔ کیا مطلب''...... کراسٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس بات کا مطلب تو شاید آج تک میرے فرشتے بھی نہیں سمجھ سکے ہیں۔ شاید تنویر کو معلوم ہو کہ عجیب سی نظروں کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ کیوں تنویر''......عمران نے تنویر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو تنویر بھنا کر رہ گیا۔

''مجھے کیا معلوم کہ عجیب سی نظروں کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ میں نے نظروں کا مفہوم جاننے میں پی ایچ ڈی نہیں کر رکھی''......تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''وہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ تم نے پی ایچ ڈی نہیں۔ جے بی کے ڈی کر رکھی ہے''......عمران نے کہا۔

''جے بی کے ڈی۔ اس کا کیا مطلب ہوا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جلنے بھننے کی ڈگری''......عمران نے کہا اور وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ تنویر بھی عمران کے اس دلچسپ جواب پر

بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

''باس۔ ہم سارا سامان اور بلیک جیک کو اپنے ساتھ لے آئے ہیں''...... جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم سامان اور بلیک جیک کو اٹھا کر بلیک برڈ میں پہنچا دو''......عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلائے اور وہ کار سے سامان اور بلیک جیک کو نکال کر بلیک برڈ کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

''یہ تم بلیک جیک کو اپنے ساتھ کیوں لئے پھر رہے ہو۔ راستے میں تنویر اور صفدر نے ہمیں اس کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اس کا ریموٹ کنٹرول تمہارے پاس ہے جس سے تم بلیک جیک کو اپنی مرضی کے مطابق آپریٹ کر سکتے ہو۔ تمہیں تو چاہئے تھا کہ زیرو لینڈ کا ایک ٹاپ ایجنٹ تمہارے ہاتھ لگا تھا تو اسے وہیں ڈسٹرائے کر دیتے۔ تم اسے ڈسٹرائے کرنے کی بجائے ساتھ لے آئے ہو۔ کیوں''...... جولیا نے کہا۔

''کہتے ہیں کہ کبھی کبھی کھوٹے سکے بھی کام آ جاتے ہیں۔ بلیک جیک روبوٹ بننے سے پہلے کسی زمانے میں میرا کلاس فیلو ہوا کرتا تھا۔ میں نے سوچا کہ صحارا میں نجانے ہمیں کتنا طویل اور کٹھن سفر کرنا پڑے۔ اسپیس شپ کے ذریعے اور صحارا میں گولڈن کرسٹل تلاش کرنے کے ہمیں اور تو کوئی کام ہو گا نہیں اس لئے میں نے سوچا کہ چلو بلیک جیک کو ہی ساتھ لے چلتے ہیں۔ میں وائس کنٹرولر

کے ذریعے اسے اپنے بچپن کی دوستی یاد کرانے کی کوشش کروں گا۔ اگر اسے یاد آ گیا کہ ہم دونوں بچپن میں کبڈی اور پنگ پانگ کھلتے رہے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ مجھے میرا پرانا دوست واپس مل جائے۔ اس دور میں اچھا دوست ہزار ہزار واٹ کے بلب جلا کر بھی ڈھونڈو تو نہیں ملتا۔ بلیک جیک بجھا ہوا بلب ہی سہی لیکن اگر یہ جل اٹھا تو ہو سکتا ہے کہ میری دوستی کی دنیا پھر سے روشن ہو جائے''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''تو تم نہیں بتاؤ گے کہ بلیک جیک کو تم ساتھ کیوں لے جا رہے ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''بتا تو دیا ہے اور کیا بتاؤں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''واقعی عمران صاحب۔ اس مشن پر بلیک جیک کو ساتھ لے جانے کی تک سمجھ میں نہیں آ رہی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ڈاکٹر عبدالرشید نانبائی کا قول ہے کہ کبھی کبھی بے تکی باتیں بھی تک بھرا کام کر جاتی ہیں۔ بس میں نے ڈاکٹر صاحب کے فرمان پر عمل کر لیا اور کیا کہوں''...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''یہ عبدالرشید صاحب کون ہیں جو ڈاکٹر بھی ہیں اور نانبائی بھی''...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ اس ڈاکٹر صاحب کے بھائی ہیں جو کسی بھی مریض کا آپریشن چارپائی کے نیچے گھس کر کرتے تھے۔ ان کا کیا ہوا کوئی بھی

آپریشن کبھی ناکام نہیں ہوتا تھا اور مریض شفا یاب بھی ہو جاتا تھا۔ سب کو حیرانی تھی کہ اس قدر قابل ڈاکٹر آخر آپریشن چارپائی کے نیچے گھس کر ہی کیوں کرتے ہیں۔ ایک دن کسی صاحب نے پوچھ ہی لیا تو ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ ڈاکٹر بننے سے پہلے وہ موٹر مکینک ہوا کرتے تھے''...... عمران نے انہیں ایک لطیفہ سناتے ہوئے کہا اور اس کا لطیفہ سن کر وہ سب کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

''تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالرشید صاحب ڈاکٹر بننے سے پہلے نانبائی ہوا کرتے تھے''...... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اس نے ڈاکٹریٹ کر کے حلوائی کی دکان کھول لی تھی لیکن تخلص کے طور پر اس نے اپنے نام کے ساتھ نانبائی لگانا پسند کیا تھا''...... عمران نے کہا اور ان سب کا ہنستے ہنستے بے حال ہو گیا۔

''اب بس کرو۔ باتیں ہی کرتے رہو گے یا چلو گے بھی''۔ جولیا نے اپنی ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''ایک بار نکاح تو ہو لینے دو پھر ساری زندگی ساتھ ہی چلنا ہے۔ میں نے کون سا تمہیں بیچ راستے میں چھوڑ دینا ہے۔ کیوں تنویر بھائی''...... عمران نے ایک بار پھر اپنے جملے کے آخر میں تنویر کو رگڑ دیا۔

''تمہاری ہر بات کی تان مجھ پر ہی کیوں ٹوٹتی ہے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"کیونکہ میری زندگی کے سارے تانے بانے تم سے جوڑ
ہوئے ہیں"...... عمران نے کہا اور تنویر ایک طویل سانس لے کر
گیا۔ عمران نے اسے ایک بار پھر بڑے خوبصورت انداز میں جو
کے ساتھ نتھی کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کے کہنے کا مطلب
یہی تھا کہ جولیا اس کی بہن ہے۔

"بس کرو اور اب چلو یہاں سے۔ جوزف اور جوانا نے اپ
سامان کے ساتھ ہماری کاروں سے بھی سارا سامان نکال کر بلیک
برڈ میں پہنچا دیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اتنی بھی جلدی کیا ہے۔ کچھ دیر کھلی ہواؤں میں اور سانس
لے لو۔ پھر نجانے ایسا موقع ملے یا نہ ملے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا"...... جولیا نے اسے تیز نظروں
سے گھور کر کہا۔

"ہم نے اسپیس شپ میں سفر کرنا ہے اور اسپیس شپ میں
قدرتی ہوا تو ملنے سے رہی۔ جب تک ہم اسپیس شپ میں رہیں
گے ہمیں ظاہر ہے مصنوعی آکسیجن سے ہی گزارا کرنا پڑے گا"۔
عمران نے کہا۔

"جب کسی بات کا جواب نہ بن پڑے تو اسی طرح الٹی سیدھی
ہانکنا شروع کر دیتے ہو"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب ابھی کسی اور کے آنے کا انتظار
کر رہے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک کر عمران کی

ب دیکھنے لگے۔

"اور کس کا انتظار کرنا ہے۔ ہم سب آ تو گئے ہیں"...... خاور
ا کہا۔

"ہوسکتا ہے جس طرح عمران صاحب جوزف اور جوانا کو لائے
ہا اسی طرح انہوں نے اپنے شاگرد ٹائیگر کو بھی بلایا ہو"...... کیپٹن
شکیل نے کہا۔

"اس بات کا تم نے کیسے اندازہ لگایا ہے کہ عمران، ٹائیگر یا کسی
ور کا انتظار کر رہا ہے"...... جولیا نے حیرت بھری نظروں سے کیپٹن
شکیل کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"عمران صاحب کی نظریں بار بار سڑک کی طرف اٹھ رہی ہیں
اور ایک ٹائیگر ہی رہ گیا ہے جو ہمارے ساتھ یا عمران صاحب کے
ساتھ مشنز پر جاتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیوں عمران۔ کیا تم نے ٹائیگر کو بھی بلایا ہے"...... جولیا نے
پوچھا۔

"نہیں وہ ٹائیگر کی خالہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹائیگر کی خالہ۔ یہ شیر کی خالہ والی کہاوت تو سنی تھی۔ ٹائیگر کی
خالہ کہاں سے آ گئی"...... نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ اگر شیر کی خالہ ہو سکتی ہے تو ٹائیگر کی کیوں نہیں ہو
سکتی"...... عمران نے بڑی بوڑھیوں کے انداز میں ہاتھ نچا کر کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کوئی لڑکی آ رہی ہے"...... جولیا نے اسے

ترچھی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''لڑکی نہیں۔ بلی۔ شیر کی طرح ٹائیگر کی خالہ بھی بلی ہی ہوتی ہے۔ یقین نہیں آتا تو جاؤ کسی ٹائیگر سے پوچھ لو جا کر''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''ہونہہ۔ مگر یہ بلی آخر ہے کون''...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

''بلی نہیں کھٹکنی بلی کہو۔ تمہاری طرح اس کے پنجے بھی مجھ پر ہی تیز رہتے ہیں''...... عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے پر حیرت لہرانے لگی۔ باقی سب بھی حیرت سے عمران کی جانب دیکھ رہے تھے جیسے انہیں بھی سمجھ نہ آ رہا ہو کہ عمران آخر کس کھٹکنی بلی کی بات کر رہا ہے جس کے پنجے جولیا کی طرح عمران پر ہی تیز رہتے ہیں۔

''اس کھٹکنی بلی کا کوئی نام تو ہوگا''...... جولیا نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

''ابھی کچھ دیر میں آ جائے گی تو اس سے خود ہی پوچھ لینا۔ تم پوچھو گی تو اس بہانے مجھے بھی اس کے اصل نام کا پتہ چل جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''تم سیدھی طرح بتاتے ہو یا نہیں''...... جولیا نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے باپ رے۔ اتنا غصہ اور وہ بھی ابھی سے۔ ابھی تو

تم نے ہاتھ بھی پیلے کرنے کی اجازت نہیں دی ہے''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے بیچ میں مت گھسیٹو''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''بہت اچھا پیارے بھائی''...... عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔

''بتاؤ۔ کون آ رہی ہے''...... جولیا نے عمران کو اسی طرح گھورتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔

''ب بب۔ بتاتا ہوں۔ اس قدر خوفناک نظروں سے گھورو گی تو میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا''...... عمران نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے سہم جانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں ہوتا تمہارا ہارٹ فیل۔ اب سیدھی طرح سے بتا دو ورنہ''...... جولیا نے اس بار دھمکی دینے والے انداز میں کہا۔

''ورنہ......'' عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ورنہ میں تمہارے ساتھ مشن پر نہیں جاؤں گی اور یہیں سے واپس چلی جاؤں گی چاہے اس کے لئے چیف مجھے گولی ہی کیوں نہ مار دے''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''ارے باپ رے۔ اتنی سخت دھمکی۔ تمہاری اس دھمکی نے تو میرا ابھی سے ہی پسینہ نکال دیا ہے۔ اگر یہی دھمکی تم نے مجھے صحارا میں دی ہوتی تو میرا کیا حال ہوگا وہاں تو شاید مجھے اپنے ہی پسینے

میں نہانا پڑ جاتا“ ...... عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ تم ایسے نہیں بتاؤ گے۔ اوکے۔ میں جا رہی ہوں
میں جا کر چیف کو خود ہی ایکسکیوز دے دوں گی کہ میں تمہا
ساتھ مشن پر نہیں جا سکتی۔ تم کواپریٹ نہیں کرتے اس لئے
تمہارے ساتھ جانے کا کوئی شوق نہیں ہے“ ...... جولیا نے غ
لہجے میں کہا اور جانے کے لئے مڑی ہی تھی کہ اسی لمحے انہیں
پر دور سے ایک تیز رفتار کار آتی ہوئی دکھائی دی۔

”رک جائیں مس جولیا۔ شاید وہ آ رہی ہے جس کا ا
صاحب یہاں انتظار کر رہے تھے“ ...... صفدر نے کہا تو جولیا رک
سامنے سے آنے والی کار کی جانب دیکھنے لگی جو آندھی اور طوفا
کی طرح ان کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں کار ان کی کاروں کے قریب آ کر رک گئی
پھر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ہوئی لڑکی کو دیکھ کر وہ چونک
پڑے۔ وہ لڑکی ان سب کے لئے انجان تھی۔ عمران اس لڑکی
دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے روشی کو پہچان لیا تھا جو میک
میں تھی۔ میک اپ میں ہونے کی وجہ سے سیکرٹ سروس کے ممبران
اسے ابھی تک نہیں پہچان سکے تھے۔

روشی نے انتہائی جاندار میک اپ کر رکھا تھا۔ اس نے آنکھوں
پر سیاہ رنگ کا چشمہ لگا رکھا تھا۔ وہ کار سے نکل کر مسکراتی ہوئی ان
کی جانب بڑھنے لگی۔ جولیا اور سب حیرت سے اس کی جانب دیکھ

ے تھے۔

”تو صاحبان، قدر دان، مہربان۔ دل تھام کر کھڑے ہو
یں۔ پرنسز آف ڈھمپ، مس ورلڈ محترمہ شمشاد بی بی عرف کالی
ا ہشیرہ عبدالرزاق قصائی و دختر شریفاں مائی اپنی پوری حشر
امانیوں کے ساتھ تشریف لا رہی ہیں“ ...... عمران نے اونچی آواز
ا کی شاہی چوبدار کی طرح آواز لگاتے ہوئے کہا اور اس کی
ت سن کر روشی وہیں ٹھٹھک گئی۔

”پرنسز آف ڈھمپ اور شمشاد بی بی۔ یہ کیسا کمبینیشن
ہے“ ...... چوہان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”یہ پرنسز آف ڈھمپ اور شمشاد بی بی کون ہے اور تم مجھے کالی
مائی کیوں کہہ رہے ہو“ ...... روشی نے آنکھوں سے چشمہ اتار کر
عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سن کر وہ
سب بری طرح سے اچھل پڑے۔

”روشی۔ یہ تو روشی کی آواز ہے“ ...... جولیا نے تیز لہجے میں
کہا۔

”ہاں۔ میں روشی ہوں“ ...... روشی نے کہا اور اس کی بات سن
کر نہ صرف جولیا بلکہ تمام ممبران کے چہروں پر بے پناہ مسرت
بھرے تاثرات نمایاں ہو گئے اور وہ سب تیزی سے روشی کے
قریب آ گئے۔ روشی کافی عرصے بعد ان سے ملی تھی اس لئے وہ
اسے دیکھ کر حقیقتاً بے حد خوشی محسوس کر رہے تھے۔ روشی بھی ان

کے درمیان بے حد خوش نظر آ رہی تھی البتہ کراسٹی اس کی جانب
حیرت سے دیکھ رہی تھی کیونکہ اس سے پہلے وہ روشی سے نہیں ملی
اور نہ ہی اس کے بارے میں کچھ جانتی تھی۔

کراسٹی نے میک اپ نہیں کر رکھا تھا۔ وہ چونکہ جولیا کی ہمشکل
تھی اس لئے اس میں اور جولیا میں کوئی فرق دکھائی نہیں دے رہا
تھا۔ یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ ان دونوں نے ایک جیسا ہی لباس پہن
رکھا تھا۔ روشی بھی اپنے پرانے ساتھیوں سے مل کر ان میں اس قدر
کھو گئی تھی کہ اس کی ابھی تک کراسٹی پر نظر ہی نہیں پڑی تھی۔
جیسے ہی اس کی نظر کراسٹی پر پڑی وہ بے اختیار اچھل پڑی۔

"دو دو جولیا۔ کیا مطلب۔ جب میں آخری مرتبہ تم سے ملی تھی
تو تمہارے ساتھ ایک ہی جولیا تھی۔ یہ جولیا کی ہمشکل کہاں سے
آ گئی اور ان میں سے اصلی جولیا کون سی ہے"...... روشی نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی اور اس نے روشی کو
کراسٹی کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ روشی آگے بڑھی اور اس
نے کراسٹی سے بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملایا۔

"یقین کرو۔ تمہاری اور جولیا کی شکل آپس میں اتنی ملتی ہے کہ
مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے جولیا کسی قد آدم آئینے کے سامنے کھڑی
ہو اور میں اسی کے دو روپ دیکھ رہی ہوں"...... روشی نے مسرت
بھرے لہجے میں کہا تو کراسٹی بے اختیار ہنس پڑی۔

"یہ سب قدرتی عمل ہیں۔ اب میری شکل جولیا سے ملتی ہے

جولیا کی مجھ سے اس کے بارے میں، میں کیا کہہ سکتی ہوں"۔
کراسٹی نے کہا اور اس کے خوبصورت جواب پر روشی بے اختیار
کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بہرحال تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے اور یہ جان کر مجھے
اور زیادہ خوشی ہو رہی ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی باقاعدہ ممبر
بن چکی ہو"...... روشی نے کہا۔

"مجھے بھی آپ سے مل کر خوشی ہوئی ہے"...... کراسٹی نے کہا۔

"اور تم عمران۔ تم اس طرح سب سے الگ کیوں کھڑے ہو
اور یہ تم مجھے کالی مائی کا خطاب کس خوشی میں دے رہے تھے"۔
روشی نے عمران کی جانب بڑھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا جو چٹان
سے اُتر کر واقعی ایک طرف اطمینان بھرے انداز میں کھڑا تھا۔

"تم نے اس قدر صاف ستھرا میک اپ کر رکھا ہے۔ ہو تو تم
مقامی لیکن اس میک اپ میں تم نے بقول اماں بی کے فرنگیوں کی
لڑکیوں کا حسن بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے اور اماں بی کا ہی کہنا ہے کہ
کسی کو نظر بد سے بچانے کے لئے اس کے کان کے پیچھے کالا ٹیکہ
لگایا جاتا ہے۔ اب تمہارے کان کے پیچھے کالا ٹیکہ لگانے کے لئے
میرے پاس کچھ تھا نہیں اس لئے میں نے تمہیں نظر بد سے بچانے
کے لئے کالی مائی کا خطاب دے دیا۔ اب دیکھ لینا تم پر کوئی نظر بد
نہیں ڈال سکے گا"...... عمران نے کہا تو روشی ایک بار پھر کھلکھلا کر
ہنس پڑی۔

"تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔ جیسا تمہیں چھوڑ کر گئی تھی ویسے ہی ہو"...... روشی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تمہیں کس نے کہا کہ میں ویسے کا ویسے ہی ہوں۔ مجھے برسوں پہلے چھوڑ کر گئی تھی۔ اس وقت سے اب تک میرے قد میں تین انچ کا اور اضافہ ہو چکا ہے۔ میں پہلے سے زیادہ ذہین باصلاحیت ہو چکا ہوں بلکہ سچ کہو تو اماں بی اور ڈیڈی کہتے ہیں اب میں سچ مچ شادی کرنے کے لائق ہو چکا ہوں"...... عمران نے بڑے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا اور روشی نہ چاہتے ہوئے بھی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ وہ خود کو اپنے پرانے ساتھیوں کے درمیان پا کر بے حد خوشی محسوس کر رہی تھی اس لئے وہ ہر کسی کی بات پر یوں کھلکھلا کر ہنسنا شروع ہو جاتی جیسے اسے زندگی میں پہلی بار کھلکھلا کر ہنسنے کا موقع مل رہا ہو۔

"تو کر لو کسی لنگڑی، لولی، اندھی، کانی یا گونگی بہری سے شادی۔ تمہیں کس نے روکا ہے"...... روشی نے بدستور ہنستے ہوئے کہا۔

"اس کی قسمت میں صرف دھکے کھانے ہی لکھے ہیں۔ مشکل ہی ہے کہ اسے کوئی لنگڑی لولی، اندھی بہری بھی مل جائے"۔ جولیا نے روشی کے نزدیک آ کر مسکراتے ہوئے کہا تو روشی ایک بار پھر کھلکھلا اٹھی۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ حسن کے مندر میں عقل کے اندھے کو ہر طرف اندھیرا ہی دکھائی دیتا ہے یا پھر کوئی جان بوجھ کر اندھا بنا

ہے تو کیا کہا جا سکتا ہے"...... روشی نے عمران پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔ اس کا کہنے کا مطلب تھا کہ عمران کے سامنے حسین سے حسین لڑکیاں موجود ہیں اور یہ عمران کی بد قسمتی ہی ہے کہ عمران نہ ان کے حسن پر غور کرتا ہے اور نہ ہی ان پر کوئی توجہ دیتا ہے۔ جن میں وہ خود اور جولیا بھی شامل تھی۔ روشی کی بات سن کر عمران نے سر کھجانے پر ہی اکتفا کیا تھا وہ جان بوجھ کر یوں انجان بن گیا تھا جیسے روشی کی بات اس کے سر کے اوپر سے گزر گئی ہو۔ وہ جانتا تھا کہ جولیا کے ساتھ اب روشی بھی شامل ہو گئی ہے اگر اس نے کوئی جواب دیا تو وہ دونوں حقیقت میں ایسی باتیں کر کے اس کی ٹانگیں کھینچنا شروع کر دیں گی اور ان باتوں میں سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہونا تھا۔

"میرا خیال ہے۔ اب ہمیں چل دینا چاہئے۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود نجانے اب تک کتنا آگے نکل چکے ہوں"...... کیپٹن شکیل نے عمران کے چہرے پر کبیدگی کے تاثرات دیکھ کر بات بدلتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی کافی دیر ہو گئی ہے۔ اب ہمیں اپنے مشن پر روانہ ہو جانا چاہئے"...... صفدر نے بھی کیپٹن شکیل کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ اسپیس شپ کی طرف بڑھنے لگے۔ اسپیس شپ کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ اسپیس شپ کے اندر آ گئے جس کا ہال ریڈ اسپیس شپ سے

کہیں بڑا تھا جو پہلے عمران کے پاس تھا۔

اسپیس شپ کا اندرونی حصہ کسی بہت بڑی لیبارٹری کا منظر پیش کر رہا تھا۔ سامنے بڑا سا کنٹرول پینل تھا جبکہ عقب میں نیم دائروں کی شکل میں دیواروں پر سکرینیں اور ان کے نیچے کمپیوٹرائزڈ مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ اس اسپیس شپ میں کھڑکیاں نہیں تھیں لیکن دیواروں پر جو سکرینیں لگی ہوئی تھیں ان سے باہر کسی کھڑکی کی طرح سے دیکھا جا سکتا تھا۔

مشینوں کے پاس ریوالونگ اور آرام دہ کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔ وہ سب ان کرسیوں پر بیٹھتے چلے گئے جبکہ عمران کنٹرول پینل کی جانب بڑھ گیا۔ کنٹرول پینل میں دو افراد کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ عمران نے اشارہ کر کے صفدر کو اپنے پاس بلا لیا تھا۔

ان کے سامنے ونڈ سکرین کی شکل میں بہت بڑی سکرین تھی جس پر وہ بیرونی مناظر آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی سیٹ بیلٹ باندھی اور پھر اس نے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ایک بٹن پریس کرتے ہی اسپیس شپ کے نیچے سے نکلی ہوئی سیڑھیاں سمٹتی چلی گئیں اور نیچے سے اسپیس شپ کا پیندہ بند ہو گیا۔ عمران نے چند مزید بٹن پریس کئے تو اسپیس شپ کی مشینری خود بخود آن ہونا شروع ہو گئی۔ تمام سکرینیں روشن ہونے کے ساتھ ساتھ کنٹرول پینل میں لگے ہوئے بے شمار بلب روشن ہو گئے۔ ڈائلوں کی سوئیاں تھرکنے لگیں اور مشینوں سے

ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنا شروع ہو گئیں۔

عمران نے ایک ہینڈل پکڑ کر اسے نیچے کی طرف کھینچا تو شتر مرغ جیسے بلیک برڈ کی سائیڈوں سے دو بڑے بڑے پر سے ابھر کر پھیلتے چلے گئے۔

”سب اپنی سیٹ بیلٹس باندھ لو۔ میں بلیک برڈ کو اوپر اٹھا رہا ہوں“...... عمران نے کہا تو ان سب نے اپنی سیٹ بیلٹس باندھنی شروع کر دیں۔ جب سب نے سیٹ بیلٹس باندھ لیں تو عمران نے لیور پکڑا اور اسے آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ جیسے ہی اس نے لیور کھینچنا شروع کیا اسی لمحے باہر ہر طرف تیز دھول اڑنے لگی اور بلیک برڈ آہستہ آہستہ کسی ہیلی کاپٹر کی طرح اوپر اٹھنا شروع ہو گیا۔ عمران نے بلیک برڈ کو اوپر اٹھاتے ہوئے ایک اور بٹن پریس کیا تو بلیک برڈ کے نیچے سے نکلے ہوئے سٹینڈز تیزی سے سمٹتے چلے گئے۔

عمران لیور کھینچتا ہوا بلیک برڈ کو آہستہ آہستہ اوپر اٹھا رہا تھا جب بلیک برڈ پچاس فٹ کی بلندی پر آ گیا تو عمران نے لیور کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے بلیک برڈ کا اگلا حصہ اوپر کی جانب اٹھا لیا۔ اسی لمحے بلیک برڈ کے عقب میں فائر برنرز سے آگ کے تیز شعلے سے نکلنا شروع ہو گئے۔ اس سے پہلے کہ عمران بلیک برڈ اُڑا کر لے جاتا اچانک بلیک برڈ میں تیز سیٹی کی آواز گونجنا شروع ہو گئی۔ سیٹی کی آواز سن کر نہ صرف ممبران بلکہ عمران بھی چونک پڑا۔

''یہ کیسی آواز ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''کوئی کاشن آ رہا ہے۔ جلدی کرو۔ راڈار سکرین آن کرو۔ ہری اپ''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر کی نظریں کاک پٹ پر لگے بٹنوں کو چیک کرنے لگیں پھر اس کی نظر ایک بٹن کے نیچے لکھے ہوئے لفظ راڈار پر پڑی تو اس نے فوراً وہ بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے اس کے دائیں طرف ایک سکرین آن ہوئی اور اس پر راڈار ڈائل نمودار ہو گیا جس میں روشنی کی ایک سوئی تیزی سے گھومتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ صفدر اور عمران راڈار سکرین دیکھ رہے تھے کہ اچانک انہیں گھومتی ہوئی سوئی میں جگہ جگہ سرخ رنگ کے نقطے سے چمکتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

''یہ کیا ہے''...... صفدر نے جو عمران کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سکرین کے نیچے لگے ہوئے بٹنوں کو پریس کرو۔ نیچے ایک پٹی کھل جائے گی جس پر ڈیٹیل آ جائے گی کہ راڈار کس خطرے کا کاشن دے رہا ہے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر نے سکرین کے نیچے لگے ہوئے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے سکرین کے نچلے حصے پر ایک پٹی سی بن گئی اور اس پر الفاظ خود بخود ٹائپ ہونا شروع ہو گئے۔ صفدر غور سے ان ٹائپ ہوتے ہوئے الفاظوں کو پڑھنے لگا۔

''اوہ۔ یہ راڈار تو زیرو لینڈ کے فائٹر ہوپرز کا کاشن دے رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''فائٹر ہوپرز۔ یہ کیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ سیٹ بیلٹ باندھنے کے ساتھ ان سب نے مشینوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیڈ فون نکال کر کانوں پر چڑھا لئے تھے جن کے ساتھ مائیک بھی لگے ہوئے تھے۔ ان سے وہ آسانی سے ایک دوسرے سے باتیں کر سکتے تھے۔

''ابھی معلوم ہو جاتا ہے''...... عمران نے کہا اور اس نے سائیڈ میں لگے ہوئے چند بٹن پریس کئے تو اچانک اس کے سامنے ونڈ سکرین پر تیز روشنی سی پھیل گئی اور دوسرے لمحے سکرین پر آسمان کا منظر ابھر آیا۔ آسمان پر انہیں مکھیوں کا ایک بہت بڑا جتھہ اُڑتا ہوا دکھائی دے رہا تھا جو کافی بلندی پر تھا۔ عمران نے مزید بٹن پریس کئے تو مکھیوں کا جتھہ واضح ہوتا چلا گیا۔ اب انہیں سکرین پر سیاہ رنگ کے گراس ہوپرز جیسے بڑے بڑے اسپیس شپس دکھائی دینا شروع ہو گئے۔ ان اسپیس شپس کے اگلے حصے گول اور کافی بڑے تھے جبکہ ان کے پیچھے لمبی اور نوکیلی سی ٹیلز بھی لگی ہوئی تھیں۔ اسپیس شپس کے اگلے حصوں پر شیشوں کے بڑے بڑے گلوبز لگے ہوئے تھے جن کے پیچھے انہیں ایک ایک روبوٹ بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ روبوٹس ہی گراس ہوپرز اسپیس شپس کو کنٹرول کر رہے تھے۔ ان اسپیس شپس کی تعداد بے حد زیادہ تھی۔ یوں لگ رہا تھا

جیسے آسمان پر سینکڑوں کی تعداد میں سیاہ رنگ کے بڑے بڑے
گراس ہوپرز اڑتے ہوئے آ رہے ہوں۔

"تو یہ ہیں فائٹر ہوپرز"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہی لگ رہا ہے۔ لیکن یہ کہاں جا رہے ہیں"...... صفدر
نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"یہ جا نہیں رہے ہماری طرف بڑھ رہے ہیں۔ نیچے دیکھو۔
راڈار ہمیں انہی فائٹر ہوپرز کے خطرے سے آگاہ کر رہا ہے۔ یہ
اسی طرف آ رہے ہیں جہاں ہم موجود ہیں"...... عمران نے کہا تو
صفدر سکرین کے نیچے پٹی پر لکھے ہوئے الفاظ پڑھنے لگا۔ اسی لمحے
ان سیاہ رنگ کے گراس ہوپرز جیسے فائٹر ہوپرز نے غوطہ لگایا اور
تیزی سے نیچے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔

"لگتا ہے زیرو لینڈ والوں نے فائٹر ہوپرز کو ہم پر حملہ کرنے
کے لئے بھیجا ہے"...... جولیا نے غور سے سکرین دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ اب ہمیں نہیں پکڑ سکتے"...... عمران نے ایک
بٹن پریس کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے لیور کو آہستہ
آہستہ نیچے کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے بلیک برڈ حرکت
میں آیا اور آہستہ آہستہ عمودی انداز میں آگے کی طرف بڑھتا چلا
گیا۔ عمران نے جلدی جلدی چند اور بٹن پریس کئے تو اچانک بلیک
برڈز کے فائر برنرز سے آگ کے تیز شعلے نکلے ساتھ ہی بلیک برڈ
کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچانک توپ سے نکلنے والے گولے

ے ہزار گنا تیزی سے عمودی انداز میں آسمان کی جانب بڑھتا چلا
گیا۔ بلیک برڈ کو تیز جھٹکا لگنے کی وجہ سے ان کی کمریں جیسے
سیٹوں کے پیچھے دھنس سی گئی تھیں۔

بلندی پر لے جاتے ہی عمران نے بلیک برڈ کو قلابازیاں دیتے
ہوئے اس کی رفتار اور زیادہ تیز کرنی شروع کر دی۔ بلیک برڈ
انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ سامنے والی سکرین
کا حصہ سکڑ گیا تھا جس کے ایک حصے میں کھلا آسمان دکھائی دے
رہا تھا جبکہ دوسرے حصے میں گراس ہوپرز جیسے فائٹر ہوپرز دکھائی
دے رہے تھے جو پہلے غوطہ لگا کر نیچے جاتے دکھائی دے رہے تھے
اب ان کے رخ بھی اوپر کی طرف ہو گئے تھے اور وہ تیزی سے
بلیک برڈ کے پیچھے لگ گئے تھے۔

"یہ تو مسلسل ہمارے پیچھے آ رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"آنے دو۔ دیکھا جائے گا"...... عمران نے لاپرواہی سے کہا۔
انتہائی بلندی پر جاتے ہی اس نے بلیک برڈ کو سیدھا کر لیا تھا اور
اب وہ آسمان کی طرف اوپر جانے کی بجائے تیزی سے ایک سیدھ
کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ فائٹر ہوپرز کی رفتار بھی بے حد تیز تھی
وہ مسلسل بلیک برڈ کے پیچھے آ رہے تھے اور راڈار سکرین کے مطابق
ان کا اور بلیک برڈ کا فاصلہ تیزی سے سمٹتا چلا جا رہا تھا۔

"فائٹر ہوپرز کی رفتار بلیک برڈ سے کہیں تیز ہے عمران
صاحب۔ بلیک برڈ کی رفتار اور تیز کر دیں ورنہ یہ کچھ ہی دیر میں

ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔ عمران نے راڈار سکرین کی طرف دیکھا پھر اس نے بلیک برڈ کی رفتار اور تیز کرنا شروع کر دی لیکن وہ جیسے جیسے رفتار تیز کر رہا تھا فائٹر ہوپرز کی رفتار بھی تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھی۔

''عمران صاحب لگتا ہے یہ آسانی سے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''تب ان کے لئے کچھ اور ہی سوچنا پڑے گا''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے بلیک برڈ کی رفتار کم کرنا شروع کر دی۔

''یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ اسپیس شپ کی رفتار کم کیوں کر رہے ہیں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے فائٹر ہوپرز ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ دوسرے لمحے انہیں بلیک برڈ کے اوپر اور دائیں بائیں سے بے شمار فائٹر ہوپرز گزرتے دکھائی دیئے۔ عمران نے صفدر کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ مسلسل بلیک برڈ کی رفتار کم کرتا جا رہا تھا یہاں تک کہ بلیک برڈ ہوا میں ایک جگہ معلق ہو گیا۔ اب صورتحال یہ تھی کہ بلیک برڈ ہوا میں معلق تھا اور اس کے ارد گرد سے ٹڈی دل کی طرح سینکڑوں کی تعداد میں فائٹر ہوپرز گزر رہے تھے جو آگے جا کر چکر کاٹتے ہوئے پھر ان کی جانب آ رہے تھے۔ عمران نے سکرین ایک مرتبہ پھر پھیلا لی تھی۔ بلیک برڈ کی تمام سکرینوں پر فائٹر ہوپرز اُڑتے دکھائی دے رہے تھے جن میں بیٹھے ہوئے روبوٹس نے بلیک برڈ کو چاروں طرف سے

لیا تھا۔ اسی لمحے دو فائٹر ہوپرز عین عمران کی ونڈ سکرین کے سامنے آ گئے۔ وہ آہستہ آہستہ بلیک برڈ کی جانب بڑھ رہے تھے۔ سکرین پر فائٹر ہوپرز میں بیٹھے ہوئے روبوٹس صاف دکھائی دے رہے تھے۔ آگے بڑھتے ہوئے فائٹر ہوپرز کے نچلے حصے کھل گئے تھے اور ان میں سے میزائل لانچر نکلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''وہ میزائل فائر کر رہے ہیں''...... صفدر نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران ایک بار پھر خاموش رہا۔ اس کی نظریں سامنے سے آنے والے فائٹر ہوپرز پر جمی ہوئی تھیں جن میں بیٹھے ہوئے روبوٹس کی بڑی بڑی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ان چمکدار آنکھوں سے بلیک برڈ کے کاک پٹ میں بیٹھے ہوئے صفدر اور عمران کو بخوبی دیکھ رہے ہوں۔ عمران نے بھی جیسے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انہیں دیکھنا شروع کر دیا۔

کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں نے میک اپ کر لیا تھا اور
انہوں نے ویسے ہی سفید لبادے نما لباس پہن لئے تھے جیسے قافلے
کے بدوؤں نے پہن رکھے تھے۔ کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں
نے بدوؤں کی طرح سروں پر ڈھاٹے بھی باندھ لئے تھے جن سے
انہوں نے اپنے چہرے بھی ڈھک لئے تھے تاکہ سفر کے دوران تیز
ہوا چلنے کی صورت میں ریت اُڑ کر ان کے ناک اور منہ میں نہ جا
سکے۔

شام ہوتے ہی سردار تاشاؤ کے حکم پر تمام خیمے اکھاڑ لئے گئے
تھے اور قافلہ صحرا کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ شام کے وقت چونکہ
ریت تیزی سے ٹھنڈی ہونا شروع ہو جاتی ہے اس لئے وہاں درجہ
حرارت میں نمایاں کمی آنا شروع ہو گئی تھی۔

کرنل فریدی اور اس کے ساتھی الگ الگ اونٹوں پر سوار تھے۔

لے کے بدو بھی اونٹوں پر سوار تھے اور اونٹ مخصوص انداز میں
م اٹھاتے ہوئے صحرا میں چلتے چلے جا رہے تھے۔

کرنل فریدی اور اس کے ساتھی اونٹوں کی اگلی قطار میں تھے
ان کے پیچھے سامان سے لدے ہوئے اونٹ تھے اور قافلے
کے باقی افراد پچھلی قطار میں آ رہے تھے۔

کرنل فریدی کے آگے تین اونٹ تھے جن میں سے ایک پر
افلے کا سردار اور اس کے دو ساتھی موجود تھے جو ان اونٹوں کو صحرا
کا صحیح سمت میں لے جا رہے تھے۔ انہیں ابھی سفر کئے ایک گھنٹہ
ہوا تھا اور وہ ابھی صحرا کے آغاز میں ہی تھے کہ اچانک انہیں
لی کاپٹروں کی تیز گڑگڑاہٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ کرنل فریدی
نے چونک کر دیکھا تو اسے صحرا کی طرف سے آٹھ سیاہ رنگ کے
ڑے بڑے ہیلی کاپٹر اس طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہیلی
کاپٹر خاصی نیچی پرواز کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ کرنل فریدی کے
گلے میں دوربین لٹک رہی تھی۔ اس نے دوربین آنکھوں سے لگائی
اور اسے فوکس کر کے ہیلی کاپٹروں کو دیکھنے لگا اور پھر جیسے ہی اس
کی نظریں ہیلی کاپٹر پر سرخ رنگ کے دائرے اور دائرے میں لکھے
ہوئے آر اے کے نشان پر پڑی وہ ایک طویل سانس لے کر رہ
گیا۔ چونکہ صحرا میں تیز ہوائیں چلتی تھیں اور تیز ہواؤں کی وجہ سے
کان پڑی آوازیں سنائی نہیں دیتی تھیں اس لئے کرنل فریدی اور
اس کے ساتھیوں نے کانوں میں بلیو ٹوتھ جیسے مخصوص ہیڈ فونز لگا

لئے تھے تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ ایک دوسرے سے بات کر سکیں۔

''ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ اسرائیلی ریڈ آرمی ہے جو شاید یہاں ہماری تلاش میں آئے ہیں''...... کرنل فریدی نے کان میں لگے ہوئے فون کا ایک بٹن آن کر کے اپنے ساتھیوں کو خبردار کرتے ہوئے کہا۔

''ریڈ آرمی یہاں کیا کر رہی ہے''...... کیپٹن حمید کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ظاہر ہے جہاں جی پی فائیو ہو گی۔ وہاں ریڈ آرمی بھی ان کے ساتھ ہی ہو گی''...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔ ہیلی کاپٹر اب کافی نزدیک آ گئے تھے اور پھر ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے آنا شروع ہو گئے۔ جیسے ہی ان ہیلی کاپٹروں کے پیڈز ریت سے لگے اسی لمحے ہیلی کاپٹروں کے دروازے کھلے اور اس میں سے ریڈ آرمی کی مسلح فورس چھلانگیں مارتی ہوئی باہر آنا شروع ہو گئی۔

''گھبرانے اور ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آگے بڑھتے رہو۔ یہ فورس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی''...... سردار تاشاؤ جو ان ہیلی کاپٹروں اور اس سے نکلنے والی فورس کو غور سے دیکھ رہا تھا، نے پیچھے مڑ کر چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ ہیلی کاپٹر سے نکلنے والی فورس تیزی سے مشین گنیں لئے قافلے کی جانب بڑھی آ رہی تھی پھر انہوں نے قافلے کو سامنے کے رخ سے گھیر لیا۔ وہ سب پوزیشنیں لے کر

کھڑے ہو گئے تھے۔ اسی لمحے ایک اور ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر شخص نکل کر باہر آ گیا۔ اسے دیکھتے ہی کرنل فریدی ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ شخص ریڈ آرمی کا چیف کرنل فرانک تھا۔ کرنل فریدی کا گو کہ کبھی کرنل فرانک اور اس کی ریڈ آرمی سے سابقہ نہیں پڑا تھا لیکن وہ ان کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا۔ کرنل فرانک جی پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ کی طرح انتہائی بدمزاج اور سخت گیر تھا۔

کرنل فرانک کے ہاتھوں میں ایک میگا فون تھا جسے لئے وہ تیز تیز چلتا ہوا آگے آ رہا تھا۔ پھر اس نے فورس سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر قافلے کی جانب دیکھنا شروع کر دیا۔

''قافلہ روک دو۔ میں ریڈ آرمی کا کرنل فرانک تمہیں حکم دے رہا ہوں''...... کرنل فرانک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''کوئی نہیں رکے گا۔ یہ سردار تاشاؤ کا قافلہ ہے جس روکنے کی کوئی ہمت نہیں کر سکتا۔ ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔ ہم کسی کا حکم ماننے والے نہیں ہیں''...... سردار تاشاؤ نے جواباً بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''میں کہتا ہوں رک جاؤ۔ ورنہ میں تم سب کو بھون کر رکھ دوں گا۔ میں ریڈ آرمی کا سربراہ ہوں۔ رک جاؤ''...... کرنل فرانک نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ہم نہیں رکیں گے۔ تمہیں جو کرنا ہے کر لو''...... سردار

تاشاؤ نے بھی غصہ دکھاتے ہوئے کہا۔
"میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں۔ رک جاؤ۔ ورنہ تم ب
بے موت مارے جاؤ گے"...... کرنل فرانک نے جیسے پھٹ پڑ
والے انداز میں کہا۔
"میں بھی تم سے آخری مرتبہ کہہ رہا ہوں۔ ہمارے راستے
ہٹ جاؤ کرنل فرانک ورنہ تمہارا اور تمہاری فورس کا بھیانک حشر
گا"...... تاشاؤ نے نڈر لہجے میں کہا تو کرنل فرانک کا چہرہ غصے
سرخ ہوتا چلا گیا۔
"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم سب مرنا چاہتے ہو تو ایسا ہی سہی۔ فا
کرو ان پر۔ سب کو بھون دو"...... کرنل فرانک نے اسی طرح
چیختے ہوئے کہا تو فورس نے فوراً مشین گنوں کے ٹریگروں پر انگلیا
کا دباؤ بڑھا دیا۔
"ایک منٹ رک جاؤ"...... اس سے پہلے کہ فورس ان پر فا
کرتی کرنل فریدی نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر فورس کی
انگلیاں ٹریگروں سے ہٹ گئیں اور سردار تاشاؤ سر گھما کر کر
فریدی کی جانب دیکھنے لگا۔
"تم خاموش رہو۔ ان میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ یہ تاشاؤ کے
قافلے پر فائرنگ کر سکیں"...... تاشاؤ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ کر
فریدی اونٹ دوڑاتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔
"کس جرأت کی بات کر رہے ہو تاشاؤ۔ تم نے سنا نہیں یہ

افریقی فورس نہیں ہے۔ یہ ریڈ آرمی ہے جس کا تعلق اسرائیل سے
ہے اور ریڈ آرمی کے بارے میں تم نہیں جانتے۔ یہ انسانوں کو
کیڑے مکوڑوں سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ اگر انہیں نہ روکا گیا تو یہ ہم
سب کو واقعی بھون کر رکھ دیں گے"...... کرنل فریدی نے غصیلے لہجے
میں کہا۔
"اسرائیلی فورس۔ کیا مطلب۔ اسرائیلی فورس یہاں کہاں سے آ
گئی"...... تاشاؤ نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔
"پہلے قافلہ رکنے کا کہو پھر میں تمہیں بتاتا ہوں ان کے بارے
میں"...... کرنل فریدی نے کہا تو تاشاؤ چند لمحے اس کی جانب غور
سے دیکھتا رہا پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر قافلہ رکنے کا اشارہ کرنا شروع
کر دیا۔
"مجھے ایک منٹ دو کرنل فرانک۔ میں سردار تاشاؤ سے بات کر
رہا ہوں۔ ہم قافلہ روک رہے ہیں"...... کرنل فریدی نے اونچی
آواز میں کرنل فرانک سے مخاطب ہو کر کہا جو ابھی تک غصے سے
بل کھا رہا تھا۔
"ٹھیک ہے۔ جلدی کرو"...... کرنل فرانک نے اسی طرح سے
غصیلے لہجے میں کہا۔
"ہاں اب بتاؤ۔ اگر اس فورس کا تعلق افریقہ سے نہیں ہے تو
پھر ہم ان کا حکم کیوں مانیں اور صحرائے اعظم میں اسرائیلی فورس
کہاں سے آ گئی"...... تاشاؤ نے حیرت سے کرنل فریدی کی جانب

دیکھتے ہوئے کہا۔
”یہ افریقی حکومت کی اجازت سے یہاں آئے ہیں اور تم شا
اس بات سے انجان ہو کہ اس وقت یہی نہیں صحارا کے بہت سے
حصوں پر اسرائیلی فورس پھیلی ہوئی ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ صحارا
میں اس وقت اسرائیلی فورس کا ہولڈ ہے تو غلط نہیں ہو گا۔ یہ یہاں
کیا کر رہے ہیں اس کے بارے میں تو میں کچھ نہیں جانتا لیکن اگر
ہم نے ان کے ساتھ تعاون نہیں کیا تو یہ ہم میں سے کسی ایک کو
بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے“...... کرنل فریدی نے اسے سمجھاتے
ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریڈ آرمی کے بارے میں اسے بتا
دیا کہ وہ اسرائیل کی کس قدر پاورفل اور خطرناک فورس تھی۔
”ہونہہ۔ مگر یہ چاہتے کیا ہیں اور ہمیں اس طرح کیوں روک
رہے ہیں“...... سردار تاشاؤ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔
”اگر تم اجازت دو تو میں ان سے بات کروں“...... کرنل فریدی
نے کہا۔
”ٹھیک ہے جو بات کرنی ہے جلدی کرو۔ میں زیادہ دیر یہاں
نہیں رک سکتا“...... تاشاؤ نے منہ بنا کر کہا تو کرنل فریدی نے
اطمینان کا سانس لیتے ہوئے اونٹ آگے بڑھا دیا اور فورس سے
کچھ فاصلہ پہلے اونٹ روک دیا۔
”میں نے سردار سے بات کر لی ہے کرنل فرانک۔ اب تم بتاؤ
تم کیا چاہتے ہو اور تم نے اس طرح ہمارے قافلے کو کیوں روکا

ہے“...... کرنل فریدی نے اونچی آواز میں کہا۔
”ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کچھ شدت پسند اس قافلے میں شامل
ہیں جو صحرا میں موجود ہمارے مخصوص ٹھکانوں کو نشانہ بنانا چاہتے
ہیں۔ ہم ان کی تلاش میں یہاں آئے ہیں“...... کرنل فرانک نے
ہنستے ہوئے کہا۔
”لیکن ہم میں کوئی شدت پسند نہیں ہے“...... کرنل فریدی نے
کہا۔
”یہ دیکھنا ہمارا کام ہے تمہارا نہیں“...... کرنل فرانک نے پھاڑ
کھانے والے لہجے میں کہا۔
”تو کیا تم ہمارے قافلے کی تلاشی لینا چاہتے ہو“...... کرنل
فریدی نے کہا۔ اس کی بات سن کر سردار تاشاؤ اونٹ لے کر تیزی
سے آگے بڑھا اور کرنل فریدی کے اونٹ کے پاس آ گیا۔
”یہ تم کیا کر رہے ہو۔ ہم انہیں قافلے کی تلاشی کیسے دے سکتے
ہیں“...... سردار تاشاؤ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔
”تم بے فکر رہو سردار۔ یہ ہمارے سامان کی نہیں ہماری تلاشی
لیں گے“...... کرنل فریدی نے کہا۔
”تمہاری تلاشی۔ کیا مطلب“...... سردار تاشاؤ نے چونک کر
پوچھا۔
”یہ صرف ہمارے قافلے کے آدمیوں کو چیک کریں گے تاکہ
ہم میں سے ان شدت پسندوں کو تلاش کر سکیں جو انہیں مطلوب

ہیں۔ انہیں ہمارے سامان سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ ہم
جانتے ہوں کہ ان قافلوں میں کیا سامان لے جایا جاتا ہے۔ اس
لئے تم فکر نہ کرو۔ ان سے ہمارا سامان محفوظ رہے گا''...... کرنل
فریدی نے اسے اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔

''دیکھ لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ہم سے ہمارا سارا سامان چھین
لیں۔ میرے پاس انتہائی قیمتی سامان ہے جو اگر یہ لوگ لے گئے
میرا بہت نقصان ہو گا''...... سردار تاشاؤ نے پریشانی کے عالم میں
کہا۔

''میں نے کہا ہے نا۔ انہیں ہمارے سامان سے کوئی مطلب
نہیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''یہ تم کیا آپس میں باتیں کرنا شروع ہو گئے ہو۔ ہمیں
تمہارے قافلے کے ایک ایک شخص کو چیک کرنا ہے۔ اگر تم میں
سے ہمیں کسی ایک پر بھی شک ہوا تو ہم اسے ساتھ لے جائیں
گے۔ باقی افراد اور تمہارے سامان سے ہمیں کوئی مطلب نہیں
ہے''...... کرنل فرانک نے تیز لہجے میں کہا۔

''دیکھا۔ میں نے کہا تھا نا کہ یہ ہمارا سامان چیک نہیں کریں
گے''...... کرنل فریدی نے کہا تو سردار تاشاؤ نے اطمینان بھرے
انداز میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے کرنل فرانک۔ ہم تم سے تعاون کرنے کے لئے تیار
ہیں لیکن تمہیں بھی اس بات کی ہمیں گارنٹی دینی ہو گی کہ تم ہمارے

سامان کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے''...... کرنل فریدی نے کرنل فرانک سے
مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں ہاں۔ ہمیں تمہارے سامان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہم
جانتے ہیں کہ ان راستوں سے تم کون سا سامان لے جاتے ہو۔
ہمیں تو بس ان دشمنوں کی تلاش ہے جو بھیس بدل کر تم میں بھی
شامل ہو سکتے ہیں''...... کرنل فرانک نے اسی انداز میں کہا۔

''اوکے۔ تم ہمیں چیک کر سکتے ہو۔ ہم تمہارے ساتھیوں کے
ساتھ مکمل تعاون کریں گے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ یہ سب اونٹوں سے
نیچے آ جائیں اور ایک قطار میں کھڑے ہو جائیں''...... کرنل فرانک
نے سخت لہجے میں کہا۔ سردار تاشاؤ نے کرنل فریدی کی جانب غصیلی
نظروں سے دیکھا لیکن کرنل فریدی نے اسے آنکھ سے اشارہ کر دیا
کہ وہ خاموش رہے۔

''سردار پلیز۔ سب سے کہو کہ وہ اونٹوں سے نیچے آ جائیں۔ یہ
سب کو چیک کریں گے اور اپنی تسلی کرنے کے بعد واپس چلے
جائیں گے''...... کرنل فریدی نے کہا تو سردار تاشاؤ چند لمحے کرنل
فریدی کو غصیلی نظروں سے گھورتا رہا پھر اس نے زور سے سر جھٹک
دیا۔

''جاؤ۔ سب سے کہو کہ وہ اونٹوں سے اتر آئیں''...... سردار
تاشاؤ نے اپنے ساتھ موجود دو بدوؤں سے کہا تو انہوں نے اثبات

میں سر ہلایا اور اونٹ موڑ کر قافلے کی جانب بڑھ گئے۔ کچھ ہی د
میں تمام افراد اونٹوں سے اتر کر ایک قطار میں کھڑے ہو گئے۔ ا
میں کرنل فریدی کے ساتھی بھی تھے۔

کرنل فرانک نے ریڈ آرمی کو اشارہ کیا تو وہ سب ان افرا
کے عقب میں جا کر کھڑے ہو گئے تا کہ کرنل فرانک کے ایک
اشارے پر وہ ان پر گولیاں برسا سکیں۔

کرنل فرانک گردن اکڑا کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے قریب
آ گیا۔

''تمہارا کیا نام ہے''...... کرنل فرانک نے کرنل فریدی سے
مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

''ایرک۔ ایرک فالڈس''...... کرنل فریدی نے اعتماد بھرے لہجے
میں کہا۔

''کہاں کے رہنے والے ہو''...... کرنل فرانک نے اسی انداز
میں پوچھا۔

''گبون کا ایک نواحی علاقہ ہے شیرس۔ میں وہیں رہتا
ہوں''...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

''کیا کرتے ہو''...... کرنل فرانک نے خالص تھانیدارانہ انداز
میں پوچھا۔

''ایک چھوٹا سا تاجر ہوں جناب''...... کرنل فریدی نے سادہ
سے لہجے میں جواب دیا۔

''کیا تجارت کرتے ہو''...... کرنل فرانک نے پوچھا۔

''تمباکو کی تجارت کرتا ہوں جناب''...... کرنل فریدی نے اسی
انداز میں جواب دیا۔

''تمباکو یا منشیات بھی ادھر سے ادھر لے جاتے ہو''...... کرنل
فرانک نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''جی جناب۔ تھوڑا بہت ایسا بھی سامان ہوتا ہے''...... کرنل
فریدی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

''ادھر میرے سامنے آ کر کھڑے ہو جاؤ''...... کرنل فرانک نے
کہا۔

''کیوں جناب۔ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے کیا''...... کرنل
فریدی نے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''جو کہہ رہا ہوں وہ کرو''...... کرنل فرانک نے کرخت لہجے میں
کہا تو کرنل فریدی بوکھلائے ہوئے انداز میں اس کے سامنے آ کر
کھڑا ہو گیا۔ کرنل فرانک غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ پھر اس
نے کرنل فریدی کے چہرے کو ہاتھ لگا کر چیک کرنا شروع کر دیا۔

''میجر آرمنڈ''...... کرنل فرانک نے اپنے ساتھیوں کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... ایک گھٹے ہوئے قد کے ادھیڑ عمر نے فوراً آگے
بڑھ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک
بھاری بریف کیس تھا۔

"اس کی چیکنگ کرو۔ میک اپ واشر استعمال کرو"...... کرنل فرانک نے کہا۔

"میک اپ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ میں مرد ہوں میں بھلا میک اپ کیسے کر سکتا ہوں۔ میک اپ تھوپنا تو عورتوں کا کام ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"خاموش رہو تم"...... کرنل فرانک نے کرخت لہجے میں کہا۔ میجر آرمنڈ آگے بڑھا اور اس نے کرنل فریدی کی تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر اس نے میک اپ واشر سے کرنل فریدی کا چہرہ بھی چیک کیا۔ لیکن کرنل فریدی نے ان حربوں کا پہلے سے ہی توڑ کر رکھا تھا اس لئے یہ عام سا میک اپ واشر بھلا اس کا میک اپ کیسے چیک کر سکتا تھا۔

میجر آرمنڈ نے چند ہی لمحوں میں کرنل فریدی کو اوکے قرار دے دیا پھر میجر آرمنڈ، کرنل فرانک کے حکم سے قافلے کے باقی افراد کو چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"ہونہہ۔ رہنے دو۔ میری تسلی ہو گئی ہے۔ جانے دو اس قافلے کو"...... دس پندرہ افراد کی چیکنگ کے بعد جب کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا تو کرنل فرانک نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا جیسے وہ مایوس ہو گیا ہو کہ اس قافلے میں کوئی میک اپ میں موجود ہے۔ کرنل فرانک کے حکم سے میجر آرمنڈ نے اپنا سامان پیک کرنا شروع کر دیا اور مسلح افراد تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

"آپ کا شکریہ جناب۔ آپ کی اس مہربانی کو ہم زندگی بھر یاد یں گے"...... کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر کرنل فرانک کا شکریہ اکرتے ہوئے کہا اور کرنل فرانک ہنکارہ بھرتا ہوا واپس پلٹ پڑا۔ ُکہ اسے تسلی ہو گئی تھی کہ یہ ایک عام سا قافلہ ہے اور اس قافلے ںما پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کرنل فریدی شامل نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود اس کی چھٹی حس بار بار اسے کسی خطرے کا الارم دے رہی تھی۔ کرنل فرانک سر جھٹکتا ہوا واپس مڑا اور اس نے ابھی دو تین قدم اٹھائے ہی تھے کہ اچانک اسے ایک خیال آیا۔ وہ تیزی سے واپس پلٹا۔ اس وقت تک کرنل فریدی قافلے کی طرف مڑ گیا تھا۔

"اے سنو"...... کرنل فرانک نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا تو کرنل فریدی رک گیا اور مڑ کر اس کی جانب استفہامیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"ادھر آؤ میرے پاس"...... کرنل فرانک نے دبنگ لہجے میں کہا تو کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لی اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا کرنل فرانک کے سامنے آ گیا۔ کرنل فرانک کی نظریں کرنل فریدی کی آنکھوں پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحے کرنل فرانک، کرنل فریدی کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر اس نے جیب سے اپنا ایک سیل فون نکالا اور اس کا رخ کرنل فریدی کی جانب کر دیا۔

"اپنی پلکیں مت جھپکانا"...... کرنل فرانک نے کہا اور ساتھ ہی

اس نے سیل فون کے ڈیجیٹل کیمرے سے کرنل فریدی کی آنکھوں کی تصویر لے لی۔ کرنل فرانک کو اس طرح اپنی آنکھوں کی تصویر لیتے دیکھ کر کرنل فریدی کے چہرے پر قدرے تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

کرنل فرانک اپنے سیل فون کے ڈیجیٹل ایڈٹ سسٹم سے کرنل فریدی کی آنکھوں کی تصویر چیک کر رہا تھا۔ چند لمحے وہ مصروف رہا پھر اچانک اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔

''میجر آرمنڈ''...... اچانک کرنل فرانک نے دہاڑتے ہوئے کہا۔ اس کی دہاڑ سن کر میجر آرمنڈ جو اپنا بیگ لے کر واپس ہیلی کاپٹر کی جانب جا رہا تھا وہیں رک گیا اور تیزی سے پلٹ کر کرنل فرانک کی طرف آیا۔

''یہ کرنل فریدی اور اس کا گروپ ہے۔ انہیں فوراً گھیر لو۔ کوئی یہاں سے بچ کر نہ جانے پائے''...... کرنل فرانک نے چیختے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف میجر آرمنڈ بلکہ کرنل فریدی بھی اچھل پڑا۔ میجر آرمنڈ، کرنل فرانک کی جانب یوں دیکھ رہا تھا جیسے اسے ابھی تک سمجھ میں نہ آیا ہو کہ کرنل فرانک کیا کہہ رہا ہے۔

''میری طرف کیا دیکھ رہے ہو نانسنس۔ پکڑو اسے۔ یہ کرنل فریدی ہے''...... کرنل فرانک نے چیختے ہوئے کہا اور میجر آرمنڈ نے فوراً اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر کرنل فریدی کی جانب کر دیا۔ اس نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو واپس بلایا جو ہیلی کاپٹروں کی

طرف جا رہے تھے۔ دوسرے ہی لمحے مسلح افراد تیزی سے بھاگتے ہوئے واپس آئے اور انہوں نے ایک بار پھر پھیل کر قافلے کو اپنے حصار میں لے لیا۔

کرنل فرانک کی نظریں کرنل فریدی پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ چند لمحے کرنل فریدی کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتا رہا پھر وہ تیزی سے کرنل فریدی کی طرف بڑھنے لگا۔

میجر پرمود نے کار روک لی تھی۔ اس کی نظریں ارد گرد پھیلے ہوئے مسلح افراد پر جمی ہوئی تھیں جنہوں نے سیاہ رنگ کے لباس پہن رکھے تھے۔ ان لباسوں پر کسی قسم کا کوئی نشان دکھائی نہیں دے رہا تھا جس سے پتہ چلتا ہو کہ ان کا تعلق کس فورس سے ہے۔

''تم سب کار سے باہر نکل آؤ۔ کوئی غلط حرکت نہ کرنا ورنہ تمہارا بہت برا حشر کیا جائے گا''...... ایک مسلح شخص نے انتہائی اکھڑ لہجے میں کہا۔

''لیکن کیوں۔ ہم تو اسی ملک سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارا ایک سائنسی ادارے سے تعلق ہے''...... میجر پرمود نے خالص افریقی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم جو بھی ہو۔ باہر آؤ ورنہ میں فائرنگ کا حکم دے دوں

...... مسلح آدمی نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا اور میجر برا سا منہ بناتا ہوا کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس کے آتے ہی اس کے ساتھی بھی کار سے باہر آ گئے۔

''تم بلاوجہ ہمارے سرکاری کام میں مداخلت کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں اس کے لئے حکومت سے شدید احتجاج کروں گا۔ تعلق کیالس کی سائنسی اکیڈمی سے ہے اور میں پروفیسر ہوں۔ تم اور میرے ساتھیوں کو روک کر اچھا نہیں کر رہے ہو''...... میجر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''مجھے کچھ نہیں سننا ابھی۔ تم بس ساتھ چلو ہمارے''...... اس نے اسی انداز میں کہا۔

''سر۔ ان میں سے ایک شخص بے ہوش ہے''...... ایک مسلح نے کار میں بے ہوش پڑے ڈیزرٹ سکارپین کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

''ساتھ لے لو اسے''...... اس شخص نے کہا پھر وہ میجر پرمود کی جانب مڑا۔

''کیا ہوا ہے اسے اور یہ بے ہوش کیوں ہے''...... اس شخص نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اس کی طبیعت خراب ہے۔ اس نے آرام کرنے کے لئے سلیپنگ پلز کھا رکھی ہیں''...... میجر پرمود نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ چلو ہمارے ساتھ چلو۔ ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کیا
سچ ہے اور کیا جھوٹ"...... اس شخص نے ہنکارہ بھرتے ہوئے بڑے
غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیکن اس طرح آپ ہمیں کہیں نہیں لے جا سکتے۔ میں نے
آپ کو بتایا ہے نا کہ میرا تعلق ایک سائنسی لیبارٹری سے ہے۔ ہم
ایک انتہائی اہم کام کے لئے سرکاری آرڈرز پر صحارا جا رہے ہیں۔
ہمیں اس طرح روکنا آپ کے لئے مصیبت بن جائے گا۔ اس
لئے بہتر ہے کہ آپ نے ہم سے جو پوچھنا ہے یہیں پوچھ لیں اور
ہمیں جانے دیں ورنہ میں حقیقتاً حکومت میں بہت شور مچاؤں گا اور
آپ کا اور آپ کے گروپ کا جینا مشکل ہو جائے گا"...... میجر
پرمود نے سخت لہجے میں کہا۔

"زیادہ باتیں مت کرو۔ ہمارا تعلق تمہاری حکومت سے نہیں
ہے۔ اس لئے جتنا شور مچا سکتے ہو مچا لینا۔ چلو ہماری جیپوں میں
چلو"...... مسلح شخص نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا اور پھر
مشین گنوں کے محاصرے میں ان سب کو سیاہ جیپوں میں بٹھا دیا
گیا۔ ان کے بیٹھتے ہی سیاہ لباسوں والے مسلح افراد بھی جیپوں میں
سوار ہوئے اور جیپیں انہیں لے کر روانہ ہو گئیں۔

میجر پرمود حیران تھا کہ آخر انہیں اس طرح سے کیوں لے جایا
جا رہا ہے۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے بھرپور میک اپ کر
رکھے تھے اور وہ جن راستوں سے سفر کرتے ہوئے آئے تھے ان

راستوں پر انہیں کسی بھی طریقے سے چیک نہیں کیا گیا تھا۔ پھر آخر
مسلح افراد اچانک یہاں کیسے آ گئے تھے اور اب انہیں اس طرح
کہاں لے جا رہے تھے۔ جیپوں میں بیٹھے ہوئے مسلح افراد نے ان
پر باقاعدہ مشین گنیں تان رکھی تھیں جیسے انہیں یقین ہو کہ انہوں
نے جن افراد کو پکڑا ہے وہ مجرم ہی ہیں۔

"پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہمیں اس طرح مجرموں کی طرح
پکڑا گیا ہو۔ آخر تم ہمیں لے کر کہاں جا رہے ہو"...... میجر پرمود
سے رہا نہ گیا تو اس نے اسی مسلح شخص سے پوچھا جس نے انہیں
جیپوں میں بیٹھنے کا حکم دیا تھا۔

"خاموش رہو۔ جلد ہی تمہیں سب معلوم ہو جائے گا"...... مسلح
شخص نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے
دوڑتی رہیں۔ چار گھنٹوں کے طویل سفر کے بعد جیپیں انہیں لے کر
ایک صحرا میں داخل ہو گئیں۔ یہ جیپیں چونکہ مخصوص قسم کی تھیں اس
لئے یہ ریت پر بھی اسی تیز رفتاری سے دوڑ سکتی تھیں جس رفتار سے
یہ سڑک پر دوڑتی تھیں۔ ریگستان میں ایک گھنٹے کے سفر کے بعد مسلح
افراد انہیں لے کر ایک نخلستان میں داخل ہو گئے۔ جہاں ایک بڑی
چوکی بنی ہوئی تھی۔ یہ چوکی چار دیواری میں بنائی گئی تھی جس میں
داخل ہونے کے لئے ایک بڑا سا پھاٹک بھی بنا ہوا تھا۔

جیپیں چوکی کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئیں۔ مسلح افراد کے
انچارج نے نیچے اتر کر چوکی کے انچارج سے کچھ بات چیت کی

اور پھر سرحدی چوکی کا گیٹ کھول دیا گیا۔ دوسرے لمحے جیپیں بڑ
کراس کرتی ہوئی نخلستان میں داخل ہو گئیں۔

کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جیپیں ایک سیاہ رنگ کی اونچی
عمارت کے احاطے میں داخل ہو گئیں۔ یہ عمارت بیرک نما تھی۔
پوری عمارت کے گرد اونچی اونچی دیواریں تھیں تاکہ ریت کو اندر
آنے سے روکا جا سکے۔ دیواروں کے اوپر خار دار تار لگے ہوئے
تھے جو اس انداز میں لگے ہوئے تھے کہ نہ کوئی دیواریں پھلانگ کر
اندر آ سکے اور نہ ہی عمارت سے باہر جا سکے۔

عمارت کا صدر دروازہ فولاد کا بنا ہوا تھا جہاں مسلح افراد پہرہ
دے رہے تھے۔ احاطے کے اندر بے شمار تیز رفتار جیپیں کھڑی
تھیں۔ ایک سائیڈ پر دو جنگی ہیلی کاپٹر بھی دکھائی دے رہے تھے۔
یوں لگ رہا تھا جیسے یہ اسرائیلیوں کا سرحدی فوجی ہیڈ کوارٹر ہو۔
جیپیں احاطے سے گزرتی ہوئی برآمدے کے پاس جا کر رک گئیں۔
میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو نیچے اتارا گیا۔ جیپ سے اتر کر
میجر پرمود یہ دیکھ کر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ اس کی کار
بھی گیٹ سے اندر داخل ہو رہی تھی۔ مسلح افراد اس کی کار بھی وہاں
لے آئے تھے۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو مختلف برآمدوں سے گزار کر
ایک بڑے ہال نما کمرے میں لایا گیا جہاں لوہے کی ایسی کرسیاں
موجود تھیں جن کے پائے فرش میں دھنسے ہوئے تھے۔ انہیں ان

کرسیوں پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا اور کمرے میں دس کے قریب مسلح
افراد پھیل گئے۔

میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں کو خاموشی سے بیٹھنے کا اشارہ کر دیا
تھا اس لئے وہ سب خاموش تھے۔ صورتحال اس قدر غیر متوقع تھی
کہ میجر پرمود کو خود بھی اس کا ابھی تک تدارک نہیں ہو رہا تھا کہ
انہیں اس طرح یہاں کیوں لایا گیا ہے۔

اسی لمحے کمرے میں ایک لمبے قد کا آدمی تیز تیز چلتا ہوا اندر
داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر انتہائی کرختگی کے تاثرات تھے۔

"تمہارے گروپ کا انچارج کون ہے"...... آنے والے شخص
نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں ہوں۔ پروفیسر شمرون"...... میجر پرمود نے کھڑے ہو کر
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔ ہمارے کمانڈر صاحب
آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... اس شخص نے اس بار قدرے
نرم لہجے میں کہا تو میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس شخص
کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ ایک برآمدے سے گزر کر
وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ کمرہ خاصا بڑا تھا جو دفتری
طرز پر انتہائی بہترین انداز میں سجا ہوا تھا۔ کمرے کے درمیان میں
ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور چوڑے سینے والا ادھیڑ
عمر بیٹھا ہوا تھا۔

اس ادھیڑ عمر کے سینے پر میجر رینک کے بیج لگے ہوئے تھے۔ میجر پرمود نے اسے دیکھ کر پہچان لیا تھا۔ ادھیڑ عمر جی پی فائیو کے ایک کمانڈ کا کمانڈر تھا۔ اس کا نام میجر رانسن تھا۔ میجر رانسن کو دیکھ کر میجر پرمود سمجھ گیا کہ انہیں گرفتار کرنے والے مسلح افراد کا تعلق جی پی فائیو سے ہے جو خفیہ طور پر صحارا میں موجود تھی۔

''جناب۔ یہ گروپ کے انچارج ہیں پروفیسر شمرون''...... میجر پرمود کے ساتھ آنے والے شخص نے میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں اس سے خود بات کروں گا''۔ میجر رانسن نے کہا تو آنے والا لمبا آدمی میجر رانسن کو سلیوٹ مارتا ہوا واپس مڑ گیا۔

''کہاں سے آئے ہیں آپ''...... میجر رانسن نے میجر پرمود کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''پہلے مجھے یہ بتایا جائے کہ ہمیں اس طرح مجرموں کے انداز میں پکڑ کر کیوں لایا گیا ہے''...... میجر پرمود نے بھی بے حد سخت لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر ایک لمحے کے لئے میجر رانسن کے چہرے پر سختی کے تاثرات نمودار ہوئے لیکن اس نے جلد ہی خود کو قابو کر لیا۔

''ہمارے پاس ایسی اطلاعات ہیں جن کے مطابق کچھ شرپسند عناصر صحارا میں داخل ہو کر وہاں موجود فوجی اڈوں کو نقصان پہنچانا

چاہتے ہیں۔ اس لئے ہمیں سختی سے آرڈر دیئے گئے ہیں کہ ہم اس طرف آنے والوں کی مکمل چیکنگ کریں خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہوں''...... میجر رانسن نے میجر پرمود کا کرخت لہجہ سن کر قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ ہمارے پاس مکمل کاغذات ہیں۔ ہمارے کاغذات اور ہماری گاڑی کی رجسٹریشن چیک کی جا سکتی تھی۔ اگر ہم غلط ثابت ہوتے تو یہ ہمیں یہاں لاتے لیکن یہ تو ہمیں اس طرح سے اٹھا کر لے آئے ہیں جیسے ہم حقیقت میں مجرم ہیں''...... میجر پرمود سے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے آپ سے کہا ہے نا کہ اوپر سے سختی سے آرڈر ہیں کہ بغیر جانچ پڑتال کے کسی کو نہ چھوڑا جائے چاہے اس کا تعلق افریقی حکام کے کسی اعلیٰ عہدے دار سے ہی کیوں نہ ہو''...... میجر رانسن نے کہا۔

''کیا آپ کا تعلق افریقی فوج سے ہے''...... میجر پرمود نے سخت لہجے میں کہا۔

''اس سے آپ کو کوئی مطلب نہیں ہونا چاہئے کہ ہمارا تعلق کس سے ہے۔ آپ ہمیں اپنے اور اپنے ساتھیوں کے کاغذات چیک کرائیں۔ اگر آپ کے کاغذات اوکے ہوئے اور آپ کی کار کی رجسٹریشن اوکے ہوئی تو آپ کو جانے دیا جائے گا''...... میجر رانسن نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ کاغذات کی جانچ پڑتال اور کار کی رجسٹریشن چیک کرنے کے لئے آپ کیا طریقہ اختیار کریں گے“...... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ ہمارا سر درد ہے۔ آپ کاغذات ہمارے حوالے کریں“۔ میجر رانسن نے ایک بار پھر سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ جب تک آپ میری تسلی نہیں کرائیں گے۔ میں آپ کی بات نہیں مانوں گا اور کاغذات آپ کو نہیں دوں گا چاہے آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو گولیاں ہی کیوں نہ مار دیں“...... میجر پرمود نے کہا۔ اس کی بات سن کر میجر رانسن غصے سے بھڑک اٹھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میرے ساتھ اونچی آواز میں بات نہ کرو پروفیسر شمرون۔ تم مجھے نہیں جانتے۔ میں اگر غصے میں آ گیا تو پھر کوئی چیکنگ نہیں ہو گی بلکہ تم سب کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ سمجھے تم“...... میجر رانسن نے غراتے ہوئے کہا۔

”آپ بھی مجھے نہیں جانتے ہیں جناب۔ اگر مجھے یا میرے ساتھیوں کو ایک خراش بھی آئی تو پھر آپ کا تعلق چاہے جس فورس سے بھی کیوں نہ ہو آپ کو حکومت کو جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔ ہماری کار میں مخصوص ٹریکر لگا ہوا ہے جس سے حکومت کو اس بات کا آسانی سے علم ہو جائے گا کہ ہمیں کہاں لے جایا گیا تھا“۔ میجر پرمود نے اسی انداز میں کہا تو میجر رانسن نے غصے سے جبڑے بھینچ

لئے اور دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں پروفیسر۔ ہم تمہارے کاغذات اور تمہاری گاڑی کی رجسٹریشن مین ہیڈ کوارٹر میں ٹرانسمٹ کریں گے جنہیں بلیو ریے سے چیک کیا جائے گا۔ اگر کاغذات اصلی اور مکمل ہوئے تو تمہیں جانے دیا جائے گا ورنہ تم کون ہو اور تمہارا عہدہ کیا ہے ان سب باتوں سے بالاتر ہو کر تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو یہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ اب سمجھ میں آ گیا ہو تو اپنے اور اپنے ساتھیوں کے کاغذات کے ساتھ ساتھ اپنی گاڑی کی رجسٹریشن بھی ہمارے حوالے کر دو“...... میجر رانسن نے کہا اور بلیو ریے سے کاغذات کی چیکنگ کا سن کر میجر پرمود بری طرح سے چونک اٹھا۔

اس کے اور اس کے ساتھیوں کے کاغذات گو کہ اصلی تھے لیکن رجسٹریشن آفس میں جہاں بلیو ریے سے کاغذات کے جو پرنٹ بنائے جاتے تھے اس سیکشن میں ان کاغذات کا کوئی ریکارڈ نہیں بنایا جاتا تھا۔ انہیں بلیو ریے سیکشن میں صرف گاڑی کی ہی اصلی رجسٹریشن کا پتہ چل سکتا تھا لیکن چونکہ گاڑی ان کے نام سے رجسٹرڈ نہیں تھی اس لئے میجر پرمود اور اس کے ساتھی بری طرح سے پھنس سکتے تھے۔

اب میجر پرمود کی سمجھ میں آ گیا تھا کہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح پکڑ کر کیوں لایا گیا تھا۔ انہوں نے کیالس کی

پولیس فورس کو جس طرح سے نقصان پہنچایا تھا ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کسی نے ان کی گاڑی کا نمبر چیک کر لیا ہو اور ان کے بارے میں اگلے شہر شرات میں اطلاع کر دی ہو۔ یہ سوچتے ہی میجر پرمود کے اعصاب تن گئے تھے کہ بلیو رے کی چیکنگ سے ان کا بھانڈا پھوٹ سکتا ہے۔

''سب کے کاغذات میرے پاس نہیں ہیں۔ آپ کو میرے ساتھ چلنا ہو گا۔ میں آپ کے سامنے سب سے کاغذات لے کر آپ کے حوالے کر دوں گا اور پھر میری آپ سے ایک درخواست بھی ہے۔ اگر آپ قبول کریں تو'' ...... میجر پرمود نے کہا۔

''کیا درخواست ہے۔ جلدی بولو'' ...... میجر رانسن نے کہا۔

''میرے ساتھی شریف النفس انسان ہیں۔ ان کا ایسے حالات سے پہلے کبھی پالا نہیں پڑا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ خود ان کے پاس جا کر انہیں سمجھا دیں کہ یہ معمول کی کارروائی ہے۔ انہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے کاغذات کلیئر ہوتے ہی ہمیں جانے دیا جائے گا۔ آپ نے دیکھا ہی ہے ہمارا ایک آدمی پہلے ہی بیمار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ پریشانی اور گھبراہٹ میں ان میں سے کوئی اور بھی بیمار پڑ جائے'' ...... میجر پرمود نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ چلو۔ میں تمہارے ساتھ چل کر تمہارے ساتھیوں کی تسلی کرا دیتا ہوں'' ...... میجر رانسن نے خلاف توقع میجر پرمود کی بات مانتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

میجر رانسن اور میجر پرمود ایک ساتھ چلتے ہوئے کمرے سے نکلے اور پھر وہ دونوں مختلف برآمدوں سے گزرتے ہوئے اس کمرے میں آ گئے جہاں میجر پرمود کے ساتھی موجود تھے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے میجر پرمود نے جان بوجھ کر اپنی رفتار آہستہ کر لی تھی۔

میجر رانسن تیز تیز چلتا ہوا اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا تھا جبکہ میجر پرمود جان بوجھ کر کمرے میں موجود مسلح افراد کے نزدیک سے گزرتا ہوا اچانک لڑکھڑا گیا۔ اس سے پہلے کہ مسلح افراد اس کے لڑکھڑانے کی وجہ سمجھتے میجر پرمود نے بجلی کی سی تیزی سے ایک شخص سے اس کی مشین گن چھین لی اور تیزی سے پیچھے ہٹتے ہوئے اس نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ مشین گن کی مخصوص ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

میجر پرمود نے مسلح افراد پر برسٹ مارتے ہوئے ہاتھ نیم دائرے کی شکل میں گھمایا تھا جس سے وہاں موجود دس کے دس مسلح افراد گولیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ فائرنگ کی آواز سن کر میجر رانسن بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر اپنے ساتھیوں کی لاشیں اور میجر پرمود کے ہاتھ میں مشین گن دیکھ کر وہ جیسے اپنی جگہ پر ساکت ہو کر رہ گیا۔

''دیکھ کیا رہے ہو۔ جلدی کرو۔ مشین گنیں اٹھاؤ ان کی''۔ میجر

پرمود نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے اٹھے اور انہوں نے فوراً ہلاک ہونے والے مسلح افراد کی مشین گنوں پر قبضہ کر لیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ تم نے ان سب کو کیوں ہلاک کیا ہے"...... میجر رانسن نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میجر پرمود کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے شاید اس طرح اچانک پانسہ پلٹنے کی ایک فیصد بھی امید نہیں تھی۔ اسے میجر پرمود کے ساتھ آتے دیکھ کر وہاں موجود مسلح افراد کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے تھے جس کا میجر پرمود نے بھرپور فائدہ اٹھایا تھا اور ایک ہی برسٹ میں تمام مسلح افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔

"تمہاری بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم بھی جاؤ"...... میجر پرمود نے کہا اور ساتھ ہی اس نے میجر رانسن پر بھی فائرنگ کر دی۔ میجر رانسن لٹو کی طرح گھومتا اور چیختا ہوا فرش پر گرا اور ساکت ہو گیا۔

"چلو چلو۔ باہر چلو جلدی"...... میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا اور پلٹ کر تیزی سے کمرے سے باہر کی طرف بھاگ اٹھا۔ اس کے ساتھی بھی تیزی سے اس کے پیچھے لپکے۔ ابھی وہ برآمدے میں پہنچے ہی تھے کہ پانچ مسلح افراد دوڑ کر ایک راہداری سے اس طرف مڑے۔ وہ شاید فائرنگ کی آوازیں سن کر آئے تھے۔ میجر پرمود کی مشین گن سے شعلے نکلے اور وہ پانچوں وہیں ڈھیر ہو گئے۔ میجر

پرمود اور اس کے ساتھی ان کی لاشیں پھلانگتے ہوئے باہر برآمدے میں پہنچ گئے۔

"ان ستونوں کے پیچھے پوزیشن لے لو"...... میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا اور خود تیزی سے برآمدے میں موجود ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ اس کے ساتھی تیزی سے ادھر ادھر بکھر گئے۔ جیپیں ان کے بائیں ہاتھ پر کافی فاصلے پر تھیں۔

اسی لمحے جیپوں کی طرف سے کئی مسلح افراد دوڑ کر اس طرف آتے دکھائی دیئے۔ انہیں دیکھتے ہی میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں نے ان پر فائر کھول دیا۔ مسلح افراد اچھل اچھل کر گر رہے تھے۔

میجر پرمود تیزی سے ستون کی آڑ سے نکلا اور دائیں طرف سے آنے والے مسلح افراد پر فائرنگ کرتا ہوا اپنی کار کی جانب دوڑتا چلا گیا جو اس کے بائیں ہاتھ کی طرف کھڑی تھی جبکہ اس کے ساتھی دائیں بائیں موجود مسلح افراد پر بے تحاشہ فائرنگ کرتے ہوئے جیپوں کی جانب بڑھے جا رہے تھے۔ جی پی فائیو کا ہیڈ کوارٹر بے تحاشہ فائرنگ اور انسانی چیخوں سے بری طرح گونج اٹھا تھا۔ بیرکوں اور سائیڈوں میں موجود مسلح افراد نے چاروں طرف سے نکل کر میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں پر جوابی فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی لیکن میجر پرمود اور اس کے ساتھی وہاں موجود جیپوں کی آڑ لیتے ہوئے خود کو ان کی فائرنگ سے بچا رہے تھے۔

میجر پرمود تیزی سے بھاگتا ہوا اپنی کار کی جانب آیا اور اس نے کار کی آڑ لیتے ہوئے کار کا دروازہ کھولا اور اندر گھس گیا۔ اس طرف کوئی مسلح شخص نہیں تھا۔ میجر پرمود نے کار میں داخل ہوتے ہی فوراً ڈیش بورڈ کھول کر اس کے اندر بنے ہوئے ایک خانے میں ہاتھ ڈال کر منی میزائل گن نکال لی جو اس نے احتیاطاً راستے میں ہی وہاں چھپا دی تھی۔ کار کی سیٹوں کے نیچے ان کا اسلحہ موجود تھا۔ شاید ابھی تک وہاں کسی کو کار کی چیکنگ کے احکامات نہیں دیئے گئے تھے ورنہ کار کی تلاشی سے انہیں سیٹوں کے نیچے چھپے ہوئے اسلحے سے بھرے ہوئے تھیلے مل جاتے۔

میجر پرمود نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر اس نے کار کی کھڑکی کھول کر دائیں طرف سے آنے والے مسلح افراد جن کی تعداد دس تھی اور وہ فائرنگ کرتے ہوئے کار کی طرف آ رہے تھے ان پر ایک منی میزائل فائر کر دیا۔ منی میزائل نے ان تمام مسلح افراد کے پرخچے اُڑا دیئے تھے۔ میجر پرمود نے دائیں بائیں دو اور میزائل فائر کئے۔ ان میزائلوں نے جیسے اس ہیڈ کوارٹر پر قیامت سی برپا کر دی تھی۔

میجر پرمود نے کار سٹارٹ کی اور اسے تیزی سے دوڑاتا ہوا جیپوں کی طرف لے آیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

”چلو چلو۔ جلدی کار میں بیٹھو۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے“۔ میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی دائیں بائیں سے آنے

والے مسلح افراد پر فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے کار کی طرف بڑھے اور پھر کار کے دروازے کھولتے ہوئے فوراً کار میں آ کر بیٹھ گئے۔

”آفتاب۔ تم اندر جا کر ڈیزرٹ سکارپین کو لے آؤ جلدی تب تک ہم انہیں سنبھالتے ہیں“...... میجر پرمود نے کہا تو آفتاب سعید فوراً کار سے نکلا اور جھکے جھکے انداز میں دوبارہ عمارت کی جانب دوڑتا چلا گیا۔

میجر پرمود کے ساتھی کار کی کھڑکیوں سے اس طرف آنے والے مسلح افراد پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے جبکہ میجر پرمود عمارت کے مختلف حصوں پر میزائل فائر کر رہا تھا جس سے عمارت بری طرح تباہ ہوتی جا رہی تھی۔ اسی لمحے سامنے گیٹ کھلا اور باہر سے کئی مسلح افراد دوڑتے ہوئے اندر آئے۔ کار گیٹ کے بالکل سامنے کھڑی تھی۔ میجر پرمود نے مسلح افراد کو اندر آتے دیکھ کر ان پر میزائل فائر کیا تو میزائل ایک مسلح آدمی کے سینے سے ٹکرا کر بلاسٹ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں کے بھی پرخچے اُڑتے چلے گئے۔

اسی لمحے آفتاب سعید بے ہوش ڈیزرٹ سکارپین کو کاندھوں پر ڈالے تیزی سے بھاگتا ہوا عمارت سے باہر آ گیا۔ وہ تیزی سے کار کی طرف آیا تو لیڈی بلیک نے فوراً اس کے لئے کار کا دروازہ کھول دیا۔

دروازہ کھلتے ہی آفتاب سعید بے ہوش ڈیزرٹ سکارپین کے ساتھ غڑاپ سے کار میں آ گیا۔ اس کے کار میں آنے کی دیر تھی کہ میجر پرمود نے کار گیٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے دائیں بائیں کھڑی جیپوں اور سائیڈ میں کھڑے دونوں ہیلی کاپٹروں کو جن پر جی پی فائیو لکھا ہوا تھا میزائل سے تباہ کر دیا۔ جیپوں اور ہیلی کاپٹروں کے تباہ ہوتے ہی ہیڈ کوارٹر میں جیسے آگ بھڑک اٹھی۔ میجر پرمود کار دوڑاتا ہوا گیٹ کی طرف لایا اور پھر اس نے کھڑکی سے ہاتھ نکالتے ہوئے ایک میزائل گیٹ کے دائیں اور دوسرا بائیں جانب فائر کر دیا۔

میزائل گیٹ کی دائیں بائیں دیواروں سے ٹکرائے اور دیواروں کے پرخچے اُڑتے چلے گئے اور گیٹ اچھل کر باہر کی طرف گرا۔ باہر مسلح افراد موجود تھے جو شاید گیٹ کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ گیٹ ان پر گرا تھا جس سے ان کی چیخیں فضا میں بلند ہو گئی تھیں۔ میجر پرمود کار بجلی کی سی رفتار سے گیٹ کے اوپر سے دوڑاتا ہوا باہر لے آیا۔

گیٹ کے دائیں بائیں دیواروں کے پاس بھی کچھ مسلح افراد موجود تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ گیٹ سے باہر آنے والی کار پر فائرنگ کرتے لیڈی بلیک، کیپٹن نوازش، کیپٹن توفیق اور لاٹوش جنہوں نے کار کی دونوں طرف کی کھڑکیاں سنبھال رکھی تھیں انہوں نے دائیں بائیں مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی جس سے

دیواروں کے پیچھے چھپے ہوئے مسلح افراد اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے اور میجر پرمود کار تیزی سے باہر دوڑاتا لے گیا۔

کار کے ٹائر ریت میں دھنس دھنس جا رہے تھے لیکن میجر پرمود اس کے باوجود کار کو سنبھالے اُڑا جا رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ہیڈ کوارٹر سے کافی دور آ گئے۔ میجر پرمود کار جان بوجھ کر ریت کے بنے ہوئے ٹیلوں کی طرف لے جا رہا تھا تاکہ اگر کوئی ان کے پیچھے آئے تو وہ آسانی سے ان کی نظروں میں نہ آ سکیں۔

میجر پرمود نے ہیڈ کوارٹر میں موجود جیپیں اور دونوں ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے تھے وہاں سے فوری طور پر تو کسی کے آنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا لیکن ہیڈ کوارٹر کافی بڑا تھا اور ضروری نہیں تھا کہ وہاں موجود تمام افراد ہلاک ہو گئے ہوں۔ ہیڈ کوارٹر کا کمیونیکیشن سسٹم بھی ٹھیک تھا جس سے فوری طور پر صحارا میں موجود خفیہ فوجی ٹھکانوں یا جی پی فائیو کی مزید فورس کو ان کے بارے میں اطلاع دی جا سکتی تھی اور کسی بھی لمحے صحارا کی طرف سے گن شپ ہیلی کاپٹر ان کا مزاج پوچھنے کے لئے وہاں آ سکتے تھے۔

"کار میں یہاں آنے سے بہتر تھا کہ ہم وہاں موجود کسی ہیلی کاپٹر کو لے لیتے۔ اس سے ہم صحارا میں زیادہ سے زیادہ دور تک جا سکتے تھے"...... لیڈی بلیک نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہاں سے ہیلی کاپٹر نکالنا ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ ہیڈ کوارٹر میں خفیہ جگہوں پر ایئر کرافٹ گنیں بھی موجود ہو سکتی

تھیں۔ اگر ہم ہیلی کاپٹر لے کر وہاں سے نکلتے تو فوراً اس ہیلی کاپٹر کو ایئر کرافٹ گنوں سے مار گرایا جا سکتا تھا۔ میں نے احتیاطاً وہاں موجود جیپوں اور ہیلی کاپٹروں کو نشانہ بنایا تھا تا کہ فوری طور پر وہ ہمارے پیچھے نہ آ سکیں“...... میجر پرمود نے کہا۔

”ہیلی کاپٹر کی جگہ ہم وہاں سے جیپیں لے آتے تو کار کی نسبت ہم جیپیں پر زیادہ آسانی سے ریت کے سمندر پر سفر کر سکتے تھے“...... آفتاب سعید نے کہا۔

”کار میں ہمارا اسلحہ تھا اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ ہم سیٹوں کے نیچے سے اسلحہ نکال کر جیپوں میں منتقل کرتے اور پھر وہاں سے نکلتے“...... میجر پرمود نے منہ بنا کر کہا تو آفتاب سعید خاموش ہو گیا۔ میجر پرمود ریت کے ٹیلے کے پیچھے سے کار موڑ کر دوسری جانب لایا ہی تھا کہ اچانک ان کے عقب میں ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ریت کا ٹیلا ہوا میں بکھرتا دکھائی دیا۔ ریت کا ٹیلا طوفان بن کر ہوا میں پھیل گیا تھا۔ دوسرے لمحے انہیں اس طوفان میں سے کئی سرخ شعلے سے نکل کر اس طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے۔

ان شعلوں کو دیکھ کر میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی آنکھیں پھیل گئیں۔ وہ ریڈ میزائل تھے جو شاید ہیڈ کوارٹر سے ان پر فائر کئے جا رہے تھے۔ دوسرے لمحے انہیں اپنے ارد گرد خوفناک دھماکوں کے ساتھ آگ اور ریت کا طوفان اٹھتا دکھائی دیا۔ اسی لمحے ایک

اور خوفناک دھماکہ ہوا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے اس بار میزائل ٹھیک ان کی کار کے عقبی بمپر سے ٹکرایا ہو۔ دوسرے لمحے انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے خون کی سی سرخی بھرتی ہوئی دکھائی دی اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کار ہٹ ہو گئی ہو اور اس کے ساتھ ہی ان کے بھی پرخچے اُڑ گئے ہوں۔

عمران غور سے فائٹر ہوپرز میں بیٹھے ہوئے روبوٹس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے اچانک بلیک برڈ کے اسپیکروں میں کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر بلیک برڈ کا ٹرانسمیٹر سسٹم آن کر دیا۔ کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں ٹرانسمیٹر سسٹم سے آ رہی تھیں۔ جیسے ہی عمران نے ٹرانسمیٹر آن کیا اسی لمحے بلیک برڈ میں ایک تیز آواز گونجنے لگی۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران میری کال رسیو کرو۔ میں تھریسیا بول رہی ہوں۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے تھریسیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کال کرنے کی بجائے اگر تم خود ٹرانسمٹ ہو کر بلیک برڈ میں آ جاؤ تو میں تمہیں بھی رسیو کر سکتا ہوں۔ اوور"...... عمران نے

ٹرانسمیٹر کے مائیک میں کہا۔

"سنو عمران۔ تمہارا بلیک برڈ اس وقت ہماری روبو فورس کے گھیرے میں ہے۔ تمہارے لئے بہتر ہو گا کہ تم بلیک جیک کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ تمہیں یہاں سے ایک انچ بھی آگے بڑھنے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ اوور"...... تھریسیا نے عمران کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اسی طرح چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا روبو فورس کی کمانڈ تم کر رہی ہو۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ صرف میرے ایک حکم کے منتظر ہیں۔ میرا حکم ملتے ہی یہ بلیک برڈ پر ریڈ لیزرز سے حملہ کر دیں گے جس سے بلیک برڈ اور تم سب ایک لمحے میں جل کر بھسم ہو جاؤ گے۔ اوور"...... تھریسیا کی آواز سنائی دی۔

"یہ جانتے ہوئے بھی تم روبو فورس سے ہم پر حملہ کراؤ گی کہ بلیک جیک بھی بلیک برڈ میں موجود ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اگر تم نے بلیک جیک کو ہمارے حوالے نہ کیا تو پھر ہم اس کی بھی پرواہ نہیں کریں گے۔ تم جیسے خطرناک ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے لئے زیرو لینڈ کو اگر بلیک جیک جیسے ٹاپ ایجنٹ کی بھی قربانی دینی پڑے تو ہم اس کی بھی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔ اوور"...... تھریسیا نے کسی ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

"تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ روبو فورس سے کہو کہ یہ بلیک برڈ

پر حملہ کر دیں۔ اوور''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا
اس کی بات سن کر سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بری طرح
چونک پڑے جو ہیڈ فونز سے عمران اور تھریسیا کی باتیں سن رہے
تھے۔

''کیا مطلب۔ کیا تم بلیک جیک کو ہمارے حوالے نہیں کرو
گے۔ اوور''...... تھریسیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''ابھی میرا موڈ نہیں ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''مجھے تمہارے موڈ سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ میں تم سے آخری
مرتبہ پوچھ رہی ہوں کہ تم بلیک جیک کو ہمارے حوالے کرو گے یا
نہیں۔ اوور''...... تھریسیا نے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں بلیک جیک کو تمہارے حوالے نہیں کروں۔ یہی تم
چاہتی ہو نا تم۔ کر لو جو تمہیں کرنا ہے اب۔ اوور''...... عمران نے
اسی اطمینان سے کہا تو جواب میں تھریسیا کی غراتی ہوئی آواز سنائی
دی۔

''او کے۔ اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو ایسا ہی سہی۔ روبو کمانڈر
کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ اوور''...... تھریسیا نے پہلے عمران
سے اور پھر روبو کمانڈر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس لیڈی کمانڈر۔ ہم تمہاری آواز سن سکتے ہیں۔ اوور''......
ایک روبوٹ کی مشینی آواز سنائی دی۔

''بلیک برڈ پر حملہ کرو اور اسے مکمل طور پر تباہ کر دو۔ اس پر اس

وقت تک ریڈ لیزر فائر کرتے رہو جب تک بلیک برڈ کا ایک ایک
پرزہ جل کر راکھ نہیں ہو جاتا۔ اوور''...... تھریسیا نے چیختے ہوئے
کہا۔

''یس لیڈی کمانڈر۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور''...... اسی روبوٹ
کی آواز سنائی دی۔ عمران نے فوراً چند بٹن پریس کئے اور اطمینان
سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اچانک سامنے
موجود فائٹر ہوپرز کے فرنٹ سے ایک شیشے کا عجیب وغریب راڈ سا
باہر آیا جس میں سرخ رنگ کی روشنی چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی
تھی۔ راڈ کا اگلا سرا کافی چوڑا تھا اور اس سے آگ کے شعلے سے
نکلتے دکھائی دے رہے تھے۔

''ایٹ ناؤ''...... تھریسیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو
دوسرے لمحے اچانک سامنے موجود دونوں فائٹر ہوپرز کے فرنٹ سے
نکلے ہوئے شیشے کے راڈز سے سرخ رنگ کی تیز روشنی کی پھوار سی
نکلی اور دوسرے ہی لمحے بلیک برڈ کی ونڈ سکرین جیسے آگ کی طرح
سرخ ہوتی چلی گئی۔ یہی نہیں بلیک برڈ کے چاروں طرف دو دو فائٹر
ہوپرز موجود تھے ان سب نے بھی بلیک برڈ پر سرخ روشنی فائر کرنی
شروع کر دی تھی جس سے بلیک برڈ چاروں طرف سے سرخ روشنی
میں نہا سا گیا تھا۔ فرنٹ کے ساتھ ساتھ بلیک برڈ میں موجود
کھڑکیوں جیسی سکرینیں بھی انتہائی سرخ ہو گئی تھیں۔

''یہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ ہم پر ریڈ لائٹ برسا رہے ہیں اور تم

اطمینان سے بیٹھے ہو۔ تم نے سنا نہیں تھریسیا نے کہا ہے کہ وہ ریڈ لیزر سے بلیک برڈ مکمل طور پر جلا کر راکھ بنا سکتی ہے''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''تو بنانے دو۔ تم ڈر کیوں رہی ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ڈرتی ہے میری جوتی''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہاری جوتی اتنی ہی ڈرنے والی ہے تو اسے پیروں سے اتار کر پھینک کیوں نہیں دیتی''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر چند بٹن پریس کئے تو سکرین سے سرخ روشنی مدہم پڑتی چلی گئی اور اس مدہم روشنی میں انہیں سامنے موجود فائٹر ہوپرز ایک بار پھر صاف طور پر دکھائی دینا شروع ہو گئے۔ جن کے شن کے راڈز سے مسلسل ریڈ لیزر نکل کر بلیک برڈ پر پڑ رہی تھی۔

عمران نے لیور کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک سکرین پر نظر آنے والے دونوں فائٹر ہوپرز کے فرنٹ پر دو کراس سے بن گئے۔ یہ کراس کے نشان ایسے تھے جیسے عمران نے دونوں فائٹر ہوپرز کو اپنے ٹارگٹ پر لیا ہو۔

''اب دیکھو ان کا انجام''...... عمران نے کہا اور اس نے لیور کے اوپر لگے ہوئے سرخ رنگ کے ایک بٹن کو پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا اسی لمحے بلیک برڈ کے نچلے حصے سے راڈز جیسی دو گنوں کی نالیں نکل کر باہر آ گئیں۔ عمران نے ایک بار

پھر اسی بٹن کو پریس کیا تو ان نالوں سے زرد رنگ کی لیزر بیمز نکل کر ٹھیک سامنے موجود دونوں فائٹر ہوپرز سے ٹکرائیں۔ اسی لمحے انہوں نے دونوں فائٹر ہوپرز کے پرزے فضا میں بکھرتے دیکھے۔ لیزر بیمز نے ایک لمحے میں دونوں فائٹر ہوپرز کے پرخچے اُڑا دیئے تھے۔ جیسے ہی سامنے موجود دونوں فائٹر ہوپرز تباہ ہوئے ان سے نکلنے والی ریڈ لیزر ختم ہو گئی اور ونڈ سکرین صاف ہوتی چلی گئی۔ عمران فوراً بلیک برڈ کو حرکت میں لایا اور اس نے بلیک برڈ کو گھماتے ہوئے ارد گرد موجود دوسرے فائٹر ہوپرز کو لیزر بیمز سے نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ وہ فضا میں ایک ہی جگہ معلق تھا اور بلیک برڈ کو چاروں طرف گھما رہا تھا۔ بلیک برڈ کو گھماتے ہوئے وہ ارد گرد موجود فائٹر ہوپرز کو لیزر بیمز سے نشانہ بناتا جا رہا تھا۔ بلیک برڈ کی لیزر بیم جس فائٹر ہوپر پر پڑتی وہ زور دار دھماکے سے پھٹ جاتا۔ فضا میں جیسے آگ کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ بلیک برڈ کے ارد گرد موجود فائٹر ہوپرز تیزی سے پیچھے ہٹ گئے تھے اور انہوں نے پیچھے ہٹتے ہوئے ریڈ لیزر کے ساتھ بلیک برڈ پر میزائل بھی داغنا شروع کر دیئے تھے۔ عمران ان میزائلوں کو بھی خاطر میں نہ لایا تھا۔ میزائل بلیک برڈ سے ٹکرا کر زور دار دھماکوں سے پھٹنا شروع ہو گئے لیکن حیرت انگیز بات یہ تھی کہ نہ فائٹر ہوپرز کی ریڈ لیزر سے بلیک برڈ کو کوئی نقصان پہنچا تھا اور نہ ہی میزائلوں سے بلیک برڈ کو کوئی نقصان پہنچ رہا تھا البتہ زور دار دھماکوں سے بلیک

برڈ کو جھٹکے ضرور لگ رہے تھے لیکن یہ جھٹکے ایسے نہیں تھے کہ اندر بیٹھے ہوئے افراد اس سے ہل جاتے۔

فائٹر ہوپرز کی تعداد کافی زیادہ تھی انہوں نے تیزی سے بلیک برڈ کے گرد چکراتے ہوئے اس پر مسلسل بلاسٹر میزائل اور ریڈ لیزر فائر کرنا شروع کر دی تھی۔ عمران بھی بلیک برڈ کو اسی طرح چاروں طرف موڑتے ہوئے فائٹر ہوپرز کو نشانہ لے کر ان پر لیزر بیم فائر کرتا جا رہا تھا جس سے فضا میں دھماکوں کے ساتھ ہر طرف آگ کا طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ فائٹر ہوپرز کی ریڈ لیزر اور بلاسٹر میزائل بلیک برڈ کو تباہ کیوں نہیں کر رہے ہیں۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر سے تھریسیا کی چیختی ہوئی، پریشان زدہ آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر ایکس نے زیرو لینڈ کی سائنسی ترقی کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے تھریسیا۔ تم بلیک برڈ کو تباہ کرنے کے لئے زیرو لینڈ کی بہت کمزور روبو فورس ساتھ لائی ہو۔ میں نے بلیک برڈ کے گرد پاور ریز کی دیوار بنا دی ہے جس سے تمہارے فائٹر ہوپرز کی ریڈ لیزر اور بلاسٹنگ میزائل ٹکرا کر ناکارہ ہو رہے ہیں۔ تم کچھ بھی کر لو۔ فائٹر ہوپرز بلیک برڈ کو معمولی سا بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ تمہارے لئے بہتر ہو گا کہ تم فائٹر ہوپرز کو واپس بلا لو ورنہ یہ سب میرے ہاتھوں تباہ ہو جائیں گے۔ اوور''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''پاور ریز۔ اوہ اوہ۔ تو تم نے پاور ریز آن کر رکھی ہے۔ اسی لئے فائٹر ہوپرز کی ریڈ لیزر اور بلاسٹر میزائل بلیک برڈ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے ہیں۔ اوور''...... تھریسیا کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ بلیک برڈ کے سامنے تم زیرو لینڈ کے بلیک اور ریڈ اسپیس شپس بھی لے آؤ تو وہ بھی بلیک برڈ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے البتہ میں بلیک برڈ کے سامنے آنے والی ہر فورس کو آسانی سے نشانہ بنا کر تباہ کر سکتا ہوں۔ اب سوچ لو۔ تمہیں اگر فائٹر ہوپرز میں موجود روبو فورس کی ضرورت نہیں ہے تو میں ان سب کو تباہ کر دیتا ہوں۔ بلیک برڈ کی لیزر بیمز اس جیسے ہزاروں فائٹر ہوپرز کو تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ اگر تم نے تمام فائٹر ہوپرز کو تباہ کر دیا تو میں سپریم کمانڈر کو کیا جواب دوں گی۔ رک جاؤ۔ مت کرو انہیں تباہ۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ اوور''۔ تھریسیا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''او کے میں اپنا ہاتھ روک لیتا ہوں۔ میں تمہیں ایک منٹ کا وقت دیتا ہوں۔ اگر اس ایک منٹ میں تمام فائٹر ہوپرز یہاں سے نہ گئے تو پھر ان میں سے کوئی ایک بھی سلامت نہیں رہے گا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

"نہیں نہیں۔ میں انہیں واپس بلاتی ہوں۔ ابھی واپس بلاتی ہوں۔تم بس انہیں تباہ نہ کرو۔ اوور"...... تھریسیا نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"او کے۔ تمہارے پاس ایک منٹ ہے اور وہ منٹ شروع ہو چکا ہے۔ اوور"...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"روبو کمانڈر۔ روبو کمانڈر۔ اوور"...... تھریسیا نے چیختے ہوئے روبو کمانڈر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس۔ لیڈی کمانڈر۔ بولو۔ ہم تمہاری آواز سن رہے ہیں۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے روبو کمانڈر کی آواز سنائی دی۔

"مشن از اوور۔ تم اپنی فورس لے کر فوراً واپس آ جاؤ۔ ابھی اور اسی وقت۔ اوور"...... تھریسیا نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"او کے لیڈی کمانڈر۔ ہم آ رہے ہیں۔ اوور"...... روبو کمانڈر کی آواز سنائی دی۔

"ہری اپ۔ ہری اپ۔ اوور"...... تھریسیا نے کہا۔ دوسرے لمحے انہوں نے بلیک برڈ کے ارد گرد چکراتے فائٹر ہوپرز کو رخ بدل کر واپس جاتے دیکھا۔ چند ہی لمحوں میں تمام فائٹر ہوپرز وہاں سے پرواز کرتے ہوئے خلاء کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

"میں نے تمام فائٹر ہوپرز کو واپس بلا لیا ہے عمران۔ اوور"۔ تھریسیا نے ایک بار پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ اوور"...... عمران نے اطمینان

ے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بلیک جیک کو کہاں لے جا رہے ہو اور تم اسے ہمارے والے کیوں نہیں کر رہے ہو۔ اوور"...... تھریسیا نے پوچھا۔

"تم خود ہی اسے میرے پاس چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ مجھے یہ پسند آ گیا ہے اس لئے میں نے اسے اپنے ساتھ رکھ لیا ہے۔ اب مری مرضی ہے کہ میں اسے زیرو لینڈ والوں کو واپس کروں یا ہمیشہ کے لئے اپنے پاس رکھوں۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اسے زیادہ دیر اپنے پاس نہیں رکھ سکو گے عمران۔ یہ زیرو لینڈ کا ایجنٹ ہے اور اسے ہر حال میں زیرو لینڈ واپس جانا ہو گا۔ ہر حال میں سمجھے تم۔ اوور"...... تھریسیا نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا فی الحال تو یہ میرے ساتھ ہے اور جب تک میں نہ چاہوں تم تو کیا تمہارے دادا جان جناب سپریم کمانڈر بھی اسے میری مرضی کے بغیر زیرو لینڈ نہیں لے جا سکتے۔ اوور"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"یہ تمہاری بھول ہے عمران۔ میں نے ابھی سپریم کمانڈر سے اس بات کو مخفی رکھا ہوا ہے کہ بلیک جیک تمہارے قبضے میں ہے اور اس کا وائس کنٹرولر بھی تمہارے پاس ہے۔ جب اسے پتہ چلے گا تو وہ تم سے بلیک جیک کو حاصل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے گا۔ اوور"...... تھریسیا نے تلخ لہجے میں کہا۔

"وہ ایسا کر کے تو دیکھے پھر دیکھنا میں اس کی ایڑی پر ایڑی مار کر ایڑی توڑ دوں گا اور چوٹی بھی توڑ کر اس کے ہاتھ میں تھما دوں گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یہ تو وقت بتائے گا کہ کون کس کی ایڑی توڑتا ہے اور کون کس کی چوٹی توڑ کر اس کے ہاتھ میں تھماتا ہے۔ اوور"...... تھریسیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم اس وقت کا انتظار کرو۔ اس وقت تک کے لئے ٹاٹا، بائے بائے اینڈ اوور اینڈ آل"...... عمران نے منہ بنا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہونہہ۔ تو یہ حملہ تھریسیا نے بلیک جیک کو چھڑانے کے لئے کرایا تھا"...... جولیا نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"جب تک بلیک جیک ہمارے ساتھ ہے اور ہم بلیک برڈ میں ہیں زیرو لینڈ والے اسپیس شپس کی پوری فورس بھی لے کر آ جائیں تو وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ الٹا میں انہیں دن میں تاروں کے ساتھ چاند اور سورج بھی دکھا دوں گا"...... عمران نے کہا۔ اس نے بلیک برڈ کے چند بٹن پریس کئے تو اچانک سامنے والی سکرین پر دنیا کا ایک بہت بڑا نقشہ پھیلتا چلا گیا۔ عمران سائیڈ میں لگا ہوا ایک ڈائل گھما رہا تھا جس سے سکرین پر پھیلا ہوا نقشہ کسی گلوب کی طرح گھومتا جا رہا تھا۔ عمران نے نقشے کو براعظم افریقہ پر ایڈجسٹ کرتے ہوئے چند بٹن پریس کئے اور پھر اس نے ایک اور بٹن

پریس کر کے سکرین پر صحرائے اعظم کو پھیلا لیا۔

"روشی۔ صحرائے اعظم میں ہمیں کس مقام پر جانا ہے۔ تم نے کہا تھا کہ تم اس مقام کے بارے میں جانتی ہو جہاں گولڈن کرسٹل گرا ہے"...... عمران نے روشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوہ باگر کی جانب چلو۔ وہیں چل کر میں تمہیں بتاؤں گی کہ گولڈن کرسٹل کوہ باگر کے کس مقام پر گرا ہے اور اسے وہاں سے کیسے نکالا جا سکتا ہے"...... روشی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے ڈائل گھما کر نقشے پر پھیلے ہوئے صحرائے اعظم کے کوہ باگر کو ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ نقشے پر موجود کوہ باگر کے گرد ایک سرخ رنگ کا سرکل سا بن گیا جو سپارک ہونا شروع ہو گیا تھا۔ سرکل کو سپارک ہوتے دیکھ کر عمران نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور پھر اس نے بلیک برڈ کو ایک بار پھر بلندی پر لے جا کر صحرائے اعظم کا سفر شروع کر دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد عمران نے بلیک برڈ کی بلندی کم کرنی شروع کر دی۔ اب بلیک برڈ کا فرنٹ نیچے کی طرف جھک آیا تھا اور بلیک برڈ تیزی سے نیچے جا رہا تھا۔ سکرین سے نقشہ غائب ہو چکا تھا اور اب سکرین پر تا حد نگاہ پھیلا ہوا صحرا دکھائی دے رہا تھا۔ جوں جوں بلیک برڈ نیچے جا رہا تھا عمران کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے وہ کنٹرول پینل کے مختلف بٹن پریس کرتا ہوا ڈائل گھماتا جا رہا تھا جس سے نہ صرف بلیک برڈ کی رفتار

کنٹرول کی جا سکتی تھی بلکہ اسے زمین سے چند میٹر کی بلندی پر بھی ایک مخصوص رفتار سے اُڑایا جا سکتا تھا۔

سکرین پر صحرا میں ہر طرف ریت اُڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جس کی رفتار بے حد تیز تھی۔

''لگتا ہے صحرا میں اس وقت طوفان آیا ہوا ہے۔ ہر طرف ریت اُڑتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ طوفان کی شدت تیز ہے۔ ہم اس طوفان سے بچتے ہوئے آگے جائیں گے اور پھر صحرا کے اوپر سے گزرتے ہوئے کوہ باگر پہنچ جائیں گے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ اسی لمحے اچانک ایک تیز گڑگڑاہٹ ہوئی اور بلیک برڈ یوں کانپ اٹھا جیسے اس سے کوئی بھاری چٹان سی آ ٹکرائی ہو۔

''یہ کیا ہوا ہے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''معلوم نہیں۔ راستہ تو بالکل صاف ہے یہاں ایسی کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی ہے جو بلیک برڈ سے ٹکرا سکے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ایک بار پھر کنٹرول پینل کے مختلف بٹن آف اور آن کرنا شروع ہو گیا تھا۔ بلیک برڈ مسلسل لرز رہا تھا۔ اس سے اچانک تیز اور گونج دار آوازیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔ یہ آوازیں تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھیں اور بلیک برڈ کے لرزنے کی رفتار بھی اس قدر زیادہ ہو گئی تھی کہ عمران کو اپنے سامنے سکرین بھی ہلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جس سے اسے اندازہ ہی نہیں ہو رہا

وہ کس طرف جا رہا ہے۔ عمران بلیک برڈ کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن پھر اچانک بلیک برڈ کے عقبی حصے میں زور دار دھماکہ ہوا اور بلیک برڈ کے تمام انجن خود بخود بند ہونا شروع ہو گئے۔ عمران کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے وہ بار بار مختلف بٹن پریس کر رہا تھا۔ لیور کو دائیں بائیں کرتے ہوئے وہ بلیک برڈ کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا پھر اچانک اس کے سامنے کنٹرول پینل کا تمام سسٹم خود بخود بند ہوتا چلا گیا اور ساتھ ہی بلیک برڈ کی تمام سکرینیں بھی آف ہونا شروع ہو گئیں۔ عمران اور اس کے ساتھی اس ناگہانی آفت کے لئے ہرگز تیار نہیں تھے۔ وہ پریشانی کے عالم میں چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ بلیک برڈ میں اس قدر تاریکی چھا گئی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پھر انہیں یوں محسوس ہوا جیسے بلیک برڈ اچانک کسی گرد باد کے شکنجے میں آ گیا ہو۔ دوسرے لمحے انہیں بلیک برڈ کے ساتھ اپنے دماغ بھی لٹو کی طرح گھومتے ہوئے محسوس ہونا شروع ہو گئے۔

عمران تمام مشینی سسٹم بند ہونے کے باوجود پاگلوں کی طرح کنٹرول پینل پر ہاتھ مار رہا تھا جیسے اس طرح زور زور سے ہاتھ مارنے پر کنٹرول پینل پھر سے ایکٹیو ہو گا اور تمام مشینیں پھر سے آن ہو جائیں گی لیکن عمران کی کوئی کوشش کام نہیں آ رہی تھی۔

صحرائے اعظم میں انتہائی شدید اور خوفناک طوفان آیا ہوا تھا۔

اس طوفان نے جیسے صحرائے اعظم کی زندگی بری طرح سے تہ
دی تھی۔ جگہ جگہ پہاڑی چٹانیں اُڑتی ہوئی آ رہی تھیں۔ تیز
خوفناک شور سے صحرا گونج رہا تھا۔ بلیک برڈ جس میں عمران اور
کے ساتھی سوار تھے اس کے تمام انجن اور مکینیکل سسٹم آف ہو
تھے اور اب بلیک برڈ آسمان سے کسی بے جان پرندے کی طرح
الٹتا پلٹتا ہوا تیزی سے نیچے گرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

صحرا میں طوفانی بگولے بن رہے تھے جن کی رفتار کسی بھی طر
ان طاقتور اور خوفناک مووِنڈرز سے کم نہیں تھی جن کی شدت
طاقت کو ایف فائیو کہا جاتا تھا۔ صحرا میں بننے والے یہ طا
مووِنڈرز ایف فائیو سے بھی کہیں بڑھ کر بڑے اور طاقتور تھ
پہاڑ کے پہاڑ غائب کر دینے کی طاقت رکھتے تھے۔ بلیک برڈ تیز
سے نیچے گرتا ہوا آیا اور سیدھا ایک طاقتور اور بڑے مووِنڈر
پھنستا چلا گیا۔ دوسرے لمحے بلیک برڈ ایک حقیر تنکے کی طرح ا
مووِنڈر میں برق رفتاری سے گھومنا شروع ہو گیا۔ مووِنڈر کے سا
گھومنے والے بلیک برڈ کی رفتار بجلی کی رفتار سے بھی ہزاروں گ
تیز تھی۔ دوسرے لمحے بلیک برڈ صحرا کے اس مووِنڈر میں یوں گم
چلا گیا جیسے کبھی اس کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔

کرنل فریدی نے جیسے ہی کرنل فرانک کو اپنی طرف بڑھتے
اس کے اعصاب یکلخت تن گئے اور پھر اچانک کرنل فریدی
کی سی تیزی سے اچھلا اور کرنل فرانک کے اوپر سے ہوتا ہوا
اس کے عقب میں آ گیا۔

کرنل فریدی کو اس طرح چھلانگ لگاتے اور اپنے اوپر سے
رتے دیکھ کر کرنل فرانک فوراً نیچے جھک گیا تھا وہ تیزی سے
مڑا لیکن اتنی دیر میں کرنل فریدی اس پر کسی چیتے کی طرح
پٹ چکا تھا۔ کرنل فریدی نے کرنل فرانک کا ایک ہاتھ پکڑ کر بجلی
کی تیزی سے گھمایا۔ ہاتھ گھومتے ہی کرنل فرانک کا جسم بھی گھوم
ہا تھا۔ اس سے پہلے کہ میجر آرمنڈ یا مسلح افراد کچھ سمجھتے کرنل
یدی نے کرنل فرانک کا ایک ہاتھ موڑ کر اس کی کمر سے لگا دیا
ر کرنل فریدی کے دوسرے ہاتھ میں کرنل فرانک کی گردن جکڑی

ہوئی تھی۔ کرنل فرانک، کرنل فریدی کے ہاتھوں میں بری طر
مچلنے لگا لیکن کرنل فریدی نے جیسے ہی اس کی گردن کو جھٹکا
فرانک یوں ساکت ہو گیا جیسے کرنل فریدی نے اس کی گ
ہڈی توڑ دی ہو۔

''خبردار۔ میں کرنل فرانک کی گردن توڑ دوں گا''......
فریدی نے کرنل فرانک کی گردن میں حائل بازو کو زور دا
دیتے ہوئے کہا۔ اس کے جھٹکا دینے سے کرنل فرانک ا
ہاتھوں میں بری طرح سے تڑپ کر رہ گیا۔ میجر آرمنڈ اور
جیسے اپنی جگہ بت سے بن کر رہ گئے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ
کہ یہ سب کچھ اچانک کیسے ہو گیا ہے۔

''جیسا میں کہو۔ ویسا کرو ورنہ یاد رکھو کرنل فرانک جان
ہاتھ دھو بیٹھے گا اور میرا وعدہ ہے کہ اگر تم نے مجھ سے تعاون
میں کرنل فرانک کو زندہ چھوڑ دوں گا''...... کرنل فریدی
پھنکارتے ہوئے کہا۔

کرنل فرانک کی حالت بے حد بری ہو گئی تھی۔ اس کا
تکلیف کی وجہ سے بگڑ گیا تھا۔ آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی
کرنل فریدی کا بازو انتہائی سختی سے اس کی گردن کے گرد جما
تھا۔

''تم کیا چاہتے ہو''...... اچانک میجر آرمنڈ نے پوچھا۔ اس
کے لہجے میں غصہ اور بے بسی کی ملی جلی سی کیفیات نمایاں تھیں۔

''اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ اسلحہ پھینک دیں اور دس قدم
پیچھے ہٹ جائیں''...... کرنل فریدی نے کرنل فرانک کی گردن کو ایک
اور جھٹکا دیتے ہوئے کہا تو کرنل فرانک کے منہ سے دبی دبی چیخ
نکلی اور اس کی زبان باہر نکل آئی۔

''اوکے۔ ہم تیار ہیں۔ تم کرنل فرانک کو چھوڑ دو''...... میجر
آرمنڈ نے کرنل فرانک کی بری ہوتی ہوئی حالت دیکھ کر انتہائی
پریشانی کے عالم میں کہا۔

''جلدی کرو۔ ورنہ......'' کرنل فریدی نے غرا کر کہا تو میجر
آرمنڈ نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو انہوں نے فوراً ہاتھوں میں
پکڑی ہوئی مشین گنیں نیچے گرا دیں اور تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے
گئے۔ جیسے ہی مسلح افراد مشین گنیں گرا کر پیچھے ہٹے کرنل فریدی نے
اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے
اور انہوں نے مسلح افراد کی مشین گنیں اٹھانی شروع کر دیں۔ قافلے
کے سردار تاشاؤ نے اپنے ساتھیوں کو بھی اشارہ کیا تو وہ بھی باقی
مسلح افراد کی مشین گنیں اٹھانے کے لئے دوڑ پڑے۔

''ختم کر دو ان سب کو''...... کرنل فریدی نے چیختے ہوئے کہا
اس کی بات سن کر میجر آرمنڈ اور اس کے ساتھی بوکھلا گئے لیکن اس
سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے اچانک ماحول مشین گنوں کی مخصوص ریٹ
ریٹ کی تیز آوازوں اور انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونجنا
شروع ہو گیا۔ کرنل فریدی کے ساتھیوں کے ساتھ بدوؤں نے بھی

کرنل فرانک کے ساتھیوں پر شدت سے فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی۔

وہ سب آٹھ ہیلی کاپٹروں میں آئے تھے۔ کرنل فرانک اور سا افراد کو ہیلی کاپٹروں سے اتار کر ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس بھی ہیلی کاپٹروں کے انجن بند کر کے باہر آ گئے تھے۔ انہوں نے جو پانسہ پلٹتے دیکھا تو وہ سب تیزی سے اپنے اپنے ہیلی کاپٹروں کی جانب لپکے۔ پائلٹوں کو ہیلی کاپٹروں کی جانب دیکھ کر کرنل فریدی بری طرح سے چونک اٹھا۔

''پائلٹوں کو ہیلی کاپٹروں کی طرف جانے سے روکو۔ یہ گن شپ ہیلی کاپٹر ہیں اگر یہ ہیلی کاپٹر لے کر اوپر چلے گئے تو یہ ہم پر میزائل فائر کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائیں گے اور ہم سب مارے جائیں گے''...... کرنل فریدی نے چیختے ہوئے کہا۔ کرنل فریدی کی بات سن کر کیپٹن حمید اور اس کے چند ساتھی ہیلی کاپٹروں کی طرف فائرنگ کرتے ہوئے بھاگے۔ چار ہیلی کاپٹروں کے پائلٹ تو ہیلی کاپٹر تک پہنچنے سے پہلے ہی ڈھیر ہو گئے تھے لیکن چار ہیلی کاپٹروں کے پائلٹ جو ہیلی کاپٹروں کے زیادہ نزدیک تھے وہ ہیلی کاپٹروں میں فوراً سوار ہو گئے تھے لیکن جتنی دیر میں وہ ہیلی کاپٹر سٹارٹ کرتے کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی ان کے سروں پر پہنچ گئے اور انہوں نے ہیلی کاپٹروں کی فرنٹ کی طرف آتے ہوئے مشین گنوں کے رخ پائلٹوں کی جانب کر لئے۔ پائلٹ

ساکت رہ گئے اور پھر کیپٹن حمید اور اس کے ساتھیوں کے اشارے پر وہ ہاتھ اوپر کر کے ہیلی کاپٹروں سے باہر آ گئے جیسے ہی پائلٹ ہیلی کاپٹروں سے باہر آئے کیپٹن حمید اور اس کے ساتھیوں نے انہیں وہیں مار گرایا۔

ادھر کرنل فریدی نے کرنل فرانک کی گردن کی ایک مخصوص رگ دبا کر اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ کرنل فرانک کے تمام ساتھی مارے گئے تھے۔ ہر طرف کرنل فرانک کے ساتھیوں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ ان سب کو ہلاک کر کے سردار تاشاؤ اور اس کے ساتھی بے حد خوش تھے۔

''سب ختم ہو گئے ہیں۔ ان کے ہیلی کاپٹر اب ہمارے قبضے میں ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہمیں قافلے کو چھوڑ کر صحرا میں ان ہیلی کاپٹروں سے جانا چاہئے۔ اس طرح ہمارا سفر بھی طویل نہیں ہو گا اور ہم اطمینان سے کوہ باگر تک بھی پہنچ جائیں گے''...... کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کی جانب بڑھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ہیلی کاپٹروں کی وجہ سے ہم ان کی فورس کی نظروں میں آسانی سے آ جائیں گے۔ ان کے خفیہ فوجی ٹھکانوں کے ساتھ میزائل اسٹیشن بھی ہیں۔ وہ ہمیں کبھی بھی میزائلوں سے ہٹ کر سکتے ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''تو کیا آپ اتنا طویل سفر اس قافلے کے ساتھ ہی کریں گے''...... روزا نے کہا۔

"ہاں۔ اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے"...... کرنل فریدی نے کہا تو روزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا ہم نے اسرائیل کی ریڈ آرمی کو ختم کر کے اچھا کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس فورس کی تباہی کا سن کر یہاں مزید فورس آ جائے اور اس بار وہ ہمیں کوئی موقع دیئے بغیر ہی ہیلی کاپٹروں سے حملہ کر دیں"...... قافلے کے سردار تاشاؤ نے کرنل فریدی کے قریب آ کر پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہم راستے بدل کر چلیں گے اور کوشش کریں گے کہ یہاں اگر مزید فورس آئے تو انہیں اس بات کا علم نہ ہو کہ اس فورس کی تباہی میں کسی قافلے کا ہاتھ ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ ہم یہاں سے اپنے تمام نشان مٹا دیں گے"...... ہریش نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کے لئے ہم ان ہیلی کاپٹروں کو استعمال کریں گے۔ ہیلی کاپٹر ان راستوں پر انتہائی نیچی پرواز کریں گے جن راستوں سے ہم یہاں آئے ہیں۔ ہیلی کاپٹروں کے ہوٹروں کی وجہ سے ریت پر موجود ہمارے قدموں کے تمام نشان صاف ہو جائیں گے اور یہاں آنے والی دوسری فورس کو اس بات کا علم ہی نہیں ہو سکے گا کہ یہاں سے کوئی قافلہ گزرا تھا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اور ان ہیلی کاپٹروں کا کیا کرنا ہے"...... کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے شاید کرنل فریدی پر اس بات کا غصہ آ

رہا تھا کہ اس نے ہیلی کاپٹروں میں جانے سے انکار کر دیا تھا اور بدستور قافلے کے ساتھ تھکا دینے والا طویل سفر کرنا چاہتا تھا جس کے بارے میں سوچتے ہوئے بھی اس کی جان نکلتی جا رہی تھی۔

"ان ہیلی کاپٹروں کو بھی تباہ کر دیا جائے گا"...... کرنل فریدی نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کی مرضی۔ آپ کی مرضی کے بغیر تو ہم یہاں شاید سانس بھی نہ لے سکیں"...... کیپٹن حمید نے اسی انداز میں کہا۔

"تو پھر جاؤ اور جا کر پہلے ہیلی کاپٹروں سے قافلے کے نشان صاف کرو"...... کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید برے برے منہ بناتا ہوا اپنے ساتھ آٹھ افراد کو لے گیا جو ہیلی کاپٹر اُڑانا جانتے تھے۔ کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر اوپر اٹھ رہے تھے۔ کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی ہیلی کاپٹروں کو گھما کر ان راستوں کی طرف لے گئے جہاں سے قافلہ ریت پر نشان بناتا ہوا آیا تھا۔ کرنل فریدی کے کہنے پر قافلہ وہاں سے ایک بار پھر چل پڑا تھا تاکہ وہ اس جگہ سے زیادہ سے زیادہ دور جا سکیں جہاں انہوں نے ریڈ آرمی کو ہلاک کیا تھا۔ ان کے پیچھے ہیلی کاپٹر مسلسل اُڑتے پھر رہے تھے جس کی تیز ہواؤں سے ریت پر بننے والے انسانی اور اونٹوں کے نشان ختم ہوتے جا رہے تھے۔

جب کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ریڈ آرمی کی لاشوں سے

کافی دور آ گئے تو کرنل فریدی کے اشارے پر کیپٹن حمید اور ا
کے ساتھی ہیلی کاپٹروں کو واپس لے آئے۔ انہوں نے ہیلی کاپٹ
لینڈ کئے تو کرنل فریدی نے آٹھ کے آٹھ ہیلی کاپٹروں میں ٹائم
لگا دیئے جو اس کے بیگ میں موجود تھے۔ کرنل فریدی نے ٹائم
بموں پر دس دس منٹ کا ٹائم سیٹ کیا تھا۔ ٹائم بم لگاتے ہوئے
کرنل فریدی ان ہیلی کاپٹروں کو آٹو پائلٹ پر سیٹ کرتا جا رہا تھا۔
آٹو پائلٹ لگتے ہی ہیلی کاپٹر بغیر پائلٹوں کے خود بخود بلند ہو کر
ایک طرف اُڑنا شروع ہو گئے تھے۔ کچھ ہی دیر میں آٹھ کے آٹھ
ہیلی کاپٹر اُڑتے ہوئے ان سے کافی دور نکل گئے اور پھر اچانک فضا
تیز اور خوفناک دھماکوں سے بری طرح سے گونجنے لگی۔ ہیلی
کاپٹروں میں لگے ہوئے ٹائم بم ایک ایک کر کے بلاسٹ ہونا
شروع ہو گئے تھے اور ہیلی کاپٹر فضا میں ہی پھٹ کر بکھر گئے تھے۔

''پیچھے سے تو ہم نے قافلے کے تمام نشان صاف کر دیئے ہیں
لیکن اب جب ہم آگے بڑھیں گے تو کیا ریت پر ہمارے اور
اونٹوں کے قدموں کے نشان نہیں بن جائیں گے''...... انسپکٹر ریکھا
نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہوا تیز چلنا شروع ہو گئی ہے۔ تیز ہوا کی وجہ سے ریت پر
بنے ہوئے نشان خود بخود مٹنا شروع ہو جائیں گے۔ اگر ہوا کی رفتار
زیادہ تیز ہوئی تو ریڈ آرمی کی لاشوں کے ساتھ ہیلی کاپٹروں کے
ٹکڑے بھی ریت کے نیچے چھپ جائیں گے جنہیں دوسری کی

اُن کے لئے تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا۔ تب تک ہم نجانے
کہاں سے کہاں پہنچ جائیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''کرنل فرانک کا کیا کرنا ہے''...... کیپٹن حمید نے پوچھا جسے
کرنل فریدی نے بے ہوشی کی حالت میں اس کے ہاتھ پیر باندھ کر
ایک اونٹ پر اوندھا لٹا دیا تھا۔

''اسے ساتھ لے چلتے ہیں۔ اگر کسی اور فورس نے ہمیں گھیرنے
کی کوشش کی تو ہم کرنل فرانک کو یرغمال کے طور پر ان کے سامنے
کر کے خود کو ان سے بچانے کی کوشش کریں گے۔ کرنل فرانک ریڈ
آرمی کا چیف ہے اور ریڈ آرمی اور جی پی فائیو کی کوئی بھی فورس
اسے نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کریں گے''...... کرنل فریدی نے
کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ سب ایک بار پھر
اونٹوں پر سوار ہوئے اور اونٹ انہیں لئے ایک بار پھر چلنا شروع
ہو گئے۔

ہوا کی رفتار تیز ہوتی جا رہی تھی جس سے صحرا کی ریت اُڑنا
شروع ہو گئی تھی۔ ان سب نے ریت سے بچنے کے لئے منہ پر
کپڑے باندھ لئے تھے لیکن اس کے باوجود ریت انہیں اپنے
لباسوں میں گھستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا
جیسے کچھ ہی دیر میں یہ تیز ہوائیں آندھی کا روپ دھار لیں گی اور
ان کے لئے آگے بڑھنا مشکل ہو جائے گا لیکن پھر آہستہ آہستہ
ہواؤں کا زور ٹوٹنا شروع ہو گیا اور کچھ ہی دیر میں ہوائیں نارمل ہو

گئیں تو انہوں نے سکون کا سانس لیا۔

قافلہ رات بھر چلتا رہا پھر پو پھٹنا شروع ہو گئی تو سردار تاشاؤ کے حکم سے قافلہ روکنے کا حکم دیا گیا۔

"یہاں سورج کی کرنیں جلد ہی پھیل جاتی ہیں جس سے ریت تیزی سے گرم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں گرمی کی شدت اتنی زیادہ ہو گی کہ اونٹ بھی بلبلانا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اب ہم خیمے ڈال کر یہاں آرام کریں گے اور پھر شام کو دوبارہ قافلہ آگے لے جائیں گے"...... سردار تاشاؤ نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بیچ صحرا میں رکنا مناسب معلوم نہیں ہو رہا ہے۔ ابھی سورج نکلنے میں ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ لگ سکتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ اگر قریب کوئی نخلستان موجود ہے تو ہم وہاں چلے جائیں اور پھر وہیں چل کر اپنے خیمے لگائیں۔ سورج کی گرمی نخلستانوں میں یہاں کی نسبت کافی کم ہو گی"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں۔ نخلستان یہاں سے سینکڑوں کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں وہاں پہنچتے پہنچتے ہمیں کئی دن لگ جائیں گے۔ ہمیں سینکڑوں کلو میٹر تک ایسے ہی صحرا سے گزرنا پڑے گا"...... سردار تاشاؤ نے کہا تو کرنل فریدی ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ سردار تاشاؤ کے کہنے پر اس کے ساتھی فوراً اونٹوں سے اترے اور انہوں نے وہاں خیمے نصب کرنا شروع کر دیئے۔ خیموں کے علاوہ وہ اپنے ساتھ

بڑے بڑے ترپال بھی لائے تھے جنہیں انہوں نے خیموں سے کچھ فاصلے پر بڑے بڑے بانسوں کے اوپر چھت کی طرح ڈالنا شروع کر دیا تھا تاکہ اونٹ ان ترپالوں کے نیچے تیز دھوپ سے بچے رہیں۔ کچھ ہی دیر میں وہاں خیمے ہی خیمے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سب چونکہ بے حد تھکے ہوئے تھے اس لئے آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے تھے۔ دھوپ تیز ہوتے ہی وہاں گرمی کی شدت میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا تھا۔

وہ سب کھانا کھا کر خیموں میں جا کر لیٹ گئے تھے۔ رات بھر اونٹوں پر سفر کرنے کی وجہ سے ان کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا اس لئے لیٹتے ہی ان کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں اور وہ گہری نیند سو گئے۔

انہیں سوئے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک اونٹوں کے بلبلانے کی آوازوں سے کرنل فریدی کی آنکھ کھل گئی اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ باہر ہواؤں کا تیز شور سنائی دے رہا تھا۔ کرنل فریدی فوراً خیمے سے باہر نکلا۔ باہر نکلتے ہی اسے تیز ہوا کا تھپیڑا لگا اور ریت کرنل فریدی کی آنکھوں میں گھس گئی۔ جس سے کرنل فریدی بری طرح سے بوکھلا گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے مٹھی بھر کر مرچیں اس کی آنکھوں میں جھونک دی ہوں۔

ہوا کا شور بڑھتا جا رہا تھا۔ ہر طرف ریت اُڑتی دکھائی دے رہی تھی اور تیز ہوا کی وجہ سے خیمے بھی بری طرح سے پھڑ پھڑانا شروع ہو گئے تھے جس سے کرنل فریدی اور قافلے کے تمام افراد

جاگ گئے۔

''طوفان آ رہا ہے جلدی سے خیمے اکھاڑو ورنہ سب کچھ اڑ جائے گا''...... سردار تاشاؤ نے طوفان دیکھ کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور پھر جیسے قافلے میں ہڑبونگ سی مچ گئی۔ وہ سب جلدی جلدی سے خیمے اکھاڑنے اور انہیں سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں انہوں نے خیمے اکھیڑ کر اور انہیں سمیٹ کر اونٹوں کے سامان کے ساتھ باندھ دیا۔ آندھی کی رفتار میں انتہائی تشویشناک حد تک اضافہ ہو گیا تھا جس سے کان پڑی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ سب طوفان سے بچنے کے لئے ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے تھے۔ ہوا کا دباؤ اتنا زیادہ تھا کہ انہیں اپنے پیر اکھڑتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے اور انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ طوفان انہیں کچھ ہی دیر میں حقیر تنکوں کی طرح اڑا لے جائے گا۔ اونٹ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور بری طرح چیخ رہے تھے۔ وہ کھونٹوں سے بندھی ہوئی اپنی رسیاں کھول کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن چونکہ انہیں کھونٹوں سے انتہائی مضبوطی سے باندھا گیا تھا اس لئے وہ کوشش کے باوجود اپنی رسیاں نہیں تڑوا سکے تھے اور وہیں کھڑے دائروں میں گھومتے ہوئے چیخ رہے تھے۔

''اونٹوں کی طرف بھاگو۔ انہیں بٹھا کر ان کی اوٹ میں ہو جاؤ۔ جلدی''...... کرنل فریدی نے چیختے ہوئے کہا تو وہ سب تیزی

سے اونٹوں کی جانب بھاگے اور انہوں نے اونٹوں کو بیٹھانے کی کوشش کرنی شروع کر دی لیکن اونٹ کسی طرح سے بیٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ پھر ایک اونٹ نے زور دار جھٹکا مارا تو اس کا کھونٹا ہی باہر نکال لیا۔ جیسے ہی اس کا کھونٹا ریت سے نکلا وہ چیختا ہوا ایک جانب بھاگ نکلا۔ بدوؤں نے اسے پکڑنے کی بے حد کوشش کی لیکن اب بھلا اونٹ کہاں ان کے قابو میں آنے والا تھا۔ ایک اونٹ کھونٹا نکال کر وہاں سے بھاگا ہی تھا کہ باقی اونٹوں نے بھی رسیاں زور زور سے کھینچتے ہوئے اپنے کھونٹے اکھاڑنے شروع کر دیئے اور پھر کچھ ہی دیر میں تمام اونٹ وہاں سے بھاگتے چلے گئے۔ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ہر ممکن طریقوں سے اونٹوں کو قابو کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن اونٹ تیز آندھی کی شدت سے اپنے حواس کھو چکے تھے۔ وہ رکے بغیر بھاگتے چلے گئے۔ پھر اچانک تیز ہوا کے تھپیڑوں نے جیسے ان کے قدم اکھیڑنے شروع کر دیئے۔ وہ اچھل اچھل کر اور دور دور جا کر گرنا شروع ہو گئے۔ کرنل فریدی بھی خود کو سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا لیکن آندھی کی شدت اس قدر زیادہ تھی کہ وہ اپنی پوری کوشش کے باوجود اس طوفان کی شدت کا مقابلہ نہیں کر پا رہا تھا پھر اچانک اسے یوں لگا جیسے آندھی کے خوفناک دیو نے اسے اٹھا لیا ہو۔ دوسرے ہی لمحے کرنل فریدی ہوا میں اڑا جا رہا تھا۔ اس کا جسم ہوا میں بری طرح سے چکرا رہا تھا وہ خود کو سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا لیکن

اس قدر خوفناک آندھی میں اس کا کوئی زور نہ چل رہا تھا۔

تیز ہواؤں کے شور میں ہر طرف انسانی چیخ و پکار سنائی د
رہی تھی۔ کرنل فریدی اور قافلے کے افراد آندھی میں اس بری ط
سے گھر گئے تھے کہ ہوا انہیں واقعی حقیر تنکوں کی طرح اُڑائے
جا رہی تھی۔

آندھی کرنل فریدی کو اٹھا اٹھا کر اس بری طرح سے پٹخ رہی تھ
کہ کرنل فریدی کو اپنے جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہ
شروع ہو گئی تھیں اور پھر ایک بار جو کرنل فریدی کو ہوا نے اٹھا ک
سر کے بل ریت پر گرایا تو کرنل فریدی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس ک
سر کسی ٹھوس چیز سے ٹکرا گیا ہو۔ دوسرے لمحے کرنل فریدی کے دماغ
میں اندھیرا بھر گیا۔ کرنل فریدی اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ وہ اپنے
دماغ پر چھانے والے اندھیرے کو دور کر سکے۔ بے ہوش ہونے
کے باوجود آندھی کرنل فریدی کو اُڑائے لئے جا رہی تھی۔

میزائل کار کے عقب میں پھٹا تھا لیکن اس میزائل کی رزسٹنس
تی زیادہ تھی کہ اس نے کار کو بری طرح سے اچھال دیا تھا اور کار
لابازیاں کھاتی ہوئی ریت پر گری تھی اور الٹ کر دور تک گھسٹتی
ی گئی تھی۔

کار کے اس طرح اچھلنے اور الٹ کر دور تک گھسٹنے کی وجہ سے
جر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے دماغ گھوم کر رہ گئے تھے۔ یہی
جہ تھی کہ انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے ان کی کار کسی میزائل سے
ٹ ہو گئی ہو اور کار کے ساتھ ان کے پرخچے اُڑ گئے ہوں۔

میجر پرمود زور زور سے اپنا سر جھٹک رہا تھا تاکہ اس کے دماغ
پر چھانے والا اندھیرا دور ہو جائے۔ صحرا اب بھی دھماکوں سے گونج
رہا تھا۔ جی پی فائیو کے عارضی ہیڈ کوارٹر سے اب بھی ان کی طرف
میزائل داغے جا رہے تھے لیکن یہ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں

کی خوش قسمتی تھی کہ اب میزائل ان کی کار سے کافی دور گر رہے تھے جن سے ان کی کار محفوظ تھی۔ اگر کوئی میزائل آ کر ان کی کار سے ٹکرا جاتا تو حقیقتاً کار کے ساتھ ان کے پرخچے اُڑ جاتے۔

کچھ ہی دیر میں دھماکوں کا سلسلہ بند ہو گیا۔ میجر پرمود کچھ دیر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتا رہا۔ جب اس کا دماغ اعتدال پر آیا تو اس نے سر گھما کر پچھلی سیٹوں پر موجود اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو وہ سب الٹے پڑے تھے اور سب کے سب بے ہوش تھے۔ میجر پرمود نے اپنے سائیڈ کا دروازہ کھولنا چاہا لیکن کار چونکہ بری طرح سے الٹی تھی اس لئے اس کا دروازہ جام ہو گیا تھا۔ زور لگانے کے باوجود نہیں کھل رہا تھا۔ میجر پرمود نے اپنا جسم سکیڑا اور پھر وہ دروازے کی کھڑکی سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں وہ کار کی کھڑکی میں سے خود کو نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ کار سے نکل کر وہ چند لمحے گہرے گہرے سانس لیتا رہا۔ اس کے اردگرد ابھی تک ریت کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ ریت پر جگہ جگہ میزائلوں کے ٹکڑوں پر آگ لگی ہوئی تھی۔

یہ دیکھ کر میجر پرمود کے چہرے پر سکون آ گیا تھا کہ اس قدر زبردست میزائلنگ ہونے کے باوجود کار میں آگ نہیں لگی تھی۔ میجر پرمود چند لمحے اپنا سانس بحال کرتا رہا پھر وہ اٹھ کر کار کی عقبی سیٹوں کی طرف بڑھا اور اس نے کھڑکیوں سے ہی اپنے ساتھیوں کو کھینچ کھینچ کر باہر نکالنا شروع کر دیا۔

تیز دھوپ اسے اپنے جسم میں بری طرح سے چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا جسم پسینے سے تربتر ہو رہا تھا لیکن میجر پرمود کو اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ اس نے اس وقت تک سانس نہیں لیا جب تک اپنے ساتھیوں سمیت ڈیزرٹ سکارپین کو بھی کار سے کھینچ کر باہر نہ نکال لیا۔

کار ریت کے ایک ٹیلے کے عقب میں گری تھی جہاں قدرے سایہ موجود تھا۔ میجر پرمود ان سب کو اس سائے میں لے گیا تھا۔ ان سب کو وہاں ڈال کر میجر پرمود اٹھ کر اردگرد کا راؤنڈ لگانے لگا۔ تاحد نگاہ ریت ہی ریت کا سمندر پھیلا ہوا تھا۔ جہاں نہ کوئی سایہ دکھائی دے رہا تھا اور نہ ہی کہیں کوئی نخلستان دکھائی دے رہا تھا۔ میجر پرمود کے چہرے پر شدید تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔ کار جس بری طرح سے الٹ کر گری تھی وہ تو اب دوبارہ چلنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ اس لئے میجر پرمود کو صاف لگ رہا تھا کہ اسے اب اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس ریگستان میں پیدل ہی چلنا پڑنا تھا۔

چاروں طرف کا راؤنڈ لگا کر وہ جب ٹیلے کے سائے والے حصے کی طرف آیا تو لیڈی بلیک اور کیپٹن توفیق کو خود ہی ہوش آ گیا تھا اور وہ دونوں متوحش نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔

”تمہیں ہوش آ گیا ہے۔ یہ اچھی بات ہے۔ اب تم انہیں بھی ہوش میں لے آؤ اور ڈیزرٹ سکارپین کو بھی ہوش دلا دو اب شاید

اس کے بغیر ہم صحرا میں سفر نہ کر سکیں''...... میجر پرمود نے کہا تو لیڈی بلیک اور کیپٹن توفیق اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ کیپٹن نوازش اور لاٹوش کو ہوش میں لانے کی کوششیں کرنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں لاٹوش اور کیپٹن نوازش کو ہوش آ گیا۔ ان کو ہوش میں آتے دیکھ کر لیڈی بلیک آفتاب سعید کی جانب بڑھ گئی جبکہ کیپٹن توفیق ڈیزرٹ سکارپین کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ سب ہوش میں تھے۔ خود کو صحرا کے اس حصے میں اور الٹی ہوئی کار دیکھ کر کسی نے کچھ نہیں کہا تھا لیکن ڈیزرٹ سکارپین ہوش میں آتے ہی ہر طرف یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع ہو گیا تھا جیسے اسے سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ صحرا کے اس حصے میں کب اور کیسے آ گیا ہے۔

''یہ سب کیا ہے میجر پرمود۔ تم مجھے بے ہوشی کی حالت میں کہاں لے آئے ہو''...... ڈیزرٹ سکارپین نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''تم خود ہی لمبے بے ہوش ہو گئے تھے۔ ہم نے تمہیں ہوش میں لانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن تم ہوش میں آنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے اس لئے ہم تمہیں اسی حالت میں صحارا میں لے آئے ہیں''...... لیڈی بلیک نے کہا۔

''صحارا۔ ارے باپ رے۔ ہم صحارا میں ہیں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا جیسے اسے اب پتہ چلا

کہ وہ صحارا میں ہے۔

''ہاں۔ کیوں۔ تم صحارا کا سن کر پریشان کیوں ہو گئے ہو۔ تم تو صحارا کا کیڑا سمجھتے ہو۔ کیا تمہیں صحرا دیکھ کر اس بات کا اندازہ نہیں ہوا کہ تم کہاں ہو''...... کیپٹن توفیق نے حیرت سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ میجر پرمود بھی حیرت سے ڈیزرٹ سکارپین کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے اسے بھی یہ سن کر حیرت ہوئی ہو کہ ڈیزرٹ سکارپین صحارا کا سن کر اس بری طرح سے کیوں چونکا تھا۔

''اوہ نہیں۔ میں سمجھا کہ تم ابھی کالس میں ہی ہو اور کالس کے صحرا سے گزر رہے ہو اور پھر ابھی میرا ذہن لاشعور کی کیفیت میں ہے اس لئے میں یہاں کا ماحول غور سے نہیں دیکھ سکا تھا۔ اس کے علاوہ صحرا چونکہ ایک جیسے ہوتے ہیں اس لئے اس بات کا کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ کہاں کون سا ریگستان یا صحرا ہے''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔ میجر پرمود نے اس کے لہجے میں چھپا ہوا انجانا پن صاف محسوس کر لیا تھا۔

''کون ہو تم''...... میجر پرمود نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ڈیزرٹ سکارپین۔ کیوں۔ صحرا میں آ کر کیا تم مجھے بھول گئے ہو یا پھر میری شکل بدل گئی ہے''...... ڈیزرٹ سکارپین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''شکل سے تو تم پہلے بھی بھوت تھے اب بھی بھوت ہی دکھائی

دے رہے ہو''...... لاٹوش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
''تو تم کون سے صحرائی پرنس دکھائی دے رہے ہو۔ ہاں اگر خود کو بھوتوں کا پرنس کہہ لو تو یہ میں مان لوں گا''...... ڈیزرٹ سکارپین نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ میجر پرمود کو محسوس ہو رہا تھا جیسے ڈیزرٹ سکارپین جان بوجھ کر شوخی کا مظاہرہ کر رہا ہو۔

''چلو۔ کسی بہانے ہی سہی تم نے مجھے پرنس تو کہا ہے۔ تم تو بھوتوں کے چمار ہی دکھائی دے رہے ہو''...... لاٹوش نے کہا۔

''ان سب باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ اب ہمیں کرنا کیا ہے۔ یہاں تو ہر طرف ریت کا سمندر پھیلا ہوا ہے۔ ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے اور نہ پینے کے لئے پانی ہے۔ یہاں شدید ترین گرمی پڑ رہی ہے۔ کیا تم اس علاقے کو دیکھ کر بتا سکتے ہو کہ ہمیں یہاں کھانے پینے کے لئے کہاں سے کچھ مل سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ یہاں کوئی قریب نخلستان ہے یا نہیں''...... میجر پرمود نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''یہ تو میں اردگرد کا راؤنڈ لگا کر بتا سکتا ہوں کہ تم انجانے میں مجھے اپنے ساتھ صحارا کے کس حصے میں لے آئے ہو''...... ڈیزرٹ سکارپین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو اٹھو اور لگاؤ راؤنڈ۔ ہم میں تو اتنی ہمت نہیں ہے کہ اس گرمی میں تمہیں کاندھوں پر اٹھا کر اردگرد کا راؤنڈ لگوا سکیں''......

لاٹوش نے کہا۔

''مجھے بھی تمہارے کاندھوں پر سوار ہونے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ میں بوڑھا ضرور ہوں لیکن میری ٹانگوں میں اتنی طاقت ہے کہ میں اس گرمی کو برداشت کر سکوں۔ میں یہاں کا کیڑا ہوں۔ میں چاہوں تو بغیر کچھ کھائے پیئے میلوں پیدل بھاگ سکتا ہوں وہ بھی تم سب کو چھوڑ کر''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''بھاگ کر تو دکھاؤ۔ میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا''...... لاٹوش نے بڑی بوڑھیوں کے انداز میں ہاتھ نچا کر کہا اور ڈیزرٹ سکارپین اسے گھور کر رہ گیا۔

''اس کی باتیں چھوڑو اور راؤنڈ لگا کر چیک کرو کہ ہم اس وقت صحرا کے کس حصے میں موجود ہیں اور ہمیں آگے جانے کے لئے کون سا راستہ اختیار کرنا ہے یا یہاں سے نزدیک ترین کون سا نخلستان ہے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''پہلے مجھے یہ بتائیں آپ آئے کس طرف سے ہیں اور یہ اس قدر تباہی کیسے ہوئے ہے اور آپ کی یہ کار''...... ڈیزرٹ سکارپین نے پوچھا تو میجر پرمود کی بجائے آفتاب سعید نے اسے مختصر طور پر تفصیل بتا دی۔ جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر کا سن کر ڈیزرٹ سکارپین کے چہرے پر قدرے پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

''اس کا مطلب ہے کہ آپ ایسٹ وے سے ڈیزرٹ میں داخل ہوئے ہیں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

"ہاں۔ اور ہم اسی سمت آگے بڑھتے آئے ہیں"...... میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"او کے۔ آپ یہیں رکیں۔ میں ٹیلوں کے ارد گرد کا راؤنڈ لگا کر آتا ہوں اور پھر آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم کہاں ہیں اور ہمیں آگے بڑھنے کے لئے کون سا راستہ اختیار کرنا چاہئے"...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

"اگر تم بھاگ گئے تو"...... لاٹوش نے کہا۔

"تو تم میری ٹانگیں توڑ دو گے۔ یہی کہا تھا نا تم نے"۔ ڈیزرٹ سکارپین نے کہا اور اس کی بات سن کر وہ سب مسکرا دیئے۔ ڈیزرٹ سکارپین بھی ہنسی مذاق میں لاٹوش سے کم معلوم نہیں ہو رہا تھا۔

"ہاں۔ اور میں سچ میں ایسا کر بھی سکتا ہوں۔ تم شاید نہیں جانتے۔ میں سکول کے زمانے میں ریس کا عالمی چیمپئن رہ چکا ہوں۔ دوڑ میں تم میرا مقابلہ نہیں کر سکو گے"...... لاٹوش نے اپنا سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"میں بھی ریس میں ورلڈ ریکارڈ قائم کر چکا ہوں۔ اگر میں بیچ میں یہاں سے بھاگ پڑا تو تم میری گرد بھی نہیں پا سکو گے"۔ ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ تم پہلے راؤنڈ لگا لو پھر ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ دوڑ لگانے کا مقابلہ کر لیتے ہیں جو جیتے گا وہ سکندر اور جو

ہارے گا وہ بندر۔ کیوں ٹھیک ہے نا"...... لاٹوش نے زیر لب مسکرا کر کہا۔

"بندر تو میں تمہیں ہی بناؤں گا اور وہ بھی دُم کٹا بندر"۔ ڈیزرٹ سکارپین نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ لاٹوش پھر کچھ کہتا، ڈیزرٹ سکارپین ارد گرد موجود ریتیلے ٹیلے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

"کیپٹن توفیق"...... میجر پرمود نے کیپٹن توفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میجر"...... کیپٹن توفیق نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس پر نظر رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ہمیں واقعی یہاں چھوڑ کر بھاگ جائے۔ مجھے اس کے ارادے نیک معلوم نہیں ہوتے"۔ میجر پرمود نے کہا۔

"تو کیا میں ہندی بول رہا تھا۔ میں نے بھی تو یہی کہا تھا کہ اس شخص پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے"...... لاٹوش نے کہا۔

"ایسا تم نے کب کہا تھا"...... لیڈی بلیک نے پوچھا۔

"اب تو کہا ہے"...... لاٹوش نے کہا تو لیڈی بلیک بے اختیار ہنس پڑی۔ ڈیزرٹ سکارپین ارد گرد نظر ڈالتا ہوا ٹیلے کی جانب بڑھ گیا تھا اور آہستہ آہستہ ٹیلے کی دوسری طرف جا رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ٹیلے کے پیچھے چلا گیا۔ کیپٹن توفیق بھی تیزی سے اس کے پیچھے لپکا اور پھر وہ احتیاط سے ڈیزرٹ سکارپین پر نظر رکھنا

شروع ہو گیا۔

"مجھے پیاس لگ رہی ہے"...... لیڈی بلیک نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔ ٹیلے کے سائے میں ہونے کے باوجود گرمی سے ان سب کا برا حال ہو رہا تھا اور ان کے لباس پسینے سے شرابور ہو رہے تھے۔

"پانی تو نہیں ہے اور مجھے نہیں لگ رہا ہے کہ اس صحرا میں ہمیں پانی آسانی سے کہیں سے مل سکے گا"...... کیپٹن نوازش نے کہا۔

"تو کیا ہم بھوکے پیاسے اس صحرا میں سفر کریں گے۔ پیاس تو میں کسی حد تک برداشت کر ہی لوں گا۔ لیکن میری بھوک کا کیا ہو گا۔ تم سب جانتے ہو تو ہو کہ جب تک میں ایک دو گھنٹے میں کچھ کھا نہ لوں مجھے سکون نہیں آتا"...... کیپٹن نوازش کی بات سن کر لاٹوش نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے کھانے کی یہاں کوئی کمی نہیں ہے"...... آفتاب سعید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہاں میرے کھانے کے لئے کیا ہے"۔ لاٹوش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ریت۔ جتنی چاہے پھانک لینا اس کے لئے تمہیں کسی کو بے منت بھی نہیں کرنی پڑے گی"...... آفتاب سعید نے مسکرا کر کہا تو لاٹوش اسے گھور کر رہ گیا۔

"میں ریت نہیں پھانکتا"...... لاٹوش نے منہ بنا کر کہا۔

"ڈیزرٹ سکارپین جیسا شخص ہمارے ساتھ ہے۔ اس میں اور تم میں کوئی خاص فرق معلوم نہیں ہوتا وہ تمہیں اچھے جواب دیتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے پر جلتے بھنتے رہنا اور کھانے کو کچھ نہ ملے تو ایک دوسرے پر جھپٹ پڑنا۔ تم اسے لاتیں اور گھونسے مار لینا اور وہ تمہیں جوتے مار مار کر تمہارا پیٹ بھر دیا کرے گا"...... کیپٹن نوازش نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں"...... لاٹوش نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو کس موڈ میں ہو وہی بتا دو"...... لیڈی بلیک نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے۔ آپ سب کو گرمی ضرورت سے زیادہ ہی لگنا شروع ہو گئی ہے جو آپ سب مجھے ہی گھسنا شروع ہو گئے ہیں"۔ لاٹوش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تم اپنی چونچ بند رکھا کرو۔ کس نے کہا ہے فضول اور بے وقت کی راگنی الاپتے رہو"...... میجر پرمود نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"آپ بھی مجھے ہی ڈانٹئے۔ لگتا ہے اس بار آپ سب کے لئے قربانی کا بکرا بننے کے لئے میں ہی رہ گیا ہوں"...... لاٹوش نے قدرے ناراض لہجے میں کہا۔

''چلو۔ کسی بہانے تم نے خود کو بکرا تو مان لیا۔ اب اگر ہمیں بھوک لگی تو ہم تمہیں کاٹ تو لیں گے''...... آفتاب سعید نے اسی طرح سے ہنستے ہوئے کہا۔

''جائیں۔ میں کسی سے نہیں بولتا''...... لاٹوش نے منہ پھلاتے ہوئے کہا اور ننھے بچوں کی طرح اپنا منہ دوسری طرف کر کے بیٹھ گیا جیسے اس نے واقعی کچھ نہ بولنے کی قسم کھا لی ہو۔

''ہم سے غلطی ہوئی۔ ہمیں واقعی یہاں کار کی بجائے جیپیں لے آنی چاہئے تھیں۔ ایک آدھ جیپ تباہ ہو جاتی تو ہم دوسری جیپ سے کام چلا سکتے تھے۔ صحرا میں جیپیں کم از کم اس کار سے تو تیز بھاگتی ہیں''...... لیڈی بلیک نے کہا۔

''اب جو ہو گیا سو ہو گیا۔ آگے کی سوچو''...... میجر پرمود نے سخت لہجے میں کہا۔

''آگے کی کوئی کیا خاک سوچیں۔ آگے دیکھو پیچھے دیکھو۔ دائیں دیکھو یا بائیں ہر طرف ریت ہی ریت ہے''...... لاٹوش سے رہا نہ گیا تو وہ بول ہی بیٹھا۔

''یہ تم خاموش ہوئے ہو''...... میجر پرمود نے کہا تو لاٹوش نے اس بار اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

''غلطی سے میرے منہ سے نکل گیا۔ سوری''...... لاٹوش نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس انداز میں کہا کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی ہنسی نکل گئی اور میجر پرمود بھی مسکرا دیا۔ چند لمحوں کے بعد ڈیزرٹ

سکارپین اور کیپٹن توفیق اردگرد کے ٹیلوں کا راؤنڈ لگا کر واپس آ گئے۔ ڈیزرٹ سکارپین کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی اور فکر مندی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

''کیا ہوا۔ کچھ معلوم ہوا''...... میجر پرمود نے اسے واپس آتے دیکھ کر پوچھا۔

''ہاں معلوم ہو گیا ہے۔ یہ آپ کہاں آ گئے ہیں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

''وہیں۔ جہاں تم خود کو ہمارے ساتھ دیکھ رہے ہو''...... لاٹوش نے ایک بار پھر زبان کھولتے ہوئے کہا۔

''تم خاموش رہو''...... میجر پرمود نے سخت لہجے میں کہا تو لاٹوش نے پھر منہ پر ہاتھ رکھ کر احمقانہ انداز میں سر ہلا دیا۔

''کیوں۔ یہاں کوئی مسئلہ ہے کیا''...... میجر پرمود نے ڈیزرٹ سکارپین کی جانب دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

''ہاں۔ ہم اس وقت موت کے بے حد قریب ہیں''۔ ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''موت کے قریب۔ کیا مطلب''...... لیڈی بلیک نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

''آپ ایسٹ وے سے صحرا میں آئے ہیں۔ دائیں بائیں اور سامنے کی طرف صحرا میں ہر طرف موت ہی موت چھپی ہوئی ہے۔ یہاں ریت کے نیچے بڑی بڑی اور گہری کھائیاں ہیں۔ جن کے

اوپر ریت کی چھت ہے۔ ہمارا اس چھت پر پاؤں پڑا نہیں اور وہ چھت گری نہیں۔ چھت کے ساتھ ہم بھی کس کھائی میں اور کھائی کی کتنی گہرائی میں گریں گے اس کے بارے میں شاید میری عقل بھی کام نہ کر سکے''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''اوہ۔ کیا تم ان کھائیوں کی نشاندہی نہیں کر سکتے''...... کیپٹن نوازش نے کہا۔

''نہیں۔ ہر طرف ریت ایک جیسی دکھائی دیتی ہے کہیں ہموار اور کہیں ناہموار۔ ریت کے کس حصے میں کھائی ہے اس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے''...... ڈیزرٹ سکارپین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا یہاں ارد گرد کوئی نخلستان نہیں ہے''...... میجر پرمود نے پوچھا۔

''میں اس سے پہلے اس علاقے میں نہیں آیا''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''تو پھر تم خود کو صحرائی کیڑا کیوں کہتے ہو جب تم ان علاقوں کے بارے میں جانتے ہی نہیں اور تم اس بات کا بھی پتہ نہیں چلا سکتے کہ ریت کے نیچے کس جگہ کھائی یا کوئی گڑھا ہے''...... آفتاب سعید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''صحرائی کیڑے بھی ان حصوں میں نہیں جاتے جہاں اندھی موت چھپی ہوتی ہے''...... ڈیزرٹ سکارپین نے جواباً منہ بنا کر

کہا۔

''ڈائیلاگ تو اچھا ہے۔ کس فلم سے چرایا ہے''...... لاٹوش نے اپنی عادت کے مطابق کہا پھر میجر پرمود کو اپنی طرف گھورتے پا کر اس نے جلدی سے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔

''تو تم اب یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم نے اگر آگے، دائیں یا بائیں جانے کی کوشش کی تو ہم سیدھے موت کے منہ میں چلے جائیں گے''...... لیڈی بلیک نے غور سے ڈیزرٹ سکارپین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''بالکل۔ میں یہی کہنا چاہتا ہوں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے جواب دیا۔

''تو اب تم کیا چاہتے ہو کہ ہم واپس اسی طرف جائیں جہاں سے آئے ہیں''...... میجر پرمود نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''عقلمندی تو یہی ہو گی۔ اگر آپ مجھے کسی طرح سے شرات کے آغاز میں لے چلیں تو میں وہاں سے یہ طے کر سکتا ہوں کہ ہمیں صحرا میں جانے کے لئے کون سا آسان راستہ چننا چاہئے اور کون سا نہیں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''عجیب نامعقول آدمی ہو۔ شرات سے ہمیں جیپوں میں لایا گیا تھا اور ہم نے کئی گھنٹے صحرا میں سفر کیا تھا۔ تم چاہتے ہو کہ ہم اس گرمی میں وہ بھی بھوکے پیاسے واپس جائیں تاکہ واپس جاتے

جاتے ہم سب کا کچومر نکل جائے‘‘...... لاٹوش نے کہا۔
’’واپس جانے کے سوا ہمارے پاس دوسرا کوئی آپشن نہیں۔
میں تو کہتا ہوں کہ میری بات مان جائیں۔ واپس جانے میں تو
مشکل تو ہو گی لیکن ہم خطرات سے بچ جائیں گے‘‘...... ڈیزر
سکارپین نے لاٹوش کی بات پر جیسے دھیان نہ دیتے ہوئے کہا۔
’’کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ یہاں سے گڑھے اور کھائیاں کا
فاصلے پر ہو سکتی ہیں‘‘...... میجر پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے
بعد پوچھا۔
’’ان ٹیلوں کے درمیان تو ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن جہا
سے سپاٹ ریتلا میدان شروع ہو گا وہاں کہیں بھی گہرے گڑ
اور کھائیاں موجود ہو سکتی ہیں‘‘...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔
’’یہاں کچھ دیر قبل میزائلوں کے خوفناک دھماکے ہوئے تھے ج
سے کئی ریت کے ٹیلے بھی اپنی جگہوں سے اُڑ گئے ہیں۔ کیا ان
دھماکوں کا اثر ان گڑھوں اور کھائیوں پر نہیں ہوا ہو گا۔ گڑھوں اور
کھائیوں پر ریت کی چھتیں اس قدر مضبوط تو نہیں ہو سکتیں جو
دھماکوں کی رزسٹنس برداشت کر سکیں۔ میرے خیال کے مطابق تو
اردگرد اگر گڑھے اور کھائیاں موجود بھی ہیں تو یہاں ہونے والے
زور دار دھماکوں سے ریت کی وہ چھتیں ڈھے چکی ہوں گی اور وہاں
گڑھوں اور کھائیوں کے منہ کھل چکے ہوں گے‘‘۔ میجر پرمود نے کہا
’’دھماکوں کا اثر مخصوص فاصلے تک ہوا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ ارد

د کے گڑھوں اور کھائیوں کی چھتیں گر گئی ہوں لیکن جہاں تک
ا اندازہ ہے یہاں کئی کلو میٹر تک کے ایریئے میں گڑھے اور
ائیاں موجود ہیں۔ آگے جا کر آپ کیا کریں گے۔ آپ کو کیسے
ہو گا کہ ریت کے کس حصے میں گڑھا ہے یا کوئی کھائی‘‘۔
رٹ سکارپین نے جیسے باقاعدہ بحث کرنے والے انداز میں
ا۔
’’جس طرح اردگرد کے گڑھوں اور کھائیوں کی چھتیں گری ہیں
آگے جا کر دوسرے گڑھوں اور کھائیوں کی بھی ریت کی چھتیں
را دیں گے‘‘...... میجر پرمود نے کہا تو ڈیزرٹ سکارپین سمیت
ب چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے جیسے انہیں میجر پرمود کی
ت کا مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو۔
’’لیکن کیسے۔ کیا آپ وہاں میزائل فائر کریں گے‘‘...... آفتاب
عید نے حیران ہو کر کہا۔
’’میزائل نہیں۔ ہمارے پاس ہینڈ گرنیڈز اور راڈز بم تو ہیں ہم
گے بڑھتے ہوئے انہیں اردگرد پھینکتے جائیں گے۔ دھماکوں سے
اردگرد کی زمین لرز اٹھے گی اور ہمارے سامنے کئی جگہوں سے
ڑھوں اور کھائیوں کی چھتیں غائب ہو جائیں گی۔ اس طرح ہمیں
تہ چلتا جائے گا کہ کون سا راستہ ہمارے لئے بہتر ہے اور کون سا
خطرناک‘‘...... میجر پرمود نے کہا۔
’’گڈ آئیڈیا۔ لیکن اگر کھائیوں اور گڑھوں کا کئی کلو میٹر تک

سلسلہ پھیلا ہوا ہو اور ہمارے پاس موجود تمام دھماکہ خیز مواد ختم ہو
گیا تو آگے جا کر ہم کیا کریں گے“...... لیڈی بلیک نے کہا۔

”تم پھر ہم ڈیزرٹ سکارپین کا سر بم کی طرح پھوڑ دیں گے۔
اس سے ریت میں جہاں جہاں گڑھے اور کھائیاں ہوں گی خود ہی
ہمارے سامنے نمودار ہو جائیں گی“...... لاٹوش نے کہا تو ڈیزرٹ
سکارپین اسے غصیلی نظروں سے گھورنے لگا۔

”تم تو ایسے میرے پیچھے پڑ گئے ہو جیسے میں نے تمہاری دم پر
پاؤں رکھ دیا ہو اور تمہیں تکلیف ہو رہی ہو“...... ڈیزرٹ سکارپین
نے لاٹوش کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم میری دُم پر پاؤں رکھ کر تو دیکھو میں تمہارا ٹیٹوا نہ دبا
دوں۔ ارے۔ ہپ۔ میری دُم۔ یہ میں نے کیا کہہ دیا“۔ لاٹوش
نے پہلے اپنی جھونک میں کہا پھر اس نے بوکھلا کر فوراً منہ پر ہاتھ
رکھ لیا جیسے اسے اپنے غلط بولنے کا احساس ہو گیا ہو۔

”ہم بیس سے تیس کلو میٹر تک کا فاصلہ طے کر ہی لیں گے۔ ہو
سکتا ہے کہ ہمیں یہاں کوئی نخلستان مل جائے جہاں سے ہمیں آگے
بڑھنے کے لئے کوئی مدد مل جائے۔ جہاں نخلستان ہوتے ہیں وہاں
کھائیوں اور گڑھوں کی موجودگی کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی“...... میجر
پرمود نے کہا۔

”نخلستان میں آپ کس کی مدد ملنے کا سوچ رہے ہیں۔ آپ
کے خیال میں کیا وہاں جی پی فائیو یا ریڈ آرمی کی فورس ہمارے

لئے جیپیں اور ہیلی کاپٹر لئے کھڑے ہوں گے کہ آؤ بھائیو۔ آؤ۔ تم
تھکے ہوئے اور بھوکے پیاسے ہو اور جلتی دھوپ میں سفر کرتے
ہوئے آ رہے ہو۔ کچھ دیر ٹھنڈی چھاؤں میں آرام کر لو۔ یہ بھی ہو
سکتا ہے کہ انہوں نے ہمارا وہاں قیام و طعام کا بھی بندوبست کر
رکھا ہو“...... لاٹوش نے کہا۔

”تم کچھ دیر چپ نہیں رہ سکتے“...... میجر پرمود نے سخت لہجے
میں کہا۔

”لو بھلا میرے چپ رہنے سے کیا ہو گا۔ کیا یہ گرمی ختم ہو
جائے گی یا کھانے کے لئے آسمان سے ہمارے لئے من و سلویٰ
اتر آئے گا“...... لاٹوش بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

”اب اگر تم بولے تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں
گا“...... میجر پرمود نے جیسے اس سے زچ آتے ہوئے کہا۔

”ہاتھوں سے گولیاں مارنے کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ بس
گولی چلانے کے لئے جیب سے ریوالور نہ نکالئے گا ورنہ میں اس
دنیا سے سدھار جاؤں گا اور مجھے اس قدر گرم اور سنسان صحرا میں
مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے“...... لاٹوش نے کہا اور میجر پرمود غرا
کر رہ گیا۔ اس کی غراہٹ سن کر لاٹوش اس بار سچ مچ سہم گیا۔ وہ
سمجھ گیا تھا کہ میجر پرمود اس وقت انتہائی سنجیدہ ہے۔ اگر اس نے
اب واقعی مزید کوئی بات کی تو وہ اسے حقیقتاً شوٹ کر دے گا۔

”م۔ م۔ میں چپ ہو گیا ہوں۔ اب بالکل نہیں بولوں گا۔ قسم

سے“...... لاٹوش نے منہ پر انگلی رکھتے ہوئے کہا تو اس کے
ساتھیوں کے ہونٹوں پر ایک بار پھر مسکراہٹ ابھر آئی۔
”تم نہیں سدھر سکتے“...... میجر پرمود نے بھی زیر لب مسکراتے
ہوئے کہا اور اسے مسکراتے دیکھ کر لاٹوش کے چہرے پر سکون
آ گیا۔
”کیا خیال ہے۔ واپس چلیں یا پھر آگے بڑھتے ہوئے وہی
کریں جو میں نے کہا ہے“...... میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں سے
مخاطب ہو کر پوچھا۔
”پیچھے جانے کا تو اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میجر پرمود اگر
ساتھ ہو تو پھر سامنے کھڑی موت بھی اپنا راستہ بدل لیتی ہے اور ہم
سب اسی میجر پرمود کے ساتھی ہیں جسے موت کا متلاشی بھی کہا جاتا
ہے اور موت کے متلاشی کو موت بھلا کہاں تلاش کر سکتی ہے“۔
آفتاب سعید نے کہا تو میجر پرمود کے چہرے پر موجود مسکراہٹ اور
بھی گہری ہو گئی جبکہ ان کا فیصلہ سن کر ڈیزرٹ سکارپین کا رنگ زرد
ہو گیا تھا۔
”یہ فیصلہ کر کے آپ سب بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ میں
اب بھی کہہ رہا ہوں کہ راستہ بدل لیں ورنہ ہم میں سے کوئی ایک
بھی زندہ نہیں بچے گا“...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔
”ہم نے جو فیصلہ کرنا تھا کر لیا۔ اس فیصلے میں اب تمہیں بھی
ہمارا ساتھ دینا پڑے گا“...... میجر پرمود نے کہا تو ڈیزرٹ سکارپین

طویل سانس لے کر رہ گیا۔
”ٹھیک ہے۔ اگر آپ سب کو مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو میں
کیا کہہ سکتا ہوں“...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔
”اس گرمی میں ہمیں سب سے زیادہ پانی کی ضرورت ہو گی۔
سب سے پہلے کہیں نہ کہیں سے پانی تلاش کرنا ہو گا ورنہ پانی
کی کمی سے ہمارے جسم کمزور ہو جائیں گے اور ہمیں ڈائریا کا بھی
عارضہ لاحق ہو سکتا ہے“...... لیڈی بلیک نے کہا۔
”پانی کو تو آپ بھول ہی جائیں۔ صحارا میں پانی اگر کہیں مل
سکتا ہے تو وہ جھیلوں کا پانی ہے جو یہاں سے سینکڑوں کلو میٹر دور
ہیں۔ وہاں تک پہنچتے پہنچتے ہمیں مہینوں لگ جائیں گے اور بغیر پانی
کے ہم یہاں شاید چوبیس گھنٹے بھی زندہ نہ رہ سکیں“...... ڈیزرٹ
سکارپین نے کہا۔
”تو پھر تمہارا ڈیزرٹ سکارپین ہونے کا کیا مطلب رہ جاتا ہے
جب تم اس صحرا میں پینے کے لئے پانی بھی نہ تلاش کر سکو۔
صحراؤں میں حشرات الارض کو بھی زندہ رہنے کے لئے پانی کی
ضرورت پڑتی ہے اور انہیں معلوم ہوتا ہے کہ صحرا کے کن حصوں
میں انہیں پانی مل سکتا ہے تاکہ وہ زندہ رہ سکیں“...... میجر پرمود نے
ٹھیلے لہجے میں کہا۔
”آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ صحارا میں پانی تو ہے لیکن۔ اوہ
اوہ۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہاں پانی مل سکتا ہے۔ پانی تو کیا

ہمیں یہاں کھانے کے لئے بھی بہت کچھ مل سکتا ہے۔ آئیں میرے ساتھ آئیں۔ میں آپ کو پانی بھی پلاؤں گا اور کھانے کے لئے بھی آپ کو کچھ نہ کچھ مہیا کر دوں گا"...... ڈیزرٹ سکارپین نے اچانک چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ یہاں سوائے جھیلوں کے کہیں پانی دستیاب نہیں ہو سکتا ہے اور اب تم کہہ رہے ہو کہ یہاں پانی بھی مل سکتا ہے اور کھانے کے لئے بھی تم کچھ نہ کچھ مہیا کر سکتے ہو"...... آفتاب سعید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے ان گڑھوں اور کھائیوں کا خیال آیا ہے۔ یہ درست ہے کہ صحارا میں بارشیں بہت کم ہوتی ہیں لیکن بہرحال کبھی کبھار جب یہاں بارش ہوتی ہیں تو ہر طرف جل تھل ہو جاتا ہے اور پانی فوراً ریت کے نیچے جذب ہو جاتا ہے۔ میدانی علاقوں کا پانی تو گرمی سے فوراً خشک ہو جاتا ہے لیکن بارش کا پانی گڑھوں اور کھائیوں میں دیر تک موجود رہتا ہے۔ گڑھوں کی ریت کھود کر ہم جیسے ہی گیلی ریت تک پہنچیں گے وہاں سے ہم پانی نکال سکتے ہیں اور جن جگہوں پر پانی ہو وہاں سبزہ بھی ہوتا ہے۔ ان گڑھوں اور کھائیوں میں ہمیں کھانے کے لئے اور کچھ ملے یا نہ ملے لیکن کیکٹل کے پودے ضرور مل جاتے ہیں جنہیں کھا کر ہم اپنی بھوک بھی مٹا سکتے ہیں اور ہمیں ان پودوں سے وٹامنز اور کیلوریز بھی وافر مقدار میں مل سکتی ہے جس سے ہماری توانائی بحال ہو سکتی ہے"...... ڈیزرٹ

سکارپین نے کہا۔

"کیکٹل۔ یہ کیسے پودے ہیں"...... لیڈی بلیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سبز پتوں والے لمبے لمبے پودے ہوتے ہیں جن کی جڑیں گاجروں اور مولیوں کی طرح زمین کے اندر ہوتی ہیں۔ ہم ان جڑوں کو نکال کر اور انہیں چھیل کر کھا سکتے ہیں۔ یہ جڑیں سفید رنگ کی ہوتی ہیں اور ان کا ذائقہ بھی شکر قندیوں جیسا ہوتا ہے جن میں کیلوریز کے ساتھ تمام وٹامنز موجود ہوتے ہیں جن کی انسانی جسم کو اشد ضرورت ہوتی ہے"...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

"اور ریت سے پانی نکالنے والی بات۔ ریت کے نیچے سے پانی کیسے نکل سکتا ہے"...... کیپٹن نوازش نے پوچھا۔

"اس کے لئے ہمیں تھوڑی سی محنت کرنی ہو گی لیکن اگر ہم ریت کھود کر نیچے سے گیلی ریت نکال لیں اور پھر اس گیلی ریت کو کسی کپڑے میں باندھ کر نچوڑیں گے تو کپڑے سے ریت میں موجود فلٹر شدہ پانی نکلے گا جسے ہم بے فکری سے پی سکتے ہیں کیونکہ ریت فلٹر کا کام کرتی ہے اور اس سے نکلا ہوا پانی ہر قسم کے بیکٹر یا سے پاک ہوتا ہے"...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو کیا پانی اور کیکٹیل نامی پودوں کے لئے ہمیں گڑھوں یا کھائیوں میں جانا ہو گا"...... لاٹوش نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ میدانی علاقوں میں نہ تو ہمیں پانی ملے گا اور نہ

کھانے کے لئے کوئی اور چیز۔ البتہ ریت کی ایک چھپکلی ہے جے ریگ ماہی کہا جاتا اس کے علاوہ یہاں ریٹل نامی سانپ بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جو انتہائی زہریلے ہوتے ہیں لیکن اگر ہم چھپکلی کی دم اور ریٹل سانپ کا سر کاٹ دیں تو ہم ان کا گوشت کھا سکتے ہیں یہ بھی وٹامنز اور انرجی سے بھرپور ہوتے ہیں"۔ ڈیزرٹ سکارپین نے کہا اور سانپ اور چھپکلیوں کے کھانے کا سن کر وہ سب برے برے منہ بنانے لگے۔

"اس سے تو اچھا ہے کہ ہم گڑھوں میں اتر کر کیکٹس پودوں کی جڑیں ہی کھالیں"...... لاٹوش نے کہا۔

"تو پھر آؤ۔ گڑھوں کی طرف چلتے ہیں۔ ان گڑھوں میں اتر کر ہم اس کڑاکے کی گرمی سے بھی بچ جائیں گے کیونکہ میدانی علاقوں میں گڑھے اور کھائیوں میں ڈائریکٹ دھوپ نہیں آتی اس لئے گڑھوں کا درجہ حرارت میدانی علاقوں سے کہیں زیادہ کم ہوتا ہے اور جن گڑھوں میں پودے اور گیلی ریت ہو وہاں آکسیجن کی بھی کوئی کمی نہیں ہوتی"...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا تو وہ سب استفہامیہ نظروں سے میجر پرمود کی جانب دیکھنے لگے۔ میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ سب ڈیزرٹ سکارپین کے ساتھ گڑھوں اور کھائیوں میں جانے کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

کرنل ڈیوڈ اپنے کمرے میں انتہائی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور وہ بار بار دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی کی آمد کا شدت سے منتظر ہو۔ اسی لمحے دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ تیزی سے دروازے کی جانب مڑا تو دروازے سے اسے میجر ہیرس اندر داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا۔

"اتنی دیر لگا دی نانسنس۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا تھا"...... میجر ہیرس کو دیکھ کر کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سس۔ سس سوری سر۔ میں اسرائیل سے آنے والی سینڈ بلٹس کی چیکنگ کر رہا تھا"...... میجر ہیرس نے کرنل ڈیوڈ کو غصے میں دیکھ کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ ہو گئی ان کی چیکنگ مکمل"...... کرنل ڈیوڈ نے غراہٹ

بھرے لہجے میں کہا۔

’’یس سر‘‘...... میجر ہیرس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

’’کتنی تعداد میں آئی ہیں سینڈ بلٹس‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

’’فی الحال ان کی تعداد پچاس ہے۔ اگلے دو ہفتوں تک اتنی ہی تعداد میں مزید کھیپ آ جائے گی‘‘...... میجر ہیرس نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں سینڈ بلٹس کی خود جا کر چیکنگ کروں گا۔ تم یہ بتاؤ کیا کرنل فرانک سے کوئی رابطہ ہوا ہے‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’نو سر۔ میرا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہوا ہے۔ وہ ہیلی کاپٹروں میں فورس لے کر نارتھ وے کی جانب گئے تھے۔ انہیں اطلاع ملی تھی کہ نارتھ وے پر ایک قافلہ موجود ہے جو صحارا میں آ رہا ہے اور اسی طرف کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کی آمد کی اطلاع بھی تھی اس لئے وہ فوری طور پر قافلے کی چیکنگ کے لئے اس طرف روانہ ہو گئے تھے اس کے بعد نہ تو وہ واپس آئے ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی کال آئی ہے‘‘...... میجر ہیرس نے کہا۔

’’ایسٹ وے کی جانب سے بھی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ چند افراد کو شرات سے گرفتار کیا گیا تھا جو ایک ایسی گاڑی میں تھے جس نے شرات میں پولیس موبائلز پر حملہ کیا تھا۔ گاڑی میں سات افراد موجود تھے جن میں سے ایک بے ہوش بوڑھا بھی تھا۔ انہیں جی پی فائیو کی فرسٹ کمانڈ فورس نے گرفتار کیا تھا اور انہیں چیکنگ

کے لئے فرسٹ فورس کے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا تھا جہاں ان افراد نے اچانک حملہ کر کے فورس کے کمانڈر میجر رانسن کو بھی ہلاک کر دیا تھا اور ہیڈ کوارٹر میں زبردست تباہی پھیلاتے ہوئے وہاں سے فرار ہو گئے تھے۔ وہ سب اسی کار میں ہیڈ کوارٹر سے نکلے تھے جس سے انہیں گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لایا گیا تھا۔ ہیڈ کوارٹر کا ٹیلی کمیونیکیشن کام کر رہا تھا اور وہاں چند افراد زندہ بچ گئے تھے جنہوں نے ایسٹ کمانڈ کے انچارج کو اس کار کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کر دی تھیں۔ ایسٹ کمانڈ کو الرٹ کر دیا گیا ہے۔ اگر وہ آٹھ افراد اس طرف آئے تو وہ خود ہی انہیں سنبھال لیں گے۔ جی پی فائیو کی فرسٹ کمانڈ کے ہیڈ کوارٹر سے صحرا کے ان حصوں پر میزائل بھی فائر کئے گئے تھے جس طرف وہ افراد کار لے کر فرار ہوئے تھے۔ امید تو یہی ہے کہ وہ کار سمیت ہٹ ہو گئے ہوں گے۔ اگر ایسا نہیں ہوا ہے تب بھی وہ صحرا میں زیادہ دور تک نہیں جا سکیں گے۔ آگے کا راستہ ان کے لئے موت کا راستہ ثابت ہو سکتا ہے۔

صحرا کے اس حصے میں بے شمار گڑھے اور انتہائی گہری کھائیاں موجود ہیں جن کے منہ ریت سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر سے فرار ہونے والے افراد جو میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں سے ہی ہو سکتے ہیں اگر غلطی سے بھی کسی کھائی کے اوپر آ گئے تو وہ اس کھائی میں گرنے سے نہیں بچ سکیں گے اور بلندی سے گر کر ہلاک

ہو جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی کسی
بھی صورت میں وہ خطرناک راستے کراس نہیں کر سکیں گے اس لئے
ان سے نارتھ کمانڈ کو کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن میں کرنل فرانک کے
لئے پریشان ہوں جو کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کی تلاش کے
لئے گیا ہوا ہے۔ اس سے میں کافی دیر سے رابطہ کرنے کی کوشش کر
رہا ہوں لیکن میرا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ ابھی تھوڑی
دیر پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ صحارا کے ساؤتھ اور نارتھ وے کی
طرف زبردست طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ طوفان کی شدت بہت تیز
ہے۔ اگر کرنل فرانک اس طوفان میں پھنس گیا تو اس کا زندہ بچنا
مشکل ہو جائے گا۔ اطلاع کے مطابق طوفان کی رفتار کسی بھی طرح
تین سو کلو میٹر فی گھنٹے سے کم نہیں ہے جو بڑی بڑی پہاڑیوں کو بھی
اپنے ساتھ اٹھا لے جانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اگر کرنل فرانک کے
ہیلی کاپٹر اس طوفان میں پھنس گئے تو وہ تباہ ہو جائیں گے اور کرنل
فرانک بھی ہلاک ہو جائے گا''...... کرنل ڈیوڈ رکے بغیر بولتا چلا
گیا۔

''اوہ۔ تب کرنل صاحب سے کیسے رابطہ کیا جائے''...... میجر
ہیرس نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے پوچھا۔

''ہمارے پاس سینڈ بلٹس آ گئی ہیں۔ تم اپنے ساتھیوں کے
ساتھ سینڈ بلٹس میں جاؤ اور نارتھ وے کی طرف چیکنگ کرو۔ ہو
سکتا ہے کہ کرنل فرانک اور اس کے ساتھیوں نے طوفان دیکھ کر

محفوظ جگہوں پر ہیلی کاپٹرز اتار لئے ہوں اور انہیں ہماری مدد کی
ضرورت ہو۔ ریت کے طوفان میں لینڈ کرنے والے ہیلی کاپٹروں
کی پوزیشن ایسی نہیں ہو گی کہ انہیں دوبارہ فضا میں بلند کیا جا
سکے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس سر۔ میں جا کر ابھی چیکنگ کر لیتا ہوں۔ اگر کرنل فرانک
وہاں ہوئے تو میں انہیں لے آؤں گا''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''خیال رکھنا۔ اس علاقے میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھی
بھی موجود ہو سکتے ہیں۔ جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کی مخصوص
وردیوں میں ملبوس افراد کو چھوڑ کر تمہیں وہاں جو بھی دکھائی دے
اسے فوراً ہلاک کر دینا۔ سینڈ بلٹس میں طاقتور اسلحہ فکسڈ ہے جن
سے ہم بڑی سے بڑی فورس کا بھی آسانی سے مقابلہ کر سکتے
ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ اگر کرنل فریدی اور اس کے
ساتھی میرے راستے میں آئے تو میں ان میں سے کسی ایک کو بھی
زندہ نہیں چھوڑوں گا''...... میجر ہیرس نے گردن اکڑا کر کہا۔

''اوکے۔ جاؤ اور جا کر جلد سے جلد کرنل فرانک کے بارے
میں مجھے رپورٹ کرو۔ مجھے اس کے بارے میں بے حد فکر لاحق ہو
رہی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر ہیرس نے اثبات میں سر
ہلایا اور اسے سیلوٹ کرتا ہوا دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

''ایک منٹ رکو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا جیسے اسے اچانک کوئی

خیال آ گیا ہو۔ اس کی آواز سن کر میجر ہیرس رک گیا اور پلٹ کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"یس سر"...... میجر ہیرس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میں ایک نظر خود بھی سینڈ بلٹس دیکھنا چاہتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر ہیرس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل ڈیوڈ اور میجر ہیرس ایک ساتھ کمرے سے نکلے۔ باہر شدید گرمی تھی۔

کمرے سے باہر آتے ہی کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر گرم ہوا کا تھپیڑا پڑا تو وہ بوکھلا کر رہ گیا لیکن وہ رکنے کی بجائے میجر ہیرس کے ساتھ چلتا ہوا اور پہاڑی راستوں سے گزرتا ہوا ایک پہاڑی کے عقب میں آ گیا جہاں سیاہ رنگ کے لباسوں میں ملبوس کئی مسلح افراد موجود تھے۔ سامنے ریت پر لمبی لمبی عجیب و غریب گاڑیاں کھڑی دکھائی دے رہی تھیں جن کے نچلے حصے ہوور کرافٹ جیسے تھے اور ان کے اوپر والے حصے گول اور لمبے تھے جو کسی بڑے کیپسول جیسے دکھائی دے رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پلاسٹک کے بڑے بڑے بیگز میں ہوا بھر کر ان کے اوپر والے حصے میں شیشے کے بنے ہوئے بڑے بڑے کیپسول لگا دیئے گئے ہوں۔

شیشے کے کیپسولوں کے اندر باقاعدہ مشینری لگی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جو شاید ان ہوور کرافٹ جیسی گاڑیوں کو کنٹرول کرتی تھیں۔ چونکہ ان گاڑیوں کی شیپ کیپسولوں جیسی تھیں اور یہ ریت

پر انتہائی برق رفتاری سے بھاگ سکتی تھیں اس لئے انہیں سینڈ بلٹس کہا جاتا تھا۔

سینڈ بلٹس کے دائیں بائیں طاقتور اور خود کار ہیوی مشین گنیں بھی لگی ہوئی تھیں اور ان کے پیڈز کے ساتھ منی میزائل لانچر بھی موجود تھے جن سے دور سے ہی ٹارگٹس کو نشانہ بنایا جا سکتا تھا۔

سینڈ بلٹس میں آگے پیچھے دو سیٹیں بنی ہوئی تھیں جن پر دو افراد آسانی سے بیٹھ سکتے تھے۔ وہاں پچاس سینڈ بلٹس موجود تھیں۔

"گڈ شو۔ اب آئے گا مزہ۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ کرنل زیدی اور میجر پرمود کس طرح ہمارا مقابلہ کرتے ہیں۔ اب اگر یہاں عمران اور اس کے ساتھی بھی آ جائیں تو وہ ہماری سینڈ بلٹس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ سینڈ بلٹس سینڈ میرین کا بھی کام کرتی ہیں سر۔ ہم انہیں نرم ریت کی گہرائی میں بھی لے جا سکتے ہیں۔ ان کی مدد سے ہم ریت کی گہرائی میں موجود گولڈن کرسٹل کو بھی اب آسانی سے تلاش کر سکیں گے"...... میجر ہیرس نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ تم ایسا کرو۔ کرنل فرانک کی تلاش کے لئے دس سینڈ بلٹس لے جاؤ۔ باقی سینڈ بلٹس کو میں گولڈن کرسٹل کی تلاش میں لگا دیتا ہوں۔ میں جلد سے جلد یہاں سے گولڈن کرسٹل تلاش کر کے اسرائیل لے جانا چاہتا ہوں تاکہ ہمارا اسرائیل عظیم سے عظیم ترین بن جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا جناب۔ گولڈن کرسٹل کی مدد سے ہم دنیا م
سب سے زیادہ گولڈن یورینیم افزودہ کرنے کی صلاحیت حاصل
لیں گے جن سے گولڈن میزائل بنا کر ہم اسرائیل کو عظیم ترین ا
دنیا کا سب سے طاقتور ملک بنا لیں گے''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔ اب تم جاؤ اور جا کر جلد سے جلد کر
فرانک کو تلاش کرو۔ مجھے ابھی اس کی اشد ضرورت ہے۔ میں نہ
چاہتا کہ وہ صحارا کے کسی طوفان کی نذر ہو یا وہ کرنل فریدی کے
ہاتھ لگ جائے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر ہیرس نے اثبات
میں سر ہلایا اور سینڈ بلٹ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ میجر ہیرس نے
وہاں موجود سیاہ لباس والی جی پی فائیو کی فورس سے انتالیس افراد
سلیکٹ کیا اور پھر وہ ایک سینڈ بلٹ میں جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے
اگلی سیٹ سنبھالی تھی جہاں کنٹرول پینل لگا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے
ایک اور شخص بیٹھ گیا تھا۔ میجر ہیرس نے چند بٹن پریس کئے تو سینڈ
بلٹ کے تمام فنکشن آن ہو گئے اور اس کے نیچے ریت سی اڑ
شروع ہو گئی۔

میجر ہیرس نے ایک بٹن پریس کیا تو کیپسول نما گاڑی سینڈ
بلٹ کا شیشے کا ڈھکن خود بخود کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح بند
ہو گیا۔ اس کے دو دو ساتھی بھی سینڈ بلٹس میں بیٹھ گئے تھے۔ کچھ
ہی دیر میں بیس سینڈ بلٹس تیزی سے ریت پر رینگتی ہوئیں اور
لکیریں سی بناتی ہوئیں آگے بڑھی جا رہی تھیں۔ کرنل ڈیوڈ انتہائی

ں سے سینڈ بلٹس کو ریت پر پھسلتے ہوئے دیکھ رہا تھا جو واقعی
ری ہوور کرافٹس کے انداز میں آگے بڑھی جا رہی تھیں پھر کچھ
جاتے ہی اچانک سینڈ بلٹس کی رفتار انتہائی تیز ہو گئی اور وہ بجلی
ی تیزی سے ریت اچھالتی ہوئیں انتہائی برق رفتاری سے آگے
ی چلی گئیں۔

''اب مجھے باقی سینڈ بلٹس کو ریت کے سمندر میں اتار دینا
ہے تاکہ وہ ریت کے نیچے چھپے ہوئے گولڈن کرسٹل کو تلاش کر
یں''...... کرنل ڈیوڈ نے میجر ہیرس کے جانے کے بعد بڑبڑاتے
ئے کہا۔

''میجر ہیرس کے بعد یہاں کا انچارج کون ہے''...... کرنل ڈیوڈ
نے وہاں موجود مسلح افراد سے مخاطب ہو کر تیز آواز میں پوچھا تو
یک شخص تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کرنل ڈیوڈ کے سامنے آ گیا۔ اس
نے کرنل ڈیوڈ کو سلیوٹ کیا اور اس کے سامنے انتہائی مؤدبانہ انداز
یں کھڑا ہو گیا۔

''یہاں کا سیکنڈ انچارج میں ہوں جناب''...... نوجوان نے
بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اپنا نام بتاؤ نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بنا کر کہا۔

''کیپٹن الفریڈ جناب''...... نوجوان نے کہا۔

''کیپٹن الفریڈ کیا تم اور تمہارے ساتھی سینڈ بلٹس استعمال کرنا
جانتے ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

”یس سر۔ میجر ہیرس نے ہمیں سینڈ بلٹس کے لئے ہی یہ
بلایا ہے۔ ہم سب کو سینڈ بلٹس چلانے کا تجربہ ہے“...... کیپ
الفریڈ نے اسی انداز میں جواب دیا۔

”گڈ۔ تو تم ایسا کرو کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سینڈ بلٹس
جاؤ اور انہیں لے کر ریت میں اتر جاؤ اور انہیں جس حد تک گہر
میں لے جا سکتے ہو لے جاؤ اور گولڈن کرسٹل تلاش کرو“...... کر
ڈیوڈ نے کہا۔

”یس سر۔ او کے سر۔ جیسا آپ کا حکم سر“...... کیپٹن الفریڈ
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سو کلو میٹر کے دائرے میں جہاں تک ہو سکے گولڈن کرسٹل
سرچ کرو اور اس کے بارے میں جیسے ہی کچھ پتہ چلے مجھے ان
انفارم کرو۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا“...... کرنل ڈیوڈ
تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ میں کوشش کروں گا کہ جلد سے جلد آپ کو گولڈن
کرسٹل کے ملنے کی خوشخبری دے سکوں“...... کیپٹن الفریڈ نے
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”گڈ شو۔ جاؤ۔ اگر تم گولڈن کرسٹل ڈھونڈنے میں کامیاب ہو
گئے تو میں تمہیں بہت بڑا انعام دوں گا۔ اتنا بڑا انعام جس کا تم
تصور بھی نہیں کر سکتے“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کی بات سن کر
کیپٹن الفریڈ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”اوہ۔ یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ میں ہر صورت میں
ڈن کرسٹل ڈھونڈ کر آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دوں گا
ہے اس کی تلاش کے لئے مجھے صحارا کے ایک ایک حصہ کیوں نہ
نا پڑے“...... کیپٹن الفریڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور
وہ کرنل ڈیوڈ کو سلیوٹ کرتا ہوا تیزی سے مڑا اور فوجی چال چلتا
اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہاں موجود تمام افراد سینڈ بلٹس میں داخل ہو
ے تھے۔ چند لمحوں کے بعد سینڈ بلٹس سٹارٹ ہوئیں اور پھر
نک ان کے گرد جیسے ریت کا طوفان اٹھنا شروع ہو گیا۔ سینڈ
ں کے نیچے لگے ہوئے وائیکوم سسٹم نے تیزی سے ریت ہٹانا
رع کر دی تھی۔ جوں جوں سینڈ بلٹس کے نیچے سے ریت ہٹتی جا
تھی سینڈ بلٹس جیسے ریت میں دھنستی چلی جا رہی تھیں اور پھر
ہی دیر میں سینڈ بلٹس ریت میں سما گئیں اور اوپر ریت برابر
ی چلی گئی۔ دوسرے لمحے کرنل ڈیوڈ نے ریت کی لمبی لکیریں
ی سے مختلف اطراف میں بڑھتے ہوئے دیکھیں۔ یہ سینڈ بلٹس
ں جو ریت کے نیچے سمندری سب میرین کی طرح تیزی سے
گے بڑھتی چلی جا رہی تھیں۔

”مجھے یقین ہے کہ کیپٹن الفریڈ سینڈ بلٹس سے بہت جلد گولڈن
رسٹل تلاش کر لے گا۔ گولڈن کرسٹل کی تلاش کا کریڈٹ صرف جی
فائیو کے پاس ہو گا۔ صرف جی پی فائیو کے پاس“...... کرنل

ڈیوڈ نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ پلٹ کر واپس اس
غار کی طرف بڑھتا چلا گیا جسے اس نے مخصوص انداز میں اپنے دفتر
کے طور پر سجا رکھا تھا۔

حصہ سوم ختم شد

گولڈن کرسٹل

حصہ چہارم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
----------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

عمران کے منہ سے کراہ نکلی۔ اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور ساتھ ہی اس نے آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھولنے کے باوجود اس کے سامنے اندھیرا تھا۔ عمران کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ اسے اپنا جوڑ جوڑ دکھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد خود کو اندھیرے میں دیکھ کر وہ حیران رہ گیا تھا لیکن جیسے ہی اس کا شعور جاگا سابقہ واقعات کے مناظر کسی فلم کی طرح اس کے دماغ کے پردے پر چلنا شروع ہو گئے۔ عمران کو یاد آ گیا کہ وہ بلیک برڈ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ صحرائے اعظم میں داخل ہوا تھا۔ صحرائے اعظم میں اسے ہر طرف گرد کے بادل اُڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے صحرائے اعظم میں خوفناک طوفان آ گیا ہو جو صحرا میں موجود ہر چیز کو طوفانی رفتار سے اُڑائے لئے جا رہا ہو۔

عمران کو بلیک برڈ کی طاقت پر بے حد بھروسہ تھا۔ بلیک برڈ انتہائی تیز رفتاری سے خلاء میں سفر کر سکتا تھا۔ سرخ قیامت والے مشن کے خاتمے کے بعد عمران اسی بلیک برڈ سے ارتھ پر واپس آیا تھا۔ واپسی پر خلاء میں کئی شہاب ثاقب اس بلیک برڈ سے ٹکرائے تھے لیکن بلیک برڈ کو معمولی سی خراش تک نہیں آئی تھی۔ اس قدر طاقتور اور ہارڈ بلیک برڈ کے لئے ارتھ کے طوفان بھلا کیا معنی رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود عمران بلیک برڈ کو اس طوفان سے بچا کر آگے لے جانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ آگے جاتا اچانک بلیک برڈ کو زور زور سے جھٹکے لگنا شروع ہو گئے اور پھر بلیک برڈ کی تمام مشینری خود بخود بند ہوتی چلی گئی۔ بلیک برڈ کی چونکہ تمام مشینری آف ہو گئی تھی اس لئے اس کا کنٹرول عمران کے ہاتھ میں نہیں رہا تھا اور عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے بلیک برڈ تیزی سے نیچے گرتا جا رہا ہو۔ اس کے بعد عمران نے یوں محسوس کیا تھا جیسے بلیک برڈ صحرا میں آئے ہوئے طوفان میں پھنس گیا ہو جو اسے انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ کسی لٹو کی طرح گھمانا شروع ہو گیا تھا۔ بلیک برڈ کے گھومنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ عمران کوشش کے باوجود اپنے دماغ کو قابو میں نہ رکھ سکا تھا اور بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا تھا وہ کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ اسے اب ہوش آ رہا تھا اور ہوش میں آنے کے باوجود اسے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا دکھائی دے رہا تھا۔

”یہ کون سی جگہ ہے۔ کیا ہم اب بھی بلیک برڈ کے اندر ہی موجود ہیں“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکا کھا کر رہ گیا کیونکہ اس کا جسم کسی بیلٹ سے بندھا ہوا تھا۔ عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ یہ بلیک برڈ کی ہی سیٹ تھی جس پر بیٹھ کر اس نے سیفٹی بیلٹ باندھ رکھی تھی۔

عمران نے دائیں طرف ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ دوسری سیٹ پر موجود صفدر سے ٹکرایا۔

”صفدر۔ صفدر۔ کیا تم ہوش میں ہو“...... عمران نے صفدر کا کاندھا پکڑ کر اسے بری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا لیکن صفدر کا جسم ساکت تھا۔ اس نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

”جولیا، کیپٹن شکیل، روشی۔ کیا تم سب ٹھیک ہو“...... عمران نے سر گھما کر پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز بند بلیک برڈ میں گونج کر رہ گئی لیکن اسے پیچھے سے کسی کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔

عمران کو شدید گرمی کا احساس ہو رہا تھا۔ بلیک برڈ کا چونکہ تمام سسٹم آف تھا اس لئے وہاں آکسیجن کی بھی شدید کمی ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی جس کی وجہ سے عمران کو سانس لینا بھی دوبھر ہو رہا تھا۔ عمران جانتا تھا کہ اگر وہ جلد سے جلد بلیک برڈ سے باہر نہ نکلا تو اس کا دم گھٹ جائے گا اور اس کے ساتھی جو وہاں بے ہوش پڑے ہوئے تھے وہ سب بھی اسی حالت میں ہلاک ہو جائیں

گے۔ عمران نے اپنی سیٹ بیلٹ کھولی اور پھر وہ اٹھ کر سیٹ کے
ہوا کاک پٹ سے نکل کر بلیک برڈ کے عقبی حصے کی جانب بڑھنے
لگا۔ وہ اندھوں کی طرح بلیک برڈ کی دیواروں کا سہارا لیتا ہوا بلیک
برڈ کے اس حصے کی طرف جا رہا تھا جہاں بلیک برڈ میں داخل
ہونے کا دروازہ تھا۔

یہ ان کی خوش قسمتی ہی تھی کہ بلیک الٹا نہیں ہوا تھا بلکہ سیدھی
حالت میں پڑا تھا یہی وجہ تھی کہ عمران آسانی سے وہاں چل رہا
تھا۔ دیواروں کا سہارا لیتے ہوئے عمران دائیں طرف ایک خلاء کے
پاس آیا جہاں ایک ایمرجنسی دروازہ لگا ہوا تھا۔ عمران نے دروازے
کی سائیڈوں پر ہاتھ مارا لیکن دروازہ مضبوطی سے بند تھا۔ یہ دروازہ
کنٹرول پینل کے کسی بٹن سے کھلتا تھا اور چونکہ کنٹرول پینل آف
تھا اس لئے عمران یہ دروازہ عام انداز میں نہیں کھول سکتا تھا۔ عمران
نے دروازے کے سامنے آ کر دونوں ہاتھوں کے زور سے اسے
باہر کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا لیکن دروازہ انتہائی مضبوط تھا۔
عمران کچھ دیر ہاتھوں کی طاقت استعمال کرتا رہا لیکن جب دروازہ
ٹس سے مس نہ ہوا تو عمران نے اس پر زور زور سے لاتیں مارنی
شروع کر دیں۔ پھر عمران پیچھے ہٹا اور پھر بھاگتے ہوئے انداز میں
پوری قوت سے دروازے سے ٹکرایا۔ اگر یہ کسی عمارت کا دروازہ
ہوتا تو اس کی ایک ہی ٹکر سے دروازہ اکھڑ کر باہر جا گرتا لیکن یہ
فولادی دروازہ تھا جو اس قدر مضبوط تھا کہ عمران کی زور دار ٹکر کے

را اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں تھا۔
عمران کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے جسم سے
دھاروں کی شکل میں نکلنا شروع ہو گیا تھا لیکن عمران کو خود
زیادہ اپنے ساتھیوں کی فکر تھی جو بے ہوش تھے اور اندر آکسیجن
ونے کی وجہ سے ان کی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا تھا اس لئے
ن جلد سے جلد بلیک برڈ کا دروازہ کھول لینا چاہتا تھا۔
عمران بار بار دروازے سے ٹکرا رہا تھا لیکن دروازہ اپنی جگہ سے
انچ بھی نہیں ہلا تھا۔ عمران چند لمحے کوشش کرتا رہا لیکن جب
دروازے کو ایک انچ بھی نہ ہلا سکا تو وہ ایک دیوار کے ساتھ لگ
گہرے گہرے سانس لینا شروع ہو گیا۔ بلیک برڈ کے اندر سے
سیجن تیزی سے ختم ہوتی جا رہی تھی۔ ایسی حالت میں وہ کسی کو
ش میں نہیں لانا چاہتا تھا کیونکہ ہوشمند انسان کو آکسیجن کی زیادہ
رورت ہوتی تھی جبکہ بے ہوشی کی حالت میں وہ بہت کم آکسیجن
ل بھی دیر تک زندہ رہ سکتا تھا۔
عمران کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ بلیک برڈ میں
کوئی کھڑکی یا ونڈ سکرین بھی نہیں تھی جسے توڑ کر وہ بلیک برڈ کا کوئی
حصہ اوپن کر دیتا تا کہ باہر سے آنے والی ہوا ان کے لئے آکسیجن
پیدا کرنے کا سبب بن جاتی۔
''ہونہہ۔ اس طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ کچھ
سوچو عمران کچھ سوچو ورنہ تمہارے ساتھی اور تم بلیک برڈ کے اندر

چوہوں کی موت مارے جاؤ گے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا وہ ایک بار پھر پیچھے ہٹا اور اس نے اچھل کر پوری قوت سے دروازے پر دونوں ٹانگیں مار دیں۔ تیز آواز پیدا ہوئی لیکن دروازہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس تک نہ ہوا تھا۔ ویسے بھی یہ ایئر ٹائٹ دروازہ تھا جو اس قدر آسانی سے کہاں ٹوٹ سکتا تھا۔ عمران سوچنے لگا کہ اس کی جگہ اگر جوزف اور جوانا ایک ساتھ اس دروازے پر ٹکریں مارتے تو ممکن تھا کہ دروازہ اپنی جگہ سے اکھڑ جاتا لیکن وہ دونوں بھی بے ہوش تھے اور ان کا فوری طور پر ہوش میں آنا ممکن دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

اچانک عمران کے دماغ میں بلیک جیک کا خیال ابھرا تو وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

''بلیک جیک۔ اوہ ہاں۔ میں یہ کام بلیک جیک سے بھی تو کرا سکتا ہوں۔ وہ آدھا انسان اور آدھا روبوٹ ہے۔ اس میں اتنی طاقت ضرور ہو گی کہ وہ اس دروازے کو یہاں سے اکھاڑ کر پھینک سکے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے فوراً اپنے لباس کی جیبوں میں ہاتھ ڈالا اور پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا کہ بلیک جیک کو کنٹرول کرنے والا بٹن اس کی جیب میں ہی تھا۔ عمران نے بٹن جیب سے نکالا اور اسے انگلیوں سے مخصوص انداز میں پریس کرنے لگا۔ دوسرے لمحے اسے کچھ فاصلے سے تیز تیز سانس لینے کی آوازیں سنائی دیں۔

عمران نے ایک بار پھر بٹن کو مخصوص انداز میں پریس کیا اور پھر وہ اس بٹن کو اپنے منہ کے پاس لے آیا۔

''بلیک جیک۔ کیا تم ہوش میں ہو''...... عمران نے بٹن میں بلیک جیک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یس ماسٹر۔ میں ہوش میں ہوں''...... بلیک جیک کی گونجدار آواز سنائی دی۔

''گڈ۔ یہ بتاؤ کیا تمہارے روبوٹ سسٹم میں لائٹ سسٹم بھی ہے جو یہاں کا اندھیرا ختم کر سکے''...... عمران نے پوچھا۔

''یس ماسٹر۔ میں ابھی لائٹس آن کرتا ہوں''...... بلیک جیک کی آواز سنائی دی اور پھر چٹ چٹ کی آوازوں کے ساتھ اچانک وہاں تیز روشنی سی پھیل گئی۔ روشنی اتنی تیز تھی کہ ایک لمحے کے لئے عمران کی آنکھیں چندھیا سی گئیں لیکن جلد ہی عمران روشنی میں دیکھنے کے قابل ہو گیا۔

اس نے دیکھا بلیک جیک، بلیک برڈ کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے دائیں بائیں دو ٹارچیں سی باہر نکلی ہوئی تھیں جن سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ عمران کے باقی ساتھی بھی اپنی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے سر ڈھلکے ہوئے تھے جس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ سب ابھی بے ہوش ہیں۔ ان کے جسم چونکہ سیٹ بیلٹوں سے بندھے ہوئے تھے اس لئے ان میں سے کوئی بھی نیچے نہیں گرا تھا۔

"گڈ۔ اپنی سیٹ بیلٹ کھولو اور میرے پاس آؤ فوراً"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو بلیک جیک نے اپنی سیٹ بیلٹ کھولی اور اٹھ کھڑا ہوا اور مشینی انداز میں چلتا ہوا عمران کے نزدیک آ گیا اور اس کے سامنے انتہائی مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"بلیک جیک تمہیں یہ دروازہ کھولنا ہے۔ ابھی فوراً"...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں دروازے کو کٹر ریز سے کاٹ دیتا ہوں"...... بلیک جیک نے کہا تو عمران سر ہلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ بلیک جیک عین دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر دروازے کی جانب کیا تو اچانک اس کی ایک انگلی کے سرے سے سرخ رنگ کی لیزر لائٹ جیسی روشنی نکلی اور سامنے دروازے کے ایک حصے پر پڑنے لگی۔

یہ دیکھ کر عمران کے چہرے پر سکون آ گیا کہ بلیک جیک کی انگلی سے نکلنے والی سرخ لیزر دروازے کے جس حصے پر پڑ رہی تھی وہاں ایک سیاہ رنگ کا نقطہ سا بن گیا تھا جس سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھنا شروع ہو گیا تھا۔ بلیک جیک چند لمحے ایک ہی جگہ کٹر لیزر فائر کرتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس نے ہاتھ ایک ہی سیدھ میں نیچے سے اوپر کی جانب لے جانا شروع کر دیا۔ اس کی انگلی سے نکلنے والی لیزر سے دروازے کی سائیڈ پر ایک سیاہ لکیر سی بنتی جا رہی تھی۔

"ہری اپ بلیک جیک۔ جلدی کرو۔ فوراً اس دروازے کو کاٹ

ک دو۔ یہاں آکسیجن تیزی سے ختم ہو رہی ہے"...... عمران
ر لہجے میں کہا۔
یس ماسٹر"...... بلیک جیک نے کسی معمول کے انداز میں کہا۔
ا انگلی آہستہ آہستہ حرکت کرتی جا رہی تھی اور دروازے کی
پر سیاہ لکیر بنتی جا رہی تھی۔ اوپر جاتے ہی بلیک جیک نے
لائٹ دائیں طرف اور پھر نیچے کی طرف کھینچنا شروع کر دی۔
کٹر لیزر سے سیاہ لکیر پہلی سٹارٹنگ لکیر کے لیول پر آ گئی تو
جیک نے کٹر لیزر کو بائیں سے دائیں کی طرف کھینچنا شروع کر
عمران کو اب سانس لینا دوبھر ہو رہا تھا وہ انتہائی بے چین
ں سے بلیک جیک کی جانب دیکھ رہا تھا۔ عمران کے ذہن میں
کے سے ہو رہے تھے لیکن وہ اپنا دماغ کنٹرول کر رہا تھا۔ وہ
نا تھا کہ اگر وہ آکسیجن کی کمی کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تو وہ
ک جیک کو کوئی حکم نہیں دے سکے گا اور بلیک جیک کنٹرول بٹن کا
کوم تھا۔ جب تک بٹن آن رہتا وہ صرف بٹن کے مائیک کے
اس سسٹم کا ہی حکم مانتا تھا۔

کچھ ہی دیر میں بلیک جیک نے سیاہ لکیر کو سٹارٹنگ پوائنٹ سے ملا دیا۔

"گڈ شو۔ اب پیچھے ہٹو۔ جلدی"...... عمران نے کہا تو بلیک جیک نے انگلی سے نکلنے والی کٹر لیزر آف کی اور سائیڈ میں ہو گیا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور پوری قوت

کے ساتھ دروازے سے آ ٹکرایا۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھا
ہوا اور لیزر کٹر سے کٹے ہوئے دروازے کا ایک حصہ ٹوٹ کر باہ
گرا۔ عمران چونکہ پوری قوت سے دروازے سے ٹکرایا تھا اس۔
وہ بھی دروازے کے ساتھ اچھل کر باہر آ گرا تھا۔ باہر گرتے
عمران کے چہرے پر گرم ہوا کا تیز جھونکا ٹکرایا لیکن اس ہوا
چونکہ آکسیجن موجود تھی اس لئے عمران کو اپنے جسم میں نئی تازگی ا
زندگی کی لہریں سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔ وہ ریت پر گر
والے بلیک برڈ کے دروازے کے اوپر گرا تھا۔ باہر تیز دھوپ پھی
ہوئی تھی۔ عمران چند لمحے یونہی پڑا اپنے پھیپھڑوں میں گرم ہوا بھ
رہا پھر وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بلیک برڈ آدھے سے زیادہ ریت
میں دھنسا ہوا تھا۔ بلیک برڈ کا دروازہ چونکہ کٹ چکا تھا اس لئے
اب عمران کو اپنے ساتھیوں کی کوئی فکر نہیں تھی۔ وہ جانتا تھا کہ گر
ہوا ہی سہی لیکن اس ہوا کی آکسیجن سے اس کے ساتھیوں کو اب
کوئی نقصان نہیں ہو گا اور وہ دم گھٹنے کی وجہ سے ہلاک نہیں ہوں
گے۔ بلیک جیک دروازے کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

''ان سب کی سیٹ بیلٹس کھول کر انہیں بلیک برڈ سے باہر لے
آؤ''...... عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے وائس کنٹرولر سے بلیک
جیک کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

''لیس ماسٹر''...... بلیک جیک نے کہا اور وہ پیچھے ہٹ گیا۔ کچھ
دیر بعد وہ کاندھوں پر جولیا کو اٹھائے باہر آ گیا۔

''گڈ۔ اسے بلیک برڈ کے سائے میں ڈال دو۔ میں اسے ہوش
لاتا ہوں تم باری باری باقی سب کو بھی لے آؤ''...... عمران نے
ا تو بلیک جیک لیس ماسٹر کہتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے جولیا کو
ندھے سے اتار کر بلیک برڈ کے سائے میں ریت پر لٹا دیا اور
بارہ بلیک برڈ کی جانب بڑھ گیا۔

عمران تیزی سے جولیا کی جانب بڑھا اور اس نے جولیا کی نبض
ر اس کا سانس چیک کیا۔ یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان
گیا کہ جولیا کا سانس چل رہا تھا اور اس کی نبض بھی ٹھیک چل
ہی تھی۔ عمران نے جولیا کی ناک پکڑی اور اس کے منہ پر ہاتھ
کھ دیا۔ جیسے ہی جولیا کا دم گھٹا اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا
اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ
کر عمران نے فوراً اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔ جولیا چند
لمحے ریت پر پڑی آنکھیں پٹپٹاتی رہی پھر جیسے ہی اس کا شعور
بیدار ہوا وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی اور پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ریت
میں دھنسے بلیک برڈ اور ریت کے دور دور تک پھیلے ہوئے سمندر کی
جانب دیکھنا شروع ہو گئی۔

''اوہ۔ یہ سب کیا ہوا تھا عمران۔ بلیک برڈ میں ایسا کیا نقص
آ گیا تھا کہ اس کا تمام سسٹم آف ہو گیا تھا اور ہم اس وقت صحارا
کے کس حصے میں موجود ہیں''...... جولیا نے عمران کو دیکھ کر فوراً اٹھ
کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے بلیک جیک، بلیک برڈ میں

سے صالحہ کو نکال کر لے آیا۔

”میں خود بھی نہیں جانتا کہ اچانک بلیک برڈ کو کیا ہوا تھا اور اس کے فنکشنز کیوں آف ہو گئے تھے لیکن ہمیں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہئے کہ بلیک برڈ ایک تو انتہائی بلندی سے گرا تھا اور دوسرا صحرائی طوفان میں پھنس گیا تھا۔ اس کے باوجود اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے اور ہم سب اس کے اندر نہ صرف زندہ رہے بلکہ ہم میں سے کسی کو معمولی سا زخم تک نہیں آیا ہے۔ ایسا شاید بلیک برڈ کی ہارڈ باڈی کی وجہ سے ہوا ہے اور ہم سب نے چونکہ سیٹ بیلٹس باندھ رکھی تھیں اس لئے بلیک برڈ کے طوفان میں پھنسنے کے باوجود ہم اچھل اچھل کر بلیک برڈ کی دیواروں سے نہیں ٹکرائے تھے ورنہ شاید ہم میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ بچتا۔ اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہو گا“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ جب بلیک برڈ کے فنکشنز آف ہوئے تھے اس وقت ہم کافی بلندی پر تھے۔ اگر یہ طیارہ یا کوئی عام اسپیس شپ ہوتا اور اتنی بلندی سے نیچے گرتا تو اس کے ٹکڑے اُڑ جاتے اور پھر طوفان میں اس اسپیس شپ یا طیارے کا کیا حشر ہوتا یہ اظہر من الشمس تھا۔ اس کے ساتھ ہم میں سے بھی شاید ہی کوئی زندہ بچتا“...... جولیا نے کانپتے ہوئے کہا۔ بلیک جیک اب کراسٹی کو لے کر باہر آ رہا تھا۔

”تم ان دونوں کو ہوش دلاؤ۔ میں ارد گرد کا راؤنڈ لگا کر آتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ ہم اس وقت صحارا کے کس حصے میں موجود ہیں۔ باقی باتیں ہم بعد میں کریں گے“...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے دائیں بائیں اور پیچھے دیکھا تو اسے دور تک ریت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دکھائی دیا۔ صحرا کے اس حصے میں دور دور تک کوئی ٹیلا تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ نہ وہاں کوئی درخت تھا اور نہ ہی کہیں کوئی معمولی سی جھاڑی اگی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ آسمان صاف تھا جہاں سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں عمران کا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا لیکن عمران کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا گرے ہوئے بلیک برڈ کے عقب کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ بلیک برڈ کے عقب میں آیا اسے دور سے ریت کے بادل اُڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے صحرا کے اس حصے میں ابھی تک تیز ہوائیں چل رہی ہوں جس سے ریت اُڑ رہی ہو۔ عمران غور سے ریت کے اُڑتے ہوئے بادلوں کی جانب دیکھ رہا تھا کہ اچانک وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ اسے ریت کے ان بادلوں میں سیاہ رنگ کے بے شمار دھبے سے حرکت کرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

”یہ کیا ہو سکتا ہے“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ غور

سے ان دھبوں کو دیکھ رہا تھا پھر جیسے ہی دھبے واضح ہوئے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ سیاہ رنگ کی جیپیں تھیں جو ریت کے بادل انتہائی برق رفتار سے اڑاتی ہوئیں بھاگی چلی آ رہی تھیں۔

سیاہ جیپوں کو آتے دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور تیزی سے مڑ کر اس طرف بھاگا جس طرف بلیک برڈ کا دروازہ تھا۔ بلیک جیک اس کے تمام ساتھیوں کو نکال چکا تھا۔ جولیا نے صالحہ اور کراسٹی کو عمران کے انداز میں ہوش دلا دیا تھا اور اب وہ تینوں باقی افراد کو بھی ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

”جلدی کرو۔ سب کو ہوش میں لاؤ۔ جی پی فائیو ہماری تلاش میں نکل آئی ہے۔ کچھ ہی دیر میں وہ یہاں پہنچ کر ہمیں گھیر لیں گے۔ ہمیں ہر حال میں خود کو ان کے گھیراؤ سے بچانا ہے“۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ ایک طرف جوزف اور جوانا بھی بے ہوش پڑے تھے۔ عمران تیزی سے ان کی جانب لپکا اور اس نے جوزف کی ناک پکڑ کر اور اس کا منہ بند کر کے اسے ہوش میں لانا شروع کر دیا۔ جلد ہی جوزف کو ہوش آ گیا۔

”جوزف۔ میں جوانا کو ہوش میں لاتا ہوں تم فوراً بلیک برڈ کے اندر جاؤ اور اسلحہ نکال کر لے آؤ۔ ہری اپ“...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا تو جوزف فوراً اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”یس باس“...... جوزف نے کہا اور تیزی سے بلیک برڈ کے کھلے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے بلیک برڈ میں داخل ہوتے دیکھ کر عمران جوانا پر جھک گیا۔ ادھر جولیا، کراسٹی اور صالحہ نے کیپٹن شکیل اور چوہان کو ہوش میں لا چکی تھیں۔ ہوش میں آنے کے بعد ان سب کی حالت بھی جولیا سے مختلف نہیں ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران سے کچھ پوچھتے۔ جوزف اسلحے کے بڑے بڑے تھیلے لے کر بلیک برڈ سے باہر آ گیا۔

”تم سب بھی اندر سے اپنا سامان لے آؤ۔ جلدی۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے“...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ جوزف جیسے ہی عمران کا تھیلا لایا عمران نے اس سے تھیلا لیا اور اسے جلدی جلدی کھولنے لگا۔ تھیلا کھول کر اس نے ایک دوربین نکالی اور تھیلا واپس جوزف کو تھما کر ایک لمبی چھلانگ لگاتا ہوا بلیک برڈ کی چھت پر آ گیا۔ بلیک برڈ چونکہ سٹینڈز پر نہیں کھڑا تھا اس لئے اس کی بلندی اب زیادہ نہیں تھی۔

چھت پر آتے ہی عمران نے ایک بار پھر سامنے کی طرف دیکھا۔ جیپیں اسی طرح سے ریت اُڑاتی ہوئی چلی آ رہی تھیں۔ عمران نے آنکھوں سے دوربین لگائی اور اسے ایڈجسٹ کرتے ہوئے جیپوں کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا۔ جیپیں سیاہ رنگ کی تھیں اور ان میں موجود افراد نے بھی سیاہ رنگ کے لباس پہن رکھے تھے۔ عمران انہیں فوکس کر کے دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ مسلح افراد

کے لباسوں اور ان کی جیپوں پر کوئی نشان نہیں تھا۔
"کون سی فورس ہو سکتی ہے یہ"...... عمران نے ہونٹ
ہوئے کہا۔ جیپیں ابھی ان سے بہت دور تھیں عمران کے اندا
کے مطابق ان جیپوں کو بلیک برڈ تک پہنچتے پہنچتے پندرہ
منٹ لگ سکتے تھے۔ عمران فوراً پلٹا اور چھلانگ لگا کر بلیک بر
چھت سے نیچے آ گیا۔
"چلو چلو۔ ہمیں بلیک برڈ سے دور جانا ہے۔ ریت پر جتنا
بھاگ سکتے ہو بھاگو"...... عمران نے کہا۔
"لیکن کیوں۔ ہم یہاں سے بھاگ کر جائیں گے کہا
یہاں تو ہر طرف ریت کا وسیع و عریض ریگستان پھیلا ہوا ہے
آپ نے ہمیں یہ تو بتایا ہی نہیں ہے کہ بلیک برڈ کے ساتھ ہو
تھا۔ اس کے تمام فنکشنز خود بخود کیسے بند ہو گئے تھے اور طوفان
گھرنے کے باوجود ہم اب تک زندہ کیسے ہیں۔ میرے خیال
مطابق تو جس طرح سے بلیک برڈ طوفان میں پھنسا تھا اس
بلیک برڈ کے ٹکڑے ہو جانے چاہئے تھے"...... صفدر نے تیز
بولتے ہوئے کہا۔
"ابھی ان سب باتوں کا وقت نہیں ہے۔ مسلح فورس اس طر
آ رہی ہے۔ یہاں تک پہنچتے پہنچتے انہیں پندرہ بیس منٹ
جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان پندرہ بیس منٹوں میں ہم
سے جتنی دور ہٹ سکتے ہیں ہٹ جائیں"...... عمران نے کہا تو

ب فورس کا سن کر چونک پڑے۔
"پیچھے ہٹنے سے کیا ہو گا۔ ابھی ہم بلیک برڈ کی آڑ میں ہیں
ے ہی ہم اس سے دور جائیں گے وہ ہمیں ریت پر بھاگتے ہوئے
کھ لیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"تم سے جو کہہ رہا ہوں وہ کرو"...... عمران نے کہا تو وہ سب
نے اپنے تھیلے اٹھا کر بلیک برڈ کی عقبی سمت میں بھاگنا شروع ہو
گئے۔
"تم دونوں بھی جاؤ اور بلیک جیک تم بھی ان کے ساتھ چلے
جاؤ"...... عمران نے وہاں کھڑے جوزف، جوانا اور پھر بلیک جیک
سے مخاطب ہو کر کہا۔
"لیکن باس آپ۔ کیا آپ ہمارے ساتھ نہیں چلیں گے"۔
جوزف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔
"تم میری فکر نہ کرو۔ میں بھی بس آ رہا ہوں۔ لاؤ میرا تھیلا
مجھے دے دو اور جاؤ یہاں سے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر تھیلا عمران کے سپرد کیا اور پھر وہ
جوانا اور بلیک جیک کے ساتھ وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔ عمران چند
لمحے سوچتا رہا پھر وہ تھیلا لے کر بلیک برڈ میں داخل ہو گیا۔ کچھ دیر
بعد وہ بلیک برڈ سے باہر نکلا اور پھر اس نے بھی تیزی سے اس
طرف دوڑنا شروع کر دیا جس طرف اس کے ساتھی بھاگے جا رہے
تھے۔ کافی دور جا کر عمران نے پلٹ کر دیکھا تو اسے سیاہ جیپیں

بلیک برڈ کے نزدیک آتی ہوئی دکھائی دیں۔ جیپوں سے ا
اچھل کر مسلح افراد باہر آ رہے تھے اور انہوں نے بلیک برڈ کو گ
شروع کر دیا تھا۔ وہاں صرف چند جیپیں رکی تھیں باقی جیپیں ب
برڈ کے اردگرد سے نکلتی ہوئیں تیزی سے اس طرف بڑھنے لگ
جس طرف عمران اور اس کے ساتھی بھاگے جا رہے تھے۔

جیپوں کو بلیک برڈ کے دائیں بائیں سے نکلتے دیکھ کر عمران ا
گیا اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ
اور اس کا ایک بٹن پریس کر کے ریموٹ کنٹرول کا رخ بلیک برڈ
طرف کر دیا۔ اسی لمحے ریموٹ کنٹرول کے سرے پر لگا ہوا ا
بلب جلنے بجھنے لگا اور ریموٹ کنٹرول سے ٹوں ٹوں کی آواز
شروع ہو گئی۔ عمران نے ایک بٹن پریس کیا تو اچانک جلتا ہوا بل
بجھ گیا۔ دوسرے لمحے ماحول اچانک ایک انتہائی زور دار دھماکے
آواز سے بری طرح سے تھرا کر رہ گیا۔ بلیک برڈ اچانک آگ
طوفان بن کر پھٹ پڑا تھا اور اس کے اردگرد موجود سیاہ پوش
افراد اور ان کی جیپیں بھی جیسے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئی تھیں۔
جیپیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی جانب بڑھی آ رہی تھیں ز
دار دھماکے نے انہیں بھی بری طرح سے فضا میں اچھال دیا تھ
فضا میں اچھلتے ہی وہ بری طرح سے الٹتے پلٹتے ہوئے گرتی چ
گئیں۔ دھماکے سے صحرا یوں لرز اٹھا جیسے زبردست بھونچال آ
ہو۔ اس لرزش کی وجہ سے عمران بری طرح سے لڑکھڑا گیا لیکن ا

فوراً خود کو گرنے سے سنبھال لیا۔ البتہ تیز لرزش کی وجہ سے اس
ساتھی جو مسلسل بھاگ رہے تھے اچھل اچھل کر گرتے چلے
۔ دھماکے سے بلیک برڈ اور اس کے قریب سے گزرنے والی
ں کے جلتے ہوئے ٹکڑے دور دور تک پھیل گئے تھے۔

کچھ جیپیں الٹنے سے بچ گئی تھیں وہ دائیں بائیں تیزی سے
دیتی ہوئی اس طرف آ رہی تھیں۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو
ں رکنے کا کہا اور اس نے اپنے بیگ سے منی میزائل گن نکال لی
پھر اس نے ایک جیپ کا نشانہ لیتے ہوئے اس پر میزائل فائر کر
ا۔ جیپ کے ڈرائیور نے میزائل اپنی طرف آتے دیکھ کر جیپ کو
ڑنا چاہا لیکن ریت میں جیپ بھلا آسانی سے کیسے مڑ سکتی تھی۔
سرے لمحے میزائل جیپ کی سائیڈ سے ٹکرایا اور دھماکے سے جیپ
ے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ اس دھماکے کی وجہ سے اس جیپ کے
ائیں بائیں موجود دو جیپیں الٹ گئی تھیں۔

"پھیل کر ان سب کو اپنے نشانے پر لو اور ان سب کو ہلاک کر
دو"...... عمران نے چیختے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا تو اس کے
ساتھی تیزی سے دائیں بائیں بھاگتے چلے گئے۔ جیپوں میں موجود
مسلح افراد نے ان کی طرف فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی اور وہ
جیپیں لہراتے ہوئے تیزی سے ان کی جانب بڑھے آ رہے تھے۔
ان جیپوں کی تعداد دس تھی جو ان کی جانب بڑھی آ رہی تھیں اور ہر
جیپ میں پانچ پانچ مسلح افراد موجود تھے۔ جن میں سے ایک

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا جیپ ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ باقی چار کھڑ
ہو کر ان کی طرف فائرنگ کر رہے تھے۔

عمران نے ایک اور جیپ کا نشانہ لیتے ہوئے اس کے ٹ
ٹکڑے اُڑا دیئے۔ جیپوں میں موجود مسلح افراد نے فائرنگ کر
کے ساتھ ساتھ میزائل لانچرز سے میزائل بھی داغنے شروع کر د
تھے لیکن وہ چونکہ تیز رفتار جیپوں میں سوار تھے اور جیپیں لہراتی ہوئی
آگے بڑھ رہی تھیں اس لئے میزائل نشانے پر بیٹھنے کی بجائے
عمران اور اس کے ساتھیوں کے ارد گرد اور ان کے اوپر سے
گزرتے ہوئے دور دور جا کر پھٹنا شروع ہو گئے تھے۔

جیپوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر جوزف اور جوانا نے بھی
ہیوی مشین گنیں سنبھال لی تھیں اور انہوں نے جیپوں کی طرف
مسلسل اور انتہائی خوفناک انداز میں فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی۔
ان کی ہیوی مشین گنوں کی رینج چونکہ کافی زیادہ تھی اس لئے دو
جیپوں میں سوار مسلح افراد گولیوں کا نشانہ بن کر جیپوں سے اچھل
اچھل کر گرتے چلے گئے اور جیپیں فوراً دائیں بائیں الٹ گئیں۔
عمران نے ایک اور جیپ کا نشانہ لے کر میزائل فائر کیا تو وہ میزائل
جیپ کی فرنٹ سے ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور جیپ مسلح
افراد سمیت ہوا میں اچھلی اور تیزی سے الٹتے پلٹتے ہوئے پیچھے سے
آتی ہوئی ایک اور جیپ پر جا گری۔ ان دونوں جیپوں میں آگ
لگ گئی اور ان جیپوں پر موجود مسلح افراد آگ کے شعلے بنے ریت

ی طرح سے تڑپتے دکھائی دیئے۔

جولیا اور باقی سب جیپوں سے ہونے والی فائرنگ سے خود کو
نے کے لئے ریت پر لیٹ گئے تھے اور انہوں نے کروٹیں بدل
کر جیپوں کی طرف فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی جس سے مسلح
ادھر ہوتے ہوئے جیپوں سے اچھل اچھل کر گر رہے تھے۔
دس جیپوں میں سے تین عمران نے تباہ کر دی تھیں۔ دو جیپیں
زف اور جوانا نے ہٹ کر دی تھیں اور دو جیپیں الٹ چکی تھیں۔
ب صرف تین جیپیں تھیں جن پر موجود افراد عمران اور اس کے
ساتھیوں پر فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ میزائل بھی داغ رہے
تھے۔ ایک میزائل ٹھیک عمران کے سر سے گزرتا ہوا اس کے
ساتھیوں کی طرف بڑھا تو عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس
نے پیچھے جاتے ہوئے میزائل کو نشانہ بنا کر اس پر منی میزائل گن
سے فائر کر دیا۔ میزائل دور جاتے ہوئے میزائل سے جا کر ٹکرایا اور
یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور آگ کے شعلے نیچے گرتے
ہوئے دکھائی دیئے۔ آگ کے شعلوں کے نیچے جولیا، کراسٹی، صالحہ
اور روشی تھیں۔ وہ فوراً دائیں بائیں کروٹیں بدلتی چلی گئیں۔ جلتے
ہوئے شعلے ان کے ارد گرد گرنا شروع ہو گئے لیکن وہ تیزی سے
کروٹیں بدلتی ہوئیں ان شعلوں سے کافی پیچھے ہٹ گئی تھیں۔

عمران نے میزائل کو نشانہ بناتے ہی اپنا رخ پلٹا اور اس نے
ایک اور جیپ کا نشانہ لے کر اس پر میزائل داغ دیا۔ اس جیپ

کے ٹکڑے ہو کر فضا میں اچھل کر دوسری جیپ پر گرے جس سے
اس جیپ میں موجود افراد کے کپڑوں کو آگ لگ گئی۔ ڈرائیور نے
تیزی سے جیپ لہرائی تاکہ جلتے ہوئے مزید ٹکڑے جیپ پر نہ
گریں۔ ڈرائیور جیپ کو سنبھال نہ سکا اور جیپ لہراتی ہوئی الٹتی چلی
گئی۔ مسلح افراد نے الٹتی ہوئی جیپ سے فوراً ریت پر چھلانگیں لگا
دی تھیں اور ریت پر لوٹ پوٹ ہوتے ہوئے اپنے کپڑوں میں لگی
ہوئی آگ بجھانے کی کوشش کرنے لگے۔

تنویر دوڑتا ہوا آگے گیا اور اس نے ان تڑپتے ہوئے افراد پر
فائرنگ کر دی ساتھ ہی اس نے اپنا جسم گھمایا اور دائیں طرف سے
آنے والی آخری جیپ میں موجود افراد پر بھی فائرنگ کر دی۔ اس
نے ایک ہی برسٹ میں جیپ میں موجود ڈرائیور سمیت پانچوں
افراد کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا تھا۔ جیپ کے پچھلے حصے پر کھڑے مسلح
افراد تو اچھل اچھل کر گر گئے تھے لیکن ڈرائیور سیٹ پر ہی بیٹھا رہ گیا
تھا۔ اس کا چونکہ جیپ پر سے کنٹرول ختم ہو گیا تھا اس لئے جیپ
بری طرح سے لہراتی ہوئی تنویر کی جانب بڑھی آ رہی تھی۔ اس سے
پہلے کہ جیپ دوڑتی ہوئی تنویر پر چڑھ جاتی تنویر نے ایک لمبی
چھلانگ لگائی اور جیپ کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے عقب میں جا
گرا۔ جیپ اس کے نیچے سے نکلتی ہوئی یکلخت الٹ گئی تھی۔

جو افراد فائرنگ اور عمران کے منی میزائلوں سے بچنے کے لئے
جیپوں سے کودے تھے انہوں نے بھاگتے ہوئے عمران اور اس کے

ٹھیوں پر فائرنگ کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا لیکن ان کی تعداد بے
کم تھی۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور فور سٹارز نے ان کی طرف چھلانگیں
تے ہوئے انہیں نشانہ بنانا شروع کر دیا تھا۔ چند ہی لمحوں میں
یدان صاف ہو چکا تھا۔ فورس کے زیادہ تر افراد تو ہلاک ہو چکے
ے کچھ باقی تھے جو زخمی حالت میں بری طرح سے تڑپتے ہوئے
ھائی دے رہے تھے۔ بلیک برڈ کے ساتھ تباہ ہونے والی جیپوں
ں سے کوئی ایک جیپ بھی باقی نہیں بچی تھی۔ ان جیپوں پر موجود
فراد کے بھی ٹکڑے اُڑ چکے تھے۔

"ان میں سے جو زندہ ہیں ان سے معلوم کرو کہ یہ کہاں سے
آئے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم ان کے کسی خفیہ ٹھکانے کے قریب
ہی موجود ہیں۔ اگر ہمیں اس ٹھکانے کا پتہ چل جائے تو ہم وہاں
پہنچ کر اس خوفناک گرمی کی شدت سے بچ سکتے ہیں"...... عمران
نے کہا تو صفدر، کیپٹن شکیل اور باقی سب تیزی سے ان افراد کی
جانب بھاگتے چلے گئے جو زخمی حالت میں تڑپ رہے تھے البتہ
جولیا عمران کے قریب رک گئی تھی۔

"کیا تم نے بلیک برڈ میں کوئی ٹائم بم لگایا تھا جو بلیک برڈ اس
قدر خوفناک انداز میں بلاسٹ ہو گیا تھا"...... جولیا نے عمران سے
مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ٹائم بم نہیں۔ میں نے بلیک برڈ میں ایک ریموٹ کنٹرولڈ بم
لگایا تھا۔ فورس کی تعداد چونکہ کافی زیادہ تھی اور مجھے یقین تھا کہ وہ

بلیک برڈ کے نزدیک ضرور آئیں گے اس لئے میں نے بلیک برڈ
کے اندر ایک ریموٹ کنٹرول بم رکھ دیا تھا پھر جیسے ہی جیپیں بلیک
برڈ کے نزدیک پہنچیں میں نے ریموٹ کنٹرول سے بلیک برڈ تباہ کر
دیا تھا جس سے فورس کا شدید نقصان ہوا تھا''...... عمران نے
جواب دیا۔

''لیکن تم نے بلیک برڈ کو کیوں تباہ کر دیا۔ اب ہم یہاں سے
واپس کیسے جائیں گے''...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ابھی تو ہم یہاں آئے ہیں اور تم ابھی سے ہی واپس جانے کا
سوچ رہی ہو۔ تم فکر نہ کرو۔ جب تک ہمیں گولڈن کرسٹل نہیں مل
جاتا ہم یہاں سے نہیں جائیں گے اور جس طرح ہم یہاں آئے
ہیں اسی طرح یہاں سے واپس جانے کا بھی ہمیں کوئی نہ کوئی ذریعہ
مل ہی جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''تمہارا ہر کام ہی عجیب ہوتا ہے۔ پتہ نہیں تمہاری کوئی کل
سیدھی ہے بھی یا نہیں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر میری کل سیدھی ہوتی تو میں اب تک کسی کے حق میں بیٹھ
نہ گیا ہوتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولیا ایک
طویل سانس لے کر رہ گئی۔ عمران نے اونٹ کی کل کے حوالے
سے کسی کروٹ بیٹھنے کی مثال دینے والے انداز میں بات کی تھی کہ
ایک تو اونٹ کی کل سیدھی نہیں ہوتی اور اس کا یہ بھی پتہ نہیں ہوتا
کہ وہ کب اور کس کروٹ بیٹھ جائے۔

''بلیک جیک کیا تم بتا سکتے ہو کہ بلیک برڈ میں ایسی کون سی خرابی
آئی تھی جس سے اس کا تمام سسٹم خود بخود آف ہو گیا تھا''۔ عمران
نے بلیک جیک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یس ماسٹر میں نے باہر آ کر بلیک برڈ کو غور سے دیکھا تھا۔
میری مائنڈ میموری کے مطابق جب زیرو لینڈ کی فورس نے بلیک برڈ
پر حملہ کیا تھا تو ان کی طرف سے فائر کی جانے والی لیزر بلیک برڈ
کے بیٹری سسٹم پر لگ گئی تھی۔ جس سے بیٹری کے ساتھ لگی ہوئی
ایک تار جل گئی تھی۔ تار کے جلنے کا پروسس چونکہ سلو تھا اس لئے
بلیک برڈ کا سسٹم فوری طور پر ڈسٹرب نہیں ہوا تھا لیکن بلیک برڈ
جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا بیٹریوں کے ساتھ لگی ہوئی تمام تاریں جل
کر سپارک کرنا شروع ہو گئی تھیں جس سے شارٹ فال ہوا اور بلیک
برڈ کا تمام سسٹم بریک ڈاؤن ہو گیا''...... بلیک جیک نے جواب
دیتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''او کے۔ اب سنو۔ اب حالات ایسے نہیں ہیں کہ میں تمہیں
مسلسل وائس کنٹرول کے ذریعے احکامات دیتا رہوں۔ میں تمہیں
وائس کنٹرول سے یہ حکم دیتا ہوں کہ اب تم میری ہر بات بغیر وائس
کنٹرول کے مانو گے۔ تم اب اس ٹیم کا حصہ ہو۔ جس طرح میرے
ساتھی میری باتوں پر عمل کرتے ہیں تمہیں بھی ان کے ساتھ میری
ہر بات پر عمل کرنا ہو گا۔ سمجھ گئے تم''...... عمران نے کہا۔

''یس ماسٹر''...... بلیک جیک نے کہا تو عمران نے اطمینان کا

سانس لے کر وائس کنٹرول جیب میں ڈال لیا۔
''کچھ جیپیں بچ گئی ہیں۔ ہم آگے کا سفر ان پر تو کر ہی سکتے ہیں ورنہ اس گرمی میں جس میں ریت بھی آگ کی طرح تپ رہی ہے پیدل چلنا تو ناممکن دکھائی دیتا ہے''...... جولیا نے کہا۔
''اسی لئے تو میں نے ان سب جیپوں کو تباہ نہیں کیا تھا ورنہ میں ان سب پر منی میزائل فائر کر کے تباہ کر دیتا''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ ہی دیر میں اس کے ساتھی واپس آ گئے انہوں نے دو افراد کو اٹھا رکھا تھا جن کی ٹانگیں زخمی دکھائی دے رہی تھیں۔
''ان دو کے علاوہ سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس لئے ہم انہیں ہی اٹھا لائے ہیں۔ ہم نے ان سے بات کی ہے ان کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق ساؤتھ کمانڈ سے ہے جو یہاں سے دس کلو میٹر دور موجود ہے۔ انہوں نے ہمارے بلیک برڈ کو یہاں گرتے دیکھا تھا اور یہ ہمیں یہاں چیک کرنے کے لئے آئے تھے''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران کے ساتھیوں نے ان دونوں کو عمران کے سامنے ریت پر لٹا دیا۔
''ساؤتھ کمانڈ۔ کیا اس کمانڈ کا تعلق اسرائیل سے ہے''۔ عمران نے ایک زخمی کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔
''ہاں۔ یہاں ہمارا ایک چھوٹا سا بیس کیمپ ہے جسے ساؤتھ کمانڈ کہا جاتا ہے''...... زخمی نے تکلیف بھرے لہجے میں جواب

ے ہوئے کہا۔
''تمہارا مطلب اسرائیلی فورس سے ہے جنہوں نے یہاں خفیہ انے بنا رکھے ہیں''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ یہاں ہمارا ایک فوجی ٹھکانہ ہے''...... اس نے جواب ا۔
''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔
''والٹر۔ میرا نام والٹر ہے''...... اس نے کہا۔
''والٹر یہ بتاؤ کہ اس فوجی ٹھکانے میں کتنی فورس موجود ہے''...... عمران نے پوچھا۔ عمران کی بات سن کر والٹر بری طرح ے ہچکچانے لگا یہ دیکھ کر تنویر آگے بڑھا اور اس نے والٹر کے زخمی ر کے زخم پر پاؤں رکھ کر اسے اس زور سے دبایا کہ والٹر تکلیف کی شدت سے نہ صرف بری طرح سے تڑپ اٹھا بلکہ اس کے منہ ے دردناک چیخیں نکل گئیں۔
''بتاؤ۔ جو پوچھا جا رہا ہے۔ اس کے بارے میں سب بتاؤ۔ ورنہ تمہارا انجام انتہائی عبرتناک ہو گا''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔
''ب بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔ اپنا پیر ہٹا ؤ۔ درد سے میری جان نکلی جا رہی ہے''...... والٹر نے بری طرح ے چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے اشارہ کیا تو تنویر نے اس کے پیر کے زخم سے پاؤں ہٹا لیا۔

''بولو۔کیمپ میں کتنی فورس موجود ہے''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

''دد۔ دو سو۔ وہاں دو سو کے لگ بھگ افراد موجود ہیں''۔ والٹر نے ہکلاہٹ بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''بیس کیمپ کا انچارج کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''کرنل شیرٹن۔ اس کیمپ کا انچارج کرنل شیرٹن ہے''...... والٹر نے کہا۔

''کیا اس فوجی ٹھکانے کے پاس کوئی میزائل اسٹیشن بھی موجود ہے''......عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ میزائل اسٹیشن بیس کیمپ کے اندر ہی موجود ہے۔لل۔ لل۔لیکن تم کون ہو اور یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو''...... والٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم خدائی فوجدار ہیں۔ اب یہ بتاؤ کہ بیس کیمپ ریت کی سطح پر بنایا گیا ہے یا ریت کے نیچے''......عمران نے پوچھا۔

''یہاں ایک پرانا کھنڈر نما بہت بڑا قلعہ موجود تھا جسے ہم نے نئے سرے سے تعمیر کر کے اسے بیس کیمپ میں تبدیل کر دیا ہے۔ قلعہ چاروں طرف سے محفوظ ہے اور وہاں سرچنگ ٹاورز بھی موجود ہیں''...... والٹر نے جواب دیا اور پھر وہ عمران کے پوچھنے پر ریت کی تہہ میں بنے ہوئے بیس کیمپ کے بارے میں اسے معلومات فراہم کرنا شروع ہو گیا۔ اس نے ایک دو بار غلط بیانی کرنے کی

کوشش کی تھی لیکن تنویر کے پیر نے کام کر دکھایا تھا وہ اس کے زخمی پیر پر اپنا پیر رکھ کر اس زور سے مسل دیتا کہ والٹر چیخ چیخ کر اور تڑپ تڑپ کر بے حال ہو جاتا اور پھر اس کی زبان رکے بغیر چلنا شروع ہو جاتی۔ دوسرا شخص زخمی ہونے کی وجہ سے بے ہوش ہو چکا تھا اس لئے عمران اسی سے بیس کیمپ جسے یہاں ساؤتھ کمانڈ کہا جاتا تھا کے بارے میں تفصیلات پوچھتا رہا۔

''اب یہ بتاؤ کہ تم یہاں کس کے کہنے پر آئے تھے اور تمہارے گروپ کا لیڈر کون ہے''......عمران نے پوچھا۔

''ہم یہاں کیپٹن ڈیگر کے ساتھ آئے تھے۔ اب شاید وہ بھی زندہ نہیں ہے''...... والٹر نے جواب دیا۔

''ہمارے بارے میں کیا حکم دیا گیا تھا''......عمران نے پوچھا۔

''ہم نے دور سے سیاہ رنگ کے اس بڑے پرندے کو یہاں گرتے دیکھا تھا۔ ہم اس کی چیکنگ کے لئے آئے تھے۔ کرنل شیرٹن کا حکم تھا کہ اس پرندے نما اسپیس شپ میں جو دکھائی دے اسے ہلاک کر دیا جائے''...... والٹر نے کہا۔ عمران نے اس سے چند مزید باتیں پوچھیں جس کا والٹر نے آسانی سے جواب دے دیا شاید وہ تنویر کی سفاکی سے شدید خوفزدہ ہو گیا تھا جو اس کے خاموش ہوتے ہی اس کے زخمی پاؤں پر پیر رکھ دیتا تھا۔

''اسے ہاف آف کر دو''......عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر والٹر بری طرح سے چونک پڑا اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اس

کے سر پر کھڑی روشی کی ٹانگ حرکت میں آئی اور والٹر زور دار
مارتا ہوا اچھل پڑا۔ روشی نے اس کے سر پر ضرب لگائی تھی۔ اس کی
ٹانگ ایک بار پھر حرکت میں آئی اور والٹر ساکت ہوتا چلا گیا۔

"تم سب ان افراد کو چیک کرو اور ان کے قد کاٹھ دیکھ کر ا
کے لباس اتار کر پہن لو۔ جس کا لباس فٹ آئے اسے ساتھ لے
آنا تاکہ میں تمہارا اسی حساب سے میک اپ کر دوں"...... عمرا
نے کہا۔ وہ سب عمران کے کہنے پر ایک بار پھر لاشوں کی طرف
بڑھ گئے اور پھر اپنے قد کاٹھ کے افراد تلاش کرنے لگے۔

لباس بدلنے کے لئے وہ دوسری طرف منہ کر کے کھڑے
جاتے تھے تاکہ ان میں سے ایک آسانی سے لباس بدل سکے
تقریباً پندرہ منٹوں کے بعد وہ سب سیاہ لباس پہن چکے تھے۔ عمرا
نے اس شخص کو تلاش کیا جو والٹر کے کہنے کے مطابق اس گروپ
لیڈر تھا۔ اس کا نام کیپٹن ڈیگر تھا۔ کیپٹن ڈیگر اتفاق سے عمران
قد کاٹھ کا ہی تھا۔ اس کے سر پر گولی لگی تھی جس سے وہ ہلاک
چکا تھا۔ اس کے لباس کا اوپر والا حصہ خون سے بھرا ہوا تھا۔ عمرا
نے اس کا لباس اتار کر ریت پر پھیلایا اور پھر اس نے اپنے تھ
سے ایک سپرے نکالا اور لباس پر لگے ہوئے خون پر سپرے کر
شروع ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں لباس پر لگا ہوا خون بلبلوں کی طر
ابلتا ہوا لباس سے غائب ہونا شروع ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے لبا
اس قدر صاف ہو گیا جیسے اسے ابھی ڈرائی کلین کرایا گیا ہو۔ عمرا

نے اپنے ساتھیوں کے لباسوں پر لگے ہوئے خون پر سپرے کر کے
ان صاف کیا اور پھر اس نے اپنے بیگ سے میک اپ باکس نکالا
ور ان کے میک اپ کرنا شروع ہو گیا۔ پھر انہوں نے مل کر تین
ئی ہوئی جیپوں کو سیدھا کیا اور پھر وہ ان جیپوں میں اس طرف
روانہ ہو گئے جدھر سے جیپیں آئی تھیں۔ وہ والٹر کو ساتھ نہیں لے
جانا چاہتے تھے اس لئے روشی نے اسے اور اس کے دوسرے بے
ہوش ساتھی کو وہیں گولیاں مار دی تھیں۔

ایک جیپ کی ڈرائیونگ جوزف کے ہاتھ میں تھی۔ اس کی
سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھ گیا تھا جبکہ پچھلی سیٹوں پر جولیا، کراسٹی،
صالحہ اور روشی بیٹھ گئی تھیں۔ دوسری جیپ کی ڈرائیونگ صفدر کر رہا
تھا۔ جبکہ تیسری جیپ صدیقی چلا رہا تھا۔ تینوں جیپیں ایک دوسرے
کے پیچھے تیزی سے بھاگتی چلی جا رہی تھیں۔ جن راستوں سے
جیپیں آئی تھیں ریت پر ان کے ٹائروں کے نشان بنے ہوئے تھے
اس لئے عمران کو راستہ تلاش کرنے میں کوئی مسئلہ پیش نہیں آ رہا
تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد انہیں دور سے ریت کے
بنے ہوئے بڑے بڑے ٹیلے دکھائی دیئے۔ جیپوں کے ٹائروں کے
نشان انہی ٹیلوں کی طرف سے آ رہے تھے۔ عمران نے جوزف کو
جیپ انہی ٹیلوں کی طرف لے جانے کا کہا۔

تقریباً دس منٹ کے مزید سفر کے بعد وہ ان ٹیلوں کے قریب
پہنچ گئے اور پھر وہ ٹیلوں کے پیچھے سے مڑتے ہوئے جیسے ہی

دوسری طرف آئے انہیں وہاں ایک بہت بڑی قلعہ نما عمار
دکھائی دی۔ قلعہ انتہائی سالخوردہ تھا۔ اس کی دیواریں جگہ جگہ
گر چکی تھیں لیکن ان دیواروں کو نئے سرے سے تعمیر کیا گیا تھا۔
تعمیر اور پرانی دیواروں کا فرق واضح تھا۔ سامنے ایک بڑا سا گ
لگا ہوا تھا۔ عمران کے کہنے پر جوزف جیپ گیٹ کی طرف لے گ
قلعے کی دیواروں کے ساتھ بڑے بڑے سرچ ٹاورز بنے ہوئے
جہاں سیاہ لباسوں والے مسلح افراد کھڑے ان کی جانب ہی د
رہے تھے۔

گیٹ کے نزدیک پہنچ کر اس نے جیپ روکی تو اس کے
صفدر اور صدیقی نے بھی اپنی جیپیں روک دیں۔ جیسے ہی انہوں
جیپیں روکیں اسی لمحے گیٹ کے اوپر سے اچانک نیلے رنگ کی رو
کی تیز دھاریں ان کی جیپوں پر پڑنے لگی۔ وہ سب جیسے اس
روشنی میں نہا گئے۔

"کیپٹن ڈیگر۔ باقی افراد کہاں ہیں۔ تمہارے ساتھ تین جیپ
بھیجی گئی تھیں"...... اچانک گیٹ کے اوپر سے ایک تیز آواز گونج

"سیاہ رنگ کے جس پرندے کو ہم چیک کرنے گئے تھے
ایک اسپیس شپ تھا۔ اسپیس شپ جس طرح سے ریت میں دھ
ہوا تھا ہمیں یقین تھا کہ اس میں جو کوئی بھی ہوگا وہ زندہ نہیں ہ
اس لئے میرے حکم پر تمام جیپیں اس اسپیس شپ کے نزدیک
گئی تھیں۔ ابھی جیپیں اسپیس شپ کے نزدیک پہنچی ہی تھیں

اچانک اسپیس شپ ایک زور دار دھماکے سے پھٹ گیا۔ اسپیس
شپ میں شاید ضرورت سے زیادہ دھماکہ خیز مواد تھا جس نے
اسپیس شپ کے ساتھ ارد گرد موجود تمام جیپوں کے بھی ٹکڑے اُڑا
دیئے تھے۔ ہماری جیپیں چونکہ اسپیس شپ سے کافی فاصلے پر تھیں
اس لئے ہم اس دھماکے سے بچ گئے تھے لیکن دھماکے کے پریشر
نے ہماری جیپوں کو بھی دور اچھال دیا تھا"...... عمران نے بدلی
ہوئی آواز میں کہا۔

"اوہ۔ یہ تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے"...... آواز آئی۔ عمران نے
چونکہ کیپٹن ڈیگر کی آواز نہیں سنی تھی اس لئے وہ اس کی آواز میں
کیسے بول سکتا تھا۔

"دھماکے سے ہر طرف ریت کے بادل اٹھ کھڑے ہوئے
تھے۔ میرے اور میرے ساتھیوں کے جسم ریت سے بھر گئے تھے۔
ریت میرے حلق میں بھی داخل ہو گئی تھی جس سے شاید میرے
گلے میں سوزش آ گئی ہے"...... عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو تمہیں اس اسپیس شپ میں کوئی زندہ نہیں ملا ہے
اور نہ تم یہ معلوم کر سکے ہو کہ یہ اسپیس شپ کہاں سے آیا تھا"۔
وہی آواز سنائی دی جو شاید اس قلعے میں موجود سیکرٹ بیس کیمپ
کے انچارج کرنل شیرٹن کی تھی۔

"یس سر"...... عمران نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تمہارے جسم اسکین ہونے میں چند منٹ

لگیں گے۔ اس لئے انتظار کرو''...... کرنل شیرٹن نے غراہٹ بھرے
لہجے میں کہا اور پھر وہاں خاموشی چھا گئی۔ ان سب کے جسم بدستور
نیلی روشنی میں نہائے ہوئے تھے۔ کچھ دیر تک ان پر نیلی روشنی پڑتی
رہی پھر اچانک اس روشنی کا رنگ بدل کر سرخ ہو گیا۔

''اوہ۔ یہ کیا۔ کمپیوٹرائزڈ مشین نے تو تم میں سے کسی کا ڈیٹا چیک
نہیں کیا ہے کہ تم اسی کیمپ کے افراد ہو''...... اچانک کرنل شیرٹن کی
تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران ایک طویل سانس لے کر
رہ گیا۔

''کون ہو تم۔ سچ سچ بتاؤ ورنہ میں تم سب کو یہیں ہلاک کر دوں
گا''...... کرنل شیرٹن کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میں کیپٹن ڈیگر ہوں کرنل شیرٹن اور یہ سب میرے ساتھی
ہیں جو یہاں سے صحرا میں گرنے والے اسپیس شپ کو چیک کرنے
کے لئے گئے تھے''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں نہیں۔ تم کیپٹن ڈیگر نہیں ہو اور نہ ہی ان میں سے کوئی
شخص ہمارے کمپیوٹرائزڈ ڈیٹا کے مطابق اس کیمپ سے تعلق رکھتا
ہے۔ بولو کون ہو تم''...... کرنل شیرٹن نے غصیلے لہجے میں کہا۔ شاید
وہاں کوئی ایسی کمپیوٹرائزڈ مشین موجود تھی جس میں سیکرٹ بیس کیمپ
کے ایک ایک فرد کا ڈیٹا موجود تھا اور نیلی روشنی سے وہاں آنے
جانے والے کو باقاعدہ اسکین کیا جاتا تھا۔ عمران اور اس کے
ساتھیوں نے حملہ آوروں کے میک اپ تو کر لئے تھے لیکن ظاہر

ہے کہ وہ اپنے قد کاٹھ اور جسمانی اعضاؤں کو تو بدل نہیں سکتے تھے
اور ان کے جسم کے اعضاء کمپیوٹرائزڈ مشین میں میچ نہیں ہوئے تھے
اس لئے کرنل شیرٹن کو فوراً علم ہو گیا تھا کہ یہ کیپٹن ڈیگر اور اس
کے ساتھی نہیں ہیں۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں کرنل۔ کمپیوٹرائزڈ مشین میں ضرور کوئی
گڑبڑ ہو گئی ہے۔ ورنہ میں اور میرے ساتھی یہاں کیسے پہنچ جاتے۔
آپ ایک بار پھر ہمیں چیک کریں ہو سکتا ہے کہ اس بار کمپیوٹرائزڈ
مشین کا ڈیٹا ہم سے میچ کر جائے''...... عمران نے تیز تیز بولتے
ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں بار بار مشین کو آن آف نہیں کر سکتا۔ یہ انتہائی
ہائی پروفائل مشین ہے جو غلط بیانی کر ہی نہیں سکتی۔ لگتا ہے تم سب
اسی اسپیس شپ سے آئے ہو۔ تم نے شاید کیپٹن ڈیگر اور اس کے
ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور ان کے لباس پہن کر اور ان کے
میک اپ کر کے یہاں آ گئے ہو۔ سوری۔ میں تم لوگوں کے لئے
بیس کیمپ میں آنے کا راستہ نہیں کھولوں گا''...... کرنل شیرٹن نے
اسی انداز میں کہا۔ اسی لمحے اچانک ان پر پڑنے والی سرخ روشنی کا
رنگ ایک بار پھر بدل گیا۔

اس بار روشنی کا رنگ سفید سا ہو گیا تھا۔ جیسے ہی روشنی کا رنگ
سفید ہوا اسی لمحے عمران کو اپنے جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس
ہوئی۔ اسے سفید روشنی اپنے جسم میں سوئیوں کی طرح چبھتی ہوئی

محسوس ہو رہی تھی۔ جیسے ہی عمران کو اپنے جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی اس نے فوراً اپنا منہ چلایا اور پھر اس کا سر سیٹ کی پشت سے لگا اور اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں جیسے واقعی اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔

کرنل فریدی کے جسم میں حرکت ہوئی اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحے تو وہ لاشعوری کی کیفیت میں رہا مگر دوسرے لمحے ایک کرخت آواز سن کر وہ پوری طرح سے ہوش میں آ گیا۔

"ہوش آ گیا تمہیں"...... یہ آواز اس قدر تیز اور کرخت تھی کہ کرنل فریدی کے اعصاب بری طرح سے جھنجھا اٹھے تھے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ وہ ایک لمحے میں لاشعور سے شعور میں آ گیا تھا۔ کرنل فریدی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ صحرا کی بجائے ایک ہال نما بڑے کمرے میں موجود تھا۔ جہاں تیز روشنی ہو رہی تھی۔ کرنل فریدی نے اٹھنا چاہا لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اسے مضبوط چمڑے کی بیلٹوں سے اس قدر مضبوطی سے باندھا گیا تھا کہ وہ سوائے سر ہلانے کے

ذرا سی بھی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ کرنل فریدی نے گردن موڑ کر
دیکھا تو یہ دیکھ کر ایک بار پھر اس کے منہ سے گہری سانس نکل گئی
کہ اس کے تمام ساتھی اسی طرح بندھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ وہ
سب ایک قطار میں پڑی کرسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔

ہال نما کمرے میں دس سیاہ لباسوں والے کھڑے تھے جن کے
ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جبکہ کرنل فریدی کے سامنے ایک لمبے قد
اور چوڑے سینے والا ادھیڑ عمر کھڑا تھا جو اسے تیز نظروں سے گھور رہا
تھا۔ کرنل فریدی کو یہ دیکھ کر سکون ہو گیا تھا کہ اس کے تمام ساتھی
اس کے ساتھ تھے البتہ اسے وہاں ریڈ آرمی کا سربراہ کرنل فرانک
دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کے ساتھیوں میں قافلے کے صرف دو
افراد دکھائی دے رہے تھے جن میں سے ایک عورت تھی اور ایک
مرد جبکہ کرنل فرانک سمیت قافلے کا وہاں کوئی اور شخص دکھائی ہی
نہیں دے رہا تھا۔ سامنے ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ کمرے کی
دیواروں کی ساخت دیکھ کر کرنل فریدی سمجھ گیا کہ یہ کمرہ ساؤنڈ
پروف ہے۔

کرنل فریدی کے ذہن میں فوراً سابقہ منظر گھوم گیا تھا جب وہ
اور اس کے ساتھی صحرا میں آنے والی اچانک تیز اور خوفناک آندھی
میں حقیر تنکوں کی طرح اُڑ گئے تھے۔ اس وقت کرنل فریدی کو یوں
محسوس ہوا تھا جیسے وہ کسی گرد باد میں پھنس گیا ہو اور گرد باد میں وہ
بجلی کی سی تیزی سے گھومتا جا رہا ہو۔ تیزی سے گھومنے کی وجہ سے

کے دماغ میں اندھیرا چھا گیا تھا اور اب اسے یہاں ہوش آیا
وہ اور اس کے ساتھی اس خوفناک طوفان سے کیسے بچ گئے اور
یہاں کون اور کیسے لایا تھا اس کے بارے میں کرنل فریدی
تھا۔

"یہ کون سی جگہ ہے اور ہمیں یہاں کون لایا ہے"...... کرنل
دی نے سامنے کھڑے ادھیڑ عمر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"صحرا میں خوفناک طوفان آیا تھا۔ اس طوفان نے تم سب کو
ے ہیڈ کوارٹر کے قریب لا کر پٹخ دیا تھا۔ ہم تمہیں وہاں سے
کر یہاں لے آئے ہیں لیکن چونکہ ہم تمہارے بارے میں کچھ
ں جانتے تھے اس لئے تمہیں یہاں لا کر باندھ دیا گیا تھا۔ اب
بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ سب کون ہیں اور تم سب اس صحرا میں
یا کر رہے تھے"...... لمبے قد والے ادھیڑ عمر نے غور سے کرنل
ریدی کی جانب دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"ہم سب ایک قافلے میں سفر کر رہے تھے کہ اچانک تیز
وائیں چلنا شروع ہو گئیں۔ ہم ابھی اپنے بچاؤ کا انتظام کر ہی
ہے تھے کہ اسی وقت اچانک ہواؤں نے تیز آندھی اور طوفان کا
روپ دھار لیا اور پھر طوفان میں اس قدر شدت آ گئی کہ ہم اس
طوفان کا کسی طور پر مقابلہ نہیں کر پا رہے تھے اور طوفان نے ہمیں
حقیر تنکوں کی طرح اٹھا لیا تھا۔ طوفان میں پھنس کر ہم بے ہوش ہو
گئے تھے۔ اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ طوفان نے

ہمیں صحرا کے کس حصے میں لا کر پٹکا تھا اس بارے میں بھی میں کچھ نہیں جانتا“ ...... کرنل فریدی نے کہا۔

”تم لوگوں کے ساتھ ہمیں سامان بھی ملا ہے جس میں منشیات اور بہت سا اسلحہ شامل تھا۔ ہمیں منشیات سے تو کوئی سروکار نہیں ہے لیکن اس سامان میں بھاری اسلحہ دیکھ کر ہم چونک پڑے تھے۔ اسی لئے ہم نے تم سب کو پکڑا تھا تاکہ تم سے تمہاری حقیقت معلوم کی جا سکے کہ تم کون ہو اور اس قدر اسلحہ تمہارے پاس کہاں سے آیا تھا ورنہ شاید ہم تمہیں باہر صحرا میں ہی گولیاں مار کر ہلاک کر دیتے“ ...... لمبے قد والے ادھیڑ عمر نے کہا۔

”یہ ہمارے سردار کا اسلحہ ہے وہ قافلوں کے ذریعے خفیہ طور پر منشیات اور اسلحے کی بھی سمگلنگ کرتا ہے“ ...... کرنل فریدی نے کہا۔

”کون ہے تمہارا سردار۔ کیا وہ ان سب میں موجود ہے“۔ اس نے پوچھا۔

”نہیں۔ سردار ان میں نہیں ہے“ ...... کرنل فریدی نے کہا۔

”ہونہہ۔ میں کیسے یقین کر لوں کہ تم جو کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ تم خود بھی تو اس قافلے کے سردار ہو سکتے ہو“ ...... لمبے قد والے نے کہا۔

”نہیں۔ میں سردار نہیں ہوں۔ آپ بے شک ان تمام افراد کو ہوش میں لا کر ان سے پوچھ لیں“ ...... کرنل فریدی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ مجھے ان میں سے کسی کو ہوش میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم خود اگر مجھے سب کچھ سچ بتا دو گے تو میں تمہاری جان بخش دوں گا ورنہ کرنل ہارگن اپنے ہیڈ کوارٹر کے گرد رینگنے والے حشرات الارض کو بھی زندہ نہیں چھوڑتا“ ...... لمبے قد والے نے کہا۔

”کرنل ہارگن۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا تعلق فوج سے ہے“۔ کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے انداز میں کہا۔

”ہاں۔ تم اس وقت فوج کی نارتھ کمانڈ کی حراست میں ہو۔ میرا نام کرنل ہارگن ہے اور میں اس بیس کیمپ کا انچارج ہوں۔ میں چاہوں تو تمہیں اور تمہارے ان تمام ساتھیوں کو شوٹ کر سکتا ہوں لیکن میں تمہیں ایک موقع دینا چاہتا ہوں۔ تم اگر مجھے اپنی اصل حقیقت بتا دو گے تو میں کسی اور کی تو گارنٹی نہیں دیتا لیکن تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا بلکہ میں تمہیں اپنے خصوصی ہیلی کاپٹر سے صحارا سے نکال کر وہیں پہنچا دوں گا جہاں سے تم آئے ہو“ ...... کرنل ہارگن نے کہا۔

”میں نے جو کہا ہے سچ ہی کہا ہے۔ تم کون سے سچ کی بات کر رہے ہو“ ...... کرنل فریدی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”ہمیں اطلاعات موصول ہوئی تھیں کہ چند کافرستانی ایجنٹ نارتھ وے سے صحارا میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کے پاس بھاری تعداد میں خطرناک اسلحہ ہے اور وہ یہاں آ کر ہمارے بیس کیمپ کو

نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ کیا تمہارا تعلق انہی کافرستانی ایجنٹوں سے ہے“...... کرنل ہارگن نے کرنل فریدی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

”کافرستانی ایجنٹ۔ ہمارا بھلا کسی کافرستانی ایجنٹوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ تمہیں بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے کرنل ہارگن۔ ہم افریقی باشندے ہیں۔ تم نے یقیناً ہماری تلاشی لی ہو گی۔ ہمارے پاس ہمارے اصل کاغذات موجود ہیں۔ اگر وہ کاغذات تمہارے پاس ہیں تو ایک نظر انہیں دیکھ لو پھر تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ ہم افریقی ہیں یا کافرستانی“...... کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہمیں تم میں سے کسی کے پاس سے کوئی کاغذات نہیں ملے ہیں اور تمہارے لباسوں کی خفیہ جیبوں سے بھی ہمیں کچھ اسلحہ ملا ہے جن میں سے کچھ عام مشین پسٹل اور گنز ہیں لیکن کچھ اسلحہ ایسا بھی ہے جو سائنسی اسلحے جیسا ہے اور ایسا اسلحہ سوائے غیر ملکی ایجنٹوں کے اور کوئی نہیں رکھ سکتا ہے“...... کرنل ہارگن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ایسا اسلحہ کس سے ملا ہے تمہیں“...... کرنل فریدی نے حیران ہو کر کہا کیونکہ اس کے پاس اور اس کے ساتھیوں کے پاس کوئی سائنسی اسلحہ نہیں تھا۔

”یہ ایک مرد اور عورت۔ ان کے پاس سے ہمیں جدید سائنسی

لحہ ملا ہے اور تم اور تمہارے ان ساتھیوں سے ہمیں مشین پسٹل، ی میزائل گنیں اور بہت سے راڈز بم بھی ملے ہیں جو تم سب نے باسوں کے مختلف حصوں میں چھپائے ہوئے تھے“...... کرنل ہارگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”قافلے میں حفاظت کے لئے ہم سب کو اپنے پاس اسلحہ رکھنا ڑتا ہے ورنہ صحرا میں چھپے ہوئے قزاق ہمیں آسانی سے لوٹ کر لے جا سکتے ہیں۔ قزاقوں کے پاس چونکہ جدید ترین اسلحہ ہوتا ہے ی لئے ہم بھی اپنے ساتھ مشین پسٹل اور منی میزائل گنوں کے ساتھ راڈز بم بھی رکھتے ہیں تاکہ قزاقوں کے حملے کی صورت میں ان کا بھرپور مقابلہ کیا جا سکے البتہ ان دونوں کے پاس سائنسی اسلحہ کیسے آیا یہ سوال تم ان دونوں سے ہی پوچھ لو کیونکہ میرا اور میرے ساتھیوں کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے“...... کرنل فریدی نے کہا۔

”کیوں۔ کیا یہ دونوں تمہارے ساتھ قافلے میں موجود نہیں تھے“...... کرنل ہارگن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ہوں گے۔ میں نے قافلے کے تمام افراد کے چہرے نہیں یکھے تھے۔ صحرا میں چونکہ تیز ہواؤں کی وجہ سے ریت اُڑتی رہتی ہے اس لئے صحرا میں سفر کرنے والے قافلوں کے افراد اپنے سر اور نہ کپڑوں میں ڈھک کر رکھتے ہیں“...... کرنل فریدی نے کہا۔

”تو تم یقین سے کہہ رہے ہو کہ تمہارا کسی کافرستانی ایجنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے“...... کرنل ہارگن نے غور سے کرنل فریدی کی

جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ نہ میرا کسی کافرستانی ایجنٹ سے کوئی تعلق ہے اور نہ
میں کسی ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کا تعلق کافرستان سے ہو"
کرنل فریدی نے کہا۔

"ہونہہ۔ نجانے کیا بات ہے کہ مجھے تمہاری کسی بات پر یق
ہی نہیں آ رہا ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے تم مجھ سے بہت
چھپانے کی کوشش کر رہے ہو"...... کرنل ہارگن نے بری طرح
سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"یہ محض تمہارا وہم ہے اور کچھ نہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ میرا وہم نہیں ہے۔ کرنل ہارگن کی چھٹی حس بے
تیز ہے جو دور سے آنے والے خطرے کی بو بھی سونگھ سکتی ہے۔
دل تم سے مطمئن نہیں ہو رہا ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے تم
نہیں ہو جو تم خود کو ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہو"...... کر
ہارگن نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم کیا چاہتے ہو"...... کرنل فریدی نے بھی اس
آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت نارتھ کمانڈ میں ہو اور نارتھ کمانڈ میں کسی
متعلق کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ تم یہاں اپنی مرضی
تو نہیں آئے ہو لیکن اس کے باوجود میں تم میں سے کسی کو ز
چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتا۔ میں بس ایک مرتبہ تم میں سے

سے بات کرنا چاہتا تھا۔ تم مجھے اپنے بارے میں تسلی بخش
ب دینے میں ناکام رہے ہو اس لئے میں تمہارے اور تمہارے
تمام ساتھیوں کے بلیک وارنٹ جاری کرتے ہوئے تمہیں موت
سزا سناتا ہوں۔ تم سب کو ابھی اور اسی وقت گولیاں مار کر ہلاک
دیا جائے گا اور تمہاری لاشیں صحرا میں پھینک دی جائیں گی
صحرا کے آدم خور حشرات الارض خود ہی تمہاری لاشیں نوچ
کر کھا جائیں گے"...... کرنل ہارگن نے کہا۔

"لیکن تم نے تو کہا تھا کہ اگر میں تمہیں سب کچھ سچ بتا
گا تو تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... کرنل فریدی نے جان بوجھ
خوف بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنی موت کا پیغام سن کر بری
طرح سے سہم گیا ہو۔

"ہاں۔ لیکن میں نے کہا ہے نا کہ میں تم سے مطمئن نہیں ہوا
ہوں۔ تمہارے پاس سے بھی مجھے ایک مشین پسٹل، ایک منی میزائل
گن اور کچھ ایسے بم ملے ہیں جو عام بدو اپنے پاس نہیں رکھتے۔
اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو اور تمہارا
تعلق انہی کافرستانی ایجنٹوں سے ہے جو نارتھ وے سے صحارا میں
ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے آئے تھے"...... کرنل ہارگن نے
انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں۔ میں کافرستانی ایجنٹ نہیں ہوں"...... کرنل فریدی
نے چیخنے والے انداز میں کہا۔

''سوری۔ میں تم سے اب مزید کوئی بات نہیں کروں گا۔ آگے آؤ اور ان سب کو بھون دو''...... کرنل ہارگن نے پہلے کرنل فریدؔ اور پھر وہاں کھڑے مسلح افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور خود تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کا حکم سنتے ہی مسلح افراد تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے فائرنگ اسکوارڈ کے انداز میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں پر مشین گنیں تان لیں۔ کرنل فریدی کے ہاتھ چمڑے کی بیلٹوں سے عقب میں بندھے ہوئے تھے وہ ان بیلٹوں کو کھولنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا لیکن ایک تو چمڑے کی بیلٹیں انتہائی مضبوط تھیں اور دوسرا ان سے کرنل فریدی کے ہاتھ اس قدر مضبوطی سے باندھے گئے تھے کہ کرنل فریدی ابھی تک چمڑے کی بیلٹوں سے اپنے ہاتھ آزاد نہیں کرا سکا تھا۔ اپنے سامنے فائرنگ اسکوارڈ کو کھڑے ہوتے دیکھ کر وہ بے چین سا ہو کر رہ گیا۔ اس کے تمام ساتھی ابھی تک بے ہوش تھے۔

کرنل فریدی کو یوں محسوس ہونا شروع ہو گیا تھا جیسے وہ کرنل ہارگن کے سامنے قطعی طور پر بے بس ہو گیا ہو اور وہ فائرنگ اسکوارڈ سے نہ خود کو بچا سکے گا اور نہ اپنے ساتھیوں کو۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی مترشح تھی۔

''فائر''...... کرنل ہارگن نے چیختے ہوئے کہا اور فائرنگ اسکوارڈ کی انگلیاں مشین گنوں کے ٹریگروں پر دبتی چلی گئیں۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو واقعی گڑھوں سے پانی اور لیکٹل بہت سے پودے مل گئے تھے جن کی جڑیں کھا کر نہ صرف ان کی بھوک مٹ گئی تھی بلکہ انہوں نے گیلی ریت نچوڑ کر کسی حد تک اپنی پیاس بھی بجھا لی تھی۔

ان کے سامنے ریت کے سمندر پر کئی گڑھوں اور کھائیوں کے منہ کھلے ہوئے تھے۔ ان کھائیوں میں سے بعض کھائیاں تو اتنی گہری تھیں کہ ان میں جھانک کر دیکھنے سے ہی خوف آتا تھا۔ کھائی گہرائی میں جا کر اس قدر سیاہ ہو گئی تھیں کہ اس کی تہہ کسی بھی طرح دکھائی ہی نہیں دیتی تھی۔ ان گہری کھائیوں کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے وہ واقعی بلیک ہول ہوں اور ان میں گرنے والا کبھی واپس نہیں آ سکے گا۔

صحرا کا یہ حصہ ایسے ہی گڑھوں اور خوفناک کھائیوں سے بھرا ہوا

تھا۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھی ان کھائیوں سے بچتے ہوئے
آگے بڑھے جا رہے تھے۔ جیسے ہی ان کے سامنے سپاٹ میدان
آتا وہ ہینڈ گرنیڈ یا راڈز بم پوری قوت سے پھینک دیتے تھے جن
کے پھٹتے ہی ریت کے نیچے چھپی ہوئی کھائیوں اور گڑھوں کے منہ
کھل جاتے تھے۔

مسلسل اور تیز گرمی میں سفر کرتے ہوئے ان کا برا حال ہو گ
تھا اور ریت نے جیسے انہیں بھوت بنا کر رکھ دیا تھا۔ ان کے پا
اب پانی تو نہیں تھا لیکن وہ آتے ہوئے کیکٹل کے بے شمار پود
اپنے ساتھ لے آئے تھے جنہیں وہ راستے بھر کھاتے رہے تھے۔
ان پودوں کی جڑیں چونکہ نرم اور گیلی تھیں اس لئے ان پودوں
کسی حد تک ان کی پیاس میں کمی آ جاتی تھی لیکن دھوپ اس قد
تیز تھی کہ انہیں اپنے جسم کے ایک ایک حصے سے دھاروں کی شک
میں پسینہ پھوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ آگ
بڑھے چلے جا رہے تھے۔

جب وہ تھک جاتے تو وہ کسی گڑھے میں اتر جاتے اور اس م
رک کر کچھ دیر اپنا سانس بحال کرتے اور پھر گڑھے سے نکل کر
سفر شروع کر دیتے۔ سفر کرتے کرتے انہیں شام ہو گئی تھی۔ شا
ہوتے ہی درجہ حرارت میں نمایاں کمی واقع ہونے لگی تو ان کی جا
میں جان آ گئی۔ صحرا میں تیز ہوا چل رہی تھی جو پہلے تو آگ
طرح گرم تھی لیکن اب جوں جوں شام ڈھلتی جا رہی تھی ہوا میں

انی حد تک خنکی آنا شروع ہو گئی تھی۔ ان کے پاس کھانے کے
لئے سوائے کیکٹل پودوں کے کچھ نہیں تھا۔ وہ ریت کے اونچے نیچے
یلوں سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

میجر پرمود چاہتا تھا کہ وہ کسی ایسی جگہ پہنچ جائیں جہاں پر وہ
آسانی سے رات گزار سکیں۔ صحارا دنیا کا خطرناک ترین صحرا تھا
جہاں کسی بھی وقت آندھی اور طوفان آ سکتا تھا۔ میجر پرمود جانتا تھا
کہ اگر اس نے اپنے ساتھیوں کو میدان میں ہی رات گزارنے کا
کہا اور رات کے کسی وقت اچانک آندھی یا طوفان آ گیا تو وہ لمحوں
میں منوں ریت تلے دفن ہو کر رہ جائیں گے۔ صحارا میں آنے
والے ریت کے طوفان اس قدر شدید تھے کہ وہ ٹیلوں کے ٹیلوں کو
اپنی جگہ سے اُڑا کر لے جا سکتے تھے۔

ڈیزرٹ سکارپین جو خود کو صحرائی کیڑا کہتا تھا وہ بھی اس صحرا
میں یوں انجان بنا ہوا تھا جیسے اس نے صحراؤں میں کبھی سفر ہی نہ
کیا ہو۔ اسے ان راستوں کے بارے میں کسی بات کا کوئی علم ہی
نہیں تھا اور نہ ہی وہ یہ جانتا تھا کہ وہ انہیں لے کر کہاں اور کس
طرف جا رہا ہے۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی بری طرح سے تھک چکے تھے۔ یہ
دیکھ کر میجر پرمود کے چہرے پر مایوسی سی پھیلتی جا رہی تھی کہ رات
گزارنے کے لئے انہیں کوئی مناسب ٹھکانہ دکھائی نہیں دے رہا تھا
وہ سب ایک ٹیلے پر چڑھ رہے تھے۔ میجر پرمود نے ان سے کہا تھا

که اس ٹیلے کے پار انہیں کوئی محفوظ ٹھکانہ دکھائی نہ دیا تو وہ سب
اس ٹیلے کے پاس ہی رک جائیں گے اس لئے وہ سب تیزی سے
ٹیلے پر چڑھے جا رہے تھے۔ نرم ریت کے ٹیلے پر چڑھتے ہوئے
بار بار ان کے نیچے سے ریت پھسل جاتی تھی اور وہ ریت کے
ساتھ خود بھی نیچے پھسل آتے تھے لیکن ریت پر ہاتھ پاؤں مار کر وہ
خود کو سنبھالتے اور ایک بار پھر ٹیلے پر چڑھنا شروع ہو جاتے۔

ان سب سے زیادہ تیزی لاٹوش دکھا رہا تھا وہ ریت کے ٹیلے
پر یوں چڑھا جا رہا تھا جیسے اسے ریت کے ان ٹیلوں پر چڑھنے کی
برسوں سے پریکٹس ہو۔ ابھی میجر پرمود اور اس کے دوسرے
ساتھیوں نے آدھا ٹیلا بھی نہ چڑھا ہو گا کہ لاٹوش ٹیلے کی چوٹی پر
پہنچ گیا۔ اس نے چوٹی پر پہنچ کر دوسری طرف دیکھا تو اس کے منہ
سے بے اختیار ننھے بچوں کی طرح قلقاریاں سی نکلنا شروع ہو
گئیں۔

”نخلستان۔ اس طرف نخلستان ہے“...... لاٹوش نے قلقاریاں
مارتے ہوئے کہا اور اس کے منہ سے نخلستان کا سن کر ان سب کے
جسموں میں جیسے نئی جان سی بھر گئی اور انہوں نے بھی تیز تیز ہاتھ
پاؤں مارتے ہوئے چوٹی کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر
میں وہ سب چوٹی پر تھے اور چوٹی کی دوسری طرف دیکھ رہے تھے
جہاں انہیں تقریباً ایک کلو میٹر کے فاصلے پر سبزہ ہی سبزہ دکھائی
دے رہا تھا۔ وہاں بے شمار اونچے اونچے درخت دکھائی دے رہے

ہے۔ درختوں کو دیکھ کر ان سب کے چہروں پر مسرت کے تاثرات
نمودار ہو گئے۔

”یہ نخلستان ہے یا اس صحرا کا کوئی جنگل“...... لیڈی بلیک نے
حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ دور سے انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ
کسی گھنے جنگل کو دیکھ رہے ہوں جہاں ہر طرف درختوں کا طویل
سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔

”جو بھی ہے۔ اس تپتے ریگستان سے تو بہتر ہے کہ ہم اس
نخلستان یا پھر جنگل میں پہنچ کر سانس لیں۔ یہاں تو سوائے گھاس
کھانے کے اور کچھ تو ملا نہیں ہے۔ یہ جنگل ہے یا کوئی نخلستان۔
یہاں پیٹ بھر کر کھانے کو کچھ نہ کچھ ضرور مل جائے گا اور یہاں
جس قدر ہریالی ہے یہ بغیر پانی کے نہیں ہو سکتی۔ ضرور یہاں کوئی
جھیل یا پھر نہر بہہ رہی ہے جو اس سارے علاقے کو سیراب کر
رہی ہے“...... لاٹوش نے کہا۔

”چلو۔ چل کر دیکھتے ہیں۔ اگر یہ نخلستان ہے تب بھی ٹھیک ہے
اور اگر یہ جنگل ہے تب بھی ہم کم از کم رات تو آسانی سے یہاں
بسر کر ہی سکتے ہیں“...... کیپٹن توفیق نے کہا اور وہ سب ٹیلے سے
اترنے کے لئے تیزی سے ریت پر پھسلتے چلے گئے۔ ٹیلے سے
اترتے ہی انہوں نے فوراً درختوں کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔
انہیں اس طرح بھاگتے دیکھ کر میجر پرمود بھی ان کا ساتھ دے رہا
تھا۔ درختوں کی کثرت دیکھ کر اس کے چہرے پر بھی اطمینان آ گیا

تھا کہ اسے کم از کم رات بسر کرنے کا بہتر ٹھکانہ تو مل ہی گیا ہے۔
صحرا کی نسبت وہ اس جنگل میں آسانی سے رات گزار سکتے تھے۔
ایک کلو میٹر کا فاصلہ انہوں نے بھاگتے ہوئے عبور کیا اور پھر وہ
واقعی جیسے ایک گھنے جنگل میں آ گئے۔ وہاں درختوں کے ساتھ زمین
پر بھی ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔

"احتیاط کے ساتھ۔ جنگل جتنے گھنے ہوتے ہیں ان میں خطرات
بھی اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں"...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ اس صحرائی جنگل میں ہاتھی، گھوڑے،
شیر اور چیتے ہوں گے جو ہماری بو سونگھتے ہی یہاں آ جائیں گے
اور ہمیں ہڑپ کر جائیں گے"...... لاٹوش نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ صحرائی جنگلوں میں ہاتھی گھوڑے، شیر اور چیتوں جیسے
خطرناک جانور نہیں ہوتے"...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

"تو کیا تم جیسے بندر ہوتے ہیں"...... لاٹوش نے اسی انداز میں
کہا۔

"نہیں۔ یہاں تم جیسے بدصورت لومڑ ہوتے ہیں اور وہ بھی دُم
کٹے لومڑ"...... ڈیزرٹ سکارپین نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم جنگل کے خطرات کا بتا رہے تھے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"صحارا کے کچھ نخلستان ایسے ہیں جہاں جنگل بھی ہیں لیکن یہ
جنگل کسی بھی طرح برازیل اور افریقہ کے شمالی جنگلوں سے کم نہیں
ہیں۔ ان نخلستانی جنگلوں میں سانپ، بچھو، زہریلے مکڑے اور اس

بھی کئی خوفناک چیزیں موجود ہیں۔ اور ان جنگلوں میں زہریلی
مکھیوں سمیت، زہریلے مچھروں اور زہریلے کانٹوں والے پیڑ
پودوں کی بھی کمی نہیں ہے۔ میرا کبھی ایسے نخلستانوں یا جنگلوں سے
گزر تو نہیں ہوا ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ صحارا کے بعض نخلستان
ایسے بھی ہیں جہاں کے پیڑ اور پودے خون آشام اور گوشت خور
بھی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ایسا ہی کوئی نخلستان ہو۔ ہم جتنی احتیاط
کریں گے ہمارے لئے اتنا ہی اچھا ہو گا اس لئے ہمیں اس جنگل
میں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہو گا"...... ڈیزرٹ سکارپین نے
کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہم پھونکیں مار مار کر آگے بڑھیں گے تو
خطرات ہمارے راستے سے ہٹ جائیں گے"...... لاٹوش نے جان
بوجھ کر الٹی بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم مجھ سے بات ہی نہ کیا کرو۔ تمہاری ہر بات ہی تمہاری
طرح الٹی ہوتی ہے"...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

"تو تم کون سے سیدھے ہو۔ مجھے تو تمہاری ہر کل ہی ٹیڑھی
میڑھی دکھائی دیتی ہے"...... لاٹوش بھلا کہاں آسانی سے باز آنے
والا تھا۔

"تم دونوں فضول باتیں بند کرو اور چلو جنگل میں۔ شام ہو رہی
ہے۔ اگر اندھیرا بڑھ گیا تو ہم جنگل میں بھی رات گزارنے کے
لئے کوئی بہتر ٹھکانہ نہیں ڈھونڈ سکیں گے"...... میجر پرمود نے ان

دونوں کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”تو چلیں۔ میں نے کب منع کیا ہے“...... لاٹوش نے کہا تو میجر پرمود اسے گھور کر رہ گیا۔

”اگر ان جنگلوں میں وہ خطرات ہوئے جن کا تم نے ذکر کیا ہے تو ان سے ہم اپنا بچاؤ کیسے کریں گے۔ خاص طور پر زہریلی مکھیوں اور مچھروں سے“...... لیڈی بلیک نے ڈیزرٹ سکارپین سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”اگر ہمیں اس جنگل میں کلاٹلس کے پودے مل جائیں تو ہم زہریلے مچھروں اور مکھیوں کے ساتھ کئی زہریلے حشرات الارض سے بچ سکتے ہیں۔ کلاٹلس پودوں کو پیس کر ہمیں اس کا صرف لیپ اپنے جسم کے مختلف حصوں پر لگانا ہو گا۔ اس پودے سے تیز بو خارج ہوتی ہے جس سے مکھیاں، مچھر اور زہریلے حشرات الارض دور رہتے ہیں لیکن......“ ڈیزرٹ سکارپین کہتے کہتے لیکن پر اٹک گیا۔

”لگتا ہے اس کی بیٹری ختم ہو گئی ہے۔ اس کے سر پر دو چپتیں مارو تو اس کی بیٹری ری چارج ہو جائے گی“...... لاٹوش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم خاموش رہو“...... میجر پرمود نے غصیلے لہجے میں کہا تو لاٹوش بوکھلا گیا اور اس نے فوراً دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لئے۔

”تم لیکن پر کیوں اٹک گئے ہو۔ بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو“۔ میجر

ہو نے پوچھا۔

”اگر اس نخلستانی جنگل میں گیوماٹی کے پیڑ پودے ہوئے تو میں ان سے خاص طور پر خود کو بچانا ہو گا۔ دیکھنے میں وہ عام سے پودے ہیں لیکن جیسے ہی کوئی ان کے نزدیک جاتا ہے ان کی شاخیں سانپوں کی طرح بل کھاتی ہوئی جاندار کے گرد لپٹ جاتی ہیں اور ان شاخوں پر چونکہ کانٹے ہوتے ہیں جو زہر سے بھرے ہوتے ہیں اس لئے کانٹے چبھتے ہی جاندار بے ہوش ہو جاتا ہے اور وہ پیڑ پودے انہی کانٹوں سے جاندار کا سارا خون چوس لیتے ہیں۔ پیڑ اور پودے اس جاندار کو تب ہی چھوڑتے ہیں جب تک وہ جاندار کے جسم میں موجود خون کا آخری قطرہ تک نہ نچوڑ لیں چاہے وہ جاندار کوئی انسان ہو یا پھر طاقتور ہاتھی“...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

”کیا ان پیڑ پودوں کی کوئی خاص نشانی نہیں ہوتی جنہیں دیکھ کر ان سے دور رہا جا سکے“...... کیپٹن توفیق نے پوچھا۔

”نہیں۔ ان کی کوئی مخصوص نشانی نہیں ہے وہ پیڑ پودے عام پودوں اور درختوں جیسے ہی ہوتے ہیں“...... ڈیزرٹ سکارپین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ رات کے وقت ہم ان خون آشام پیڑ پودوں سے خود کو کیسے بچائیں گے“...... کیپٹن نوازش نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ اس جنگل میں ایسا کوئی پیڑ پودا نہیں ہے جو
ہمیں پکڑ کر ہمارا خون چوس سکے''...... آفتاب سعید نے کہا۔
''کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ احتیاط ملحوظِ خاطر رکھو''...... میجر پرمود
نے کہا اور وہ اسی طرح سے باتیں کرتے ہوئے جنگل میں داخل ہو
گئے۔ جنگل میں زیادہ خنکی تھی۔ وہ جھاڑیوں اور درختوں کے درمیان
بنے ہوئے راستوں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے
تھے۔ کہیں بھی کوئی جھاڑی ہلتی یا درخت کی کوئی شاخ ہلتی تو لاٹوش
یوں بوکھلا کر اور اچھل کر پیچھے ہٹ جاتا جیسے اسے ڈر ہو کہ درختوں
اور پودوں کی یہ ہلتی ہوئی شاخیں اسے پکڑ لیں گی اور اس کا سار
خون چوس کر اسے ہلاک کر دیں گی۔
''کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس جنگل میں ہمیں کھانے کے لئے کہ
مل سکتا ہے''...... لیڈی بلیک نے پوچھا۔
''یہاں کھجوروں کے ساتھ آم کے بھی درخت ہو سکتے ہیں او
گرم موسم میں پیدا ہونے والے دوسرے پھل بھی۔ اگر یہاں کوئ
جھیل ہوئی تو وہاں سے ہمیں کھانے کے لئے مچھلیاں بھی مل سکت
ہیں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا تو انہوں نے اثبات میں س
ہلائے اور ارد گرد کے درختوں پر پھل ڈھونڈنے کے لئے نظریں
ڈالتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ جوں جوں آگے بڑھتے ج
رہے تھے جنگل گھنا ہوتا جا رہا تھا۔
''میرا خیال ہے کہ ہمیں یہیں رک جانا چاہئے۔ آگے جنگل گھ

ہ آگے خطرہ زیادہ ہو سکتا ہے۔ ہم جس جگہ موجود ہیں یہ کھلی اور
اف ستھری جگہ ہے۔ یہاں ہم آسانی سے رات گزار سکتے ہیں''۔
جر پرمود نے کہا۔
''ایک منٹ''...... اچانک ڈیزرٹ سکارپین نے کہا وہ دائیں
رف غور سے دیکھ رہا تھا اور کان لگا کر کچھ سننے کی کوشش کر رہا
تھا۔
''کیا ہوا''...... لیڈی بلیک نے کہا تو ڈیزرٹ سکارپین نے
اسے اشارے سے خاموش رہنے کا کہا۔ وہ سب خاموشی سے اس
کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ڈیزرٹ سکارپین چند لمحے کان لگا کر کچھ
سننے کی کوشش کرتا رہا پھر اچانک اس کے چہرے پر جوش کے
تاثرات ابھر آئے۔
''مجھے اس طرف سے پانی گرنے کی آواز سنائی دے رہی
ہے۔ گو آواز بہت دھیمی ہے لیکن میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ
اس طرف ضرور کوئی چھوٹی سی نہر یا جھیل موجود ہے''...... ڈیزرٹ
سکارپین نے کہا۔
''پانی۔ اوہ بہت خوب۔ تب تو ہمیں اسی طرف چلنا چاہئے''۔
لیڈی بلیک نے کہا تو ان سب نے سر ہلا دیئے اور پھر وہ ڈیزرٹ
سکارپین کے پیچھے چلنا شروع ہو گئے۔ جھاڑیوں اور درختوں کے
ایک جھنڈ سے نکل کر وہ آگے آئے تو یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں
چمک اٹھیں۔ وہاں واقعی ایک بہت بڑی جھیل موجود تھی۔ یہ ایک

قدرتی جھیل تھی جس کا پاٹ کافی چوڑا تھا اور جھیل دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

جھیل دیکھتے ہی وہ بھاگتے ہوئے اس کے کنارے پر آ گئے۔ جھیل بے حد صاف ستھری تھی اور اس کا پانی چمک رہا تھا۔

"کیا ہم یہ پانی پی سکتے ہیں"...... لیڈی بلیک نے ڈیزرٹ سکارپین کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔ یہ صاف پانی ہے۔ یہ قدرتی جھیل ہے جو صحرا کے نیچے کسی دریا سے نکل کر بنی ہے۔ ریت سے چھن کر آنے والا پانی فلٹر شدہ ہوتا ہے جس میں کسی بیکٹریا کے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا تو ان سب کے چہروں پر اطمینان آ گیا اور پھر وہ جھیل کے کنارے پر بیٹھ گئے اور انہوں نے جھیل کا پانی پینا شروع کر دیا۔ جھیل کا پانی ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔ وہ پانی پی کر سیر ہو گئے۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں اس جھیل کے پاس ہی پڑاؤ ڈال دینا چاہئے۔ اس سے اچھی جگہ اس نخلستان میں اور کوئی ہو بھی نہیں سکتی"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"ہاں۔ اور وہ دیکھو اس طرف کھجوروں کے درخت بھی ہیں۔ ہم ان درختوں سے کھجوریں اتار کر کھا سکتے ہیں"...... کیپٹن نوازش نے کہا۔ انہوں نے سر گھما کر اس طرف دیکھا جس طرف کیپٹن نوازش اشارہ کر رہا تھا تو یہ دیکھ کر ان سب کے چہرے کھل اٹھے

واقعی وہاں کھجوروں کے کئی درخت موجود تھے جن پر پکی پکی کھجوریں لگی ہوئی تھیں اور تیز ہواؤں کی وجہ سے بہت سی کھجوریں ان درختوں کے پاس بھی گری ہوئی تھیں۔

"یہی نہیں۔ اس طرف دیکھو یہاں کلاٹلس کے مخصوص پودے بھی موجود ہیں جن کے پتے اگر پیس کر ہم لیپ بنا کر ہم اپنے جسموں پر لگا لیں تو ہم حشرات الارض سے محفوظ رہ سکتے ہیں"۔ ڈیزرٹ سکارپین نے کہا انہوں نے بائیں طرف دیکھا تو وہاں لمبی لمبی جھاڑیاں سی اُگی ہوئی تھیں جن پر نوکیلے مگر لمبے لمبے سرخی مائل پتے لگے ہوئے تھے۔ ان پتوں کے اوپر سیاہ رنگ کے چھوٹے چھوٹے دھبے بھی پڑے ہوئے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ تم ان پتوں کو توڑ کر ان کا لیپ بنا لو۔ ہم ان پتوں کا لیپ لگا کر آج رات یہیں قیام کریں گے"...... میجر پرمود نے کہا تو ڈیزرٹ سکارپین سر ہلا کر کلاٹلس کے پودوں کی جانب بڑھ گیا اور اس نے کانٹوں سے خود کو بچاتے ہوئے احتیاط کے ساتھ ان پودوں کے پتے توڑنا شروع کر دیئے۔

"جب تک ڈیزرٹ سکارپین زہریلی مکھیوں اور مچھروں سے بچنے کے لئے مخصوص بوٹیوں کا لیپ بناتا ہے تب تک تم یہاں سے خشک لکڑیاں اکٹھی کر لو اور انہیں ایک بڑے دائرے میں پھیلانا شروع کر دو۔ ہم آگ جلا کر اس دائرے کے اندر رہیں گے تا کہ جنگل کے رینگنے والے دوسرے حشرات الارض سے بچ سکیں اور

لاٹوش تم کھجوروں کے درختوں پر چڑھ کر کھجوریں توڑ لاؤ آج ہم
کھجوروں کا ہی ڈنر کریں گے“...... میجر پرمود نے کہا تو ان سب
نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے۔
کیپٹن نوازش، کیپٹن توفیق اور آفتاب سعید کے ساتھ لیڈی بلیک
بھی خشک لکڑیاں اکٹھی کرنے کے لئے ان کے ساتھ چل پڑی جبکہ
لاٹوش برے برے منہ بناتا ہوا کھجوروں کے درختوں کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔ ایک درخت کے پاس پہنچ کر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور
پھر وہ بندروں کی سی پھرتی سے درخت پر چڑھنا شروع ہو گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ بے شمار کچی پکی کھجوریں توڑ کر لے آیا۔
ڈیزرٹ سکارپین نے کلاٹلس کے پتوں کو دو پتھروں سے کچل کر ان
کا لیپ بنا لیا تھا اور وہ لیپ ایک بڑے پتے پر لے کر ان سب
کے پاس آ گیا تھا اور ان سب نے ڈیزرٹ سکارپین کے کہنے پر
لیپ پیشانی پر، گردن، ہاتھوں اور پیروں پر ملنا شروع کر دیا تھا۔
اس لیپ کی بو عجیب سی تھی لیکن انہیں اس خطرناک جنگل میں رات
گزارنی تھی۔ زہریلی مکھیوں اور مچھروں سے بچنے کے لئے ان کے
جسم پر اس لیپ کا لگنا ضروری تھا اس لئے وہ سب اس کی بو مجبوراً
برداشت کر رہے تھے۔

لیڈی بلیک، کیپٹن نوازش، کیپٹن توفیق اور آفتاب سعید نے
خشک لکڑیوں کا ایک بڑا سا دائرہ بنا دیا تھا۔ لکڑیوں کو جلانے سے
پہلے وہ جنگل سے بہت سی نرم گھاس بھی لے آئے تھے جو انہوں

زمین پر بچھانی شروع کر دی تھی تاکہ وہ رات کو اس گھاس پر
ینان سے آرام کر سکیں۔ جب دائرہ گھاس سے بھر گیا تو آفتاب
ید نے لائٹر جلا کر خشک لکڑیوں کو جگہ جگہ سے آگ لگانی شروع
ر دی۔ رات ہو چکی تھی۔ رات کے وقت چونکہ صحراؤں کا درجہ
رارت نقطہ انجماد تک نیچے گر جاتا ہے اس لئے یہ آگ انہیں جنگل
ے زہریلے کیڑے مکوڑوں سے بچانے کے ساتھ ساتھ حرارت بھی
یا کر سکتی تھی۔

عمران نے اپنے جسم سے جان نکلتے محسوس کرتے ہی فوراً دانتوں میں چھپا ہوا ایک کیپسول چبا لیا تھا۔ اس کیپسول کے چباتے ہی اس کے جسم میں جیسے نئی توانائی سی بھر گئی تھی۔ چند لمحے قبل اسے اپنے جسم سے جان نکلتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی اب وہ احساس ختم ہو گیا تھا اور عمران خود کو انتہائی فریش محسوس کرنا شروع ہو گیا تھا۔

کیپسول چبانے کی وجہ سے عمران تو روشنی کے اثر سے بچ گیا تھا لیکن اس کے ساتھی جیپوں میں یوں الٹ کر گر گئے تھے جیسے واقعی ان کے جسموں سے جان نکل گئی ہو۔

عمران نے جان بوجھ کر اپنا سر سیٹ کی پشت سے لگا کر آنکھیں موند لیں تھیں۔ اس کی تمام حسیں بیدار تھیں۔ وہ مچی مچی آنکھوں سے سامنے دیوار کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور عمران کے سامنے قلعے کا گیٹ کھلتا چلا گیا۔

دوسری طرف ایک وسیع احاطہ تھا جہاں سیاہ رنگ کی بے شمار جیپیں کھڑی تھیں۔ جیپوں کے پاس سیاہ لباسوں والے مسلح افراد بھی موجود تھے جو گیٹ کھلتے ہی بھاگ کر باہر آ گئے تھے اور انہوں نے فوراً تینوں جیپوں کا محاصرہ کر لیا تھا۔ انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلا جلا کر چیک کیا لیکن ان میں سے کسی کے جسم میں کوئی حرکت نہیں تھی۔ عمران نے بھی اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ دیا تھا جیسے وہ بھی وائٹ ریز کا شکار ہو گیا ہو۔

سیاہ لباسوں والوں میں سے ایک نے جوزف کو دھکیل کر عمران پر گرایا اور اچھل کر خود جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پچھلی جیپوں کی ڈرائیونگ سیٹیں بھی سیاہ لباس والوں نے سنبھال لی تھیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ ان تینوں جیپوں کو قلعے کے اندر لے جا رہے تھے۔ پھر تینوں جیپوں کو ایک بڑے سے برآمدے کے پاس لے جا کر روک دیا گیا جہاں مزید مسلح افراد موجود تھے۔

"انہیں اسی طرح اٹھا کر اندر لے آؤ اور لے جا کر سپیشل روم میں راڈز والی کرسیوں میں جکڑ دو۔ یہ کرنل شیرٹن کا حکم ہے"۔ سیاہ لباس والے اس شخص نے جو عمران کی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا برآمدے میں کھڑے سیاہ لباس والوں سے کہا۔ اس کا حکم سن کر برآمدے میں کھڑے سیاہ پوش تیزی سے جیپوں کی طرف آئے اور انہوں نے جیپوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہاتھوں اور پیروں سے پکڑا اور انہیں اٹھا کر جیپوں سے باہر نکالنا

شروع کر دیا۔ ان سے چونکہ فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں تھا اس لئے عمران نے کوئی حرکت نہیں کی تھی۔ دو دو مسلح افراد نے اپنی مشین گنیں کاندھوں سے لٹکا کر انہیں ہاتھوں اور پیروں سے پکڑ کر اٹھایا اور پھر انہیں اسی طرح اٹھائے برآمدے سے گزرتے ہوئے ایک بڑے دروازے کے پاس آئے اور پھر وہ اس دروازے کو کھول کر ایک ہال میں آ گئے اور پھر وہ ہال سے گزرتے ہوئے سامنے موجود ایک اور دروازے کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

یہ ایک طویل راہداری تھی جس کے دائیں بائیں مزید کئی راہداریاں مختلف سمتوں میں جا رہی تھیں۔ سامنے ایک فولادی دروازہ تھا۔ سیاہ لباس والے انہیں اٹھائے اسی دروازے کی جانب بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک سیاہ لباس والے نے دروازے کی سائیڈ کی دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو دروازہ کسی لفٹ کے دروازے کی طرح کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک ہال نما کمرہ تھا جس کا فرش انتہائی چمکدار تھا۔ کمرے کے وسط میں پندرہ فولادی کرسیاں موجود تھیں جن کے پائے زمین میں گڑے ہوئے تھے۔ سیاہ لباس والوں نے انہیں لے جا کر ان کرسیوں پر بٹھانا شروع کر دیا۔

عمران جانتا تھا ان پر کراس ریز فائر کی گئی تھی۔ کراس ریز سے انسانی جسم مفلوج ضرور ہو جاتا ہے لیکن اس کے سننے اور دیکھنے کی حسیں بیدار رہتی ہیں۔ اس کے ساتھی ساکت ضرور تھے لیکن وہ یہ

ب ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

ان کے ساتھ تین افراد اس ہال میں آئے تھے۔ باقی مسلح افراد ہرہی رک گئے تھے۔ ان سب کے اندر آتے ہی دروازہ خود بخود ند ہو گیا تھا۔ عمران نے دیکھا کمرے کے اندر بھی دیوار کے ساتھ یسا ہی بٹن لگا ہوا تھا جیسا باہر لگا ہوا تھا اور جسے ایک سیاہ لباس الے نے پریس کر کے دروازہ کھولا تھا۔ اندر لگے ہوئے بٹن سے بھی دروازے کو اسی طرح سے کھولا جا سکتا تھا۔ سیاہ لباس والوں نے انہیں کرسیوں پر بٹھا کر پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تھا۔ وہ ان کے ہاتھ کرسیوں کے بازوؤں پر رکھ کر اور ان کی ٹانگیں کرسیوں کے پایوں کے ساتھ لگا کر پیچھے ہٹ گئے تھے۔ دائیں طرف ایک بڑی سی مشین لگی ہوئی تھی جس پر بے شمار بٹن لگے ہوئے تھے۔ اس مشین کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ اس مشین سے ان کرسیوں کے راڈز بند کئے اور کھولے جا سکتے تھے اسی لئے سیاہ لباس والوں نے انہیں مخصوص انداز میں کرسیوں پر بٹھایا تھا اور پیچھے ہٹ گئے تھے۔ عمران کو بھی ایک راڈز والی کرسی پر بٹھا کر سیاہ لباس والے اس کے ہاتھوں اور پیروں کو کرسی کے بازوؤں اور پایوں کے ساتھ لگا رہے تھے تاکہ وہ مشین کے بٹن ایک ساتھ پریس کر کے انہیں ایک ساتھ ہی آٹومیٹک راڈز میں جکڑ سکیں۔ ابھی وہ عمران کے ہاتھ اور ٹانگیں کرسی کے ساتھ ایڈجسٹ کر ہی رہے تھے کہ عمران نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ عمران کو اس طرح اچانک آنکھیں کھولتے دیکھ

کر وہ دونوں بوکھلا گئے۔ انہوں نے فوراً کاندھوں پر لٹکتی ہوئی مشین گنیں اتارنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ دونوں بڑ
طرح سے چیختے ہوئے پشت کے بل چکنے فرش پر گرے اور دور تک گھسٹتے چلے گئے۔ عمران نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے ایک ساتھ ان کے سینوں پر ٹانگیں مار دی تھیں۔

اپنے دو ساتھیوں کو اس طرح اچھل کر فرش پر گرتے اور دور تک گھسٹتے دیکھ کر دوسرے سیاہ پوش بری طرح سے اچھل پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اس نے فو
سائیڈ کی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ دوسرے لمحے ہال مشین پسٹل کی ریٹ ریٹ سے بری طرح سے گونج اٹھا اور سیاہ پوش چیخ
بغیر اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔ عمران نے انتہائی ماہرانہ انداز میں ہاتھ کو مخصوص انداز میں حرکت دیتے ہوئے ان پر فائرنگ کی تھی کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی اس پر یا اس کے کسی ساتھی پر فائرنگ کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

عمران نے جن دو افراد کو ٹانگیں مار کر نیچے گرایا تھا۔ انہوں نے اٹھتے ہوئے اپنی مشین گنیں سنبھالیں اور عمران پر فائرنگ کرنے ہی لگے تھے کہ عمران کے مشین پسٹل نے ایک بار پھر شعلے اگلے اور دونوں بری طرح سے لٹو کی طرح گھومتے اور چیختے ہوئے گرے اور ساکت ہوتے چلے گئے۔

عمران نے ہال میں داخل ہوتے ہی ہال کی دیواروں پر لگا ہ

ص سیاہ پینٹ دیکھ لیا تھا جس سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اسی لئے اس نے خود کو ان سیاہ پوشوں کو اڈز والی کرسی پر جکڑنے کا کوئی موقع نہیں دیا تھا۔

کمرے کا دروازہ بند تھا۔ عمران تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا ر اس نے جولیا کی گردن پکڑ کر اس کی ایک مخصوص رگ کو پریس کر دیا جیسے ہی اس نے جولیا کی گردن کی رگ پریس کی جولیا کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کے ساکت جسم میں حرکت آتی چلی گئی۔ بلیک جیک جسے عمران نے وائس کنٹرول کے ذریعے عام انسانوں کی طرح مسلسل حرکت میں رہنے کا حکم دیا ہوا تھا۔ اس پر کراس ریز کا اثر تو نہیں ہوا تھا لیکن وہ بھی عمران کی طرح جان بوجھ کر ایسا بن گیا تھا جیسے وہ بھی کراس ریز کا شکار ہو گیا ہو اس لئے سیاہ لباس والوں نے اسے بھی وہاں لا کر ایک کرسی پر بیٹھا دیا تھا۔ عمران نے اسے اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ اوہ۔ یہ سب کیا تھا۔ انہوں نے ہم پر کون سی ریز فائر کی تھی جس سے ہم اس طرح ساکت ہو گئے تھے“...... جولیا نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے ہم پر کراس ریز فائر کی تھی“...... عمران نے جواب دیا اور تیزی سے صفدر کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے صفدر کی گردن پکڑ کر اس کی بھی وہی رگ پریس کی تو صفدر کو بھی زور دار جھٹکا لگا اور اس کا جسم بھی حرکت میں آ گیا۔ صفدر کے حرکت میں آتے ہی

عمران ،کیپٹن شکیل اور پھر باری باری وہاں موجود اپنے تمام ساتھیوں
کی گردنوں کی مخصوص رگ پر پریس کرتا چلا گیا جس سے اس کے تمام
ساتھیوں کے جسموں میں حرکت پیدا ہو گئی تھی۔

’’حیرت ہے۔ کراس ریز سے ہم سب ساکت ہو گئے تھے لیکن
اس ریز نے آپ کے جسم پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ کیا آپ نے اس
ریز سے بچنے کا کوئی مخصوص انتظام کر رکھا تھا‘‘ ...... کیپٹن شکیل نے
حیران ہوتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ میں نے دانتوں کے خول میں ایک کیپسول چھپایا ہوا تھا
جسے چبانے سے میں ہر قسم کی زہریلی گیسوں کے ساتھ کراس ریز
جیسی ریز سے بھی خود کو محفوظ رکھ سکتا ہوں اور میں نے ایسا ہی
کیا۔ جیسے ہی مجھے اپنا جسم ساکت ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا میں نے
فوراً دانتوں سے وہ کیپسول چبا لیا تھا۔ اگر مجھے کیپسول چبانے میں
ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی ان
راڈز والی کرسیوں پر جکڑا ہوا ہوتا‘‘ ...... عمران نے کہا۔

’’آپ ہر فن مولا ہیں عمران صاحب۔ ہر مسئلے کا آپ کے
پاس کوئی نہ کوئی توڑ ہوتا ہے‘‘ ...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’نہیں بھائی اگر میں ہر فن مولا ہوتا تو میں بال بچے دار نہ
ہوتا‘‘ ...... عمران نے جولیا اور روشی کی جانب کن انکھیوں سے دیکھتے
ہوئے کہا اور وہ دونوں اسے گھور کر رہ گئیں۔ ان سب نے اٹھ کر
مسلح افراد کی گری ہوئی مشین گنیں اٹھانی شروع کر دی تھیں۔

’’تم سب دروازے کی سائیڈوں سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔
ہی میں دروازہ کھولوں تم سب فائرنگ کرتے ہوئے باہر نکل
ا۔ ہم اس وقت اسرائیلی خفیہ فوجی ٹھکانے میں ہیں۔ گولڈن
بل ڈھونڈنے کے ساتھ اگر ہم ان کا یہ خفیہ فوجی ٹھکانہ بھی تباہ
ردیں گے تو یہ ہمارے حق میں اچھا ہو گا‘‘ ...... عمران نے کہا تو
سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور مشین گنیں لے کر تیزی
ے دروازے کی جانب لپکے اور پھر وہ سب فوراً دروازے کے
ئیں بائیں دیواروں سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔

عمران نے بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اسی لمحے دروازہ
ود بخود کھلتا چلا گیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا ایک لمبا تڑنگا نوجوان جس
نے فوجی طرز کی سیاہ رنگ کی وردی پہن رکھی تھی تیز تیز چلتا ہوا
اندر آ گیا لیکن اندر آتے ہی جیسے ہی ان کی نظر سامنے سیاہ لباس
والوں کی لاشوں پر پڑی وہ وہیں ٹھٹھک گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ
پلٹ کر دروازے کی طرف جاتا عمران نے بٹن پریس کر کے دروازہ
بند کر دیا۔ فوجی وردی والے شخص کی نظریں عمران اور اس کے
ساتھیوں پر پڑیں تو ان کا رنگ اُڑتا چلا گیا۔

’’کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیسے ہو گیا اور تم اس
طرح یہاں کیسے کھڑے ہو۔ کرنل شیرٹن نے تو تم پر کراس ریز فائر
کی تھی۔ پھر تم اس طرح یہاں کیسے کھڑے ہو۔ ان سب کو کس نے
مارا ہے‘‘ ...... اس شخص نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس

کی بات سن کر عمران سمجھ گیا کہ یہ کرنل شیرٹن نہیں ہے جس کی آواز اس نے گیٹ کے باہر سنی تھی۔ عمران کے اشارے پر ان سب کی مشین گنوں کا رخ اس نوجوان کی جانب ہو گیا تھا جو اعلیٰ رینک کا آفیسر معلوم ہو رہا تھا۔

''اسے جادو کہتے ہیں۔ سائنس کا جادو جو سر چڑھ کر بولتا ہے۔ وہ بھی اس صورت میں جب سر پر بال ہوں۔ لیکن اگر تمہاری ٹوپی کے نیچے گنجا سر ہے تو پھر اس سے پھسلنے کا بھی خدشہ ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی جس کا سر قدرتی گنجا ہوتا ہے اس میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ جادو تمہارے سر پر چڑھ کر نہ بول سکے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تت تت۔ تم ہو کون''...... نوجوان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہم وہ ہیں جو تمہارے گنجے سر پر طبلہ بجانے کے لئے آئے ہیں۔ میں ہوں ماہر طبلہ نواز پیارے لال عرف میاں مٹھو۔ تمہارے پیچھے جو کھڑے ہیں ان میں ایک کا نام طوطا خان ہے اور دوسرے کا نام کبوتر خان ہے۔ اگر کہو تو میں اپنے باقی ساتھیوں کا بھی تم سے تعارف کرا دوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''فضول باتیں مت کرو۔ سچ سچ بتاؤ کہ تم سب کون ہو اور تم نے اس طرح ہمارے ساتھیوں کو کیوں ہلاک کیا ہے''...... اس شخص نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے باپ رے۔ اتنا غصہ۔ اگر نہیں بتاؤں گا تو کیا تم مجھے

نا شروع کر دو گے''...... عمران نے یکلخت سہم جانے کی اداکاری رتے ہوئے کہا اور وہ شخص غرا کر رہ گیا۔

''میرا نام کیپٹن کانسلو ہے۔ سمجھے تم اور میں ساؤتھ کمانڈ کا سیکنڈ چارج ہوں''...... نوجوان نے کہا۔

''اور تمہارا گرو گھنٹال کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''گرو گھنٹال۔ کیا مطلب۔ گرو گھنٹال سے تمہاری کیا مراد ہے''...... کیپٹن کانسلو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے شی میل گرو کا پوچھ رہا ہوں جس نے گیٹ پر اپنا نام کرنل شیرٹن بتایا تھا''...... عمران نے کہا۔

''تمیز سے بات کرو وہ ہمارے انچارج ہیں۔ میں اپنے کمانڈر کے بارے میں ایسی تضحیک آمیز بات نہیں سن سکتا''...... کیپٹن کانسلو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اور ہم ماسٹر کے سامنے کسی کو اس طرح اونچی آواز میں بات کرتے برداشت نہیں کر سکتے''...... جوانا نے غضبناک لہجے میں کہا۔

''اس انداز میں بات کرنے والے کے ہم ٹکڑے اُڑا دیتے ہیں''...... جوزف نے بھی غراتے ہوئے کہا۔

''سنا تم نے مسٹر کانسلو۔ یہ میرے باڈی گارڈ ہیں۔ اور اب یہی تمہیں سنبھالیں گے''...... عمران نے کہا۔ اس کا اشارہ سمجھ کر جوزف بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔ اس سے پہلے کہ کیپٹن

کانسلو کچھ سمجھتا جوزف نے اسے پکڑ کر تیزی سے گھمایا۔ دوسرے
لمحے کیپٹن کانسلو اس کے قوی ہیکل جسم سے چمٹا کھڑا تھا اور جوزف
کا ایک بازو اس کی گردن پر اور دوسرا اس کے جسم کے گرد لپٹا ہوا
تھا۔ گردن پر بے پناہ دباؤ کی وجہ سے کیپٹن کانسلو کا چہرہ خاصا مسخ
ہو گیا تھا۔ اس کا منہ کھل گیا تھا اور وہ مشکل سے سانس لے رہا
تھا۔ اس کی آنکھیں یکلخت باہر کو ابل آئی تھیں۔

"اس کی گردن پر دباؤ کم کر دو جوزف۔ لیکن اگر یہ چیخنا چاہے
یا میری کسی بات کا جواب دینے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرے تو
ایک ہی جھٹکے میں اس کی گردن توڑ دینا"...... عمران نے غراتے
ہوئے کہا۔ جوزف نے سر ہلاتے ہوئے اس کی گردن پر دباؤ
قدرے کم کر دیا اور کیپٹن کانسلو کا چہرہ دباؤ ہٹتے ہی تیزی سے نارمل
ہوتا چلا گیا۔

"اس کی تلاشی لو جوانا"...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر
کہا تو جوانا آگے بڑھا اور اس نے کیپٹن کانسلو کی تلاشی لینی شروع
کر دیا اور پھر اس نے کیپٹن کانسلو کی ایک جیب سے ایک ریوالور
نکال لیا۔

"کیپٹن کانسلو۔ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس لئے اگر
تم ہم سے تعاون کرو گے تو زندہ رہو گے ورنہ تمہاری روح ایک
لمحے سے بھی کم وقت میں تمہارے جسم کو چھوڑ کر جا سکتی ہے"۔
عمران نے اسی طرح سے غراتے ہوئے کہا۔ جوزف کی گرفت میں

ان سب کے مشین گنوں کے نرغے میں کیپٹن کانسلو کا ویسے ہی
حال ہونا شروع ہو گیا تھا۔

"تت۔ تت۔ تم کیا چاہتے ہو"...... کیپٹن کانسلو نے ہکلاتی
ہوئی آواز میں کہا۔

"کرنل شیرٹن کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ کچھ دیر پہلے تک تو کنٹرول روم میں تھا لیکن اب وہاں
سے نکل کر اپنے روم میں جا چکا ہے۔ اس نے کنٹرول روم سے
جاتے ہوئے مجھ سے کہا تھا کہ میں جا کر چیک کروں کہ تم سب کو
راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا گیا ہے یا نہیں"...... کیپٹن کانسلو نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے اس کا کمرہ"...... عمران نے پوچھا۔

"جج جج۔ جی وہ۔ وہ"...... کیپٹن کانسلو نے ایک بار پھر ہچکچاتے
ہوئے کہا۔

"بولو۔ اور سنو۔ میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔ اب اگر تم ہچکچائے
تو تمہاری گردن کی ہڈی ٹوٹنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگے گا۔ بات
سمجھ میں آئی ہے"...... عمران کا لہجہ یکلخت بے حد سرد ہو گیا۔

"جج جج۔ جناب۔ وہ تھرڈ کاریڈور کے لاسٹ روم میں ہیں۔
شاید ان کے ساتھ لیڈی سارجنٹ کرسٹائن بھی ہے"...... کیپٹن کانسلو
نے کہا۔ عمران کا سرد لہجہ سن کر اس کی ٹون ہی بدل گئی تھی وہ تم
سے آپ پر آ گیا تھا اور اس کا جواب سن کر عمران سمجھ گیا کہ کرنل

شیرٹن کے ساتھ لیڈی سارجنٹ کرسٹائن کے ہونے کی وجہ سے
اسے بتانے سے ہچکچا رہا تھا۔

"اوکے۔ اب تم خاموشی سے ہمارے ساتھ چلو اور ہمیں
سے کرنل شیرٹن کا کمرہ دکھا دو اس کے بعد ہم تمہیں چھوڑ د
گے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آئیں میں آپ کو ان کے کمرے
لے چلتا ہوں"...... کیپٹن کانسلو نے کہا اور عمران کے اشارے
جوزف نے جھٹکا دے کر کیپٹن کانسلو کو آگے دھکیل دیا۔ اسے
سب نے مشین گنوں کے نرغے میں لے لیا تھا۔

عمران نے سب کو دیواروں کی آڑ لینے کو کہا اور پھر سب
دیواروں کی آڑ میں آتے ہی اس نے بٹن پریس کر کے درو
کھولا اور احتیاط سے باہر جھانک کر دیکھنے لگا لیکن باہر کوئی نہ
تھا۔ راہداری خالی تھی۔ عمران نے اشارہ کیا تو وہ سب باہر آگئے
کیپٹن کانسلو انہیں راہداری سے گزار کر ایک طویل برآمدے م
داخل ہو گیا۔ برآمدے میں کمروں کے دروازے ایک قطار
صورت میں تھے لیکن تمام دروازے بند تھے۔ کیپٹن کانسلو بڑ
محتاط انداز میں چل رہا تھا۔ سب سے آخر میں ایک دروازہ تھ
کیپٹن کانسلو اس دروازے سے پہلے ہی رک گیا اور اس نے ہا
کے اشارے سے انہیں بتا دیا کہ وہ کمرہ کرنل شیرٹن کا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ تم ہماری طرف سے فارغ ہو۔ تم جہاں مرضی

ہو البتہ تمہارے ساتھ میرا ایک ساتھی جائے گا تاکہ اگر تم
ے بارے میں کسی سے بات کرو تو وہ تمہارا مزاج پوچھ سکے۔
لئے تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم خاموش رہو"...... عمران
آہستہ آواز میں کہا اور ساتھ ہی اس نے چوہان کو مخصوص اشارہ
کے ساتھ جانے کو کہا۔ چوہان نے اثبات میں سر ہلایا اور کیپٹن
لو کے ساتھ اسی طرف چلا گیا جہاں سے وہ سب آئے تھے۔
وہ دونوں برآمدے سے گزر کر غائب ہو گئے تو عمران نے
طویل سانس لیا۔

"جوزف اور جوانا میرے ساتھ رکیں اور باقی سب قلعے میں ہر
پھیل جائیں۔ جب تک میرا کاشن نہ ملے اس وقت تک کوئی
بھی فائر نہیں کرے گا۔ جب میں کاشن دوں گا تو تم قلعے کی
سے اینٹ بجا کر رکھ دینا۔ یہاں موجود کسی ایک کو بھی زندہ
بچنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"کیسے کاشن دو گے تم ہمیں"...... روشی نے پوچھا۔

"میں یکے بعد دیگرے تین فائر کروں گا۔ جیسے ہی تم تین
وں کی آواز سنو تم قلعے میں دھاوا بول دینا اور بلیک جیک تم بھی
سب کے ساتھ جاؤ"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات
سر ہلائے اور پھر وہ بے آواز قدموں سے مختلف راہداریوں کی
بھاگتے چلے گئے بلیک جیک بھی ان کے ساتھ چلا گیا تھا۔
کے جاتے ہی عمران آہستہ آہستہ دروازے کی جانب بڑھنے

لگا۔ اس نے دروازے پر آہستگی سے دستک دی۔ ایک ہی دستک
کے جواب میں اندر سے ایک دہاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔
''کون ہے نانسنس''...... اندر سے پھاڑ کھانے والے انداز
پوچھا گیا۔
''میں کیپٹن کانسلو ہوں جناب۔ مجھے آپ کو قیدیوں کے بار
میں ایک انتہائی ضروری بات بتانی ہے۔ کیا آپ باہر آ
گے''...... عمران نے کیپٹن کانسلو کی آواز میں کہا۔
''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ایک منٹ ویٹ کرو''...... کیپٹن کانسلو
آواز سن کر کرنل شیرٹن کی اطمینان بھری آواز سنائی دی۔ پھر
کے دروازے کی طرف آتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی
پھر لاک کھلنے کی آواز سنائی دی۔ جیسے ہی عمران نے لاک کھلنے
ہینڈل گھومنے کی آواز سنی اس کی لات چلی اور دروازہ ایک زور
دھماکے سے کھل گیا۔ دروازے کی دوسری طرف کھڑا کرنل شیر
شاید اس اچانک ردِعمل کے لئے تیار نہیں تھا۔ دھماکے سے
والے دروازے سے ٹکرا کر وہ بری طرح سے چیختا ہوا پیچھے جا گر
دروازہ کھلتے ہی عمران، جوزف اور جوانا بجلی کی سی تیزی سے کمر
میں داخل ہو گئے۔
''اوہ اوہ۔ تم یہاں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تمہیں تو میں
کراس ریز سے مفلوج کر دیا تھا پھر تم اتنی جلدی چلنے پھرنے
قابل کیسے ہو سکتے ہو اور کیپٹن کانسلو۔ کیپٹن کانسلو کہاں ہے''۔ ن

رے ہوئے کرنل شیرٹن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اس نے
ٹھنے کی کوشش کی لیکن جوزف اور جوانا فوراً اس کے سر پر پہنچ گئے۔
رے لمحے کرنل شیرٹن جوزف کے بازوؤں میں بری طرح سے
رہا تھا۔ جوزف نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اور دوسرے
ھ سے اس کا جسم جکڑ کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔
''ہاف آف کر دو اسے فوراً''...... عمران نے کہا تو جوانا کا ہاتھ
ری سے حرکت میں آیا اور کرنل شیرٹن کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا
وٹا اور وہ جوزف کے ہاتھوں میں جھولتا چلا گیا۔
اسے کسی کرسی پر بیٹھا کر باندھ دو''...... عمران نے کہا تو جوزف
نے اسے ایک جھٹکے سے اٹھایا اور پیچھے موجود ایک کرسی کی طرف
ے گیا۔ سامنے ایک پلنگ پڑا ہوا تھا جو خالی تھا۔ شاید وہاں آنے
لی لیڈی سارجنٹ کرسٹائن وہاں سے جا چکی تھی۔
جوزف نے کرنل شیرٹن کو کرسی پر بٹھایا تو جوانا بستر کی طرف
ھا اور اس نے بستر کی چادر اٹھا کر اسے پھاڑنا شروع کر دیا۔
انا نے چادر کی لمبی لمبی پٹیاں پھاڑیں اور انہیں رسی کی طرح
وڑتا ہوا جوزف کے پاس لے آیا اور پھر دونوں نے کرنل شیرٹن
ے ہاتھ اور پاؤں کپڑے کی رسیوں سے باندھنا شروع کر دیئے۔
لی لمحے چوہان اندر داخل ہوا جو کیپٹن کانسلو کے ساتھ گیا تھا۔ اس
نے عمران کو بتایا کہ اس نے کیپٹن کانسلو کے ساتھ اس کے کمرے
یں جا کر اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر دیا ہے۔ تو عمران نے

اثبات میں سر ہلایا اور اسے بھی پوزیشن لینے کے لئے باہر بھیج دیا۔

"اوکے جوزف۔ اب تم بھی باہر دروازے کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ گو کہ اس کمرے کے سائیڈ میں ہونے کی وجہ سے یہاں کی آوازیں باہر کم ہی جائیں گی لیکن پھر بھی کوئی اچانک اس طرف آ سکتا ہے جسے روکنا تمہاری ذمہ داری ہے"...... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلا کر دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا اس نے باہر جاتے ہی دروازہ بند کر دیا۔

"جوانا۔ ہوش میں لاؤ اب اسے"...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوانا جو کرنل شیرٹن کے قریب کھڑا تھا اس نے فوراً کرنل شیرٹن کی ناک اور منہ ایک ہی ہاتھ سے بند کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں کرنل شیرٹن کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ جوانا نے اس وقت تک اس کے منہ اور ناک سے ہاتھ نہ ہٹایا جب تک کرنل شیرٹن نے آنکھیں نہ کھول دیں۔ جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں جوانا نے اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لیا اور پیچھے ہٹ گیا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے"...... کرنل شیرٹن نے ہوش میں آتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اپ اس کی کوشش میں ناکام ہونے کے بعد اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں شدید ترین حیرت تھی اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"مجھے اس طرح کیوں باندھا ہے اور کیپٹن کانسلو کہاں

"...... کرنل شیرٹن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر دیا گیا ہے"...... عمران نے لہجے میں کہا تو کرنل شیرٹن کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر زر گیا۔

"کیا چاہتے ہو"...... کرنل شیرٹن نے غصے اور بے بسی سے ے بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہارے اس خفیہ ٹھکانے میں میزائل اسٹیشن اور اسلحے کا سٹور ہاں ہے"...... عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے رنل شیرٹن سے مخاطب ہو کر پوچھا تو کرنل شیرٹن نے اور زیادہ ے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہاں کوئی میزائل اسٹیشن اور اسلحے کا سٹور نہیں ہے"...... کرنل یرٹن نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"سوچ لو کرنل شیرٹن۔ اگر آسانی سے جواب دو گے تو تمہارے ق میں اچھا رہے گا دوسری صورت میں اپنی توڑ پھوڑ کے تم خود ذمہ دار ہو گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں نے کہ دیا ہے کہ یہاں کوئی میزائل اسٹیشن اور اسلحے کا سٹور نہیں ہے"...... کرنل شیرٹن نے اسی انداز میں جواب دیا۔

"جوانا"...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیس ماسٹر"...... جوانا نے بڑے مستعد لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس تین منٹ ہیں۔ ماسٹر کلرز میں تمہیں تشدد کرنے

والا جلاد کہا جاتا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کرنل شیرٹن کو اپنے تشدد کا ایک نمونہ دکھا دو۔ تین منٹ میں اس کی زبان کھل جانی چاہئے''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''یس ماسٹر۔ تین منٹ تو کیا میں اس کی زبان ایک منٹ میں کھلوا دوں گا''...... جوانا نے دانت نکالتے ہوئے کہا جیسے عمران نے اسے اس کا من پسند کام دے کر اس کی طبیعت خوش کر دی ہو۔

''نہیں تم مجھ پر تشدد نہیں کر سکتے۔ میں تربیت یافتہ ہوں۔ اس طرح میری زبان نہیں کھلوا سکو گے''...... کرنل شیرٹن نے چیختے ہوئے کہا۔

''جوانا۔ صرف تین منٹ ہیں تمہارے پاس۔ شروع ہو جاؤ'' عمران نے غرا کر کہا تو جوانا فوراً کرنل شیرٹن کے سامنے آ گیا دوسرے لمحے کمرہ ایک تیز اور انتہائی زور دار چٹاخ اور کرنل شیرٹن کی چیخ کی آواز سے گونج اٹھا۔ جوانا نے اس کے سامنے آتے ہی اس کے منہ پر ایک زور دار طمانچہ رسید کر دیا تھا۔ اس کا طمانچہ کھاتے ہی کرنل شیرٹن کا منہ دوسری طرف گھوم گیا لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے غراتے ہوئے جوانا کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان تھا جیسے اس پر جوانا کے تھپڑ کا کوئی اثر ہی نہ ہوا ہو حالانکہ اس کے دائیں گال پر جوانا کے مارے ہوئے تھپڑ کی انگلیوں کے نشان واضح طور پر ابھر آئے تھے۔ یہ دیکھ کر جوانا کا چہرہ غصے

سے سرخ ہو گیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ مشینی انداز میں چلنا شروع ہو گئے۔ اس کے زور دار گھونسوں اور تھپڑوں سے کرنل شیرٹن کے نہ صرف دانت باہر آ گرے تھے بلکہ اس کی ناک اور منہ سے خون بھی جاری ہو گیا تھا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ تم انتہائی سفاک اور بے رحم آدمی ہو۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ''...... کرنل شیرٹن نے چند ہی لمحوں میں بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''رک جاؤ جوانا۔ اب شاید یہ کچھ بولنے کے لئے تیار ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا تو جوانا نے ہاتھ روک لئے اور سائیڈ میں ہو گیا۔

''اب رکے بغیر بولتے رہنا ورنہ اس سیاہ فام دیو کی انگلیوں میں اتنی طاقت ہے کہ یہ ایک ہی وار میں تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کر دے گا اور تمہارے سر سے سارا بھیجہ نکل کر باہر آ جائے گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں نہیں۔ میں نے دیکھ لیا ہے تم واقعی انتہائی درندہ صفت اور سفاک انسان ہو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ میزائل اسٹیشن اس قلعے کے سنٹر میں زمین کے نیچے بنا ہوا ہے اور اسلحے کا سٹور یہاں سے سیونتھ کاریڈور کے آخری سرے پر موجود ایک کمرے میں ہے''...... کرنل شیرٹن نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا جی پی فائیو سے تمہارا کوئی رابطہ یا تعلق ہے۔ میرا مطلب ہے جی پی فائیو کے سربراہ کرنل ڈیوڈ یا پھر ریڈ آرمی کے سربراہ کرنل فرینک سے تمہاری بات ہوتی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ میری اطلاع کے مطابق جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کے ان دنوں صحارا میں ہی موجود ہے لیکن وہ کہاں ہیں ان کے بارے میں مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔ ہم نے تو یہاں اسرائیلی فورس کے چند فوجی اڈے بنائے ہوئے ہیں''...... کرنل شیرٹن نے کہا۔

''صحارا میں تمہارے کتنے خفیہ فوجی ٹھکانے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''تین ہیں۔ صرف تین''...... کرنل شیرٹن نے کہا۔

''باقی دو اڈے کہاں ہیں''...... عمران نے پوچھا تو کرنل شیرٹن نے اسے دوسرے دو خفیہ فوجی اڈوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ عمران نے اس سے مزید کچھ سوال کئے جن کے کرنل شیرٹن نے جواب دیئے تو عمران مطمئن ہو گیا۔

''تھینک یو''...... عمران نے کہا اور اس نے سائیڈ میں کھڑے جوانا کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو جوانا سر ہلا کر فوراً کرنل شیرٹن کے عقب میں آیا۔ اس نے کرنل شیرٹن کی گردن پکڑی۔ اس سے پہلے کہ کرنل شیرٹن چیختا یا کچھ کہتا، جوانا کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور کمرہ کرنل شیرٹن کی گردن کی ہڈی کے ٹوٹنے کی زوردار 'کڑک' کی آواز سے گونج اٹھا اور کرنل شیرٹن کا

جسم ساکت ہوتا چلا گیا۔

''مسلم دشمن عناصر کا یہی انجام ہونا چاہئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے کرنل شیرٹن سے اس تہہ خانے میں جانے کا راستہ پوچھ لیا تھا جو میزائل اسٹیشن کی طرف جاتا تھا۔

''جوزف کو اندر بلاؤ''...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا تو جوانا سر ہلا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھول کر جوزف کو اندر آنے کا کہا تو جوزف اس کے ساتھ اندر آ گیا۔

''جوزف تم جوانا کے ساتھ جاؤ اور یہاں سے ساتویں راہداری کے آخری کمرے میں اسلحے کا سٹور ہے۔ وہاں سے اسلحہ اور چند طاقتور ٹائم بم لے آؤ۔ دھیان رکھنا کہ راستے میں آنے والے کو خاموشی سے مرنا چاہئے۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی کی چیخ سن کر قلعے کے مسلح افراد بھاگ کر اس طرف آ جائیں اور ہاں بلیک جیک اور باقی ساتھیوں کو بھی بلا لاؤ۔ ان کے باہر رکنے کا اب کوئی جواز نہیں ہے ہمیں نیچے جا کر ان افراد کو ٹھکانے لگانا ہے جو میزائل اسٹیشن میں موجود ہیں۔ جب یہ میزائل اسٹیشن تباہ ہو گا تو قلعے کا بھی یہاں سے نام و نشان مٹ جائے گا اور قلعے کے ساتھ یہاں موجود سب افراد بھی مارے جائیں گے''...... عمران نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

کرنل شیرٹن نے عمران کو بتایا تھا کہ تہہ خانے میں جانے والا

خفیہ راستہ اسی کے کمرے میں موجود ہے۔ عمران دائیں دیوار کے
پاس موجود ایک فولادی الماری کی جانب بڑھا اس نے الماری کو
سائیڈ میں دھکیلا تو وہ تیزی سے ایک طرف سرکتی چلی گئی۔ اس کے
نیچے وہیل لگے ہوئے تھے۔

الماری کے ہٹتے ہی عمران کو دیوار میں ایک دروازہ دکھائی دیا۔
عمران نے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران
نے دوسری طرف دیکھا تو اسے سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی
دیں۔ کچھ ہی دیر میں جوزف اور جوانا واپس آ گئے۔ ان کے ساتھ
باقی سب بھی وہاں آ گئے جن میں بلیک جیک بھی تھا۔ وہ عمران کی
ہدایات پر عمل کرتے ہوئے نارمل انسانوں جیسا دکھائی دے رہا تھا
اور وائس کنٹرول کے بغیر ہی عمران کے احکامات پر عمل کر رہا تھا
جیسے وہ بھی سیکرٹ سروس کا ہی ایک حصہ ہو۔

جوزف اور جوانا کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔ اور
ان کی جیبیں پھولی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جن سے طاقتور بموں
کے سرے نکلے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے ساتھی
بھی شاید جوزف اور جوانا کے ساتھ اسلحہ خانے میں گئے تھے کیونکہ
ان کے پاس بھی خاصا اسلحہ دکھائی دے رہا تھا۔

"کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا اسلحہ کے سٹور تک جانے میں"۔ عمران
نے پوچھا۔

"نو ماسٹر۔ راستے میں چند مسلح افراد موجود تھے لیکن ان کی

گردنوں کی ہڈیاں چڑیا کی گردنوں کی ہڈیوں سے زیادہ مضبوط نہیں
تھیں جنہیں میں نے اور جوزف نے ایک ایک جھٹکے میں ہی توڑ دیا
اور پھر ہم نے ان کی لاشیں وہاں موجود خالی کمروں میں ڈال
دیں"...... جوانا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا معاملہ ہے۔ پہلے تم نے ہمیں باہر پوزیشن سنبھالنے کا کہا
اور اب ہم سب کو واپس بلا لیا ہے"...... جولیا نے اندر آتے ہی
ان کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تم مجھ سے دور رہو یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ اس
لئے سوچا کہ کم از کم تمہیں اپنے پاس بلا لوں۔ تم ساتھ رہتی ہو تو
میرے دل کو حوصلہ رہتا ہے۔ میں نے ان کمبختوں کو صرف تمہیں
بلانے کے لئے کہا تھا اور یہ سب کو ہی بلا لائے ہیں۔ سچ ہے ظالم
سماج کہیں بھی پیچھا نہیں چھوڑتا"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے
میں کہا تو جولیا ہونٹ بھینچ کر رہ گئی جبکہ باقی سب کے ہونٹوں پر
مسکراہٹیں آ گئی تھیں۔

"ٹائم بم لائے ہو"...... عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب
ہو کر پوچھا۔

"ہمیں ٹائم بم تو نہیں ملے ہیں لیکن چند ریموٹ کنٹرول بم
ضرور مل گئے ہیں۔ ان کا ریموٹ بھی ہمارے پاس ہے"...... جوانا
نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوزف نے جیب سے
ایک مشین پسٹل نکال کر عمران کو دے دیا جو وہ اپنے ساتھ لایا تھا۔

''میرے ساتھ آؤ''...... عمران نے کہا اور پھر وہ دروازے کی
سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی سیڑھیاں
اترنا شروع ہو گئے۔ آخر میں جوزف سیڑھیاں اترا تھا جس نے
نیچے اترتے ہوئے دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک کر دیا تھا۔
سیڑھیاں اتر کر وہ ایک چھوٹی سی سرنگ میں پہنچ گئے۔ سرنگ زیادہ
چوڑی نہیں تھی مگر وہاں گہرا اندھیرا تھا۔ وہ سرنگ میں چلتے ہوئے
جب اس کے سرے پر پہنچے تو ان کے سامنے ایک ٹھوس دیوار تھی۔
دیوار کے پاس جا کر عمران نے اس پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔
چند ہی لمحوں میں اس کا ہاتھ دیوار کے ایک ابھار پر پڑا تو اس نے
ابھار کو اندر کی طرف پریس کر دیا۔ جیسے ہی ابھار پریس ہوا اسی لمحے
ان کے سامنے دیوار تیزی سے دائیں سائیڈ میں غائب ہوتی چلی
گئی۔ سامنے ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا۔ اس کمرے میں ایک بڑی
میز اور بہت سی کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔ یہ کمرہ شاید یہاں میٹنگ
کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ کمرے میں کوئی نہیں تھا۔
کمرے کی سامنے والی دیوار میں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا وہ
سب تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھے۔ عمران نے آگے
بڑھ کر آہستہ سے دروازہ کھولا اور دوسری طرف دیکھا تو اسے وہاں
ایک طویل راہداری دکھائی دی۔ راہداری بھی خالی تھی۔ راہداری کے
آخری سرے پر ایک بہت بڑا برآمدہ تھا۔ اس برآمدے کی
سائیڈوں میں بہت سے کمرے بنے ہوئے تھے۔ راہداری میں بھی

کئی کمروں کے دروازے تھے جو ایک قطار کی شکل میں تھے اور بند
تھے۔ عمران نے دروازہ کھولا اور اپنے ساتھیوں کو پیچھے آنے کا کہا۔
سب راہداری میں داخل ہوئے اور احتیاط کے ساتھ چلتے ہوئے
آگے بڑھتے چلے گئے۔ راہداری کے سرے پر پہنچ کر عمران رک
گیا۔ اس نے راہداری کی دیوار کے ساتھ لگ کر سر نکال کر جھانکا تو
اسے برآمدے کی ایک سائیڈ میں ایک مسلح شخص دکھائی دیا جس نے
مشین گن اپنے کاندھے سے لٹکا رکھی تھی اور وہ ادھر ادھر ٹہلتا ہوا
دکھائی دے رہا تھا۔

عمران نے ان سب کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر اس نے
اپنا مشین پسٹل اپنی کمر میں اڑسا اور راہداری سے نکل کر قدموں کی
آواز نکالے بغیر بجلی کی سی تیزی سے دوسری طرف جاتے ہوئے
مسلح شخص کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ عمران اس شخص کے نزدیک پہنچا
ہی تھا کہ اس شخص کو جیسے اچانک اپنے عقب میں آہٹ سی محسوس
ہوئی وہ تیزی سے پلٹا۔ اسے پلٹتے دیکھ کر عمران کسی بھوکے درندے
کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ عمران کا ایک ہاتھ اس کے منہ پر اور
دوسرا ہاتھ اس کی گردن پر جم گیا۔ دوسرے لمحے وہ آدمی ہوا میں
اٹھتا چلا گیا۔ اس نے تڑپ کر عمران کے سینے اور پیٹ میں لاتیں
مارنی شروع کیں اور دونوں ہاتھوں سے اس کی پسلیوں پر گھونسے
مارنے شروع کر دیئے لیکن عمران نے اس کی گردن پر دباؤ بڑھا کر
ایک جھٹکے سے اس کی گردن توڑ دی۔ وہ آدمی ایک لمحے کے لئے

تڑپا اور عمران کے ہاتھوں میں ساکت ہوتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے وہ
اس آدمی کی لاش لئے تیزی سے واپس راہداری میں آ گیا اور اس
نے لاش راہداری کی سائیڈ میں ڈال دی۔

''جوزف اور جوانا بم ان سب کو دے دو۔ ہری اپ''۔ عمران
نے سرگوشی کے عالم میں کہا تو ان دونوں نے فوراً جیبوں سے بم
نکال کر سب کو دینے شروع کر دیئے۔ ان سب کے حصے میں دو دو
بم آئے تھے۔

''اب تم سب جاؤ۔ اتفاق سے سب اپنے کمروں میں موجود
ہیں کوئی باہر نہیں ہے۔ ان بموں کو یہاں جہاں جہاں جا کر لگا سکتے
ہو لگا دو اور جوزف، جوانا اور بلیک جیک اب تم ان کمروں میں
جاؤ۔ اندر جاتے ہی تمہیں جو نظر آئے ان کی گردنیں توڑ کر انہیں
ہلاک کر دو۔ ان میں سے کسی کی چیخ نہیں نکلنی چاہئے۔ ہم اس
وقت بارود کے ڈھیر پر کھڑے ہیں۔ اگر یہاں ایک بھی چیخ ابھری
تو مسلح افراد کی پوری فوج ہمیں دبوچنے کے لئے یہاں پہنچ جائے
گی اور پھر ہمارا یہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا''...... عمران نے
کہا تو وہ سب تیزی سے برآمدے میں موجود بیرکوں جیسے کمروں کی
جانب بھاگتے چلے گئے۔ جوزف، جوانا اور بلیک جیک راہداری میں
موجود کمروں کی طرف بڑھ گئے تھے۔

اگلے آدھے گھنٹے میں وہ سب اسی راستے سے باہر نکلے جا رہے
تھے جس راستے سے وہ تہہ خانے میں آئے تھے۔ ان سب نے

اُں خوش اسلوبی سے تہہ خانے کے مختلف حصوں میں بم لگا دیئے
۔ جوزف، جوانا اور بلیک جیک نے عمران کی ہدایات پر عمل
تے ہوئے راہداری کے کمروں میں جا کر وہاں موجود افراد کی
ایک کر کے گردنیں توڑ کر ہلاک کر دیا تھا۔ یہ وقت شاید ان
کے آرام کرنے کا تھا اس لئے ان میں سے کوئی ایک بھی
راہداری اور برآمدے میں نہیں ملا تھا سوائے ایک گارڈ کے
کی عمران نے گردن کی ہڈی توڑ کر ہلاک کیا تھا۔ تہہ خانے
باہر آتے ہی وہ سب کرنل شیرٹن کے کمرے میں آ گئے۔

''اب ہمیں باہر موجود مسلح افراد سے نمٹنا ہے''...... عمران نے
تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تہہ خانے کے ایک
ے سے جوزف اور جوانا کو اپنے اسلحے کے تھیلے بھی مل گئے
جو شاید جیبوں سے نکال کر وہاں پہنچا دیئے گئے تھے۔ ان سب
اپنے اپنے تھیلے اپنی کمروں پر لاد لئے تھے۔ عمران نے اپنا تھیلا
ل کر اس میں سے اپنی مخصوص منی میزائل گن نکال لی تھی۔

''تیار ہو''...... عمران نے دروازے کے قریب جا کر ان کی
ف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یس۔ ہم تیار ہیں''...... ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

''اور بلیک جیک تم۔ کیا تم بھی ہمارے ساتھ اس جنگ میں
لو گے''...... عمران نے بلیک جیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس ماسٹر۔ میں تمہارے حکم کا پابند ہوں''...... بلیک جیک نے

جواب دیا تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ عمران
نے دروازہ کھولا اور پھر وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر
نکلتے ہی وہ سب بھی تیزی سے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

باہر نکلتے ہی وہ ایک راہداری میں آ گئے۔ وہ راہداری سے
گزرتے ہوئے جیسے ہی ایک برآمدے میں آئے انہیں سامنے چار
مسلح افراد کھڑے دکھائی دیئے۔ عمران نے ان سب کو راہداری میں
ہی روک دیا۔

''ریڈی۔ ون ٹو اینڈ تھری''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس
نے کمر میں اڑسا ہوا مشین پسٹل نکالا اور راہداری سے نکل کر مسلح
افراد کے سامنے آ گیا۔ اسے دیکھ کر مسلح افراد بری طرح سے چونک
پڑے۔ انہوں نے مشین گنیں سیدھی کی ہی تھیں کہ عمران کے مشین
پسٹل سے شعلے نکلے اور چاروں مسلح افراد چیختے ہوئے وہیں گر کر
ڈھیر ہو گئے۔

''گو۔ گو ناؤ''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی
فوراً راہداری کی دیواروں کے پیچھے سے نکلے اور انہوں نے
برآمدے کی دوسری طرف تیزی سے بھاگنا شروع کر دیا۔ دوسرے
لمحے قلعہ یکلخت مسلسل ہونے والی فائرنگ اور دھماکوں کی تیز
آوازوں سے گونج اٹھا۔ ہر طرف سے چیخ و پکار کے ساتھ دوڑنے
بھاگنے کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئی تھیں۔

قلعے میں موجود مسلح افراد اچانک ہونے والے حملے سے بری

ح سے بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئے تھے۔ ان کی شاید سمجھ میں ہی
ں آ رہا تھا کہ قلعے کے اندر ایسے کون سے دشمن آ گھسے ہیں جو
ا پر اس طرح سے موت بن کر جھپٹ پڑے ہیں۔ انہیں چونکہ
نوں کی تعداد کا کوئی اندازہ نہیں تھا اس لئے وہ چیختے ہوئے اور
ھا دھند فائرنگ کرتے ہوئے ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے تھے۔

عمران اور اس کے ساتھی اپنے سامنے آنے والے تمام مسلح
راد پر فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ بم اور منی میزائلوں کا
زادانہ استعمال کر رہے تھے۔ قلعہ فائرنگ کی آواز کے ساتھ
فناک اور تیز دھماکوں سے گونجنا شروع ہو گیا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی ادھر ادھر بھاگتے ہوئے اور جگہیں
ل بدل کر وہاں موجود فورس کو نشانہ بنا رہے تھے۔ مسلح افراد کی
گولیاں ان کے اردگرد سے سنسناتی ہوئی گزر رہی تھیں۔

عمران نے قلعے کی دوسری سمت ایک بڑے میدانی حصے میں بے
ثار ہیلی کاپٹر دیکھ لئے تھے۔ کئی مسلح افراد ان ہیلی کاپٹروں کی طرف
بھاگے جا رہے تھے۔

''جوزف، جوانا، بلیک جیک ان ہیلی کاپٹروں کی طرف جاؤ۔
ایک بڑے ہیلی کاپٹر کو چھوڑ کر باقی سب کو تباہ کر دو۔ پائلٹ اور
مسلح افراد ان ہیلی کاپٹروں کی طرف جا رہے ہیں اگر وہ ہیلی کاپٹر
لے کر فضا میں بلند ہو گئے تو وہ ہمیں اوپر سے ہی نشانہ بنانا شروع
کر دیں گے''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے خود بھی

اس طرف بھاگنا شروع کر دیا جس طرف ہیلی کاپٹروں کا پورا اسکوارڈ موجود تھا۔ یہ انہی ہیلی کاپٹروں کا اسکوارڈ تھا جنہیں کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں نے اپنے سروں سے گزرتے ہوئے دیکھا تھا۔ ان ہیلی کاپٹروں میں اس فوجی اڈے پر اسرائیل سے بے شمار سامان اور مسلح افراد کو لایا گیا تھا اور یہ ہیلی کاپٹر بدستور اسی فوجی اڈے میں موجود تھے۔

عمران، جوزف، جوانا اور بلیک جیک کے وہاں پہنچتے پہنچتے کئی ہیلی کاپٹرز کے پنکھے گھومنا شروع ہو گئے تھے۔ ان میں سے چار ہیلی کاپٹروں نے تو آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع کر دیا تھا۔ ان ہیلی کاپٹروں کو اوپر اٹھتے دیکھ کر عمران نے بھاگتے بھاگتے منی میزائل گن سے ان ہیلی کاپٹروں پر میزائل داغنا شروع کر دیئے۔ اس کے چاروں میزائل ٹھیک نشانے پر بیٹھے تھے۔ میزائل ہیلی کاپٹروں سے ٹکرائے اور ہیلی کاپٹر ہوا میں بلند ہوتے ہوتے آگ کے شعلوں میں تبدیل ہو کر ٹکڑے ٹکرے ہوتے ہوئے وہیں بکھرتے چلے گئے۔ جوزف، جوانا اور بلیک جیک کے پاس مارٹر گنیں تھیں انہوں نے بھی مختلف اطراف میں بھاگتے ہوئے ان ہیلی کاپٹروں پر مارٹر گولے برسانے شروع کر دیئے جن کے پنکھے گردش کر رہے تھے۔ دوسرے لمحے ماحول خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا اور مارٹر گنوں سے ٹارگٹ ہونے والے ہیلی کاپٹروں کے ساتھ ان کے ارد گرد کھڑے کئی ہیلی کاپٹر تباہ ہوتے چلے گئے۔

عمران کے ایک ہاتھ میں منی میزائل گن تھی اور دوسرے ہاتھ میں مشین پسٹل۔ وہ مشین پسٹل سے ہیلی کاپٹروں کی طرف جانے والے مسلح افراد اور پائلٹس پر فائرنگ کر رہا تھا۔ جوزف، جوانا اور بلیک جیک بھی مختلف اطراف سے بھاگتے ہوئے وہاں موجود ہیلی کاپٹروں کو تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں موجود مسلح افراد کو نشانہ بنا رہے تھے۔

ایک ہیلی کاپٹر جو باقی ہیلی کاپٹروں سے کافی فاصلے پر کھڑا تھا عمران نے چیخ کر جوزف، جوانا اور بلیک جیک کو اس ہیلی کاپٹر کے پاس جانے کا کہا اور خود بھی اس طرف بھاگتا چلا گیا۔ سامنے چند مسلح افراد اس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے تو عمران نے ان پر منی میزائل گن سے ایک میزائل فائر کر دیا۔ میزائل بھاگتے ہوئے مسلح افراد کے قریب گر کر پھٹا اور اس کے ساتھ ہی مسلح افراد کے ٹکڑے اڑتے دکھائی دیئے۔ عمران اور اس کے ساتھی چھلانگیں مارتے ہوئے ہیلی کاپٹر تک پہنچ گئے۔ یہ شنوک ہیلی کاپٹر تھا جس کے دو بڑے بڑے ہوٹرز تھے۔ اس ہیلی کاپٹر میں بھاری سامان کے ساتھ زیادہ تعداد میں فوج کو لایا اور لے جایا جا سکتا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کی طرف جاتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں نے وہاں موجود باقی ہیلی کاپٹروں کو اطمینان سے تباہ کرنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں سوائے شنوک ہیلی کاپٹر کے وہاں کوئی ایک ہیلی کاپٹر بھی سلامت نہیں تھا۔

قلعے کے دوسری طرف سے مسلسل فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہاں سیکرٹ سروس کے ممبران اور سیاہ لباس والے مسلح افراد کی جیسے آپس میں ٹھن گئی تھی۔

”ان سب کو بلا لاؤ۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے“...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور پلٹ کر اس طرف بھاگتا چلا گیا جہاں عمران کے ساتھیوں اور فورس کے درمیان زبردست جنگ چھڑی ہوئی تھی۔

عمران ہیلی کاپٹر میں داخل ہوا اور تیزی سے کاک پٹ کی جانب بڑھ گیا اس نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں ہیلی کاپٹر کے دونوں ہوٹرز تیزی سے گردش کرنا شروع ہو گئے۔ عمران نے ہیلی کاپٹر زمین سے قدرے اوپر اٹھا لیا تھا۔ گو کہ یہ ہیلی کاپٹر مال برداری اور فوجی رسد کے لئے استعمال ہوتا تھا لیکن اس ہیلی کاپٹر کی دونوں سائیڈوں کے دروازوں پر ہیوی مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔ عمران کے اشارے پر جوانا اور بلیک جیک ہیلی کاپٹر میں آ گئے اور انہوں نے دروازے پر لگی ہوئی ہیوی مشین گنیں سنبھال لیں۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کا رخ قلعے کے اس حصے کی طرف کر لیا تھا جس طرف سیاہ لباس والوں اور اس کے ساتھیوں کے درمیان جنگ ہو رہی تھی۔ عمران نے جوانا اور بلیک جیک کو مشین گنوں کا رخ اسی طرف کرنے کا کہا تھا تاکہ وہ اس طرف آنے والے اپنے ساتھیوں کو کور دے سکیں۔ کچھ ہی دیر میں جوزف

ام ساتھیوں کے ساتھ بھاگتا ہوا اس طرف آ گیا۔ انہیں ہیلی کاپٹر ں طرف آتے دیکھ کر عمران نے ہیلی کاپٹر مزید اٹھا لیا۔ اس کی ظریں اپنے ساتھیوں کے عقب کی طرف مرکوز تھیں تاکہ اس طرف ے سیاہ پوش اس کے ساتھیوں کا پیچھا کرتے ہوئے آئیں تو بلیک یک اور جوانا انہیں آسانی سے نشانہ بنا سکیں۔ عمران کے ساتھی اس ی طرف دوڑے چلے آ رہے تھے اور پھر ہیلی کاپٹر کے پاس آتے ی انہوں نے اچھل اچھل کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہونا شروع کر دیا۔

ابھی وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو ہی رہے تھے کہ عمران نے سامنے ے کئی سیاہ لباس والوں کو مشین گنوں سے فائرنگ کرتے ہوئے اس طرف آتے دیکھا۔ جوانا اور بلیک جیک نے بھی دروازوں سے ر نکال رکھے تھے۔ انہوں نے بھی مسلح افراد کو دیکھ لیا تھا۔ دوسرے لمحے ان دونوں کی مشین گنیں گرجنا اور شعلے اگلنا شروع ہو گئیں اور گولیاں بھاگ کر اس طرف آنے والے عمران کے ساتھیوں کے اوپر سے گزرتی ہوئیں ان کے پیچھے آنے والے سیاہ لباس والوں کو چاٹنا شروع ہو گئیں۔ دونوں مشین گنوں سے ایک ساتھ سینکڑوں کے حساب سے گولیاں فائر ہو رہی تھیں اور مشین گن کی سائیڈ سے گولیوں کے خول تیزی سے نیچے گرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ چند ہی لمحوں میں روشی سمیت تمام افراد ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے تھے۔ صفدر تیزی سے عمران کے ساتھ والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا تھا۔

"کیا سب آ گئے ہیں"...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جی عمران صاحب۔ سب آ گئے ہیں"...... صفدر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر ہیلی کاپٹر اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ جوانا اور بلیک جیک دیواروں اور ستونوں کے پیچھے چھپے ہوئے سیاہ لباسوں والوں پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے تاکہ انہیں ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

عمران کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر اتنی بلندی پر لے آیا کہ نیچے سے سیاہ لباس والے کم از کم انہیں مشین گنوں سے نشانہ نہیں بنا سکتے تھے۔عمران نے ہیلی کاپٹر گھمایا اور وہ ہیلی کاپٹر تیزی سے ویسٹ کی جانب اُڑاتا لے گیا۔

"جوزف قلعے میں جو بم لگائے تھے ان کا چارجر کس کے پاس ہے"...... عمران نے سر گھما کر پیچھے بیٹھے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرے پاس ہے باس"...... جوزف نے جواب دیا اور اس نے اپنی جیکٹ کی جیب سے ایک چارجر نکال لیا۔

"اسے آن کرو اور ڈی چارج کر دو"...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے چارجر آن کیا اور پھر اس نے چارجر پر لگا ہوا سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا اچانک چارجر پر سرخ رنگ کا ایک بلب جل

اٹھا ساتھ ہی انہیں عقب سے بجلی کی کڑک اور بادلوں کی گھن گرج جیسی تیز اور خوفناک آوازیں سنائی دیں اور پھر انہوں نے صحرا میں دور آگ کا ایک طوفان بلند ہوتے دیکھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے صحرا میں چھپا ہوا کوئی آتش فشاں اچانک پھٹ گیا ہو اور اس سے نکلنے والی آگ آسمان سے باتیں کرنا شروع ہو گئی ہو۔ صحرا قلعے میں ہونے والے مسلسل زور دار دھماکوں سے گونج رہا تھا۔ جوزف نے عمران کو بتایا تھا کہ اس نے ایک بم آن کر کے اسلحے کے سٹور میں بھی رکھ دیا تھا۔ شاید اسی وجہ سے وہاں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے پھر چند لمحوں کے بعد انہوں نے قلعے کی طرف اور زیادہ خوفناک دھماکوں کے ساتھ آگ کے الاؤ بلند ہوتے دیکھے۔ یہ دھماکے شاید قلعے کے نیچے بنے ہوئے میزائل اسٹیشن میں ہوئے تھے۔ ان دھماکوں کی شدت سے صحرا بری طرح سے لرز اٹھا تھا اور انہیں ہر طرف ریت کے بادل اٹھتے دکھائی دینے لگے۔

"کیا ان میزائلوں کے ساتھ وار ہیڈز بھی تھے"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے کرنل شیرٹن سے معلوم کیا تھا۔ اس میزائل اسٹیشن میں دھماکہ خیز مواد والے میزائل تھے۔ ان میں وار ہیڈز نہیں لگائے گئے تھے لیکن اگلے چند دنوں میں اسرائیل سے انہیں وار ہیڈز پہنچنے والے تھے جنہیں وہ ان میزائلوں میں فکسڈ کرنا چاہتے تھے تاکہ یہ مسلم ممالک کو مزید خطرات میں ڈال سکیں اور انہیں اپنے

نشانے پر لے کر ان پر اپنی برتری کا رعب ڈال سکیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''تب ٹھیک ہے۔ ورنہ میں ڈر رہا تھا کہ اگر میزائلوں کے ساتھ وار ہیڈز پھٹ گئے تو صحرا میں تابکاری پھیل جائے گی جس سے یہاں قیامت برپا ہوسکتی تھی''...... صفدر نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''قیامت تو برپا ہوگئی ہے لیکن مسلم ممالک کے لئے نہیں بلکہ ان اسرائیلیوں کے لئے جنہوں نے مذموم ارادوں کے تحت یہاں خفیہ اڈے بنا رکھے تھے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب ہم کہاں جا رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''فی الحال تو ہم ہواؤں میں اُڑ رہے ہیں۔ اب دیکھو یہ ہیلی کاپٹر ہمیں کہاں لے جاتا ہے۔ میں تو اس ہیلی کاپٹر کو ڈائریکٹ کوہ باگر تک لے جانا چاہتا ہوں لیکن ہوسکتا ہے کہ ہیلی کاپٹر میں اتنا فیول نہ ہو جو ہمیں ڈائریکٹ کوہ باگر تک لے جا سکے۔ اس لئے ہمیں اسی پر اکتفا کرنا پڑے گا جہاں تک ہمیں ہیلی کاپٹر کا ایندھن لے جا سکے''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے اچانک اس کے ہیلی کاپٹر کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔

''یہ کیا ہوا ہے''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''پتہ نہیں''...... عمران نے بھی قدرے تشویش بھرے لہجے میں

۔ جھٹکا صرف ایک لمحے کے لئے لگا تھا عمران ہیلی کاپٹر کی بڑی چیک کر رہا تھا کہ اچانک وہ ایک طویل سانس لے کر ہیلی پٹر کا لیور چھوڑ کر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

''کیا ہوا''...... اسے ہیلی کاپٹر کا لیور چھوڑ کر سیٹ کی پشت سے ب لگاتے دیکھ کر صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''ہیلی کاپٹر کا کنٹرول میرے ہاتھوں سے نکل گیا ہے۔ اسے یڈیو کنٹرول کر دیا گیا ہے۔ اب ہم اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اس یلی کاپٹر کی مرضی سے آگے بڑھ رہے ہیں''...... عمران نے طمینان بھرے لہجے میں کہا تو صفدر کے چہرے پر تشویش کے ثرات نمایاں ہوگئے۔

''اوہ۔ ہیلی کاپٹر کو ریڈیو کنٹرول کر لیا گیا ہے اور آپ اس طرح اطمینان سے بیٹھ گئے ہیں کیوں''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تو کیا کروں۔ ایک تو ہیلی کاپٹر انتہائی بلندی پر ہے۔ اتنی بلندی سے چھلانگ لگانے کی مجھ میں تو ہمت نہیں ہے دوسرا ہیلی کاپٹر اپنی مرضی سے ہی سہی جا تو اسی سمت رہا ہے جہاں ہم جانا چاہتے ہیں تو مجھے فکر کرنے اور پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''لیکن ہیلی کاپٹر کو اس طرح ریڈیو کنٹرول کس نے کیا ہوگا اور کیوں''...... صفدر نے پوچھا۔

”فی الحال اس کیا اور کیوں کا میرے پاس کوئی جواب نہیں
ہے۔ لیکن میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ صحارا میں جی پی فائیو اور
اسرائیلی فورس کا کنٹرول ہے اس لئے ان کے علاوہ ہمارے ہیلی
کاپٹر کو اور کون ریڈیو کنٹرول کر سکتا ہے“...... عمران نے کہا تو صفدر
نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

ہیلی کاپٹر ریڈیو کنٹرول کے ذریعے خود بخود تیزی سے ریت کے
سمندر پر اُڑا چلا جا رہا تھا اور واقعی ہیلی کاپٹر کی بلندی اتنی زیادہ تھی
کہ وہ بغیر پیرا شوٹوں کے ہیلی کاپٹر سے صحرا میں چھلانگیں لگانے
تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس عجیب وغریب اور خطرناک پوزیشن
میں بھی عمران کے چہرے پر ایسا اطمینان دکھائی دے رہا تھا جیسے
ہیلی کاپٹر اس کی منشاء کے مطابق ہی کنٹرول کیا جا رہا ہو۔ اس کے
چہرے پر ذرا سی بھی فکر مندی اور تردد کے تاثرات دکھائی نہیں دے
رہے تھے۔

”ایک منٹ رکو۔ میری بات سنو“...... اس سے پہلے کہ مسلح
افراد فائرنگ کرتے اچانک کرنل فریدی نے چیختے ہوئے کہا تو مسلح
افراد کی انگلیاں کرنل فریدی کی بات سن کر غیر ارادی طور پر
ٹریگروں سے ہٹتی چلی گئیں۔

”جلدی بولو۔ میرے پاس تمہاری فضول باتیں سننے کے لئے
وقت نہیں ہے“...... کرنل ہارگن نے کہا۔

”تم ہمیں اس طرح گولیاں نہیں مار سکتے کرنل ہارگن“۔ کرنل
فریدی نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ تمہیں گولیاں مارنے کے لئے مجھے کسی کی اجازت
لینی پڑے گی“...... کرنل ہارگن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہمیں ہلاک کرنے سے پہلے تمہیں یہ بتانا ہو گا کہ
ہمارے ساتھ کرنل فرانک بھی تھا وہ کہاں ہے“...... کرنل فریدی نے

سخت لہجے میں کہا۔

''کرنل فرانک۔ کون کرنل فرانک''...... کرنل ہارگن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں ریڈ آرمی کے سربراہ کی بات کر رہا ہوں''...... کرنل فریدی نے اسی انداز میں کہا تو کرنل ہارگن ایک بار پھر اچھل پڑا۔

''کیا مطلب۔ تم ریڈ آرمی کے سربراہ کو کیسے جانتے ہو۔ کیا تعلق ہے تمہارا اس سے''...... کرنل ہارگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پہلے بتاؤ کہ کیا ہمارے ساتھ تمہیں کرنل فرانک ملا تھا یا نہیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''نہیں۔ تمہارے علاوہ ہمیں اور کوئی نہیں ملا تھا''...... کرنل ہارگن نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہمارے ساتھ بے شمار افراد تھے جن میں کرنل فرانک بھی شامل تھا۔ ہم سب طوفان کا شکار ہو گئے تھے۔ اگر تمہیں ہم مل گئے تھے تو ہمارے باقی ساتھی اور کرنل فرانک کہاں گیا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ہم نہیں جانتے۔ لیکن کرنل فرانک تمہارے ساتھ کیا کر رہا تھا اور تم کون ہو''...... کرنل ہارگن نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

''ہمارا تعلق ریڈ آرمی سے ہے اور میں کرنل فرانک کا نائب

جر رِک ہوں۔ میجر رِک فیلڈ''...... کرنل فریدی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور میجر رِک فیلڈ کا نام سن کر کرنل ہارگن کے چہرے پر نتہائی حیرت اور پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

''ریڈ آرمی۔ میجر رِک فیلڈ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم میجر رِک یلڈ کیسے ہو سکتے ہو۔ میجر رِک فیلڈ کو تو میں بخوبی جانتا ہوں۔ تمہارا ند کاٹھ میجر رِک فیلڈ جیسا ضرور ہے لیکن تمہارا چہرہ اور تمہاری آواز۔ تم رِک فیلڈ کیسے ہو سکتے ہو''...... کرنل ہارگن نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''نانسنس۔ میں اور کرنل فرانک ان کافرستانی ایجنٹوں کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ جن کے بارے میں ہمارے پاس مصدقہ اطلاع تھی کہ وہ کسی قافلے میں موجود ہیں۔ ہم بھی خفیہ طور پر میک اپ کر کے اس قافلے میں شامل ہو گئے تھے۔ ابھی ہم خفیہ طور پر کافرستانی ایجنٹوں کو تلاش کر ہی رہے تھے کہ ہمیں طوفان نے آ لیا۔ طوفان نے ہمیں کہاں سے کہاں لا کر پھینک دیا ہے اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے لیکن ہمارے ساتھ کرنل فرانک بھی تھا اور ریڈ آرمی کے دوسرے افراد بھی''...... کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور کرنل ہارگن کے چہرے پر تذبذب کے تاثرات ابھر آئے جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ ریڈ آرمی اس حلیئے میں بھی ہو سکتی ہے۔

''ہونہہ۔ لیکن تم اپنی آواز کو کس خانے میں فٹ کرو گے۔ میں

میجر رِک کی آواز بخوبی پہچانتا ہوں''...... کرنل ہارگن نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے تم میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے کرنل ہارگن۔ ہم طوفان میں گھر گئے تھے۔ ریت کے طوفان میں اور تم نے ہمیں ریت سے بے ہوشی کی حالت میں اٹھایا تھا۔ ریت ہمارے ناک کان اور منہ میں گھس گئی تھی جسے شاید تم نے صاف کر دیا ہے۔ ریت کا ناک، کان اور منہ میں جانے سے کیا ہماری اصل آواز برقرار رہ سکتی ہے''...... کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے باتوں میں لگا کر کرنل فریدی کے ہاتھ تیزی سے ہاتھوں پر بندھی ہوئی بیلٹ کو ڈھیلا کرنے میں لگے ہوئے تھے چونکہ بیلٹ چمڑے کی تھی اس لئے کرنل فریدی نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کر کے ہاتھوں کو اس انداز میں حرکت دینا شروع کر دیا تھا کہ چمڑہ آسانی سے پھیل سکتا تھا۔ ایسا کرنے سے بیلٹ کی گرفت کمزور پڑتی جا رہی تھی۔ کرنل فریدی، کرنل ہارگن کو باتوں میں لگا کر بیلٹ کو مزید کمزور کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ اسے ایک جھٹکے سے توڑ سکے۔

''پھر بھی میں کیسے یقین کر لوں کہ تم ریڈ آرمی کے سیکنڈ چیف میجر رِک ہی ہو''...... کرنل ہارگن نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''تم کیسے مانو گے کہ میرا تعلق ریڈ آرمی سے ہی ہے اور میں ہی میجر رِک فیلڈ ہوں''...... کرنل فریدی نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تم کیسے یقین دلا سکتے ہو کہ تم ہی میجر رِک فیلڈ ہو''...... کرنل نے کرنل فریدی کے انداز میں پوچھا۔

''تمہاری مجھ سے آخری مرتبہ کب ملاقات ہوئی تھی''...... کرنل نے پوچھا۔

''یہی کوئی ایک ماہ قبل کی بات ہے۔ کیوں''...... کرنل ہارگن نے کہا۔

''تمہیں یاد ہو گا کہ میں نے اس ملاقات کے آخر میں تم سے بات کی تھی''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ہاں۔ یاد ہے مجھے۔ بتاؤ کیا کہا تھا تم نے۔ اگر تم نے مجھے وہ بتا دی تو میں یقین کر لوں گا کہ تم ہی میجر رِک فیلڈ ہو ورنہ تمہیں ہلاک کرنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کروں گا بولو ور ہے''...... کرنل ہارگن نے کہا۔

''ہاں۔ منظور ہے۔ ادھر آؤ میرے پاس۔ میں نے تم سے ایک بات کی تھی اور وہ بات میں کسی کے سامنے نہیں کہہ سکتا۔ رے پاس آؤ۔ میں تمہارے کان میں وہ بات بتا دیتا ہوں۔ جسے تے ہی تمہیں مجھ پر یقین آ جائے گا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

کرنل ہارگن نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر قدم اٹھاتا ہوا کرنل فریدی کے پاس آ گیا۔ اس نے اپنا کان کرنل فریدی کی جانب کیا تھا کہ اسی لمحے کرنل فریدی نے عقب میں اپنے ہاتھوں کو پوری ت سے اور اس انداز میں جھٹکا دیا کہ چمڑے کی مضبوط بیلٹ

ٹوٹتی چلی گئی جسے اس نے ہاتھوں سے ہلا ہلا کر انتہائی کمزور کر دیا
تھا۔ جیسے ہی بیلٹ ٹوٹی اس کے دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے۔ بیلٹ
ٹوٹنے کی آواز سن کر کرنل ہارگن چونکا ہی تھا کہ اسی لمحے وہ بری
طرح سے چیخ اٹھا۔ کرنل فریدی نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی
گردن پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور اس کی گردن میں اپنا ایک بازو
ڈال کر اس کی گردن بری طرح سے جکڑ لی۔ اچانک گردن جکڑے
جانے کی وجہ سے کرنل ہارگن کے منہ سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔
کرنل فریدی نے کرنل ہارگن کو پکڑ کر نیچے جھکاتے ہوئے اسے اپنی
ڈھال بنا لیا تھا۔

”خبردار۔ اگر کسی نے کوئی حرکت کی تو میں کرنل ہارگن کی
گردن توڑ دوں گا“...... کرنل فریدی نے کرنل ہارگن کی گردن کو
ایک زور دار جھٹکا دیتے ہوئے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔ کرنل
ہارگن کی گردن کرنل فریدی کی گرفت میں دیکھ کر مسلح افراد ساکت
سے ہو کر رہ گئے تھے۔ کرنل فریدی نے کرنل ہارگن کی گردن
پکڑے اسے اس انداز میں اپنی طرف جھکا رکھا تھا کہ مسلح افراد میں
سے کوئی ایک بھی کرنل فریدی پر فائرنگ نہیں کر سکتا تھا۔

”یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ چھچھ۔ چھچھ۔ چھوڑو مجھے۔ چھچھ۔
چھچھ۔ چھوڑو“...... کرنل ہارگن نے کرنل فریدی کے ہاتھوں میں
بری طرح سے تڑپتے ہوئے کہا۔

”اپنے ساتھیوں سے کہو کہ یہ اپنا اسلحہ گرا دیں ورنہ تم اپنی جان

ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ میرا ایک اور جھٹکا تمہاری گردن کی ہڈی توڑ
دینے کے لئے کافی ہو گا“...... کرنل فریدی نے اس کی گردن پر
دباؤ بڑھا کر غراتے ہوئے کہا۔

”پھھ۔ پھھ۔ پھینک دو اسلحہ۔ پھینک دو۔ جیسا یہ کہہ رہا
ہے ویسا ہی کرو“...... کرنل ہارگن کے منہ سے گھٹی گھٹی آواز نکلی۔

”لیکن سر......“ ایک مسلح شخص نے کچھ کہنا چاہا۔

”شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ پھینکو اسلحہ۔ دیکھ نہیں رہے اس نے
میری گردن پکڑ رکھی ہے۔ یہ میری گردن کی ہڈی توڑ کر مجھے ہلاک
کر سکتا ہے۔ پھینکو اسلحہ۔ فوراً“...... کرنل ہارگن نے بری طرح سے
چیختے ہوئے۔ اس کا حکم سنتے ہی مسلح افراد نے مشین گنیں فوراً نیچے
گرا دیں۔

”گڈ۔ اب دس قدم پیچھے ہٹ جاؤ“...... کرنل فریدی نے کہا
تو مسلح افراد اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پیچھے ہٹتے چلے
گئے۔ کرنل فریدی نے سر گھما کر اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا۔
ان کے سر ابھی تک ڈھلکے ہوئے تھے وہ بدستور بے ہوش تھے۔
کرنل فریدی نے ایک ہاتھ سے کرنل ہارگن کی گردن پکڑی اور
جھک کر دوسرے ہاتھ سے پیروں پر بندھے ہوئے بیلٹس کھولنے
لگا۔ چند ہی لمحوں میں وہ آزاد ہو گیا تو وہ کرنل ہارگن کو لئے ہوئے
اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اسے کھینچتا ہوا اس جگہ لے آیا جہاں مسلح افراد
نے مشین گنیں پھینکی تھیں۔ کرنل فریدی نے فوراً ایک مشین گن

اٹھائی اور اسے لئے ہوئے تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اسے مشین
گن اٹھاتے دیکھ کر سیاہ لباس والوں میں بے چینی سی پھیل گئی تھی۔
کرنل فریدی نے اپنا ایک بازو کرنل ہارگن کی گردن میں اس بر
طرح سے حائل کر رکھا تھا کہ وہ کسی بھی طرح اس کی گرفت سے
آزاد نہیں ہوسکتا تھا جبکہ اس کے دوسرے ہاتھ میں مشین گن تھی۔
اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا کرنل فریدی نے اچانک مشین گن
ٹریگر دبا دیا۔ کمرہ یکلخت مشین گن کی تیز ریٹ ریٹ کی آواز
ساتھ انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ سیاہ لباس وا
اپنے خون میں لت پت ہو کر لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے د
گرتے چلے گئے۔ کرنل فریدی نے دس سیاہ لباسوں والوں م
سے نو افراد پر فائرنگ کی تھی اس نے ایک سیاہ لباس والے کو جا
بوجھ کر زندہ چھوڑ دیا تھا۔

”اٹھو اور میرے پاس آؤ۔ ورنہ میں تمہیں بھی بھون ڈا
گا“...... کرنل فریدی نے زندہ بچ جانے والے سیاہ لباس وا
سے مخاطب ہو کر انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا جو فائرنگ
بچنے کے لئے ایک طرف کود گیا تھا اور زمین سے چپک کر تھر
کانپ رہا تھا۔ کرنل فریدی کی غراہٹ سن کر سیاہ لباس والا اٹھا ا
کانپتا ہوا کرنل فریدی کی جانب بڑھا۔

”اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو میرے ساتھیوں کو آزاد کرو۔ ا
کے بندھن کھول دو ورنہ......“ کرنل فریدی نے غراتے ہوئے جا

بڑھ کر اپنا فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

”کھکھ ۔ کھکھ ۔ کھولتا ہوں۔ کھولتا ہوں۔ مجھ پر گولی نہ چلانا
پلیز“...... اس شخص نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ اسی
طرح کانپتا ہوا کرنل فریدی کے ساتھیوں کی جانب بڑھ گیا اور اس
نے باری باری ان کی بیلٹس کھولنی شروع کر دیں۔ کرنل فریدی نے
مشین گن کا رخ سیاہ لباس والے کی طرف کر رکھا تھا تاکہ اگر سیاہ
لباس والا اس کے کسی ساتھی کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے
تو وہ اسے ایسا کرنے سے روک سکے۔

کرنل فریدی کا دھیان چونکہ سیاہ لباس والے کی طرف تھا اس
لئے اس کی توجہ کرنل ہارگن سے قدرے ہٹ گئی تھی۔ کرنل ہارگن
اس کے ہاتھوں میں یوں ساکت نظر آ رہا تھا جیسے گردن پر شدید
دباؤ پڑنے کی وجہ سے اس کی جان نکل گئی ہو یا وہ بے ہوش ہو گیا
ہو۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی اس نے کرنل فریدی کو
خود سے غافل پایا اس نے اچانک زور دار گھونسہ کرنل فریدی کی
پسلیوں پر مار دیا۔ کرنل فریدی اس اچانک حملے کے لئے تیار نہیں
تھا۔ پسلیوں پر ضرب پڑتے ہی کرنل فریدی کی گرفت کرنل ہارگن
کی گردن سے قدرے کمزور پڑ گئی اسی لمحے کرنل ہارگن نے کرنل
فریدی کی پسلیوں میں ایک اور گھونسہ مارا اور ایک جھٹکے سے اس کے
بازو سے اپنی گردن چھڑاتا ہوا تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ کرنل
فریدی، کرنل ہارگن کے زوردار گھونسے کھا کر قدرے کمان کی طرح

جھک گیا تھا اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا اچانک کرنل ہارگن بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور پھر اس کی ٹانگ چلی اور کرنل فریدی کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر دور جا گری۔ اس سے پہلے کہ کرنل فریدی سنبھلتا کرنل ہارگن ایک بار پھر اچھلا اور اس نے کرنل فریدی کے سینے پر کک لگانے کی کوشش کی لیکن کرنل فریدی فوراً ایک ٹانگ پر گھوم گیا۔ اس کے اچانک گھومنے کی وجہ سے کرنل ہارگن کی ٹانگ ہوا میں لہرا کر رہ گئی اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ہارگن کی ٹانگ زمین سے لگتی کرنل فریدی نے گھومتے ہوئے ایک زور دار گھونسہ کرنل ہارگن کے پہلو میں مارا تو کرنل ہارگن چیختا ہوا لہرا گیا اسی لمحے کرنل فریدی اچھلا اس کا جسم ہوا میں کسی لٹو کی طرح گھوما اور اس کا زور دار مکا کرنل ہارگن کے سینے پر پڑا۔ کرنل ہارگن کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ ہوا میں اُڑتا ہوا دور جا گرا۔

کرنل ہارگن ٹھیک اس جگہ گرا تھا جہاں اس کے ساتھیوں نے مشین گنیں پھینکی تھیں۔ مشین گنوں کے قریب گرتے ہی اس نے جھپٹ کر ایک مشین گن اٹھائی اور اس نے زخمی سانپ کی طرح پلٹ کر مشین گن کا رخ کرنل فریدی کی جانب کر دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کرنل فریدی پر فائرنگ کرتا کرنل فریدی جو اسے مشین گنوں کے قریب گرتے دیکھ کر اس پر چھلانگ لگا چکا تھا وہ اس پر آ پڑا اور اس کی زور دار ٹانگ کرنل ہارگن کے ہاتھوں پر پڑی اور

ہارگن کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر دور جا گری۔ کرنل فریدی، کرنل ہارگن کے ہاتھوں سے مشین گن گرا کر خود کرنل ہارگن کی دائیں طرف گرا تھا۔ کرنل ہارگن نے تیزی سے پلٹ کر کرنل فریدی پر وار کرنا چاہا لیکن کرنل فریدی بجلی کی سی تیزی سے پلٹ گیا اچانک کرنل فریدی کی ٹانگیں سکڑ کر تیزی سے پھیلیں اور کرنل ہارگن بری طرح سے چیختا ہوا چکنے فرش پر کمر کے بل کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ خود کو سنبھالتا کرنل فریدی تیزی سے اٹھا اور وہ تیز تیز چلتا ہوا کرنل ہارگن کے نزدیک آ گیا۔ کرنل ہارگن نے وہاں پڑی ہوئی ایک اور مشین گن اٹھانی چاہی لیکن کرنل فریدی اس وقت تک اس کے سر پر پہنچ گیا تھا اس نے لات مار کر مشین گن کو دور پھینک دیا۔ کرنل ہارگن غضبناک انداز میں کرنل فریدی کی طرف پلٹا ہی تھا کہ کرنل فریدی نے اچانک جھپٹ کر ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے اس کی ایک ٹانگ پکڑ لی۔ دوسرے ہی لمحے کرنل ہارگن، کرنل فریدی کے ہاتھوں میں اوپر اٹھتا چلا گیا۔ کرنل ہارگن نے تڑپ کر خود کو کرنل فریدی کی گرفت سے بچانے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے کرنل فریدی بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس نے کرنل ہارگن کو اس سیاہ پوش کی طرف اچھال دیا جو ان دونوں کو لڑتا دیکھ کر موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فرش پر پڑی ہوئی مشین گنوں کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کرنل ہارگن اُڑتا ہوا سیاہ پوش سے

ٹکرایا اور وہ دونوں بری طرح سے چیختے ہوئے گرتے چلے گ
اس سے پہلے کہ وہ دونوں اٹھتے کرنل فریدی نے ایک مشین
اٹھائی اور اس نے کرنل ہارگن اور اس کے ساتھی کی طرف
فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ وہ جان بوجھ کر ان دونوں کے ار
فائرنگ کر رہا تھا۔ مشین گن کی فائرنگ سے زمین پر پڑی ہ
مشین گنیں اچھل اچھل کر دور جا رہی تھیں اور فائرنگ سے
کے لئے کرنل ہارگن اور اس کے ساتھی کا جسم بری طرح سے
گیا تھا۔

''اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ دونوں۔ فوراً''...... کرنل فریدی
غراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹ
کھڑے ہو گئے۔ جیسے ہی وہ اٹھے کرنل فریدی نے سیاہ پوش
فائرنگ کر دی۔ سیاہ پوش خون میں لت پت ہوتا ہوا بری طرح
چیخا اور لٹو کی طرح گھومتا ہوا کرنل ہارگن کے قریب گر گیا اور چ
لمحے تڑپ کر وہیں ساکت ہو گیا۔

''اب اگر تم نے کوئی حرکت کی تو میں تمہیں بھی زندہ نہ
چھوڑوں گا کرنل ہارگن''...... کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے
کہا۔ اپنے قریب ایک ساتھی کی لاش گرتے دیکھ کر کرنل ہارگ
وہیں ساکت ہو گیا تھا۔

''تت تت۔ تم کیا چاہتے ہو''...... کرنل ہارگن نے لرزتی ہ
آواز میں پوچھا۔

''پہلے اپنے ساتھی کا وہ کام پورا کرو جو اس نے ادھورا چھوڑ دیا
تھا۔ ابھی میرے آدھے ساتھی کرسیوں سے آزاد ہوئے ہیں۔ باقی
بچ گئے ہیں انہیں اب تم کھولو گے''...... کرنل فریدی نے کہا اور
کرنل ہارگن پریشان نظروں سے کرسی پر جکڑے ہوئے باقی افراد کی
جانب دیکھنے لگا۔

''لل۔ لل۔ لیکن......'' کرنل ہارگن نے ہکلاتے ہوئے کہنا
چاہا۔

''لیکن ویکن بعد میں کر لینا۔ پہلے میرے ساتھیوں کو آزاد کرو
جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ میں تمہیں ہلاک کر کے خود ہی اپنے
ساتھیوں کو آزاد کرانا شروع کر دوں''...... کرنل فریدی نے اس قدر
سرد لہجے میں کہا کہ کرنل ہارگن اس کا لہجہ سن کر بری طرح سے
کانپ کر رہ گیا۔ وہ تیزی سے اس کے ساتھیوں کی جانب بڑھا اور
اس نے تیزی سے چمڑے کی بیلٹیں کھولنی شروع کر دیں جن سے
انہیں باندھا گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب کی بیلٹس کھول چکا
تھا۔

''گڈ۔ اب ادھر آؤ میری طرف''...... کرنل فریدی نے اسی
انداز میں کہا اور کرنل ہارگن ہارے ہوئے جواری کی چال چلتا ہوا
کرنل فریدی کے قریب آ گیا۔ جیسے ہی وہ کرنل فریدی کے نزدیک
آیا کرنل فریدی نے اچانک مشین گن کا دستہ اس کے سر پر جڑ دیا۔
کرنل ہارگن کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی وہ لڑکھڑاتے

قدموں سے پیچھے ہٹا ہی تھا کہ کرنل فریدی نے اچھل کر ایک بار پھر مشین گن اس کی کنپٹی پر مار دی۔ اس بار کرنل ہارگن اچھلا اور پشت کے بل فرش پر گرا اور ساکت ہو گیا۔

کرنل فریدی آگے بڑھ کر اس پر جھکا اور اس کی گردن پکڑ کر اس کی مخصوص رگ چیک کرنے لگا۔ اسے خیال آیا تھا کہ کہیں کرنل ہارگن بے ہوش ہونے کی اداکاری نہ کر رہا ہو لیکن کرنل ہارگن حقیقت میں بے ہوش ہو چکا تھا۔ کرنل فریدی نے مشین گن ایک طرف رکھی اور اس نے کرنل ہارگن کے پہلوؤں میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھایا اور اسے لا کر اس کرسی پر بٹھا دیا جس پر پہلے وہ بندھا ہوا تھا۔ کرسی پر بٹھاتے ہی کرنل فریدی نے اس کے ہاتھ پاؤں بیلٹوں سے باندھنے شروع کر دیئے جن سے اسے باندھا گیا تھا۔ گو کہ کرنل فریدی نے ہاتھوں پر بندھی ہوئی بیلٹ جھٹکے سے توڑ دی تھی لیکن اس نے بیلٹ کو مخصوص گرہ لگا کر اس سے کرنل ہارگن کے ہاتھ پاؤں اچھی طرح سے باندھ دیئے تھے۔

کرنل ہارگن کو کرسی پر جکڑتے ہی کرنل فریدی ساتھ والی کرسی کی طرف بڑھا جہاں کیپٹن حمید بیٹھا ہوا تھا۔ کرنل فریدی اسے ہوش میں لانے کے لئے کرسی کے قریب گیا ہی تھا کہ اسی لمحے کیپٹن حمید نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر کرنل فریدی وہیں رک گیا۔ آنکھیں کھول کر کیپٹن حمید چند لمحے لاشعوری کی کیفیت میں ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور

اگا وہ خود کو کمرے میں دیکھ کر بری طرح سے اچھل پڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ کون سی جگہ ہے اور ہم یہاں کیسے آئے ہیں“...... کیپٹن حمید نے حیرت سے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اسی لمحے روزا پھر انسپکٹر ریکھا اور اس کے بعد ایک ایک کر کے خود ہی سب کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں اور وہ سب ہوش میں آ گئے۔ ان سب کی بھی حالت خود کو اس کمرے میں دیکھ کر کیپٹن حمید جیسی ہی ہوئی تھی اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر فرش پر پڑی سیاہ لباسوں والے افراد کی لاشیں دیکھ رہے تھے۔ کرنل فریدی کے ساتھیوں کو ایک ساتھ ہی ہوش آ گیا تھا۔

کرنل فریدی نے انہیں ساری تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔ جسے سن کر وہ سب حیران رہ گئے کہ صحرائی طوفان میں وہ جس طرح حقیر تنکوں کی طرح اُڑ گئے تھے اور ہوائیں انہیں نجانے کہاں سے کہاں لے جا رہی تھیں اسی طوفان نے انہیں ایک ساتھ صحارا میں موجود اسرائیل کے ایک خفیہ فوجی ٹھکانے کے پاس لا پھینکا تھا اور فوجی انہیں وہاں سے اٹھا کر اپنے ٹھکانے پر لے آئے تھے۔

”حیرت ہے۔ ہم سب ایک ساتھ اور ایک ہی جگہ گرے تھے۔ جس طرح ہم طوفان کا شکار بنے تھے اس طرح تو ہمیں نجانے کہاں کہاں ہونا چاہئے تھا“...... روزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کرنل فریدی کے اشارے پر ہرلیش اور اس کے ساتھیوں نے

آگے بڑھ کر سیاہ پوشوں کی گری ہوئی مشین گنیں اٹھا لی تھیں۔

''یہ سب اللہ تعالیٰ کا ہم پر خصوصی کرم ہوا ہے جو ہم خوفناک طوفان میں ہلاک ہونے سے بھی بچ گئے تھے اور قدرت نے ہمیں ایک ساتھ اور ایک ہی جگہ لا پھینکا تھا۔ اگر طوفان میں ہم بکھر جاتے تو اس قدر بڑے اور خطرناک صحرا میں ہم ایک دوسرے کو کسی بھی صورت میں تلاش نہیں کر سکتے تھے۔ تیز ہواؤں میں ہمارے ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتے تھے لیکن ہم ٹھوس جگہوں پر گرنے کی بجائے ریت پر ہی گرے تھے جس سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوا تھا۔ ہم صرف بے ہوش ہوئے تھے اور کرنل ہارگن کے ساتھی ہمیں بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر یہاں لے آئے تھے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ کرنل ہارگن نے ہمیں بے ہوشی کی حالت میں گولیاں نہیں مار دی تھیں ورنہ اب تک ہماری لاشیں صحرائی کیڑے مکوڑے کھا رہے ہوتے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی اس قدر خوفناک طوفان سے زندہ بچ جانا ہمارے لئے کسی معجزے سے کم نہیں ہے اور اس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہی ہو گا''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''لیکن کرنل فرانک اور قافلے کے باقی افراد کہاں ہیں۔ اگر طوفان ہمیں اٹھا کر یہاں لایا تھا تو انہیں بھی ہمارے ساتھ ہی ہونا چاہئے تھا''...... ہرلیش نے کہا۔

''ہاں۔ ان کی سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ وہ کہاں گئے ہیں لیکن یہ

ا افراد ہمارے ساتھ ہی آ گئے تھے''...... کرنل فریدی نے کہا اور وہ
ب مڑ کر اس مرد اور عورت کی جانب دیکھنے لگے جو ان کے قافلے
ل ان کے ساتھ ہی تھے۔ وہ دونوں بے حد سہمے ہوئے اور
پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ دونوں سیاہ فام اور نوجوان تھے اور
ہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ یوں لگے ہوئے تھے جیسے وہ ایک
دسرے کو پہلے سے ہی جانتے ہوں۔

کرنل فریدی چند لمحے ان دونوں کی جانب دیکھتا رہا پھر وہ قدم اٹھاتا ہوا ان دونوں کے پاس آ گیا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... کرنل فریدی نے ان کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جج جج۔ جی میرا نام ملوگا ہے۔ ملوگا تاماری''...... نوجوان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اور تمہارا کیا نام ہے''...... کرنل فریدی نے لڑکی سے پوچھا۔

''ہاشی۔ مم مم۔ میرا نام ہاشی ہے جناب''...... لڑکی نے بھی بڑے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

''کیا تم ایک دوسرے کو جانتے ہو''...... کرنل فریدی نے دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ یہ میری بیوی ہے''...... نوجوان ملوگا نے جواب دیا۔

''ملوگا اور ہاشی۔ اچھے نام ہیں لیکن اگر اصلی ہوتے تو''۔ کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو ان دونوں کے ساتھ ساتھ اس

کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

”جی۔ یہ ہمارے اصلی نام ہیں“...... نوجوان نے اسی طرح خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”زیادہ چالاک بننے کی کوشش مت کرو۔ میں نے تم دونوں کو پہچان لیا ہے۔ مجھے تو اس بات کی حیرت ہو رہی ہے کہ تم دونوں قافلے میں ہمارے ساتھ تھے اور مجھے تم دونوں کا پتہ ہی نہیں چلا تھا“...... کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور وہ دونوں ہونقوں کے انداز میں کرنل فریدی کی جانب دیکھنے لگے جیسے ان کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ کرنل فریدی کیا کہہ رہا ہے۔

”کیا مطلب۔ کون ہیں یہ اور آپ ان سے ایسے لہجے میں کیوں بات کر رہے ہیں“...... کیپٹن حمید نے آگے آتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے غور سے ان دونوں کو دیکھا تھا لیکن دونوں کی شکلیں اس کے لئے انجان تھیں۔ روزا، انسپکٹر ریکھا، انسپکٹر آصف اور باقی سب بھی کرنل فریدی کے قریب آ گئے تھے اور وہ بھی ان دونوں کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

”آنکھیں کھول کر دیکھو تو تم بھی جان جاؤ گے کہ یہ دونوں کون ہیں“...... کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ان دونوں کو غور سے دیکھنا شروع ہو گئے۔

”نہیں۔ ہمارے لئے ان کی شکلیں انجانی ہیں۔ کم از کم مجھے تو پتہ نہیں چل رہا ہے کہ یہ دونوں کون ہیں“...... کیپٹن حمید نے انکار

ں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میں نے بھی انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا“...... جگدیش نے لان کرنے والے انداز میں کہا۔

”کیوں روزا۔ تم بھی انہیں نہیں پہچان سکی کہ یہ کون ہیں“۔ رنل فریدی نے روزا سے مخاطب ہو کر پوچھا جو بڑے غور سے اس جوان مرد اور لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔

”مجھے کچھ کچھ اندازہ ہو رہا ہے“...... روزا نے کہا تو وہ سب نک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔

”گڈ شو۔ بتاؤ کیا اندازہ ہے تمہارا اور کون ہیں یہ“...... کرنل یدی نے روزا کی تعریف کرنے والے انداز میں کہا۔

”یہ دونوں میک اپ میں ہیں اور انہوں نے انتہائی جاندار میک اپ کر رکھا ہے لیکن اس کے باوجود اگر میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا رہی ہیں تو یہ فنچ اور نانوتہ ہیں“...... روزا نے کہا اور نہ صرف وہ مرد اور عورت بلکہ سوائے کرنل فریدی کے اس کے تمام ساتھی بری طرح سے اچھل پڑے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان دونوں کی جانب دیکھنا شروع ہو گئے۔

”تمہارا مطلب ہے کہ زیرو لینڈ کا سپریم ایجنٹ فنچ اور زیرو لینڈ کی ناگن نانوتہ“...... رشیدہ نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ فنچ اور نانوتہ ہی ہیں۔ انہوں نے واقعی جاندار میک اپ کر رکھا ہے لیکن میں نے انہیں یہاں بندھا ہوا دیکھا تھا تو اسی

وقت میں نے انہیں پہچان لیا تھا''...... کرنل فریدی نے کہا۔
''لیکن یہ دونوں یہاں کیا کر رہے ہیں''...... کیپٹن حمید نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔
''تمہارا منہ بھی ہے اور تمہارے منہ میں زبان بھی ہے۔ خود ہی پوچھ لو ان سے''...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔ مرد اور عورت کے چہروں پر موجود گھبراہٹ اور خوف غائب ہو گیا تھا اور اب وہ یوں اطمینان بھرے انداز میں کھڑے مسکرانا شروع ہو گئے تھے جیسے وہ دشمنوں میں نہیں بلکہ دوستوں میں کھڑے ہوں۔
''تمہاری نظروں کی داد دینی پڑے گی کرنل فریدی۔ میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ میں نے اور نانوتہ نے اس قدر جدید اور فول پروف میک اپ کیا ہے تم تو کیا تمہارے فرشتے بھی ہمیں نہیں پہچان سکیں گے''...... مرد نے اچانک بدلی ہوئی آواز میں مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سن کر کیپٹن حمید ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے آواز پہچان لی تھی وہ واقعی زیرو لینڈ کا سپریم ایجنٹ فنچ ہی تھا جس سے وہ کئی بار ٹکرا چکا تھا اور فنچ اور نانوتہ انہیں ہمیشہ جل دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔ یہ بھی حقیقت تھی کہ فنچ اور نانوتہ جہاں بھی ہوتے تھے ایک ساتھ ہی ہوتے تھے شاید یہی وجہ تھی کہ اس بار بھی وہ ایک ساتھ ہی نظر آ رہے تھے۔
''تم دونوں ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہو''...... کیپٹن حمید نے

ا تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔
''ہم نے کیا کرنا ہے ہم تو محض یہاں سیر و تفریح کے لئے ئے تھے۔ تم سے پہلے ہم قافلے میں شامل ہوئے تھے۔ جب تم ب قافلے میں آئے تو ہم تمہیں دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے ہم اپ میں تھے لیکن اس کے باوجود ہماری کوشش تھی کہ ہمارا اور ارا آپس میں سامنا نہ ہو مگر برا ہو اس طوفان کا جس نے ہم ں کو بھی تمہارے ساتھ ایک ہی جگہ لا پھینکا تھا اور ہم کرنل دی کی چیتے جیسی تیز آنکھوں سے نہیں چھپ سکے تھے اور اس ہمیں فوراً پہچان لیا تھا۔ روزا کی نظروں کی بھی داد دینی پڑے یہ بھی کرنل فریدی کی طرح انتہائی تیز نظریں رکھتی ہے اس نے ی ہمیں پہچاننے میں کوئی دیر نہیں لگائی ہے''...... نانوتہ نے اپنی لی آواز میں کہا۔
''سیر و تفریح کرنے کے لئے تمہیں صحارا ہی ملا تھا''...... انور نے انہیں تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔
''یہ ہمیں چکر دینے کی کوشش کر رہے ہیں جس طرح ہم یہاں گولڈن کرسٹل کی تلاش میں آئے ہیں اسی طرح یہ دونوں بھی یہاں گولڈن کرسٹل ہی تلاش کرنے آئے ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کی بات سن کر فنچ اور نانوتہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی۔
''تم واقعی بہت تیز ہو کرنل فریدی۔ تم ہمیشہ ہمارے دل کی

بات بھانپ جاتے ہو۔ ہاں یہ درست ہے۔ جس طرح تمہ
گولڈن کرسٹل کی تلاش ہے اسی طرح ہم بھی یہاں گولڈن کرسٹل
تلاش کے لئے آئے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ گولڈن کرسٹل ہم
ہی ملے گا اور ہم ہی اسے ریت کے سمندر سے نکال کر زیرو لی
لے جائیں گے''...... نانوتہ نے کہا۔

''بھول جاؤ گولڈن کرسٹل کو۔ وہ تمہارے لئے نہیں ہمار
لئے ارتھ پر گرا تھا۔ میرے ہوتے ہوئے تم اسے ہاتھ بھی نہیں
سکو گے''...... کیپٹن حمید نے گرج دار لہجے میں کہا۔

''ابھی اسے مل تو جانے دو پھر فیصلہ کر لینا کہ وہ کس کو
ہے۔ تمہیں یا پھر ہمیں''...... فنچ نے اطمینان بھرے انداز م
مسکراتے ہوئے کہا۔

''گولڈن کرسٹل ہمیں ملے گا۔ تم دونوں بڑے عرصے بع
ہمارے سامنے آئے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے میں اس موقع کو جا
دوں گا۔ دیکھو اب میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں''...... کیپٹن حمید
کہا اور اس نے فوراً ساتھ کھڑے زیرو فورس کے ایک آدمی
مشین گن جھپٹ لی اور مشین گن کا رخ فنچ اور نانوتہ کی طرف
دیا۔ مشین گن کا رخ ان کی طرف کرتے ہی اس نے ٹریگر دبا د
تھا۔ کمرہ ایک بار پھر مشین گن کی ریٹ ریٹ کی تیز آواز
ساتھ گونج اٹھا لیکن مشین گن سے نکلنے والی گولیاں نانوتہ اور
کے سر کے اوپر سے گزر گئی تھیں۔ کرنل فریدی نے مشین گن پکڑ ک

ا کا رخ اوپر کی طرف کر دیا تھا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس''...... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید
مشین گن چھین کر ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

''وہی جو مجھے کرنا چاہئے۔ یہ دونوں زیرو لینڈ کے ایجنٹ ہیں
ر ہر بار ہمیں جل دے کر نکل جاتے ہیں۔ آج جب یہ دونوں
ارے سامنے ہیں تو آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں انہیں ایک بار پھر
ہاں سے نکل جانے کا موقع دے دوں۔ لائیں مشین گن مجھے
ں میں ان دونوں کو ابھی یہیں بھون کر رکھ دوں گا''...... کیپٹن
ید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ابھی نہیں۔ یہ جان بوجھ کر ہمارے ساتھ آئے ہیں۔ شاید یہ
حارا میں گولڈن کرسٹل ڈھونڈنے میں ناکام رہے ہیں اس لئے یہ
ہارے ساتھ مل گئے ہیں تاکہ ہم جیسے ہی گولڈن کرسٹل تک پہنچیں
ہ ہم سے گولڈن کرسٹل چھین کر فرار ہو سکیں۔ کیوں فنچ اور نانوتہ
میں غلط تو نہیں کہہ رہا ہوں''...... کرنل فریدی نے فنچ اور نانوتہ کی
جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ کبھی کوئی غلط بات کہہ ہی نہیں سکتے کرنل فریدی۔ آپ کا
تجزیہ بالکل درست ہے۔ ہم بھی اسی گولڈن کرسٹل کے پیچھے ہیں۔
ہم نے گولڈن کرسٹل کو سیٹلائٹس اور اسپیس شپس سے یہاں
ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن ہمیں اس بات کا ذرا سا بھی
اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ گولڈن کرسٹل صحارا کے کس حصے میں اور

کہاں گرا ہے۔ زیرو لینڈ کا سپریم کمانڈر ہر صورت میں گولڈ
کرسٹل حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہاں روبوٹس کی بھی ایک ٹیم سر
کے لئے بھیجی گئی تھی لیکن صحارا کے خوفناک طوفانوں اور خاص طور
یہاں کی گرمی نے روبوٹس کے لئے بھی بے پناہ مشکلات پیدا ک
دی تھیں اور وہ چند قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکے تھے۔ اس لئے
سپریم کمانڈر کے حکم پر ہم یہاں آگئے۔ چونکہ ہم اکیلے گولڈ
کرسٹل کو اتنے بڑے صحرا میں تلاش نہیں کر سکتے تھے اس لئے ہ
نے سوچا کہ کیوں نہ اس بار ہم دونوں آپ کے ساتھ رہیں۔ آپ
جیسا ذہین اور تیز انسان جب بھی کسی مشن پر نکلتا ہے تو ناکامی بھ
خود بخود کامیابی میں بدل جاتی ہے۔ اس لئے ہم نے آپ ک
ساتھ سفر کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا اور پھر ہم اس قافلے میں شا
ہو گئے جس میں آپ سفر کر رہے تھے۔ ہمیں یقین تھا کہ ہم زیاد
دیر آپ کی نظروں سے چھپے نہیں رہ سکیں گے لیکن ہم نے بھی فیصل
کر لیا تھا کہ جب تک ہو سکا ہم آپ کے سامنے نہیں آئیں گے
اب یہ طوفان نے ہمیں ایک ساتھ اٹھا لیا اور ایک ہی جگہ لا کر
دیا تو ہم کیا کر سکتے ہیں''...... نانوتہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے ہم جہاں جائیں گے تمہیں ساتھ
جائیں گے''...... اس بار طارق نے ان کی جانب غصیلی نظروں س
دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس وقت ہم آپ کے دشمن نہیں دوست ہیں اور ہم جان

کہ کرنل فریدی اصول پسند آدمی ہے یہ دشمنوں کے ساتھ دشمنی
ہے اور دوستوں کا دوست ہوتا ہے''...... فنچ نے مسکراتے
ئے کہا۔

''تم کل بھی ہمارے دشمن تھے اور آج بھی ہمارے دشمن ہو۔
ہیں کسی بھی صورت میں اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے۔
تم''...... کیپٹن حمید نے غراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کرنل فریدی سے کہو کہ یہ ہمیں یہیں گولیاں مار دے۔
تے ہیں کہ کرنل فریدی کس قدر اصول پسند ہے۔ اس بار ہم نے
کے خلاف کوئی کام نہیں کیا ہے۔ اگر تم لوگوں کے ساتھ سفر کرنا
ہے اور اس جرم کی سزا موت ہے تو پھر ہم دونوں ہلاک ہونے
لئے تیار ہیں۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اگر ہماری سزا موت ہی
تو پھر کرنل فریدی ہی ہمیں اپنے ہاتھوں سے گولیاں مارے۔
لو کرنل فریدی۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو''...... فنچ نے کرنل فریدی
جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ ایموشنل بلیک میلنگ ہے اور کچھ نہیں''...... روزتا نے غرا کر
ہا۔

''جو چاہے سمجھو۔ لیکن ہم اپنی موت صرف کرنل فریدی کے
ھوں ہی قبول کریں گے''...... نانوتہ نے کہا۔

''میں تو کہتا ہوں کرنل صاحب۔ موقع اچھا ہے یہ دونوں ناگ
ر ناگن ہیں۔ ان کا جتنی جلد سر کچل دیا جائے ہمارے لئے اتنا

ہی اچھا ہو گا۔ اگر یہ ہمارے ساتھ رہے تو یہ موقع ملتے ہی ہمیں ڈس لیں گے“...... انور نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”انور بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے کرنل صاحب۔ سانپوں کو پالنے کے لئے جتنا مرضی دودھ پلا دیا جائے مگر پھر بھی یہ کاٹنے سے باز نہیں آتے ہیں“...... رشیدہ نے کہا۔

”اگر تم میں سے کسی کو ان دونوں کو ہلاک کرنے کی ہمت نہیں ہے تو مجھے آگے آنے دو میں ان دونوں کے سروں میں اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار دوں گا“...... انسپکٹر آصف نے بھی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”میں تو ان دونوں کی اپنی ہاتھوں سے گردنیں توڑ دوں گا۔ یہ دونوں مجھے تو شکلوں سے ہی زہر لگتے ہیں“...... انسپکٹر جگدیش نے کہا۔

”آپ کیا سوچ رہے ہیں کرنل صاحب“...... انسپکٹر ریکھا نے کرنل فریدی کو خاموش دیکھ کر پوچھا جو فنچ اور نانوتہ کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”ان دونوں کو ہلاک کرنے سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا“...... کرنل فریدی نے کہا اور وہ سب چونک کر کرنل فریدی کی جانب دیکھنے لگے جیسے کرنل فریدی نے کوئی انہونی سی بات کر دی ہو۔

”فائدہ۔ ہم زیرو لینڈ کے ایک فتنے اور ایک ناگن کو ہلاک کر دیں گے۔ ہمارے دو دشمن ہمارے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے اور

سے بڑھ کر ہمیں اور بھلا کیا فائدہ ہو سکتا ہے“...... کیپٹن حمید نے کہا۔

”نہیں۔ یہ نہ ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں اور نہ ہمارے ملک کے خلاف اس لئے میں انہیں بلا وجہ ہلاک نہیں کروں گا“۔ کرنل فریدی نے ٹھوس لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر ان سب کا منہ بن گیا جبکہ نانوتہ اور فنچ کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ وہ طنز بھری نظروں سے کیپٹن حمید اور اس کے ساتھیوں کی جانب دیکھنے لگے۔

”دیکھ لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں اپنے اس فیصلہ کی وجہ سے بعد میں پچھتانا پڑے“...... طارق نے کہا۔

”ایسا وقت آیا تو پھر میں ان کے ایک لمحے میں ٹکڑے اُڑا دوں گا“...... کرنل فریدی نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

”تو کیا اب آپ انہیں اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں“...... کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مجھے تو اس میں کوئی حرج دکھائی نہیں دیتا“...... کرنل فریدی نے کہا۔

”ہونہہ۔ لگتا ہے آپ نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں جو آپ کو کوئی حرج ہی دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ دو سفاک اور بے رحم مجرم ہمارے ساتھ ہیں جنہوں نے متعدد بار ہمیں اور کافرستان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اور آپ ان دشمنوں کو ہلاک

کرنے کی بجائے اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں تاکہ جیسے ہی ہمیں گولڈن کرسٹل ملے یہ ہم سے چھین کر زیرو لینڈ فرار ہو جائیں''۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

''تم بے فکر رہو۔ اگر گولڈن کرسٹل میرے ہاتھ آ گیا تو یہ اسے ہاتھ لگانے کی بھی جرأت نہیں کر سکیں گے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اگر سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا آپ کو اس بات پر یقین نہیں ہے کہ ہم گولڈن کرسٹل تک پہنچ سکیں گے یا اسے حاصل کر سکیں گے''...... روزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ بات میں نے اس زمرے میں کہی تھی کہ ابھی نجانے ہمیں گولڈن کرسٹل تک پہنچنے کے لئے کتنے مرحلوں سے گزرنا پڑے۔ گولڈن کرسٹل ریت کے سمندر میں چھپا ہوا ہے۔ اسے دنیا کے سب سے بڑے صحرا میں تلاش کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ہونہہ۔ ان سب باتوں کو چھوڑیں اور یہ بتائیں کہ اب ہمیں یہاں سے نکلنا کیسے ہے۔ آپ نے کرنل ہارگن کو باندھ دیا ہے۔ ہم جب تک اس کمرے میں ہیں محفوظ ہیں جیسے ہی ہم اس کمرے سے باہر جائیں گے فورس ہمیں گھیر لے گی۔ کرنل ہارگن اگر زیادہ دیر تک یہاں رکا رہا تو اس کی تلاش کے لئے یہاں کوئی بھی آ سکتا ہے''...... انسپکٹر ریکھا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں واقعی اب یہاں سے نکلنے کے بارے میں سوچنا چاہئے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''صرف سوچنا چاہئے۔ تم سوچنے کے سوا واقعی اور کر بھی کیا سکتے ہو''...... انسپکٹر آصف نے اپنی عادت کے مطابق جلے کٹے لہجے میں کہا۔

''میری جگہ اگر تم کچھ کر سکتے ہو تو کر لو میں تمہیں نہیں روکوں گا''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس اگر وافر اسلحہ ہوتا تو میں اس خفیہ فوجی ٹھکانے کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا''...... انسپکٹر آصف نے کہا۔

''اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے تمہیں اسلحے کی کیا ضرورت ہے۔ تم کسی دیوار سے دو اینٹیں نکالو اور انہیں آپس میں بجانا شروع کر دو''...... ہریش نے مسکراتے ہوئے کہا تو انسپکٹر آصف اسے تیز نظروں سے گھورنا شروع ہو گیا۔

''تم سب بولے جا رہے ہو۔ میری بھی تو کوئی بات وات سن لو''...... قاسم نے کہا جو اتنی دیر سے خاموش تھا۔

''تم بھی کہہ لو بھائی جو تم نے کہنا ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''مجھے بہت جوروں کی بھوخ لغی ہے۔ اغر مجھے یہاں خانے وانے کو نہ ملا تو میں مر جاؤں غا''...... قاسم نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سالے تمہارا پیٹ اتنا پھولا ہوا ہے۔ میں تو سوچ رہا تھا تم

اس پیٹ میں دو تین ماہ کا راشن سٹور کر لیتے ہو اگر تمہیں دو تین ماہ تک کھانے پینے کو کچھ نہ بھی ملے تو تم زندہ رہ سکتے ہو مگر تمہارا تو یہ حال ہے کہ رات کو بھی جاگ جاگ کر جب تک تم کچھ کھا پی نہیں لیتے اس وقت تک تمہاری نیند بھی پوری نہیں ہوتی ہو گی"۔ کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں نہیں ہوتی میری نیند پوری خائے پیئے بغیر۔ تم سے مطلب سالے۔ تم مولوی تجمل حسین کی طرح ہر وقت میرے خانے مانے پر کیوں نجریں جمائے رکھتے ہو۔ میں جتنا مرجی خاؤں تمہیں کیا تکلیف وکلیف ہے"...... قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب تم دونوں خاموش ہو جاؤ اور مجھے کرنل ہارگن سے بات کر لینے دو"...... کرنل فریدی نے انہیں خاموش کراتے ہوئے کہا اور دونوں برے برے منہ بناتے ہوئے خاموش ہو گئے۔

کرنل فریدی تیز تیز چلتا ہوا کرنل ہارگن کے پاس آ گیا۔ جس کا سر ابھی تک ڈھلکا ہوا تھا۔ وہ بدستور بے ہوش تھا۔

"تم میں سے کسی کے پاس میک اپ کٹ یا کوئی ماسک میک اپ ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں۔ ہمارے پاس ہمارا کوئی سامان نہیں ہے۔ انہوں نے شاید ہماری تلاشی لے کر ہماری جیبوں میں بھی موجود سب کچھ نکال لیا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے ان سب کی طرف دیکھا پھر اس کی نظریں

تہ اور فنچ پر جم گئیں۔

"کیا تم دونوں نے ماسک میک اپ کر رکھا ہے"...... کرنل یدی نے ان دونوں کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ ہم نے سپیشل ماسک لگا رکھا ہے جسے ہم مخصوص انداز ں تھپتھپا کر کسی کا بھی چہرہ اپنا سکتے ہیں"...... نانوتہ نے جواب یا۔

"گڈ شو۔ فنچ تم مجھے اپنا ماسک اتار کر دو"...... کرنل فریدی نے ہا تو فنچ نے نانوتہ کی جانب دیکھا جیسے وہ اس سے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ کیا وہ کرنل فریدی کو اپنا ماسک دے یا نہ دے۔

"میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو ہم کرنل فریدی کے گروپ کے ساتھ ہیں۔ اس گروپ کا لیڈر کرنل فریدی ہے اور ہمیں بھی اس کے ساتھیوں کی طرح اس کا حکم ماننا چاہئے"...... نانوتہ نے کہا تو فنچ نے مسکراتے ہوئے اپنی گردن پر ایک چٹکی سی بھری۔ دوسرے لمحے اس کی گردن اور چہرے سے ایک باریک سی جھلی اترتی چلی گئی۔ اس نے آگے بڑھ کر جھلی کرنل فریدی کو دے دی۔ کرنل فریدی نے ایک نظر جھلی کو غور سے دیکھا اور پھر اس نے جھلی اپنے چہرے پر چڑھا کر اسے دونوں ہاتھوں سے مخصوص انداز میں تھپتھپانا شروع کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کرنل فریدی کا چہرہ کرنل ہارگن جیسا بنتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں کرنل فریدی اور کرنل ہارگن کے چہرے میں کوئی فرق نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کرنل

فریدی، کرنل ہارگن کا جڑواں بھائی ہو۔

''اب تم سب اپنے منہ دوسری طرف کر کے کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں کرنل ہارگن کا لباس خود پہن سکوں اور اپنا لباس اسے پہنا سکوں''...... کرنل فریدی نے کرسی پر بندھے ہوئے کرنل ہارگن کے بندھے ہوئے ہاتھ کھولتے ہوئے کہا تو وہ سب دوسری طرف گھوم گئے۔ کرنل فریدی نے کرنل ہارگن کو کرسی سے آزاد کیا اور پھر اس نے اپنا لباس اتار کر ایک طرف رکھا اور کرنل ہارگن کا لباس اتارنا شروع ہو گیا۔ اس نے کرنل ہارگن کا لباس پہنا اور پھر وہ اپنا لباس کرنل ہارگن کو پہنانا شروع ہو گیا۔

کرنل ہارگن کو اپنا لباس پہناتے ہی کرنل فریدی نے اسے ایک بار پھر بیلٹوں سے باندھ دیا تھا۔

''بس ٹھیک ہے۔ اب تم اس طرف دیکھ سکتے ہو''...... کرنل فریدی نے کہا تو وہ سب مڑ کر کرنل فریدی کو دیکھنے لگے۔ کرنل فریدی کا قد کاٹھ کرنل ہارگن جیسا ہی تھا۔ کرنل فریدی کو دیکھ کر انہیں یوں لگا جیسے کرسی پر بندھا ہوا کرنل ہارگن اٹھ کر کھڑا ہو گیا ہو اور اس نے کرنل فریدی کو پکڑ کر کرسی سے باندھ دیا ہو۔

''گڈ شو۔ تم میں اور کرنل ہارگن میں کوئی فرق معلوم نہیں ہو رہا ہے لیکن آخر تم کرنل ہارگن کے روپ میں کرنا کیا چاہتے ہو''۔ نانوتہ نے کرنل فریدی کی تعریف کرتے ہوئے پوچھا۔

''جو بھی کروں گا۔ تمہیں سب پتہ چل جائے گا۔ ہریش تم کرنل

ن کے عقب میں آ کر کھڑے ہو جاؤ''...... کرنل فریدی نے نانوتہ سے اور پھر ہریش سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر''...... ہریش نے کہا اور وہ کرنل ہارگن کی کرسی کے پ آ کر کھڑا ہو گیا۔

''میں تمہیں کرنل ہارگن کی گردن کی دو رگوں کے بارے میں تا ہوں۔ تم پیچھے سے ان رگوں کو اس انداز میں پکڑ لو کہ کرنل بن جس قدر مرضی ہلے جلے یا کاندھے جھٹکے لیکن تم اس کی رگیں یں چھوڑو گے''...... کرنل فریدی نے کہا تو ہریش نے اثبات میں رہلا دیا۔

کرنل فریدی نے اسے کرنل ہارگن کی گردن کی سائیڈوں پر موجود دو مخصوص رگیں پکڑ کر دکھائیں تو ہریش نے سر ہلاتے ہوئے اس کی دونوں رگیں چٹکی بھرنے والے انداز میں پکڑ لیں۔

''گڈ۔ تمہارے ہاتھوں سے اس کی رگیں چھوٹنی نہیں چاہئیں سمجھے تم''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں کسی بھی حال میں یہ رگیں نہیں چھوڑوں گا''...... ہریش نے کہا۔ کرنل فریدی نے دائیں ہاتھ کی انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کا ہک سا بنایا اور پھر اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے انگلی کا ہک پوری قوت سے بے ہوش کرنل ہارگن کے سر کے ایک مخصوص حصے پر مار دیا تھا۔ جیسے ہی کرنل فریدی نے کرنل ہارگن کے سر پر ہک کی ضرب

لگائی، بے ہوش کرنل ہارگن کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا سا لگا اور اس کا جسم یوں جھنجھنا اٹھا جیسے ہارٹ کے کسی مریض کو شاک لگایا جاتا ہے۔ کرنل فریدی نے ایک بار پھر اس کے سر پر ہک مارا تو کرنل ہارگن کا جسم ایک بار پھر لرز اٹھا ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں لیکن اس کی آنکھوں میں چمک نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ اس کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے کھلی تھیں اور پھر بند ہوتی چلی گئیں لیکن اس سے پہلے کہ کرنل ہارگن کی آنکھیں مکمل طور پر بند ہو جاتیں کرنل فریدی نے اس کے سر کے اسی حصے پر ایک بار پھر انگلی کا ہک مار دیا۔ اس نے تینوں ضربیں کرنل ہارگن کے سر کے ایک ہی حصے پر لگائی تھیں۔ اس بار کرنل ہارگن کی آنکھیں کھلنے کے ساتھ اس کے منہ سے چیخوں کا طوفان بھی اُمڈ پڑا تھا۔ اسے یکلخت ہوش آ گیا تھا اور اس نے جسم بری طرح سے جھٹکتے ہوئے حلق کے بل چیخنا شروع کر دیا تھا۔ اس کے کاندھوں اور سر کو زور دار جھٹکے لگ رہے تھے۔ وہ لاشعوری طور پر کاندھے جھٹک کر ہر لیش سے اپنی گردن کی رگیں چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ہر لیش بھلا آسانی سے کہاں اس کی رگیں چھوڑنے والا تھا۔

کرنل فریدی نے اس بار ہک کی ضرب کرنل ہارگن کی پیشانی کے سنٹر میں لگائی تو کرنل ہارگن کے منہ سے نکلنے والی چیخوں کا طوفان یکلخت تھم گیا۔ اس کے منہ سے نہ صرف چیخیں نکلنا بند ہو گئی تھیں بلکہ اس کی آنکھیں بھی اوپر چڑھ گئی تھیں اور وہ اپنا سر یوں

ئیں بائیں ہلانا شروع ہو گیا تھا جیسے اس نے ایک ساتھ شراب ا کئی بوتلیں چڑھا لی ہوں۔

"میری طرف دیکھو کرنل ہارگن"...... کرنل فریدی نے یکلخت تہائی سرد لہجے میں کہا تو کرنل ہارگن کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور ں نے سر اٹھا کر بے اختیار کرنل فریدی کی جانب دیکھنا شروع کر یا۔ جیسے ہی کرنل ہارگن کی نظریں کرنل فریدی کی نظروں سے ملیں ی لمحے کرنل ہارگن کو ایک اور جھٹکا لگا اور پھر جیسے اس کی آنکھیں پلکیں تک جھپکنا بھول گئیں اور وہ یک ٹک کرنل فریدی کی جانب یکھنا شروع ہو گیا۔ کرنل فریدی بھی پلکیں جھپکائے بغیر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑا تھا۔

"کرنل ہارگن۔ میں تمہیں اپنی ٹرانس میں لے رہا ہوں۔ اپنا دماغ میرے لئے کھلا چھوڑ دو۔ تمہیں کچھ سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا تم میرے بات سن رہے ہو"...... کرنل فریدی نے اسی انداز میں کہا۔ اسی لمحے کرنل ہارگن کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ اس کا جسم یکبارگی لرزا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"ہاں۔ میں تمہاری آواز سن رہا ہوں"...... کرنل ہارگن کے منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے وہ دور کسی کنوئیں میں سے بول رہا ہو۔

"گڈ۔ اب میں تمہیں جو ہدایات دوں گا تم اس پر عمل کرو گے۔ سمجھ گئے تم"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہاری ہدایات پر عمل کروں گا"...... کرنل ہارگن

نے کہا۔

''اپنا پورا نام بتاؤ''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''کرنل ہارگن۔ میرا نام کرنل ہارگن فروسک ہے''...... کرنل ہارگن نے اسی انداز میں جواب دیا۔

''کیا اس خفیہ فوجی ٹھکانے میں کوئی میزائل اسٹیشن بھی ہے۔ اگر ہے تو وہ کہاں ہے''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''ہاں ہے اور اس میزائل اسٹیشن کا راستہ ریت کے ایک خفیہ ٹیلے میں چھپا ہوا ہے جو اس خفیہ ٹھکانے کے ساتھ ہی ہے''۔ کرنل ہارگن نے جواب دیا۔

''یہ بتاؤ کہ یہاں کتنے مسلح افراد ہیں''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''یہاں دو سو سے زائد افراد موجود ہیں''...... کرنل ہارگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ سب اسی ٹھکانے پر موجود ہیں''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''ہاں۔ ساری فورس یہیں موجود ہے البتہ تیس سے چالیس افراد میزائل اسٹیشن میں بھی موجود ہے''...... کرنل ہارگن نے کسی معمول کی طرح جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ بتاؤ یہاں اسلحے کا سٹور کہاں ہے''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''اسلحے کا سٹور میزائل اسٹیشن کے ساتھ ہی موجود ہے''...... کرنل رُگن نے کہا اور پھر وہ کرنل فریدی کے پوچھنے پر اسے میزائل ٹیشن اور اسلحے کے سٹور تک جانے کے خفیہ راستے کے بارے میں تا شروع ہو گیا۔

''کیا یہاں کوئی ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ بڑا ہیلی کاپٹر جس میں بارہ سے زیادہ افراد لے جائے جا سکتے ہوں''...... کرنل فریدی نے چھا۔

''ہاں۔ یہاں دو ہیلی کاپٹر موجود ہیں جو گن شپ بھی ہیں اور ی رسد لے جانے کے بھی کام آتے ہیں''...... کرنل ہارگن نے اب دیا۔

''کہاں ہیں وہ ہیلی کاپٹر''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

خفیہ اڈے کے باہر ایک چھوٹا سا مصنوعی ٹیلا ہے جسے مشینی سٹم سے کھولا جا سکتا ہے۔ دونوں ہیلی کاپٹر وہیں موجود ہیں''۔ رُل ہارگن نے جواب دیا۔

''کیا ان ہیلی کاپٹروں تک جانے کا کوئی خفیہ راستہ بھی ہے''۔ رُل فریدی نے پوچھا۔

''میرے کمرے کی شمالی دیوار میں ایک خفیہ راستہ ہے جہاں یک چھوٹی سی سرنگ موجود ہے۔ وہ سرنگ سیدھی اسی مصنوعی ٹیلے کی طرف جاتی ہے وہیں وہ مشین موجود ہے جس سے ٹیلے کو ہٹایا سکتا ہے''...... کرنل ہارگن نے جواب دیا تو کرنل فریدی اس سے

خفیہ ٹھکانے کے راستوں کے بارے میں تفصیل پوچھنا شروع ہو گیا جس کا کرنل ہارگن آسانی سے جواب دے رہا تھا۔

''بس اب تم آنکھیں بند کرو اور گہری نیند سو جاؤ۔ تم اس وقت تک نہیں جاگو گے جب تک میں خود تمہیں اسی طرح ٹرانس میں لا کر نہ جگا دوں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارے جگانے تک خود نہیں جاگوں گا''۔ کرنل ہارگن نے اسی انداز میں جواب دیا اور پھر کرنل فریدی نے اسے گہری نیند سلا دیا۔

''بس اب چھوڑ دو اسے''...... کرنل فریدی نے کہا تو ہریش نے اس کی گردن کی رگیں چھوڑ دیں۔

''یہ تو انتہائی تربیت یافتہ معلوم ہو رہا تھا پھر تم نے اسے اس قدر آسانی سے کیسے ٹرانس میں لے لیا۔ اس نے بڑی آسانی سے تمہارے ہر سوال کا جواب دے دیا ہے''...... فنچ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تربیت یافتہ تھا اسی لئے میں نے ہریش کو اس کے ہوش میں آنے سے پہلے اس کی گردن کی مخصوص رگیں دبانے کا کہہ دیا تھا تاکہ یہ شعور اور لاشعور کی کیفیت میں رہے۔ پھر میں نے اس کے سر کے مخصوص حصوں پر ضرب لگا کر اس کا دماغ اس حد تک کمزور کر دیا تھا کہ یہ کسی طرح سے لاشعور سے شعور میں آ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس نے لاشعوری کیفیت میں ہی آنکھیں کھولی تھیں اسی لئے

میں نے اسے فوراً ٹرانس میں لے لیا تھا۔ ہریش نے چونکہ اس کی گردن کی مخصوص رگیں پریس کر رکھی تھیں اس لئے اس کا شعور بیدار نہیں ہوا تھا اور اس نے لاشعوری کی کیفیت میں میرے ہر سوال کا جواب دے دیا تھا اور تم جانتے ہی ہو گے کہ لاشعور میں ہر انسان جو بھی کہتا ہے وہ سچ ہوتا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا تو فنچ نے ایک طویل سانس لے کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب آپ کیا کریں گے''...... روزا نے پوچھا۔

''تم سب یہیں رکو۔ میں ابھی آتا ہوں''...... کرنل فریدی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کرنل فریدی، کرنل ہارگن کے انداز میں چلتا ہوا دروازے کی جانب بڑھا اور پھر وہ دروازہ کھول کر بڑے اطمینان بھرے انداز میں باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے باہر جاتے ہی دروازہ بند کر دیا تھا۔ آدھے گھنٹے کے بعد کرنل فریدی دوبارہ کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔

''آؤ۔ میرے ساتھ۔ جلدی''...... کرنل فریدی نے کہا تو وہ سب تیزی سے اس کی طرف بڑھے اور پھر کمرے سے نکل کر کرنل فریدی کے ساتھ ایک راہداری میں آئے اور مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے ایک اور راہداری میں داخل ہو گئے۔ وہاں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایک بھی مسلح شخص وہاں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

کرنل فریدی انہیں لئے ہوئے راہداری کے آخری سرے کے

ایک کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرہ خالی تھا اور انتہائی قیمتی سامان سے سجا ہوا تھا۔ وہ سب کرنل فریدی کے پیچھے اس کمرے میں داخل ہو گئے۔

''باہر تو ایک بھی مسلح شخص نہیں ہے۔ کہاں گئے سب کے سب۔ کیا آپ نے انہیں کہیں بھیجا ہے''...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے نہیں۔ انہیں کرنل ہارگن نے باہر بھیجا ہے''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کرنل فریدی چونکہ کرنل ہارگن بنا ہوا تھا اس لئے ظاہر ہے تمام مسلح افراد کرنل ہارگن کا حکم کیسے ٹال سکتے تھے۔

کرنل فریدی شمالی دیوار کی جانب بڑھا اور اس نے دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں ٹھوکر لگائی تو وہاں ایک خلاء سا بن گیا۔ دوسری طرف ایک تنگ سی سرنگ تھی جو دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ کرنل فریدی انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے سرنگ میں داخل ہو گیا۔ وہ سب سرنگ سے گزرتے ہوئے ایک اور کمرے میں آ گئے جہاں واقعی دو بڑے بڑے گن شپ ہیلی کاپٹر موجود تھے۔ کمرے کی دائیں دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین لگی ہوئی تھی۔

''ہمارے ساتھ زیادہ افراد ہیں اس لئے ہمیں یہ دونوں ہیلی کاپٹر یہاں سے لے جانے ہوں گے''...... کرنل فریدی نے کہا تو

ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کرنل فریدی کے کہنے پر ایک یلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ ہریش نے اور دوسرے ہیلی کاپٹر کی پائلٹ یٹ کیپٹن حمید نے سنبھال لی۔

''ہیلی کاپٹر سٹارٹ کرو۔ میں مشین آن کر کے چھت کا راستہ کھولتا ہوں''...... کرنل فریدی نے کہا تو ان دونوں نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کرنے شروع کر دیئے۔ کرنل فریدی مشین کی جانب بڑھا اور اس نے مشین کے مختلف بٹن پریس کر کے مشین آن کرنی شروع کر دی۔ دوسرے لمحے مشین میں زندگی کی لہریں سی دوڑنا شروع ہو گئیں۔ کرنل فریدی نے سائیڈ میں لگا ہوا ایک ہینڈل زور ے نیچے کی طرف کھینچا تو اچانک تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ پر چھت دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھلتی چلی گئی۔ چھت کھلتے ہی اندر بت گرنا شروع ہو گئی تھی۔ کرنل فریدی نے چھت کھلتے دیکھی تو وہ یزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف لپکا اور پھر وہ ہریش کی سائیڈ والی یٹ پر بیٹھ گیا۔

چھت مکمل طور پر کھل چکی تھی۔ اوپر کھلا آسمان دکھائی دے رہا ا۔ کرنل فریدی کے ہیلی کاپٹر میں بیٹھتے ہی ہریش نے ہیلی کاپٹر پر اٹھانا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھتا ہوا کمرے کی چھت ے باہر نکل گیا۔ انہوں نے باہر ہر طرف مسلح افراد دیکھے جو انتہائی کنے انداز میں زمین دوز خفیہ ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن کا پہرہ ینے میں مصروف تھے۔

"کیا کہہ دیا ہے تم نے ان سے جو یہ اس قدر مستعد دکھائی
دے رہے ہیں"...... طارق نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر پوچھا
جو اس کے پیچھے والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔
"میں نے ان سے کہا تھا کہ ریڈ آرمی کا سربراہ کرنل فرانک
اس ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن کا معائنہ کرنے کے لئے آ رہا ہے
اس لئے وہ سب اس کے استقبال کے لئے باہر چلے جائیں۔ کرنل
ہارگن کی بات بھلا یہ سب کیسے ٹال سکتے تھے"...... کرنل فریدی نے
کہا تو طارق بے اختیار ہنس پڑا۔ ہریش ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر
لے آیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن حمید بھی اپنا ہیلی کاپٹر خفیہ ٹھکانے سے
نکال کر باہر لے آیا۔
"کیا خیال ہے ان پر یہیں سے فائرنگ کر کے انہیں ہلاک نہ
کر دیا جائے"...... طارق کے ساتھ بیٹھی ہوئی انسپکٹر ریکھا نے کہا۔
"کیا ضرورت ہے۔ ابھی چند لمحوں کے بعد یہ سب ویسے ہی
ہلاک ہونے والے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔
"تو تم اس خفیہ ٹھکانے کو تباہ کرنے کا انتظام کرنے کے لئے
گئے تھے"...... طارق نے کہا۔
"جی ہاں۔ میں نے اسلحے کے سٹور میں ٹائم بم لگا دیئے ہیں جو
ٹھیک دس منٹ بعد پھٹ جائیں گے۔ وہاں اچھا خاصا اسلحہ موجود
ہے جس کے تباہ ہوتے ہی نہ صرف یہ خفیہ ٹھکانہ ختم ہو جائے گا
بلکہ میزائل اسٹیشن بھی تباہ ہو جائے گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اسرائیلیوں کے لئے یہ اچھا سبق ہو گا۔ انہوں نے بلا وجہ
اں خفیہ طور پر مسلم ممالک کو نشانہ بنانے کے لئے میزائل اسٹیشن
م کر رکھے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہاں موجود ان تمام خفیہ
ں کو تباہ کر دینا چاہئے جو یہاں مسلم ممالک کو نشانے پر لینے کے
ے بنائے گئے ہیں"...... طارق نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ کرنل
یدی کی ہدایات پر ہریش ہیلی کاپٹر کو بلندی پر لے جا کر تیزی
ے آگے بڑھانا شروع ہو گیا تھا۔ کیپٹن حمید بھی اپنا ہیلی کاپٹر پیچھے
رہا تھا۔ ابھی وہ کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک صحرا پر جیسے
نک قیامت ٹوٹ پڑی۔ اسلحے کے سٹور میں موجود کرنل فریدی
، لگائے ہوئے ٹائم بم بلاسٹ ہو گئے تھے اور ان ٹائم بموں نے
ں موجود دوسرے اسلحے کو بھی بلاسٹ کرنا شروع کر دیا تھا۔ کچھ
دیر میں انہیں عقب میں ہر طرف آگ کا طوفان بلند ہوتا دکھائی
۔ آگ کے ساتھ ہر طرف ریت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا جو
روں طرف پھیلتا جا رہا تھا۔
اسرائیلی خفیہ فوجی اڈے اور اس کے ساتھ موجود میزائل اسٹیشن کو
ہوتے دیکھ کر کرنل فریدی کے چہرے پر سکون آ گیا تھا۔ اس
نے بے اختیار سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لی
یں۔
ہریش ہیلی کاپٹر تیزی سے اڑائے لئے جا رہا تھا۔ اس کے
ھے کیپٹن حمید بھی ہیلی کاپٹر اسی تیزی سے لئے آ رہا تھا۔

"ارے یہ کیا ہو گیا"...... اچانک ہریش نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر کرنل فریدی نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں۔

"کیوں۔ کیا ہوا"...... کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"ہیلی کاپٹر کا کنٹرول میرے ہاتھوں سے نکل گیا ہے۔ یہ خود بخود آٹو کنٹرول پر چلا گیا ہے"...... ہریش نے کہا تو کرنل فریدی تیزی سے ڈیش بورڈ کی طرف جھکا اور کنٹرول پینل چیک کرنا شروع ہو گیا۔

"ہونہہ۔ ہیلی کاپٹر کو ریڈیو کنٹرول کر لیا گیا ہے"...... کرنل فریدی نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"ریڈیو کنٹرول۔ مگر کس نے کیا ہے اسے ریڈیو کنٹرول۔ یہاں تو دور دور تک سوائے ریت کے سمندر کے اور کچھ دکھائی ہی نہیں دے رہا ہے"...... روزا نے حیرت بھری نظروں سے چاروں طرف پھیلے ہوئے ریت کے سمندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس صحرا میں دو اور بھی اسرائیلی خفیہ اڈے موجود ہیں اور پی فائیو کے ساتھ یہاں ریڈ آرمی بھی موجود ہے۔ شاید ان میں سے کسی نے اس ہیلی کاپٹر کو ریڈیو کنٹرول کیا ہو گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"تو کیا اب ہم اپنی مرضی سے کہیں نہیں جا سکتے ہیں"۔ انسپکٹر ریکھا نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

"نہیں۔ جب ہیلی کاپٹر کا کنٹرول ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے تو پھر ہم اسے اپنی مرضی سے کہیں اور کیسے لے جا سکتے ہیں۔ اب یہ وہیں جائے گا جہاں سے اسے کنٹرول کیا جا رہا ہے"...... طارق نے کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر سسٹم کا بلب جل اٹھا۔ کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کیا تو اسے کیپٹن حمید کی پریشان زدہ آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی۔ کرنل فریدی۔ کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں۔ اوور"...... کیپٹن حمید مسلسل کال دیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ہاں میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔ اوور"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"میرے ہیلی کاپٹر میں کوئی خلل آ گیا ہے۔ یہ میرے کنٹرول میں نہیں آ رہا اور خود بخود اُڑ رہا ہے۔ اور اس کے تمام دروازے بھی جام ہو گئے ہیں۔ اوور"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"خود بخود نہیں۔ ہمارے ہیلی کاپٹر کی طرح تمہارے ہیلی کاپٹر کو بھی ریڈیو کنٹرول سے کسی نے اپنے کنٹرول میں کر لیا ہے۔ اوور"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ ہمارے ہیلی کاپٹروں کو کوئی اور کنٹرول کر رہا ہے۔ اوور"...... کیپٹن حمید نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہاں۔ اب ہم ہیلی کاپٹر اپنی مرضی سے کہیں نہیں لے جا

سکتے۔ ہیلی کاپٹر وہیں جائے گا جہاں سے اسے ریڈیو کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ اوور‘‘...... کرنل فریدی نے کہا۔

’’اوہ۔ تب تو ہمیں دونوں ہیلی کاپٹر فوراً چھوڑ دینے چاہئیں۔ اوور‘‘...... کیپٹن حمید نے کہا۔

’’نہیں۔ تمہاری طرح ہمارے ہیلی کاپٹر کے دروازے بھی جام ہو چکے ہیں۔ ہم انہیں نہیں کھول سکتے اور دروازے کھولے بغیر ہم باہر چھلانگیں بھی نہیں لگا سکیں گے۔ اوور‘‘...... کرنل فریدی نے کہا۔

’’اوہ اوہ۔ تو پھر اب کیا کرنا ہے۔ اوور‘‘...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

’’آرام سے بیٹھے رہو۔ اس کے سوا اب اور کیا بھی کیا جا سکتا ہے۔ اوور‘‘...... کرنل فریدی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

’’کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی طرف سے میزائل آئیں اور ہمارے ہیلی کاپٹر ہٹ ہو جائیں۔ اوور‘‘...... کیپٹن حمید نے کہا۔

’’جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اوور‘‘...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور اس نے ایک بار پھر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں جیسے وہ بے حد تھک گیا ہو اور اب آرام کرنا چاہتا ہو۔

خلاء میں زیرو لینڈ کا ایک ریڈ اسپیس شپ براعظم افریقہ کے عین اوپر منڈلا رہا تھا۔ اسپیس شپ کی رفتار انتہائی سلو تھی وہ براعظم افریقہ کے گرد ہی چکر کاٹتا دکھائی دے رہا تھا۔

ریڈ اسپیس شپ میں تھریسیا اور مادام شی تارا موجود تھیں جو اسپیس شپ کے کاک پٹ کی مخصوص سیٹوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کے سامنے بڑی سی سکرین پھیلی ہوئی تھی جس میں براعظم افریقہ اور دنیا کے طویل ترین صحرا کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ منظر میں صحارا کا ایک پہاڑی علاقہ دکھائی دے رہا تھا جہاں کئی کلو میٹر تک نیلی روشنی کا ایک بڑا سا گنبد بنا ہوا تھا۔

نیلے رنگ کی روشنی کے بنے ہوئے اس گنبد نے سارے پہاڑی علاقے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اسپیس شپ میں اور بھی کئی مشینیں آن تھیں جن میں صحرا کے مختلف حصے دکھائی دے رہے تھے اور یوں

لگ رہا تھا جیسے ان سکرینوں سے ریت کی گہرائی میں مسلسل سائنسی آلات سے چیکنگ کی جا رہی ہو۔

تھریسیا اور مادام شی تارا اسپیس شپ کنٹرول کرنے کے ساتھ ساتھ چاروں طرف لگی ہوئی مشینوں کو باقاعدگی سے چیک کر رہی تھیں۔ اچانک ان کے سامنے موجود بڑی سکرین تاریک ہوگئی جس پر صحارا کے پہاڑی علاقے میں موجود نیلی روشنی کا گنبد بنا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ سکرین تاریک ہوتے دیکھ کر تھریسیا اور مادام شی تارا بے اختیار چونک پڑیں۔ اسی لمحے سکرین پر جھماکا ہوا اور وہاں صحارا کے منظر کی بجائے فولادی ماسک پہنے ایک آدمی دکھائی دیا جس کے عقب میں ایک بڑا سا سنہری دائرہ بنا ہوا تھا اور اس دائرے میں واضح طور پر زیرو لینڈ لکھا ہوا تھا۔ فولادی ماسک میں اس آدمی کا چہرہ مکمل طور پر چھپا ہوا تھا البتہ ماسک میں منہ ناک اور آنکھوں کی جگہ سوراخ بنے ہوئے تھے جہاں سے اس آدمی کی انتہائی چمکدار آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ فولادی ماسک والے آدمی کو دیکھتے ہی تھریسیا اور مادام شی تارا فوراً اٹھ کر کھڑی ہوگئیں اور انہوں نے اپنے سینے پر ایک ہاتھ رکھا اور یوں سر جھکا دیا جیسے فولادی ماسک والا ان کے لئے انتہائی مقدم حیثیت کا مالک ہو۔

''تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا زیرو لینڈ کے سپریم کمانڈر کو سلام پیش کرتی ہے''...... تھریسیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مادام شی تارا بھی سپریم کمانڈر کو سلام پیش کرتی ہے''۔ مادام

شی تارا نے بھی اسی طرح انتہائی مؤدبانہ لہجے میں سپریم کمانڈر کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

''سپریم کمانڈر تمہارا سلام قبول کرتا ہے''...... اچانک ریڈ اسپیس شپ میں فولادی ماسک والے کی انتہائی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''حکم سپریم کمانڈر''...... تھریسیا نے اسی انداز میں کہا۔ ان دونوں کے سر بدستور جھکے ہوئے تھے جیسے سکرین پر نظر آنے والے سپریم کمانڈر کی طرف دیکھنے کی ان میں جرأت ہی نہ ہو۔

''میں نے تم سے گولڈن کرسٹل کے بارے میں اپ ڈیٹ جاننے کے لئے ویڈیو کال کی ہے تھریسیا''...... سپریم کمانڈر نے اسی طرح انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''سوری سپریم کمانڈر۔ ابھی تک گولڈن کرسٹل کی تلاش میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ ہم نے صحرائے اعظم کا ایک ایک حصہ سینکڑوں بار چیک کیا ہے اور ہم نے صحرائے اعظم میں کرسٹل بالز بھی پھیلا رکھی ہیں جو ریت کے نیچے انتہائی گہرائی تک سارے صحرا میں گھومتی رہتی ہیں جن میں لگے ہوئے طاقتور کیمرے ایک منٹ میں سینکڑوں تصویریں بنا سکتے ہیں لیکن ان کرسٹل بالز کے کیمروں سے بھی ہمیں ابھی تک صحرا کے نیچے موجود گولڈن کرسٹل کی کوئی ایک بھی تصویر نہیں ملی ہے''...... تھریسیا نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”حیرت ہے کرسٹل بالز سے بھی تمہیں گولڈن کرسٹل کا پتہ نہیں چل رہا ہے۔ کرسٹل بالز سے تو صحرا میں چھپی ہوئی ایک معمولی سی سوئی بھی آسانی سے تلاش کی جا سکتی ہے پھر ابھی تک تمہیں کرسٹل بالز سے گولڈن کرسٹل کی کوئی تصویر کیوں نہیں ملی ہے“...... سپریم کمانڈر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہم کوشش کر رہی ہیں سپریم کمانڈر۔ ریت کی گہرائی میں جگہ جگہ ٹھوس چٹانیں ہیں جو ان کرسٹل بالز کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہیں پھر یہاں کئی گہری کھائیاں بھی ہیں جو بلیک ہولز کی طرح انتہائی گہری ہیں۔ ان کھائیوں میں ہماری بے شمار کرسٹل بالز اتر جاتی ہیں جو ایک حد تک تو اسپیس شپ میں تصویریں بھیجتی ہیں لیکن اس کے بعد شاید زیادہ گہرائی میں جا کر ان کے سگنلز ختم ہو جاتے ہیں جس سے مجھے کھائیوں میں اترنے والی کرسٹل بالز سے تصویریں ہی نہیں ملتیں“...... مادام شی تارا نے کہا۔

”تو کیا تم دونوں یہ کہنا چاہتی ہو کہ گولڈن کرسٹل کسی ایسی ہی کھائی میں موجود ہے جس کی گہرائی بلیک ہول جیسی ہے اور گولڈن کرسٹل بلیک ہول میں جا کر گم ہو گیا ہے“...... سپریم کمانڈر نے غرا کر کہا۔

”ہو سکتا ہے سپریم کمانڈر۔ اسی لئے ہم نے چند کرسٹل بالز کے ساتھ طاقتور ایریل سسٹم لگا دیئے ہیں تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ گہرائی میں بھی جا کر یہاں تصویریں بھیج سکیں“...... تھریسیا نے سپریم

کمانڈر کی غراہٹ سن کر اور زیادہ سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اور یہ سنگ ہی، فنچ، نانوتہ اور بلیک جیک کیا کر رہے ہیں۔ کیا ان کی جانب سے بھی ابھی تک کوئی حوصلہ افزا رپورٹ نہیں ملی ہے“...... سپریم کمانڈر نے پوچھا۔

”ہم ان سے مسلسل رابطے میں ہیں سپریم کمانڈر۔ بلیک جیک، عمران اور اس کی ٹیم کے ساتھ اٹیچ ہے۔ نانوتہ اور فنچ کرنل فریدی کے ساتھ اٹیچ ہے جبکہ سنگ ہی میجر پرمود کے ساتھ موجود ہے۔ تینوں پارٹیاں چونکہ الگ الگ مقامات سے صحارا میں داخل ہوئی تھی اس لئے انہیں مطلوبہ مقام تک پہنچنے میں کافی وقت لگ رہا ہے جہاں گولڈن کرسٹل کے ہونے کے زیادہ امکانات ہو سکتے ہیں“...... مادام شی تارا نے کہا۔

”کون سا علاقہ ہے وہ“...... سپریم کمانڈر نے پوچھا۔

”وہ کوہ باگر کا علاقہ ہے سپریم کمانڈر۔ کیونا سے زیادہ اسی علاقے میں طوفان کی شدت تھی اور اس علاقے میں کئی پہاڑیاں بری طرح سے تباہ ہو گئی تھیں۔ یہ چونکہ چٹیل علاقہ ہے اس لئے جب وہاں شہاب ثاقبوں کی بارش ہوئی تھی تو ان سے چٹیل علاقے میں بڑے بڑے گڑھے بن گئے تھے۔ ہم نے ان گڑھوں میں بھی کرسٹل بالز اتاری تھیں لیکن ہمیں وہاں بھی گولڈن کرسٹل کہیں دکھائی نہیں دیا تھا لیکن وہ علاقہ چونکہ انتہائی طویل ہے اور چٹیل ہے اس لئے ریت میں دوڑنے والی کرسٹل بالز وہاں نہیں جا سکتی ہیں۔ اب

تک کی اطلاعات کے مطابق اسرائیل کی جی پی فائیو بھی اسی
علاقے کو سرچ کر رہی ہے اور عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود بھی
اسی علاقے کی طرف جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے ہی
حکم دیا تھا کہ یہ تینوں پارٹیاں انتہائی تیز، ذہین، اور اعلیٰ صلاحیتوں
کی مالک ہیں۔ کوئی اور صحارا کے نیچے چھپے ہوئے گولڈن کرسٹل تک
پہنچے یا نہ پہنچے لیکن یہ تینوں پارٹیاں یا ان میں سے کوئی ایک پارٹی
ضرور گولڈن کرسٹل تک پہنچ جائے گی اور گولڈن کرسٹل ان میں سے
کسی کے بھی ہاتھ لگے گا ہمارے ساتھی جو کہ ان تینوں پارٹیوں کے
ساتھ ہیں وہ عمران، کرنل فریدی یا پھر میجر پرمود سے گولڈن کرسٹل
چھین لائیں گے۔ اسی لئے آپ کے حکم کے تحت ہم انہیں ڈسٹرب
نہیں کر رہی ہیں لیکن خلاء سے ہم باری باری ان تینوں پارٹیوں اور
ان کے ساتھ زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کو مانیٹر کرتی رہتی ہیں اور ہم یہ
دیکھتی رہتی ہیں کہ وہ صحارا میں کہاں ہیں اور کیا کرتے پھر رہے
ہیں''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کہاں تک پہنچے ہیں وہ اور اب تک انہوں نے کیا
کیا ہے''...... سپریم کمانڈر نے کرخت آواز میں پوچھا۔

''تینوں پارٹیاں الگ الگ مقام سے صحارا میں داخل ہوئی تھیں
اور ان کے پاس آگے بڑھنے کے مؤثر ذرائع بھی نہیں ہیں۔ ان
تینوں کے راستوں میں اسرائیلی فورس کے خفیہ فوجی ٹھکانے تھے
جہاں سے اسرائیل نے تین اطراف سے مسلم ممالک کو اپنے نشانے

رکھا ہوا تھا۔ عمران اور کرنل فریدی نے اسرائیل کے ایک ایک
فوجی اڈے اور میزائل اسٹیشن تباہ کر دیئے ہیں۔ میجر پرمود بھی
خفیہ فوجی ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن کے بہت قریب ہے اور
اسرائیلی خفیہ فوجی ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن کا پتہ چل چکا
۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس خفیہ فوجی ٹھکانے پر حملہ کرنے
لئے بڑھ رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس طرح سے کرنل فریدی
عمران نے اسرائیلی فوجی ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن تباہ کئے ہیں
طرح میجر پرمود اور اس کے ساتھی بھی تیسرے فوجی اڈے اور
ائل اسٹیشن کو تباہ کر دیں گے۔ کرنل فریدی اور عمران فوجی
انوں کو تباہ کر کے وہاں سے ہیلی کاپٹروں سے نکل گئے ہیں اور
ان ہیلی کاپٹروں سے کوہ باگر کی طرف جا رہے ہیں۔ میجر پرمود
تیسرے اور آخری اسرائیلی فوجی ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن کو تباہ
کے وہاں سے کسی تیز رفتار ہیلی کاپٹر سے کوہ باگر کی طرف
نے کی کوشش کرے گا۔ ہم میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کا کوہ
تک جانے کا انتظار کر رہی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوہ باگر کے
جا کر یہ تینوں پارٹیاں اکٹھی ہو جائیں اور پھر وہ تینوں ایک
تھ ہی گولڈن کرسٹل تلاش کرنے کے لئے کوہ باگر میں داخل ہو
ئیں''...... تھریسیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تم محض امکانی بات کر رہی ہو تھریسیا کہ ہو سکتا ہے کہ تینوں
ہاں کوہ باگر میں اکٹھی ہو جائیں جبکہ تم نے خود ہی بتایا ہے کہ

تینوں پارٹیاں صحارا کے الگ الگ مقام سے آئی ہیں اس لئے ان
کا کوہ باگر کے طویل ترین پہاڑی علاقے میں ایک جگہ پر اکٹھا ہونا
مجھے ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تینوں کوہ باگر میں مختلف
مقامات پر پہنچیں“ ...... سپریم کمانڈر نے کہا۔

”یس سپریم کمانڈر۔ اس بات کا بھی بہت زیادہ امکان ہے کہ
وہ کوہ باگر میں الگ الگ اور ایک دوسرے سے دور ہی رہیں لیکن
آپ فکر نہ کریں۔ تینوں پارٹیاں میری نظروں میں ہیں اور پھر تینوں
پارٹیوں کے ساتھ ہمارے سپریم ایجنٹ موجود ہیں۔ ان میں سے جو
بھی گولڈن کرسٹل تک پہنچے گا ہمارے ساتھی ان سے آسانی سے
گولڈن کرسٹل چھین کر لانے میں کامیاب ہو جائیں گے“۔ تھریسیا
نے کہا۔

”نہیں تھریسیا۔ میں تمہاری اس بات سے اتفاق نہیں کروں گا۔
تینوں پارٹیاں الگ الگ رہیں تو وہ شاید گولڈن کرسٹل تک نہ پہنچ
سکیں۔ جس گولڈن کرسٹل کو ہم اس قدر وسائل کے باوجود تلاش نہیں
کر سکے ہیں اسے وہ بھلا کیسے تلاش کر سکیں گے اور اگر بفرض محال
ان میں سے کسی ایک کو گولڈن کرسٹل مل گیا تو ہمارے ساتھی ایک
دوسرے سے الگ الگ رہ کر ان سے گولڈن کرسٹل نہیں چھین سکیں
گے۔ فرض کرو اگر گولڈن کرسٹل عمران کو ملتا ہے تو بلیک جیک اس
سے گولڈن کرسٹل حاصل نہیں کر سکے گا اسی طرح اگر کرنل فریدی
گولڈن کرسٹل تک پہنچتا ہے تو وہ بھی فنچ اور نانوتہ کو آسانی سے

لڈن کرسٹل نہیں لے جانے دے گا اور سنگ ہی میجر پرمود سے
انے کی ہمت تو رکھتا ہے لیکن میجر پرمود جیسے تیز، خطرناک اور
ایجنٹ سے اس کے لئے بھی گولڈن کرسٹل حاصل کرنا مشکل ہو
ہے۔ میں نے بھی عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کے
ے میں اپنے ذرائع سے معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ تینوں
لڈن کرسٹل اپنے اپنے ملک کے مفاد کے لئے حاصل کرنا چاہتے
۔ انہوں نے اس بار تہیہ کر رکھا ہے کہ وہ ہر صورت میں گولڈن
رسٹل حاصل کریں گے۔ اگر کسی نے ان کے راستے کی دیوار بننے
کوشش کی تو وہ اس دیوار کو بھی گرا دیں گے چاہے یہ دیواریں
ران کے لئے جی پی فائیو کی، کرنل فریدی کی یا پھر میجر پرمود کی
کیوں نہ بنائی ہوئی ہوں۔ یہی خیالات میجر پرمود اور کرنل فریدی
ے بھی ہیں۔ گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے وہ ایک دوسرے
ے ٹکرا بھی سکتے ہیں۔ وہ تینوں گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے
لئے ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے اور اس بار ان میں
ے شاید کوئی کسی کا لحاظ نہیں کرے گا۔ ان کی اس دشمنی کا ہی فائدہ
ٹھانے کے لئے میں نے فنچ، نانوتہ، سنگ ہی اور بلیک جیک کو ان
نیوں پارٹیوں کے ساتھ اٹیچ کرنے کا پروگرام بنایا تھا تاکہ ایک تو
وہ ان پارٹیوں پر مسلسل نظر رکھ سکیں اور ان میں سے جو بھی پارٹی
گولڈن کرسٹل تک پہنچے ان کے ساتھ ہمارے ایجنٹ بھی وہاں پہنچ
جائیں۔ کرنل فریدی، میجر پرمود اور عمران ایک دوسرے سے بڑھ کر

ذہین، تیز اور انتہائی باصلاحیت انسان ہیں۔ اگر ان تینوں کے دماغ
مل جائیں تو وہ ناممکن کو بھی ممکن کر دیں گے۔ اس لئے میں چاہتا
ہوں کہ تینوں بڑے دماغ ایک ساتھ مل جائیں اور ایک ساتھ
گولڈن کرسٹل کو تلاش کریں۔ جب تک انہیں گولڈن کرسٹل نہیں
ملے گا وہ ایک دوسرے کے سامنے اپنی دشمنی ظاہر نہیں کریں گے۔
ان کی دشمنی گولڈن کرسٹل کے ملنے کے بعد ہی ظاہر ہو گی۔ ان کے
ساتھ ہمارے سپریم ایجنٹ بھی ہوں گے جو وقت پڑنے پر ایک
دوسرے کی مدد بھی کر سکتے ہیں اور ان سے گولڈن کرسٹل بھی آسانی
سے چھین سکتے ہیں۔ کیا تم میری بات سمجھ رہی ہو۔ اس لئے میں
چاہتا ہوں کہ تم انہیں کسی طرح سے ایک دوسرے کے قریب کر دو۔
وہ سب اکٹھے ہو جائیں اور کوہ باگر میں ایک ساتھ جا کر گولڈن
کرسٹل کو تلاش کریں۔ اس طرح وقت بھی ضائع نہیں ہو گا اور ہمارا
کام بھی آسان ہو جائے گا''...... سپریم کمانڈر نے مسلسل بولتے
ہوئے کہا۔

''لیس سپریم کمانڈر''...... تھریسیا نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

''تو پھر جلد سے جلد ان تینوں پارٹیوں کو ایک جگہ جمع کرنے کی
کا سوچو۔ انہیں تم ایک جگہ کیسے اکٹھا کر سکتی ہو یہ سوچنا تمہارا کام
ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم اور شی تارا مل کر یہ کام کر سکتی ہو''۔ سپریم
کمانڈر نے کہا۔

''لیس سپریم کمانڈر۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم یہ کام آسانی سے

کر لیں گی''...... مادام شی تارا نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ یہ کام تم دونوں آج ہی کر لو اور مسلسل ان پر نظر رکھو۔
مجھے یقین ہے وہ تینوں جلد ہی گولڈن کرسٹل تک پہنچ جائیں گے۔
رہی بات اسرائیلی جی پی فائیو کی تو وہ عمران، میجر پرمود اور کرنل
فریدی کے سامنے زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکے گی۔ عمران، میجر پرمود اور
کرنل فریدی اگر اسرائیل کے خفیہ ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن تباہ کر
سکتے ہیں تو جی پی فائیو بھلا ان کے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہے۔ وہ
جی پی فائیو کو بھی پیچھے چھوڑ دیں گے''...... سپریم کمانڈر نے کہا۔

''لیس سپریم کمانڈر۔ عمران اور کرنل فریدی اسرائیل کے خفیہ
ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن تباہ کر کے کوہ باگر کی طرف جن ہیلی
کاپٹروں پر روانہ ہوئے ہیں ہم ان ہیلی کاپٹروں کو اپنے کنٹرول
میں لے لیں گی اور انہیں کسی ایسی جگہ پہنچا دیں گی جہاں وہ ایک
دوسرے کے سامنے آ جائیں گے پھر جیسے ہی میجر پرمود تیسرے
اسرائیلی فوجی اڈے اور میزائل اسٹیشن کو تباہ کر کے وہاں سے نکلے گا
ہم اسے اور اس کے ساتھیوں کو بھی ٹھیک اسی جگہ پہنچا دیں گی جہاں
عمران اور کرنل فریدی موجود ہوں گے۔ ہم کوشش کریں گی کہ کرنل
فریدی اور عمران اس وقت تک اسی جگہ رکیں رہیں جب تک میجر
پرمود ان کے پاس نہیں پہنچ جاتا''...... تھریسیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جب وہ تینوں اکٹھے ہو جائیں تو پھر تم مجھے کال
کر کے بتا دینا۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا''...... سپریم

کمانڈر نے کہا۔
"لیس سپریم کمانڈر۔ میں آپ کو خود کال کر کے بتا دوں گی"۔
تھریسیا نے کہا۔
"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... سپریم کمانڈر نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی سکرین تاریک ہوتی چلی گئی۔ جیسے ہی سکرین تاریک ہوئی
تھریسیا اور مادام شی تارا نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ دوبارہ
اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئیں۔
"سپریم کمانڈر ٹھیک کہہ رہے تھے۔ ان تینوں کو ایک ساتھ کوہ
باگر پہنچنا چاہئے۔ کوہ باگر میں جی پی فائیو کا ہولڈ ہے۔ کرنل ڈیوڈ
نے کوہ باگر کو محفوظ کرنے کے لئے انتہائی فول پروف سائنسی
انتظامات کر رکھے ہیں۔ اس نے کوہ باگر کو بلیو لائٹ کے گلوب
سے کور کر رکھا ہے۔ اس بلیو لائٹ کے گلوب کا لنک ریڈ فائر رینج
سے ہے۔ کوہ باگر کی لیزر گنوں سے ریڈ لیزر فائر ہوتی ہے اور بلیو
لائٹ کے گلوب میں داخل ہونے والی کوئی بھی چیز ایک لمحے میں
جل کر راکھ بن جاتی ہے چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان۔ عمران،
کرنل فریدی اور میجر پرمود جیسے ذہین انسانوں کے دماغ جب تک
ایک ساتھ کام نہیں کریں گے وہ اس بلیو لائٹ سے بنے ہوئے
گلوب میں داخل ہونے کا راستہ نہیں بنا سکیں گے اس لئے ان
تینوں کا ایک ساتھ ہونا بے حد ضروری ہے اور اب ہم انہیں ایک
جگہ اکٹھا کر دیں گی چاہے اس کے لئے ہمیں کچھ بھی کیوں نہ کرنا

پڑے"...... مادام شی تارا نے کہا۔
"ہاں۔ انہیں ایک جگہ اکٹھا کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ وہ جن
ہیلی کاپٹروں میں کوہ باگر کی طرف جا رہے ہیں ہم انہیں اپنے
کنٹرول میں لے لیں اور پھر انہیں کسی ایسے محفوظ مقام پر پہنچا دیں
جہاں وہ رک کر میجر پرمود کا انتظار کر سکیں"...... تھریسیا نے کہا۔
"فی الحال ہمیں عمران اور کرنل فریدی کی ٹیموں کو تو اکٹھا کر دینا
چاہئے۔ جب میجر پرمود نکلے گا تو ہم اسے اور اس کے ساتھیوں کو
بھی وہاں پہنچا دیں گی تاکہ وہ تینوں ایک ساتھ کوہ باگر کی طرف
روانہ ہوں"...... مادام شی تارا نے کہا تو تھریسیا نے اثبات میں سر
ہلا دیا اور پھر تھریسیا نے ریڈ اسپیس شپ کے کنٹرول پینل کے
مختلف بٹن پریس کرنے اور سوئچ آن کرنے شروع کر دیئے۔ اسی
لمحے سکرین پر جھماکا سا ہوا اور سکرین پر اسے ڈبل ہوٹرز والا شنوک
ہیلی کاپٹر صحرا پر پرواز کرتا ہوا دکھائی دینے لگا۔ ہیلی کاپٹر زمین سے
کافی بلندی پر تھا اور انتہائی برق رفتاری سے ریت کے سمندر پر اُڑا
چلا جا رہا تھا۔ تھریسیا نے چند مزید بٹن پریس کئے اور پھر ایک ڈائل
گھمایا تو اسے ہیلی کاپٹر کا اندرونی منظر دکھائی دینے لگا جہاں پائلٹ
سیٹ پر عمران اور اس کی سائیڈ والی سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا جبکہ
اس کے باقی تمام ساتھی ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں سوار تھے جن
میں بلیک جیک بھی موجود تھا۔ بلیک جیک کو ان کے ساتھ دیکھ کر
تھریسیا اور مادام شی تارا کے ہونٹوں پر انتہائی طنز آمیز مسکراہٹ

آ گئی۔

''اس بار میں عمران کو کس آسانی سے احمق بنانے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ عمران اب تک یہی سمجھ رہا ہے کہ بلیک جیک اس کے کنٹرول میں ہے۔ ہمیں جب گرین کوئین کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس کے پاس گولڈن کرسٹل کا ایک ٹکڑا موجود ہے تو میں اور بلیک جیک فوراً گرین کوئین سے گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ وہاں پہنچتے ہی ہمیں معلوم ہوا کہ گرین کوئین سے پرنس آف ڈھمپ بھی گولڈن کرسٹل کا سودا کرنے کے لئے آ رہا ہے تو میں نے اور بلیک جیک نے عمران کے ذریعے گرین کوئین سے گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ گرین کوئین نے عمران کو پرنس سمجھ لیا تھا اور اس کے لئے خاص طور پر اپنے خفیہ سیف سے گولڈن کرسٹل نکلوا لیا تھا اور گرین کوئین نے گولڈن کرسٹل عمران کو دکھانے کی ذمہ داری گرین پیلس کی ایک ایسی لڑکی کو دے دی تھی جس کا میں نے میک اپ کر رکھا تھا اس طرح گولڈن کرسٹل ہاتھ پیر ہلائے بغیر مجھے مل گیا تھا۔ میں چاہتی تو گولڈن کرسٹل لے کر وہاں سے فوراً نکل سکتی تھی لیکن میں عمران کے ساتھ ایک کھیل کھیلنا چاہتی تھی۔ اس لئے میں نے گرین پیلس میں ہونے والا ڈرامہ اسی طرح چلتے رہنے دیا جیسے چل رہا تھا پھر میں جان بوجھ کر گولڈن کرسٹل عمران کے پاس لے گئی۔ مجھے یہ سن کر شدید دھچکا لگا کہ گرین کوئین کے پاس جو گولڈن کرسٹل تھا وہ

واقعی نقلی تھا۔ گرین کوئین کے پاس شروع سے ہی نقلی گولڈن کرسٹل تھا جس کے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔ میرا چونکہ ایئر فون کے ذریعے ہال میں موجود بلیک جیک اور زیرو لینڈ کے دوسرے افراد کے ساتھ رابطہ تھا اس لئے میں نے وہاں موجود ناصر خانزادہ کے روپ میں بلیک جیک کو حکم دیا کہ وہ گولڈن کرسٹل کو عمران کے سامنے اصلی ثابت کرے لیکن پھر وہاں عجیب و غریب چکر چلنا شروع ہوگیا۔ گرین کوئین نے عمران کے متعلق اپنی بھینس جیسی موٹی بیٹی کے حوالے سے ایسی باتیں کرنا شروع کر دیں جسے سن کر مجھے طیش آ گیا تھا۔ اس لئے میں نے بلیک جیک اور زیرو لینڈ کے باقی افراد کو گرین کوئین سمیت گرین پیلس کے تمام افراد کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے اس لئے میں نے انہیں ایک پروٹیکشن ریز کے حصار میں لے لیا تھا۔ سپریم کمانڈر جانتا تھا کہ جب عمران کو اس بات کا علم ہو گا کہ شمسی طوفان کے ساتھ صحارا میں ایک بہت بڑا گولڈن کرسٹل گرا ہے تو وہ اس کے حصول کے لئے ضرور جائے گا اس لئے اس نے مجھے گرین کوئین سے گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ بلیک جیک کو بھی عمران تک پہنچانے کا ٹاسک دیا تھا کہ میں کسی بھی طرح بلیک جیک کو عمران کے ساتھ نتھی کر دوں تاکہ عمران جب بھی گولڈن کرسٹل کے لئے صحارا جائے تو وہ بلیک جیک کو اپنے ساتھ ضرور لے جائے تاکہ عمران کے ذریعے ہی سہی ہم

صحارا میں چھپے ہوئے گولڈن کرسٹل تک پہنچ جائیں۔ عمران چونکہ
ہی گولڈن کرسٹل کے حصول کے لئے گرین پیلس آ گیا تھا اس۔
میں نے اسے وہیں سے اپنے جال میں پھنسانے کا فیصلہ کر لیا تھ
میں نے گرین پیلس میں مکمل طور پر بلیک آؤٹ کر رکھا تھا اس۔
میں نے ہال میں جا کر زیرو لینڈ کے بیج والی ایک ڈیوائس وہاں
دی۔ میں چاہتی تھی کہ وہ ڈیوائس عمران کو مل جائے اور ایسا ہی ہ
بیج پر بنے زیڈ اور ایل نے عمران کو اس بیج کی طرف متوجہ ہونے
مجبور کر دیا تھا۔

میں اور بلیک جیک فوری طور پر گرین پیلس سے نکل گئے تھ
عمران کو بلیک جیک کے ساتھ رکھنے کے لئے میں نے شروع
ہی پلاننگ کر رکھی تھی اور میری پلاننگ یہ تھی کہ میں نے بلیک جی
کے دماغ میں ایک ڈیوائس لگا دی تھی اور اس کا کنٹرولر ایک
جیسے وائس کنٹرولر سے کر دیا تھا تاکہ وقتی طور پر بلیک جیک اس
جیسے وائس کنٹرولر کے ذریعے کنٹرول کیا جا سکے۔ یہ سب
اوریجنل انداز میں کرنا پڑا تھا تاکہ کسی بھی مرحلے پر عمران کو
محسوس نہ ہو سکے کہ بلیک جیک کو زبردستی اس کے ساتھ اٹیچ کیا
رہا ہے۔ میں وہ بٹن جیسا وائس کنٹرولر عمران تک پہنچانا چاہتی
اور بلیک جیک کو عمران کے سامنے اس انداز میں لے جانا چاہتی
کہ عمران کو اس بات کا علم ہو جائے کہ بلیک جیک کا کنٹرول ا
وائس کنٹرولر ڈیوائس میں ہے جو اس کے پاس ہے۔ پھر میں

ب کیا۔ ہال سے عمران کو جب وائس کنٹرولر ملا تو میں جان
ر بلیک جیک کو لے کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس
ئی اور ہم دونوں نے عمران سے وائس کنٹرولر حاصل کرنے کی
ں کرنی شروع کر دی لیکن میں جانتی تھی کہ عمران کسی بھی
ت میں وائس کنٹرولر ہمیں واپس نہیں کرے گا۔ میں نے اور
جیک نے جان بوجھ کر عمران کے سامنے ایسی باتیں کی تھیں
ران سمجھ جائے کہ بلیک جیک کو زیرو لینڈ والوں نے ایک
لڈ روبوٹ بنا دیا ہے جو اسی وائس کنٹرولر سے کنٹرول ہوتا ہے
ا سے عمران کے پاس پہنچ گیا ہے۔ وہی ہوا عمران کو یہ سمجھنے
ر نہ لگی کہ اس کے پاس بیج نما جو بٹن ہے وہ اصل میں بلیک
کا کنٹرولر ہے۔ چنانچہ اس نے مجھے وہاں سے بھاگنے پر مجبور
ر بلیک جیک کو کنٹرول کر کے اپنے مخصوص ٹھکانے پر لے
میں جانتی تھی کہ عمران وائس کنٹرولر کے ذریعے بلیک جیک کا
چیک کرنے کی کوشش کرے گا اس لئے میں نے بلیک جیک
ئنڈ میں وقتی طور پر وہی ریکارڈنگ فیڈ کر دی تھی جو ہم عمران
ہنچانا چاہتے تھے۔ اس ریکارڈنگ کے ذریعے ہم نے عمران کو
میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کی تفصیل بتائی تھی جس کے
میں سن کر عمران بے چین ہو گیا تھا اور اس نے فوری طور پر
ہنچ کر گولڈن کرسٹل تلاش کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔
ب جیک، عمران کے پاس موجود وائس کنٹرولر کے ذریعے

پلاننگ کے تحت ہی کام کر رہا تھا۔ اس کا وائس کنٹرولر سے لنک
چونکہ وقتی طور پر ہی کیا گیا تھا اس لئے وہ عمران کے پاس موجود
وائس کنٹرولر کی وجہ سے عمران کو وہی جواب دے رہا تھا جو خاص طور
پر اسے بتانے کے لئے اس کی مائنڈ میموری میں فیڈ کی گئی تھیں۔
اس وائس کنٹرولر میں بلیک جیک کو آن آف کرنے کا بھی سسٹم رکھ
گیا تھا تاکہ عمران کو اس بات پر مکمل طور پر یقین آ جائے کہ بلیک
جیک وائس کنٹرولر کی وجہ سے مکمل طور پر اس کے قبضے میں آ چکا ہے
اور بلیک جیک اس کے ہر حکم کی تعمیل کرے گا۔ لیکن جیسا کہ میں
نے تمہیں بتایا کہ بلیک جیک کو وقتی طور پر وائس کنٹرولر کا پابند بنا
گیا تھا۔ بلیک جیک کی میموری سے معلومات حاصل کرنے کے بعد
عمران اسے اگر آف کر دیتا اور آف کرنے کے بعد جیسے ہی اسے
آن کرتا بلیک جیک کا وائس کنٹرولر سے تعلق ختم ہو جاتا اور وہ اپنی
اصلی حالت میں آ جاتا۔ عمران نے ایسا ہی کیا تھا۔ عمران نے بلیک
جیک کی وائس میموری چیک کرنے کے بعد اسے آف کر دیا تھا اور
پھر جب اس نے بلیک جیک کا مائنڈ آن کیا تو بلیک جیک کے
مائنڈ میں عارضی طور پر لگی ہوئی ڈیوائس خود بخود آف ہو گئی۔ چونکہ
بلیک جیک میری پلاننگ سے آگاہ تھا اس لئے وہ وائس کنٹرولر سے
آزاد ہونے کے باوجود عمران کے سامنے یوں ظاہر کر رہا تھا جیسے وہ
عمران کے کنٹرول میں ہو۔ وہ اسی وائس کنٹرولر کا غلام ہے جو عمران
کے پاس ہے حالانکہ وائس کنٹرولر سے آزاد ہونے کے بعد بلیک

ب، عمران کے سامنے اداکاری کر رہا ہے۔ ایسی اداکاری کہ عمران
ہا انسان بھی اس کی اداکاری نہیں سمجھ سکتا۔ یہ میری اور بلیک
ب کی عمران کے خلاف پہلی جیت ہے جس سے ہم عمران جیسے
ناک حد تک ذہین انسان کو احمق بنانے میں کامیاب ہو گئے
ہں اور عمران، بلیک جیک کو اپنا غلام سمجھ کر اسے ہر جگہ اپنے ساتھ
لئے پھر رہا ہے“...... تھریسیا نے رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
ادام شی تارا اس کی باتیں سنتی ہوئی مسکرا رہی تھی۔ اس نے ایک بار
ھی تھریسیا کو بولنے سے روکنے یا اس سے کچھ پوچھنے کی کوشش
ہیں کی تھی۔

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ واقعی اس بار عمران، بلیک جیک کی
حقیقت کو سمجھ نہیں سکا ہے۔ یہ تو اسے تب پتہ چلے گا جب وہ
گولڈن کرسٹل تک پہنچ جائے گا اور بلیک جیک اس سے گولڈن
کرسٹل حاصل کر کے فوری طور پر زیرو لینڈ ٹرانسمٹ ہو جائے گا۔
عمران جیتی ہوئی بازی ہار جائے گا اور یہ ہار اس کی زندگی کی سب
سے بڑی ہار ہو گی۔ نہ صرف عمران کی بلکہ اگر کرنل فریدی اور میجر
پرمود بھی اس کے ساتھ ہوئے تو بلیک جیک ان سب کے سامنے
گولڈن کرسٹل لے کر زیرو لینڈ ٹرانسمٹ ہو جائے گا اور وہ سوائے
اپنے بال نوچنے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکیں گے“...... مادام شی تارا
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس بار میں انہیں حقیقتاً دن میں تارے دکھا دوں گی اور

انہیں ناکوں چنے چبوا دوں گی۔ اس بار جیت صرف اور صرف زیرو لینڈ کی ہو گی۔ گولڈن کرسٹل ہر صورت میں زیرو لینڈ پہنچے گا جہاں سے کرنل فریدی اور میجر پرمود تو کیا عمران بھی آ کر گولڈن کرسٹل حاصل نہیں کر سکے گا''...... تھریسیا نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''کرنل فریدی، عمران اور میجر پرمود کو زیرو لینڈ کے ہاتھوں ہونے والی یہ شکست زندگی بھر نہیں بھولے گی''...... مادام شی تارا نے بے اختیار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور تھریسیا بھی فاخرانہ انداز میں اس کے ساتھ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

''اب میں عمران کے ہیلی کاپٹر کو ریڈیو کنٹرول کر لیتی ہوں۔ یہ ہیلی کاپٹر اب وہیں جائے گا جہاں میں چاہوں گی''...... تھریسیا نے کہا تو مادام شی تارا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھریسیا نے چند بٹن پریس کرتے ہوئے دو سوئچ آن کئے اور پھر اس نے سائیڈ پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے انہوں نے ہیلی کاپٹر کو ایک زور دار جھٹکا لگتے دیکھا۔

''گڈ شو۔ ان کا ہیلی کاپٹر اب ہمارے کنٹرول میں ہے۔ تم اس ہیلی کاپٹر کو کنٹرول کرو تب تک میں دیکھتی ہوں کہ کرنل فریدی کہاں تک پہنچا ہے۔ میں اس کا ہیلی کاپٹر بھی اپنے کنٹرول میں لاتی ہوں''...... تھریسیا نے کہا تو مادام شی تارا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اپنے سامنے لگے ہوئے کنٹرول پینل کے چند بٹن پریس کر کے سائیڈ میں لگا ہوا ایک لیور پکڑ لیا اور پھر وہ اس لیور کی مدد سے

عمران کے شنوک ہیلی کاپٹر کو اپنی مرضی سے ہوا میں اُڑانا شروع ہو گئی۔ سکرین پر عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے اور ان کے چہروں پر چھائی ہوئی پریشانی دیکھ کر نہ صرف مادام شی تارا بلکہ تھریسیا کے چہرے پر بھی انتہائی مسرت کے تاثرات نمودار ہو رہے تھے جیسے وہ خاص طور پر عمران کو اسی طرح پریشان اور گھبرایا ہوا دیکھنا چاہتی ہوں لیکن دوسرے لمحے عمران نے جب سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیں تو اس کا اطمینان دیکھ کر مادام شی تارا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ تھریسیا کے چہرے پر بھی عمران کا اطمینان دیکھ کر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن ان دونوں نے آپس میں کوئی بات نہ کی۔ تھریسیا نے عمران کے ہیلی کاپٹر کو سکرین سے سائیڈ میں کرتے ہوئے مادام شی تارا کی طرف کر دیا تھا اور وہ کنٹرول پینل سے سکرین کے دوسرے حصے پر کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کے ہیلی کاپٹروں کو ٹریس کرنے میں مصروف ہو گئی تھی۔

میجر پرمود کافی دیر سے سونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے نیند آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ اس کے ساتھی آگ کے دائرے میں ادھر ادھر بکھرے یوں اطمینان سے سوئے ہوئے تھے جیسے وہ سب صحرا کے جنگل کی بجائے اپنے بیڈ رومز میں اپنے اپنے آرام دہ بستر پر سو رہے ہوں۔ ایک طرف ڈیزرٹ سکارپین بھی لیٹا گہری نیند سو رہا تھا۔

میجر پرمود دیر تک جاگتا رہا تھا۔ جنگل میں مسلسل جھینگروں کے بولنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں شاید انہی آوازوں کی وجہ سے میجر پرمود کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ نیند نہ آنے کی وجہ سے میجر پرمود نے سوچا کہ اسے یہاں بیٹھے رہنے کی بجائے جنگل کا راؤنڈ لگا لینا چاہئے تاکہ وہ یہ جان سکے کہ جنگل کس قدر وسیع ہے اور اسے وہاں سے کیا کچھ مل سکتا ہے جس کی مدد سے وہ اس جنگل

سے نکل کر صحرا میں اور صحرا کی تیز گرمی سے بچتے ہوئے کوہ باگر تک پہنچ سکیں۔ اس کے لئے ظاہر ہے وہ ایسے جنگلی رس دار پھل تلاش کرنا چاہتا تھا جنہیں کھا کر نہ صرف ان کی بھوک ختم ہو سکے بلکہ ان کی پیاس بھی بجھ سکے۔

میجر پرمود یہ سوچ کر اٹھا ہی تھا کہ اچانک اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ اسے ایک طرف سے کسی ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تھی۔ ہیلی کاپٹر کی آواز بے حد مدہم تھی لیکن میجر پرمود کے تیز کانوں نے ہوٹرز کی مخصوص آواز سے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ آواز کسی ہیلی کاپٹر کی ہے اور ہوا کا رخ چونکہ اسی طرف تھا اس لئے اسے ہیلی کاپٹر کی مدہم سی آواز سنائی دے گئی تھی جو لحہ بہ لحہ تیز ہوتی جا رہی تھی جس سے میجر پرمود کو یہ اندازہ لگانے میں بھی دیر نہ لگی کہ ہیلی کاپٹر اسی جانب آ رہا ہے۔ ہیلی کاپٹر کی تیز ہوتی ہوئی آواز سن کر میجر پرمود فوراً اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پریشان نظروں سے دائرے میں لگی ہوئی آگ کی طرف دیکھنے لگا۔

یہ ہیلی کاپٹر اس ہیڈ کوارٹر کا بھی ہو سکتا تھا جہاں اس نے اور اس کے ساتھیوں نے زبردست تباہی پھیلائی تھی اور بے شمار مسلح افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں بچ جانے والے افراد نے صحرا میں موجود خفیہ فوجی ٹھکانوں سے رابطہ کر لیا ہو اور مدد کے لئے ہیلی کاپٹروں کو بلا لیا ہو اور اب ان میں سے کوئی ہیلی کاپٹر میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی تلاش میں آ رہا ہو۔

دائرے میں لگی ہوئی آگ کافی تیز تھی۔ اگر ہیلی کاپٹر اس طرف آ جاتا تو نہ صرف آگ کو دیکھا جا سکتا تھا بلکہ آگ کے دائرے میں سوئے ہوئے انہیں تمام افراد بھی دکھائی دے جاتے اور پھر ہیلی کاپٹر والے اوپر سے ہی فائرنگ کرنے کے ساتھ ان پر میزائل بھی فائر کر سکتے تھے۔

میجر پرمود تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا اور انہیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگانا شروع ہو گیا۔

''کیا ہوا۔ کیا ہوا''...... اس کے ساتھیوں نے ہڑبڑا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

''ایک ہیلی کاپٹر ہماری تلاش میں اس طرف آ رہا ہے۔ اٹھو اور آگ بجھا دو۔ جلدی''...... میجر پرمود نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب اچھل اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے بھی دور سے آتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی آواز سن لی تھی۔ ان سب نے دائرے میں موجود گھاس اٹھائی اور گھاس کے نیچے سے ریت نکال نکال کر آگ پر ڈالنا شروع ہو گئے۔ ریت پڑنے سے آگ تو بجھتی جا رہی تھی لیکن اس سے تیز دھواں اٹھنا شروع ہو گیا تھا۔

''ہری اپ۔ ہری اپ۔ اور زیادہ ریت ڈالو تا کہ دھواں بھی ختم ہو جائے''...... میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا تو اس کے ساتھیوں کے ہاتھ تیزی سے چلنا شروع ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں دائرے میں لگی ہوئی آگ بجھ گئی۔ ریت پڑنے سے دھواں بھی

قدرے کم ہو گیا تھا۔

''اس پر اور ریت ڈالو۔ دھواں مکمل طور پر ختم کرو''...... میجر پرمود نے کہا اور پھر وہ بھی لکڑیوں کے ان حصوں پر ریت ڈالنا شروع ہو گیا جہاں سے ابھی بھی دھواں نکل رہا تھا۔

''اب چلو یہاں سے۔ ہو سکتا ہے کہ ہیلی کاپٹر والوں نے اوپر اٹھنے والا دھواں دیکھ لیا ہو۔ اگر ان کے ہیلی کاپٹر پر سرچ لائٹس نصب ہوئیں تو انہیں یہاں تک پہنچنے میں ایک منٹ بھی نہیں لگے گا''...... میجر پرمود نے اپنا تھیلا اٹھا کر کاندھوں پر ڈالتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے تھیلے اٹھا اٹھا کر اپنی کمروں پر باندھنے شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے وہ سب ایک دوسرے کے آگے پیچھے بھاگتے چلے جا رہے تھے۔ میجر پرمود انہیں جھیل کے کنارے کی طرف سے لے کر آگے جا رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر کی آواز اب بہت قریب آ گئی تھی۔ جب میجر پرمود کو محسوس ہوا کہ کسی بھی لمحے ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا ان کے سروں کے اوپر سے گزر سکتا ہے تو اس نے اپنے ساتھیوں کو فوراً جھاڑیوں میں رکنے کا کہا اور خود بھی جھاڑیوں میں دبکتا چلا گیا۔ اسی لمحے دائیں طرف سے ایک ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا آیا اور ان کے اوپر سے ہوتا ہوا جھیل کے اوپر سے گزر کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ یہ ایک کوبرا ہیلی کاپٹر تھا جس کی ایمر جنسی لائٹس مسلسل سپارک کرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ہیلی کاپٹر انتہائی نیچی پرواز کرتا ہوا جا رہا تھا۔ کچھ

ہی دیر میں وہ جھیل کے اوپر سے گزرتا ہوا جنگل کی دوسری طرف چلا گیا اور پھر درختوں کے پیچھے جا کر اوجھل ہو گیا۔

''نہیں۔ یہ ہیلی کاپٹر ہماری تلاش میں نہیں آیا تھا''۔ ڈیزرٹ سکارپین نے جھاڑیوں سے نکل کر اطمینان بھرے لہجے میں کہا جو بدستور ان کے ساتھ ہی تھا۔

''لیکن یہ کافی نیچے تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ ہیلی کاپٹر یہیں کہیں نزدیک ہی لینڈ کرنا چاہتا ہو''...... لیڈی بلیک نے کہا۔ انہیں ہیلی کاپٹر اب دکھائی تو نہیں دے رہا تھا لیکن اس کے ہوٹرز کی انہیں مسلسل آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

''ہوسکتا ہے کہ جنگل کی دوسری طرف ان کا کوئی خاص ٹھکانہ ہو''...... آفتاب سعید نے کہا۔

''ہاں۔ ہماری معلومات کے مطابق صحارا میں اسرائیلی فورس کے تین بڑے خفیہ فوجی ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک ٹھکانہ اسی طرف موجود ہو جہاں ہیلی کاپٹر گیا ہے''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی لگ رہا ہے۔ ہیلی کاپٹر کی آواز سے لگ رہا ہے جیسے وہ کسی جگہ لینڈ ہو گیا ہو۔ اگر ہیلی کاپٹر آگے بڑھ گیا ہوتا تو اس کی آواز سے معلوم ہو جاتا''...... کیپٹن نوازش نے کہا۔

''میرے اندازے کے مطابق یہ ہیلی کاپٹر یہاں سے ایک یا دو کلو میٹر کی دوری پر گیا ہے۔ کیوں میجر پرمود تمہارا کیا خیال ہے

ہیلی کاپٹر اتنی ہی دوری پر ہے یا اس سے زیادہ''...... لیڈی بلیک نے میجر پرمود کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''تمہارا اندازہ درست ہے۔ ہیلی کاپٹر دو کلو میٹر سے زیادہ دور نہیں گیا ہے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہیلی کاپٹر جہاں لینڈ ہوا ہے وہاں اسرائیل کا میزائل اسٹیشن یا خفیہ فوجی ٹھکانہ موجود ہے''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

''شاید''...... میجر پرمود نے کہا۔

''اگر ہم کسی طرح اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیں تو صحرا کا باقی راستہ ہم آسانی سے طے کر سکتے ہیں اور اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے بغیر کسی پریشانی کے کوہ باگر تک پہنچ سکتے ہیں''...... لاٹوش نے کہا۔

''اگر ہمیں ہیلی کاپٹر پر ہی سفر کرتے ہوئے کوہ باگر تک جانا تھا تو ہم اس ہیڈ کوارٹر سے بھی تو ہیلی کاپٹر لے جا سکتے تھے جہاں ہمیں چیکنگ کے لئے لے جایا گیا تھا''...... لیڈی بلیک نے کہا۔

''اس وقت حالات کچھ اور تھے لیکن اب میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ اگر ہم اسی طرح سفر کرتے رہے تو کوہ باگر تک پہنچتے پہنچتے ہمیں بہت وقت لگ جائے گا۔ لاٹوش صحیح کہہ رہا ہے۔ کوہ باگر تک پہنچنے کے لئے ہمیں اس ہیلی کاپٹر کو حاصل کرنا ہی ہو گا''...... میجر پرمود نے کہا تو وہ حیرت سے میجر پرمود کی جانب دیکھنا شروع ہو گئے جبکہ میجر پرمود کی بات سن کر لاٹوش کے چہرے پر مسرت

کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

''یہی ہم سب کے لئے بہتر ہو گا کہ ہم صحرا میں پیدل بھٹکنے کی بجائے ہیلی کاپٹر سے کوہ باگر تک جانے کی کوشش کریں۔ اس سے ہم بہت سی صحرائی پریشانیوں سے بچ جائیں گے''...... ڈیزرٹ سکارپین نے کہا۔

''تم نہیں صرف ہم۔ اب چونکہ ہم نے کوہ باگر تک ہیلی کاپٹر میں جانے کا فیصلہ کر لیا ہے اس لئے ہم تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے۔ تم چاہو تو یہاں سے واپس جا سکتے ہو''...... میجر پرمود نے منہ بنا کر غصیلے لہجے میں کہا۔

''واپس۔ کیا مطلب۔ اتنی دور ساتھ آنے کے بعد میں اکیلا واپس کیسے جا سکتا ہوں''...... ڈیزرٹ سکارپین نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ میں اپنے ساتھ زیرو لینڈ کے کسی ایجنٹ کو نہیں رکھ سکتا''...... میجر پرمود نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور ڈیزرٹ سکارپین سمیت میجر پرمود کے ساتھی بری طرح سے اچھل پڑے۔

''زیرو لینڈ کا ایجنٹ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کون ہے زیرو لینڈ کا ایجنٹ''...... آفتاب سعید نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''یہ جس نے ڈیزرٹ سکارپین کا میک اپ کر رکھا ہے اور ہمیں مسلسل احمق بناتا چلا آ رہا ہے''...... میجر پرمود نے اسی انداز میں

ا اور وہ سب چونک کر ڈیزرٹ سکارپین کی جانب دیکھنا شروع گئے۔

''نہیں میجر پرمود تمہیں غلط فہمی ہو رہی ہے۔ میں زیرو لینڈ کا ٹ نہیں ہوں۔ میں ڈیزرٹ سکارپین ہوں۔ ان صحراؤں کا بڑا''...... ڈیزرٹ سکارپین نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں ا۔

''مجھے احمق سمجھتے ہو کیا۔ میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ تم زیرو ڈ کے ایجنٹ سنگ ہی ہو''...... میجر پرمود نے کہا اور سنگ ہی کا ن کر لیڈی بلیک اور اس کے ساتھی ایک بار پھر اچھل پڑے۔

''سنگ ہی۔ یہ سنگ ہی ہے''...... لیڈی بلیک نے ہکلاتے ئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے اس پر اسی وقت شک ہوا تھا جب یہ ہوٹل سے تے ہی اچانک ہمیں بچانے کے لئے پہنچ گیا تھا۔ اس نے جدید ر انتہائی فول پروف میک اپ کر رکھا ہے۔ میں شاید اسے نہ پاتا لیکن جب میں نے اسے گھونسہ مار کر بے ہوش کیا تھا تو مجھے اف لگ رہا تھا کہ یہ بے ہوش نہیں ہوا ہے بلکہ بے ہوش ہونے ی اداکاری کر رہا ہے۔ میں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ لیکن را میں داخل ہوتے ہی یہ جس طرح سے انجانے پن کا مظاہرہ کر ہا تھا اس سے میرا یقین بڑھتا جا رہا تھا کہ یہ کم از کم وہ ڈیزرٹ کارپین نہیں ہے جو ہم سے ہوٹل میں ملنے کے لئے آیا تھا۔

میرے پاس اس کی شناخت کا کوئی طریقہ نہیں تھا اس لئے میں نے
اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ میں نے راستے میں آنکھوں پ
کراس ویژنل چشمہ لگا کر جب اس کا چہرہ دیکھا تو مجھے اس ک
بوڑھے چہرے کے پیچھے اس کا اصلی چہرہ دکھائی دے گیا تھا اور مجھ
پتہ چل گیا تھا کہ یہ زیرو لینڈ کا ایجنٹ سنگ ہی ہے۔

سنگ ہی کو اپنے ساتھ دیکھ کر مجھے حیرت ضرور ہوئی تھی لیکن
پھر میں سمجھ گیا کہ ہماری طرح زیرو لینڈ والے بھی گولڈن کرسٹل
حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ زیرو لینڈ چونکہ خلاء میں ہے اور زیرو لین
کے تمام ایجنٹ بھی خلاء میں ہی رہتے ہیں اس لئے انہیں صحرا
علاقوں میں سفر کرنے کا تجربہ نہیں ہے۔ انہیں شاید سیٹلائٹس ا
اپنی سائنسی ایجادات سے صحارا میں گولڈن کرسٹل کہیں نہیں ملا ت
اس لئے سنگ ہی خود ہی آ کر ہمارے ساتھ مل گیا تا کہ ایک تو
ہمارے ساتھ صحرا میں سفر کر سکے اور دوسرا یہ کہ جب ہم گولڈن
کرسٹل تک پہنچیں تو یہ ہم سے گولڈن کرسٹل چھین کر فرار ہ
جائے''...... میجر پرمود نے کہا اور اس کی باتیں سن کر اس با
ڈیزرٹ سکارپین کے چہرے پر بھی انتہائی حیرت کے تاثرات
نمودار ہو گئے تھے جو واقعی سنگ ہی تھا۔

''ماننا پڑے گا میجر پرمود۔ تم بھی کسی لحاظ سے ذہانت میں کرنل
فریدی اور عمران سے کم نہیں ہو۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ
تم نہ صرف مجھے پہچان جاؤ گے بلکہ میرا اپنے ساتھ آنے کا مقصد

بھی سمجھ جاؤ گے۔ تم نے بالکل درست تجزیہ کیا ہے۔ میں واقعی
سنگ ہی، ہی ہوں اور میں اسی لئے تم لوگوں کے ساتھ سفر کر رہا
ہوں کہ تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی اس جگہ پہنچ جاؤں جہاں
گولڈن کرسٹل موجود ہے''...... سنگ ہی نے اس بار اپنی اصلی آواز
میں کہا اور اس کی اصلی آواز سن کر کیپٹن توفیق اور کیپٹن نوازش نے
فوراً اپنی جیبوں سے مشین پسٹل نکال کر اس پر تان لئے۔

''یہ کھلونے اپنی جیبوں میں واپس ڈال لو، میجر پرمود اگر مجھے
جانتا ہے تو اسے یہ بھی معلوم ہو گا کہ میں ان کھلونوں سے ڈرنے
والا نہیں ہوں''...... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو تم مانتے ہو کہ تم ہمارے ساتھ گولڈن کرسٹل کے لئے ہی
شامل ہوئے ہو''...... لیڈی بلیک نے سنگ ہی کی جانب غصیلی
نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ جس طرح تم گولڈن کرسٹل سے گولڈن یورینیم اور پھر
گولڈن میزائل بنانا چاہتے ہو اسی طرح زیرو لینڈ بھی گولڈن میزائل
تیار کرنا چاہتا ہے تا کہ میزائل کی ٹیکنالوجی میں ہم کسی سے بھی کم نہ
ہوں''...... سنگ ہی نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ گولڈن کرسٹل اگر ہمیں مل جاتا تو
تم اسے ہم سے چھین کر لے جانے میں کامیاب ہو جاتے''۔
لاٹوش نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''سنگ ہی کے بارے میں تم جانتے ہی کیا ہو بچے۔ سنگ ہی

کیا ہے اور کیا کر سکتا ہے اس کا ابھی تمہیں کچھ علم ہی نہیں ہے
میں ایسے ہی تم لوگوں کے ساتھ نہیں آ گیا''...... سنگ ہی نے طنز
لہجے میں کہا۔

''صرف آئے ہو۔ واپس جانے کے لئے تمہیں شاید ہم کو
موقع ہی نہ دیں''...... کیپٹن نوازش نے غرا کر کہا۔

''ہونہہ۔ ان سب باتوں کو چھوڑو اور چلو۔ ہمیں اب اس جگ
جانا ہے جہاں ہیلی کاپٹر لینڈ ہوا ہے''...... میجر پرمود نے سر جھٹک
کر کہا۔

''چلیں ہم تیار ہیں''...... لیڈی بلیک نے فوراً کہا۔ وہ س
جھاڑیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اس وقت تک ہیلی کاپٹر
آواز بھی بند ہو گئی تھی۔

''کیا اسے ساتھ لے جانا ہے''...... کیپٹن توفیق نے میجر پر
سے مخاطب ہو کر سنگ ہی کے بارے میں پوچھا۔

''اگر مجھے ساتھ لے جانے سے ڈرتے ہو تو چھوڑ دو یہیں
میں اپنے طور پر کوہ باگر پہنچ جاؤں گا''...... سنگ ہی نے لاپرواہی
مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''اگر ایسی بات ہوتی اور تم میں اکیلے جانے کی ہمت ہوتی تو
اس طرح چھپ کر ہمارے ساتھ نہ آتے''...... میجر پرمود نے غص
لہجے میں کہا۔

''بہرحال۔ اب جیسا تم کہو۔ میں تم سے اس وقت کوئی دشم

لنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ اگر تم مجھے ساتھ لے چلو گے تو اس
تمہارا ہی فائدہ ہو گا''...... سنگ ہی نے کہا۔

''کیسا فائدہ''...... میجر پرمود نے پوچھا۔

''میرے پاس سائنسی اسلحہ ہے جو میں نے اپنے لباس میں چھپا
ہے۔ اس اسلحے کی مدد سے میں تمہارے ساتھ مل کر اس
ائیلی خفیہ فوجی ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن کو بھی تباہ کر سکتا ہوں۔
میزائلوں میں وار ہیڈز ہوئے تو میرے پاس ایک ایسی ریز ہے
کی مدد سے میں صحرا میں تابکاری کے اثرات پھیلنے سے بھی
سکتا ہوں اور پھر میرا زیرو لینڈ سے مسلسل رابطہ ہے۔ میری
عات کے مطابق کرنل فریدی اور عمران اپنی اپنی ٹیمیں لے کر کوہ
کی طرف جانے کے لئے روانہ ہو چکے ہیں اور وہ کسی بھی وقت
باگر میں داخل ہو سکتے ہیں''...... سنگ ہی نے کہا اور کرنل
ی اور عمران کا سن کر وہ سب چونک پڑے۔

''اوہ۔ تو وہ دونوں بھی گولڈن کرسٹل کے لئے یہاں پہنچے ہوئے
'...... لیڈی بلیک نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں اور مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے اطلاع ملی تھی کہ کرنل فریدی
مران نے صحارا میں موجود اسرائیل کے ایک ایک خفیہ فوجی
نے اور میزائل اسٹیشنوں کو بھی تباہ کر دیا ہے''...... سنگ ہی نے
تو میجر پرمود ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کیا ان کے ساتھ بھی زیرو لینڈ کے ایجنٹ موجود ہیں''۔ میجر

پرمود نے پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن وہ کون ہیں میں تمہیں ان کے بارے میں نہیں بتاؤں گا البتہ میں تمہیں یہ ضرور بتا سکتا ہوں کہ زیرو لینڈ نے صحرا میں ہر طرف کرسٹل بالز پھیلا رکھے ہیں جو ریت کے نیچے جا کر سرچ کر رہے ہیں۔ ان کرسٹل بالز کی مدد سے ہم بھی گولڈن کرسٹل تلاش کر رہے ہیں۔ ہم سارے صحارا کو سرچ کر چکے ہیں لیکن صحرا کے کسی حصے سے گولڈن کرسٹل نہیں ملا ہے اس لئے زیادہ امید اس بات کی ہی کی جا رہی ہے کہ گولڈن کرسٹل کوہ باگر جیسے چٹیل علاقے میں ہی کہیں موجود ہے اور کوہ باگر پر اس وقت اسرائیلی جی پی فائیو کا کنٹرول ہے۔

جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ نے کوہ باگر کو بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے انتہائی فول پروف انتظام کر رکھا ہے۔ اس نے کوہ باگر سے بیس کلو میٹر کے دائرے میں نیلے رنگ کی روشنی کا ایک بڑا سا گلوب بنایا ہوا ہے جس میں سے ریڈ فائر ریز فائر ہوتی ہے اور فائر ریز کی زد میں آنے والی کوئی بھی چیز ایک لمحے میں جل کر خاکستر ہو جاتی ہے۔ میں تمہیں بلیو گلوب اور ریڈ ریز سے بچا کر کوہ باگر تک بھی لے جا سکتا ہوں۔ ایک بار ہم گولڈن کرسٹل تک پہنچ جائیں پھر بعد میں دیکھا جائے گا کہ وہ کس کے حصے میں آتا ہے اور کس کے نہیں"...... سنگ ہی نے کہا۔

"اگر تم یہ سب خود کر سکتے تھے تو تمہیں ہمارے ساتھ اور زیرو

لینڈ کے باقی ایجنٹوں کو عمران اور کرنل فریدی کے ساتھ جانے کی کیا ضرورت تھی۔ زیرو لینڈ کے پاس تو اسپیس شپس بھی ہیں۔ تم ان اسپیس شپس سے صحرا کا ایک ایک حصہ چیک کر سکتے تھے اور کوہ باگر پر کرنل ڈیوڈ کی جگہ تم خود بھی تو قبضہ کر سکتے تھے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"سپریم کمانڈر کا حکم تھا۔ ہم سپریم کمانڈر کے حکم کے سامنے سر جھکانا جانتے ہیں۔ اس کے خلاف آواز اٹھانا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ اس نے ہمیں جو حکم دیا تھا ہم اس پر عمل کر رہے ہیں اسی لئے میں تمہارے ساتھ، عمران کے ساتھ بلیک جیک اور کرنل فریدی کے ساتھ نانوتہ اور فنچ ہیں"...... سنگ ہی نے عمران اور کرنل فریدی کے گروپس میں زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کے نام بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر سپریم کمانڈر تم سے کہے کہ تم کسی اندھے کنویں میں کود جاؤ تو کیا وہاں بھی تم بنا سوچے سمجھے کود جاؤ گے"۔ لاٹوش نے منہ بنا کر کہا۔

"ہاں۔ سپریم کمانڈر اگر حکم دے تو ہم اپنے ہاتھوں اپنی گردنیں بھی کاٹ سکتے ہیں"...... سنگ ہی نے فاخرانہ لہجے میں کہا اور لاٹوش نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اپنے مالک کا اس قدر وفادار تو بھاؤ بھاؤ ہی ہو سکتا ہے۔ شکل سے تو تم انسان لگتے ہو لیکن وفاداری میں تم بھاؤ بھاؤ معلوم ہو

رہے ہو۔ بھاؤ بھاؤ کا مطلب سمجھتے ہو نا تم“...... لاٹوش نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سنگ ہی غرا کر رہ گیا۔

”تم مجھے کتا کہہ رہے ہو“...... سنگ ہی غرایا۔

”میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔ لیکن تم مجھے عقلمند معلوم ہوتے ہو کیونکہ عقلمندوں کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے“...... لاٹوش نے اپنے مخصوص انداز میں کہا اور اس کی بات سن کر پرمود سمیت سب مسکرا دیئے۔

”ہونہہ۔ تم جو مرضی کہو میں زیرو لینڈ کا وفادار ہوں۔ میں زیرو لینڈ کے لئے اپنی جان دے بھی سکتا ہوں اور کسی کی جان لے بھی سکتا ہوں“...... سنگ ہی نے سر جھٹک کر کہا۔

”تمہاری جان لے کر ہم نے کیا کرنا ہے۔ تمہاری تو کھال بھی کسی کام نہیں آئے گی“...... لاٹوش نے اسی انداز میں کہا۔

”تم میں شاید عمران کی روح گھسی ہوئی ہے۔ عمران کی طرح ہر وقت اوٹ پٹانگ بولتے رہتے ہو“...... سنگ ہی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران کی روح مجھ میں نہیں بلکہ میری روح عمران میں گھسی ہوئی ہے۔ وہ میرے انداز میں باتیں اور حرکتیں کرتا ہے“۔ لاٹوش نے کہا۔

”بہرحال میجر پرمود بتاؤ۔ کیا تم مجھے اپنے ساتھ لے جا رہے ہو یا نہیں“...... سنگ ہی نے لاٹوش کو نظر انداز کرتے ہوئے میجر

پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے میجر پرمود تمہیں اپنی گود میں اٹھا کر لے جائے گا“...... لاٹوش نے کہا لیکن سنگ ہی نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی جیسے وہ اس کی کوئی بات سن ہی نہ رہا ہو۔

”نو میجر۔ یہ زیرو لینڈ کا ایجنٹ ہے اور زیرو لینڈ پوری دنیا پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھتا ہے۔ زیرو لینڈ کے ایجنٹ سفاک ہونے کے ساتھ ساتھ انسانیت کے دشمن بھی ہیں اور ہم اپنے ساتھ انسانیت کے دشمنوں کو کہیں نہیں لے جا سکتے“...... لیڈی بلیک نے کہا

”سنا تم نے لیڈی بلیک نے کیا کہا ہے“...... میجر پرمود نے سنگ ہی کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہارا بھی یہی فیصلہ ہے“...... سنگ ہی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”میرا اور میرے ساتھیوں کا ایک ہی فیصلہ ہوتا ہے لیکن چونکہ ہماری تعداد بے حد کم ہے اور تم کسی بھی حوالے سے ہی سہی ہمیں گولڈن کرسٹل تک پہچانے کے لئے تعاون کر سکتے ہو اس لئے میرے خیال میں تمہیں ساتھ لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تمہاری اس بات سے میں اتفاق کرتا ہوں جو تم نے کچھ دیر پہلے کہی تھی کہ گولڈن کرسٹل کس کے ہاتھ آئے گا یہ تو اس کے ملنے کے بعد ہی پتہ چلے گا“...... میجر پرمود نے کہا تو لیڈی بلیک ایک

طویل سانس لے کر رہ گئی۔ میجر پرمود کے اس فیصلے پر اسے کوئی حیرت یا پریشانی نہیں ہوئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ میجر پرمود کوئی بھی فیصلہ بغیر سوچے سمجھے نہیں کرتا۔ اس کے ہر فیصلے کے پیچھے کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور چھپی ہوئی ہوتی ہے۔

''گڈ شو۔ یہ ہوئی نا بات۔ اب دیکھو میں تمہارے ساتھ مل کر اسرائیل کے خفیہ فوجی ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن کو کیسے تباہ کرتا ہوں''......سنگ ہی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''آؤ۔ دیکھتے ہیں''...... میجر پرمود نے کہا اور وہ سب ایک بار پھر جھیل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ چونکہ جھیل کا پاٹ بے حد چوڑا تھا اور اس وقت پانی بھی انتہائی سرد تھا اس لئے وہ جھیل تیر کر عبور نہیں کرنا چاہتے تھے۔ انہیں چونکہ جھیل کی دوسری جانب جانا تھا اس لئے وہ جھیل کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے تاکہ جھیل کے ساتھ ساتھ ہوتے ہوئے لمبا چکر کاٹ کر جھیل کی دوسری جانب چلے جائیں۔

وہ تیز تیز چلتے ہوئے جھاڑیوں بھرے راستے سے گزر رہے تھے۔ وہاں درختوں کی بہتات تھی اور ان میں بعض درختوں کی شاخیں اس قدر پتلی پتلی اور لمبی تھیں کہ وہ سانپوں کی طرح لٹکتی ہوئی جھیل کے پانی میں ڈوبی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھی ان شاخوں کو ہٹاتے اور نیچے اُگی ہوئی کانٹے دار جھاڑیوں سے بچتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔

ے سے آگے میجر پرمود تھا۔ اس کے پیچھے سنگ ہی پھر لیڈی
، اور لیڈی بلیک کے پیچھے لاٹوش چلا آ رہا تھا۔ کیپٹن نوازش اور
پٹن توفیق ان کے پیچھے تھے کہ اچانک لیڈی بلیک اور اس کے
موجود لاٹوش اچھل کر نیچے گرے۔ ان کے منہ سے بے اختیار
یں نکل گئیں۔

ان دونوں کی چیخیں سن کر سنگ ہی اور میجر پرمود بری طرح
چونک پڑے۔ وہ تیزی سے پلٹے اور پھر یہ دیکھ کر ان دونوں
آنکھیں پھیلتی چلی گئیں کہ وہ دونوں نیچے گرے ہوئے تھے اور
درخت جس کے نیچے سے وہ گزر رہے تھے اس کی پتلی اور
نوں والی شاخیں سانپوں کی طرح حرکت کرتی ہوئیں ان دونوں
جسم سے لپٹی جا رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ زندہ اور
ان آشام درخت ہو جس کی شاخیں اچانک حرکت میں آ گئی تھیں
رلیڈی بلیک اور لاٹوش ان شاخوں کی گرفت میں آ گئے تھے۔
پٹن توفیق اور کیپٹن نوازش بھی ٹھٹھک گئے تھے۔ شاخیں اس قدر
زی سے لیڈی بلیک اور لاٹوش کے جسم کے گرد لپٹی تھیں کہ ان
جسم ان شاخوں میں چھپ کر رہ گئے تھے۔ دوسرے لمحے
اخوں کو زور دار جھٹکا لگا اور وہ لیڈی بلیک اور لاٹوش کو تیزی سے
رخت کی جانب کھینچنا شروع ہو گئیں۔

ان دونوں کو درخت کی جانب کھنچتے دیکھ کر کیپٹن نوازش اور کیپٹن توفیق اچھل کر پیچھے ہٹ گئے۔ ان کا پیچھے ہٹنا تھا کہ اسی

لمحے ایک اور درخت کی شاخیں حرکت میں آئیں اور ان دونوں کے
پیروں سے لپٹتی چلی گئیں دوسرے لمحے شاخوں کو زور دار جھٹکے لگے
اور وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر گر گئے اور پھر نیچے پڑی ہوئی
شاخیں سانپوں کی طرح حرکت کرتی ہوئیں ان دونوں کے جسموں
پر بھی لپٹتی چلی گئیں۔

"یہ زندہ درخت ہے۔ یہ زندہ درخت ہے۔ جلدی کرو پیچھے
ہٹ جاؤ نہیں تو زندہ درخت کی شاخیں ہمیں بھی پکڑ لیں گی"۔
سنگ ہی نے اچھل کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"احمق۔ زندہ درخت نے ہمارے ساتھیوں کو پکڑ لیا ہے۔ پیچھے
ہٹو۔ اگر ہم نے انہیں ان شاخوں سے نہ بچایا تو یہ ان چاروں کے
خون چوس کر انہیں ہلاک کر دیں گے"...... میجر پرمود نے غصیلے لہجے
میں کہا۔ اس نے فوراً اپنی جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور
دوسرے لمحے اس نے ان شاخوں پر فائرنگ کرنا شروع کر دی جو
لیڈی بلیک اور لاٹوش کو درخت کی جانب کھینچ رہی تھیں۔ فائرنگ
ہوتے ہی شاخیں کٹتی چلی گئیں اور جو شاخ کٹتی اس کے دونوں
سروں سے اس طرح سے خون کے فوارے ابل پڑتے جیسے ان میں
خون ہی خون بھرا ہوا ہو۔ یہ دیکھ کر سب سے پیچھے موجود آفتاب
سعید نے بھی اپنا مشین پسٹل نکالا اور اس نے بھی ان شاخوں پر
فائرنگ کرنی شروع کر دی جن میں کیپٹن نوازش اور کیپٹن توفیق
پھنسے ہوئے تھے۔

شاخوں نے ان چاروں کو اس بری طرح سے جکڑ لیا تھا کہ ان
جسم اب ذرا سی بھی جنبش نہیں کر رہے تھے یا پھر شاید زہریلے
ئے چبھتے ہی ان پر غشی سی طاری ہوگئی تھی۔

"یہ ایسے ختم نہیں ہوں گے۔ ان درختوں کا خاتمہ کرنا پڑے
پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں ان درختوں کو نشانہ بناتا ہوں"...... سنگ
نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے فوراً اپنے لباس سے ایک چپٹی
گن نکال لی جو دیکھنے میں بالکل شیشے کی بنی ہوئی دکھائی دے
تھی۔ اس گن کا رنگ نیلا تھا اور اس کی نال چپٹی اور کافی لمبی
جس پر سوراخ نہیں تھا بلکہ شیشے کا ایک چوکور سا ٹکڑا لگا ہوا تھا۔
ہی نے گن کا رخ ایک درخت کی طرف کیا جس کی شاخوں
لیڈی بلیک اور لاٹوش کو جکڑ رکھا تھا۔ اس نے گن کا بٹن پریس
ای لمحے گن سے زرد رنگ کی ایک شعاع نکل کر درخت کے
ے سے ٹکرائی۔

دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس درخت کا تنا پھٹ
ریوں بکھرتا چلا گیا جیسے اس پر لگا ہوا کوئی طاقتور بم پھٹ پڑا
درخت کے تنے سے خون کا ایک فوارا سا چھوٹ پڑا۔ جیسے ہی
ت تباہ ہوا اس کی نیچے گری ہوئی شاخیں چر مر سی ہوتی چلی
یں۔ سنگ ہی نے گن کا رخ دوسرے درخت کی طرف کیا اور
کا بٹن پریس کیا تو گن سے ایک بار پھر شعاع نکلی اور دوسرے
ت کے بھی پرخچے اڑتے چلے گئے اور اس درخت سے بھی خون

ابلنا شروع ہو گیا۔

میں نے دونوں خون آشام درخت تباہ کر دیئے ہیں۔ تم جلدی سے ان سب کو شاخوں سے آزاد کراؤ۔ تب تک میں جھیل کے کنارے ایسے باقی درختوں کے ٹکڑے اُڑاتا ہوں“...... سنگ ہی نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے اردگرد موجود اسی جیسے درختوں پر زرد شعاعیں پھینکنا شروع کر دیں۔ درخت دھماکے سے پھٹ پڑتے اور ان سے خون پھوٹ نکلتا۔ دھماکے سے تباہ ہونے والے درخت کے ٹکڑے عقب کی طرف گرے تھے جس سے سنگ ہی، آفتاب سعید اور میجر پرمود پر نہ تو درخت کے ٹکڑے گرے تھے اور نہ ان درختوں سے نکلنے والا خون جسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے کسی جیتے جاگتے انسان کی ایک جھٹکے سے گردن اُڑا دی گئی ہو۔

میجر پرمود اور آفتاب سعید فوراً اپنے ساتھیوں پر جھک گئے تھے انہوں نے اپنے تھیلوں سے خنجر نکال لئے تھے اور اپنے ساتھیوں کے جسموں پر لپٹی ہوئی شاخوں کو تیزی سے کاٹنا شروع کر دیا تھا۔ ان شاخوں کے واقعی چھوٹے چھوٹے بے شمار کانٹے ان کے ساتھیوں کے جسموں میں گھسے ہوئے تھے۔ کانٹے اس قدر زہریلے تھے کہ ان کے چبھتے ہی لیڈی بلیک، لاٹوش، کیپٹن توفیق اور کیپٹن نوازش بے ہوش ہو گئے تھے۔

سنگ ہی سائیڈ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اس طرف سے مسلسل دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے اسے وہاں بہت سے

زندہ درخت مل گئے ہوں اور وہ ان سب درختوں کو تباہ کرتا چلا جا رہا ہو۔

”یہ چاروں تو بے ہوش ہیں۔ ان کے رنگ بھی زرد پڑتے جا رہے ہیں جیسے زندہ درختوں نے فوراً ہی ان کا خون چوس لیا ہو“۔ آفتاب سعید نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”ہاں۔ یہ درخت بے حد خطرناک ہوتے ہیں اور چند ہی لمحوں میں جانداروں کے جسم کا سارا خون چوس جاتے ہیں۔ اگر سنگ ہی فوراً ان درختوں کو تباہ نہ کرتا تو ان کے جسموں میں شاید خون کا ایک قطرہ بھی نہ بچتا“...... میجر پرمود نے کہا۔

”انہیں اب کیسے ہوش میں لایا جائے۔ کیا میں جھیل سے پانی لا کر ان پر چھڑکوں“...... آفتاب سعید نے اسی طرح سے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”نہیں۔ ابھی رکو۔ مجھے ان کے جسم بے حد لاغر ہوتے ہوئے معلوم ہو رہے ہیں۔ پانی کے چھینٹوں سے انہیں ہوش نہیں آئے گا“...... میجر پرمود نے کہا۔

”پھر کیسے ہوش آئے گا انہیں“...... آفتاب سعید نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے سنگ ہی بھاگتا ہوا واپس آ گیا۔

”یہاں تو زندہ درخت کثرت سے موجود ہیں۔ میں نے کناروں کی طرف موجود تمام درختوں کو ختم کر دیا ہے۔ ان کی شاخیں بھی اُڑا دی ہیں۔ اب ہمیں آگے بڑھنے میں کوئی خطرہ نہیں

ہے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''کیا تم ان خون آشام درختوں کے بارے میں پہلے سے
جانتے تھے''...... آفتاب سعید نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے ایسے درختوں کا سنا تو تھا لیکن یہ میں نہیں جا
تھا کہ یہ درخت صحرائی جنگل میں بھی موجود ہو سکتے ہیں۔ ایسے
درخت عموماً افریقہ کے شمالی جنگلوں یا پھر برازیل کے خطرناک
جنگلوں میں ہی پائے جاتے ہیں''...... سنگ ہی نے کہا۔

''یہ صحرا بھی تو افریقہ میں ہی موجود ہے۔ اس لئے ان درختوں
کا یہاں ہونا کون سی عجیب بات ہے''...... آفتاب سعید نے کہا۔

''ہاں لیکن صحرائی علاقوں میں ان درختوں کو دیکھ کر مجھے حیرت
ضرور ہوئی ہے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''ہمارے ساتھی بے ہوش ہو چکے ہیں اور ان کے رنگ بھی زرد
ہیں۔ دیکھو انہیں اور بتاؤ کیا یہ جلد ٹھیک ہو سکتے ہیں''...... پرمود
نے کہا تو سنگ ہی نیچے پڑی ہوئی لیڈی بلیک اور اس کے ساتھیوں
کو دیکھنے لگا۔ پھر وہ نیچے جھکا اور اس نے باری باری ان چاروں
کی گردنوں کی مخصوص رگوں پر انگلیاں رکھیں اور انہیں چیک کرنے
لگا۔ پھر اس نے ان چاروں کی آنکھوں کے پپوٹے اٹھائے۔ لیڈی
بلیک، لاٹوش، کیپٹن توفیق اور کیپٹن نوازش کی آنکھوں میں بھی
زردی دکھائی دے رہی تھی۔

''اوہ۔ ان کے جسموں سے تو خاصا خون چوسا جا چکا ہے۔

ں اس حال میں ہوش میں لانا مناسب نہیں ہوگا''...... سنگ ہی
، کہا۔

''تو پھر کیا کیا جائے''...... میجر پرمود نے تشویش زدہ لہجے میں
ہا۔

''میرے پاس بھوک پیاس مٹانے والی اور انرجی سے بھرپور
لیاں ہیں۔ میں ان کے منہ میں دو دو گولیاں ڈال دیتا ہوں۔
گولیوں سے کچھ ہی دیر میں ان کے جسموں کی توانائی بحال ہو
ئے گی اور یہ خود ہی ہوش میں آ کر اٹھ کر کھڑے ہو جائیں
''...... سنگ ہی نے کہا اور اس نے ایک جیب سے ایک لمبے
والی بوتل نما شیشی نکالی۔ اس شیشی میں گول اور چھوٹی چھوٹی
ید گولیاں بھری ہوئی تھیں۔ سنگ ہی نے شیشی کا ڈھکن کھولا اور
نے شیشی سے آٹھ گولیاں نکال لیں۔ اور اس نے دو گولیاں
ر پرمود اور دو گولیاں آفتاب سعید کو دے دیں۔

''دو دو گولیاں ان کے منہ میں ڈالو اور ان کا ناک منہ بند کر
، ان کا سانس روک دو۔ سانس رکنے کی وجہ سے ان کے جسم کو
لگیں گے اور یہ فوراً گولیاں نگل لیں گے''...... سنگ ہی نے کہا
آفتاب سعید استفہامیہ نظروں سے میجر پرمود کی جانب دیکھنے لگا
، وہ اس سے پوچھ رہا ہو کہ کیا انہیں سنگ ہی جیسے شیطان پر
بار کر لینا چاہئے۔

''اس وقت اس پر اعتبار کرنے کے سوا اور کیا بھی کیا جا سکتا

ہے“...... میجر پرمود نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں جواب
دیتے ہوئے کہا تو آفتاب سعید ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔
میجر پرمود، لیڈی بلیک کے قریب بیٹھ گیا۔ اس نے لیڈی بلیک ک
منہ کھولا اور اس کے منہ میں سنگ ہی کی دی ہوئی دو گولیاں ڈال
دیں۔ اس کے منہ میں گولیاں ڈالتے ہی میجر پرمود نے لیڈی بلیک
کا ناک پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ پکڑ لیا۔ چند لمحوں بع
لیڈی بلیک کا جیسے ہی دم گھٹنا شروع ہوا اس نے منہ کھولنے ک
کوشش کی تو گولیاں اس کے حلق سے نیچے اتر گئیں۔ میجر پرمود ن
ایک لمحہ اس کی ناک اور منہ پکڑے رکھا پھر اس نے لیڈی بلیک ک
ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔ اس نے لیڈی بلیک کا منہ کھول ک
دیکھا لیکن گولیاں اس کے منہ میں نہیں تھیں۔ یہ دیکھ کر سنگ ہ
نے اسے مزید دو گولیاں دے دیں۔ میجر پرمود لاٹوش کے قری
آ گیا۔

آفتاب سعید نے دو گولیاں کیپٹن توفیق کے منہ میں ڈال ک
اس کی ناک پکڑتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ پکڑ لیا تھا
جب کیپٹن نوازش کا دم گھٹنا شروع ہوا تو اس نے بھی سانس لی
کے لئے منہ کھولنے کی کوشش کی تو دونوں گولیاں اس کے حلق
نیچے اتر گئیں۔ اسی طرح سنگ ہی نے اسے مزید دو گولیاں دی
تاکہ وہ یہ گولیاں کیپٹن توفیق کو بھی کھلا سکے۔ میجر پرمود نے لاٹوش
کو بھی گولیاں کھلا دی تھیں۔ آفتاب سعید نے کیپٹن توفیق کو بھ

گولیاں کھلا دیں۔

”بس چند منٹ انتظار کرو۔ ابھی ان کے چہروں کی زردی کم ہونا شروع ہو جائے گی۔ جیسے ہی ان کے رنگ بحال ہوں گے سمجھ لینا کہ ان کی جانیں بچ گئی ہیں“...... سنگ ہی نے کہا اور وہ دونوں غور سے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھنے لگے اور پھر چند لمحوں کے بعد جب ان کے رنگ بحال ہونے شروع ہوئے تو یہ دیکھ کر میجر پرمود اور آفتاب سعید کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں ان چاروں کے زرد رنگوں میں سرخی سی ابھرنا شروع ہو گئی۔ سنگ ہی نے جھک کر ان سب کی نبضیں چیک کیں اور ایک بار پھر ان کی آنکھیں کھول کھول کر دیکھنے لگا۔

”گڈ۔ ان چاروں کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ چند ہی لمحوں میں انہیں خود ہی ہوش آ جائے گا“...... سنگ ہی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ پھر کچھ دیر گزرنے کے بعد سب سے پہلے لیڈی بلیک نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی چند لمحے وہ خالی خالی آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھتی رہی پھر جیسے ہی اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک آئی وہ یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”اوہ اوہ۔ وہ درخت۔ مجھے تو درخت کی شاخوں نے پکڑ لیا تھا اور میرے سارے جسم پر نوکیلے کانٹے چبھ گئے تھے“...... لیڈی بلیک نے تیز لہجے میں کہا۔ کانٹوں کی چبھن اسے اب بھی محسوس ہو

رہی تھی۔ اسی لمحے لاٹوش پھر کیپٹن نوازش اور پھر کیپٹن توفیق نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ ان سب کی بھی حالت لیڈی بلیک سے مختلف نہیں ہوئی تھی۔ کانٹے چبھنے کی وجہ سے ان سب کے لباس جگہ جگہ سے پھٹ گئے تھے جہاں سے خون رس آیا تھا۔ میجر پرمود اور آفتاب سعید نے انہیں ساری تفصیل بتا دی۔ یہ سن کر وہ سنگ ہی کی جانب تشکرانہ نظروں سے دیکھنے لگے جس نے اس بار حقیقی طور پر ان کی جان بچائی تھی۔

''جب تک ہم گولڈن کرسٹل تک نہیں پہنچ جاتے اس وقت تک ہم ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں۔ اس لئے تمہیں میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... سنگ ہی نے ان کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے کہا۔

''پھر بھی ایک دشمن ہو کر تم نے جس طرح سے ہماری جانیں بچائی ہیں اس کے لئے ہم دل سے تمہارے ممنون ہیں اور ہم کوشش کریں گے کہ کسی طرح سے تمہارا یہ احسان چکا سکیں''...... لیڈی بلیک نے کہا۔

''احسان چکانے کا بہترین طریقہ تو یہ ہو گا کہ جیسے ہی تمہیں گولڈن کرسٹل ملے اسے بلا حیل و حجت میرے حوالے کر دینا۔ اس طرح میرا کام بھی ہو جائے گا اور میرا تم پر کیا ہوا احسان بھی پورا ہو جائے گا''...... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے تو وہ ہنس پڑے۔

اسی لمحے انہیں اپنے سروں پر تیز 'بھیں بھیں' کی آوازیں سنائی دیں۔ انہوں نے سر اٹھائے تو ان کے سروں کے اوپر سے ہزاروں سرخ رنگ کی بڑی بڑی مکھیاں گزر رہی تھیں۔ اس قدر تعداد میں سرخ مکھیوں کو دیکھ کر ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ سرخ مکھیاں انتہائی زہریلی تھیں جو اگر انہیں کاٹ لیتیں تو وہ سرخ بخار میں مبتلا ہو جاتے جس سے ان کی جان بھی جا سکتی تھی۔ ان سب نے چونکہ سنگ ہی کا کلاٹلس کے پتوں سے بنایا ہوا لیپ لگا رکھا تھا اس لئے سرخ مکھیاں ان کے قریب بھی نہیں آ رہی تھیں۔

''دن نکلنے والا ہے اس لئے لگتا ہے جنگل جاگ اٹھا ہے اور جنگل کے تمام جاندار شکار کی تلاش میں نکل آئے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم پر کوئی اور مصیبت نازل ہو ہمیں فوراً اس جنگل سے نکل جانا چاہئے''...... سنگ ہی نے سرخ مکھیاں دیکھتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے جنگل کے دوسرے کنارے کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

''تم نے جس گن سے زندہ درختوں کو نشانہ بنایا تھا اس سے زور دار دھماکے ہوئے تھے۔ کیا اس گن میں کوئی بلاسٹر ریز موجود ہے جس سے ایک لمحے میں بڑے بڑے درختوں کے پرخچے اُڑ گئے تھے''...... آفتاب سعید نے سنگ ہی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ اسی لئے اس گن کو بلاسٹ گن کہا جاتا ہے۔ اس گن سے نکلنے والی ریز فولادی چٹانوں کے بھی پرخچے اُڑا دیتی ہے''۔

سنگ ہی نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اگر اسرائیل کا خفیہ فوجی ٹھکانہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے تو کیا انہوں نے جنگل میں ہونے والے دھماکوں کی آوازیں نہیں سنی ہوں گی"...... لیڈی بلیک نے کہا۔

"کیوں نہیں سنی ہوں گی۔ ظاہر ہے ان تک دھماکوں کی آوازیں ضرور پہنچ گئی ہوں گی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان دھماکوں کا پتہ لگانے کے لئے اس جنگل کی طرف آ جائیں۔ اس لئے ہمیں مسلح رہنا چاہئے۔ کسی بھی وقت ہمارا مسلح افراد سے ٹکراؤ ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے"...... میجر پرمود نے کہا تو ان سب نے فوراً اپنے تھیلوں سے مخصوص اسلحہ نکال کر اپنی جیبوں میں ڈالنا شروع کر دیا تاکہ ان سے بروقت کام لیا جا سکے۔ وہ جھیل کے کنارے کنارے ہوتے ہوئے جھیل کی دوسری طرف آ گئے تھے۔ سامنے درختوں کا بڑا جھنڈ تھا۔ وہ زندہ درختوں کو چیک کرتے ہوئے اور احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے جا رہے تھے۔

انہیں وہاں ریت کے رنگ کے بے شمار چھوٹے چھوٹے سانپ بھی دکھائی دیئے تھے۔ سرخ مکوڑوں کے ساتھ ساتھ وہاں زہریلے سیاہ مکڑوں کی بھی کوئی کمی نہیں تھی۔ ان مکوڑوں اور زہریلے سانپوں کو دیکھ کر وہ فوراً اپنا راستہ بدل لیتے تھے۔ مسلسل ایک گھنٹہ چلنے کے بعد وہ جنگل کے آخری حصے پر پہنچ گئے۔ درختوں کے جھنڈ کی دوسری طرف انہیں ایک بار پھر صحرا دکھائی دینا شروع ہو گیا تھا۔ وہ

بھی صحرا کی طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ اسی لمحے اچانک درختوں سے بے شمار سیاہ لباس والے کودنا شروع ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور انہوں نے سیاہ لباسوں کے ساتھ چہروں پر بھی سیاہ نقاب چڑھا رکھے تھے۔ وہ چاروں طرف سے درختوں سے کودے تھے اور انہوں نے آن واحد میں میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غیظ وغضب سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ غار نما آفس میں موجود تھا اور اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام رکھا تھا اور اس کے چہرے پر انتہائی وحشت کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے سامنے کرنل فرانک پریشان حال بیٹھا ہوا تھا۔

کرنل ڈیوڈ نے کرنل فرانک کی تلاش میں جو سینڈ بلٹس بھیجیں تھیں۔ وہ صحرا کے ایک حصے سے کرنل فرانک کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ کرنل فرانک انہیں ایک میدانی علاقے میں پڑا ہوا مل گیا تھا۔ اس کا سارا جسم ریت سے بھرا ہوا تھا اور وہ وہاں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

کرنل فرانک کو تلاش کرنے میں میجر ہیرس کو سینڈ بلٹس میں لگی ہوئی سرچ مشینوں نے بے حد مدد دی تھی۔ وہ سینڈ بلٹس لے کر

ی جگہ پہنچ گیا تھا جہاں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی ھیں۔ یہ لاشیں اس قافلے کے افراد کی تھیں جنہیں کرنل فرانک یک کرنے کے لئے گیا تھا اور خوفناک طوفان کا شکار ہو گیا تھا۔ لوفان نے سارے قافلے کو بکھیر کر رکھ دیا تھا۔ قافلے کے بے شمار فراد ہلاک ہو گئے تھے۔

میجر ہیرس سینڈ بلٹس لے کر ان لاشوں کے گرد کرنل فرانک کو ڈھونڈ رہا تھا۔ وہاں کچھ زخمی افراد بھی موجود تھے۔ میجر ہیرس نے انہیں بھی سرچ مشین سے چیک کیا تھا اور جب سرچ مشین نے بتایا کہ ان زخمیوں میں کرنل فرانک شامل نہیں ہے تو وہ زخمیوں پر سینڈ بلٹس سے فوراً فائرنگ کرنا شروع کر دیتا اور انہیں وہیں ہلاک کر دیتا۔ مسلسل اور کافی تلاش کے بعد اچانک سینڈ بلٹ کی سرچ مشین نے کرنل فرانک کا کاشن دینا شروع کر دیا۔ کاشن دیکھ کر میجر ہیرس بے حد خوش ہوا اور وہ سینڈ بلٹ فوراً اس طرف لے گیا جہاں سے اسے کرنل فرانک کا کاشن مل رہا تھا۔ تھوڑی سی ہی تلاش کے بعد اسے کرنل فرانک مل گیا۔ جو کافی زخمی تھا۔

میجر ہیرس نے فوراً سینڈ بلٹ سے نکل کر ریت کے نیچے سے کرنل فرانک کو نکالا اور پھر اسے سینڈ بلٹ میں ڈال کر کوہ باگر کی طرف لے گیا۔ اس نے وہاں موجود سینڈ بلٹس کے افراد کو حکم دیا تھا کہ وہاں انہیں اب جو بھی زندہ یا زخمی دکھائی دے وہ اسے فوراً ہلاک کر دیں۔

کرنل فرانک کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔ اس کی حالت دیکھ کر کرنل ڈیوڈ پریشان ہو گیا تھا۔ پہلے اس نے سوچا کہ کرنل فرانک کی ٹریٹمنٹ کے لئے اسے فوری طور پر کسی تیز رفتار ہیلی کاپٹر کے ذریعے واپس اسرائیل بھیج دے تاکہ اس کا کسی ہسپتال میں بہتر علاج ہو سکے لیکن کوہ باگر کے کیمپ میں اعلیٰ درجے کے ڈاکٹر بھی موجود تھے اس لئے انہوں نے کرنل فرانک کی حالت دیکھ کر کرنل ڈیوڈ کو تسلی دے دی تھی کہ وہ اس کی یہاں بھی ٹریٹمنٹ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ کرنل ڈیوڈ کے حکم سے کرنل فرانک کی جان بچانے کی سرتوڑ کوششیں کی گئیں اور کرنل فرانک کی حالت خطرے سے باہر آ گئی۔ کرنل فرانک کو جسمانی چوٹیں تو بہت لگی تھیں لیکن اس کی کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی تھی اس لئے اس کا علاج کامیاب رہا تھا اور اسے جلد ہی ہوش آ گیا تھا۔

کرنل فرانک کے جسم کے تقریباً ہر حصے پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ جب اسے ہوش آیا تو کرنل ڈیوڈ نے اس سے خصوصی طور پر ملاقات کی اور پھر کرنل فرانک نے جب اسے بتایا کہ وہ کرنل فریدی تک پہنچ گیا تھا اور کرنل فریدی نے عین وقت پر پانسہ پلٹ دیا تھا تو کرنل ڈیوڈ کو بے حد غصہ آیا۔ لیکن جب کرنل فرانک نے بتایا کہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی بھی خوفناک طوفان کا شکار ہو گئے تھے تو کرنل ڈیوڈ کو سکون آ گیا۔ اسے میجر ہیرس نے بھی بتایا تھا کہ جہاں سے انہیں کرنل فرانک ملا تھا وہاں ہر طرف لاشیں اور

زخمی بکھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے زخمیوں کی کوئی مدد نہیں کی تھی بلکہ انہیں وہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ جس پر کرنل ڈیوڈ کو یقین ہو گیا کہ ان لاشوں اور زخمیوں میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھی بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

کرنل فرانک چلنے پھرنے کے قابل تھا وہ کرنل ڈیوڈ کے ساتھ مل کر کام کر رہا تھا۔ سینڈ بلاسٹس ریت کے نیچے چاروں طرف گھومتی ہوئیں مسلسل گولڈن کرسٹل تلاش کرنے میں مصروف تھیں لیکن تاحال کرنل ڈیوڈ کو کوئی حوصلہ افزاء خبر نہیں ملی تھی۔

کرنل فرانک ابھی تھوڑی دیر پہلے کرنل ڈیوڈ کے پاس آیا تھا اور وہ دونوں آپس میں بات چیت کر رہے تھے کہ اچانک کرنل ڈیوڈ کو ٹرانسمیٹر پر ایک روح فرسا اطلاع ملی۔ اطلاع کے مطابق چند نامعلوم افراد نے نارتھ کمانڈ کو مکمل طور پر تباہ کر دیا تھا جہاں اسرائیل کا ایک خفیہ میزائل اسٹیشن بھی تھا۔ اس خبر کو سن کر کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کے ہوش اُڑ گئے تھے۔ ابھی وہ اس خوفناک خبر کے اثر سے نکلے بھی نہ تھے کہ ایک اور ٹرانسمیٹر کال موصول ہوئی اور کرنل ڈیوڈ کو بتایا گیا کہ جس طرح سے نارتھ کمانڈ کو تباہ کیا گیا تھا اسی طرح ساؤتھ کمانڈ کو بھی تباہ کر دیا گیا تھا۔ اسرائیل کے دو خفیہ فوجی ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن تباہ ہو چکے تھے جن کی خبر کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک پر بجلی بن کر گری تھی۔ اس کے پاس ایسٹ وے سے میجر پرمود کے صحارا میں داخل ہونے کی خبریں تھی۔ اسی طرح

اسے معلوم تھا کہ نارتھ وے سے کرنل فریدی اور اس کے ر
صحارا میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ ساؤتھ وے
حوالے سے اس کے پاس کوئی اطلاع نہیں تھی۔ اب اچانک نا
کمانڈ بھی ختم ہو چکی ہے اور ساؤنڈ کمانڈ بھی۔ کرنل ڈیوڈ کو سمجھ
نہیں آ رہا تھا کہ نارتھ کمانڈ اور ساؤتھ کمانڈ کو کس نے اور کیسے
کیا ہے۔ نارتھ کمانڈ کی طرف کرنل فریدی کے آنے کا خطرہ تھا ج
کے بارے میں کرنل فرانک نے بتایا تھا کہ کرنل فریدی اور اس
تمام ساتھی صحرائی طوفان کا شکار بن چکے ہیں اور ان میں سے ک
ایک کے بھی زندہ ہونے کے چانس نہیں ہیں۔ اگر کرنل فریدی ا
اس کے ساتھی واقعی طوفان کی نذر ہو چکے تھے تو پھر اس طرح ا
اچانک نارتھ کمانڈ میں کون گھس گیا تھا جس سے ناتھ کمانڈ کے ہیڈ
کیمپ کے ساتھ ساتھ وہاں موجود میزائل اسٹیشن بھی تباہ کر دیا تھا۔
کرنل ڈیوڈ ان دونوں کمانڈز کی تباہی کا سن کر پریشان ہو گیا تھا اور
سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔ ان دونوں کمانڈز کی تباہی کی وجہ سے ہی وہ
اس قدر پریشان اور غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔
''ہونہہ۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی
طوفان میں پھنس کر ہلاک ہو گئے ہوں۔ وہ اور عمران ایک جیسی
ڈھیٹ مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ انہیں اگر اس قدر آسانی سے
موت آنی ہوتی تو اور چاہئے ہی کیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ جس
طرح تم زندہ بچ گئے ہو اسی طرح سے کرنل فریدی اور اس کے

ھی بھی زندہ بچ گئے ہوں گے۔ نارتھ کمانڈ کی تباہی میں سوائے
ے کے کسی اور کا ہاتھ ہو ہی نہیں سکتا''...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے
ئے کہا۔
''تم ٹھیک کہہ رہے ہو کرنل ڈیوڈ۔ مجھے بھی لگ رہا ہے کہ کرنل
ی اور اس کے ساتھی ہی ہیں جو نارتھ کمانڈ کو تباہ کرنے کی
ن رکھتے ہیں۔ لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ ساؤتھ
ر کو کس نے تباہ کیا ہو گا۔ تم نے کہا تھا کہ اس طرف سے تمہیں
ی آمد کی اطلاع نہیں ہے۔ تمہارے خفیہ ایجنٹ ساؤتھ وے
ا طرف پھیلے ہوئے ہیں اگر اس طرف سے کوئی آتا تو تمہیں اس
ے بارے میں فوراً علم ہو جاتا''...... کرنل فرانک نے کہا۔
''ہاں۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ نارتھ وے سے کون آیا
جس نے آتے ہی ساؤتھ کمانڈ کو تباہ کر دیا ہے۔ اس طرف
عمران کے آنے کا امکان ہو سکتا تھا لیکن وہاں سے عمران تو کیا
ا عام شخص کے بھی صحرا میں داخل ہونے کی مجھے کوئی خبر نہیں ملی
'...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
'عمران دنیا کا عیار ترین انسان ہے۔ اس سے کوئی بعید نہیں
ا انتہائی خفیہ طریقے سے صحارا میں داخل ہو گیا ہو اور اس کے
، میں تمہارے ایجنٹوں کو پتہ ہی نہ چلا ہو''...... کرنل فرانک
ا۔
تو کیا تمہیں شک ہے کہ ساؤتھ وے سے عمران اور اس کے

ساتھی ہی آئے ہیں اور انہوں نے ہی ساؤتھ کمانڈ تباہ کی ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"شک نہیں مجھے یقین ہے کہ یہ کام سوائے عمران کے اور کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ تم نے بتایا تھا کہ میجر پرمود اور اس کی ٹیم ایسٹ وے کی طرف موجود ہیں اور انہوں نے ایسٹ وے کے جی پی فائیو کے ایک سب ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی کوشش کی تھی اور اس ہیڈ کوارٹر سے وہ ایک کار میں فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ان کی کار جس طرف گئی تھی اس طرف ہیڈ کوارٹر سے میزائل فائر کئے گئے تھے اور تم نے یہ بھی بتایا تھا کہ سرچ کے دوران تمہارے ایجنٹوں کو صحرا کے اس حصے میں میجر پرمود کی کار بھی الٹی ہوئی مل گئی تھی۔ ریت پر ان کے پیدل آگے بڑھنے کے نشان تھے لیکن آگے جا کر ان کے قدموں کے نشان بھی ختم ہو گئے تھے۔ صحرا کے جس حصے میں ان کے قدموں کے نشان ختم ہوئے تھے وہاں بے شمار گڑھے اور انتہائی گہری کھائیاں تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان میں سے کسی گہرے گڑھے یا کھائی میں گر گئے ہوں۔ اسی لئے اس طرف اب تک خاموشی ہے ورنہ نارتھ اور ساؤتھ وے سے تو دو بڑی تباہیوں کی اطلاعات آ چکی ہیں۔ نارتھ وے کی تباہی میں کرنل فریدی کا ہاتھ ہے جبکہ ساؤتھ وے عمران نے ہی تباہ کیا ہو گا۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم فوری طور پر سینڈ بلٹس کی فورس بھیجو اور انہیں پورے صحرا میں پھیلا دو۔ میجر ہیرس سے کہو کہ صحرا میں انہیں ایک

معمولی کیڑا بھی رینگتا ہوا دکھائی دے تو وہ اسے فوراً کچل دیں۔ عمران اور کرنل فریدی اگر صحرا میں ہیں تو میجر ہیرس اور اس کی ٹیم سینڈ بلٹس سے انہیں آسانی سے تلاش کر لیں گے اور وہ انہیں ہلاک بھی کر سکتے ہیں"...... کرنل فرانک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ پہلے میں ان میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لے رہا تھا لیکن اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اگر وہ نارتھ کمانڈ اور ساؤتھ کمانڈ تباہ کر سکتے ہیں تو پھر وہ کوہ باگر تک بھی پہنچ سکتے ہیں اور میں انہیں یہاں نہیں دیکھنا چاہتا۔ گو کہ میں نے کوہ باگر کے بیس کلو میٹر کے دائرے میں بلیو لائٹ گلوب پھیلا رکھا ہے جس میں داخل ہونے والا ایک معمولی کیڑا بھی فوراً جل کر راکھ ہو جائے گا لیکن اس کے باوجود مجھے کوئی رسک نہیں لینا چاہئے۔ عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود اور اس کے ساتھی جس قدر جلد ہلاک ہو جائیں ہمارے لئے اتنا ہی اچھا ہو گا ورنہ خواہ مخواہ ہم ان کی طرف سے پریشانی میں مبتلا رہیں گے۔ ہمارے پاس پچاس سینڈ بلٹس ہیں۔ میں ان سب کو عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کی تلاش پر لگا دیتا ہوں۔ ایک بار یہ تینوں اور ان کے ساتھی ہلاک ہو جائیں پھر ہم یہاں اطمینان سے بیٹھ کر گولڈن کرسٹل تلاش کرتے رہیں گے"۔ کرنل ڈیوڈ نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس کام کے لئے سینڈ بلٹس کی کمانڈ میرے حوالے کر دو۔

میں خود صحرا میں جا کر انہیں تلاش کروں گا اور وہ مجھے جہاں دکھائی
دیئے میں انہیں ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا او
انہیں دیکھتے ہی ان پر موت بن کر جھپٹ پڑوں گا''...... کرنل
فرانک نے کہا۔

''کیا اس حالت میں تم سینڈ بلٹس کی کمانڈ سنبھال لو گے''۔
کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''ہاں۔ میں اب نارمل ہوں۔ میرے جسم پر چند چھوٹے موٹے
زخم ہیں اور پھر مجھے سینڈ بلٹ کے اندر ہی رہنا ہے۔ سینڈ بلٹ
سے نکل کر مجھے ان سے دست بدست نہیں لڑنا جو وہ مجھے نقصان
پہنچا سکیں گے۔ ایک بار وہ مجھے مل جائیں تو پھر میں انہیں دیکھتے
ہی سینڈ بلٹس سے ان پر فائرنگ شروع کرا دوں گا اور سینڈ بلٹس
کے تمام میزائل داغ کر ان کے ٹکڑے اُڑا دوں گا''...... کرنل
فرانک نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو میں میجر ہیرس کو بلا
کر اسے احکامات دے دیتا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''ہاں۔ بلا لو اسے''...... کرنل فرانک نے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے
اپنی میز کی دراز کھولی اور اس میں سے جدید ساخت کا ایک
ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ ٹرانسمیٹر آن کر کے
میجر ہیرس سے رابطہ کرتا اسی لمحے ٹرانسمیٹر کا ایک بلب خود بخود جل
اٹھا اور اس سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں سنائی دینے لگیں۔

''اب کس کی کال آئی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچتے
ئے کہا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو اس سے نکلنے
ٹوں ٹوں کی آواز ختم ہو گئی اور ساتھ ہی جلنے والا بلب بھی بجھ
۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک آدمی کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو ہیلو۔ الیون ہنڈرڈ کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر سے
ل کال دیتے ہوئے کہا جا رہا تھا۔

''یس۔ کرنل ڈیوڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے
ص انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

''سر میں کنٹرول سیکشن سے الیون ہنڈرڈ بات کر رہا ہوں۔
'...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ کی آواز سنتے ہی انتہائی
انہ لہجے میں کہا گیا۔

'بولو۔ کیوں کال کی ہے نانسنس۔ بولو۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ
ی انداز میں غراتے ہوئے پوچھا۔

'کوہ باگر کے جنوب مشرق میں کوہ باگر جیسا ایک پہاڑی سلسلہ
ہے جو کوہ باگر کی طرح طویل تو نہیں ہے لیکن وہاں بھی کوہ
یسی ہی ٹھوس چٹانیں اور ٹھوس زمین موجود ہے۔ اس پہاڑی
لو کوہ اگانگ کہا جاتا ہے۔ کنٹرول روم کے راڈار سسٹم پر مجھے
ہیلی کاپٹر کا کاشن ملا تھا جو کوہ اگانگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔
نے فوراً سرچنگ مشین آن کی اور اس کا لنک سیٹلائٹ سے کر
ہ اگانگ کی طرف آنے والے ہیلی کاپٹر کو چیک کرنا شروع

کر دیا۔ ہیلی کاپٹر ساؤتھ کمانڈ کا تھا جس سے چند روز قبل ساؤتھ کمانڈ کو فوجی رسد کے ساتھ ضروری سامان پہنچایا گیا تھا۔ میں حیران ہو رہا تھا کہ اس ہیلی کاپٹر کو تو ساؤتھ کمانڈ کے پاس ہونا چاہئے تھا اور میری اطلاع کے مطابق ساؤتھ کمانڈ تباہ ہو چکا تھا پھر یہ ہیلی کاپٹر کوہ اگانگ کی طرف کیوں آ رہا ہے۔ میں نے اس ہیلی کاپٹر کا کلوز لیا اور اسے لائیو سرچ کرنا شروع ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر میں تقریباً پندرہ افراد سوار ہیں۔ جن میں چار عورتیں ہیں اور باقی سب مرد ہیں۔ میں نے ان سب کے چہرے کلوز لے کر ان کی ڈیجیٹل کیمرے سے تصویریں لے لی تھیں۔ ان تصویروں کو میں نے سپیشل ڈیٹا چیکنگ مشین میں ڈال کر چیک کیا۔ تو مشین کے ڈیٹا کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور عمران کی تصویریں ان تصویروں سے میچ کر گئیں۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ نے رکے بغیر تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ اسے خدشہ تھا کہ جیسے ہی وہ رکا کرنل ڈیوڈ نے سارا غصہ اسی پر نکال دینا ہے۔ اس کے آخری الفاظ سن کر کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک بری طرح سے اچھل پڑے۔

''کیا کہا تم نے علی عمران۔ اس ہیلی کاپٹر میں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میں نے ایک بار نہیں کئی بار ان کا ڈیٹا میچ کیا ہے اور ہر بار مجھے مشین سے یہی رپورٹ ملی ہے کہ وہ علی عمران اور اس

کے ساتھی ہی ہیں۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غیظ وغضب سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

''نانسنس۔ وہ کس طرف سے آ رہے ہیں۔ یہ کیوں نہیں بتایا نانسنس۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے پوچھا۔

''ہیلی کاپٹر ساؤتھ وے سے آ رہا ہے جناب۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا اندازہ غلط نہیں تھا نانسنس۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے جنہوں نے ساؤتھ کمانڈ کو تباہ کیا تھا اور وہ ساؤتھ کمانڈ سے ہی ہیلی کاپٹر لے کر آ رہے ہیں نانسنس۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہی ہے سر۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ نے کہا۔

''ان کا ہیلی کاپٹر کوہ باگر سے کتنی دور ہے۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''کوہ باگر سے تو ان کا ہیلی کاپٹر بے حد دور ہے جناب البتہ وہ کوہ اگانگ کے بے حد نزدیک ہیں اور ان کا ہیلی کاپٹر کوہ اگانگ کی طرف آتے ہوئے بلندی سے نیچے آتا جا رہا ہے شاید وہ کوہ اگانگ میں ہی لینڈ کرنا چاہتے ہیں۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ وہ کوہ اگانگ کیوں جا رہے ہیں۔ کیا وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ گولڈن کرسٹل کوہ اگانگ میں کہیں موجود ہے۔

اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''یہ میں نہیں جانتا جناب۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ نے کہا۔
''کوہ اگانگ اور کوہ باگر کا درمیانی فاصلہ کتنا ہے۔ اوور''
کرنل ڈیوڈ نے چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد پوچھا۔
''تقریباً پچیس کلو میٹر کا فاصلہ ہے سر۔ اوور''...... الیون ہنڈر
نے جواب دیا۔
''ہونہہ۔ تو وہ لائٹ بلیو گلوب سے پچیس کلو میٹر دور ہیں۔
اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
''یس سر۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ نے کہا۔
''اوکے۔ تم ایک کام کرو۔ میجر ہیرس کو کال کرو اور اس سے کہو
کہ وہ جہاں بھی ہے فوراً سینڈ بلٹس کو لے کر واپس آ جائے اور مجھ
سے آ کر ملے۔ اٹ از موسٹ ایمر جنسی۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے
کرخت لہجے میں کہا۔
''اوکے۔ سر میں ابھی انہیں کال کر کے آپ کا پیغام پہنچا دیتا
ہوں۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اوور اینڈ
آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔
''تو یہ عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے جنہوں نے ساؤتھ کمانڈ
کو تباہ کیا ہے''...... کرنل فرانک نے کرنل ڈیوڈ کو ٹرانسمیٹر آف
کرتے دیکھ کر کہا۔
''ہاں۔ نجانے یہ لوگ کس راستے سے ساؤتھ کمانڈ میں داخل

دئے تھے۔ ان کے صحارا میں داخل ہونے کی مجھے کوئی رپورٹ
ہیں ملی تھی''...... کرنل ڈیوڈ نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے
دئے کہا۔
''بہرحال اچھا ہوا ہے جو ان کے بارے میں پتہ چل گیا ہے
کہ وہ کہاں ہیں۔ میں ابھی کوہ اگانگ جا کر ان سب کو ہلاک کر
دں گا۔ جب تک میں اپنے سامنے ان کی لاشوں کے ٹکڑے نہ
یکھ لوں گا اس وقت تک میں ان کی موت کا یقین نہیں کروں
گا''...... کرنل فرانک نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی
ات ہوتی ایک بار پھر ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ کرنل ڈیوڈ نے الیون
ہنڈرڈ سے بات کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر میز پر رکھ دیا تھا۔ اس نے
اتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔
''یس کرنل ڈیوڈ ہیئر۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر آن کر
کے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔
''الیون ہنڈرڈ بول رہا ہوں جناب۔ اوور''...... دوسری جانب
سے ایک بار پھر الیون ہنڈرڈ کی آواز سنائی دی۔
''اب کیا ہوا ہے نانسنس۔۔ ابھی تو تم سے بات ہوئی تھی۔ پھر
دوبارہ کال کیوں کی ہے۔ نانسنس۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے
لہجے میں کہا۔
''جناب۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرح کرنل فریدی اور
ان کے ساتھی بھی کوہ اگانگ کی طرف آ رہے ہیں۔ اوور''۔ الیون

ہنڈرڈ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرا
ایک بار پھر اچھل پڑے۔

''کرنل فریدی۔ کیا مطلب ہے تمہارا نانسنس۔ اوور''...... ک
ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''میں اگانگ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک کر رہا
جناب۔ ان کا ہیلی کاپٹر کوہ اگانگ کے میدانی علاقے میں اتر
تھا۔ ابھی میں انہیں چیک کر رہا تھا کہ اسی وقت راڈار سے
ایک بار پھر سگنل ملنا شروع ہو گئے۔ میں نے راڈار سکرین چیک
تو مجھے مزید دو ہیلی کاپٹر دکھائی دیئے۔ میں نے دونوں ہیلی کاپٹرو
کو سیٹلائٹ سسٹم سے لنک کیا اور انہیں چیک کرنے لگا۔ دونو
ہیلی کاپٹروں میں کئی افراد موجود تھے۔ میں نے فوراً ان سب کی
تصویریں لیں اور انہیں کمپیوٹر میں فیڈ کر دیں۔ کچھ ہی دیر میں کمپیو
سسٹم نے ان کی میچنگ ڈیٹا سے مجھے کنفرم کیا ہے کہ دونوں ہ
کاپٹروں میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ وہ س
بھی میک اپ تھے لیکن کمپیوٹرائزڈ سسٹم نے ان کی بھی کنفرمیشن ک
دی ہے۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ نے نان اسٹاپ اور انتہائی تیز ت
بولتے ہوئے کہا۔

''تمہاری ایک بات بھی سمجھ میں نہیں آئی نانسنس۔ تم انسان ہ
یا ٹیپ ریکارڈر۔ نانسنس۔ آہستہ بکو نانسنس۔ ورنہ میں ابھی تمہیں
شوٹ کر دوں گا۔ نانسنس۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے جھنجھلائے

ے لہجے میں کہا تو الیون ہنڈرڈ نے وہی تفصیل بتا دی جو اس
پہلے بتائی تھی اس بار اس نے ساری تفصیل آہستہ آہستہ دوہرائی
اور تفصیل سن کر کرنل ڈیوڈ نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچ

''کیا کرنل فریدی اور اس کے ساتھی نارتھ وے سے آ رہے
۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''یس سر۔ ان دونوں ہیلی کاپٹروں کا رخ بھی کوہ اگانگ کی
ہی ہے۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ نے جواب دیا۔

''حیرت ہے۔ عمران بھی کوہ اگانگ میں موجود ہے۔ نانسنس۔
ب کرنل فریدی بھی کوہ اگانگ کی طرف جا رہا ہے۔ آخر کوہ
میں ہے کیا جو وہ دونوں نانسنس وہیں جا رہے ہیں۔
۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''وہاں تو کچھ بھی نہیں ہے سر۔ میں نے اپنی نگرانی میں کوہ
کو چیک کیا تھا۔ شمسی طوفان کا کا رخ اس طرف ہوا ہی نہیں
لئے گولڈن کرسٹل کے وہاں ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں
ہے۔ گولڈن کرسٹل تو کیا اس علاقے میں ایک شہاب ثاقب
ہیں گرا تھا سر۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ نے کہا۔

''تو پھر وہ دونوں وہیں کیوں گئے ہیں۔ بولو نانسنس۔ اوور''۔
ڈیوڈ نے کہا۔

''شاید انہوں نے کوہ باگر کے گرد لائٹ گلوب کو دیکھ لیا ہو گا

اور وہ اس سے بچنے کے لئے ڈائریکٹ یہاں آنے کی بجائے
اگا نگ کی طرف چلے گئے ہوں۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ نے
تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ ہو سکتا ہے۔ عمران اور کرنل فریدی کی نظروں
لائٹ بلیو گلوب کی حقیقت چھپ نہیں سکتی۔ وہ دونوں نانسنس
سمجھ گئے ہوں گے کہ اس طرف آنا ان کی موت کا باعث بن
ہے۔ بہرحال تم ان پر نظر رکھو اور دیکھو کیا کرنل فریدی اور اس
ساتھی واقعی کوہ اگا نگ کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ اگر وہ عمران
اس کے ساتھیوں کی طرح کوہ اگا نگ میں لینڈ کر جائیں تب
انفارم کر دینا۔ اور میں نے تمہیں میجر ہیرس سے بات کرنے کو
تھا۔ نانسنس۔ کیا تم نے اسے میرا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اوور''۔ کر
ڈیوڈ نے کہا۔

''یس سر۔ وہ سینڈ بلٹس کو واپس لا رہے ہیں۔ تھوڑی ہی
میں وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اوور''...... الیون ہنڈرڈ
کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''یہ سب واقعی انتہائی ڈھیٹ مٹی کے بنے ہوئے ہیں
نانسنس۔ موت کے منہ میں جا کر بھی یہ زندہ بچ جاتے ہیں جیسے
موت بھی انہیں نگلنے سے ڈرتی ہو۔ نانسنس''...... کرنل فرانک
منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ یہ نانسنس ہر بار یقینی موت کو جل دے کر نکل جا

ہا۔ لیکن اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ تم فوراً سینڈ بلٹس لے کر کوہ
اگا نگ پہنچ جاؤ اور وہاں جاتے ہی سینڈ بلٹس پر لگے ہوئے
میزائلوں سے ان پر حملہ کر دو۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے تمہیں
چاہے کوہ اگا نگ کو ہی کیوں نہ مکمل طور پر تباہ کرنا پڑے کر دینا۔
اس بار وہ کسی بھی حال میں تمہارے ہاتھوں زندہ نہیں بچنے
چاہئیں۔ یہ درست ہے کہ بلیو لائٹ گلوب میں داخل ہونا ان کے
بس کی بات نہیں ہے اور ہم ان سے پچیس کلو میٹر دور ہیں لیکن اس
کے باوجود میں گولڈن کرسٹل کے لئے کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔
اس لئے ان کا ہلاک ہونا بے حد ضروری ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے
مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ تم سے زیادہ وہ مجھے کھٹکتے ہیں۔ میرا بس چلتا تو
وہ کب کے میرے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہوتے۔ خیر جو کام پہلے
نہیں ہوا وہ اب ہو گا۔ اب میں انہیں ہلاک کرنے کے لئے اپنی
پوری طاقت لگا دوں گا۔ اس بار میں انہیں ہلاک کر کے ہی دم لوں
گا''...... کرنل فرانک نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا
اور میجر ہیرس اندر آ گیا۔ اس نے اندر آتے ہی کرنل فرانک اور
کرنل ڈیوڈ کو سیلوٹ کیا۔

کرنل ڈیوڈ اسے کرنل فرانک کے بارے میں ہدایات دینا
شروع ہو گیا کہ اس کی جگہ اب کرنل فرانک سینڈ بلٹس کی کمانڈ
سنبھالے گا۔ میجر ہیرس کو بھلا اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ پھر

کرنل فرانک اٹھ کر میجر ہیرس کے ساتھ کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ ابھی میجر ہیرس اور کرنل فرانک کمرے سے نکل کر باہر گئے ہی تھے کہ اسی لمحے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس میں سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آواز کمرے میں ابھرنا شروع ہوگئی۔

حصہ چہارم ختم شد

گولڈن جوبلی نمبر

گولڈن کرسٹل

حصہ پنجم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

سیاہ لباس والے مسلح افراد کو دیکھتے ہی وہ سب ٹھٹھک گئے۔
اہ لباس والوں کی تعداد بیس کے قریب تھی اور وہ ان کے چاروں
راف میں موجود درختوں سے کودے تھے اور انہیں اپنے گھیرے
ں لے لیا تھا۔
''خبردار۔ اپنا اسلحہ پھینک دو ورنہ بھون کر رکھ دیں گے''۔ ایک
ہ لباس والے نے کڑک کر کہا۔ میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں اور
ک ہی کی طرف دیکھا پھر انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں
ارہ کرتے ہوئے اچانک نیچے جھکتے ہوئے اپنے اطراف میں
لے ہوئے سیاہ لباس والوں پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ سیاہ
ں والوں کو شاید اس قدر اچانک حملے کی توقع نہ دی۔ وہ ٹریگر
تے دباتے رہ گئے اور ان پر گولیاں برس پڑیں۔ فائرنگ کرتے
میجر پرمود اور اس کے ساتھی چھلانگیں لگاتے ہوئے زندہ بچ

جانے والے سیاہ لباسوں والوں کے اوپر سے ہوتے ہوئے ان کے عقب میں آ گئے اور پھر اس سے پہلے کہ سیاہ لباس والے پلٹ کر ان کی طرف فائرنگ کرتے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں نے ان پر فائرنگ کھول دی اور وہ چیختے وہیں ڈھیر ہو گئے۔

فائرنگ ہوتے ہی سامنے جھاڑیوں سے بھی کئی سیاہ لباس والے نکلے اور انہوں نے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں پر اندھا دھند فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر سنگ ہی نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور ہوا میں رول ہوتا چلا گیا۔ رول ہوتے ہوئے اس نے جیب سے انتہائی پھرتی سے بلاسٹر گن نکالی اور پھر اس نے اسی طرح رول ہوتے ہوئے بلاسٹر گن سے ان جھاڑیوں کی طرف بلاسٹر ریز فائر کر دی جہاں سے سیاہ لباس والے فائرنگ کر رہے تھے۔ زرد رنگ کی شعاع بجلی کی سی تیزی سے جھاڑیوں کی طرف بڑھی۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور جھاڑیوں میں چھپے ہوئے سیاہ لباس والوں کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔

"چاروں طرف پھیل جاؤ۔ جلدی۔ جو نظر آئے اسے اڑا دو"۔ میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا اور لمبی لمبی چھلانگیں مارتا ہوا درختوں کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی بھاگ کر درختوں کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ان پر مختلف اطراف سے فائرنگ کی جا رہی تھی۔ جس طرف سے ان پر فائرنگ ہوتی وہ فوراً دوسری طرف کود جاتے اور پھر وہ بھی جوابی فائرنگ کرنا شروع کر دیتے۔

جنگل کے اس حصے میں شاید سیاہ لباس والے ضرورت سے زیادہ تعداد میں موجود تھے۔ ہر طرف سے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔

جنگل کے اس حصے میں درختوں کی کثرت تھی اور جھاڑیاں بھی کافی گھنی اور اونچی اونچی تھیں جس سے انہیں ارد گرد دشمنوں کی موجودگی کا صحیح طور پر اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔ وہ ان کے چیخنے اور بھاگنے دوڑنے کی آوازوں کا اندازہ لگا کر ان پر فائرنگ کر رہے تھے اور سنگ ہی بلاسٹر گن سے دشمنوں کے پرخچے اڑا رہا تھا۔ سیاہ لباس والے مسلح افراد درختوں پر بھی چھپے ہوئے تھے جنہیں سنگ ہی اڑے ہاتھوں لے رہا تھا۔ جیسے ہی اسے کسی درخت پر کوئی سیاہ لباس والا دکھائی دیتا وہ بلاسٹر گن سے درخت کے ساتھ سیاہ لباس والے کے بھی ٹکڑے اڑا دیتا۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی دشمنوں کی فائرنگ سے بچنے کے لئے جھاڑیوں میں مختلف اطراف میں رینگ رہے تھے۔ جس سے دشمنوں کی چلائی ہوئی گولیاں ان کے سروں سے سائیں سائیں کرتی ہوئی گزرتی جا رہی تھیں۔

کچھ ہی دیر میں میدان صاف ہو گیا۔ وہاں پچاس کے قریب سیاہ لباس والے مسلح افراد موجود تھے جنہیں ان سب نے انتہائی پھرتی اور تیزی سے پسپا کرتے ہوئے ہلاک کر دیا تھا۔ سیاہ لباس والوں کے ہلاک ہوتے ہی جنگل میں جیسے یکلخت خاموشی سی چھا

گئی تھی۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی بدستور جھاڑیوں میں دبکے ہوئے تھے۔ وہ کان لگا کر ارد گرد کی آوازیں سننے کی کوشش کر رہے تھے کہ شاید جھاڑیوں میں یا جھاڑیوں کی دوسری طرف اب بھی مسلح افراد چھپے ہوئے ہوں اور وہ موقع کا انتظار کر رہے ہوں کہ خاموشی دیکھ کر میجر پرمود اور اس کے ساتھی جیسے ہی اٹھیں گے وہ ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دیں گے۔

''کیا خیال ہے۔ کیا سب ختم ہو گئے ہیں یا ابھی کچھ باقی ہیں''...... لیڈی بلیک نے رینگ کر میجر پرمود کی طرف آتے ہوئے کہا۔

''خاموشی سے تو ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے کوئی بھی زندہ نہیں بچا ہے لیکن ہمیں جلد بازی سے گریز کرنا چاہئے ہو سکتا ہے کہ کچھ مسلح افراد جان بوجھ کر خاموش ہو گئے ہوں اور ہماری تاک میں بیٹھے ہوں کہ ہم خاموشی دیکھ کر اٹھیں گے تو وہ ہمیں دیکھتے ہی ہم پر فائرنگ کھول دیں گے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی ایسا ہی شک ہو رہا ہے''...... لیڈی بلیک نے کہا۔

''تم سب یہیں رکو۔ میں آگے جا کر دیکھتا ہوں۔ اگر میدان صاف ہوا تو میں تم سب کو بتا دوں گا''...... میجر پرمود نے کہا۔

''میں تمہارے ساتھ چلوں''...... لیڈی بلیک نے کہا۔

''نہیں۔ میں اکیلا ہی جاؤں گا''...... میجر پرمود نے سنجیدگی سے کہا تو لیڈی بلیک سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔ میجر پرمود کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ وہ چند لمحے جھاڑیوں میں دبکا رہا پھر اس نے آہستہ آہستہ جھاڑیوں میں آگے کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔

آگے بڑھ کر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک منی راڈ بم نکالا اور اس کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے اسے پوری قوت سے سامنے کی طرف اچھال دیا جس طرف سے کچھ دیر پہلے تواتر سے فائرنگ کی جا رہی تھی۔ راڈ بم پھینکتے ہی میجر پرمود نے اپنا سر زمین سے لگا لیا۔ اسی لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا لیکن اس دھماکے کے ساتھ کوئی انسانی چیخ سنائی نہیں دی تھی۔

میجر پرمود نے چند لمحے وہیں رک کر ارد گرد کی سن گن لی اور پھر اسی انداز میں آگے رینگتا چلا گیا۔ وہ کافی دیر تک جھاڑیوں میں رینگتا رہا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا البتہ جھاڑیوں میں جگہ جگہ سیاہ لباس والے مسلح افراد کی لاشیں ضرور بکھری ہوئی تھیں۔ میجر پرمود ہر طرح تسلی کر لینے کے بعد اطمینان بھرے انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''آ جاؤ سب۔ یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے''...... میجر پرمود نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو آواز دیتے ہوئے کہا تو اس کی آواز سن کر لیڈی بلیک اور باقی سب سکون کا سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے اس طرف بڑھتے چلے

گئے جس طرف سے انہیں میجر پرمود کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ سہ
محتاط انداز میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے جنگل کی دوسری طرف
بڑھتے چلے گئے جہاں صحرا پھیلا ہوا تھا۔

جنگل کے سرے پر انہیں دس سیاہ رنگ کی جیپیں دکھائی دیں
ان جیپوں کو دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ مسلح افراد انہی جیپوں پر وہا
آئے تھے اور ظاہر ہے وہ جنگل میں ہونے والے دھماکوں کی
آوازیں سن کر اس طرف متوجہ ہوئے تھے۔

جیپیں بالکل خالی تھیں۔ ان میں کوئی نہیں تھا۔ صحرا کے جس
حصے سے جیپیں آئی تھیں وہاں دور تک ان جیپوں کے نشان دکھائی
دے رہے تھے۔

''کیا خیال ہے۔ ان جیپوں سے اسی طرف چلیں جہاں سے یہ
جیپیں آئی ہیں یا کسی اور طرف جانا ہے''...... لیڈی بلیک نے ایک
بار پھر میجر پرمود سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہم اسرائیلی فورس کے خفیہ ٹھکانے سے زیادہ دور نہیں ہیں۔
لگے ہاتھوں اگر ہم ان کا یہ ٹھکانہ تباہ کر دیں تو ہمارے لئے یہ بہتر
ہو گا''...... میجر پرمود نے کہا تو لیڈی بلیک نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔

''تو پھر ہم انہی جیپوں سے چلتے ہیں''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

''جیپوں کے ٹائروں کے نشان دور تک جاتے دکھائی دے
رہے ہیں۔ اگر ہم نے پیدل چلنا شروع کیا تو پتہ نہیں کتنا چلنا

پڑے گا۔ اس لئے پیدل چل کر ٹانگیں تھکانے سے بہتر ہے کہ یہ
کام ہم جیپوں کے ٹائروں کو سونپ دیں''...... لاٹوش نے کہا تو وہ
سب مسکرا دیئے۔

''کہیں ایسا نہ ہو کہ خفیہ ٹھکانے سے ہمیں چیک کر لیا جائے اور
پھر ہمیں وہیں سے جیپوں سمیت میزائلوں سے نشانہ بنا دیا جائے۔
کھلے صحرا میں میزائلوں سے بچنے کے لئے ہمارے پاس کوئی جائے
پناہ بھی نہیں ہو گی''...... آفتاب سعید نے کہا۔

''اس کی تم فکر نہ کرو۔ میرے پاس ایک مشین ہے جسے اگر میں
آن کر دوں تو اس سے ایک پروٹیکشن ریز نکل کر ہمیں اپنے حصار
میں لے لے گی۔ یہ ریز نہ صرف ہمیں چاروں طرف سے ہونے
والی فائرنگ سے بچا لے گی بلکہ اگر ہم پر میزائل بھی فائر کئے گئے
تو وہ بھی پروٹیکشن ریز سے ٹکرا کر اپنا رخ بدل لیں گے''...... سنگ
ہی نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

سنگ ہی نے لباس کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک
چھوٹی سی کمپیوٹرائزڈ مشین نکال لی جس پر چھوٹے چھوٹے ایریل لگے
ہوئے تھے۔ سنگ ہی نے ان ایریلوں کو نکال کر مشین پر لگے چند
بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے چھوٹی سی مشین سے
زوں زوں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں اور اس پر لگے ہوئے مختلف
رنگوں کے بلب جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔

''یہ لو۔ پروٹیکشن ریز آن ہو گئی ہے۔ یہ ریز ہمارے اردگرد

بیس میٹر تک پھیل گئی ہے۔ پروٹیکشن ریز کے دائرے میں ہم محفوظ ہیں۔ نہ ہمارے نزدیک کوئی گولی آئے گی اور نہ کوئی میزائل یہاں تک کہ اگر ہمارے ارد گرد تسلسل سے راڈز بم بھی پھینکے گئے تو ان کے پھٹنے سے بھی ہمیں کوئی نقصان نہیں ہو گا''...... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر یہ مشین تمہارے پاس پہلے سے تھی تو تم نے اسے جنگل میں کیوں آن نہیں کیا تھا جب ہمیں چاروں طرف سے سیاہ لباس والے مسلح افراد نے گھیر لیا تھا''...... لاٹوش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس وقت میں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ میں جانتا تھا کہ میجر پرمود جیسا انسان ایسے گھیراؤ کرنے والے افراد کو کسی خاطر میں نہیں لاتا ہے''...... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا اس مشین سے نکلنے والی ریز سے ہم جیپ میں بھی محفوظ رہیں گے''...... کیپٹن نوازش نے پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن اس کے لئے ہم سب کو ایک ہی جیپ میں رہنا ہو گا۔ ایک جیپ کے گرد آسانی سے پروٹیکشن ریز پھیل کر اسے اپنے حصار میں لے لے گی''...... سنگ ہی نے جواب دیا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''پروٹیکشن ریز کے ساتھ تو ہم آسانی سے ان کے خفیہ فوجی

ٹھکانے میں داخل ہو جائیں گے اور پھر وہاں جاتے ہی ہم اسرائیلیوں کو اس قدر خوفناک سبق سکھائیں گے کہ انہیں اپنی نانی دادی سمیت اپنے نانا اور دادا بھی یاد آ جائیں گے''...... لاٹوش نے کہا۔ وہ سب ایک جیپ میں سوار ہوئے۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر آفتاب سعید بیٹھ گیا جبکہ سائیڈ والی سیٹ میجر پرمود نے سنبھال لی۔ لیڈی بلیک، لاٹوش، کیپٹن نوازش، کیپٹن توفیق اور سنگ ہی پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے تھے۔ سنگ ہی نے مشین میجر پرمود کو دے دی تھی تاکہ وہ اسے جیپ کے ڈیش بورڈ پر رکھ دے۔

آفتاب سعید نے جیپ سٹارٹ کی اور پھر وہ اسے موڑتا ہوا اس طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف جیپوں کے ٹائروں کے نشان تھے۔ اسی لمحے انہیں سامنے سے مزید چار جیپیں تیزی سے دوڑتی ہوئیں اس طرف آتی دکھائی دیں۔ جیپوں میں سیاہ لباس والے ہی افراد سوار تھے اور ان جیپوں پر ہیوی مشین گنیں بھی لگی ہوئی تھی۔ سیا جیپوں والوں نے بھی شاید نہیں دیکھ لیا تھا کیونکہ اچانک چاروں جیپوں پر لگی ہوئی مشین گنوں نے شعلے اگلنا شروع کر دیئے تھے۔ جیپیں چونکہ تیزی سے بھاگتی ہوئی آ رہی تھیں اس لئے مشین گنوں سے نکلتی ہوئی گولیاں ان کی جیپ کے اردگرد سے گزر رہی تھیں۔

''کیا ہم بھی پروٹیکشن ریز کی وجہ سے ان پر جوابی فائرنگ نہیں کر سکیں گے''...... لیڈی بلیک نے سنگ ہی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کیوں نہیں کر سکتے۔ یہ پروٹیکشن شیلڈ ہے جس سے ہم ہر قسم کے بیرونی حملوں سے بچ سکتے ہیں جبکہ ہم چاہیں تو دشمنوں کو آسانی سے نشانہ بنا سکتے ہیں"...... سنگ ہی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ جیپ سامنے سے آنے والی جیپوں کی طرف لے چلو آفتاب۔ ہم ان جیپوں کو بھی تباہ کر دیں گے"...... لیڈی بلیک نے کہا تو آفتاب سعید نے جیپ کا رخ سامنے سے آنے والی جیپوں کی طرف کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے جیپ کی رفتار بڑھا دی۔ اس جیپ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر سیاہ لباس والوں نے ان کی طرف شدت سے فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی۔ اس بار انہیں صاف محسوس ہو رہا تھا جیسے گولیاں ان کی جیپ کی طرف آ رہی ہوں اور جیپ سے کچھ فاصلے پر کسی ان دیکھی دیوار سے ٹکرا ٹکرا کر اچٹ رہی ہوں۔

"گڈ شو۔ پروٹیکشن شیلڈ کی وجہ سے تو واقعی ہمیں اور ہماری جیب کو کوئی نقصان نہیں ہو رہا ہے"...... آفتاب سعید نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیڈی بلیک، کیپٹن نوازش اور کیپٹن توفیق نے اپنے تھیلوں سے منی میزائل لانچر کے پارٹس نکال کر انہیں تیزی سے جوڑنا شروع کر دیا تھا۔ چند ہی لمحوں میں ان کے منی میزائل لانچر تیار تھے۔ انہوں نے لانچروں میں ایک ایک فٹ کے میزائل ایڈجسٹ کئے اور پھر وہ تینوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ جیپوں کی چھت نہیں تھی۔ انہوں نے جیپوں پر لگے ہوئے راڈز پر میزائل

لانچر رکھے اور ان سے سامنے سے آنے والی جیپوں کو نشانہ بنانے لگے۔

سیاہ لباس والے مسلح افراد نے بھی شاید یہ بات محسوس کر لی تھی کہ ان کی فائرنگ سے جیپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا۔ ان میں سے بھی چند افراد میزائل لانچر لے کر کھڑے ہو گئے تھے پھر اچانک تین جیپوں سے ایک ساتھ ان کی جیپ پر میزائل فائر کر دیئے گئے۔ میزائل آگ برساتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے ان کی جیپ کی طرف بڑھے۔ آفتاب سعید نے میزائلوں سے بچنے کے لئے جیپ موڑی ہی تھی کہ میزائل ٹھیک اس کی جیپ کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے یوں مڑتے چلے گئے جیسے کسی نے انہیں باقاعدہ دھکا دے کر جیپ سے ٹکرانے سے بچا لیا ہو۔ میزائل گھومتے ہوئے واپس ان جیپوں کی طرف بڑھتے چلے گئے تھے جن سے انہیں فائر کیا گیا تھا۔

سیاہ لباس والے مسلح افراد نے جیسے ہی اپنے میزائلوں کو مڑ کر واپس اپنی طرف آتے دیکھا تو انہوں نے بوکھلا کر چلتی جیپوں سے چھلانگیں لگانی شروع کر دیں لیکن اسی لمحے میزائل ایک ساتھ تین جیپوں سے ٹکرائے اور دوسرے لمحے ماحول یکے بعد دیگرے تین زور دار دھماکوں سے گونج اٹھا۔ میزائلوں نے جیپوں کے ساتھ چھلانگیں لگانے والے افراد کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہوا میں اچھال دیا تھا۔ چوتھی جیپ ان میزائلوں کو جیپوں کی طرف بڑھتے

دیکھ کر فوراً بائیں طرف مڑ گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ جیپ مڑ کر دوبارہ ان کی طرف آتی لیڈی بلیک نے فوراً اس پر میزائل فائر کر دیا۔ میزائل بجلی کی سی تیزی سے اُڑتا ہوا جیپ کے پچھلے حصے سے ٹکرایا اور دھماکے سے اس جیپ کے بھی پرخچے اُڑتے چلے گئے۔

چاروں جیپیں تباہ ہو گئی تھیں اور ان پر سوار سیاہ لباس والوں کے بھی ٹکڑے اُڑ گئے تھے۔ آفتاب سعید اطمینان بھرے انداز میں جیپوں کے جلتے ہوئے ٹکڑوں کے پاس سے اپنی جیپ نکالتا لے گیا۔ مزید ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد انہیں دور سے ایک بہت بڑی اور پرانی عمارت دکھائی دی۔ جیسے ہی وہ عمارت کی طرف بڑھنا شروع ہوئے عمارت کے ایک حصے سے ان پر مسلسل میزائل برسنا شروع ہو گئے۔ میزائل بجلی کی سی تیزی سے اُڑتے ہوئے ان کی جیپ کی طرف آ رہے تھے لیکن پھر جیسے ہی میزائل جیپ کے گرد موجود پروٹیکشن شیلڈ سے ٹکراتے انہیں دھکا سا لگتا اور وہ پلٹ کر واپس عمارت کی جانب بڑھ جاتے۔ دوسرے ہی لمحے عمارت سے نکلے ہوئے میزائل واپس جا کر عمارت سے ہی ٹکرانا شروع ہو گئے۔ یہ دیکھ کر آفتاب سعید نے جیپ کی رفتار اور تیز کر دی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ عمارت کے ایک بڑے پھاٹک کے قریب پہنچ گئے۔ عمارت کے نزدیک جاتے ہی عمارت کے کئی حصوں سے بڑے بڑے سوراخ کھلے اور ان پر چاروں طرف سے فائرنگ ہونا شروع ہو گئی لیکن اس فائرنگ کا ان کی جیپ پر کوئی اثر نہیں ہو رہا

۔ میجر پرمود کے کہنے پر آفتاب سعید جیپ تیزی سے گیٹ کی ب لے جا رہا تھا۔

”سنگ ہی کیا تم مجھے اپنی بلاسٹر گن دے سکتے ہو“...... میجر ود نے کہا تو سنگ ہی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات ں سر ہلایا اور جیب سے بلاسٹر گن نکال کر میجر پرمود کو دے دی۔ ر پرمود نے گن الٹ پلٹ کر دیکھی اور پھر اس نے گن والا ہاتھ پ سے باہر نکالتے ہوئے اس پر لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔ بٹن یس ہوتے ہی گن سے زرد شعاع سی نکل کر عمارت کے گیٹ ے ٹکرائی۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور گیٹ پرزے پرزے ہو کر ڑتا چلا گیا۔ آفتاب سعید جو جیپ لے کر گیٹ کے نزدیک پہنچ یا تھا وہ روکے بغیر جیپ عمارت کے اندر لے گیا۔ جیسے ہی وہ پ عمارت کے اندر لایا اسی لمحے ان پر چاروں طرف سے فائرنگ نا شروع ہو گئی۔ ساتھ ہی مختلف اطراف سے ان پر ہینڈ گرنیڈز ر راڈز بم پھینکے جانے لگے۔ ان کے ارد گرد دھماکوں کے ساتھ گ کا طوفان سا امنڈ آیا تھا لیکن سنگ ہی کی مشین سے نکلنے والی ٹیکشن ریز کی وجہ سے ان پر نہ تو کسی فائرنگ کا اثر ہو رہا تھا نہ سی بم کا اور نہ ہی ان کی جیپ پر کوئی میزائل اثر کر رہا تھا۔ ارت میں داخل ہوتے ہی وہ سب اپنی مشین گنیں لے کر کھڑے و گئے تھے اور پھر انہوں نے اپنے ارد گرد موجود سیاہ لباس والے سلح افراد کو دیکھتے ہی ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔

میجر پرمود کے ہاتھ میں سنگ ہی کی بلاسٹر گن تھی وہ بلاسٹر گن سے عمارت کے احاطے میں موجود جیپوں اور بکتر بند گاڑیوں کو تباہ کر رہا تھا۔ کیپٹن نوازش اور کیپٹن توفیق نے ایک بار پھر اپنے میزائل لانچر اٹھا لئے تھے اور انہوں نے عمارت کے مختلف حصوں پر میزائل فائر کرنے شروع کر دیئے تھے جن سے عمارت پر قیامت سی ٹوٹ پڑی تھی۔

وہ سب جیپ میں ہی سوار عمارت کے مختلف حصوں میں گھومتے پھر رہے تھے اور انہیں جو نظر آ رہا تھا وہ اس پر فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ راڈز بم اور ہینڈ گرنیڈز پھینک رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے عمارت کا ایک بڑا حصہ منہدم ہو کر رہ گیا۔ آفتاب سعید جیپ کو عمارت کے مختلف حصوں سے گزارتا ہوا عمارت کے عقبی حصے میں لے آیا جہاں ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ عمارت کے اس حصے میں بھی کئی مسلح افراد موجود تھے جنہوں نے جیپ کو اس طرف آتے دیکھ کر ان پر شدید فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی جس کے جواب میں ان سب نے بھی سیاہ لباس والے مسلح افراد پر فائرنگ کرنا شروع کر دی اور وہ چیختے ہوئے وہیں ڈھیر ہوتے چلے گئے۔

”جیپ ہیلی کاپٹر کی طرف لے چلو۔ ہمیں اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے“...... میجر پرمود نے تیز لہجے میں کہا تو آفتاب سعید جیپ تیزی سے ہیلی کاپٹر کی جانب لے گیا۔ اس نے جیسے ہی جیپ ہیلی

کاپٹر کے پاس لے جا کر روکی۔ میجر پرمود نے جیپ کے ڈیش بورڈ پر پڑی ہوئی پروٹیکشن ریز والی مشین اٹھائی اور اسے لے کر ہیلی کاپٹر کی جانب دوڑتا چلا گیا۔ میجر پرمود کو ہیلی کاپٹر کی طرف جاتے دیکھ کر وہ بھی اپنے تھیلے اٹھا کر جیپ سے کودے اور ہیلی کاپٹر کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

کچھ ہی دیر میں وہ سب ہیلی کاپٹر میں تھے۔ میجر پرمود نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی تھی اور اس نے جلدی جلدی ہیلی کاپٹر سٹارٹ کرنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھانا شروع ہو گیا تھا۔ جیسے ہی اس نے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھانا شروع کیا اسی لمحے عمارت کے مختلف حصوں میں چھپے ہوئے بے شمار سیاہ لباس والے مسلح افراد نکل آئے اور انہوں نے ہیلی کاپٹر پر بے تحاشہ فائرنگ کرنی شروع کر دی لیکن چونکہ میجر پرمود پروٹیکشن شیلڈ والی مشین اپنے ساتھ ہیلی کاپٹر میں لے آیا تھا اس لئے نیچے سے چلائی جانے والی گولیاں ہیلی کاپٹر سے ٹکرا ہی نہیں رہی تھیں۔

میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھاتے ہی اس کا رخ پلٹا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کا فرنٹ نیچے کی طرف جھکاتے ہوئے ہیلی کاپٹر پر لگی ہوئی مشین گنوں کے دہانے کھول دیئے۔ مشین گنوں سے شعلے نکلے اور نیچے موجود سیاہ لباس والے مسلح افراد اچھل اچھل کر گرتے دکھائی دیئے۔

میجر پرمود ہیلی کاپٹر کو چاروں طرف گھماتے ہوئے عمارت

میں چھپے ہوئے سیاہ لباس والوں پر مسلسل فائرنگ کر رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے میدان صاف ہو گیا۔ میدان صاف ہوتے ہی میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ وہ ہیلی کاپٹر کسی طرف موڑ کر لے جانے کی بجائے اسے عمارت کے اوپر ہی بلند کرتا جا رہا تھا۔

''کیا تم اس عمارت پر میزائل فائر کرنا چاہتے ہو''...... سنگ ہی نے اسے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھاتے دیکھ کر کہا۔

''ہاں۔ عمارت میں موجود صرف مسلح افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ عمارت کا ڈیزائن دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے ان کا خفیہ ٹھکانہ اور میزائل اسٹیشن عمارت کے نیچے ہوں۔ میں میزائل مار کر سب کچھ ختم کر دینا چاہتا ہوں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''نہیں۔ میزائل فائر نہ کرنا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو عمارت میں موجود میزائل اسٹیشن کے میزائل بھی پھٹ جائیں گے جن کے پھٹنے سے ہمیں بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ طاقتور میزائلوں سے شاید ہمیں پروٹیکشن شیلڈ بھی نہ بچا سکے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''تو پھر اس عمارت کو کیسے تباہ کیا جائے۔ ہم اسے تباہ کئے بغیر یہاں سے نہیں جائیں گے''...... میجر پرمود نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''پروٹیکشن ریز والی مشین مجھے دو۔ یہ بلاسٹر مشین بھی ہے۔ میں اسے ایڈجسٹ کر کے نیچے پھینک دیتا ہوں۔ ہمارے یہاں سے

جاتے ہی یہ مشین کسی ایٹم بم کی طرح پھٹ جائے گی جس سے
رف عمارت بلکہ عمارت کے نیچے موجود میزائل اسٹیشن اور ان کا
ٹھکانہ مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا''...... سنگ ہی نے کہا۔

''کیا اس مشین میں ٹائمر بلاسٹر بھی ہے''...... میجر پرمود نے
نکتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ زیرو لینڈ کی ایک محفوظ ترین اور انتہائی تباہ کن ایجاد
جس سے اپنی حفاظت کا بھی بندوبست کیا جا سکتا ہے اور اسی
ن کو بلاسٹنگ مشین میں تبدیل کر کے اس سے بڑی سے بڑی
ت تباہ کی جا سکتی ہے''...... سنگ ہی نے جواب دیا۔

''مجھے بتاؤ۔ کیسے ایڈجسٹ کرنا ہے اسے''...... میجر پرمود نے
ا۔

''اس کے تمام بٹن آف کر دو پھر اس پر لگا ہوا سرخ بٹن پریس
و تو جلتے بجھتے بلب آن ہو جائیں گے۔ جس سے مشین کا بلاسٹر
ٹم آن ہو جائے گا پھر تم اسی سرخ بٹن کر بار بار پریس کرنا۔ تم
ں بار اس بٹن کو پریس کرو گے ہر بار تمہیں ایک منٹ کا ٹائم ملتا
ئے گا۔ ایک بار بٹن پریس کرنے سے مشین میں ایک منٹ کا ٹائم
جسٹ ہو گا۔ دو بار بٹن پریس کرنے سے دو منٹ کا اسی طرح تم
مشین پر دس منٹ تک کا ٹائم ایڈجسٹ کر کے اسے ٹائم بلاسٹر
کتے ہو''...... سنگ ہی نے کہا تو میجر پرمود نے سامنے رکھی ہوئی
ین اٹھائی اور اس کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے پھر اس

نے سنگ ہی کے کہنے کے مطابق مشین کا سرخ بٹن پریس کیا
واقعی مشین پر جلتے بجھتے بلب تسلسل سے جل اٹھے۔ میجر پرمود
سرخ بٹن کو تین بار پریس کیا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کی کھلی ہ
کھڑکی سے ہاتھ نکال کر مشین عمارت کی طرف اچھال دی۔ مش
عمارت کے عین وسط میں گری۔

''جلدی کرو اور ہیلی کاپٹر کو بلندی پر لے جا کر جس تیزی
یہاں سے نکل سکتے ہو نکل جاؤ۔ بلاسٹر مشین اور عمارت میں مو
میزائل پھٹ گئے تو اس سے دور تک ہولناک تباہی پھیل جا
گی''...... سنگ ہی نے چیختے ہوئے کہا تو میجر پرمود نے ہیلی کا
موڑا اور اسے تیزی سے اُڑاتا لے گیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گ
ہوں گے کہ اچانک صحرا زور دار اور کان پھاڑ دینے والے دھماکو
سے بری طرح سے گونجنا شروع ہو گیا۔

عمارت پر جیسے ایک ساتھ سینکڑوں طاقتور میزائل گرے تھ
جنہوں نے عمارت کو ایک لمحے میں تباہ کر دیا تھا۔ ہر طرف آگ
ہی آگ اچھلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ آگ کے ساتھ ریت
ایک طوفان سا اٹھا تھا جو تیزی سے چاروں طرف پھیلتا جا رہا تھا۔

''اس طوفان سے بچنے کی کوشش کرو اور ہیلی کاپٹر کو اور زیاد
تیزی سے آگے لے جاؤ''...... سنگ ہی نے کہا تو میجر پرمود نے
ہیلی کاپٹر کی رفتار اور تیز کر دی۔ ریت اور آگ کا طوفان بجلی کی س
تیزی سے ہیلی کاپٹر کے پیچھے آ رہا تھا۔ طوفان کی رفتار ہیلی کاپٹر

کہیں تیز تھی۔ طوفان کسی بھی لمحے ہیلی کاپٹر سے ٹکرا سکتا تھا۔
میجر پرمود کے چہرے پر اطمینان تھا وہ ہیلی کاپٹر تیز سے تیز
جا رہا تھا کچھ ہی دیر میں آگ اور ریت کا طوفان ہیلی کاپٹر
پیچھے رہ گیا اور ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے صحرا
آگے بڑھتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں اچانک ہیلی کاپٹر کا رخ مڑ
اور یہ دیکھ کر نہ صرف میجر پرمود اور اس کے ساتھی بلکہ سنگ ہی
پریشان ہو گیا کہ ہیلی کاپٹر ان کے کنٹرول سے باہر ہو گیا ہے
ب ہیلی کاپٹر ریڈیو کنٹرول کے تحت خود بخود تیزی سے ایک
بڑھا چلا جا رہا تھا۔ میجر پرمود اور سنگ ہی نے ہیلی کاپٹر کو
موڑنے اور نیچے اتارنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن وہ اپنے
میں کامیاب نہ ہو سکے اور ہیلی کاپٹر انہیں لئے ایک نامعلوم
کی جانب اُڑتا چلا گیا۔

عمران کا ہیلی کاپٹر ایک پہاڑی علاقے میں اتر گیا تھا۔ یہ طویل پہاڑی علاقہ تو نہیں تھا لیکن وہاں ہر طرف چٹیل پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں جن کے درمیان ایک چٹیل میدان بھی دکھائی دے رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر ریڈیو کنٹرول کے ذریعے خود بخود اس پہاڑی علاقے میں اترا تھا۔ جب ہیلی کاپٹر ان پہاڑیوں کی طرف اتر رہا تھا عمران نے شمال کی جانب نیلے رنگ کا ایک بہت بڑا گلوب دیکھا تھا جو ایک بہت بڑے دائرے میں پھیلا ہوا تھا۔ یہ گلوب ایسا جیسے صحرا کے اس حصے سے نیلی روشنی کا فوارا سا ابل رہا ہو اور اس فوارے کی روشنی پھیل کر ایک بڑے دائرے کی صورت میں چاروں طرف گر رہی ہوں۔ اتنے بڑے گلوب کو دیکھ کر عمران حیران رہ گیا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی وہ گلوب دیکھ لیا تھا۔

ہیلی کاپٹر جب پہاڑیوں کے دامن میں آ کر لینڈ ہوا تو اس کے

انجن خود بخود بند ہو گئے۔ عمران اور اس کے ساتھی اپنا سامان اٹھا کر ہیلی کاپٹر سے باہر نکل آئے تھے اور سر اٹھا کر چاروں طرف پھیلی ہوئی پہاڑیوں کی طرف دیکھنا شروع ہو گئے تھے۔

وہ چٹیل میدان میں کھڑے تھے لیکن چونکہ صحرا میں آئے دن آندھیاں اور طوفان آتے رہتے تھے اس لئے چٹیل میدان بھی ریت سے ڈھکا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور یہاں ریت بھی انتہائی گرم تھی اور سورج سے جھلسا دینے والی گرمی پڑ رہی تھی جس سے ان کے جسم پسینے سے بری طرح سے شرابور ہو رہے تھے۔ وہ سب میدانی علاقے سے گزرتے ہوئے ایک چٹیل پہاڑ کی طرف آ گئے جہاں جگہ جگہ بڑے بڑے سوراخ اور غار دکھائی دے رہے تھے۔ گرمی سے بچنے کے لئے وہ ایک غار میں داخل ہو گئے تھے۔ غار بھی کسی تنور کی طرح سے دہک رہا تھا لیکن چونکہ وہاں ڈائریکٹ سورج کی روشنی نہیں پڑتی تھی اس لئے غار میں میدانی علاقے کی نسبت قدرے سکون تھا۔

”سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ہمارا ہیلی کاپٹر آخر کس نے ریڈیو کنٹرول کیا تھا اور ہمیں یہاں لا کر کیوں اتار دیا گیا ہے اور وہ نیلے رنگ کا گلوب کیسا تھا جو دور دور تک پھیلا ہوا تھا“...... جولیا نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت کا عنصر تھا۔

”مجھے تو نہیں لگتا کہ ہمارے ہیلی کاپٹر کو جی پی فائیو نے ریڈیو کنٹرول کیا تھا۔ اگر یہ ان کا کام ہوتا تو وہ ہمیں اس طرح آرام

سے لینڈنگ نہ کراتے۔ یا تو وہ ہمارے ہیلی کاپٹر کو میزائلوں
تباہ کر دیتے یا پھر ہوا میں ہی اس ہیلی کاپٹر کے انجن بند کر کے
چٹیل علاقے میں گرا دیتے تاکہ اس ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہم
بھی ختم ہو جائیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
''اگر یہ کام جی پی فائیو کا نہیں ہے تو پھر کس کا ہے۔ کیا؟
جان بوجھ کر اس پہاڑی علاقے تک پہنچانے کے لئے ہیلی کاپٹر
ریڈیو کنٹرول کیا گیا تھا''...... صفدر نے کہا۔
''مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
''کیوں عمران صاحب۔ آپ کیا کہتے ہیں۔ کیا واقعی کیپٹن
شکیل کا تجزیہ درست ہے''...... نعمانی نے عمران سے مخاطب ہو کر
پوچھا۔
''جس کا تجزیہ ہے اسی سے پوچھو۔ میں بھلا دوسروں کے
بارے میں کیا کمنٹس دے سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔ ان سب
نے صاف محسوس کیا کہ عمران بھی کافی الجھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔
شاید وہ بھی یہی سوچ رہا تھا کہ انہیں ہیلی کاپٹر سے اس پہاڑی
علاقے میں کیوں لایا گیا ہے۔
''چلیں آپ دوسروں کے بارے میں نہیں تو اپنے کمنٹس تو
دے ہی سکتے ہیں نا۔ آپ ہی بتا دیں کہ ہمارے ہیلی کاپٹر کو کس
نے ریڈیو کنٹرول کیا تھا اور ہمیں ان ویران پہاڑیوں میں کیوں
پہنچایا گیا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہیلی کاپٹر ریڈیو کنٹرول ہوا تھا۔ میں نہیں۔ اب ہیلی کاپٹر کو
کس نے ریڈیو کنٹرول کیا تھا اس کے بارے میں یا تو ہیلی کاپٹر کو
پتہ ہو گا یا پھر اسے کنٹرول کرنے والوں کو۔ اب کنٹرول کرنے
والوں کا تو کچھ پتہ نہیں ہے۔ اس لئے اگر یہ بات ہیلی کاپٹر سے
پوچھ سکتے ہو تو پوچھ لو ہو سکتا ہے وہ تمہارے سوال کا جواب
دے دے۔ اگر ہیلی کاپٹر سے تمہیں اس سوال کا جواب مل گیا تو
تمہارے دوسرے سوال کا بھی جواب مل جائے گا کہ ہمیں اس
ویران اور سنسان علاقے میں کیوں اتارا گیا ہے''...... عمران نے
اسی انداز میں جواب دیا اور اس کے جواب دینے کے انداز سے وہ
سمجھ گئے کہ عمران کو بھی اس بات کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکا ہے کہ
ہیلی کاپٹر کس نے ریڈیو کنٹرول کیا تھا اور انہیں خاص طور پر اس
پہاڑی علاقے میں ہی کیوں لایا گیا ہے۔
''لگتا ہے عمران صاحب خود بھی اسی بات پر الجھے ہوئے ہیں۔
انہیں بھی کوئی اندازہ نہیں ہو رہا ہے کہ ہمیں یہاں کیوں لایا گیا
ہے''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''اور وہ نیلا گلوب جس سے صحرا کا ایک بڑا حصہ ڈھکا ہوا ہے
کیا اس کے بارے میں بھی عمران صاحب کچھ نہیں جانتے''۔
اٹی نے کہا۔
''ہاں۔ واقعی وہ عجیب سا گلوب تھا۔ جیسے گلوب کا آدھا حصہ
ت میں چھپا ہوا ہو اور آدھا باہر رہ گیا ہو۔ کیوں عمران صاحب

کیا آپ نیلی روشنی والے اس گلوب کے بارے میں کچھ جانتے ہیں یا اس کے بارے میں بھی ہم اسی گلوب سے ہی جا کر پوچھیں''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے اندازے کے مطابق نیلی روشنی کا گلوب یہاں سے بیس پچیس کلو میٹر دور ہے۔ اگر اس قدر گرمی میں پیدل چل کر وہاں جا سکتی ہو تو چلی جاؤ۔ اور پوچھ لو اسی سے''...... عمران نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تم جلے کٹے انداز میں کیوں بول رہے ہو۔ سیدھی طرح سے جواب نہیں دے سکتے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''جلنے اور کٹنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ پہلے تم اس بات کا فیصلہ کر لو کہ میں جلے ہوئے لہجے میں بات کر رہا ہوں یا کٹے ہوئے لہجے میں''...... عمران نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

''جو بھی ہے۔ تم تو ہم سے اس انداز میں بات کر رہے ہو جیسے ہیلی کاپٹر ریڈیو کنٹرول ہونے میں ہمارا ہاتھ تھا اور ہم ہی تمہیں اس ویران اور سنسان پہاڑیوں میں لے آئے ہوں''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم بھی تو غصے سے بول رہی ہو۔ تم یہ بات مجھ سے پیار سے بھی کہہ سکتی تھی''...... عمران نے کہا۔

''تم سے پیار سے بات کرتی ہے میری جوتی''...... جولیا نے بھنا کر کہا۔

''چلو۔ تم نہ سہی تمہاری جوتی ہی سہی کسی کو تو مجھ سے پیار ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

''تم پیار کا مطلب بھی جانتے ہو''...... روشی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں کیوں نہیں۔ پیار پر ہی تو میں نے ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کی ڈگریاں حاصل کر رکھی ہیں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''تو بتاؤ۔ کیا مطلب ہوتا ہے پیار کا''...... روشی نے جیسے اسے زچ کرنے والے انداز میں کہا۔

''زبانی مجھے یاد نہیں ہے۔ ہاں ڈگریوں پر اس کا مطلب ضرور لکھا ہوا ہے۔ جب ہم واپس جائیں گے تو مجھے یاد دلا دینا میں تمہیں ساری ڈگریاں دکھا دوں گا پھر تم خود پڑھ لینا کہ ان ڈگریوں پر پیار کرنے کا مطلب کیا لکھا ہوا ہے''...... عمران نے کہا تو روشی ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک عمران کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ چونک کر غار کے باہر دیکھنے لگا۔

''کیا ہوا۔ باہر کیا دیکھ رہے ہو''...... جولیا نے اسے چونکتے دیکھ کر پوچھا۔

''ایک منٹ''...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا اور اٹھ کر

تیزی سے غار کے دہانے کی جانب بڑھا۔ غار کے دہانے سے باہر نکل کر اس نے آسمان کی جانب دیکھا اور پھر وہ دہانے سے باہر آ گیا اور تیزی سے اس پہاڑی پر چڑھنا شروع ہو گیا جس کے غار میں وہ چھپے ہوئے تھے۔ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر اس نے چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں اس کی نظریں دور سے آتے ہوئے دو سیاہ رنگ کے ہیلی کاپٹروں پر جم گئیں جو تیزی سے اسی جانب بڑھے چلے آ رہے تھے۔ عمران کے پاس دوربین نہیں تھی اس لئے وہ ان ہیلی کاپٹروں کو کلوز اپ کر کے نہیں دیکھ سکتا تھا کہ یہ کون سے ہیلی کاپٹر ہیں اور ان میں کون آ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹروں کو اس طرف آتے دیکھ کر عمران پہاڑی سے واپس نیچے اترتا چلا گیا۔ پہاڑی سے اتر کر وہ غار میں آ گیا۔

''کیا ہوا۔ کہاں گئے تھے''...... جولیا نے اسے واپس آتے دیکھ کر کہا۔

''میں نے ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنی تھیں۔ اس لئے میں انہیں چیک کرنے کے لئے گیا تھا''...... عمران نے کہا اور اس نے اپنا تھیلا کھولنا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹروں کا سن کر وہ سب بھی چونک پڑے۔ ابھی تک انہیں کسی ہیلی کاپٹر کی آواز نہیں سنائی دی تھی یہ عمران کے ہی کان تھے جن سے اس نے دور سے آنے والے ہیلی کاپٹروں کی آوازیں بخوبی سن لی تھیں۔

''ہو سکتا ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر جی پی فائیو یا پھر ریڈ آرمی کے

ہوں۔ تم سب غار سے نکلو اور اردگرد کی پہاڑیوں میں چھپ جاؤ۔ اگر جی پی فائیو نے ہمیں یہاں آ کر نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو ہم ان کا بھرپور مقابلہ کریں گے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب ہی اپنے تھیلوں پر جھپٹ پڑے اور پھر وہ تھیلوں سے اسلحہ نکال کر اور تھیلے کاندھوں پر ڈال کر تیزی سے غار سے باہر نکلتے چلے گئے۔ غار سے باہر آتے ہی انہیں بھی دو ہیلی کاپٹروں کی آوازیں واضح طور پر سنائی دینا شروع ہو گئیں۔ وہ تیزی سے دائیں بائیں بھاگتے چلے گئے اور انہوں نے فوراً دوسری پہاڑیوں میں بنے ہوئے سوراخوں اور غاروں میں چھپنا شروع کر دیا۔

عمران اسی غار میں موجود تھا۔ اس نے جوزف اور جوانا کو بھی اپنے ساتھ روک لیا تھا جنہوں نے بیگ سے میزائل لانچرز کے پارٹس نکال کر انہیں جوڑنا اور پھر ان میں میزائل ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں پہاڑی علاقہ ہیلی کاپٹروں کی تیز گڑگڑاہٹوں کی آوازوں سے گونجنا شروع ہو گیا اور پھر انہوں نے دو بڑے بڑے گن شپ ہیلی کاپٹروں کو پہاڑی علاقے کے دامن کی طرف آتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر خاصی نیچی پرواز کر رہے تھے۔ وہ سب غور سے ہیلی کاپٹروں کو دیکھ رہے تھے۔ شاید ہیلی کاپٹر والوں نے وہاں پہلے سے موجود شنوک ہیلی کاپٹر کو دیکھ لیا تھا۔ اس لئے وہ ان ہیلی کاپٹر کے قریب ہی اترنا شروع ہو گئے تھے۔

ایک ہیلی کاپٹر شنوک ہیلی کاپٹر کے دائیں جانب اتر آیا اور

دوسرا شنوک ہیلی کاپٹر کے بائیں طرف لینڈ کر رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں دونوں ہیلی کاپٹر وہاں لینڈ کر گئے۔ پھر ہیلی کاپٹروں کے دروازے کھلے اور اس میں سے کئی مسلح افراد اچھل اچھل کر باہر آنا شروع ہو گئے۔ ان سب کے جسموں پر سیاہ رنگ کے لباس تھے۔ یہ ایسے ہی لباس تھے جیسے عمران نے ساؤتھ کمانڈ کی فورس کے جسموں پر دیکھے تھے۔

ان سیاہ لباس والوں کو دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ صحرا میں دوسرے کسی خفیہ فوجی ٹھکانے سے ان کی تلاش میں اسرائیلی فورس کو بھیجا گیا ہے اور چونکہ ان کا ہیلی کاپٹر میدان میں ہی موجود تھا اس لئے وہ اس ہیلی کاپٹر کو دیکھتے ہی نیچے آ گئے تھے۔ ہیلی کاپٹر سے نکلنے والے افراد شنوک ہیلی کاپٹر کے گرد جمع ہو گئے تھے اور ہیلی کاپٹر کے اندر جھانک جھانک کر دیکھ رہے تھے۔ ان میں ایک لمبے تڑنگے اور طاقتور جسم والے شخص کو دیکھ کر عمران کے چہرے پر قدرے حیرت اور الجھن کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اس شخص کو بخوبی جانتا ہو۔ گو کہ وہ شخص اس سے کافی فاصلے پر تھا لیکن عمران دھوپ میں اس کا چہرہ واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔ اس شخص کا چہرہ اس کے لئے قطعی نا آشنا سا تھا۔

''کون ہو سکتا ہے یہ''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کی نظر ایک بے حد موٹے شخص پر پڑی۔ اس شخص کا چہرہ

ی بدلا ہوا تھا لیکن اس موٹے شخص کو دیکھتے ہی عمران کے ذہن
ں اپنے کھالہ جاد کی شکل گھوم گئی۔

''میں تو سمجھتا تھا کہ میرا کھالہ جاد اپنی نسل میں ایک ہی ہے جو
ں قدر موٹا ہے لیکن لگتا ہے قاسم کا ہم پلہ بھی اس دنیا میں آ گیا
ہے''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے اس نے لمبے تڑنگے شخص کو دائیں
یں دیکھتے ہوئے اس طرف بڑھتے دیکھا جہاں عمران، جوزف
، جوانا غار میں موجود تھے۔ اس شخص کی چال دیکھتے ہی عمران
ے طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ہونہہ۔ تو یہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ہیں''...... عمران
ے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے کرنل فریدی کی چال دیکھ کر اسے
سانی سے پہچان لیا تھا۔

''خبردار۔ ہوشیار۔ مرشد کرنل فریدی۔ میں نے اور میرے
تھیوں نے آپ سب کے استقبال کے لئے آپ سب کو چاروں
ف سے گھیر رکھا ہے۔ اپنا اسلحہ گرا دیں ورنہ آپ پر اور آپ
، ساتھیوں پر ہم پھلجھڑیوں کی طرح بموں اور میزائلوں کی بارش کر
ں گے''...... عمران نے تیز آواز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کی
از جیسے پہاڑی علاقے میں گونجتی چلی گئی۔ عمران نے جان بوجھ
اس انداز میں اور اس قدر اونچی آواز میں بات کی تھی تا کہ کرنل
یدی کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھی بھی اس کی آواز سن لیں۔
نل فریدی اور اس کے ساتھیوں نے میک اپ میں ہونے کے

ساتھ ساتھ اسرائیلی فورس کی وردیاں پہن رکھی تھیں۔ انہیں اس حالت میں دیکھ کر اس کے ساتھی ان پر فائر نہ کھول دیں اس لئے عمران نے چیخ کر سب کے کانوں تک یہ بات پہنچا دی تھی کہ ان ہیلی کاپٹروں میں آنے والے اسرائیلی نہیں بلکہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ہیں۔ اسی طرح عمران نے اپنی اصل آواز میں بات کی تھی تاکہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی بھی سن لیں کہ وہاں موجود ہیلی کاپٹر سے آنے والے اسرائیلی ایجنٹ نہیں بلکہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔

عمران کی آواز سن کر کرنل فریدی اور اس کے ساتھی بھی اچھل پڑے تھے اور پھر کرنل فریدی کی نظریں اس غار پر جم گئیں جہاں سے اسے عمران کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

"کہاں ہو فرزند۔ سامنے آؤ"...... کرنل فریدی نے اونچی آواز میں کہا تو عمران نے اپنا مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا غار سے نکل گیا۔

"وہ آئے صحرا میں خدا کی قدرت۔ کبھی ہم ان کو اور کبھی ان ویران اور سنسان پہاڑیوں کو دیکھتے ہیں"...... عمران نے کرنل فریدی کی طرف بڑھتے ہوئے اچھے بھلے شعر کا ستیاناس کرتے ہوئے کہا۔

"تو تم بھی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ یہاں پہنچ چکے ہو فرزند"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا ایک چھوٹا سا لشکر ضرور ہے جو آپ کے لشکر عظیم سے کافی کم ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر کرنل فریدی سے بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔ کرنل فریدی نے بھی پرجوشی کا ہی مظاہرہ کیا تھا۔ عمران کو دیکھ کر کیپٹن حمید برے برے منہ بنانا شروع ہو گیا تھا۔

"آ جاؤ بھئی۔ ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرے پیر و مرشد اور ان کے ساتھی ہیں"...... عمران نے اونچی آواز میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سب غاروں اور سوراخوں سے باہر نکل آئے۔

"تم کیسے ہو غمید بھائی اور کھالہ جاد تمہارا کیا حال ہے"۔ عمران نے پہلے کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے قاسم کے انداز میں اور پھر اس کے ساتھ کھڑے قاسم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہوں"...... کیپٹن حمید نے جیسے جلے کٹے لہجے میں کہا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عمران کو دیکھ کر اسے کوئی خوشی نہ ہوئی ہو۔

"میں بھی ٹھیک ہوں سالے کھالہ جاد۔ تم یہاں کیا کر ور رہے ہو سالے"...... قاسم نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"میں نے کیا کرنا ہے۔ تم سب کی طرح یہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پکنک منانے کے لئے آیا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پکنک۔ سالے۔ اس قدر کھوفناک اور غرم صحرا میں تم پکنک وکنک منانے آئے ہو۔ کیوں مجھے الو ولو بنا رہے ہو"...... قاسم نے کہا۔

"الو تو ایک معصوم اور انتہائی شریف سا پرندہ ہے۔ میں تمہیں اس کا خطاب کیسے دے سکتا ہوں۔ تمہیں تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ کیوں مجھے ہاتھی گینڈا بنا رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس اثناء میں عمران کے ساتھی ان کے قریب آ گئے تھے اور وہ سب ایک دوسرے سے گھل مل گئے تھے۔

"تو تم یہاں پکنک منانے کے لئے آئے ہو"...... کرنل فریدی نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو آپ کیا سمجھ رہے تھے کہ میں یہاں ہنی مون منانے کے لئے آیا ہوں"...... عمران نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں تمہارے ہنی مون کو خوب سمجھتا ہوں فرزند"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے پیر و مرشد نہیں سمجھے گا تو اور کون سمجھے گا"...... عمران نے کہا۔

"اس ویران علاقے میں کیا کر رہے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے جس گولڈن کرسٹل کے لئے تم آئے ہو وہ اسی علاقے میں موجود ہے"...... کرنل فریدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہاں میں اپنی مرضی سے نہیں آیا ہوں"...... عمران کہا۔

"کیا مطلب"...... کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

"میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوہ باگر کی جانب جا رہا تھا لیکن جی پی فائیو یا پھر ریڈ آرمی والوں کو ہمارا اس طرف جانا پسند آیا تھا۔ انہوں نے راستے میں ہی ہمارا ہیلی کاپٹر ہائی جیک کر ا اور پھر انہوں نے ہمیں یہاں لا کر اتار دیا تھا"...... عمران کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہارے ہیلی کاپٹر کو بھی ریڈیو کنٹرول کیا گیا ۔کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تمہارا بھی۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ بھی اپنی مرضی یہاں نہیں آئے ہیں"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہمارے ہیلی کاپٹروں کو بھی ریڈیو کنٹرول کیا گیا تھا اور لی کاپٹر ہمیں یہاں لے آئے تھے۔ مجھے تو نہیں لگ رہا ہے یہ کام جی پی فائیو یا ریڈ آرمی والوں کا ہو سکتا ہے۔ وہ اگر ے ہیلی کاپٹر ریڈیو کنٹرول کر سکتے ہیں تو پھر وہ ہمیں ہٹ بھی سکتے تھے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اسی بات نے مجھے بھی الجھا رکھا ہے۔ لیکن اب مجھے ایسا لگ ہے کہ کوئی ہے جو ہم دونوں کو ایک دوسرے سے ملانا چاہتا تھا۔ نے پہلے ہمارا ہیلی کاپٹر یہاں لینڈ کرایا اور پھر آپ کو بھی

یہاں بھیج دیا“...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی نے بے اختیا
ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے عمران کی نظر سائیڈ میں کھڑے ایک مر
اور عورت پر پڑی جو اس کے ساتھیوں سے ہی نہیں بلکہ کرنل فرید
کے ساتھیوں سے بھی کافی پیچھے کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ ا
دونوں کی نظریں بھی عمران اور کرنل فریدی پر جمی ہوئی تھیں۔

”آپ کے ساتھیوں کو میک اپ میں ہونے کے باوجود می
نے پہچان لیا ہے لیکن یہ رنگروٹ جوڑا کون ہیں۔ انہیں تو پہلے کبھ
آپ کے ساتھ نہیں دیکھا اور یہ آپ سب سے الگ تھلگ کھڑے
کیوں ہیں جیسے آپ انہیں زبردستی اٹھا کر اپنے ساتھ لے آئے
ہوں یا ان کی اور آپ سب کی آپس میں لڑائی ہو گئی ہو اور یہ روٹھ
کر آپ سے پرے چلے گئے ہوں“...... عمران نے کرنل فرید
سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”کیا مطلب۔ تم نے انہیں نہیں پہچانا کہ یہ کون ہیں“...... کرنل
فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کرنل فریدی کی بات سن کر
عمران نے غور سے ان دونوں کی طرف دیکھا اور پھر وہ ایک طویل
سانس لے کر رہ گیا۔

”تو یہ دونوں آپ کے ساتھ ہیں“...... عمران نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کون ہیں یہ“...... کرنل فریدی نے پوچھا جیسے وہ عمران کا
باقاعدہ امتحان لے رہا ہو۔ کرنل فریدی کی بات سن کر عمران بے

ر ہنس پڑا۔

”آپ شاید میرا امتحان لینا چاہتے ہیں پیر و مرشد۔ لیکن معاف
امتحان دینے سے اور پھر امتحان کے بعد رزلٹ کے آنے تک
جان پر بنی رہتی ہے۔ اس لئے میں آپ کو نہیں بتاؤں گا کہ
یں ایک زیرو لینڈ کا فتنہ فنچ ہے اور دوسری زیرو لینڈ کی ناگن
تہ ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی کے
ے پر عمران کے لئے تحسین کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”گڈ شو۔ تمہاری نظریں واقعی بے حد تیز ہیں۔ یہ نانوتہ اور فنچ
ہیں“...... کرنل فریدی نے کہا۔

”تو ان دونوں کو آپ ساتھ کیوں لائے ہیں“...... عمران نے
ہا۔

”تمہارے ساتھ بلیک جیک بھی دکھائی دے رہا ہے۔ میں یہی
ل تم سے پوچھوں تو تم کیا جواب دو گے کیونکہ مجھے اس بات کا
ہے کہ بلیک جیک بھی اب زیرو لینڈ کا ایجنٹ ہے اور یہ زیرو
کے فنچ اور سنگ ہی جیسے خطرناک ایجنٹوں سے کسی بھی لحاظ
کم صلاحیتوں کا مالک نہیں ہے“...... کرنل فریدی نے کہا اس
عمران کے ساتھیوں کے ساتھ بلیک جیک کو دیکھ لیا تھا۔

”بلیک جیک اب زیرو لینڈ کا ایجنٹ بنا ہے۔ کمبخت سپریم کمانڈر
نے اسے انسان سے زیادہ روبوٹ بنا دیا ہے۔ اس سے پہلے یہ
بھلا انسان ہوا کرتا تھا اور کسی زمانے میں یہ میرا کلاس فیلو بھی

رہ چکا ہے۔ گو کہ یونیورسٹی کے زمانے سے ہی میری اور اس کی
نہیں بنتی تھی لیکن جب سے یہ زیرو لینڈ کا ایجنٹ اور روبو مین بنا
ہے اس نے میری زندگی عذاب بنا رکھی تھی۔ سنگ ہی، تھریسیا۔
نانوتہ، فنچ اور بوغا سے زیادہ زیرو لینڈ سے یہی میرے خلاف مشن
لے کر آتا تھا اور پاکیشیا کے ساتھ ساتھ میرے خلاف کام کرنا
شروع ہو جاتا تھا۔ میں ہر بار اس کے مشینی پرزے خراب کر کے
اسے واپس بھیج دیتا تھا لیکن زیرو لینڈ والوں کا مستری پھر اس کی
مرمت کر کے بھیج دیتا ہے۔ اس بار یہ الگ ہی روپ میں آیا تھا۔
مجھے اس کا نیا روپ پسند آ گیا تو میں نے اس کی طرف دوستی کا
ہاتھ بڑھا دیا۔ اس کے دماغ میں شاید یونیورسٹی کے زمانے کا تصور
ابھر آیا تھا اس لئے اس نے فوراً میری دوستی قبول کر لی تھی اور زیرو
لینڈ والوں سے مخالفت کر کے میرا دوست بن گیا تھا“...... عمران
نے کہا اور پھر اس نے بلیک جیک کے سامنے آنے اور اس کے
وائس کنٹرولر سے قابو میں آنے کے تمام واقعات سے کرنل فریدی کو
آگاہ کر دیا۔

”تو یہ وائس کنٹرولر کی وجہ سے تمہارا تابع ہے“...... کرنل فریدی
نے کہا۔

”جی ہاں۔ زیرو لینڈ والوں نے اسے مجھ سے واپس حاصل
کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا لیکن آپ جانتے ہیں
کہ ایک بار جو چیز مجھے مل جائے میں اس پر اپنا حق جما دیتا

ہوں“...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی اس کی بات کا مطلب سمجھ
کر بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہ تو وقت بتائے گا برخوردار کہ اس بار ملنے والی چیز پر تم حق
جماتے ہو یا میں۔ ہماری آپس میں کوئی دشمنی نہیں ہے لیکن جس
چیز کی تلاش میں تم آئے ہو اسی چیز کو ہم بھی تلاش کرنے آئے
ہیں اور اس بار وہ چیز اسے ہی ملے گی جو اس تک پہلے پہنچ جائے
گا۔ ہمیں یہاں جس نے بھی اکٹھا کیا ہے اور اس کا مقصد کچھ بھی
کیوں نہ ہو لیکن اس وقت نہ میں تمہیں کچھ کہہ سکتا ہوں اور نہ اسے
جس نے ہمیں آپس میں ملایا ہے لیکن یہ ضرور یاد رکھنا کہ گولڈن
کرسٹل اس بار میں تمہیں آسانی سے نہیں لے جانے دوں گا۔ میں
نے اس کے لئے طویل سفر کیا ہے اور اس بار میں گولڈن کرسٹل
لے کر ہی جاؤں گا چاہے اس کے لئے مجھے تمہیں اپنے ہاتھوں سے
شوٹ ہی کیوں نہ کرنا پڑے“...... کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں
کہا۔

”ارے باپ رے۔ اس بار تو آپ کے ارادے بے حد
خوفناک معلوم ہو رہے ہیں۔ مجھے تو آپ کی باتیں سن کر ہی پسینہ
آنا شروع ہو گیا ہے“...... عمران نے جان بوجھ کر خوفزدہ ہونے کی
اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ بچ کر رہنا مجھ سے“...... کرنل فریدی
نے اس کی اداکاری سے متاثر ہوئے بغیر اسی طرح انتہائی سپاٹ

لہجے میں کہا۔

''کک۔ کک۔ کوشش کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''کوشش نہیں فرزند۔ میں تمہیں وارننگ دے رہا ہوں۔ میری اس وارننگ کو یاد رکھنا''...... کرنل فریدی نے اسی انداز میں کہا۔ اسی لمحے وہ دونوں چونک پڑے۔ انہیں ایک اور ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں اور ان کے ساتھی چونک کر ایک بار پھر سر اٹھا اٹھا کر اوپر دیکھنے لگے۔

''آواز سے تو لگ رہا ہے کہ یہ ایک ہی ہیلی کاپٹر ہے۔ کیا اس میں دشمن ہو سکتے ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''آپ کے ہوتے ہوئے اب بھلا کسی اور دشمن کی کمی باقی کہاں رہ جاتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''سب پھیل جاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ اس بار واقعی دشمن ہماری طرف آ رہے ہوں۔ ہم ایک ساتھ رہے تو ہمارے لئے ایک گن شپ ہیلی کاپٹر ہی کافی ہو گا''...... کرنل فریدی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے حکم پر وہ سب تیزی سے ایک بار پھر غاروں اور سوراخوں کی جانب دوڑتے چلے گئے۔ کرنل فریدی اور عمران اسی غار میں آ گئے جہاں سے عمران نکل کر باہر آیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ایک اور ہیلی کاپٹر وہاں آ گیا اور پھر اس ہیلی کاپٹر نے بالکل اسی انداز میں لینڈ کرنا شروع کر دیا جس طرح عمران اور کرنل فریدی کے ہیلی کاپٹرز لینڈ ہوئے تھے۔

''لگتا ہے یہ ہیلی کاپٹر بھی ریڈیو کنٹرولڈ ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے آ رہا تھا اور پھر چند ہی لمحوں میں اس کے پیڈز نیچے آ لگے۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کے دروازے کھلے اور ان میں سے چند افراد کود کر باہر آ گئے۔ ان افراد پر نظر پڑتے ہی عمران اور کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑے۔

"ہونہہ۔ یہ تو میجر پرمود اور اس کے ساتھی معلوم ہو رہے ہیں''...... کرنل فریدی نے ہیلی کاپٹر سے اترنے والے افراد کو دیکھ کر ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"معلوم تو یہی ہو رہا ہے کہ یہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی ہی ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو یہ بھی یہاں گولڈن کرسٹل کے لئے آ پہنچے ہیں''...... کرنل فریدی نے سر جھٹک کر کہا۔

"ظاہر ہے جہاں میٹھا ہو گا چیونٹیوں نے وہاں تو آنا ہی ہوتا ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر سے نکل کر وہاں پہلے سے موجود ہیلی کاپٹروں اور پھر ارد گرد کی پہاڑیوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں اسلحہ دکھائی دے رہا تھا۔ ان کے ساتھ ایک بوڑھا بھی تھا۔ عمران

غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تو میجر پرمود بھی اکیلا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ بھی زیرو لینڈ کا ایک ایجنٹ جڑا ہوا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"زیرو لینڈ کا ایجنٹ میجر پرمود کے ساتھ۔ کیا مطلب''۔ کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ذرا اس بوڑھے کو دیکھیں۔ آپ خود ہی پہچان لیں گے کہ وہ کون ہے''...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی چونک کر میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے قریب کھڑے اس بوڑھے کو دیکھنے لگا۔

"ہونہہ۔ یہ تو سنگ ہی ہے''...... کرنل فریدی کے منہ سے غراہٹ بھری آواز نکلی۔

"تو میں نے کون سا کہا ہے کہ یہ بھنگی ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ کرنل فریدی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ غار سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"ارے ارے۔ کیا کر رہے ہیں پیر و مرشد۔ میجر پرمود کو اپنے بارے میں بتا دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ یا اس کا کوئی ساتھی آپ کو دیکھتے ہی آپ پر فائرنگ کھول دے''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن کرنل فریدی بھلا اس کی کہاں سننے والا تھا۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا ہیلی کاپٹروں کی جانب بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ یہ

دیکھ کر عمران بھی غار سے نکلا اور کرنل فریدی کے ساتھ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھنا شروع ہو گیا۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں نے انہیں دیکھ لیا تھا۔ میجر پرمود کا ہاتھ تو خالی تھا لیکن اس کے ساتھیوں نے مشین گنیں پکڑ رکھی تھیں۔ انہیں اپنی طرف آتے دیکھ کر انہوں نے مشین گنوں کے رخ ان کی جانب کر دیئے تھے۔

''ارے ارے بھائی دھیان سے ہم بلٹ پروف نہیں ہیں۔ اگر ایک بھی گولی چل گئی تو میرے ساتھ ساتھ میرے پیر و مرشد کرنل فریدی بھی ٹائیں ٹائیں فش ہو جائیں گے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ میجر پرمود بھی عمران اور کرنل فریدی کو دیکھ کر چونک پڑا۔ عمران اور کرنل فریدی کو پہچان کر میجر پرمود کے ساتھیوں نے مشین گنوں کی نالیں نیچے جھکا دی۔

''تو آپ دونوں بھی یہاں ہیں''...... میجر پرمود نے ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''کیا کریں۔ اس سے بہتر پکنک پوائنٹ پوری دنیا میں نہیں تھا۔ میں تو یہاں اس لئے آیا تھا کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کچھ عرصہ سکون سے انجوائے کروں گا لیکن پیر و مرشد نے اچانک یہاں آ کر میرے سکون کو درہم برہم کر دیا ہے اور میرے سارے پروگرام کا ستیا بلکہ سوا ستیا ناس کر دیا ہے اور اب تو تم بھی آ گئے ہو اب میں کیا خاک انجوائے کروں گا''...... عمران نے کہا تو میجر

پرمود بے اختیار مسکرا دیا۔ ان دونوں نے آگے بڑھ کر میجر پرمود سے ہاتھ ملائے اور پھر باقی افراد سے بھی علیک سلیک کرنا شروع ہو گئے۔ عمران اور کرنل فریدی کے ساتھیوں کو بھی میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کا علم ہو گیا تھا اس لئے وہ بھی اپنے مورچوں سے باہر آ گئے تھے اور پھر ان سب نے آپس میں علیک سلیک کرنا شروع کر دی۔

''لگتا ہے صحارا میں ہم سب نے مل کر سیکرٹ ایجنٹوں کا مینا بازار لگا لیا ہے۔ یہ بے آباد جگہ ہم سے اور ہمارے ساتھیوں سے آباد ہو گئی ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہمیں یہیں تعمیراتی کام کرنا شروع کر دینا چاہئے۔ دنیا سے دور اور شور شرابے سے ہٹ کر ہم یہاں اپنی ایک نئی دنیا آباد کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں یہاں اپنی دنیا آباد کرنے نہیں آیا ہوں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''جانتا ہوں۔ میری اور کرنل فریدی کی طرح تم بھی یہاں خاک چھاننے اور اپنی نہ ملنے والی ہیر کی تلاش میں آئے ہو''۔ عمران نے کہا۔

''صحرا میں ہیر کی نہیں لیلیٰ کی تلاش کی جاتی ہے''...... لاٹوش نے فوراً کہا۔

''پیر و مرشد اور میجر صاحب لیلیٰ تلاش کریں میں تو یہاں ہیر ہی تلاش کروں گا اگر وہ نہ ملی تو میں صاحبہ یا پھر سوہنی کو ہی تلاش

کرنا شروع کر دوں گا ان میں سے جو بھی مل گئی میں اسے لے
یہاں سے ہنسی خوشی روانہ ہو جاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''اگر آپ کو ان میں سے کوئی ایک بھی نہ ملی تو''...... لاٹوش
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میں قاسم کو ملنے والی کسی فل فلوٹی کو ہی اٹھا کر بھاگ
جاؤں گا چاہے وہ قاسم سے دوگنی ہی کیوں نہ ہو''...... عمران نے کہا
تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''سالے کھالہ جاو۔ مجھے تو اس صحرا محرا میں دور دور تک کوئی فل
فلوٹی دخائی نہیں دے رہی ہے۔ جب مجھے یہاں کوئی ملے غی ہی
نہیں تو تم کسے اٹھا مٹھا کر بھاغو غے''...... قاسم نے دانت نکالتے
ہوئے کہا۔

''یہ تو صحرا کی خاک چھان کر ہی پتہ چلے گا کہ کس کو کیا ملتا
ہے اور کون کسے اٹھا کر بھاگتا ہے کیوں پیر و مرشد''...... عمران نے
کہا۔

''ٹھیک کہہ رہے ہو فرزند۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا
کہ کون کسے اٹھا کر بھاگتا ہے''...... کرنل فریدی نے زیر لب
مسکراتے ہوئے کہا۔

''میجر صاحب۔ آپ یہاں اپنی مرضی سے آئے ہیں یا آپ کو
بھی ہماری طرح یہاں کسی نے زبردستی ہی بھیجا ہے''...... عمران نے
میجر پرمود سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ دونوں کے ہیلی کاپٹروں کو
ی ریڈیو کنٹرول کیا گیا تھا''...... میجر پرمود نے چونکتے ہوئے
کہا۔

''مطلب۔ تمہارا ہیلی کاپٹر بھی ریڈیو کنٹرول ہو کر یہاں آیا
ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اچانک ہیلی کاپٹر کا کنٹرول میرے ہاتھوں سے نکل گیا
ا اور پھر ہیلی کاپٹر خود ہی پرواز کرتا ہوا یہاں آ کر لینڈ ہو گیا
ا''...... میجر پرمود نے کہا۔

''پتہ نہیں وہ اللہ کا بندہ یا بندی کون ہے جو ہم تینوں کو ایک
اتھ جمع کرنا چاہتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا یہ کام جی پی فائیو یا ریڈ آرمی کا نہیں ہے''...... میجر
مود نے چونک کر کہا۔

''اگر انہوں نے ہمیں ریڈیو کنٹرول کیا ہوتا تو ہمارے ہیلی کاپٹر
ی آسانی سے لینڈ نہ کرتے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ میں نے اسرائیلی فورس کا ایک بڑا خفیہ فوجی اڈہ اور
بزائل اسٹیشن تباہ کیا ہے۔ اگر وہ ہمیں ریڈیو کنٹرول کر سکتے تھے تو
مارے ہیلی کاپٹر تو تباہ کرنا بھی ان کے لئے مشکل نہ ہوتا''۔ میجر
مود نے کہا۔

''اگر یہ کام جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کا نہیں ہے تو پھر کس کا
ہے۔ وہ کون ہے جس نے ہم تینوں کے ہیلی کاپٹروں کو ریڈیو

کنٹرول کر کے یہاں پہنچایا ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا جو ان کے قریب ہی کھڑا تھا۔

''اس کا جواب شاید اس والد الخبیث چچا کے پاس ہو''۔ عمران نے کہا تو سائیڈ میں کھڑا سنگ ہی بری طرح سے چونک پڑا۔

''تو تم نے مجھے پہچان لیا ہے''...... سنگ ہی نے غرا کر کہا۔

''لو تم نے مردوں والا ہی تو میک اپ کر رکھا ہے۔ اگر تم بوڑھیوں والا میک اپ کرتے تو ہوسکتا ہے کہ میری نظریں دھوکہ کھا جاتیں لیکن اس قدر بدصورت میک اپ سوائے تمہارے اور کر بھی کون سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو سنگ ہی اسے گھور کر رہ گیا۔

''میرے ساتھ سنگ ہی ہے۔ تمہارے ساتھ بلیک جیک نظر آ رہا ہے اور یہاں فنچ اور نانوتہ بھی دکھائی دے رہے ہیں۔ آخر یہ چکر کیا ہے۔ زیرو لینڈ کے ایجنٹ ہمارے ساتھ کیوں اٹیچ ہو گئے ہیں''...... میجر پرمود نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''یہ سب اس بار ہمارے کاندھوں پر بندوقیں رکھ کر چلانے کی کوشش کر رہے ہیں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بلیک جیک ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ تم نے اسے زبردستی اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ ہم گولڈن کرسٹل کے ساتھ اسے بھی تم سے چھین کر لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ بلیک جیک ہمارا ایک طاقتور ایجنٹ ہے جسے ہم تمہارے پاس نہیں چھوڑ سکتے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''تو لے جاؤ۔ میں نے کون سا اس کی دُم پر پاؤں رکھا ہوا ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''تو لاؤ۔ اس کا وائس کنٹرول مجھے دے دو''...... سنگ ہی نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''والد الخبیث چچا نے کچھ کہا ہے شاید۔ مجھے اس کی آواز سنائی نہیں دی ہے۔ کیا آپ نے سنا ہے کہ اس نے کیا کہا ہے''۔ عمران نے کرنل فریدی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی اور میجر پرمود بے اختیار مسکرا دیئے۔

''مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ یہاں فنچ، نانوتہ، بلیک جیک اور سنگ ہی دکھائی دے رہے ہیں۔ ان کے ساتھ تھریسیا اور شی تارا دکھائی نہیں دے رہی ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''وہ آسمان سے ہم پر نظر رکھے ہوئے ہیں''...... عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف سنگ ہی اور اس کے ساتھی بلکہ میجر پرمود اور کرنل فریدی کے ساتھی بھی بری طرح سے چونک پڑے۔

''آسمان سے نظر رکھے ہوئے ہیں۔ کیا مطلب''...... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''آپ کا کیا خیال ہے ہم تینوں کو یہاں کس نے اکٹھا کیا ہے''...... عمران نے کرنل فریدی سے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... کرنل فریدی نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"اور میجر صاحب آپ"...... عمران نے میجر پرمود سے پوچھا۔

"مجھے بھی اندازہ نہیں ہے کہ ایسا کس نے کیا ہو گا"...... میجر پرمود نے بھی صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"یہ کام تھریسیا یا پھر شی تارا یا پھر دونوں نے مل کر کیا ہے۔ وہ خلاء میں کسی اسپیس شپ پر موجود ہیں اور ہم پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہی ہمارے ہیلی کاپٹروں کو ریڈیو کنٹرول کیا ہو گا تاکہ ہم سب ایک جگہ ہو جائیں"...... عمران نے کہا تو سنگ ہی، نانوتہ اور فنچ کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"ان تینوں کے چہروں کی حیرت دیکھ کر تو یہی لگ رہا ہے کہ تم جو کہہ رہے ہو وہ ٹھیک ہے لیکن تھریسیا اور شی تارا کو ہمیں ایک ساتھ جمع کرنے کی کیا ضرورت تھی"...... کرنل فریدی نے ان تینوں کے بدلتے ہوئے چہرے دیکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"وہ ہمارے ساتھ اپنے ساتھیوں کو بھی ایک جگہ اکٹھا کرنا چاہتی ہوں گی تاکہ یہ سب مل کر کام کر سکیں ورنہ کوئی صحرا کی کہیں خاک چھان رہا ہوتا اور کوئی کہیں"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی اور میجر پرمود، عمران کی بات کا مطلب سمجھ کر ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

"ہونہہ۔ تو یہ اس لئے ایک ساتھ جمع ہوئے ہیں کہ ہم میں سے کسی کو بھی گولڈن کرسٹل ملے تو یہ ہم سے چھین کر فرار ہو سکیں۔ یہی کہنا چاہتے ہو نا تم"...... میجر پرمود نے سنگ ہی، نانوتہ اور فنچ

کی جانب ترچھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

"جی ہاں۔ ارے باپ رے۔ کیا تم بھی یہاں گولڈن کرسٹل کی تلاش کے لئے آئے ہو"...... عمران نے پہلے اطمینان بھرے لہجے میں اور پھر اچانک بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا جیسے اسے اب پتہ چلا ہو کہ میجر پرمود بھی گولڈن کرسٹل کی تلاش میں یہاں آیا ہے۔

"نہیں میں یہاں جھک مارنے کے لئے آیا ہوں"...... میجر پرمود نے سر جھٹک کر کہا۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے۔ میں سمجھا کہ تمہیں بھی گولڈن کرسٹل کی تلاش یہاں کھینچ لائی ہے"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا جیسے میجر پرمود کے جھک مارنے کا سن کر اسے سکون آ گیا ہو۔

"کیا حماقت ہے۔ اگر تم اور کرنل فریدی یہاں گولڈن کرسٹل کے لئے آ سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں۔ میں اپنے ساتھ اپنے ساتھیوں کی جان داؤ پر لگا کر یہاں آیا ہوں اور میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک مجھے گولڈن کرسٹل مل نہیں جاتا۔ چاہے اس کے لئے مجھے صحارا کا ایک ایک حصہ ہی کیوں نہ چھاننا پڑے"...... میجر پرمود نے سخت لہجے میں کہا۔

"ضرور ضرور۔ میں نے کب منع کیا ہے۔ میں بھلا آپ جیسی طاقتور ہستیوں کے سامنے حیثیت ہی کیا رکھتا ہوں۔ کرنل صاحب

بھی ہر حال میں یہاں سے گولڈن کرسٹل لے جانا چاہتے ہیں اور
بھی۔ میں تو بس یہاں آپ دونوں کی شکلیں ہی دیکھنے کے لئے آ
ہوں''...... عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں گہرا طنز چھپا ہوا تھا۔
''یہ مت بھولو کہ ہمارے ساتھ گولڈن کرسٹل کے دعوے دار زیر
لینڈ کے ایجنٹ بھی موجود ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔
''میں تو کہتا ہوں کہ ہم تینوں مل کر گولڈن کرسٹل ڈھونڈتے ہیں
جیسے ہی ہمیں گولڈن کرسٹل ملے گا ہم اسے اٹھا کر بڑی عزت اور
احترام کے ساتھ زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کے حوالے کر دیں گے۔ یہ
گولڈن کرسٹل لے کر بچوں کی طرح قلقاری مارتے ہوئے خوش ہو
جائیں گے اور ہم تینوں ان کو قلقاریاں مارتے دیکھ کر''...... عمران
نے کہا۔
''یہ سوچ تم اپنے تک ہی محدود رکھو۔ میرے ہوتے ہوئے کوئی
اور گولڈن کرسٹل نہیں لے جا سکے گا''...... کرنل فریدی نے غصیلے
لہجے میں کہا۔
''اور میں بھی یہاں سے خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا''...... میجر
پرمود نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔
''مم مم۔ میں بھی کوشش کروں گا کہ میں زیرو لینڈ کے ایجنٹوں
اور آپ دونوں سے گولڈن کرسٹل بچا کر اسے لے کر فوراً یہاں
سے بھاگ جاؤں''...... عمران نے جان بوجھ کر سہم جانے والے
انداز میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید باتیں ہوتی اچانک

ں پہاڑیوں کی دوسری طرف سے عجیب سی آوازیں سنائی دیں۔
''یہ کیسی آوازیں ہیں''...... کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔
''آوازوں سے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے پہاڑیوں کے چاروں
ف مشینوں کی گراریاں سی چل رہی ہو''...... میجر پرمود نے کہا۔
''آؤ دیکھتے ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا اور تیزی سے ایک
ڑی کی طرف بڑھا۔ اسے پہاڑی کی طرف جاتے دیکھ کر میجر
ود بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔
''ارے ارے۔ مجھے بھی ساتھ لے لیں۔ یہاں زیرو لینڈ کے
ٹوں کے ساتھ چند آدم خور ایجنٹ بھی ہیں جو مجھے اکیلا دیکھ کر
پر حملہ کر سکتے ہیں''...... عمران نے کیپٹن حمید کی جانب دیکھتے
ئے کہا۔ کیپٹن حمید اسے تیز نظروں سے گھورنا شروع ہو گیا۔
کرنل فریدی، میجر پرمود اور عمران تینوں تیز تیز چلتے ہوئے ایک
ڑی کے پاس آئے اور پھر وہ تیزی سے پہاڑی پر چڑھنا شروع
گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ پہاڑی کی چوٹی پر تھے۔ جیسے ہی وہ
ی پر پہنچے اور انہوں نے پہاڑی کی دوسری طرف دیکھا تو وہ بری
ح سے چونک پڑے۔ پہاڑی کی دوسری طرف ریت پر نہ صرف
لمبی لکیریں بنی ہوئی تھیں بلکہ پہاڑی کے کچھ فاصلے پر انہیں شیشے
بنے ہوئے عجیب اور بڑے بڑے کیپسول دکھائی دے رہے
۔ ان کیپسولوں میں سیاہ لباسوں میں ملبوس دو دو افراد بیٹھے انہیں
ے دکھائی دے رہے تھے۔ کیپسول جیسی عجیب و غریب گاڑیوں

کے دونوں جانب نہ صرف طاقتور مشین گنیں لگی ہوئی تھیں بلکہ ان کے ساتھ میزائل لانچر بھی دکھائی دے رہے تھے۔ شیشے کی کپسول جیسی گاڑیاں پہاڑی علاقے کے قریب بڑے دائرے میں کھڑی دکھائی دے رہی تھیں جیسے انہوں نے وہاں موجود تمام پہاڑیوں کو گھیر لیا ہو۔

کرنل فرانک ایک تیز رفتار سینڈ بلٹ کی اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر میجر ہیرس موجود تھا جو سینڈ بلٹ کنٹرول کر رہا تھا۔ وہ سینڈ بلٹ ریت کے نیچے انتہائی تیز رفتاری سے دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ اس کے سامنے ایک گول سکرین پھیلی ہوئی تھی جس کے دو حصے بنے ہوئے تھے۔ ایک حصے میں اسے صحرا کی سطح کا منظر دکھائی دے رہا تھا جبکہ دوسرے حصے میں سینڈ بلٹ کے اگلے حصے سے ریت اچھلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ سینڈ بلٹ کا فرنٹ تیزی سے ریت دائیں بائیں کر رہا تھا جس سے سینڈ بلٹ کے آگے بڑھنے کا راستہ بنتا جا رہا تھا۔

اس سینڈ بلٹ کی یہ خاصیت بھی تھی کہ یہ ریت کی گہرائی میں سمندر میں تیرنے والی آبدوز کی طرح دوڑ سکتی اور اگر راستے میں کوئی ٹھوس چٹان یا چٹیل علاقہ آ جاتا تو سینڈ بلٹ کے حساس سینسر

فوری طور پر اس چٹان کا پتہ لگا لیتے تھے اور سکرین پر فوراً اس چٹان کا منظر ابھر آتا تھا جس سے سینڈ بلٹ کو کنٹرول کرنے والے کو فوراً علم ہو جاتا تھا کہ ریت کے نیچے ٹھوس چٹان اس سے کتنے فاصلے پر ہے اور اس کا حجم کتنا ہے۔ وہ فوراً سینڈ بلٹ کو دوسری طرف موڑ لیتا تھا۔ اگر سینڈ بلٹ کنٹرول کرنے والا چوک بھی جاتا تو سینڈ بلٹ خود بخود ٹھوس چٹان تک جاتے جاتے رک جاتی تھی یا اپنا راستہ ہی بدل لیتی تھی۔

کرنل فرانک کی سینڈ بلٹ سب سے آگے تھی جبکہ باقی سب سینڈ بلٹس پیچھے تھیں۔ وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے کوہ اگانگ کی طرف رواں دواں تھیں۔ راستے میں کرنل ڈیوڈ نے کرنل فرانک کو بتایا تھا کہ کوہ اگانگ میں ایک اور ہیلی کاپٹر پہنچ چکا ہے جس میں بلگارنیہ کا میجر پرمود اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ اس طرح ان کے تینوں بڑے دشمن ایک ہی جگہ اکٹھے ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر کہ عمران اور کرنل فریدی کے ساتھ میجر پرمود بھی کوہ اگانگ پہنچ چکا ہے کرنل فرانک کا ارادہ اور زیادہ مستحکم ہو گیا تھا کہ وہ انہیں ہر صورت میں ہلاک کر دے گا چاہے اس کے اسے صحارا کے پورے کوہ اگانگ کو ہی کیوں نہ تباہ کرنا پڑے۔

سینڈ بلٹس میں انتہائی تباہ کن اور طاقتور اسلحہ نصب تھا۔ ان پر ریڈ میزائل بھی لگے ہوئے تھے جو چھوٹے تو تھے لیکن یہ میزائل اس قدر تباہ کن تھے کہ ٹھوس اور بڑی بڑی چٹانوں کو بھی ایک لمحے میں

ریزہ ریزہ کر دیتے تھے۔ کرنل فرانک کے ساتھ پچاس سینڈ بلٹس تھیں جن پر لگے ہوئے ریڈ میزائلوں سے وہ کوہ اگانگ کو مکمل طور پر تباہ کر سکتا تھا۔

کرنل فرانک نے تمام سینڈ بلٹس آپریٹ کرنے والوں کے ساتھ مائیکروفون سے لنک کر رکھا تھا تاکہ وہ سب ایک ہی وقت میں اس کا حکم سن کر اس پر عمل کر سکیں۔ وہ انہیں تیزی سے کوہ اگانگ کی طرف جانے کا حکم دے رہا تھا۔

”ہونہہ کتنی دیر ہے کوہ اگانگ تک پہنچنے میں“...... کرنل فرانک نے آگے بیٹھے ہوئے میجر ہیرس سے مخاطب ہو کر غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

”بس سر۔ دس منٹ تک ہم پہنچ جائیں گے“...... میجر ہیرس نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ آل سینڈ بلٹس آپریٹرز۔ میری بات دھیان سے سنو۔ تم سب کوہ اگانگ سے دس منٹ کی دوری پر ہو۔ اپنی سینڈ بلٹس ریت کی سطح پر لے آؤ۔ ہری اپ“...... کرنل فرانک نے مائیکروفون پر چیختے ہوئے کہا۔

”یہ حکم تمہارے لئے بھی ہے میجر ہیرس“...... کرنل فرانک نے کہا۔

”یس سر“...... میجر ہیرس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ سینڈ بلٹس ریت سے نکال کر باہر آ گیا۔ اس کے اردگرد ہر طرف

سینڈ بلٹس دوڑتی ہوئیں دکھائی دے رہی تھیں۔ ان کے سامنے دور ایک پہاڑی سلسلہ دکھائی دے رہا تھا۔ سینڈ بلٹس ریت اڑاتی ہوئیں تیزی سے اس پہاڑی سلسلے کی جانب بھاگی جا رہی تھیں۔ ریت پر دوڑنے کی وجہ سے سینڈ بلٹس سے تیز آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں جیسے بے شمار گراریاں چل رہی ہوں۔

''گڈ شو۔ تمہارے سامنے کوہ اگانگ ہے۔ تم سب کوہ اگانگ کے گرد پھیل جانا۔ ہمیں کوہ اگانگ کو چاروں طرف سے گھیرنا ہے اور پھر جیسے ہی میں حکم دوں تم سب ایک ساتھ کوہ اگانگ پر ریڈ میزائل فائر کر دینا''...... کرنل فرانک نے ایک مرتبہ پھر سینڈ بلٹس میں موجود فورس کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ہم آپ کے کاشن کا انتظار کریں گے''...... مائیکرو فون میں بے شمار آوازیں سنائی دیں۔

''تم اپنی سینڈ بلٹ سامنے والی بڑی پہاڑی کی طرف لے جاؤ گے میجر ہیرس''...... کرنل فرانک نے کہا۔

''یس سر''...... میجر ہیرس نے اسی طرح سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ وہ تیز رفتاری سے سینڈ بلٹ دوڑاتے ہوئے سامنے موجود ایک بڑی پہاڑی کے پاس آ گیا۔ پہاڑی سے تقریباً دو کلو میٹر دور اس نے سینڈ بلٹ روک لی۔ باقی سینڈ بلٹس تیزی سے دوسری پہاڑیوں کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے سینڈ بلٹس پہاڑیوں کے چاروں طرف پھیل گئیں۔ کرنل فرانک کے

اردگرد پندرہ سینڈ بلٹس رکی ہوئی تھیں۔

''اپنی اپنی پوزیشنیں بتاؤ''...... چند لمحے توقف کرنے کے بعد کرنل فرانک نے تیز لہجے میں پوچھا تو سینڈ بلٹس کے افراد انہیں اپنی پوزیشنیں بتانا شروع ہو گئے۔

''گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم سب نے پہاڑیوں کو مکمل طور پر گھیرے میں لے لیا ہے''...... کرنل فرانک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہم پہاڑی سلسلے کے چاروں طرف موجود ہیں۔ آپ کے حکم کی دیر ہے۔ جیسے ہی آپ حکم دیں گے ہم پہاڑیوں پر چاروں طرف سے ریڈ میزائل فائر کرنا شروع کر دیں گے۔ ریڈ میزائل فائر ہوتے ہی یہاں طوفان پھٹ پڑے گا اور یہ سارا پہاڑی سلسلہ ختم ہو جائے گا''...... ایک آواز سنائی دی۔

''گڈ شو۔ تو دیر مت کرو اور ریڈ میزائل لانچ کرو۔ فوراً''۔ کرنل فرانک نے چیختے ہوئے کہا۔

''میزائل لانچڈ ہیں جناب''...... آوازیں سنائی دیں۔

''اوکے۔ فائر''...... کرنل فرانک نے کہا۔ اسی لمحے اس کے ارد گرد موجود سینڈ بلٹس سے سرخ رنگ کے چار چار میزائل فائر ہوئے اور بجلی کی سی تیزی سے پہاڑیوں کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ میجر ہیرس نے بھی پہاڑیوں کی طرف چار میزائل فائر کر دیئے تھے۔ میزائل ایک ساتھ ہر سینڈ بلٹ سے نکلے اور پہاڑیوں

کی طرف بڑھ جاتے۔ میزائل پہاڑیوں کی طرف جاتے ہوئے اوپر اٹھ رہے تھے۔ جن سے آسمان پر سفید دھوئیں کی لکیریں سی بنتی جا رہی تھیں پھر اچانک تمام میزائل مڑے اور نہایت تیزی سے پہاڑیوں پر گرتے نظر آئے۔ دوسرے لمحے اچانک پہاڑیوں پر قیامت سی برپا ہو گئی۔ تیز اور خوفناک گڑگڑاہٹوں کی تیز آوازوں سے پہاڑیاں یوں پھٹ پڑی تھیں جیسے ان کے نیچے آتش فشاں پھٹ پڑا ہوا۔ ہر طرف آگ اور دھول بلند ہونا شروع ہو گئی تھی۔

''پیچھے ہٹ جاؤ۔ جلدی''...... آگ اور چٹانوں کا طوفان بلند ہوتے دیکھ کر کرنل فرانک نے چیختے ہوئے کہا۔ میجر ہیرس نے بھی بوکھلا کر سینڈ بلٹ تیزی سے پیچھے ہٹانی شروع کر دی تھی۔ اس کے ارد گرد موجود باقی سینڈ بلٹس بھی انتہائی تیزی سے پیچھے ہٹ گئی تھیں۔ پہاڑیوں پر آگ کا طوفان اٹھا ہوا تھا ہر طرف سے پہاڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہوتی ہوئی دکھائی دے رہیں تھیں۔

خوفناک دھماکوں سے صحرا بری طرح سے لرز رہا تھا۔ یہ لرزش کرنل فرانک کو سینڈ بلٹ میں بھی بیٹھے ہوئے محسوس ہو رہی تھی۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پہاڑی علاقے کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پیچھے ہٹنے کے باوجود تباہ ہونے والی پہاڑیوں کی بڑی بڑی چٹانیں سینڈ بلٹس کے اوپر سے ہوتی ہوئیں کئی کلو میٹر دور جا گری تھیں۔ ریڈ میزائل کی بلاسٹنگ کی وجہ سے وہاں موجود تمام پہاڑیاں آگ اگلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ آگ کی وجہ سے ریگستان

میں دور دور تک سرخی پھیل گئی تھی۔

''کیا ان میزائلوں سے تمام پہاڑیاں اُڑ گئی ہیں''...... کرنل فرانک نے میجر ہیرس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یس سر۔ سینڈ بلٹس سے ایک ساتھ دو سو میزائل فائر کئے گئے ہیں۔ جو اس قدر تباہ کن تھے کہ ان سے شہر کے شہر تباہ کئے جا سکتے ہیں۔ یہاں تو محض پہاڑیاں تھیں۔ ریڈ میزائلوں نے تمام پہاڑیوں کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے ان میں سے شاید ہی کوئی ایسی پہاڑی ہو جس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہو گا ورنہ یہاں سے پہاڑیاں مکمل طور پر ختم ہو چکی ہیں''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود اور ان کے ساتھی ان پہاڑیوں کے کسی بھی حصے میں چھپے ہوئے کیوں نہ ہوں وہ اس تباہی سے نہیں بچ سکے ہوں گے۔ سب کے سب ختم ہو گئے ہوں گے''...... کرنل فرانک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ اس تباہی سے انسان تو کیا ان پہاڑیوں میں چھپے ہوئے کیڑے مکوڑوں کے بھی ٹکڑے اُڑ گئے ہوں گے''۔ میجر ہیرس نے جواب دیا تو کرنل فرانک کا چہرہ فرطِ مسرت سے کھل اٹھا۔

''ہرا۔ ہرا۔ میں نے ایک ساتھ ایشیا کے تین بڑی طاقتوں کو ختم کر دیا ہے۔ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود جنہیں ہلاک کرنے کے لئے پوری دنیا کے ایجنٹ اور بڑی بڑی ایجنسیاں ایڑی چوٹی کا زور لگا چکی ہیں اور آج تک کامیاب نہیں ہوئی۔ وہ کامیابی میں

نے حاصل کر لی ہے۔ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود سمیت میں نے ان کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ریڈ میزائلوں کی تباہی کی زد میں آ کر ان کا بچ نکلنا ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن۔ ہرا۔ ہرا میں کامیاب ہو گیا۔ میں کامیاب ہو گیا''...... کرنل فرانک نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں اور پاگلوں کی طرح نعرے لگاتے ہوئے کہا۔ اسے نعرے لگاتے دیکھ کر میجر ہیرس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ کرنل فرانک کی خوشی دیدنی تھی۔ اگر وہ سینڈ بلٹ کے اندر نہ بیٹھا ہوتا تو شاید وہ اس خوشی سے پاگلوں کے انداز میں ناچنا شروع کر دیتا۔

''ریڈ میزائلوں سے پہاڑیوں میں لگی ہوئی آگ دو روز تک نہیں بجھ سکے گی جناب۔ اس لئے میرے خیال میں ہمارا یہاں رکے رہنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا۔ چاروں طرف سے پہاڑیاں آگ اگل رہی ہیں۔ جن سے کسی کا بچ نکلنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے قطعی ناممکن''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم سینڈ بلٹ سے ان پہاڑیوں کے گرد ایک راؤنڈ لگاؤ۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ پہاڑیوں کا کوئی حصہ ایسا تو نہیں جہاں ریڈ میزائل فائر نہ ہوا ہو۔ اگر ایسی کوئی پہاڑی دکھائی دے تو وہاں بھی ریڈ میزائل فائر کر دو اور پھر ہم اطمینان سے واپس چلے جائیں گے''...... کرنل فرانک نے کہا تو میجر ہیرس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے تیزی سے پہاڑیوں کے گرد چکر لگانا شروع

کر دیا۔

''اس تباہی سے کوئی سینڈ بلٹ تو متاثر نہیں ہوئی ہے''...... کرنل فرانک نے سینڈ بلٹس کے آپریٹرز سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نو سر۔ ہم پہاڑیوں سے کافی پیچھے تھے۔ بہت سی آگ برساتی ہوئی چٹانیں ہمارے اوپر سے گزر گئی تھیں اور ان میں سے چند چٹانیں ہمارے ارد گرد بھی گری تھیں لیکن ہم سب محفوظ ہیں اور پچاس کی پچاس سینڈ بلٹس بھی محفوظ ہیں''...... مختلف آوازیں سنائی دیں تو کرنل فرانک کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

''میں نے چاروں طرف راؤنڈ لگا لیا ہے۔ کوئی پہاڑی سلامت نہیں ہے۔ ہر طرف آگ ہی آگ ہے''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''گڈ شو۔ تو پھر چلو۔ واپس چلو۔ سینڈ ہیڈ کوارٹر میں جا کر ہم سب جشن منائیں گے۔ عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود اور ان کے تمام ساتھیوں کی موت کا جشن جو انتہائی شایان شان ہو گا''۔ کرنل فرانک نے کہا تو میجر ہیرس نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے سینڈ بلٹ واپس کوہ باگر کی جانب موڑنا شروع کر دی۔ کرنل فرانک نے باقی سینڈ بلٹس کو بھی واپس جانے کا کاشن دے دیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں تمام سینڈ بلٹس بجلی کی سی تیزی سے نیلے رنگ کے اس لائٹ بلیو گلوب کی جانب بڑھی جا رہی تھیں جو کوہ باگر کے چاروں طرف بیس کلو میٹر کے دائرے میں پھیلا ہوا تھا۔

عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کو پہاڑی پر جاتے دیکھ کر سنگ ہی اور فنچ بھی ان کے پیچھے پہاڑی پر آ گئے تھے۔ ان دونوں نے بھی وہاں موجود کیپسول جیسی عجیب و غریب گاڑیاں دیکھ لی تھیں۔

''اوہ۔ یہ تو سینڈ بلٹس ہیں۔ اسرائیل کی نئی ایجاد۔ یہ انتہائی طاقتور اسلحے سے لیس ہیں۔ چلیں چلیں۔ جلدی نیچے چلیں۔ اس سے پہلے کہ سینڈ بلٹس پہاڑیوں پر حملہ کر دیں ہمیں جلد سے جلد ان سے بچنے کا راستہ ڈھونڈنا ہے۔ ان سینڈ بلٹس میں ریڈ میزائل لانچر بھی لگے ہوئے ہیں۔ اگر انہوں نے یہاں ریڈ میزائل فائر کر دیئے تو یہاں موجود تمام پہاڑیاں تباہ ہو جائیں گی اور ہر طرف خوفناک آگ بھڑک اٹھے گی جو کئی روز تک نہیں بجھ سکے گی''...... سنگ ہی نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے پہاڑی سے نیچے جانا شروع ہو

گیا۔ اس کے ساتھ فنچ اور پھر عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود بھی تیزی سے پہاڑی سے اترنا شروع ہو گئے۔ سنگ ہی کی بات سن کر عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود انتہائی سنجیدہ ہو گئے تھے۔

''سب ہیلی کاپٹروں میں آ جائیں۔ جلدی۔ ہمارے پاس پروٹیکشن شیلڈز والی مشینیں ہیں۔ ہم ان مشینوں کو آن کر دیتے ہیں جن سے نکلنے والی حفاظتی شعاعیں چاروں ہیلی کاپٹروں کو اپنے حصار میں لے لیں گی اور پھر یہاں اگر ایٹم بم بھی برسا دیئے جائیں تو ان سے بھی ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا''...... فنچ نے چیختے ہوئے کہا۔

''یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ سنگ ہی کے پاس بھی ایسی ہی ایک مشین تھی جس کی پروٹیکشن شیلڈ سے ہم فائرنگ اور چاروں طرف سے برستے ہوئے میزائلوں سے بچ گئے تھے اور اس مشین کی وجہ سے ہی ہم نے اسرائیل کا ایک خفیہ اور بہت بڑا فوجی ٹھکانہ تباہ کیا تھا''...... میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ہم ان کی کوئی مدد نہیں لیں گے۔ ہم اپنی حفاظت خود کر سکتے ہیں''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور چھلانگیں مارتا ہوا اس غار کی جانب بڑھتا چلا گیا جہاں اس نے اپنے سامان والا بیگ رکھا ہوا تھا۔

''تم ریڈ میزائلوں سے بچنے کے لئے کیا کر سکتے ہو''...... کرنل فریدی نے عمران کے ساتھ بھاگتے ہوئے کہا۔

"آپ خود دیکھ لینا۔ سب سے کہیں کہ وہ اسی غار میں آ جائیں۔ جلدی"...... عمران نے اسی انداز میں کہا اور غڑاپ سے چھلانگ لگا کر غار میں گھس گیا۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود وہیں رک گئے اور انہوں نے چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں کو غار میں بلانا شروع کر دیا۔ ان کی آواز سن کر وہ سب تیزی سے بھاگتے ہوئے غار میں آ گئے۔

عمران نے اپنے تھیلے میں سے دو بڑے بڑے راڈز نکال لئے تھے۔ یہ راڈز شیشے کی ٹیوب جیسے دکھائی دے رہے تھے۔ دونوں راڈز کے سروں پر نیلے رنگ کے گلوب سے بنے ہوئے تھے۔ عمران نے ان راڈز پر لگے ہوئے بٹن پریس کئے تو ایک راڈ کی سائیڈوں پر لگے ہوئے گلوبز سے نیلے رنگ کی روشنی خارج ہونا شروع ہو گئی جو اتنی تیز تھی کہ اس روشنی سے غار بھر گیا تھا۔ عمران نے راڈ کے سرے سے نیلی روشنی نکلتے دیکھ کر اسے پوری قوت سے غار کے عقبی سمت اچھال دیا۔ راڈ اچھالتے ہی اس نے دوسرا راڈ پکڑا اور اس کے بھی بٹن پریس کر دیئے۔ اس راڈ کے سرے کے گلوبز سے زرد رنگ کی روشنی نکلی۔ دوسرے ہی لمحے زرد روشنی وہاں پھیلی ہوئی نیلی روشنی میں ضم ہوتی ہوئی دکھائی دی جس سے دونوں رنگ مل کر سبز ہو گئے تھے اور اب غار میں سبز رنگ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

"کرنل فریدی یہ راڈ غار کے دہانے پاس جا کر رکھ دیں۔

ں"...... عمران نے راڈ کرنل فریدی کو دیتے ہوئے کہا تو کرنل
ی راڈ لے کر تیزی سے دہانے کی طرف بڑھ گیا اور اس نے
دہانے کے پاس رکھ دیا۔

غار میں سبز رنگ کی تیز روشنی ہو رہی تھی۔ عمران نے تھیلے سے
چھوٹی سی مشین نکالی اور اسے آن کرنا شروع ہو گیا۔ کچھ ہی
یں مشین آن ہوئی اور اس میں سے زوں زوں کی تیز آواز نکلنا
ع ہو گئی۔ عمران نے وہ مشین غار کے سنٹر میں رکھ دی۔ جیسے
اس نے مشین غار کے سنٹر میں رکھی مشین سے نکلنے والی زوں
ں کی آواز اور تیز ہو گئی اور ساتھ ہی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے
آہستہ آہستہ لرزنا شروع ہو گیا ہو۔

"بس اب ٹھیک ہے۔ اب ہم یہاں آرام سے رہ سکتے ہیں۔
باہر چاہے ایٹم بم بھی پھٹنا شروع ہو جائیں تو نہ یہ غار تباہ ہو
ر نہ ہی یہاں تابکاری آئے گی۔ پہاڑیوں پر اگر ریڈ میزائلوں
آگ کا طوفان بھی اٹھ کھڑا ہوا تو اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں
ے گا اور ہم یہاں محفوظ رہیں گے"...... عمران نے اطمینان کا
ں لیتے ہوئے کہا۔

"آخر تم یہ سب کر کیا رہے ہو۔ ان رنگوں اور اس چھوٹی سی
ن سے ہم ریڈ میزائلوں سے ہونے والی تباہی سے اس غار میں
، بچ رہ سکتے ہیں"...... میجر پرمود نے حیرت بھرے لہجے میں
جو عمران کو یہ سب کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"میں نے دو روشنیوں کو ملا کر اس غار کو اس قدر ہارڈ
ہے کہ یہ غار اب ہارڈ بنکر میں تبدیل ہو گیا۔ ان دو روشنیوں
اتنی طاقت ہے جو یہاں ہر قسم کے دھماکوں کو روک سکتی ہے اور
نے یہ جو مشین آن کی ہے اس سے غار میں لرزش آ رہی ہے۔
میزائل ڈائریکٹ اس پہاڑی پر بھی برسائے گئے تو پہاڑی تو تباہ
جائے گی لیکن غار اسی طرح سے سلامت رہے گا اور آگ کی تپش
اس غار میں داخل نہیں ہو گی۔ یہ میری ذاتی ایجاد ہے جو میں یہاں
خصوصی طور پر اپنے ساتھ لایا تھا"...... عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران سے کچھ اور پوچھتے اچانک
باہر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی۔ ہر طرف سے تیز اور انتہائی خوفناک
دھماکے ہونا شروع ہو گئے۔ چونکہ مشین کی وجہ سے پہلے ہی غار میں
ہلکی ہلکی لرزش تھی اس لئے باہر ہونے والے دھماکوں کا اثر غار تک
نہیں آ رہا تھا اور نہ ہی غار لرز رہا تھا۔ انہوں نے دہانے کی طرف
دیکھا تو یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں پھیل گئیں کہ باہر ہر طرف
پہاڑیاں پھٹ کر ہوا میں اُڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ہر
طرف آگ کا جیسے خوفناک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ دھماکوں کی
آوازوں سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ پہاڑیوں کے چاروں طرف
سے میزائل فائر کئے جا رہے ہوں۔

"باپ رے۔ انہوں نے تو جیسے یہ سارا پہاڑی سلسلہ ختم
کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے"...... سنگ ہی نے خوف بھرے لہجے میں

کہا۔

"ہاں۔ شاید انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہم سب یہاں موجود ہیں
ہمیں ایک ساتھ ختم کرنے کا انہیں اس سے اچھا موقع اور بھلا
کہاں مل سکتا تھا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کو ایسا موقع روز روز تو
نہیں مل سکتا تھا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"انہوں نے جس انداز میں یہاں ریڈ میزائل فائر کئے ہیں۔
اس سے انہیں یقین ہو گیا ہو گا کہ یا تو میزائلوں نے ہمارے
ٹکڑے اُڑا دیئے ہوں گے یا پھر ان میزائلوں سے لگنے والی آگ
نے ہمیں جلا کر خاکستر کر دیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہم کب تک اس بنکر میں محفوظ رہ سکتے ہیں کیونکہ میں جانتا
ہوں کہ ریڈ میزائلوں سے لگنے والی آگ کئی روز تک بھڑکتی رہتی
اور اس آگ میں چٹانوں تک کو پگھلا دینے کی طاقت ہوتی
ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں پیر و مرشد۔ ہمیں یہاں اگر دس روز بھی
رہنا پڑے گا تو کوئی مسئلہ نہیں"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"کیا آگ کی وجہ سے یہاں آکسیجن لینے میں ہمیں کوئی
پریشانی نہیں ہو گی"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ یہ واقعی مشکل ہو گی۔ اگر آگ اس پہاڑی کے
چاروں طرف پھیلی ہو گی تو ہم غار میں محض چند گھنٹے سانس لے

سکتے ہیں۔ آکسیجن ختم ہوتے ہی ہمارے لئے یہاں مسئلہ ہ
گا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''اس کے علاوہ ہمارے پاس کھانے پینے کے لئے بھی
ہے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''ہاں۔ بھوک تو شاید ہم برداشت کر لیں لیکن ہمارے ل
کا مسئلہ ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''بھوک پیاس کا مسئلہ تو میں حل کر سکتا ہوں''...... کرنل ف
نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ کرنل ف
کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

''وہ کیسے''...... عمران نے حیرت سے پوچھا۔

''میرے پاس ایسی گولیاں ہیں جو ہم کھا لیں تو اس سے بھ
بھی مٹ جاتی ہے اور پیاس بھی اور ان گولیوں سے ہمیں خوراَ
اور پانی سے ملنے والی توانائی بھی میسر آ سکتی ہے''...... کرنل فرید
نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے جیب سے ایک شیشی نکالی
زیادہ بڑی تو نہیں تھی لیکن اس میں چھوٹی چھوٹی اور سفید رنگ کی
بے شمار گولیاں بھری ہوئی تھیں۔

''بہت خوب۔ اگر آپ ہماری خوراک کا بندوبست کر سکتے ہیں
تو میں آپ سب کے لئے یہاں آکسیجن مہیا کرنے کا بندوبست کر
سکتا ہوں''...... میجر پرمود نے کہا اور اس نے اپنی جیکٹ کی
اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی مشین نکالی جس پر جگہ

جگہ سوراخ بنے ہوئے تھے۔

''یہ مشین یہاں موجود کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کر کے اسے درختوں کی طرح آکسیجن میں تبدیل کر سکتی ہے جس سے کم از کم یہاں ہمیں سانس لینے میں کوئی دشواری نہیں ہو گی''...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم تینوں ہی اپنا اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کا بندوبست کرنے کے اہل ہیں''...... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ہمارے پاس بھی کچھ ہے''...... ٹانوتہ نے کہا۔

''تمہارے پاس سوائے دھوکہ اور فریب دینے کے سوا کیا ہو سکتا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ ہم ابھی تمہیں کوئی دھوکہ نہیں دے رہے ہیں۔ بہرحال میرے پاس ایک ایسی گن ہے جس سے ہم اس غار کو عقب سے مزید کھول کر یہاں سے باہر نکلنے کا راستہ بنا سکتے ہیں۔ گن سے نکلنے والی ریز چٹانوں کو جلا کر راکھ بنا دے گی۔ فنچ اور ٹانوتہ کے پاس بھی ایسی گنیں ہیں جن کی ریز سے ہم ریت میں بھی اس قدر کھلی ٹنل بنا سکتے ہیں جس میں چلتے ہوئے آسانی سے آگے بڑھ سکتے ہیں''...... سنگ ہی نے کہا اور اس نے جیب سے بلاسٹر گن نکال لی جو کام ختم ہونے کے بعد میجر پرمود نے اسے واپس دے دی تھی۔ اس کے گن نکالتے ہی فنچ اور ٹانوتہ نے بھی ایک ایک گن

نکال لیں۔ ان کی گنوں کے دہانے کافی بڑے بڑے تھے۔

''ریت کے نیچے ریز کی ٹنل، بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی''
کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان گنوں سے ہم جو ریز پھینکیں گے وہ ریز ریت کو تیز
سے دائیں بائیں اور اوپر نیچے سے ہٹا کر ایک بڑی ٹیوب بنا د
گی۔ اس ٹیوب کو برقرار رکھنے کے لئے ہمیں دو گنوں کی ضرور
پڑے گی۔ ایک گن کی ریز سے آگے کی طرف راستہ بنایا جائے گ
اور دوسری گن سے پیچھے کی طرف ٹیوب برقرار رکھنے کے لئے ری
فائر کی جائے گی۔ جس میں ہم سب آسانی سے آگے بڑھ سکتے
ہیں جہاں تک ریز مار کرے گی وہاں تک ٹیوب چاروں اطراف
سے ریت پر کنٹرول رکھے گی اور کسی طرف سے ریت گرنے یا
ٹیوب بیٹھنے نہیں دے گی لیکن جیسے جیسے ٹیوب کے پیچھے ریز کا اثر
ختم ہوتا جائے گا ٹیوب گرتی چلی جائے گی لیکن پیچھے گرنے والی
ٹیوب سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ ہمیں بس ریز کے اندر ہی
رہنا ہو گا تاکہ ہم میں سے کسی پر ریت نہ گرے''...... اس بار فنچ
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات کسی حد تک سمجھ آ رہی ہے لیکن جب تک ہم اس
کا عملی مظاہرہ نہیں دیکھیں گے اسے صحیح طور پر سمجھ نہیں سکیں گے۔
کیا تم ان گنوں کا عملی مظاہرہ کر کے دکھا سکتے ہو''...... کرنل فریدی
نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ضرور کیوں نہیں''...... نانوتہ نے کہا۔

''ایک منٹ۔ فرض کرو اگر ایسا ہو بھی جائے کہ تم ریز سے
یت کے نیچے ایک کشادہ سرنگ یا ٹیوب بنا لو اور ہم اس میں سفر
ی کر لیں تو کیا ٹیوب کا نچلا حصہ ہمارا وزن برداشت کر لے گا۔
یرا مطلب ہے کہ صحارا میں ریت کے نیچے بے شمار گڑھے اور
کھائیاں موجود ہیں۔ اگر ہم ٹیوب میں چلتے ہوئے کسی کھائی کے
اوپر آ گئے تو کیا ریز ہمیں اس کھائی میں گرنے سے روک سکتی
ہے''...... عمران نے سنگ ہی، فنچ اور نانوتہ کی طرف دیکھتے ہوئے
پوچھا۔

''ہاں۔ اس ریز سے بنی ہوئی ٹیوب اس قدر ہارڈ ہو گی کہ اگر
ریت کے اوپر بلڈوزر بھی چل رہے ہوں تب بھی ریز ٹیوب کو کوئی
نقصان نہیں پہنچے گا''...... سنگ ہی نے جواب دیا۔

''اور یہ ٹیوب وہاں وہاں تک برقرار رہے گی جہاں جہاں تک
ریز پھیلی ہو گی''...... میجر پرمود نے کہا۔

''ہاں بالکل آگے فائر کی جانے والی ریز سے مسلسل ٹیوب بنتی
جائے گی لیکن ہم جہاں جہاں سے گزرتے آئیں گے وہاں پیچھے
ٹیوب ختم ہوتی جائے گی''...... فنچ نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تو اسے موبائل ٹیوب کہو نا جو ہمارے ساتھ ہی آگے بڑھے
گی اور پیچھے ختم ہوتی جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تم اسے موبائل ٹیوب یا پھر موبائل ٹنل بھی کہہ سکتے

ہو"...... سنگ ہی نے مسکرا کر کہا۔

"اگر ہم موبائل ٹیوب میں ریت کے نیچے سفر کریں تو ہ
جی پی فائیو کے اس لائٹ بلیو گلوب سے بچ جائیں گے جس
میں آنے والی ہر چیز جل کر راکھ بن جاتی ہے"...... میجر پرمو
کہا۔

"تو کیا تم نے بھی لائٹ بلیو گلوب دیکھ لیا ہے"...... عمران
چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ اس کے بارے میں مجھے سنگ ہی نے بھی بتا دیا تھ
اس نے کہا تھا کہ یہ ہمیں اس گلوب کے خطرے سے بھی بچا
ہے"...... میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"ہیلی کاپٹر سے ہم نے بھی اس لائٹ بلیو گلوب کو دیکھ
لیکن مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی تھی نہ ہی اس کے بارے میں فنچ
نانوتہ نے کچھ بتایا تھا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یہ گلوب جی پی فائیو نے اپنی حفاظت کے لئے اور غیر
ایجنٹوں کو کوہ باگر سے دور رکھنے کے لئے بنایا ہے تا کہ وہ اطمین
سے کوہ باگر اور اس کے ارد گرد گولڈن کرسٹل تلاش کر سکیں۔
گلوب کو انہوں نے ایک طاقتور ریڈ لائٹ سے لنک کر رکھا ہ
اس گلوب یا نیلی روشنی کے اس حصار میں جیسے ہی کوئی جاندار دا
ہوتا ہے اس پر اچانک ریڈ لائٹ فائر ہوتی ہے اور جاندار ایک
میں جل کر راکھ بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بلیو لائٹ گلوب

د کو صحرائی طوفانوں اور سورج کی حدت سے بھی محفوظ رکھے
ئے ہیں۔ اس گلوب کے حصار میں وہ سب ایسے رہ سکتے ہیں
وہ کسی اے سی روم میں موجود ہوں"...... نانوتہ نے جواب

"تمہیں ان سب باتوں کو کیسے علم ہوا ہے"...... عمران نے اسے
روں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تم نے ایک تجزیہ کیا تھا کہ مادام شی تارا اور تھریسیا خلاء میں
کی اسپیس شپ میں موجود ہیں تو تمہارا یہ تجزیہ بالکل درست
ہے۔ وہ دونوں واقعی ریڈ اسپیس شپ میں موجود ہیں اور ہمارے
اتھ ساتھ جی پی فائیو پر بھی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ وہاں کیا ہو رہا
ہے اس کے بارے میں وہ ہمیں مسلسل معلومات فراہم کرتی رہتی
ں ہمارے کانوں میں چھوٹے چھوٹے تل جیسے مائیکرو فون لگے
ئے ہیں جن سے ہم ان کی آوازیں سن سکتے ہیں"...... سنگ ہی
ے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو پھر یہ بات بھی درست ہے نا کہ ہم سب کو یہاں
نے والی تھریسیا اور شی تارا ہی ہیں"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"بالکل۔ ان دونوں نے ہی ہیلی کاپٹروں کو ریڈیو کنٹرول کیا تھا
لہ ہم سب ایک ہی جگہ اکٹھے ہو جائیں اور مل کر گولڈن کرسٹل
ش کریں"...... فنچ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت مہربانی کی ہے ان دونوں نے ہم سب پر جو ہمیں ایک

جگہ اکٹھا کر دیا ہے۔ مجھے وہ دونوں مل جائیں تو میں ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے انہیں گولیاں ہی مار دوں گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو سنگ ہی، نانوتہ اور فنچ بے اختیار ہنس پڑے۔

''تمہارا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہو گا عمران۔ وہ دونوں تمہاری پہنچ سے بہت دور ہیں''...... نانوتہ نے کہا۔

''تم تینوں کی گردنیں تو دور نہیں ہیں نا۔ بس ہاتھ بڑھانے کی دیر ہے اور میں تم تینوں کی باری باری گردنیں توڑ سکتا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''ہم جانتے ہیں کہ تم ایسا نہیں کرو گے''...... فنچ نے مسکرا کر کہا۔

''کیوں۔ تم کھالہ جاد لگتے ہو جو میں تمہیں چھوڑ دوں غا''۔ عمران نے قاسم کے انداز میں دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''اچھا اب آگے چلنے کا پروگرام ہے یا یہیں کھڑے ان پر جلتے کڑھتے رہو گے''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایسے موقع پر جولیا کہتی ہے کہ جلتی ہے میری جوتی۔ اب میں نے جوتی تو نہیں پہن رکھی اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ جلتا ہے میرا جوتا''...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''جوتا جل گیا تو پھر آپ کو ننگے پیر چلنا پڑے گا۔ ننگے پیروں پر ریت کے کسی زہریلے مکوڑے نے آپ کو کاٹ لیا تو آپ کے

لئے مشکل ہو جائے گی''...... لاٹوش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم جیسے مکوڑے کے ہوتے ہوئے مجھے بھلا کوئی دوسرا مکوڑا کیسے کاٹ سکتا ہے''...... عمران نے جواباً کہا۔

''میں آپ کو مکوڑا دکھائی دیتا ہوں''...... لاٹوش نے آنکھیں نکال کر کہا۔

''دکھائی تو نہیں دے رہے لیکن تمہاری آواز کسی جنگلی جھینگر جیسی ضرور ہے جس سے گمان ہوتا ہے کہ تم مکوڑوں سے بھی زیادہ بدصورت ہو''...... عمران نے کہا۔

''مجھے تو یہ سالا کدو مدو کی شکل والا دخائی دیتا ہے''...... قاسم نے منہ پھاڑ کر کہا۔

''کیا تم سب یہاں مجھ پر طنز کرنے کے لئے ہی اکٹھے ہوئے ہو''...... لاٹوش نے منہ پھلا کر کہا۔

''ہم خود یہاں اکٹھے نہیں ہوئے۔ یہ زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کی سازش ہے''...... کیپٹن حمید نے منہ بنا کر کہا۔

''سازش نہیں ہم تمہارے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتے تھے اور کوئی بات نہیں ہے''...... نانوتہ نے کہا۔

''تم تو اپنی جبان بند ہی رکھو کالی بکری۔ ہونہہ۔ تمہیں دیخ کر تو ایسا لغتا ہے جیسے سالی تم کسی غاجر مولی کے کھاندان سے تالق رختی ہو۔ دبلی پتلی ناجک سی ہاف فلوٹی''...... قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا اس نے نانوتہ کا دبلا پن دیکھ کر اسے فل فلوٹی سے ہاف فلوٹی

بنا دیا تھا۔

''اور تم کون سے کسی جنگلی سانڈ سے کم ہو''...... نانوتہ نے غرا کر کہا۔

''ہاں ہوں میں سانڈ سالی۔ مجھے اپنے موٹاپے پر پھخر ہے۔ سالا میں اپنا اور اپنے باپ کا خاتا ہوں کسی اور کے باپ کا نہیں خاتا اور یہ حرام ورام کی کمائی نہیں۔ میری اور میرے باپ کی کھالس ایمانداری کی کمائی کی شان وان ہے جو میں خا خا کر اتنا پھول غیا ہوں۔ تم سب کو تو جیسے خانے کو کچھ ملتا ہی نہیں۔ سونغ سونغ کر خانے کے عادی ہو سب کے سب''...... قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ نانوتہ کچھ اور کہتی فنچ نے اسے اشارے سے روک دیا۔

''اب بس کرو اور چلو یہاں سے''...... کرنل فریدی نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ ہم اکیلے نہیں جائیں گے''...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی جانب دیکھنا شروع ہو گئے۔

''ہم سب تمہارے ساتھ ہیں اور تم پھر بھی خود کو اکیلا کہہ رہے ہو''...... میجر پرمود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم سب ساتھ ہیں لیکن ہم میں وہ نہیں ہیں جن کے ہونے سے یہاں حسینوں کا عالمی بازار لگ سکتا ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''حسینوں کا عالمی بازار۔ کیا مطلب''...... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ عمران کی بات سمجھا نہ ہو۔

''میرا مطلب ہے کہ گولڈن کرسٹل کے لئے ہم چار پارٹیاں ہیں۔ ایک میری پارٹی۔ دوسری آپ کی، تیسری میجر پرمود کی پارٹی ہے اور چوتھی زیرو لینڈ کی پارٹی ہے۔ ہم تین پارٹیوں کے ساتھ تو سب ہیں لیکن بے چارے والد الخبیث چچا سنگ ہی، فنچ اور نانوتہ تین ہیں اور میں نے سنا ہے کہ تین کا عدد منحوس ہوتا ہے۔ یا تو ہمیں انہیں اپنی پارٹی سے الگ کر دینا چاہئے تا کہ ان کی نحوست کا ہم پر سایہ نہ پڑے یا پھر......'' عمران کہتے کہتے رک گیا۔

''یا پھر کیا''...... سنگ ہی نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''یا پھر ہمارے ساتھ شی تارا اور میری ازلی محبت خوار دشمن تھریسیا کو بھی ہمارے ساتھ ہونا چاہئے''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب حیرت سے عمران کی جانب دیکھنا شروع ہو گئے۔ جیسے ان کی سمجھ میں نہ آیا ہو کہ عمران تھریسیا اور شی تارا کو بھی ساتھ کیوں رکھنا چاہتا ہے۔

''نہیں۔ وہ یہاں نہیں آ سکتیں۔ وہ جہاں ہیں ٹھیک ہیں۔ تم سب کے ساتھ ہم تین ہی کافی ہیں''...... سنگ ہی نے غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ تم تین کافی نہیں ہو۔ میں یہاں کسی صحرائی حسینہ کی

تلاش میں آیا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ صحرائی حسینہ ان تمام حسیناؤں سے زیادہ حسین ہو جو میرے ساتھ ہیں۔ ان حسیناؤں میں تھریسیا اور شی تارا کا نام بھی شامل ہے۔ اگر مجھے ان سے زیادہ حسین لڑکی مل گئی تو میں آپ سب کو یہیں دعوت ولیمہ کھلا دوں گا ورنہ پھر ان میں سے ہی کسی ایک کو چن لوں گا۔ مگر میں ایسا کروں گا ضرور۔ کیوں جولیا''...... عمران نے کہا تو جولیا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

''یہ کیا حماقت ہے۔ ہمارے لئے یہ کیا کم ہے کہ ہم تین دشمنوں کو اپنے ساتھ رکھ رہے ہیں اور تم چاہتے ہو کہ ان کے ساتھ دو اور شامل ہو جائیں تاکہ یہ ہمیں موقع ملتے ہی نقصان پہنچا سکیں اور ہم سے گولڈن کرسٹل چھین کر لے جائیں''...... کرنل فریدی نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ جو مرضی سمجھیں۔ آپ نے ان کے ساتھ جانا ہے تو جائیں میں اور میرے ساتھی ان کے ساتھ اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک ان کے ساتھ تھریسیا اور شی تارا نہیں ہوں گی۔ کیوں ساتھیو۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''...... عمران نے پہلے ان سب سے پھر اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''پتہ نہیں۔ آپ کن چکروں میں پڑ گئے ہیں۔ ہمیں تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے''...... صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ شاید اسے بھی سمجھ نہیں آیا تھا کہ عمران، تھریسیا اور شی تارا کو ساتھ لے

جانے کی بات کیوں کر رہا ہے۔ اس کے باقی ساتھی بھی حیرت اور پریشانی سے عمران کی جانب دیکھ رہے تھے۔ جبکہ جولیا اور روشی، عمران کو تھریسیا اور شی تارا کا نام لیتے دیکھ کر اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

عمران نے ان سب سے نظریں بچا کر میجر پرمود اور کرنل فریدی کو آئی کوڈ میں ایک پیغام دیا تو وہ دونوں ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''ٹھیک ہے اگر تمہارا یہی فیصلہ ہے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا اور اسے عمران کا ساتھ دیتے دیکھ کر اس کے ساتھی بری طرح سے چونک پڑے۔

''میں بھی''...... میجر پرمود نے کہا تو لیڈی بلیک اور آفتاب سعید کے ساتھ اس کے باقی ساتھی بھی میجر پرمود کی بات سن کر حیران رہ گئے۔

''آپ سب کو آخر ہو کیا گیا ہے۔ ہمارے ساتھ پہلے ہی اتنے ساتھی ہیں۔ پھر ہمیں اپنے ساتھ تھریسیا اور شی تارا کو لے جانے کی کیا ضرورت ہے''...... لیڈی بلیک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہی بات میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہی ہے''...... کرنل فریدی کی ساتھی روزا نے بھی جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''نہیں سمجھ آ رہی تو تم اپنے دماغوں پر زور نہ ڈالو۔ پہلے ہی گرمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دماغ اور گرم ہو جائیں۔ ایسا ہوا

تو سب کے دماغ گرمی سے پگھل جائیں گے، پھر پگھلے ہوئے دماغ ہمارے کسی کام نہیں آئیں گے''...... عمران نے کہا۔

''تم تینوں آخر چاہتے کیا ہو''...... سنگ ہی نے غراتے ہوئے کہا۔

''یہ کہ گولڈن مشن میں اگر تم ہمارے ساتھ ہو تو پھر تھریسیا اور شی تارا کو بھی ہمارے ساتھ ہونا چاہئے۔ ہم چاروں پارٹیوں میں جب توازن ہو گا تو مقابلہ کرنے میں لطف آئے گا۔ میرے ساتھ، کرنل فریدی اور میجر پرمود کے ساتھ ڈھیر ساتھی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری تعداد بھی کم نہ ہو تاکہ بعد میں تم یہ نہ کہہ سکو کہ تمہاری تعداد کم تھی اور ہم نے تم پر غلبہ پا لیا تھا اور تمہیں گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ تم زیرو لینڈ کے ٹاپ ایجنٹ ہو۔ جب تم پانچ ہو جاؤ گے تو ہمارے ساتھیوں اور تمہارے ساتھیوں کا پلڑا ایک جیسا ہو جائے گا پھر جس کی قسمت میں ہو گا وہ گولڈن کرسٹل لے جائے گا۔ کیوں پیر و مرشد اور میجر پرمود میں نے کچھ غلط تو نہیں کہا ہے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ سنگ ہی، فنچ، نانوتہ تم تھریسیا اور شی تارا سے کہو کہ وہ اسپیس شپ سے یہاں آ جائیں۔ آگے ہمارا مقابلہ جی پی فائیو اور ریڈ آرمی سے ہو سکتا ہے۔ ہمارے پاس اتنا اسلحہ نہیں ہے جبکہ تمہارے پاس جدید ترین سائنسی اسلحہ ہے جس

ے تم ریڈ آرمی اور جی پی فائیو کو اچھا سبق سکھا سکتے ہو''۔ کرنل
ریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا جبکہ اس کی بات سن کر میجر پرمود اور
ران زیر لب مسکرا دیئے تھے۔

''اگر ہم انہیں نہ بلائیں تو''...... نانوتہ نے انہیں تیز نظروں
ے گھورتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تمہیں بھی ہم سے الگ ہونا پڑے گا۔ پھر ہماری قسمت
ہم میں سے کسے گولڈن کرسٹل ملتا ہے''...... عمران نے صاف
دئی سے کہا تو سنگ ہی، فنچ اور نانوتہ غرا کر رہ گئے۔

''ہماری مدد کے بغیر تم لائٹ بلیو گلوب پار نہیں کر سکو گے اور نہ
کوہ باگر تک پہنچ سکو گے''...... سنگ ہی نے غراہٹ بھرے لہجے
کہا۔

''دیکھا جائے گا''...... عمران نے کاندھے اچکا کر کہا اور پھر وہ
کی دیوار کے طرف بڑھا اور پھر بڑے اطمینان بھرے انداز میں
ار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

''میں تو کہتا ہوں پیر و مرشد آپ اور عزت مآب جناب میجر
ود صاحب آپ بھی آ کر بیٹھ جائیں۔ اس طرح کھڑے رہے تو
ب کی ٹانگیں تھک جائیں گی اور ابھی ہمیں کوہ باگر تک پہنچنے کے
ئی کلو میٹر چلنا ہے اور وہ بھی اپنی انہی ٹانگوں سے۔ اگر یہ بے
ی تھک گئیں تو ہمارے لئے آگے بڑھنا مشکل ہو جائے گا''۔
ان نے کہا تو کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ

آگے بڑھ کر عمران کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ میجر پرمود بھی ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا تھا۔

"تم سب بھی ادھر ادھر بیٹھ جاؤ۔ سنگ ہی، فنچ اور نانوتہ کھڑے رہنا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا تو وہ ایک طویل سانس لیتے ہوئے غار کے مختلف حصوں میں بیٹھتے چلے گئے۔ وہ سب ایک ہی بات سوچ رہے تھے کہ نجانے عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کے دماغوں میں کیا پلان ہے اور وہ اس قدر ضدی انداز کیوں اختیار کر رہے ہیں۔

"تم سب غلط کر رہے ہو۔ بہت غلط"...... سنگ ہی نے غراتے ہوئے کہا۔

"تو تم سے جو صحیح ہو سکتا ہے وہ کر لو۔ تمہارے پاس تو سائنسی اسلحہ اور سائنسی آلات ہیں۔ ان کی مدد سے تم تینوں گولڈن کرسٹل کی تلاش میں جانا چاہو تو چلے جاؤ۔ اس پر بھی ہم کوئی اعتراض نہیں کریں گے"...... عمران نے کہا تو سنگ ہی، فنچ اور نانوتہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگے۔

"آخر تمہارے دماغ میں پلان کیا ہے۔ تم تھریسیا اور شی تارا کو یہاں کیوں بلانا چاہتے ہو"...... سنگ ہی نے چند لمحے توقف کے بعد اسی طرح سے غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

"عرصہ ہوا اس حسینۂ عالم کا چہرہ دیکھے ہوئے۔ سمجھ لو ایک بار دیکھا ہے اب دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے"...... عمران نے مسکرا

کر کہا تو میجر پرمود اور کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"او کے۔ ہم بات کرتے ہیں۔ اگر سپریم کمانڈر نے اجازت ی تو وہ یہاں آ جائیں گی ورنہ ہم کچھ نہیں کر سکتے"...... سنگ ہی نے جیسے عمران کی ضد کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ یہ ہوئی نا بات"...... عمران نے ننھے بچوں کی طرح وش ہوتے ہوئے کہا تو سنگ ہی اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور کر رہ گیا۔

"تھریسیا۔ مادام شی تارا تم ان سب کی باتیں سن رہی ہو"...... سنگ ہی نے اونچی آواز میں کہا جیسے اس کے پاس کوئی صوص مائیک ہو اور وہ اس سے تھریسیا اور مادام شی تارا سے اطب ہوا ہو۔ پھر وہ کان میں لگے ہوئے مائیکروفون میں کچھ سننے ا۔

"او کے۔ تم سپریم کمانڈر سے بات کرو اور اگر وہ اجازت دے ے تو جلد سے جلد یہاں آنے کی کوشش کرو"...... سنگ ہی نے اب دیتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

"میں نے کہہ دیا ہے۔ تھریسیا اور مادام شی تارا، سپریم کمانڈر ے بات کریں گی۔ اگر انہیں اجازت مل گئی تو وہ یہاں آ جائیں ا ورنہ نہیں"...... سنگ ہی نے کہا۔

"وہ آئیں گی۔ ضرور آئیں گی۔ ہم ان کے آنے کا انتظار ریں گے چاہے یہ انتظار صدیوں پر ہی کیوں نہ محیط ہو یا پھر

قیامت ہی کیوں نہ آ جائے۔ وہ ایک مشہور گانا ہے۔ ہم انتظار کریں گے تیرا قیامت تک، خدا کرے کہ قیامت ہو اور وہ آئے''......عمران نے باقاعدہ گانا گنگناتے ہوئے کہا۔

''یہ انتجار میں تگڑی تگڑی فل فلوٹیوں کی وجہ سے کر رہا ہوں۔ وہ جرور آئیں غی۔ میرا دل کہتا ہے کہ وہ جرور آئیں غی''......قاسم نے غار کے دہانے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جہاں سے آگ کا طوفان اٹھ رہا تھا۔

''شکریہ۔ شکریہ۔ تمہارا بھی بہت شکریہ۔ مگر تم بھی میری طرح انتظار ہی کرتے رہ جاؤ گے''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کچھ دیر بعد اچانک سنگ ہی چونک پڑا۔

''یس تھریسیا۔ بولو۔ کیا کہا ہے سپریم کمانڈر نے''......سنگ ہی نے پہلے جیسے انداز میں کہا جیسے اس کے کان میں لگے ہوئے مائیکرو فون میں تھریسیا اس سے مخاطب ہوئی ہو۔ چند لمحے وہ تھریسیا کی بات سنتا رہا۔

''اوکے۔ اجازت مل گئی ہے تو آ جاؤ۔ ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں''......سنگ ہی نے جواب دیا تو عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی جیسے انہیں پہلے سے ہی یقین تھا کہ تھریسیا اور مادام شی تارا یہاں آنے سے قطعی انکار نہیں کریں گی۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک بے حد خوش تھے۔ کرنل فرانک نے کرنل ڈیوڈ کو بتا دیا تھا کہ اس نے سینڈ بلٹس کی مدد سے کوہ اگانگ کے پہاڑی سلسلے کو مکمل طور پر تباہ کر دیا تھا۔ اس نے کوہ اگانگ پر دو سو میزائل فائر کرائے تھے جس سے کوہ اگانگ کی ایک ایک پہاڑی اُڑ گئی تھی اور اس پہاڑی علاقے میں ہر طرف آگ ہی آگ پھیل گئی تھی۔ جس سے بچنا کسی انسان تو کیا جنات کے بھی بس کی بات نہیں ہے اور عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود چاہے ریڈ میزائلوں کے دھماکوں سے بچ گئے ہوں لیکن کوہ اگانگ پر پھیلی ہوئی خوفناک آگ انہیں کہیں سے بھی نکلنے کا کوئی راستہ نہیں دے گی اور وہ سب وہیں جل کر بھسم ہو جائیں گے۔

کرنل فرانک نے کرنل ڈیوڈ کو یہ سب اس قدر اعتماد سے بتایا تھا کہ کرنل ڈیوڈ کو اس کی باتوں پر واقعی یقین آ گیا تھا جس سے وہ

بے حد خوش تھا۔ ان کی خوشی دوہری نہیں بلکہ تہری تھی۔ ان کا سب سے بڑا دشمن عمران تھا جس نے نجانے کتنی بار اسرائیل آ کر انہیں نقصان پہنچایا تھا لیکن اس بار وہ ان کے ہاتھوں سے نہیں بچ سکا تھا۔ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود نے اسرائیل کے تین بڑے خفیہ فوجی ٹھکانوں کے ساتھ تین میزائل اسٹیشن بھی تباہ کر دیئے تھے جس کا کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کو بے حد افسوس تھا لیکن اب وہ خوش تھے کہ انہوں نے عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود اور ان کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک اپنے غار نما آفس میں بیٹھے عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کی ہلاکت پر جشن منا رہے تھے۔ ان کے سامنے شراب کی متعدد بوتلیں پڑی تھیں جنہیں وہ پی کر خالی کر چکے تھے۔ اتنی بوتلیں پینے کے باوجود وہ بے حد فریش دکھائی دے رہے تھے جیسے شراب نے ان پر معمولی سا بھی اثر نہ کیا ہو۔ البتہ نیٹ شراب پی کر ان دونوں کے چہرے پکے ہوئے ٹماٹروں کی طرح سے سرخ ہو رہے تھے۔

”آج حقیقت میں ہمارے جشن کا دن ہے۔ ہم نے اپنے سب سے بڑے دشمن کے ساتھ کرنل فریدی اور میجر پرمود جیسے ڈی ایجنٹ کو بھی آخر کار ان کے انجام تک پہنچا دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر ہمارے لئے اور بھلا کیا خوشی ہو سکتی ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اس کے ساتھ اگر ہمیں یہاں سے گولڈن کرسٹل بھی مل جائے تو ہمارے لئے اور زیادہ خوشی کی بات ہو گی اور ہم اس سے بھی بڑھ کر جشن منا سکتے ہیں“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”مل جائے گا۔ مل جائے گا۔ گولڈن کرسٹل یہیں کہیں صحرا میں ہی چھپا ہوا ہے۔ آج نہیں تو کل مل ہی جائے گا۔ ہم اسے یہاں آرام سے رک کر ڈھونڈ سکتے ہیں۔ اب ہمیں کسی سے کوئی خطرہ نہیں“...... کرنل فرانک نے کہا۔

”پھر بھی۔ گولڈن کرسٹل کو تلاش کرنے میں ہمیں کافی وقت لگ رہا ہے اور میں اس ویران اور سنسان صحرا میں رہ رہ کر اکتا سا گیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمیں جلد سے جلد گولڈن کرسٹل ملے اور اسے لے کر ہم یہاں سے نکل جائیں“...... کرنل ڈیوڈ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”سینڈ بلٹس ریت کے نیچے گہرائی تک جا رہی ہیں۔ جلد ہی ہمیں گولڈن کرسٹل کا پتہ چل جائے گا۔ تمہیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے“...... کرنل فرانک نے کہا۔

”فکر تو مجھے ہے۔ ابھی گولڈن کرسٹل کے بارے میں ہمیں ہی پتہ ہے اور ہماری ہی ڈیپارٹمنٹ سے یہ خبر لیک ہو کر عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود تک پہنچی ہو گی۔ جس میں کافرستان کا سیٹھ پرتاب بھی ملوث تھا۔ اس کا تو ہم نے خاتمہ کر دیا ہے۔ یہاں عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود سمیت ان کے تمام ساتھی بھی

ہلاک ہو چکے ہیں لیکن اگر گولڈن کرسٹل کے بارے میں ایکریمیا
کرانس، گریٹ لینڈ یا کسی اور سپر پاور کو علم ہو گیا تو ان کے ایجنٹ
بھی یہاں پہنچ جائیں گے اور ان کی موجودگی میں ہمارے لئے
یہاں گولڈن کرسٹل ڈھونڈنا اور اسے یہاں سے نکال کر اسرائیل
لے جانا مشکل ہو جائے گا''...... کرنل ڈیوڈ نے فکر مندی سے کہا۔

''جب تک سپر پاور ممالک کے ایجنٹ یہاں آئیں گے ہم
یہاں سے گولڈن کرسٹل لے کر نکل چکے ہوں گے۔ بس تم اپنی
سرچنگ جاری رکھو۔ جلد ہی تم گولڈن کرسٹل تک پہنچ جاؤ گے۔ یہ
میرا یقین ہے''...... کرنل فرانک نے کہا۔

''سرچنگ تو ہو رہی ہے۔ اس میں تو ایک منٹ کا بھی وقفہ نہیں
آیا ہے۔ اس وقت تک ہم سارا صحارا تو نہیں لیکن اس کا آدھا
حصہ تو چھان ہی چکے ہیں لیکن ابھی تک چھوٹی سی بھی امید افزاء خبر
نہیں آئی ہے کہ آخر گولڈن کرسٹل گیا تو گیا کہاں''۔ کرنل ڈیوڈ نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کیونا کے ارد گرد کا سرچ کرایا تھا تم نے''...... کرنل فرانک
نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس طرف جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں جو
سیٹلائٹ سے فوٹو گراف ملے تھے ان میں گولڈن کرسٹل کیونا کی
طرف نہیں صحارا کی طرف جاتا دکھائی دیا تھا اور جس رخ پر وہ گر
رہا تھا اس سے ایسا ہی لگ رہا تھا کہ گولڈن کرسٹل یا تو کوہ باگر میں

گرا ہے یا پھر اس کے ارد گرد''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

''تو پھر مسئلہ کیا ہے۔ اگر گولڈن کرسٹل انہی علاقوں میں موجود
ہے تو پھر تم پریشان کیوں ہو رہے ہو''...... کرنل فرانک نے کہا۔

''میری پریشانی کی وجہ سینڈ بلٹس ہیں۔ تم شاید نہیں جانتے کہ
کوہ باگر اور کوہ اگانگ کے درمیانی راستے میں کئی ایسی کھائیاں ہیں
جو ریت کے نیچے چھپی ہوئی ہیں۔ یہ تو تمہاری خوش قسمتی تھی کہ تم
ان کھائیوں سے بچ کر واپس آ گئے تھے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے
اطلاع ملی ہے کہ اس درمیانی راستے سے گزرنے والی ہماری کئی سینڈ
بلٹس لاپتہ ہو گئی ہیں۔ ان سینڈ بلٹس کو چیک کیا گیا تو پتہ چلا کہ
وہ ریت کے نیچے چھپی ہوئی گہری کھائیوں میں جا گری ہیں جہاں
سے انہیں کسی بھی صورت میں نکالا نہیں جا سکتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ
نے کہا۔

''اوہ۔ کتنی سینڈ بلٹس لاپتہ ہوئی ہیں''...... کرنل فرانک نے
چونکتے ہوئے پوچھا۔

''آٹھ''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''بیڈ نیوز۔ یہ تو واقعی بے حد بیڈ نیوز ہے۔ کیا ان سینڈ بلٹس
میں موجود ہمارے ساتھیوں سے بھی تمہارا کوئی رابطہ نہیں ہو رہا کہ
وہ زندہ ہیں یا پھر......'' کرنل فرانک نے جان بوجھ کر اپنا فقرہ
ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں ان سے کوئی رابطہ نہیں ہوا ہے۔ نجانے وہ کتنی گہرائی میں گرے ہیں اور گہرائی میں گرنے کے بعد تو ان کے زندہ بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تو باقی سینڈ بلٹس سے کہہ دو کہ وہ ان اطراف میں جانے سے گریز کریں جہاں کھائیاں موجود ہیں"...... کرنل فرانک نے کہا۔

"یہی تو مشکل ہے۔ سینڈ بلٹس میں ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے جو انہیں کھائیوں سے دور رکھ سکے یا بروقت کھائیوں کے بارے میں کوئی کاشن دے سکیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہوسکتا ہے کہ گولڈن کرسٹل بھی ایسی ہی کسی گہری کھائی میں جا گرا ہو اور ہم اسے ریت میں تلاش کرتے پھر رہے ہیں"...... کرنل فرانک نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہاں۔ اب تو مجھے بھی ایسا ہی شک ہو رہا ہے۔ اگر گولڈن کرسٹل ریت میں ہوتا تو اب تک اس کا ضرور پتہ چل چکا ہوتا"...... کرنل ڈیوڈ نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اگر حقیقت میں گولڈن کرسٹل کسی کھائی میں ہوا تو تم اسے کیسے تلاش کرو گے جبکہ تمہیں اس بات کا بھی اندازہ نہیں ہو گا کہ کھائی کتنی گہری ہو گی"...... کرنل فرانک نے پوچھا۔

"ان کھائیوں میں جھانکنے اور کھائیوں میں اترنے کے لئے مجھے

اسرائیل سے کچھ اور سائنسی آلات منگوانے پڑیں گے۔ تب ہی اس
ت کا علم ہو سکے گا کہ گولڈن کرسٹل کسی کھائی میں ہے بھی یا
ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تو منگوا لو۔ تمہیں تو اس بات کی پوری اجازت ہے کہ گولڈن
سٹل کی تلاش کے لئے تمہیں جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ تم
ائیل سے کبھی بھی اور کسی بھی وقت منگوا سکتے ہو"...... کرنل
نک نے کہا۔

"ہاں۔ بس مجھے اس سلسلے میں پرائم منسٹر سے بات کرنے کی
رت ہوتی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"تو کیا پرائم منسٹر سے بات کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ ہے
ا"...... کرنل فرانک نے پوچھا۔

"نہیں ہچکچاہٹ کیسی۔ میں جب چاہوں ان سے بات کر سکتا
ں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تو کرو بات۔ آٹھ سینڈ بلٹس لاپتہ ہو گئی ہیں۔ اس سے پہلے
ہ اور سینڈ بلٹس کھائیوں میں گر جائیں میں تو کہتا ہوں کہ تم پرائم
ٹر سے بات کر کے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کر دو اور
ں عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کی ہلاکت کا بھی مژدہ سنا
۔ ان کی ہلاکت کا سن کر وہ بھی خوش ہو جائیں گے"...... کرنل
نک نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی ہمیں پرائم منسٹر کو یہ خوشخبری تو

دے ہی دینی چاہئے۔ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کی ہلاکت کی خبر ان کے لئے گولڈن کرسٹل کے ملنے سے کہیں بڑھ کر ہو گی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو کرنل فرانک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل ڈیوڈ نے میز کی سائیڈ کی دراز کھول کر اس میں سے جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکالا اور وہ ٹرانسمیٹر آن کرنے ہی لگا تھا کہ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور میجر ہیرس اندر آ گیا۔ اسے دیکھ کر کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک چونک پڑے۔ میجر ہیرس نے انہیں مخصوص انداز میں سیلوٹ کیا۔

''سر ایک خوشخبری ہے''...... میجر ہیرس نے کہا۔ اس کے چہرے پر جیسے مسرت کی آبشار سی بہہ رہی تھی۔

''اوہ۔ کیا خوشخبری ہے بولو۔ کیا گولڈن کرسٹل مل گیا ہے''۔ کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''نو سر۔ لیکن گولڈن کرسٹل کا پتہ چل گیا ہے کہ وہ کہاں پر ہے''...... میجر ہیرس نے کہا اور کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک ایک ساتھ مسرت بھرے انداز میں اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

''گولڈن کرسٹل کا پتہ چل گیا ہے۔ اوہ اوہ۔ ویل ڈن۔ ویری ویل ڈن۔ یہ تو ہمارے لئے واقعی بہت بڑی خوشخبری ہے۔ کہاں ہے گولڈن کرسٹل۔ اگر تمہیں اس کے بارے میں پتہ چل گیا ہے تو تم نے اسے ابھی تک وہاں سے نکالا کیوں نہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے اور قدرے غصے کے ملے جلے انداز میں

کہا۔

''گولڈن کرسٹل کوہ باگر اور کوہ اگانگ کے درمیانی راستے میں ایک گہری کھائی میں موجود ہے جناب۔ اسی کھائی میں جس میں ہماری آٹھ سینڈ بلٹس گر گئی تھیں۔ ہم گولڈن کرسٹل کے ساتھ کھائی میں گرنے والی سینڈ بلٹس کو تلاش کر رہے تھے کہ ہمیں اس کھائی سے گولڈن کرسٹل کی موجودگی کا بھی کاشن ملا تھا۔ میں نے خاص طور پر اس کاشن کو چیک کیا تھا۔ جو اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ گولڈن کرسٹل اسی کھائی میں موجود ہے لیکن وہ کھائی بے حد گہری ہے جس میں ہم کسی بھی طرح سے نہیں اتر سکتے ہیں''...... میجر ہیرس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کتنی گہری ہے وہ کھائی اور گولڈن کرسٹل اس کھائی کے کس حصے میں موجود ہے''...... کرنل فرانک نے پوچھا۔

''ہمارے اندازے کے مطابق کھائی تقریباً ایک ہزار فٹ گہری ہے اور ریت سے بھری ہوئی ہے۔ وہاں سے ہمیں ٹھوس چٹانوں کی موجودگی کا بھی پتہ چلا ہے اور گولڈن کرسٹل ان ٹھوس چٹانوں میں ہی کہیں موجود ہے۔ اگر ہم کسی طرح سے اس کھائی میں اتر جائیں تو وہاں سے ہم گولڈن کرسٹل آسانی سے نکال کر لا سکتے ہیں''۔ میجر ہیرس نے کہا۔

''تو دیر کیوں کر رہے ہو نانسنس۔ تمہارے پاس سینڈ بلٹس ہیں۔ کھائی میں اگر ریت ہے تو تم سینڈ بلٹس اس ریت میں لے

جاؤ اور پھر وہاں سے نکل کر ٹھوس چٹانوں کی طرف چلے جانا اور پھر سینڈ بلٹس سے واپس آ جانا''...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری سر۔ سینڈ بلٹس ریت میں زیادہ سے زیادہ سو فٹ کی گہرائی میں جا سکتی ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ اگر ہم نے زیادہ گہرائی میں جانے کی کوشش کی تو سینڈ بلٹس ریت کے دباؤ میں آ کر رک جائیں گی اور وہیں پھنس جائیں گی''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''اوہ۔ یہ کیا مسئلہ ہو گیا ہے۔ اگر سینڈ بلٹس اتنی گہرائی میں نہیں جا سکتی ہیں تو پھر ہم کھائی سے گولڈن کرسٹل کیسے نکالیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کیا صحرا میں اس کھائی کا منہ کھلا ہوا ہے جس میں گولڈن کرسٹل موجود ہے''...... کرنل فرانک نے جیسے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ جب ہماری آٹھ سینڈ بلٹس کھائی میں گری تھیں تو کھائی کا منہ کھل گیا تھا۔ اس کا پاٹ کافی چوڑا ہے اور نیچے اس قدر گہرائی ہے کہ آسانی سے نیچے دیکھا بھی نہیں جا سکتا ہے''۔ میجر ہیرس نے جواب دیا۔

''تو کیا اس کھائی میں رسیوں کی مدد سے بھی نہیں اترا جا سکتا ہے''...... کرنل فرانک نے پوچھا۔

''رسیوں کی مدد سے۔ لیکن کیسے سر۔ وہاں ایسی کوئی جگہ نہیں ہے جہاں ہم رسیاں باندھ کر کھائی میں اتر سکیں''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''نانسنس ہو تم میجر ہیرس۔ انتہائی نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر''...... میجر ہیرس نے کرنل ڈیوڈ کی غراہٹ سن کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نانسنس۔ تمہارے پاس سینڈ بلٹس موجود ہیں۔ رسیوں کے سرے ان سینڈ بلٹس سے باندھو اور اپنے آدمیوں کو کھائی میں اتار دو۔ وہ کھائی میں آسانی سے اتر جائیں گے۔ جب انہیں کھائی سے گولڈن کرسٹل مل جائے تو تم انہیں سینڈ بلٹس سے واپس اوپر کھینچ لینا۔ اس میں کیا مسئلہ ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ مجھے تو واقعی اس بات کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔ واقعی ہم سینڈ بلٹس سے رسیاں باندھ کر اپنے ساتھیوں کو آسانی سے کھائی میں اتار سکتے ہیں اور پھر انہیں واپس بھی کھینچ سکتے ہیں۔ گڈ آئیڈیا سر۔ رئیلی اٹس گڈ آئیڈیا''...... میجر ہیرس نے مسرت بھرے انداز میں اچھلتے ہوئے کہا۔

''تمہارے دماغ میں یہ آئیڈیا آ بھی کیسے سکتا تھا نانسنس۔ تمہارے دماغ میں بھس جو بھرا ہوا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بنا کر کہا۔

"یس سر۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر"...... میجر ہیرس نے اسی طرح سے خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے کرنل ڈیوڈ نے اس پر طنز کرنے کی بجائے اس کی تعریف کر دی ہو۔

"تو جاؤ۔ ابھی جاؤ اور جلد سے جلد کھائی سے گولڈن کرسٹل نکلوانے کا کام کرو۔ آج ہمارے لئے واقعی لکی ڈے ہے۔ ایک طرف ہم نے اپنے بڑے بڑے دشمنوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور دوسری طرف ہمیں یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ گولڈن کرسٹل کہاں موجود ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل فرانک نے اس کی تائید میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ میجر ہیرس انہیں سیلوٹ کر کے جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ کرنل فرانک نے اسے روک دیا۔

"رکو ایک منٹ"...... کرنل فرانک نے کہا تو میجر ہیرس وہیں رک گیا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... میجر ہیرس نے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ۔ اگر گولڈن کرسٹل کھائی میں موجود ہے تو چلو ہم بھی چلتے ہیں اور وہاں جا کر ہم اپنی نگرانی میں گولڈن کرسٹل کھائی سے نکلواتے ہیں۔ میں خود بھی ایک نظر گولڈن کرسٹل دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ ہے کیسا"...... کرنل فرانک نے کہا۔

"او کے۔ میں پرائم منسٹر کو کال کر لوں پھر ہم بھی چلے جاتے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے ابھی پرائم منسٹر کو کال کرنے کی۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہمیں سب سے پہلے کھائی سے گولڈن کرسٹل نکال لینا چاہئے۔ گولڈن کرسٹل ہمارے ہاتھوں ہو گا تو ہم پرائم منسٹر کو کال کر کے ایک ساتھ دو دو خوشخبریاں سنا دیں گے جسے سن کر ان کی طبیعت باغ باغ ہو جائے گی"...... کرنل فرانک نے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ واقعی جب تک گولڈن کرسٹل ہمارے ہاتھوں میں نہیں آ جاتا ہمیں پرائم منسٹر کو ابھی کچھ نہیں بتانا چاہئے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تو پھر آؤ۔ گولڈن کرسٹل ہماری راہ تک رہا ہے کہ ہم کب آ کر اسے کھائی سے نکالتے ہیں"...... کرنل فرانک نے انتہائی خوشگوار موڈ میں کہا اور اس کا خوشگوار موڈ دیکھ کر کرنل ڈیوڈ بے اختیار ہنس دیا۔ وہ دونوں اٹھے اور پھر وہ میجر ہیرس کے ساتھ کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں سن کر وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے غار کے پیچھے کوئی بڑی سی ڈرل مشین سے سوراخ کر رہا ہو اور اس ڈرل کی وجہ سے غار کی دوسری طرف بڑی بڑی چٹانیں گر رہی ہوں۔

''یہ کیسی آوازیں ہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آوازیں انہیں پورے غار میں گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

''لگتا ہے تھریسیا اور مادام شی تارا غار میں آنے کا اپنے لئے راستہ بنا رہی ہیں''...... سنگ ہی نے کہا اور وہ سب چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔

''تو کیا وہ دونوں ریڈ اسپیس شپ سے نیچے آ گئی ہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ ابھی کچھ دیر پہلے میری تھریسیا سے بات ہوئی تھی۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے ریڈ اسپیس شپ ان پہاڑیوں کے عقبی حصے میں اتار لیا ہے تاکہ کوہ اگانگ کی طرف موجود جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کو یہاں اسپیس شپ اترنے کا علم نہ ہو سکے۔ تھریسیا نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ اور مادام شی تارا آگ اگلتی پہاڑیوں کے پیچھے سے ہوتی ہوئیں اس طرف آ رہی ہیں جس پہاڑی کے غار میں ہم موجود ہیں''...... سنگ ہی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''انہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ ہم کس پہاڑی میں اور کس غار میں موجود ہیں''...... میجر پرمود نے پوچھا۔

''ہم جو یہاں موجود ہیں۔ وہ ہم سے لنک میں ہین تو کیا انہیں اس بات کا علم نہیں ہو سکتا کہ ہم کہاں ہیں''...... نانوتہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو میجر پرمود نے ایک طویل سانس لے کر اثبات میں سر ہلا دیا جیسے اسے نانوتہ کی بات کی سمجھ آ گئی ہو۔

''اگر تھریسیا اور شی تارا اسی طرح ڈرلنگ کرتی رہیں تو کیا تمہاری اس پاور لائٹ کی وجہ سے وہ غار میں سوراخ بنا کر یہاں تک پہنچ جائیں گی''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس کے لئے مجھے غار کے اس حصے سے روشنی ہٹانی پڑے گی ورنہ وہ کسی بھی صورت میں اس غار تک ڈرل نہیں کر سکیں گی''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر ختم کرو یہاں سے روشنی وہ ڈرلنگ کرتی ہوئی یہاں آ

رہی ہیں'' ...... فنچ نے کہا تو عمران سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے دیواروں کو غور سے دیکھا پھر وہ بائیں سائیڈ والی دیوار کی جانب بڑھ گیا۔ اسے اس دیوار کی طرف سے ہی ڈرلنگ کی آوازیں آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو اشارہ کیا تو وہ دونوں فوراً اٹھ کر اس کے پاس آ گئے۔

''تم دونوں دیوار کے اس حصے کے پاس کھڑے رہو۔ یہاں اپنے سایوں سے روشنی نہ پڑنے دینا'' ...... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ دونوں دیوار کے اس حصے کے پاس کاندھے سے کاندھا ملا کر کھڑے ہو گئے۔ ان کا سایہ دیوار پر پھیل گیا تھا اور اب دیوار میں کافی ہلچل سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

کچھ ہی دیر میں دیوار کے ایک حصے سے پتھر ٹوٹ ٹوٹ کر گرنا شروع ہو گئے۔ پتھر گرتے دیکھ کر وہ سب اس دیوار کے پاس آ گئے اور غور سے ٹوٹتی ہوئی دیوار کی طرف دیکھنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں وہاں ایک بڑا پتھر گرا اور دوسری طرف ایک بڑا سا سوراخ بن گیا۔ اس سوراخ سے ایک الیکٹرک آری جیسی مشین نظر آ رہی تھی جس میں ایک بڑا سا برما لگا ہوا تھا جو دوسری طرف موجود ایک لڑکی کے ہاتھ میں تھا۔ شاید اس نے اسی برمے سے دیوار میں سوراخ بنایا تھا۔ سوراخ کے پیچھے دو لڑکیاں دکھائی دے رہی تھیں جنہوں نے سیاہ رنگ کے عجیب سے چمکدار لباس پہن رکھے تھے۔ ان کے

سر اور منہ بھی اس لباس کے کپڑے سے ڈھکے ہوئے تھے اور ان دونوں کی آنکھوں پر سیاہ رنگ کی بڑی بڑی گاگلز دکھائی دے رہی تھیں۔

''ہٹو۔ میں تھریسیا اور مادام شی تارا کی اس طرف آنے میں مدد کرنا چاہتی ہوں'' ...... نانوتہ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو جوزف اور جوانا ایک طرف ہٹ گئے۔ نانوتہ آگے بڑھی اور اس نے سوراخ کے گرد موجود چھوٹے بڑے پتھر ہٹانے شروع کر دیئے۔ کچھ ہی دیر میں سوراخ اتنا بڑا ہو گیا کہ اس میں سے گزر کر تھریسیا اور مادام شی تارا اندر آ گئیں۔ غار میں آتے ہی انہوں نے اپنے سر اور چہروں سے کپڑے ہٹا کر گاگلز سروں پر چڑھا لیں۔ یہ مخصوص لباس شاید انہوں نے باہر آگ سے بچنے کے لئے پہن رکھے تھے۔

''خوش آمدید۔ خوش آمدید ڈبل لیڈی گرلز۔ میں تم دونوں کو اس غار میں آمد پر اپنی طرف سے اور اپنے تمام دوستوں کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں'' ...... عمران نے اونچی آواز اپنے مخصوص انداز میں کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔ عمران نے ڈبل لیڈی اور گرلز کہہ کر عجیب احمقانہ انداز اختیار کیا تھا۔

''کیوں بلایا ہے تم نے ہمیں یہاں'' ...... تھریسیا نے عمران کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہاری یہاں شدت سے کمی محسوس ہو رہی تھی جانِ بہار، اب

تم آ گئی ہو تو ایسا لگ رہا ہے جیسے اس ویران اور سنسان غار میں بہار آ گئی ہو اور تمہارے ساتھ مادام شی تارا بھی ہے جس کے آنے سے تو یہاں جیسے سینکڑوں تارے قمقمے بن کر جل اٹھے ہیں۔ ہر طرف اس کے حسن کی چمک برس رہی ہے''...... عمران نے ڈھیٹ عاشقوں کے انداز میں کہا اور اس کی بات سن کر جولیا اور روشی برے برے منہ بنانا شروع ہو گئی جبکہ تھریسیا اور مادام شی تارا غرا کر رہ گئی تھیں جیسے وہ عمران کے اس عاشقانہ انداز سے بخوبی واقف ہوں۔

''بکواس مت کرو۔ ہم تمہارے کسی جھانسے میں آنے والی نہیں ہیں۔ بولو۔ کیوں بلایا ہے تم نے ہمیں یہاں''...... مادام شی تارا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''تمہاری یہی پھنکار سننے کے لئے۔ پھنکارنے کے باوجود تمہاری آواز میں اتنی لوچ اور اتنی مٹھاس ہے جسے سننے کے لئے میرے کان ترس گئے تھے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''میں جتنی میٹھی ہوں اتنی زہریلی بھی ہوں سمجھے تم۔ جس دن میں نے تمہیں ڈس لیا تم دوسرا سانس بھی نہیں لے سکو گے''۔ مادام شی تارا نے کہا۔

''دیکھ لو تھریسیا ڈارجلنگ۔ یہ تمہارے ہونے والے اس کے لئے کیا کہہ رہی ہے''...... عمران نے تھریسیا کی جانب دیکھتے ہوئے ڈارلنگ کو ڈارجلنگ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ ہم زیرو لینڈ کی ناگنیں ہیں۔ اگر ہم نے تمہیں کاٹ کھایا تو تمہارا انجام انتہائی عبرتناک ہو گا''۔ تھریسیا نے کہا تو عمران نے یوں منہ بسور لیا جیسے تھریسیا اور مادام شی تارا کے لہجے سن کر اس کے ارمانوں پر اوس پڑ گئی ہو۔

''لگتا ہے تمہارے دل میں میرے لئے پہلے جیسی وہ چاہت اور محبت نہیں رہی ہے''...... عمران نے بڑے مایوس لہجے میں کہا۔

''کیسی محبت اور کیسی چاہت۔ تم ہمارے دشمن ہو اور دشمنوں کے لئے ہمارے دلوں میں کوئی احساس نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہمیں موقع ملے اور ہم تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دیں۔ خاص طور پر مجھے اس دن بے حد سکون ملے گا جب میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار کر ہلاک کروں گی''...... تھریسیا نے کسی ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

''گولی مارنے سے پہلے اتنا وقت ضرور دے دینا کہ میری شادی ہو جائے اور شی تارا میرے بچوں کی خالہ بن جائے''۔ عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ تھریسیا نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

''اب بولو۔ کیا چاہتے ہو اور تم نے ہمیں یہاں آنے کے لئے مجبور کیوں کیا ہے''...... تھریسیا نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

''میں، کرنل فریدی اور میجر پرمود چاہتے ہیں کہ تم بھی سنگ ہی، فنج اور نانوتہ کی طرح ہمارے ساتھ رہو۔ جب ہم گولڈن کرسٹل

حاصل کر لیں تو تم سب اسے ہمارے ہاتھوں میں دیکھ کر ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرو اور پھر تمہارے چہروں پر ناکامی کی مہریں ثبت ہو جائیں اور تم اس طرح ناکام و نامراد زیرو لینڈ واپس لوٹ جاؤ تا کہ تمہارا سپریم کمانڈر اس حقیقت کو تسلیم کر لے کہ اس کی کوئی چالاکی کوئی عیاری ہمارے سامنے نہیں چل سکتی اور ہم میں اتنی ہمت ہے کہ ہم اس کے ٹاپ ایجنٹوں کی موجودگی میں اپنا مشن مکمل کر سکیں اور انہیں شکست سے دوچار کر دیں''...... عمران نے کہا تو تھریسیا اور مادام شی تارا کے ہونٹوں پر انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔

''یہ تمہاری خام خیالی ہے عمران کہ تم اس مشن میں کامیاب رہو گے۔ تمہارے ساتھ پہلے سے ہی سنگ ہی، نانوتہ اور فنچ تھے اب تم نے ہم دونوں کو بھی یہاں بلا لیا ہے۔ اب تم یہ سوچنا بھی مت کہ تم یہاں سے گولڈن کرسٹل حاصل کر سکو گے۔ میں کرنل فریدی اور میجر پرمود کو بھی چیلنج کرتی ہوں یہ دونوں اور تم تینوں کے ساتھی بھی ہم سے گولڈن کرسٹل حاصل نہیں کر سکیں گے اور ہم تم سب کے سامنے گولڈن کرسٹل لے جائیں گے''...... تھریسیا نے اسی انداز میں کہا۔

''چیلنج۔ بہت خوب۔ سنا پیر و مرشد اور میجر پرمود۔ یہ ہمیں چیلنج کر رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''کرنے دو۔ گولڈن کرسٹل لے جانا تو دور کی بات ہے یہ ہماری موجودگی میں اسے ہاتھ بھی نہیں لگا سکیں گے''...... کرنل

فریدی نے کہا۔

''اور میں انہیں گولڈن کرسٹل کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دوں گا''...... میجر پرمود نے کہا۔

''یہ تو وقت بتائے گا کرنل فریدی اور میجر پرمود کہ کون گولڈن کرسٹل کو ہاتھ لگاتا ہے اور گولڈن کرسٹل کسے ملتا ہے۔ بہرحال اب بہت باتیں ہو گئیں۔ اب نکلو یہاں سے۔ جی پی فائیو گولڈن کرسٹل کی تلاش میں تیزی سے کام کر رہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہم سے پہلے ہی گولڈن کرسٹل تک پہنچ جائے''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''کیا باہر ابھی تک آگ موجود ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ آگ کئی روز تک بجھنے والی نہیں ہے۔ اس آگ سے بچنے کے لئے ہی تو ہم یہ مخصوص لباس پہن کر آئی ہیں۔ اگر ہمارے جسم پر فائر پروف لباس نہ ہوتے تو ہمارا یہاں تک پہنچنا ناممکن ہو جاتا''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''ہمارے پاس تو ایسے لباس نہیں ہیں۔ اگر ہم باہر گئے تو آگ ہمیں فوراً جلا کر بھسم کر دے گی''...... روزا نے کہا۔

یہاں سے نکلنے کے لئے ہمیں ریت کے اندر ہی ریز ٹیوب بنانی پڑے گی۔ اسی ریز ٹیوب سے ہی ہم باہر نکل سکتے ہیں اور جی پی فائیو کے بنائے ہوئے لائٹ بلیو گلوب کا حصار پار کر سکتے ہیں''...... سنگ ہی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم بناؤ ریز ٹیوب۔ ہم اسی سے ہی یہاں سے

باہر جائیں گے''...... کرنل فریدی نے کہا تو عمران اور میجر پرمود نے کرنل فریدی کی تائید میں اثبات میں سر ہلا دیئے۔ سنگ ہی غار کے دوسرے سرے کی طرف بڑھا جہاں ایک بڑی اور ٹھوس دیوار تھی۔ اس نے اپنی گن کا رخ دیوار کی طرف کرتے ہوئے ایک بٹن پریس کیا تو گن سے اس بار زرد رنگ کی بجائے سرخ رنگ کی تیز روشنی نکلی اور دوسرے لمحے ان سب نے غار کی دیوار سے تیز دھواں نکلتے دیکھے۔ سنگ ہی ریڈ ریز غار کے نچلے حصے کی طرف کر رہا تھا۔ ریڈ ریز ایک بڑے دائرے کی شکل میں دیوار اور دیوار کی جڑوں پر پڑ رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں انہوں نے دیوار اور زمین کا وہ حصہ جہاں ریڈ ریز پڑ رہی تھی سرخ ہو کر سیاہ ہوتے دیکھا جیسے دیوار اور زمین واقعی جل رہی ہو۔ دوسرے لمحے بھک کی تیز آواز کے ساتھ انہوں نے وہاں راکھ اُڑتے دیکھی۔ راکھ تیزی سے دائیں بائیں بکھر گئی تھی۔ اب وہاں ایک بڑا اور گول سوراخ دکھائی دے رہا تھا جس کی دوسری طرف ریت دکھائی دے رہی تھی۔ سوراخ ہونے کی وجہ سے ریت کا کچھ حصہ سوراخ میں بھی آ گیا تھا۔

''گڈ شو۔ مجھے یہاں زیادہ بڑا سوراخ نہیں کرنا پڑا ہے۔ پہاڑی کے نیچے ریت ہے۔ ہم یہیں سے ریت میں ریز ٹنل بناتے ہوئے آگے جائیں گے''...... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سوراخ دیکھ کر نانوتہ اور فنچ آگے آ گئے۔

''اپنی گن مجھے دے دو میں اسے ایک دوسرے کے مخالف سمت جوڑ کر دو اطراف ریز پھیلاؤں گا تاکہ آگے اور پیچھے ریز سے ریز ٹنل بنتی چلی جائے گی''...... فنچ نے کہا تو نانوتہ نے اسے اپنی گن دے دی۔ فنچ نے دونوں گنوں کو ساتھ ملایا۔ گنوں کی پشت پر شاید ہک لگے ہوئے تھے اس لئے دونوں گنیں فوراً جڑ گئی تھیں۔ فنچ نے گنوں کو اس انداز میں جوڑا تھا جیسے دو ٹارچوں کو ایک دوسرے کی مخالف سمت جوڑا جاتا ہے تاکہ آگے اور پیچھے تسلسل سے روشنی پھیلائی جا سکے۔

فنچ، سنگ ہی کے ریز سے بنائے ہوئے سوراخ کے نزدیک گیا اور اس نے ایک گن کا بٹن پریس کیا تو اس گن سے تیز اور چمکدار روشنی کا ایک بڑا دائرہ سا بن کر سوراخ میں پڑا۔ دوسرے لمحے یہ دیکھ کر وہ سب حیران رہ گئے کہ سوراخ میں موجود ریت یوں تیزی سے پیچھے ہٹتی چلی گئی جیسے کسی طاقتور مشین سے اسے پیچھے دھکیلا جا رہا ہو۔ ریز سے واقعی ایک بڑا سا خلا بنتا چلا جا رہا تھا جو کافی آگے تک چلا گیا تھا۔

فنچ اسی طرح ریت پر ریز پھینکتا ہوا اور ریز ٹنل بناتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ آگے جاتے ہی اس نے دوسری گن کا بھی بٹن پریس کیا اور دونوں گنوں والا ہاتھ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا۔ دوسری گن سے نکلنے والی ریز پیچھے بننے والی ٹنل میں آ رہی تھی اور وہاں واقعی ایک گول اور چمکدار ٹنل سی بننا شروع ہو گئی تھی۔ زیرو لینڈ کی اس نئی

اور حیرت انگیز ایجاد نے واقعی ان سب کو حیران کر دیا تھا۔

''اب حیران بعد میں ہوتے رہنا۔ چلو۔ ہمیں اب یہاں سے نکلنا ہے''...... ان سب کو حیران ہوتے ہوئے دیکھ کر تھریسیا نے کہا تو وہ سب جیسے خیالوں کے سمندر سے ابھر آئے۔ ان سب نے اپنی چیزیں سمیٹیں اور پھر عمران نے وہ دونوں راڈز بھی وہاں سے اٹھا لئے جن سے اس نے غار کو محفوظ کر رکھا تھا۔ اس نے دونوں راڈز آف کئے اور پھر وہ سب اس عجیب و غریب ٹنل میں داخل ہو گئے جو فنچ مسلسل بناتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔

''ٹنل کافی کھلی تھی۔ وہ سب ایک ساتھ تو نہیں چل سکتے تھے لیکن ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلتے ہوئے وہ سب ٹنل میں داخل ہو گئے تھے۔ پیچھے جیسے ہی روشنی کم ہوئی انہوں نے وہاں ریت گرتے دیکھی۔ ریت کو اس طرح گرتے دیکھ کر وہ سب فنچ کے پیچھے تیز تیز قدم اٹھانا شروع ہو گئے تھے۔ چونکہ ان سب کی تعداد زیادہ تھی اس لئے تھریسیا اور شی تارا ان سب سے پیچھے تھی اور انہوں نے بھی ایسی ہی گنیں نکال کر وہاں روشنی بکھیر دی تھی تاکہ کسی طرف سے ٹنل گر نہ سکے۔ میجر پرمود نے وہ مشین آن کر رکھی تھی جس میں سوراخ بنے ہوئے تھے اور اس کے کہنے کے مطابق اس مشین سے انہیں سانس لینے میں بھی کوئی مشکل پیش نہیں آ سکتی تھی۔ واقعی مشین کام کر رہی تھی اور چاروں طرف سے بند ریز ٹنل میں انہیں یوں آکسیجن مل رہی تھی جیسے وہ سب کھلی فضا

میں سانس لے رہے ہوں۔

کرنل فریدی نے ان سب کو شیشی سے ایک ایک گولی نکال کر دے دی تھی جسے کھا کر واقعی ان سب کی بھوک پیاس ختم ہو گئی تھی اور وہ تر و تازہ انداز میں ریز ٹنل میں آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ انہیں اسی طرح کئی کلو میٹر آگے جانا تھا۔ سفر انتہائی تھکا دینے والا تھا لیکن وہ سب باہمت تھے۔ مشکلات کا مقابلہ کرنا جانتے تھے اور کرنل فریدی نے انہیں جو گولیاں دی تھیں ان سے نہ صرف ان کی بھوک پیاس ختم ہو گئی تھی بلکہ ان کے جسم میں اس قدر توانائی بھر گئی تھی کہ وہ کئی کلو میٹر دور چلتے چلے گئے تھے۔

''میرا خیال ہے ہم تین سے چار کلو میٹر تو دور آ ہی گئے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ابھی بہت سفر باقی ہے فرزند۔ میرے اندازے کے مطابق جن پہاڑیوں سے نکل کر ہم باہر آئے ہیں وہاں سے کوہ باگر کا فاصلہ زیادہ نہیں تو پچیس سے تیس کلو میٹر تو ضرور ہو گا۔ اس لئے رکو نہیں اور چلتے رہو''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''میرے لئے تو مشکل نہیں لیکن مجھے لگ رہا ہے کہ لاٹوش اور خاص طور پر ہمارے ہاتھی نما ساتھی کا برا حال ہو رہا ہے۔ پیر و مرشد کی دی ہوئی گولیوں نے شاید انہیں خاص توانائی نہیں دی ہے۔ ان کی حالت کافی خراب ہوتی ہوئی معلوم ہو رہی ہے''...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی اور میجر پرمود نے لاٹوش اور قاسم کی

طرف دیکھا تو ان دونوں کے چہروں پر انہیں کافی تھکاوٹ اور بے زاری کے تاثرات دکھائی دیئے۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو سالے کھالہ جاد۔ میں تو چل چل کر تھک وک غیا ہوں۔ مجھے بھوک ووک تو نہیں لغی لیکن چل چل کر میرا برا حال ہوغیا ہے۔ اغر میں نے تھوڑی دیر آرام وارام نہ کیا تو میں یہیں غر جاؤں غا اور پھر تم سب کو مجھے اپنے کاندھوں واندھوں پر اٹھا کر لے جانا پڑے غا''...... قاسم نے کہا۔

''میرا بھی یہی حال ہے میجر صاحب۔ واقعی اب مجھ میں اور چلنے کی ہمت نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میری ٹانگیں پہلے سے ہی کمزور ہیں۔ میں زیادہ چلتا ہوں تو میرا سارا جسم درد کرنا شروع ہو جاتا ہے۔ اب بھی ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے میرا جوڑ جوڑ درد کر رہا ہو''...... لاٹوش نے کہا۔

''تو کیا تم رک کر آرام کرنا چاہتے ہو''...... سنگ ہی نے ان کی باتیں سن کر پوچھا۔

''ہاں۔ میرے خیال میں انہیں آرام کی ضرورت ہے لیکن چونکہ ہمیں ابھی طویل سفر کرنا ہے اس لئے میں یہاں رکنا نہیں چاہتا۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ تم انہیں ایسی ہی ایک گن دے دو تاکہ یہ یہاں اپنے لئے ٹنل بنا کر آرام کرسکیں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''نہیں۔ اس وقت ہمارے پاس تین گنیں ہیں۔ دو فنچ کے پاس ہیں جو آگے جا رہا ہے اور ایک تھریسیا کے پاس جو پیچھے سے

ل کو سنبھالے ہوئے ہے''...... سنگ ہی نے جواب دیا۔

''تو پھر کیا کیا جائے۔ اگر ہم انہیں اسی طرح ساتھ لے کر چلتے ہے تو یہ کہیں بھی گر سکتے ہیں۔ لاٹوش کی تو پرواہ نہیں اسے تو کوئی بھی اٹھا سکتا ہے لیکن اصل مسئلہ قاسم کا ہے۔ اگر قاسم کی ہمت ختم ہوگئی اور یہ گر گیا تو ہمارے لئے اسے اٹھانا بے حد مشکل ہو جائے گا۔ اس کی سومن کی لاش اٹھانے کے لئے شاید کرین بھی ناکافی ہوگی کیوں پیر و مرشد''...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''تو تم کیا چاہتے ہو''...... مادام شی تارا نے کہا جو ان کے پیچھے آ رہی تھی۔

''کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ تھریسیا اوپر کی طرف ایک عمودی ریز ٹنل بنائے اور یہ دونوں یہاں سے نکل جائیں''...... کرنل فریدی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

''لیکن یہ صحرا میں جا کر کیا کریں گے۔ باہر تیز دھوپ ہے۔ ریت بھی آگ کی طرح گرم ہے اور پھر سب سے بڑھ کر باہر جی پی فورس بھی موجود ہے جو ٹیوب جیسی گاڑیوں میں صحرا میں گھوم رہی ہیں۔ اگر یہ دونوں ان کے ہاتھ آ گئے تو''...... سنگ ہی نے کہا۔

''نہیں۔ میرا خیال ہے کہ کرنل فرانک اور اس کے ساتھی پہاڑیوں پر ریڈ میزائل برسا کر واپس چلے گئے ہوں گے۔ ان کا یہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں رہ جاتا۔ ویسے بھی اب شام ہونے والی ہے۔ باہر کا درجہ حرارت اتنا زیادہ نہیں ہوگا۔ یہ صحرا میں اپنے

لئے خود ہی کوئی ٹھکانہ ڈھونڈ لیں گے اور تب تک وہیں رہیں گے جب تک ہم واپس نہیں آ جاتے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''سوچ ہو۔ ہم انہیں یہاں سے نکال دیتے ہیں لیکن اگر یہ جی پی فائیو یا ریڈ آرمی کے ہاتھوں مارے گئے تو ہمیں دوش نہ دینا''۔ سنگ ہی نے کہا۔

''نہیں بھائی ہم تمہیں کیوں دوش دیں گے۔ ان کی وجہ سے ہمارا سفر نہ رک جائے اس لئے میں بھی یہی مشورہ دوں گا کہ انہیں ریز ٹنل سے باہر نکال دیا جائے۔ کیوں قاسم اور لاٹوش کیا تم ہمارے ساتھ رہنا پسند کرو گے یا صحرا میں جانا چاہو گے''......عمران نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ سنگ ہی غور سے عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود اور ان دونوں کی جانب دیکھ رہا تھا لیکن ان کے چہروں پر اسے کوئی خاص تاثر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''نہیں۔ مجھ میں تو ہمت نہیں۔ میں تو باہر جانا ہی پسند کروں گا''...... لاٹوش نے کہا۔

''اور میں بھی۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ غمید بھائی کو بھی میرے ساتھ باہر بھیج دو۔ کھوب گجرے غی جب مل ول بیٹھیں غے ہم دیوانے تین''...... قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''نہیں۔ تم تو مجھے معاف ہی رکھو اور ویرانے میں دو دیوانے ہی بن کر چلے جاؤ۔ تم دونوں ایک ہی کیٹیگری کے مالک ہو۔ احمقانہ

ن میں تم دونوں کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ اس لئے تم دونوں ایک اتھ رہ سکتے ہو اور تمہاری آپس میں ہم آہنگی بھی ہو سکتی ہے''...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو ٹھیغ ہے پھر۔ باہر اغر ہمیں کوئی فل فلوٹی مل غئی تو پھر تم یرے ٹھینغے سے۔ تمہیں میں اس فل فلوٹی کی طرف دیغنے بھی نہیں دوں غا سالے''...... قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہاری فل فلوٹیاں تمہیں مبارک۔ میں نہیں دیکھوں گا تمہاری کسی فل فلوٹی کو''...... کیپٹن حمید نے کہا۔ اس کی نظریں مادام شی تارا پر جمی ہوئی تھیں۔ مادام شی تارا کا حسن دیکھ کر کیپٹن حمید کی آنکھوں میں عجیب سی چمک آ گئی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ مادام شی تارا کے حسن سے بے حد متاثر ہو رہا ہو اور اسے موقع نہ مل رہا ہو ورنہ وہ مادام شی تارا کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دے۔

''او کے۔ ان دونوں کو صحرا میں بھیج دو تاکہ ہم اپنا سفر جاری رکھ سکیں''...... کرنل فریدی نے کہا تو سنگ ہی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے تھریسیا۔ تم ایک عمودی ٹنل بناؤ تاکہ یہ دونوں اس ٹنل سے صحرا میں چلے جائیں''...... سنگ ہی نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''لیکن......'' تھریسیا نے کچھ کہنا چاہا۔

''چھوڑو۔ یہ دونوں احمق ہیں۔ میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا ہے

کہ میجر پرمود اور کرنل فریدی جیسے سنجیدہ مزاج اور سخت گیر انسان
انہیں ہر وقت اپنے ساتھ کیوں لگائے رکھتے ہیں۔ ان کی وجہ سے
واقعی ہمیں آگے بڑھنے میں مشکل ہو سکتی ہے۔ اگر یہ اسی طرح بار
بار رکتے رہے تو پھر ہمارا یہ سفر اور زیادہ طویل ہو جائے گا اس لئے
ان دونوں کا یہاں سے باہر چلے جانا ہی اچھا ہے''...... سنگ ہی
نے کہا تو تھریسیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے آگے بڑھ کر
گن کا رخ دائیں طرف کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اوپر کی طرف
اٹھانا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے ریت تیزی سے سمٹی اور وہاں
ایک عمودی سرنگ سی بنتی چلی گئی۔ چند ہی لمحوں کے بعد انہیں باہر
کھلا آسمان دکھائی دینا شروع ہو گیا۔ باہر واقعی شام ہو چکی تھی اور
گرمی کا زور ٹوٹ چکا تھا۔

''چلو جلدی جاؤ باہر''...... سنگ ہی نے تیز لہجے میں کہا۔

''ایک منٹ۔ لاٹوش تمہارے پاس بی فائیو ٹرانسمیٹر موجود ہے۔
اسے ہر وقت آن رکھنا اور کوشش کرنا کہ تم دونوں یہاں سے زیادہ
دور نہ جا سکو۔ میں جیسے ہی واپس آؤں گا تمہیں ٹرانسمیٹر پر کال کر
لوں گا''...... میجر پرمود نے کہا تو لاٹوش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
اور پھر لاٹوش اور قاسم تیزی سے عمودی ٹنل سے باہر نکلتے چلے
گئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ ریز ٹنل سے نکل کر صحرا میں پہنچ گئے تھے۔
انہیں ٹنل سے باہر جاتے دیکھ کر تھریسیا نے فوراً گن کا رخ تبدیل
کر لیا تھا جس سے عمودی انداز میں بننے والی ٹنل ختم ہو گئی تھی۔

''ہم اس وقت ریت میں تقریباً بیس سے پچیس فٹ کی گہرائی
میں موجود ہیں۔ اگر یہ ریز ٹنل ختم ہو جائے تو ہم ہزاروں ٹن ریت
کے نیچے دفن ہو جائیں گے۔ شاید ہی کسی کو ریت سے نکلنے کا موقع
مل سکے''...... ہریش نے کہا۔

''ہاں۔ جب تک ہم اس ریز ٹنل میں موجود ہیں۔ اس وقت
تک ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے''...... سنگ ہی نے جواب دیا۔

''اب چلو آگے چلو۔ ان دونوں نے تو جہاں جانا تھا وہاں پہنچ
ہی چکے ہیں۔ اب ہمیں یہاں رکنے کی کیا ضرورت ہے''...... میجر
پرمود نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور وہ ایک
بار پھر ریز ٹنل میں سفر کرنا شروع ہو گئے۔

مسلسل پانچ گھنٹے چلنے کے بعد اب ان کی ہمت بھی جواب
دیتی جا رہی تھی۔ ان کی ٹانگیں بھی بری طرح سے شل ہو گئی تھی۔
کرنل فریدی نے انہیں ایک ایک گولی اور دے دی تھی جس سے
ان کی بھوک اور پیاس تو ختم ہو گئی تھی لیکن اس کے باوجود ان کی
ٹانگیں اس قدر تھک چکی تھیں کہ ان سے مزید آگے بڑھا ہی نہیں جا
رہا تھا۔ اس دوران ان سب نے محسوس کیا کہ عمران وقفے وقفے
سے اپنے آپ میں کچھ بڑبڑا رہا ہے لیکن عمران کی آواز اس قدر
دھیمی تھی کہ کوئی بھی اس کی آواز نہیں سن سکا تھا۔

''میرا خیال ہے کہ اب ہمیں رک کر کچھ دیر آرام کر ہی لینا
چاہئے ورنہ ہمارا آگے کا سفر مشکل ہو جائے گا''...... عمران نے

دانت نکالتے ہوئے کہا۔

''ہم اب تک اندازاً کتنا سفر کر چکے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے سنجیدگی سے کہا۔

''پندرہ کلو میٹر کا سفر طے کیا ہے ابھی ہم نے۔ ابھی ہمیں مزید دس بارہ کلو میٹر اور آگے جانا ہے''...... تھریسیا نے انہیں بتایا۔

''باپ رے۔ دس بارہ کلو میٹر اور۔ میں تو گیا پھر کام سے''۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جیسے بھی ہو۔ ہم یہاں آرام نہیں کریں گے۔ ہمیں دس کلو میٹر کا سفر طے کرنا ہی ہو گا۔ میں جانتی ہوں تم سب میں اتنی سکت ہے کہ مزید بیس کلو میٹر کا سفر بھی طے کر سکو''...... تھریسیا نے کہا۔

''تم تو ویسے ہی میری جان کی دشمن بنی ہوئی ہو۔ تم تو یہی چاہو گی کہ چلتے چلتے ہی میری جان نکل جائے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''جو مرضی سمجھو لیکن ہم نہیں رکیں گے''...... تھریسیا نے بڑے کڑوے لہجے میں کہا۔

''تھریسیا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ دس کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ جسے ہمیں طے کرنا ہی ہو گا تا کہ ہم کوہ باگر تک پہنچ سکیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''آپ کا حکم ہے تو پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ چلیں''...... عمران نے کہا اور وہ سب اسی طرح باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے

گئے۔ ابھی وہ دو کلو میٹر ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک آگے چلتا ہوا فنچ لڑکھڑا گیا۔ اس کے لڑکھڑانے کی وجہ سے ریز ٹنل کا رخ قدرے اوپر کی طرف ہو گیا جس سے ان کے پیروں کے نیچے ریت اچانک نرم ہو گئی تھی۔

''خبردار۔ یہاں کھائی ہے۔ ہم اس وقت کھائی کے عین اوپر کھڑے ہیں''...... فنچ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ فنچ خود کو سنبھالتا اچانک انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے پیروں کے نیچے سے ریت نکل گئی ہو۔ دوسرے لمحے ریت تیزی سے نیچے گرتی چلی گئی اور ریت کے ساتھ ان سب کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ بھی کسی گہری اور اندھی کھائی میں گرتے چلے جا رہے ہوں۔ انہیں اپنے اوپر ٹنوں وزنی ریت گرتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ صحرا کے ایک حصے میں موجود تھے۔ ان کے سامنے ایک بہت بڑی کھائی تھی جس کے گرد ان سب نے گھیرا ڈال رکھا تھا۔

کھائی خاصی چوڑی تھی اور اس کی گہرائی اتنی زیادہ تھی کہ انہیں سوائے اندھیرے کے وہاں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کھائی کے گرد سینڈ بلٹس بھی موجود تھیں جن کے پچھلے حصے پر لمبی لمبی اور مضبوط رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔ رسیاں کھائی کے چاروں اطراف سے کھائی میں ڈال دی گئی تھیں اور ان رسیوں سے کئی سیاہ لباس والے لٹکتے ہوئے کھائی میں اترتے جا رہے تھے۔ کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ انہیں دلچسپی سے کھائی میں اترتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

''حیرت ہے۔ کھائی اس قدر کھلی ہوئی ہے اس کے باوجود کھائی

میں اندھیرا ہے۔ اگر گولڈن کرسٹل اس کھائی میں موجود ہے تو کھائی کے کسی حصے سے اس کی روشنی تو دکھائی دینی چاہئے تھی''۔ کرنل فرانک نے کہا۔

''نیچے ٹنوں ریت گری ہے۔ گولڈن کرسٹل اس ریت تلے دب گیا ہو گا۔ ریت کے نیچے سے بھلا گولڈن کرسٹل کی روشنی باہر کیسے آ سکتی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اسے کرنل فرانک کی لاعلمی پر غصہ آ رہا ہو۔

''اوہ۔ ہاں ریت کے نیچے سے بھلا روشنی باہر کیسے آ سکتی ہے''...... کرنل فرانک نے کہا۔

''مجھے تو اس بات کی فکر لاحق ہو رہی ہے کہ اگر گولڈن کرسٹل ٹنوں ریت کے نیچے دفن ہو گیا ہے تو ہم اسے نکالیں گے کیسے۔ کھائی سے ریت نکالنے کے لئے تو ہمارے پاس کوئی مشینری بھی نہیں ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''اس کا ایک بہترین حل ہے میرے پاس''...... کرنل فرانک نے کہا۔

''کیا''...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

''جس طرح رسیوں سے ہمارے آدمی کھائی میں اتر رہے ہیں۔ ہمیں ان کے لئے رسیوں سے دو تین سینڈ بلٹس بھی نیچے اتار دینی چاہئیں۔ ظاہر ہے کھائی میں گرنے والی ریت نرم ہی ہو گی۔ ہمارے ساتھی سینڈ بلٹس میں آسانی سے نیچے چلے جائیں گے اور

انہیں ریت کے نیچے چھپا ہوا گولڈن کرسٹل بھی مل جائے گا"۔ کرنل
فرانک نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔
"گریٹ آئیڈیا۔ واقعی اس طرح ہمیں ریت کی کھدائی بھی
نہیں کرنی پڑے گی اور ہم آسانی سے ریت کے نیچے دبا ہوا گولڈن
کرسٹل نکال لینے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ایسا گریٹ آئیڈیا کرنل فرانک کے گریٹ دماغ میں ہی آ
سکتا ہے"...... کرنل فرانک نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔
"ہاں بالکل۔ تمہارا دماغ بھی ذہانت میں مجھ سے کم نہیں
ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے وہاں ایک
سینڈ بلٹ تیزی سے آ کر رکی۔ سینڈ بلٹ کا کیپسول جیسا ڈھکن کھلا
اور اس میں سے میجر ہیرس نکل کر باہر آ گیا اور تیز تیز چلتا ہوا ان
دونوں کی جانب بڑھنے لگا۔
"اسے کہاں بھیجا تھا تم نے"...... کرنل فرانک نے پوچھا۔
"ایک غار میں ہم نے ڈیپ سرچ مشین لگا رکھی ہے۔ میں نے
میجر ہیرس سے کہا تھا کہ وہ سرچ مشین کا فوکس اس کھائی کی طرف
کر دے تاکہ کھائی کی اصل گہرائی معلوم ہو سکے اور یہ بھی پتہ چل
سکے کہ گولڈن کرسٹل کھائی کے کس حصے میں موجود ہے"۔ کرنل ڈیوڈ
نے کہا۔
"تو کیا اس مشین سے پہلے چیکنگ نہیں کی گئی تھی"...... کرنل

فرانک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"نہیں۔ یہ مشین کل ہی یہاں آئی تھی۔ اسے یہاں ایڈجسٹ
کرنے میں بھی وقت لگ گیا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اس
مشین کو آن کیا گیا ہے تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ گہرائی میں
چیکنگ کی جا سکے۔ اب چونکہ ہمیں علم ہو گیا ہے کہ گولڈن کرسٹل
کہاں ہے تو پھر ہمیں اس مشین سے دوسرے حصوں کو چیک کرنے
کی کیا ضرورت ہے۔ کیوں نہ اس سے اسی کھائی کی چیکنگ کی
جائے تاکہ گولڈن کرسٹل کا پتہ چل سکے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو
کرنل فرانک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میجر ہیرس تیز تیز چلتا ہوا
ان کے قریب آ گیا۔ اس کے چہرے پر بے حد مسرت کے
تاثرات تھے اور وہ بے حد خوش دکھائی دے رہا تھا۔
"کیا بات ہے میجر ہیرس بڑے خوش دکھائی دے رہے ہو۔ کیا
مشین سے تمہیں کھائی میں موجود گولڈن کرسٹل نظر آ گیا ہے"۔
نزدیک آنے پر اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات دیکھ کر کرنل
ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ مجھے گولڈن کرسٹل بھی دکھائی دے گیا ہے اس کے
علاوہ میں آپ کے لئے ایک اور خوشخبری بھی لایا ہوں"...... میجر
ہیرس نے کہا۔
"کیسی خوشخبری"...... کرنل فرانک نے چونک کر پوچھا۔
"ریت کے نیچے سوفٹ کی گہرائی میں ایک بہت بڑا قلعہ موجود

ہے جو شاید صدیوں پرانا ہے۔ قلعہ انتہائی لمبا چوڑا ہے۔ جس کی دیواریں اور فرش تک ٹھوس حالت میں موجود ہے۔ یہ قلعہ شاید صدیوں پہلے ریت کے نیچے دفن ہو گیا تھا۔ بہرحال وہ قلعہ جوں کا توں ریت کے نیچے موجود ہے اور چونکہ قلعے کے نیچے انتہائی ٹھوس زمین ہے اس لئے گولڈن کرسٹل اس سے زیادہ گہرائی میں نہیں گیا تھا۔ وہ ریت پر گر کر نیچے موجود قلعے کی ایک چھت توڑتا ہوا ایک کمرے میں گر گیا تھا اور اب وہ اسی کمرے میں ریت کے نیچے موجود ہے''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''گڈ شو۔ تب تو ہم اس قلعے میں جا کر آسانی سے گولڈن کرسٹل حاصل کر سکتے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ اور ہمیں اس کھائی میں اترنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ کھائی ریت سے بھری ہوئی ہے۔ کھائی کے گرد بھی ٹھوس دیواریں موجود ہیں جنہیں توڑے بغیر ہم قلعے میں داخل نہیں ہو سکیں گے''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''اوہ۔ اگر ہم کھائی سے نہیں تو پھر قلعے میں کیسے جائیں گے''...... کرنل فرانک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''قلعے کے ساتھ ایک طویل سرنگ موجود ہے جو ان پہاڑیوں کی طرف آتی ہے۔ شاید کسی زمانے میں ریت کے نیچے دفن ہونے والے اس قلعے کو ٹریس کر لیا گیا تھا۔ اس لئے قلعے تک جانے کے

لئے ریت کے نیچے ایک بڑی سرنگ بنائی گئی تھی جو ایک پہاڑی غار سے ہوتی ہوئی سیدھی اس قلعے تک جاتی ہے۔ میں نے اس سرنگ کا پتہ لگا لیا ہے۔ ہم اس سرنگ کے راستے قلعے میں اور پھر قلعے میں موجود اس کمرے تک پہنچ سکتے ہیں جہاں گولڈن کرسٹل موجود ہے''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ قلعے تک ایک سرنگ بنی ہوئی ہے۔ لیکن کیا اس سرنگ میں ہمارے لئے آکسیجن کا مسئلہ نہیں ہو گا۔ ظاہر ہے سرنگ گہرائی میں جا رہی ہے تو وہاں ہوا کی آمد و رفت کیسے ہو سکتی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''ہمارے پاس بند جگہوں پر آکسیجن بنانے والی مشینیں موجود ہیں۔ ہم وہ مشینیں اپنے ساتھ لے جائیں گے تو ہمیں سرنگ میں آکسیجن کی کوئی کمی محسوس نہیں ہو گی اور پھر ہمیں ان مشینوں کی دفن شدہ قلعے میں بھی بے حد ضرورت پڑے گی''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''قلعہ کتنی گہرائی میں ہے''...... کرنل فرانک نے پوچھا۔

''تقریباً سو میٹر کی گہرائی میں ہے''...... میجر ہیرس نے جواب دیا۔

''اور وہ سرنگ وہ کتنی لمبی ہے۔ میرا مطلب ہے کہ جس غار سے سرنگ نکلتی ہے اگر ہم اس میں سفر کریں تو ہمیں قلعے میں پہنچنے کے لئے کتنا سفر کرنا پڑے گا''...... کرنل فرانک نے پوچھا۔

''سرنگ ٹیڑھی میڑھی اور عمودی انداز میں بنی ہوئی ہے اور تقریباً ایک کلو میٹر لمبی ہے۔ ہم زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں قلعے تک پہنچ جائیں گے''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''ویل ڈن میجر ہیرس۔ ویل ڈن۔ تم نے اس سرنگ اور ریت کے نیچے دفن شدہ قلعے کا پتہ لگا کر بہت بڑا کام کیا ہے۔ ورنہ ہم تو سوچ رہے تھے کہ اس کھائی میں اترنے کے لئے ہمیں نجانے کیا کیا کرنا پڑے گا اور پھر ہم ریت کے نیچے چھپا ہوا گولڈن کرسٹل کیسے نکالیں گے۔ لیکن تم نے یہ بتا کر کہ گولڈن کرسٹل دفن شدہ ایک قلعے میں ہے اور قلعے تک جانے کا ایک سرنگ نما راستہ بھی موجود ہے تو یہ ہمارے لئے اور اچھا ہو جائے گا۔ ہم سرنگ کے راستے نہ صرف آسانی سے قلعے میں پہنچ جائیں گے بلکہ وہاں سے گولڈن کرسٹل بھی آسانی سے نکال لائیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے میجر ہیرس کا کاندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا اور اپنی تعریف سن کر میجر ہیرس کا نہ صرف چہرہ سرخ ہو گیا بلکہ اس کا سینہ بھی فخر سے کئی انچ پھول گیا۔

''آئیں۔ میں آپ کو اس پہاڑی تک لے چلتا ہوں جس کے غار سے قلعے تک جانے کی سرنگ بنی ہوئی ہے''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ۔ اور ہاں ان سب کو کھائی میں اترنے سے روک دو۔ اب ہم اسی سرنگ کے راستے ہی نیچے جائیں گے''۔ کرنل

ڈیوڈ نے کہا تو میجر ہیرس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کھائی کے اس حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کے ساتھی رسیاں لٹکا کر کھائی میں اترتے چلے جا رہے تھے۔

''یہ تو بہت اچھا ہو گیا ہے کہ گولڈن کرسٹل کا بھی پتہ چل گیا ہے اور اس تک پہنچنے کا ہمیں ایک آسان راستہ بھی مل گیا ہے''۔ کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اب ہمیں گولڈن کرسٹل تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ ہم آج ہی دفن شدہ قلعے سے گولڈن کرسٹل نکالیں گے اور یہاں سے واپس روانہ ہو جائیں گے''...... کرنل فرانک نے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ریت کے ساتھ وہ سب انتہائی گہرائی میں جا کر ریت کے ڈھیر پر ہی گرے تھے۔ ان میں سے کچھ افراد تو جیسے ریت کے نیچے دفن ہو گئے تھے لیکن چونکہ ریت کافی نرم تھی اس لئے وہ بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے ریت سے نکل کر باہر آ گئے تھے۔ ان کے سامنے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ وہ سب ریت کے ایک بڑے ٹیلے پر آ گرے تھے۔ ان میں سے کچھ ریت کے ٹیلے سے نیچے پھسل گئے تھے جہاں سخت اور ٹھوس زمین موجود تھی۔

''یہ کیا ہو گیا۔ ہم سب ایک ساتھ کسی کھائی میں آ گرے ہیں''...... سنگ ہی کی انتہائی پریشان آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ یہ کھائی کافی گہری معلوم ہوتی ہے اور نیچے کی زمین ٹھوس بھی ہے''...... کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

''ٹھوس زمین۔ کیا مطلب''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

''ہاں۔ میں ریت کے ٹیلے سے لڑھک کر نیچے آ گیا ہوں۔ یہاں ٹھوس زمین موجود ہے اور یہاں جتنا بڑا خلاء ہے اس سے مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ کھائی نیچے سے کافی لمبی چوڑی ہے اور یہ دور دور تک پھیلی ہوئی ہے''...... کرنل فریدی نے کہا تو عمران اور ٹیلے پر موجود باقی افراد بھی ریت سے پھسلتے ہوئے نیچے آ گئے۔

''ارے۔ واقعی یہ تو بے حد ٹھوس زمین ہے۔ حیرت ہے۔ ریت کے سمندر کے نیچے اس قدر ٹھوس زمین بھی ہو سکتی ہے۔ یہ تو مجھے آج ہی معلوم ہوا ہے''...... عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''یہاں روشنی تو کرو تاکہ پتہ چلے کہ ہم کہاں ہیں''...... میجر پرمود کی آواز سنائی دی۔

''ہماری گنیں ریت میں گم ہو گئی ہیں۔ یہاں روشنی کرنے کا ہمارے پاس کوئی انتظام نہیں ہے''...... فنچ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''رکو۔ شاید میری زنبیل میں کچھ ہو''...... عمران نے کہا۔

''زنبیل۔ یہ کیا ہے''...... تھریسیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''تم شاید نہ سمجھ سکو لیکن میرے تمام ساتھی سمجھ گئے ہوں گے''۔ عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر کچھ دیر بعد اچانک ایک راڈ سا جل اٹھا۔ یہ فائر راڈ تھا جس سے سرخ روشنی نکل رہی

تھی۔ روشنی میں وہ کھائی کی کشادگی دیکھ کر حیران رہ گئے۔

''اتنی کھلی کھائی۔ حیرت ہے۔ اسے دیکھ کر تو ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ کھائی نہ ہو بلکہ کوئی بہت بڑی عمارت ہو جو صدیوں پہلے ریت تلے دب گئی ہو''...... آفتاب سعید نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ وہاں ہر طرف ریت ہی ریت بکھری ہوئی تھی۔ جس جگہ وہ گرے تھے وہاں تو ریت کا ٹیلا سا بن گیا تھا لیکن ان کے چاروں طرف بہت بڑا خلا تھا۔

''مجھے بھی یہ کوئی عمارت ہی لگ رہی ہے''...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اور فائر راڈ ہے تو مجھے دو ایک''...... کرنل فریدی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر اپنے تھیلے سے ایک اور فائر راڈ نکال کر کرنل فریدی کی طرف بڑھا دیا۔ کرنل فریدی نے فائر راڈ جلایا اور اس لے کر ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ کافی فاصلے پر ٹھوس دیوار تھی۔ کرنل فریدی دیوار کے پاس جا کر رک گیا اور پھر وہ دیوار پر ہاتھ پھیر کر اسے چیک کرنے لگا۔

کرنل فریدی کو دیوار کے پاس جاتے دیکھ کر وہ سب بھی اٹھ کر اس کے پاس آ گئے۔

''یہ تو حقیقت میں کسی عمارت کی ہی دیوار ہے اور وہ بھی انسانی ہاتھوں کی بنی ہوئی دیوار''...... کرنل فریدی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ دوسری سمت چلا گیا۔ اس طرف بھی ٹھوس دیوار تھی۔

رنل فریدی نے دیوار کو ہاتھ لگایا اور پھر تیسری جانب بڑھ گیا ہاں ایک اور دیوار تھی۔ عمران نے تھیلے سے مزید راڈ نکال لئے ئے۔ راڈز کی روشنی میں اب کھائی کا ماحول خاصا روشن ہو گیا تھا۔ ا سب چاروں طرف گھومتے پھر رہے تھے۔ ایک طرف انہیں ین پر ایک بڑا سا گڑھا دکھائی دیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس ڑھے سے کوئی چیز ٹکرائی ہو اور زمین پھاڑتی ہوئی نیچے گھس گئی ۔ عمران نے ایک راڈ جلا کر نیچے پھینکا تو اسے نیچے بھی ریت کا ب ٹیلا سا دکھائی دیا۔

''لگتا ہے ہم واقعی کسی اولڈ فورٹ کے اوپر کھڑے ہیں۔ یہ رٹ کی چھت معلوم ہو رہی ہے جس کی دیواریں تو ہیں لیکن یہ پر سے کھلی ہوئی ہے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''ہاں اور اس کے نیچے باقاعدہ کوئی پرانا قلعہ ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور پھر اس نے اچانک جیسے خود سے بڑانا شروع کر دیا۔

''یہ میں کافی دیر سے دیکھ رہی ہوں کہ تم خود سے باتیں کرتے ہتے ہو۔ آخر تمہیں اس طرح بڑبڑانے کی کیا ضرورت ہے''۔ لیا سے نہ رہا گیا تو وہ عمران سے پوچھ ہی بیٹھی۔

''یہاں آنے کے بعد شاید اس کا دماغ چل گیا ہے''۔ کیپٹن ید نے کہا۔

''چلو۔ تم یہ تو مانتے ہو کہ میرے سر میں دماغ نام کی بھی کوئی

چیز ہے جو چل تو رہا ہے۔ تمہارا تو اوپر والا پورشن ویسے ہی خالی ہے‘‘...... عمران نے مسکرا کر کہا اور کیپٹن حمید غرا کر رہ گیا جبکہ اس کی بات سن کر باقی سب بے اختیار مسکرا دیئے تھے۔

’’تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا‘‘...... جولیا نے پوچھا۔

’’پتہ نہیں تم کیا کہہ رہی ہو۔ تمہاری آواز میرے کانوں تک پہنچ ہی نہیں رہی ہے‘‘...... عمران نے کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

’’سمجھ میں نہیں آ رہا اگر یہ کسی قلعے کی دیواریں ہیں تو یہاں ریت کیوں نہیں گری۔ یہ سارے کا سارا قلعہ تو ریت تلے دفن ہو جانا چاہئے تھا پھر یہاں اس قدر خلاء کیوں ہے‘‘...... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’اسے آپ خدا کی قدرت کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں پیر مرشد کے قلعہ ریت کے نیچے دفن ہے اور اس کی چھت کے درمیان اتنا خلاء ہے کہ ہم یہاں آسانی سے چل پھر سکتے ہیں‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ خلاء واقعی قدرتی طور پر بنا ہوا ہے ورنہ کوئی انسان یہاں اتنا بڑا خلاء نہیں بنا سکتا ہے‘‘...... کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’لیکن یہاں تو کہیں سے بھی نیچے جانے کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا ہے‘‘...... سنگ ہی نے چاروں طرف نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

’’شاید راستہ اس ٹیلے کے نیچے دب گیا ہو جس پر ہم گرے تھے‘‘...... مادام شی تارا نے کہا۔

’’ہاں ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ کسی پرانے قلعے کی چھت ہے تو پھر یہاں یہ اتنا بڑا سوراخ کیوں ہے‘‘...... مادام شی تارا نے چھت کے سوراخ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

’’کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم جس گولڈن کرسٹل کی تلاش میں آئے ہیں وہ ریت سے ہوتا ہوا یہاں گرا ہو اور پرانے قلعے کی چھت پھاڑتا ہو نیچے چلا گیا ہو‘‘...... لیڈی بلیک نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا اور وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔

’’ہاں۔ گولڈن کرسٹل اسی قلعے میں ہے‘‘...... اچانک روشی نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

’’کیا مطلب۔ تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ گولڈن کرسٹل اس دفن شدہ قلعے میں ہے‘‘...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میں نے خواب میں خلاء سے گولڈن کرسٹل کو صحرائے اعظم میں ریت کے نیچے دبے ہوئے ایک قلعے میں گرتے دیکھا تھا اور میں تمہیں یہی تو بتانے کے لئے آئی تھی‘‘...... روشی نے کہا اور عمران نے بے اختیار اپنا سر تھام لیا۔

’’تو تم نے گولڈن کرسٹل خواب میں یہاں گرتے دیکھا تھا اور یہ بتانے کے لئے ہی تم ایکریمیا سے پاکیشیا آئی تھی‘‘...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا تھا کہ اس قلعے تک جانے کا ایک پہاڑی میں خفیہ راستہ بھی موجود ہے۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ میں جانتی ہوں کہ گولڈن کرسٹل کہاں ہے اور اس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے‘‘...... روشی نے کہا اور عمران کا دل چاہا کہ وہ یا تو اپنا سر پھوڑ لے یا پھر روشی کو اٹھا کر کسی کنویں میں پھینک دے۔

’’ہونہہ۔ میں سمجھا تھا کہ تمہیں کسی خاص ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ گولڈن کرسٹل صحرائے اعظم میں کہاں گرا ہے اور تم نے صحرا سے اسے ڈھونڈنے کا طریقہ بھی ڈھونڈ نکالا ہو گا لیکن یہ بتا کر کہ تم نے یہ سب خواب میں دیکھا تھا نہ صرف میری بلکہ پیر و مرشد، میجر پرمود اور زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کی امیدوں پر بھی پانی پھیر کر رکھ دیا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کن خواب کے چکروں میں پڑ گئے ہو فرزند‘‘...... کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’میں چکروں میں نہیں پڑا پیر و مرشد۔ مجھے گھن چکر بنایا گیا ہے۔ خیر آپ بتائیں آپ یہاں گولڈن کرسٹل ڈھونڈنے کے لئے کون سا پلان سوچ کر آئے تھے‘‘...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

’’میں تو اپنے ساتھ مائیکرو وائٹ گلاسز لایا تھا جس کی مدد سے میں زمین کی گہرائی میں موجود پانی کو بھی دیکھ سکتا ہوں‘‘...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

’’تو کہاں ہیں آپ کا مائیکرو وائٹ گلاسز‘‘...... عمران نے

پوچھا۔

’’میں نے اپنے سامان میں رکھا تھا لیکن شاید میرے سامان سے گلاسز کہیں گر گئے ہیں‘‘...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

’’اور میجر صاحب آپ نے کیسے ڈھونڈنا تھا گولڈن کرسٹل‘‘۔ عمران نے میجر پرمود کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

’’میرے پاس ایک ڈیوائس تھی جو زمین کے نیچے گولڈن کرسٹل کو ڈھونڈ سکتی تھی۔ اسے میں ریت پر چھوڑ دیتا اور پھر ریموٹ کنٹرول سے اسے صحرا کی گہرائی میں لے جاتا۔ ڈیوائس اس وقت تک صحرا میں سرچ کرتی جب تک وہ گولڈن کرسٹل تک نہ پہنچ جاتی‘‘...... میجر پرمود نے کہا۔

’’اور کہاں ہے آپ کی ڈیوائس‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’میرا سامان اس ہیلی کاپٹر میں تھا جسے ریڈیو کنٹرول کر کے یہاں لایا گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکا ہے۔ ظاہر ہے میرا سامان اور ڈیوائس بھی اس کے ساتھ ختم ہو چکی ہو گی‘‘...... میجر پرمود نے کہا۔

’’مطلب اب ہمارے پاس گولڈن کرسٹل تک پہنچنے کے لئے کوئی سائنسی آلہ نہیں ہے۔ ہمیں ریت کی گہرائیوں میں خود ہی اسے ڈھونڈنا ہو گا‘‘...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ تم اپنے ساتھ کچھ نہیں لائے تھے''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''لایا تھا لیکن کمبخت میرا سامان بھی پیچھے ہی کہیں رہ گیا ہے۔ میرے پاس بھی ایک ایسا چشمہ تھا جس سے میں کافی گہرائی تک دیکھ سکتا تھا مگر''...... عمران نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ واقعی روشی کا خواب سچا ہو اور گولڈن کرسٹل اسی قلعے میں کہیں موجود ہو۔ ہمیں ایک بار اس قلعے کو چیک کر لینا چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

''لیکن نیچے تو ریت ہی ریت نظر آ رہی ہے''...... تھریسیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے نیچے ریت نے ہی ہونا ہے۔ اوپر اتنا بڑا صحرا جو موجود ہے۔ گولڈن کرسٹل کے ساتھ ریت بھی نیچے آئی ہو گی اور اس گڑھے میں چلی گئی ہو گی''...... جولیا نے کہا۔

''تو کیا گولڈن کرسٹل ریت کے اس ٹیلے کے نیچے ہو گا''۔ مادام شی تارا نے کہا۔

''ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی''...... عمران نے کہا۔

''ان دو باتوں کا کیا مطلب ہوا کہ ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی''...... نانوتہ نے منہ بنا کر کہا۔

''جب تک ہم گولڈن کرسٹل کو دیکھ نہیں لیتے اس وقت تک ہم محض قیاس آرائیاں ہی تو کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا خیال ہے۔ نیچے چل کر دیکھا جائے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''نیچے جائیں گے کیسے''...... کیپٹن نوازش نے پوچھا۔

''نیچے ریت کا ٹیلا ہے اگر ہم سوراخ سے نیچے چھلانگ لگائیں گے تو اسی طرح ریت کے ٹیلے پر ہی گریں گے جیسے اوپر سے گرے تھے اس لئے ہمیں کوئی چوٹ نہیں آئے گی اور ہم آرام سے نیچے پہنچ جائیں گے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''نیچے سے اگر اوپر آنے کا کوئی راستہ نہ ملا تو پھر ہم کیا کریں گے''...... چوہان نے کہا۔

''یہ مسئلہ تو اب بھی ہے۔ ہم صحرا کی گہرائی میں موجود ہیں۔ کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ معلوم ہے تمہیں''...... میجر پرمود نے کہا تو چوہان خاموش ہو گیا۔

''واقعی ہمیں نیچے جا کر دیکھنا چاہئے۔ ہم پہلے ہی نیچے ہیں اور نیچے جائیں گے تو کیا فرق پڑے گا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''تو پھر آپ بسم اللہ کریں۔ پیر و مرشد جو کرتا ہے اس کے پیچھے مرید بھی ویسا ہی کرتے ہیں''...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

''اگر تمہیں نیچے جانے سے ڈر لگتا ہے تو میں ہی پہلے چلا جاتا ہوں''...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ نیچے بنے ہوئے سوراخ کے قریب آ گیا اور جھک کر نیچے دیکھنے لگا۔ عمران کا نیچے پھینکا ہوا

فائر راڈ بدستور جل رہا تھا جس سے وہاں خاصی روشنی ہو رہی تھی۔ ریت کا ٹیلا کافی بڑا تھا اس لئے اوپر سے دیکھنے سے کرنل فریدی کو ریت کے ٹیلے کے آس پاس کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''اوکے۔ میں جا رہا ہوں۔ اگر نیچے واقعی کوئی عمارت ہوئی تو میں تمہیں بھی نیچے بلا لوں گا''...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا کرنل فریدی نے سوراخ سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ وہ نیچے موجود ریت کے ٹیلے پر گرا اور پھر دوسری طرف لڑھکتا چلا گیا۔

''پیر و مرشد تو گئے۔ مجھے بھی ان کے پیچھے جانا ہو گا ورنہ وہ سچ مچ مجھے بزدل قسم کا مرید سمجھیں گے''...... عمران نے کہا اور اس نے بھی نیچے چھلانگ لگا دی۔ ریت کے ٹیلے پر گرتے ہی اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن ریت خشک اور نرم تھی۔ اس لئے عمران خود کو کوشش کے باوجود سنبھال نہیں سکا تھا اور نیچے لڑھکتا چلا گیا۔ پھر اس کا جسم کسی دیوار سے ٹکرا کر رک گیا۔

''تم بھی آ گئے''...... کرنل فریدی نے کہا جو ایک دیوار کے پاس کھڑا تھا۔

''جی۔ میں نے سوچا کہ آپ اکیلے ہوں گے آپ کہیں خود کو اس ویران اور سنسان جگہ دیکھ کر ڈر نہ جاؤ''...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔ عمران نے فائر راڈ والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ یہ واقعی ایک ہال نما

بڑا کمرہ تھا جس کے درمیانی حصے میں ریت ہی ریت پڑی ہوئی تھی۔

سائیڈوں کی دیواروں میں کئی دروازے دکھائی دے رہے تھے جن کی لکڑیاں دیمک زدہ ہو کر اس قدر خستہ دکھائی دے رہی تھیں کہ ہاتھ لگاتے ہی مٹی بن جائیں۔ ہر طرف عجیب اور ناگوار سی بو پھیلی ہوئی تھی۔

اسی لمحے ریت پر کوئی گرا اور ریت سے پھسلتا ہوا نیچے آ گیا۔ کرنل فریدی نے جھپٹ کر اسے سنبھال لیا ورنہ وہ بھی تیزی سے لڑھکتا ہوا پیچھے دیوار سے جا ٹکراتا۔ اس بار میجر پرمود نیچے آیا تھا۔

''تو ہم اس وقت اس قلعے کے کسی ہال نما کمرے میں ہیں''۔ میجر پرمود نے فائر راڈ کی روشنی میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں قلعے کی دیواریں تو انتہائی پختہ ہیں لیکن دروازوں کی حالت بہت بری ہے۔ ان دروازوں کی حالت اور ان کا ڈیزائن دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ قلعہ زیادہ نہیں تو پانچ سو سالہ پرانا ضرور ہے''...... عمران نے کہا۔

''حیرت ہے۔ زمین، سمندروں اور صحراؤں کے نیچے نجانے کون کون سے خزانے چھپے ہوئے ہیں جو دنیا کی نظروں سے اوجھل ہیں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''ہاں۔ یہ پرانا قلعہ کسی قومی ورثے سے کم نہیں ہے لیکن

افسوس کہ یہ صحرا کے وسط میں ہے اس لئے اسے افریقہ کی کوئی ریاست بھی قومی ورثے کا درجہ نہیں دے سکتی ہے۔ شاید کسی زمانے میں ان پہاڑیوں میں رہنے والے انسانوں نے یہ قلعہ بنایا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس قدر گرم ترین اور طویل ترین صحرا میں کبھی کوئی ریاست آباد رہی ہو۔ جو وقت کے ساتھ ختم ہو گئی ہو اور یہ قلعہ صحرائی طوفانوں کا شکار ہو کر صحرا کے نیچے دفن ہو گیا ہو''۔ کرنل فریدی نے کہا۔

''ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ ہم یہاں اس قلعے کو آباد کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ ہمیں کسی طرح ریت کا یہ ٹیلا یہاں سے ہٹانا ہو گا اور یہ دیکھنا ہو گا کہ آیا واقعی گولڈن کرسٹل یہاں ہے یا نہیں اور پھر ہمیں یہاں سے نکلنا بھی ہے۔ اس کے لئے بھی ہمیں کوئی راستہ ڈھونڈنا ہو گا ورنہ یہ قلعہ ہمارا مقبرہ بن جائے گا''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کیا سب کو نیچے بلا لیں۔ سب مل کر ہی ریت کے اس ٹیلے کو ہٹا سکتے ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ سب کو ہی نیچے بلانا پڑے گا۔ وہ کون سا زمین کے اوپر ہیں جو محفوظ ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ نیچے خیریت سے ہیں''...... اچانک اوپر سے کیپٹن نوازش کی آواز سنائی دی۔

''ہاں ہم خیریت سے ہیں اور تم سب کی خیریت نیک مطلوب ہے۔ آؤ۔ سب نیچے آ جاؤ۔ اوپر رہ کر تم اور اوپر نہیں جا سکو گے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ اس کی آواز جیسے ہال نما کمرے میں گونج اٹھی۔

''اوکے۔ ہم آ رہے ہیں''...... صفدر کی آواز سنائی دی اور پھر ان سب نے باری باری ریت کے بنے ہوئے اس ٹیلے پر چھلانگیں لگانی شروع کر دیں جس پر کرنل فریدی، عمران اور میجر پرمود کود کر نیچے آئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ سب اس کمرے میں موجود تھے۔ فنچ، نانوتہ، تھریسیا، سنگ ہی اور مادام شی تارا کے ساتھ ساتھ بلیک جیک بھی نیچے آ گیا تھا جسے عمران نے ہدایات دے رکھی تھیں کہ وہ اب بغیر وائس کنٹرول کے اس کی ہدایات پر عمل کرے گا۔

''واقعی یہ تو بہت بڑا قلعہ معلوم ہو رہا ہے''...... کراسٹی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ واقعی ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم کسی صدیوں پرانے قلعے میں ہوں''...... روشی نے کہا۔

''ان دروازوں کے پیچھے کیا ہے''...... تھریسیا نے دروازوں کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جا کر خود ہی کھول کر دیکھ لو''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں دیکھتی ہوں''...... تھریسیا نے کہا اور ایک

دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

''رکو تھریسیا۔ ہم اس وقت صحرا کے نیچے دبے ہوئے ایک قلعے میں ہیں۔ ہماری ذرا سی بے احتیاطی ہمارے لئے مصیبت بن سکتی ہے۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ دوسری طرف کوئی اور کمرہ ہو اور وہاں سانپ اور ریتیلے بچھو چھپے ہوئے ہوں''۔ سنگ ہی نے کہا تو تھریسیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ دونوں ایک دروازے کی جانب بڑھ گئے۔ سنگ ہی نے آگے بڑھ کر خستہ حال دروازے کو ہاتھ ہی لگایا تھا کہ وہ مٹی بن کر گرتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف اندھیرا تھا۔

''عمران۔ ہمیں بھی ایک فائر راڈ دے دو۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ کتنا بڑا قلعہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں یہاں سے باہر جانے کا کوئی راستہ مل جائے''...... سنگ ہی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر تھیلے سے ایک راڈ نکال کر اس کی جانب اچھال دیا جسے سنگ ہی نے ہوا میں ہی دبوچ لیا تھا۔

''تھینکس''...... سنگ ہی نے کہا اور اس نے راڈ جلایا اور پھر وہ راڈ کی روشنی میں دوسری طرف دیکھنے لگے۔

''اس طرف ایک کمرہ ہے جو بالکل خالی ہے''...... سنگ ہی نے کہا اور پھر وہ اور تھریسیا دوسرے کمرے میں چلے گئے۔

''ہم دوسری دیوار کا دروازہ کھول کر دیکھیں''...... فنچ نے نانوتہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ سنگ ہی اور تھریسیا کو دیکھ لینے دو۔ ہمیں یہیں رکنا چاہئے ہو سکتا ہے کہ ریت کی اس پہاڑی کے نیچے واقعی گولڈن کرسٹل موجود ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ادھر ادھر جائیں اور یہ سب یہاں سے ریت ہٹا کر گولڈن کرسٹل نکال لیں''...... نانوتہ کی جگہ مادام شی تارا نے کہا۔

''یہ ٹیلا اتنا بھی چھوٹا نہیں ہے کہ ہم اسے پھونک مار کر اڑا دیں۔ اسے ہٹانے کے لئے ہم سب کو کام کرنا پڑے گا''...... میجر پرمود نے منہ بنا کر کہا۔

''تو کیا ہم ہٹائیں مل کر اس ٹیلے کو یہاں سے''...... نعمانی نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ظاہر ہے۔ جب یہاں آئے ہیں تو کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔ بیکار مباش رہ کر کیا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''دیواروں کے پاس کافی گنجائش ہے ہم ریت ادھر ادھر بکھیر کر اسے درمیان سے ہٹا سکتے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ شروع ہو جاؤ سب''...... اس بار انسپکٹر ریکھا نے کہا اور پھر وہ ہال نما کمرے میں بنے ہوئے ریت کے اس ٹیلے کے گرد پھیل گئے اور انہوں نے دونوں ہاتھوں سے ریت کھودنا شروع کر دی۔ یہ خاصا مشکل اور انتہائی تھکا دینے والا کام تھا۔ وہ سب پہلے ہی ریز ٹنل کا سفر کر کے بری طرح سے تھکے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے کام میں جت گئے

تھے اور انہوں نے ریت کو دائیں بائیں اچھالنا شروع کر دیا۔

''اس طرح تو ہمیں یہاں سے ریت ہٹاتے ہٹاتے کافی وقت لگ جائے گا اور اگر ریت ہم اسی کمرے میں ادھر ادھر اچھالیں گے تو یہ کمرہ ریت سے اسی طرح سے بھرا رہے گا جو ہمارے لئے پریشانی کا باعث ہی بنے گا''...... میجر پرمود نے کہا۔

''تو پھر کیا کیا جائے''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''سنگ ہی نے بتایا ہے کہ وہ کمرہ خالی ہے۔ ہمیں دوسرے کمرے بھی دیکھ لینے چاہئیں۔ اگر دوسرے کمرے بھی خالی ہوئے تو ہم ریت ان کمروں میں پھینک دیں گے جس سے یہاں سے ریت کافی کم ہو جائے گی''...... میجر پرمود نے کہا۔

''ہاں۔ یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ او کے۔ دوسرے دروازوں کو کھول کر چیک کرو''...... کرنل فریدی نے کہا۔ اس کمرے کی چاروں دیواروں میں ایک ایک دروازہ بنا ہوا تھا اور تمام دروازوں کی حالت ایک جیسی ہی دکھائی دے رہی تھی۔ انہوں نے دروازوں کو ہاتھ لگایا تو دروازے مٹی بن کر وہیں گرتے چلے گئے۔ جوزف اور جوانا کے پاس بھی کافی فائر راڈز موجود تھے۔ عمران کے کہنے پر انہوں نے اپنے تھیلوں سے فائر راڈز نکال کر انہیں دے دیئے تاکہ وہ دوسرے کمروں میں جھانک سکیں۔

''شمالی دیوار کی دوسری طرف ایک بڑا کمرہ ہے اور یہ بھی خالی ہے''...... صفدر نے کہا جو اس دیوار کی طرف گیا تھا۔

''یہاں کمرہ نہیں ایک طویل راہداری ہے''...... لیڈی بلیک نے کہا جو جنوبی دیوار کی طرف گئی تھی۔

''اس طرف بھی ایک بڑی راہداری دکھائی دے رہی ہے''۔ چوتھی سمت سے خاور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم ریت خالی کمروں میں لے جا کر پھینکتے ہیں لیکن اس سے پہلے ہمیں پیر و مرشد سے ایک ایک اور گولی لے کر کھا لینی چاہئے تاکہ ہماری بھوک پیاس ختم ہو جائے اور ہم میں اتنی توانائی آ جائے کہ ہم بغیر رکے یہاں سے ریت ہٹا سکیں''۔ عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کرنل فریدی نے اپنے لباس کی اندرونی جیب سے لمبے منہ والی بوتل نکالی اور پھر اس نے بوتل میں سے ایک ایک گولی نکال کر انہیں دینا شروع کر دی۔

گولیاں کھاتے ہی ان کے جسموں میں جیسے توانائی سی بھرتی چلی گئی۔ انہوں نے چند لمحے توقف کیا اور پھر وہ ایک بار پھر ریت کھودنا شروع ہو گئے۔ چونکہ ان سب کے پاس تھیلے تھے اس لئے انہوں نے اپنے تھیلوں سے سامان نکال کر ایک طرف رکھ دیا تھا اور ریت تھیلوں میں بھر بھر کر دوسرے کمروں میں لے جا کر پھینکتے جا رہے تھے۔ چار گھنٹوں کی مسلسل محنت کے بعد وہ آدھے سے زیادہ ریت وہاں سے ہٹا چکے تھے۔

اس دوران سنگ ہی اور تھریسیا بھی واپس آ گئے تھے۔ ان کا

کہنا تھا کہ قلعہ ان کی سوچوں سے بھی کہیں زیادہ بڑا ہے۔ وہاں پیچ در پیچ کمرے بنے ہوئے تھے۔ سنگ ہی اور تھریسیا بھی ان کی مدد کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔

"بلیک جیک"...... اچانک عمران نے بلیک جیک سے مخاطب ہو کر کہا تو بلیک جیک بغیر کسی تاثر کے اس کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا۔

"یس ماسٹر"...... بلیک جیک نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے اوپر سے کچھ عجیب سی آوازیں سنائی دے رہی ہیں جیسے قلعے میں ہمارے علاوہ بھی کوئی موجود ہو۔ تم راہداریوں کی طرف جا کر چیک کرو"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی اور میجر پرمود سمیت سب چونک پڑے۔ انہوں نے کان لگائے تو انہیں واقعی قلعے میں ہلکی ہلکی دھمک کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو واقعی ہمیں بھی دھمک سنائی دے رہی ہے اور یہ آوازیں بھاری بوٹوں کی معلوم ہو رہی ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"کہیں جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کو تو اس قلعے کا علم نہیں ہو گیا۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں قلعے میں داخل ہونے کا کوئی راستہ مل گیا ہو اور وہ یہیں آ رہے ہوں"...... میجر پرمود نے سنجیدگی سے کہا۔

"معلوم تو ایسا ہی ہو رہا ہے"...... عمران نے بھی سنجیدگی سے کہا۔

"کیا ہم باہر جا کر دیکھیں"...... سنگ ہی نے پوچھا۔

"بلیک جیک بلٹ پروف ہے۔ اسے ہی جانے دو۔ اگر کرنل ڈیوڈ یا کرنل فرانک اپنی فورس کے ساتھ آئے ہوں گے تو یہ اکیلا ہی انہیں سنبھال لے گا۔ ویسے اگر تم اپنی مرضی سے جانا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بلیک جیک کو ہی جانے دو"...... سنگ ہی نے کہا۔

"جاؤ بلیک جیک اور اگر کوئی خطرہ ہو تو ہمیں کاشن دے دینا"...... عمران نے کہا تو بلیک جیک نے اثبات میں سر ہلایا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اسی لمحے انہوں نے درمیانی حصے سے ریت ہٹائی تو اچانک کمرہ جیسے بقعۂ نور سا بن گیا۔ ہر طرف تیز اور سنہری روشنی سی پھیل گئی۔ سنہری روشنی اس قدر تیز تھی کہ ان سب کی آنکھیں بری طرح سے چندھیا گئی تھیں۔ ریت کے ہٹتے ہی وہاں ایک سنہری رنگ کا بڑا سا بال پڑا ہوا دکھائی دے رہا تھا جس میں سے سورج کی طرح سنہری شعاعیں سی نکلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں جو اتنی تیز تھیں کہ ان شعاعوں سے کمرہ روشن ہو گیا تھا۔

عمران نے آنکھیں کھولیں اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے سنہری گولے جو ٹینس بال کی بجائے سات انچ قطر کے ایک ناریل جتنا بڑا تھا جس کا وزن پانچ ہزار گرام یا شاید اس سے بھی زیادہ کا تھا، کے اردگرد سے دونوں

ہاتھوں سے ریت ہٹانی شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر میجر پرمود اور کرنل فریدی بھی تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے بھی سنہری گولے کے گرد سے ریت ہٹانی شروع کر دی اور پھر ان تینوں نے فوراً سنہری گولا پکڑ لیا لیکن چونکہ عمران کے ہاتھ پہلے اس پر پڑے تھے اس لئے اس نے گولا اٹھانے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی تھی۔

سنہری گولے کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بلا کی چمک آ گئی تھی۔ باقی سب بھی سنہری گولے کو دیکھ کر آنکھیں پھاڑ رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عمران کے ہاتھوں میں سورج چمک رہا ہو۔

''تو یہ ہے گولڈن کرسٹل''...... کرنل فریدی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ وہی گولڈن کرسٹل ہے جس کے لئے ہمیں اتنا طویل اور کٹھن سفر کرنا پڑا ہے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ گولڈن کرسٹل اتنا بڑا ہوگا۔ یہ تو ہماری توقع سے کہیں زیادہ بڑا ہے ہم تو اسے ٹینس بال جتنا بڑا اور ایک ہزار گرام کا سمجھ رہے تھے لیکن یہ تو ناریل سے بھی بڑا ہے اور اس کا وزن میرے اندازے کے مطابق پانچ ہزار گرام تو ضرور ہوگا''...... سنگ ہی نے کہا۔ عمران گولڈن کرسٹل لے کر ریت سے اتر آیا۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود بھی اس کے پاس آ گئے۔

''لاؤ۔ یہ مجھے دے دو''...... کرنل فریدی نے عمران کی جانب

ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ مجھے دو''...... میجر پرمود نے کہا تو عمران گولڈن کرسٹل لے کر پیچھے ہٹ گیا۔

''اسے میں نے پہلے اٹھایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جو بھی ہے گولڈن کرسٹل یہاں سے میں لے جاؤں گا۔ صرف میں''...... کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''میں یہاں جھک مارنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ گولڈن میرے علاوہ کوئی نہیں لے جا سکتا''...... میجر پرمود نے کڑک کر کہا۔ ان تینوں کے رنگ گولڈن کرسٹل کی سنہری شعاعوں میں چمک رہے تھے۔

''گولڈن کرسٹل کے لئے ہم نے بھی مشترکہ جد و جہد کی ہے۔ یہ زیرو لینڈ جائے گا''...... فنچ نے غرا کر کہا اور اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے ہاتھوں سے گولڈن کرسٹل لینا چاہا تو اچانک عمران کی ٹانگ چلی اور فنچ اچھل کر ریت پر گرا اور دوسری طرف الٹتا چلا گیا۔

''خبردار اگر میرے نزدیک آنے کی بھی کوشش کی تو''۔ عمران غرایا۔ فنچ گرتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور عمران کی جانب انتہائی قہر آلود نظروں سے دیکھنا شروع ہو گیا۔

''عمران۔ میں شرافت سے کہہ رہا ہوں کہ گولڈن کرسٹل مجھے دے دو ورنہ میں یہ بھول جاؤں گا کہ تم کون ہو''...... کرنل فریدی

نے غراتے ہوئے کہا اور عمران کی جانب بڑھا لیکن اسی لمحے میجر پرمود نے آگے بڑھ کر کرنل فریدی کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔

''ایک منٹ کرنل صاحب۔ آپ اکیلے گولڈن کرسٹل پر اپنا حق نہیں جتا سکتے''...... میجر پرمود نے کہا۔ اس کے ہاتھ پکڑنے پر کرنل فریدی کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ ہو گیا۔

''تم نے کرنل فریدی کو روکنے کی جرأت کر کے اچھا نہیں کیا میجر پرمود۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔ ورنہ''...... کرنل فریدی نے غرا کر کہا تو میجر پرمود کے چہرے کے تاثرات بھی بدل گئے۔

''ورنہ۔ ورنہ کیا''...... میجر پرمود بھی غرایا۔

''گولڈن کرسٹل کے لئے مجھے یہاں تم سب کی لاشیں بھی بچھانی پڑیں گی تو میں اس سے بھی اجتناب نہیں کروں گا''...... کرنل فریدی نے اسی انداز میں کہا۔

''میں بھی اسی ارادے سے یہاں آیا ہوں''...... میجر پرمود نے جواباً کہا۔

''آپ دونوں بلا وجہ ایک دوسرے کو آنکھیں دکھا رہے ہیں۔ گولڈن کرسٹل سب سے پہلے میں نے اٹھایا ہے۔ یہ اب یہاں سے پاکیشیا جائے گا اور کہیں نہیں''...... عمران نے کہا تو میجر پرمود اور کرنل فریدی اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگے۔

''ہونہہ۔ میں دیکھتا ہوں تم اسے یہاں سے کیسے لے جاتے ہو''...... کرنل فریدی نے غرا کر کہا اور تیزی سے ایک بار پھر عمران

کی جانب لپکا لیکن میجر پرمود نے اس کا ہاتھ نہ چھوڑا۔ یہ دیکھ کر کرنل فریدی کا پارہ اور چڑھ گیا۔ دوسرے لمحے کرنل فریدی بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی گھومتی ہوئی لات میجر پرمود کے سینے پر پڑی۔ میجر پرمود کے منہ سے تیز آواز نکلی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے خود کو گرنے سے سنبھالا اور پھر وہ یکلخت سیدھا ہو گیا۔

''تم نے میجر پرمود پر وار کر کے اپنی موت کو دعوت دی ہے کرنل فریدی۔ اب تم میرے ہاتھوں سے نہیں بچو گے''...... میجر پرمود نے غرا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے کرنل فریدی پر چھلانگ لگا دی۔ وہ ہوا میں قلابازی کھاتا ہوا آیا اور اس نے دونوں ٹانگیں جوڑ کر کرنل فریدی کو مارنی چاہیں لیکن کرنل فریدی نے فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی وہ دائیں طرف ہٹا ہی تھا کہ اسی لمحے میجر پرمود نے ہوا میں ہی اپنا جسم گھمایا اور اس کی ٹانگیں کرنل فریدی کے کاندھے پر پڑیں۔ کرنل فریدی کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ دائیں طرف مڑ گیا۔ میجر پرمود کے جیسے ہی پیر زمین سے لگے اسی لمحے اس نے پلٹ کر کرنل فریدی کو زور دار گھونسہ مارنا چاہا لیکن کرنل فریدی نے اس کا گھونسہ اپنے بائیں ہاتھ پر روک لیا۔ ساتھ ہی کرنل فریدی کے دائیں ہاتھ کا گھونسہ میجر پرمود کے منہ پر پڑا۔ میجر پرمود لڑکھڑا گیا مگر دوسرے لمحے اس کا بھی ایک زور دار گھونسہ کرنل فریدی کے منہ پر پڑا۔ کرنل فریدی بھی لڑکھڑا کر قدرے پیچھے ہٹ گیا۔ اور پھر

وہ دونوں پہاڑوں کی طرح ایک دوسرے کے سامنے تن کر کھڑے ہو گئے۔

"ٹھیک ہے۔ اب فیصلہ ہو گیا جو زندہ رہے گا وہی گولڈن کرسٹل یہاں سے لے جائے گا"...... کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا۔ ان کے ساتھی انہیں اس طرح ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوتے دیکھ فوراً دیواروں کے پاس چلے گئے تھے۔ سنگ ہی، تھریسیا، نانوتہ، فنچ اور مادام شی تارا بھی پیچھے ہٹ گئے تھے اور ان کی جانب انتہائی دلچسپ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"او کے۔ اگر ایسا ہے تو ایسے ہی سہی"...... میجر پرمود نے کہا۔ انہیں لڑتا دیکھ کر عمران گولڈن کرسٹل لئے غیر محسوس انداز میں آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع ہو گیا۔

"خبردار عمران۔ اگر تم نے یہاں سے جانے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ پکڑو اسے۔ روکو یہ بھاگنے نہ پائے"۔ کرنل ریدی نے عمران کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر پہلے اس سے پھر چیختے ہوئے پنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سنتے ہی کیپٹن نید، ہریش، روزا اور باقی ساتھی تیزی سے عمران کی جانب ڑھے۔ انہیں عمران کی جانب بڑھتے دیکھ کر عمران کے ساتھی بھی گے بڑھے اور کرنل فریدی کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔

"بس یہیں رک جاؤ۔ اگر کسی نے عمران صاحب کی طرف ھنے کی کوشش کی تو اس کا انجام بے حد برا ہو گا"...... صفدر نے

کیپٹن حمید کے سامنے آ کر انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھتا ہوں کون مجھے روکتا ہے"...... کیپٹن حمید نے بھی غرا کر کہا اور پھر وہ اچھل کر صفدر پر جھپٹ پڑا۔ اسے صفدر پر جھپٹتے دیکھ کر باقی سب بھی ایک دوسرے کے سامنے دوستوں کی بجائے دشمنوں کی طرح جم گئے اور پھر جیسے ہی کرنل فریدی کے ساتھیوں نے عمران کی جانب بڑھنے کی کوشش کی وہ سب ایک دوسرے پر خونخوار دشمنوں کی طرح جھپٹ پڑے۔

"تم کیا دیکھ رہے ہو۔ آگے بڑھو اور عمران سے گولڈن کرسٹل چھین لو"...... میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھ کر چیختے ہوئے کہا تو لیڈی بلیک، آفتاب سعید، کیپٹن نوازش اور کیپٹن توفیق بجلی کی سی تیزی سے عمران پر جھپٹے یہ دیکھ کر سنگ ہی نے تھریسیا، نانوتہ، فنچ اور مادام شی تارا کو اشارہ کیا تو وہ بھی اچھل کر عمران کی طرف بڑھے تا کہ وہ عمران سے گولڈن کرسٹل چھین سکیں۔

"ارے ارے۔ ایک آدمی پر ایک ساتھ اتنے افراد حملہ کریں گے۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو"...... عمران نے انہیں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیپٹن توفیق نے اس پر چھلانگ لگائی لیکن عمران نے فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی وہ دائیں طرف ہوا ہی تھا کہ آفتاب سعید اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے جھپٹ کر عمران سے گولڈن کرسٹل چھیننا چاہا لیکن عمران اسے بھی غچہ دے گیا۔ اسے گھوم کر دوسری طرف جاتے دیکھ کر لیڈی بلیک کی ٹانگ

چلی اور عمران اچھل کر گر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا اسی لمحے سنگ ہی اچھل کر عمران کے نزدیک آیا اور اس نے عمران کے ہاتھوں سے گولڈن کرسٹل چھیننا چاہا لیکن عمران فوراً کروٹیں بدلتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ پیچھے ہٹتے ہی وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہوا تو فنچ نے اس پر بلا سوچے سمجھے چھلانگ لگا دی۔ وہ اُڑتا ہوا عمران کے نزدیک آیا ہی تھا کہ عمران گولڈن کرسٹل لئے بجلی کی تیزی سے گھوما اور اس کی نیم قوس میں گھومتی ہوئی ٹانگ فنچ کے ٹھیک سر پر پڑی۔ فنچ کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ پلٹ کر اسی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا جس تیزی سے وہ عمران کی طرف آیا تھا۔ یہ دیکھ کر سنگ ہی اچھلا اور ہوا میں قلابازی کھاتا ہوا عمران کے عقب میں آ گیا۔ اس سے پہلے کہ عمران اس کی طرف مڑتا۔ سنگ ہی نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے پوری قوت سے اس کی پشت پر لات مار دی۔ لات کھا کر عمران اچھلا اور اڑتا ہوا منہ کے بل آگے گیا وہاں تھریسیا موجود تھی اس نے عمران کو ہوا میں اُڑ کر اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ بھی اچھلی اور اس نے اچھل کر عمران کی ٹانگوں پر وار کرنے کی کوشش کی لیکن عمران نے ہوا میں ہی اپنا جسم گھمایا اور پلٹا جانے والے انداز میں دائیں طرف کھڑی مادام شی تارا اور نانوتہ کے قریب آ گیا اس سے پہلے کہ نانوتہ اور مادام شی تارا کچھ سمجھتیں عمران کی ٹانگیں ان دونوں کے پیٹ پر پڑیں اور وہ دونوں بری طرح سے چیختی ہوئیں پیچھے جا گریں۔ عمران نے ہوا میں ایک اور

قلابازی کھائی اور اپنے پیروں پر آ کھڑا ہوا۔ جس جگہ وہ کھڑا ہوا تھا وہاں کرنل فریدی اور میجر پرمود ایک دوسرے سے برسرِ پیکار تھے۔ جیسے ہی عمران ان کے قریب آیا انہوں نے ایک ساتھ عمران سے گولڈن کرسٹل جھپٹنے کی کوشش کی لیکن عمران محتاط تھا۔ وہ پیچھے ہٹتا ہی تھا کہ میجر پرمود اچھل کر اس کے سامنے آ گیا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے عمران پر حملہ کر دیا۔ میجر پرمود کا اوپر والا جسم اس طرح بائیں سائیڈ پر جھکا جیسے اس کی کمر میں ہڈیوں کی بجائے ربڑ لگا ہوا ہو۔ جبکہ اس کا نچلا جسم ویسے ہی اپنی جگہ ٹکا ہوا تھا۔ جبکہ کرنل فریدی ذرا دائیں طرف ہٹ کر عمران پر حملہ کر چکا تھا۔ جیسے ہی وہ اس کے دائیں حصے پر آیا میجر پرمود کا جسم بجلی کی سی تیزی سے سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے اس نے عمران کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور پھر عمران اس کے ہاتھوں میں اوپر اٹھتا چلا گیا۔ میجر پرمود نے اسے پوری قوت سے اٹھا کر پیچھے کی طرف اچھال دیا تھا۔ پیچھے کرنل فریدی موجود تھا۔ عمران اُڑتا ہوا اس کی طرف آیا تو کرنل فریدی کے ہاتھ حرکت میں آئے اور عمران کا جسم اس کے ہاتھوں کی تھپکیاں کھاتا ہوا اس کے عقب کی طرف گیا۔ کرنل فریدی اسے تھپکی دے کر اس کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ اسی لمحے میجر پرمود کے سر کی ضرب پوری قوت سے کرنل فریدی کے سینے پر پڑی۔ کرنل فریدی بے اختیار لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے پیچھے گرتے ہی فوراً اٹھ کر الٹی قلابازی کھائی اور اس نے دونوں

ٹانگیں پوری قوت سے کرنل فریدی کی پشت پر مار دیں۔ کرنل فریدی جو میجر پرمود کے سر کی ضرب کھا کر پیچھے ہٹ رہا تھا۔ پیچھے سے عمران کی ٹانگوں کی ضرب کھا کر وہ ایک بار پھر میجر پرمود کی جانب بڑھا میجر پرمود نے اسے زور دار گھونسہ مارنے کی کوشش کی لیکن کرنل فریدی فوراً اسے جھکائی دے کر اس کے دائیں طرف آ گیا۔ میجر پرمود اپنی جھونک میں تیزی سے عمران کی طرف بڑھا تو عمران ایک بار پھر اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں ایک ساتھ چلیں اور میجر پرمود چیختا ہوا پیچھے جا گرا۔ پیچھے گرتے ہی وہ ایک بار پھر یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کا جسم واقع ربڑ کا بنا ہوا ہو۔

اب عمران پھر کرنل فریدی اور میجر پرمود ایک دوسرے کے سامنے تھے۔ گولڈن کرسٹل بدستور عمران کے ہاتھوں تھا۔ میجر پرمود اور کرنل فریدی کی نظریں عمران اور اس کے ہاتھوں میں موجود گولڈن کرسٹل پر گڑی ہوئی تھیں۔

''اسے ایک طرف رکھ دو فرزند۔ اب یہ اسی کے ہاتھ آئے گا جو زندہ رہے گا''...... کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا۔

''تو آپ دونوں مر جائیں نا۔ میں زندہ رہ لیتا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''مرنا تو تمہیں پڑے گا عمران۔ تم اس بار کامیاب نہیں ہو گے۔ تم ہٹ جاؤ کرنل فریدی۔ اس سے میں اکیلا ہی نمٹ لوں گا''...... میجر پرمود نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا ساتھ ہی اس

نے بجلی کی سی تیزی سے عمران کی جانب چھلانگ لگا دی لیکن اس سے پہلے کہ وہ عمران تک پہنچتا کرنل فریدی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ کرنل فریدی کا جسم کسی کمان کی طرح جھکا اور میجر پرمود کے نچلے حصے پر اس کے دونوں پیروں کی زور دار ضرب اس انداز میں لگی کہ میجر پرمود کا جسم اوپر کی طرف اٹھتا چلا گیا اور ساتھ ہی اس کا جسم تیزی سے نیچے آیا۔

کرنل فریدی اس دوران سیدھا ہو چکا تھا۔ اس نے کسی شہتیر کی طرح نیچے آتے ہوئے میجر پرمود کو خوفناک ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن یہیں وہ مار کھا گیا۔ کیونکہ جیسے ہی ضرب لگانے کے لئے اس کا جسم آگے کو جھکا۔ میجر پرمود کا جسم ہوا میں تیزی سے گھوم گیا اور کرنل فریدی کے عقبی حصے میں میجر پرمود کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے پڑیں اور اس کے ساتھ ہی میجر پرمود اچھل کر قلابازی کھاتا ہوا عمران کے عقب میں جا پہنچا اور اس نے ایک بار پھر اچھل کر عمران کی کمر پر ٹانگیں مار دیں۔ اس بار عمران ضرب کھا کر اچھلا تو اس کے ہاتھوں سے گولڈن کرسٹل نکل کر دور جا گرا اور فرش پر لڑھکتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔

میجر پرمود کی ٹانگیں کھا کر عمران غضبناک انداز میں سیدھا ہوا۔ اسی لمحے کرنل فریدی اور میجر پرمود نے اس پر چھلانگیں لگا دیں لیکن دوسرے لمحے وہ دونوں الٹتے ہوئے پیچھے جا گرے۔ عمران نے اپنا جسم سیدھا کرتے ہی دونوں ٹانگیں ان دونوں کے نیچے آتے ہوئے

جسموں پر مار دی تھیں۔ وہ دونوں گرے تو عمران کسی ماہر جمناسٹک
کی طرح قلابازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

سنگ ہی، فنچ، تھریسیا، مادام شی تارا اور نانوتہ جو پہلے عمران پر
جھپٹ رہے تھے ان کے سامنے عمران کے ساتھی آ گئے تھے اور وہ
سب ایک دوسرے پر موت بن کر جھپٹ رہے تھے۔

صفدر اور کیپٹن حمید کے درمیان مقابلہ ہو رہا تھا جبکہ جولیا،
تھریسیا کے سامنے آ گئی تھی اور روشی، نانوتہ پر حملے کر رہی تھی۔
اسی طرح لیڈی بلیک کا مقابلہ روزا سے ہو رہا تھا اور ہریش اور اس
کے ساتھی چوہان، صدیقی، نعمانی اور خاور سے برسرِ پیکار تھے۔
انسپکٹر ریکھا، انسپکٹر آصف، رشیدہ۔ انور اور کرنل فریدی کے دوسرے
ساتھی میجر پرمود کے ساتھیوں کے سامنے تھے۔

کیپٹن شکیل، اور تنویر فنچ اور سنگ ہی کا راستہ روک رہے تھے۔
کچھ دیر پہلے یہ سب آپس میں دوستوں کی طرح دکھائی دے رہے
تھے اب یہ سب آپس میں اس طرح سے لڑ رہے تھے جیسے وہ سب
واقعی ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے ہوں۔ وہ سب ایک
دوسرے سے انتہائی ماہرانہ انداز اور مارشل آرٹس اسٹائل میں فائٹ
کر رہے تھے۔ ایک دوسرے سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ
ایک دوسرے پر وار بھی کر رہے تھے۔

صفدر اور کیپٹن حمید کی زبردست فائٹ ہو رہی تھی۔ ان دونوں
کے چہرے لہولہان ہو رہے تھے۔ صفدر نے حملہ کر کے کیپٹن حمید کی

اید ناک کی ہڈی توڑ دی تھی جس کی وجہ سے کیپٹن حمید کی ناک
ے خون نکل نکل کر اس کے چہرے اور گردن پر پھیل گیا تھا۔ یہی
ال صفدر کا تھا۔ کیپٹن حمید نے بھی صفدر کے سٹائل میں وار کر کے
ں کی ناک کی ہڈی توڑ دی تھی۔ صفدر کا بھی چہرہ اور گردن خون
ے بھرے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود وہ ایک دوسرے پر
ںخوار درندوں کی طرف ٹوٹے پڑ رہے تھے۔

سنگ ہی اور تنویر جبکہ کیپٹن شکیل اور فنچ بھی انتہائی ماہرانہ انداز
ں فائٹ کر رہے تھے۔ تنویر اور سنگ ہی تو ایک دوسرے سے
یں لڑ رہے تھے جیسے وہ واقعی اس وقت تک چین نہیں لیں گے
ب تک کہ ان میں سے کوئی ایک ہلاک نہیں ہو جاتا۔

قلعے کا یہ کمرہ اس وقت میدان جنگ بنا ہوا تھا۔ سب چھلانگیں
ار مار کر دیوار کے پاس پڑے ہوئے گولڈن کرسٹل کی طرف بڑھنے
ی کوشش کر رہے تھے لیکن جو بھی گولڈن کرسٹل کی طرف بڑھنے کی
کوشش کرتا اس کے راستے میں کوئی نہ کوئی حائل ہو جاتا اور پھر ان
یں آپس میں ٹھن جاتی۔

اس لڑائی میں سب ایک دوسرے پر برابر کے حملے کر رہے
تھے۔ ان میں سے کوئی بھی دوسرے سے ہار ماننے کے لئے تیار ہی
نہیں تھا۔ جوزف اور جوانا، ہریش اور اس کے ساتھیوں سے لڑ
رہے تھے۔ ہریش جوزف اور جوانا پر بجے تلے انداز میں حملے کر رہا
تھا جبکہ اس کے ساتھی جوزف اور جوانا کو پکڑ کر زیر کرنے کی کوشش

میں مصروف تھے لیکن وہ بھلا دیو قامت جوزف اور جوانا کو کیسے زیر کر سکتے تھے۔ جوزف اور جوانا انہیں لاتوں اور گھونسوں سے اچھال اچھال کر دور پھینک رہے تھے۔

ان سب کی فائٹ شدت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ ادھر عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کی فائٹ نے بھی شدت اختیار کر لی تھی۔ وہ تینوں گولڈن کرسٹل کو بھول کر ایک دوسرے پر اس قدر شدید اور خوفناک انداز میں حملے کر رہے تھے جیسے انہوں نے واقعی اس بات کا قطعی فیصلہ کر لیا ہو کہ اب ان میں سے گولڈن کرسٹل وہی لے جائے گا جو زندہ رہے گا۔

کرنل فریدی، عمران اور میجر پرمود نے ایک دوسرے پر اس قدر خوفناک انداز میں حملے کئے تھے کہ ان کے سر پھٹ گئے تھے اور ان کے منہ اور ناک سے بھی خون نکل رہا تھا۔ جس سے ان کے چہرے گولڈن کرسٹل کی روشنی میں خونخوار درندوں سے کم دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

اسی لمحے کرنل فریدی کا ایک زور دار گھونسہ عمران کے منہ پر پڑا تو عمران اچھل کر پیچھے ہٹا۔ اس کے دائیں طرف میجر پرمود تھا اس نے اچھل کر عمران پر حملہ کرنا چاہا لیکن عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا جسم پلٹاتے ہوئے اس کے سینے پر ٹانگیں مار دیں اور پھر وہ دونوں اچھل کر گر پڑے۔ انہیں نیچے گرتے دیکھ کر کرنل فریدی کسی زخمی شیر کی طرح غراتا ہوا ان کی طرف بڑھا اور اس نے

اچانک اچھل کر ان دونوں پر چھلانگ لگا دی۔ ہوا میں چھلانگ لگاتے ہوئے اس نے دونوں ٹانگیں پھیلائیں جیسے وہ ٹانگوں کے بل عمران اور میجر پرمود پر گرنا چاہتا ہو لیکن جیسے ہی وہ نیچے آیا، عمران دائیں طرف اور میجر پرمود بائیں طرف کروٹ بدل گیا۔ کرنل فریدی کے پیر زمین سے لگے ہی تھے کہ عمران اور میجر پرمود ایک ساتھ پلٹے اور ان کی ٹانگیں کرنل فریدی کی ٹانگوں پر پڑیں۔ ایک ساتھ کیا گیا ان کا یہ وار کرنل فریدی کے لئے خطرناک تھا وہ اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔ اس نے فوراً دونوں ہاتھ آگے کر دیئے ورنہ ٹھوس فرش سے ٹکرا کر اس کے چہرے کا بھرتہ بن جاتا۔ اس سے پہلے کہ کرنل فریدی اٹھتا۔ عمران اور میجر پرمود بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان دونوں نے چھلانگ لگائی اور کرنل فریدی کے اوپر آ گئے۔ انہوں نے کرنل فریدی کی کمر پر جمپ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ کرنل فریدی کی کمر پر گرتے، کرنل فریدی نے کمال پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا نچلا جسم اٹھایا اور آگے کی طرف پلٹتا چلا گیا۔ میجر پرمود اور عمران جو ہوا میں اچھلے ہوئے تھے پوری قوت سے ایک دوسرے سے ٹکرائے اور پھر زور دار جھٹکا کھا کر ایک دوسرے کے مخالف سمت گرتے چلے گئے۔ انہیں گرتے دیکھ کر کرنل فریدی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران اور میجر پرمود نے بھی اٹھنے میں دیر نہیں لگائی۔ جیسے ہی تینوں ایک ساتھ اٹھے ان کے ہاتھ حرکت میں آئے اور

پھر ان تینوں نے ایک ساتھ ایک دوسرے کی گردنیں پکڑ لیں۔ عمران کا ایک ہاتھ کرنل فریدی کی گردن پر تھا جبکہ اس نے دوسرے ہاتھ سے میجر پرمود کی گردن پکڑ لی تھی۔ اسی طرح کرنل فریدی کا بھی ایک ہاتھ عمران اور اس کا دوسرا ہاتھ میجر پرمود کی گردن پر تھا اور یہی صورت حال میجر پرمود کی تھی اس نے بھی ایک ہاتھ سے عمران کی گردن اور دوسرے ہاتھ سے کرنل فریدی کی گردن پکڑ لی تھی۔ ان تینوں کی گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ تینوں کی آنکھیں سرخ ہوتی جا رہی تھیں۔

''بس کرو کرنل فریدی اور میجر پرمود۔ میں تم دونوں کا اب تک لحاظ کرتا آیا ہوں۔ اب بھی اگر تم باز نہیں آئے تو میں تم دونوں کی گردنیں توڑنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگاؤں گا''...... اس بار عمران نے غراہٹ بھرے انداز میں کرنل فریدی اور میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔

''گولڈن کرسٹل سے تمہیں دستبردار ہونا پڑے گا عمران۔ یہ میں لے جاؤں گا''...... میجر پرمود نے جواباً غرا کر کہا۔

''بھول جاؤ تم دونوں کہ گولڈن کرسٹل تم لے جاؤ گے۔ اپنی زندگیاں چاہتے ہو تو پیچھے ہٹ جاؤ ورنہ تم دونوں کی گردنیں توڑنے میں مجھے زیادہ زور نہیں لگانا پڑے گا''...... کرنل فریدی نے انتہائی خونخوار لہجے میں کہا۔ ان تینوں کے ہاتھوں کے شکنجے ایک دوسرے کی گردنوں پر سخت سے سخت ہوتے جا رہے تھے۔ ادھر ان کے

تی بھی جیسے لڑ لڑ کر بے حال ہوتے جا رہے تھے۔ شاید ہی ان کوئی ایسا ہو جو ایک دوسرے کے مقابلے میں زخمی نہ ہوا ہو۔

ان سب کی ابھی آپس میں فائٹ جاری تھی کہ اسی لمحے دائیں ئڈ کی راہداری سے انہیں دوڑتے قدموں کی تیز آوازیں سنائی ں۔ وہ چونک کر اس طرف دیکھنے لگے۔ اسی لمحے انہیں راہداری بے شمار سیاہ لباس والے دوڑ کر اس طرف آتے دکھائی دیئے۔ سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے سیاہ لباس والے بجلی کی سی تیزی سے ر آئے اور انہوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنوں کے ان کی جانب کر دیئے۔

''خبردار۔ جو جہاں ہے وہیں رک جائے ورنہ سب کو بھون دیا ئے گا''...... ایک سیاہ لباس والے نے چیختے ہوئے کہا۔

انہیں دیکھ کر وہ سب رک گئے اور حیرت سے ان کی جانب نا شروع ہو گئے کہ یہ اس طرح اچانک یہاں کیسے پہنچ گئے۔ ان نے تو ان کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے پہلے سے بلیک جیک کو باہر بھیج رکھا تھا۔ اگر جی پی فائیو یا ریڈ آرمی کے اد قلعے میں داخل ہو گئے تھے تو پھر بلیک جیک نے آ کر انہیں کیوں نہیں تھا۔

مشین گن بردار تیزی سے کمرے میں پھیل گئے تھے اور انہوں ان سب کو اپنے حصار میں لے لیا تھا۔

''لو کر لو بات۔ گولڈن کرسٹل کے اور دعوے دار یہاں پہنچ گئے

ہیں''......عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میرے ہوتے ہوئے یہ بھی یہاں سے گولڈن کرسٹل نہیں لے جا سکیں گے''...... کرنل فریدی نے غرا کر کہا۔ عمران نے ان مسلح افراد کے ساتھ موجود کیپٹن ہیرس کو پہچان لیا تھا اسی نے غرا کر بات کی تھی اور پھر اس کی نظریں دیوار کی سائیڈ پر پڑے ہوئے گولڈن کرسٹل پر جم گئیں جسے دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں تیز چمک آ گئی۔ وہ تیزی سے گولڈن کرسٹل کی جانب بڑھا اور اس نے گولڈن کرسٹل اٹھا لیا۔

''گڈ شو۔ آخر وہ شاہکار ہمیں مل ہی گیا جس کے لئے ہم یہاں آئے تھے''...... کیپٹن ہیرس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے تیز قدموں کی آواز ابھری تو ان سب نے چونک کر ایک بار پھر راہداری کی جانب دیکھا۔ راہداری سے کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک تیز تیز چلتے ہوئے اس طرف آ رہے تھے۔ ان دونوں کو دیکھ کر عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

''سر گولڈن کرسٹل مل گیا ہے۔ یہ دیکھیں''...... کیپٹن ہیرس نے ان دونوں کو دیکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور گولڈن کرسٹل لے کر کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ کے پاس آ گیا۔ گولڈن کرسٹل دیکھ کر ان دونوں کے چہرے بھی دمک اٹھے تھے اور وہ انتہائی مسرت بھری نظروں سے گولڈن کرسٹل کی طرف دیکھ رہے

تھے۔

''گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ آخر کار ہماری محنت رنگ لائی اور دنیا کا سب سے نایاب اور قیمتی گولڈن کرسٹل ہمارے ہاتھ آ ہی گیا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ گولڈن کرسٹل تو ہمیں مل گیا ہے لیکن یہ سب یہاں کیسے پہنچ گئے۔ انہیں تو میں نے کوہ اگانگ میں ریڈ میزائلوں سے ہلاک کر دیا تھا''...... کرنل فرانک نے وہاں موجود عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود اور ان کے سب ساتھیوں کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی انہیں یہاں دیکھ کر بے حد حیرت ہو رہی ہے۔ نجانے یہ سب کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں کہ یہ ہر بار یقینی موت سے بچ نکلتے ہیں اور اس جگہ آسانی سے پہنچ جاتے ہیں جہاں پہنچنا ناممکن ہوتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے عمران اور ان سب کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بہرحال اچھا ہوا کہ ہم ان کے لڑنے کی آوازیں سن کر اس طرف آ گئے تھے ورنہ گولڈن کرسٹل ہمیں قلعے کے کسی حصے میں مل ہی نہیں رہا تھا۔ اگر ہم یہاں نہ آتے تو یہ گولڈن کرسٹل لے کر یہاں سے نکل جاتے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جاتے''...... کرنل فرانک نے بھی اسی انداز میں کہا۔

''ہونہہ۔ ان سب کی حالت ایسی ہے جیسے یہ سب گولڈن کرسٹل

کے لئے آپس میں ہی لڑنا شروع ہو گئے تھے۔ سب کے سب زخمی ہیں۔ افسوس ان کی کوئی جدوجہد اور کوئی محنت کام نہیں آئی ہے۔ یہ گولڈن کرسٹل تک پہنچ کر بھی اسے حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اب یہ گولڈن کرسٹل ہمارا ہے۔ اسے ہم لے جائیں گے''۔ کرنل ڈیوڈ نے فاخرانہ لہجے میں کہا اور میجر ہیرس سے گولڈن کرسٹل لے لیا۔

''اب ان کا کیا کرنا ہے''...... کرنل فرانک نے پوچھا۔

''کرنا کیا ہے۔ سب ایک جگہ جمع ہیں اور سب ہی ہمارے نشانے پر ہیں۔ صحرا کے نیچے چھپا ہوا یہ قلعہ ان سب کا اب مقبرہ بنے گا۔ انہیں ہلاک کر کے اور گولڈن کرسٹل کو لے کر ہم اسی راستے سے باہر نکل جائیں گے جس راستے سے ہم یہاں آئے ہیں۔ باہر جاتے ہی ہم اس راستے کو ڈائنامائٹس سے اُڑا دیں گے تاکہ کسی کو کبھی ان کی لاشیں بھی نہ مل سکیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''تم شاید اپنے ساتھیوں کی لاشوں کی بات کر رہے ہو کرنل ڈیوڈ۔ کیا تم، کرنل فرانک اور تمہارے یہ سب ساتھی ہلاک ہونے والے ہیں''...... عمران سے رہا نہ گیا تو اس نے مخصوص انداز میں کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک سے مخاطب ہو کر کہا۔

''شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ ہلاکتیں ہماری نہیں تم سب کی ہوں گی۔ تم میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گا''...... کرنل ڈیوڈ نے عمران کی بات سن کر غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے تم نے ضرورت سے زیادہ چڑھا رکھی ہے۔ اسی لئے ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''موت سامنے دیکھ کر تمہارے اپنے ہوش اُڑے ہوئے ہیں عمران۔ تم ہر بار مجھ سے بچتے آئے ہو لیکن اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ تمہاری موت طے ہے۔ تم سب کی موت جس سے بچنا تم میں سے کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ ہلاک کر دو ان سب کو''...... کرنل فرانک نے بھی غراتے ہوئے کہا۔

''فائر''...... کرنل ڈیوڈ نے اچانک بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے ہی لمحے کمرہ مشین گنوں کی تیز ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ بے شمار انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

جیسے ہی کرنل ڈیوڈ نے اپنے ساتھیوں کو فائر کرنے کا حکم دیا
عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود اور ان کے تمام ساتھی، حتیٰ کہ سنگ
ہی، تھریسیا، فنچ، نانوتہ اور مادام شی تارا بھی فوراً فرش پر گر گئے
تھے۔ وہ گرے ہی تھے کہ سیاہ لباس والے مسلح افراد نے فائرنگ
کھول دی۔ انہوں نے چونکہ ان سب کو چاروں طرف سے گھیر رکھا
تھا اس لئے انہوں نے سیدھے رخ پر ان پر فائرنگ کی تھی اس
لئے جیسے ہی سیاہ لباس والے افراد نے فائرنگ کی وہ سب ایک
دوسرے کی ہی فائرنگ کی زد میں آ گئے اور ان کی چیخوں سے کمرہ
بری طرح سے گونج اٹھا۔

سیاہ لباس والے مسلح افراد میں سے جو گولیوں کی زد میں نہیں
آئے تھے وہ اپنے ہی ہاتھوں اپنے ساتھیوں کو گولیوں کا نشانہ بنتے
دیکھ کر بوکھلا گئے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ مشین گنوں کے رخ

فرش پر گرے ہوئے افراد کی طرف کر کے ان پر فائرنگ کرتے
عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کے ساتھی فوراً اٹھ کر ان کی مشین
گنوں کی پرواہ کئے بغیر ان پر جھپٹ پڑے اور انہیں لے کر گرتے
چلے گئے۔ دوسرے لمحے مشین گنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں۔ جیسے
ہی مشین گنیں ان کے ہاتھوں میں آئیں۔ کمرہ ایک بار پھر فائرنگ
کی تیز آواز سے گونجا اور کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ کے تمام ساتھی
ہلاک ہوتے چلے گئے۔

کرنل فرانک، کرنل ڈیوڈ اور میجر ہیرس جو راہداری کے سرے پر
ہی کھڑے تھے یہ صورتحال دیکھ کر بوکھلا گئے۔ انہیں شاید اس طرح
پانسہ پلٹنے کی ایک فیصد بھی امید نہیں تھی۔ جیسے ہی انہوں نے اپنے
ساتھیوں کو ہلاک ہوتے دیکھا وہ تینوں بجلی کی سی تیزی سے مڑے
اور راہداری میں بھاگنے ہی لگے تھے کہ اچانک پیچھے سے بلیک جیک
بھاگتا ہوا وہاں آ گیا۔

بلیک جیک کو دیکھ کر کرنل ڈیوڈ، کرنل فرانک اور میجر ہیرس اور
زیادہ بوکھلا گئے۔

بلیک جیک دوڑتا ہوا وہاں آ گیا۔ اس کی نظریں جیسے ہی گولڈن
کرسٹل پر پڑیں اس کی آنکھیں یکلخت چمک اٹھیں۔ اس سے پہلے
کہ کرنل فرانک، کرنل ڈیوڈ اور میجر ہیرس کچھ سمجھتے بلیک جیک نے
ان پر چھلانگ لگائی اور وہ اُڑتا ہوا ان تینوں سے آ ٹکرایا۔ وہ تینوں
چیختے ہوئے گرے ہی تھے کہ بلیک جیک نے کسی چیتے کی سی پھرتی

سے کرنل ڈیوڈ کے ہاتھوں سے گولڈن کرسٹل جھپٹا اور تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔

''ویل ڈن بلیک جیک ویل ڈن۔ تم نے وقت پر آ کر بہت اچھا کیا ہے۔ گولڈن کرسٹل سنبھال لو۔ اب یہ تمہارے سوا کسی اور کے ہاتھوں میں نہیں جانا چاہئے''...... عمران نے گولڈن کرسٹل بلیک جیک کے ہاتھوں میں دیکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم فکر نہ کرو عمران۔ اب یہ میرے پاس ہے اور میں اسے اپنے ساتھ زیرو لینڈ لے جاؤں گا''...... بلیک جیک نے اچانک بدلے ہوئے لہجے میں اور انتہائی زہریلے انداز میں کہا۔ اس کا انداز سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''زیرو لینڈ۔ کیا مطلب۔ تم تو میرے ساتھی ہو۔ پھر تم گولڈن کرسٹل زیرو لینڈ کیسے لے جا سکتے ہو''...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو اچانک کمرہ سنگ ہی، تھریسیا، فنچ، نانوتہ اور مادام شی تارا کے تیز قہقہوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ انہیں اس طرح ہنستا دیکھ کر وہ سب چونک کر ان کی جانب دیکھنا شروع ہو گئے۔

''تم کیا سمجھ رہے ہو عمران کیا بلیک جیک تمہارا ساتھی ہے''۔ تھریسیا نے اسی طرح سے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس کا وائس کنٹرولر میرے پاس ہے۔ یہ وائس کنٹرولر کا محکوم ہے''...... عمران نے کہا۔

''اسے وقتی طور پر وائس کنٹرول کیا گیا تھا عمران۔ اب یہ تمہارا نہیں ہمارا ساتھی ہے۔ یہ زیرو لینڈ کا وفادار ہے تمہارا نہیں''۔ سنگ ہی نے کہا تو عمران کا رنگ بدلتا چلا گیا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم گولڈن کرسٹل کو تلاش کرنے کے لئے اپنی طرف سے ہر ممکن کوششیں کر چکے تھے لیکن ہمیں گولڈن کرسٹل کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ سپریم کمانڈر کو یقین تھا کہ تمہیں، کرنل فریدی اور میجر پرمود کو جب گولڈن کرسٹل کا علم ہو گا تو تم تینوں صحارا میں لازماً آؤ گے۔ سپریم کمانڈر تم تینوں کی ذہانت اور تمہاری اعلیٰ صلاحیتوں کا معترف ہے۔ اس نے کہا تھا کہ جب تم تینوں گولڈن کرسٹل کی تلاش میں نکلو گے تو گولڈن کرسٹل صحرائے اعظم کے جس حصے میں بھی چھپا ہوا ہو گا تم اس تک لازماً پہنچ جاؤ گے۔ چونکہ گولڈن کرسٹل کو تلاش کرنے میں ہماری تمام کوششیں رائیگاں جا رہی تھیں اس لئے سپریم کمانڈر نے ہمیں تم تینوں پر نظریں رکھنے کا حکم دیا تھا اور ہم سے یہ بھی کہا تھا کہ جب تم گولڈن کرسٹل کی تلاش کے لئے جاؤ تو ہم خاموشی سے تمہارے ساتھ چلے جائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے بلیک جیک کو عمران کے ساتھ اٹیچ کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ عمران چونکہ بلیک جیک کو بہت اچھی طرح سے جانتا ہے اور اگر یہ ویسے ہی عمران کے پاس آ جاتا تو عمران اسے کسی بھی صورت میں اپنے ساتھ نہ رکھتا۔ اس لئے

میرے کہنے پر سپریم کمانڈر نے وقتی طور پر بلیک جیک کے دماغ میں ایک ڈیوائس فکس کر دی جس کا لنک ایک وائس کنٹرول آلے کے ساتھ تھا۔ زیرو لینڈ کے سپریم کمانڈر نے مجھ سے کہا تھا کہ میں کسی بھی طرح سے وائس کنٹرولر ڈیوائس عمران تک پہنچانے کی کوشش کروں۔ وائس کنٹرولر عمران کے ہاتھ آ جاتا اور جب اسے پتہ چلتا کہ بلیک جیک کنٹرولڈ ہے تو یہ اسے اپنے ساتھ رکھنے کی کوشش کرتا۔ میں نے اس پر کام کیا اور جان بوجھ کر وائس کنٹرولر گرین ہاؤس میں اس جگہ چھوڑ دیا تا کہ عمران کی اس پر نظر پڑ سکے اور یہ اسے وہاں سے اٹھا لے۔ عمران نے ایسا ہی کیا تھا۔ جب وائس کنٹرولر اس کے ہاتھ میں آیا تو میں اور بلیک جیک فوراً اس کے پیچھے آ گئے۔ میں اور بلیک جیک باتوں باتوں میں عمران کو یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ بلیک جیک ایک وائس کنٹرولر کا غلام بن چکا ہے۔ میں نے اور بلیک جیک نے جان بوجھ کر عمران سے وائس کنٹرولر حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ہم جانتے تھے کہ عمران کو جب اس بات کا علم ہو گا کہ بلیک جیک وائس کنٹرولر سے چارج ہوتا ہے تو وہ کسی بھی صورت میں وائس کنٹرولر ہمیں واپس نہیں دے گا اور ایسا ہی ہوا۔ عمران نے مجھے وہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا اور یہ بلیک جیک کو اپنے ساتھ لے گیا۔

سپریم کمانڈر جانتا تھا کہ عمران اس وقت تک بلیک جیک کو اپنے ساتھ نہیں رکھے گا جب تک اسے اس بات کا یقین نہیں ہو جائے گا

کہ بلیک جیک واقعی اس کے کنٹرول میں آ چکا ہے۔ اس لئے سپریم کمانڈر نے بلیک جیک کے مائنڈ میں ایسی فیڈنگ کر دی کہ عمران جس طرح چاہے اور جو چاہے بلیک جیک سے پوچھ سکے اور بلیک جیک وائس کنٹرولر کے ذریعے اسے ہر طرح سے مطمئن کر دے۔ اس بات کا بلیک جیک کو بھی نہیں علم تھا کہ اس کے دماغ میں کیا فیڈ کیا گیا ہے۔ اس کا وائس کنٹرولر چونکہ عمران کے پاس تھا اس لئے وہ عمران کے احکامات پر عمل کر رہا تھا۔ عمران کو جب اس بات کا یقین ہو گیا کہ بلیک جیک اب ہر لحاظ سے اس کے ساتھ ہے اور اس کے احکامات کا پابند ہے تو سپریم کمانڈر نے زیرو لینڈ سے اس کے دماغ میں موجود ڈیوائس کو آف کر دیا۔ جس سے عمران کے پاس موجود وائس کنٹرولر آلے کا بھی سسٹم ختم ہو گیا تھا۔ سپریم کمانڈر نے بلیک جیک کو حکم دیا تھا کہ وہ عمران پر یہ ظاہر نہیں ہونے دے گا کہ اب وہ اس کے حکم کا تابع نہیں ہے۔ بلیک جیک نے یہی کیا۔ اس کا اپنا مائنڈ کام کرنا شروع ہو گیا تھا لیکن اس نے عمران کو یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ اس کے کنٹرولر میں نہیں ہے اس لئے بلیک جیک تم سے اسی حالت میں بات کر رہا ہے۔ گولڈن کرسٹل اب اس کے پاس ہے۔ جسے یہ یہاں سے زیرو لینڈ لے جائے گا اور تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے“...... تھریسیا نے انہیں ساری تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

”میرے ساتھ اتنا بڑا دھوکہ۔ میں تم میں سے کسی کو زندہ نہیں

چھوڑوں گا اور بلیک جیک تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ گولڈن کرسٹل میرے حوالے کر دو ورنہ''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''سوری عمران۔ اب یہ گولڈن کرسٹل تمہیں نہیں مل سکتا۔ سپریم کمانڈر میرے کانوں میں لگے ہوئے مائیکروفون سے مجھے ہدایات دے رہا ہے کہ میں گولڈن کرسٹل لے کر فوراً زیرو لینڈ پہنچ جاؤں اس لئے میں تو چلا''...... بلیک جیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کے جسم پر جیسے بجلیاں سی چمکنا شروع ہو گئیں۔ اس کے جسم پر بجلیاں چمکتے دیکھ کر عمران بوکھلا گیا۔

''کرنل فریدی، میجر پرمود پکڑو اسے یہ ٹرانسمٹ ہو رہا ہے۔ اگر یہ ٹرانسمٹ ہو گیا تو یہ سیدھا زیرو لینڈ پہنچ جائے گا اور ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں گے''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو کرنل فریدی اور میجر پرمود بری طرح سے چونک پڑے۔ دوسرے لمحے ان تینوں نے ایک ساتھ بجلی کی سی تیزی سے بلیک جیک کی جانب چھلانگیں لگائیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ بلیک جیک کے قریب پہنچتے اسی لمحے تیز نیلی روشنی چمکی اور بلیک جیک، گولڈن کرسٹل سمیت وہاں سے غائب ہو گیا۔ اس کے اچانک غائب ہونے کی وجہ سے عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود ٹھیک اس جگہ آ گرے جہاں ایک لمحہ قبل بلیک جیک موجود تھا۔

بلیک جیک کو وہاں سے غائب ہوتے دیکھ کر عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کے چہرے غصے سے سرخ ہو گئے تھے۔ وہ تینوں

تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کمرہ ایک بار پھر سنگ ہی، تھریسیا، فنچ، نانوتہ اور مادام شی تارا کے زور دار اور فاتحانہ قہقہوں سے گونج اٹھا تھا اور وہ تینوں مڑ کر ان پانچوں کی جانب انتہائی خونخوارانہ نظروں سے گھورنا شروع ہو گئے۔

''یہ سب تمہاری حماقت کی وجہ سے ہوا ہے عمران۔ تم نے زیرو لینڈ کے ایک ایجنٹ کو اپنا دوست سمجھ کر رکھا ہوا تھا۔ لیکن وہ۔ ہونہہ۔ وہ تمہارا دوست نہیں دشمن تھا جو گولڈن کرسٹل لے کر یہاں سے نکل گیا ہے''...... کرنل فریدی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہماری ساری محنت اور جدوجہد بے کار گئی۔ دل تو چاہ رہا ہے کہ میں تمہیں یہیں ہلاک کر دوں''...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا وہ بھی عمران کی جانب انتہائی غضبناک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ عمران غصے اور پریشانی کے عالم میں ان دونوں کی باتیں سنتا ہوا جبڑے بھینچ رہا تھا۔ اس کا انداز کسی ہارے ہوئے جواری جیسا دکھائی دے رہا تھا۔

''مجھ سے بہت بڑی بھول ہو گئی جو میں اس بدبخت کو اپنا ساتھی سمجھ بیٹھا تھا۔ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ وہ ایک سازش کے تحت میرے ساتھ ہے تو میں اسے کسی بھی صورت میں اپنے ساتھ نہ لاتا اسے وہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیتا''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"اب پچھتانے کا کیا فائدہ جب چڑیاں چگ گئی کھیت"۔ کرنل فریدی نے اسی انداز میں کہا۔

"ہونہہ۔ بلیک جیک نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ یہ سب تو ہمارے سامنے ہیں۔ بلیک جیک کے دیئے ہوئے اس دھوکے کا میں ان سے بدلہ لوں گا۔ یہ پانچوں اس وقت تک میرے قبضے میں رہیں گے جب تک سپریم کمانڈر، بلیک جیک کے ذریعے گولڈن کرسٹل دوبارہ میرے پاس نہیں بھیج دیتا۔

"یہ تمہاری بھول ہے عمران۔ تم ہمیں کسی بھی طرح اپنے قابو میں نہیں کر سکتے۔ اگر تمہارے سامنے بلیک جیک یہاں سے ٹرانسمٹ ہو کر جا سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں۔ ہم جا رہے ہیں۔ ہمیں روک سکتے ہو تو روک لو"...... سنگ ہی نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر اچانک ان کے جسموں میں بھی ویسی ہی روشنی چمکنی شروع ہو گئی جیسی بلیک جیک کے جسم پر چمکی تھی۔ اس سے پہلے کہ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کچھ کرتے نیلے رنگ کی تیز روشنی چمکی اور زیرو لینڈ کے ایجنٹ اچانک وہاں سے غائب ہو گئے جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں غائب کر دیا ہو۔

"ختم ہو گیا۔ سب ختم ہو گیا۔ اتنی بھاگ دوڑ کے بعد نہ ہمیں گولڈن کرسٹل مل سکا اور نہ ہم زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کو یہاں سے جانے سے روک سکے۔ حقیقت میں ہماری ساری کوششیں رائیگاں چلی گئی ہیں اور اس کے تم ذمہ دار ہو صرف تم"...... میجر پرمود نے

عمران کی جانب کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"احمق انسانوں سے سوائے حماقت کے اور امید بھی کیا کی جا سکتی ہے"...... کرنل فریدی نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں اپنی حماقت تسلیم کرتا ہوں۔ میں واقعی آپ سب کا مجرم بن گیا ہوں۔ آپ دونوں جو کہنا چاہیں کہہ لیں۔ میں سوائے شرمندہ ہونے کے اور کر بھی کیا سکتا ہوں"...... عمران نے مایوس بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم سب کی ناکامی کے پیچھے اس کا ہاتھ ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہمیں اسے اور اس کے ساتھیوں کو یہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دینا چاہئے"...... کیپٹن حمید نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"تم بھی کہہ لو پیارے۔ چاہو تو اپنے ہاتھوں سے مجھے گولی مار دو۔ میں اُف تک نہیں کروں گا"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔ وہ سب اور خود عمران کے ساتھی بھی عمران کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے واقعی گولڈن کرسٹل عمران کی وجہ سے ان کے ہاتھوں سے نکلا ہو۔

"جو بھی ہو۔ بلیک جیک اور اس کے ساتھی گولڈن کرسٹل لے کر چاہے زیرو لینڈ ہی کیوں نہ پہنچ گئے ہوں۔ ہم ان کے پیچھے جائیں گے اور ان سے ہر حال میں گولڈن کرسٹل واپس لائیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"زیرو لینڈ تک پہنچنا اور وہاں سے گولڈن کرسٹل واپس لانا

دیوانے کے ایک خواب کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا ہے''...... آفتاب سعید نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا چھوڑو اب۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا ہے۔ اب بلا وجہ لکیر پیٹتے رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اس طویل اور جان لیوا مہم میں ہم سب ہی ناکامی کا شکار ہوئے ہیں۔ گولڈن کرسٹل اگر ہمیں نہیں ملا تو اس سے عمران بھی محروم ہی رہا ہے۔ اس لئے اب یہاں سے نکل چلو۔ کرنل ڈیوڈ، کرنل فرانک اور میجر ہیرس یہاں موجود ہیں۔ یہ جس راستے سے یہاں آئے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ اسی راستے سے اب واپس جائیں گے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

کرنل فرانک، کرنل ڈیوڈ اور میجر ہیرس بھی اپنے ہاتھوں سے گولڈن کرسٹل نکل جانے کی وجہ سے انتہائی افسردہ اور پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ ان تینوں نے بھی ان کی باتیں سن لی تھیں اس لئے وہ بھی عمران کو تیز نظروں سے گھور رہے تھے جیسے انہیں زیرو لینڈ کے ایجنٹوں نے نہیں بلکہ ایک بار پھر عمران نے ہی شکست فاش دے دی ہو۔ عمران ایک سائیڈ میں ہوا اور پھر اس نے ایک بار پھر جیسے خود سے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ وہ سب حیران تھے کہ آخر عمران یہ سب کر کیا رہا ہے۔ گولڈن کرسٹل حقیقت میں ان کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے اور عمران ہے کہ پاگلوں کی طرح خود سے ہی باتیں کرتا جا رہا ہے۔

''کیوں کرنل ڈیوڈ، کرنل فرانک۔ کیا تم ہمیں آرام سے باہر

لے جاؤ گے یا ہم تم تینوں کی گردنیں دبوچ لیں''...... میجر پرمود نے ان تینوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں نہیں۔ ہمارے سارے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہم تمہیں ساتھ ہی لے جائیں گے''...... میجر ہیرس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم کس راستے سے آئے ہو''...... کرنل فریدی نے پوچھا تو میجر ہیرس انہیں اس عمودی سرنگ کے بارے میں بتانے لگا جو اس نے ایک پہاڑی راستے سے قلعے تک دریافت کی تھی۔ وہ سب اپنا سامان اٹھا کر ہارے ہوئے جواریوں کی طرح راہداری میں بڑھتے چلے گئے جیسے وہ واقعی اپنا سب کچھ گنوا بیٹھے ہوں۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک تاریک اور ٹیڑھی میڑھی سرنگ میں سفر کر رہے تھے جو عمودی سرنگ تھی۔ سرنگ سے ہوتے ہوئے وہ ایک پہاڑی غار میں آئے اور پھر وہ اس غار سے نکلتے چلے گئے۔ غار کے باہر چند سیاہ لباس والے مسلح افراد موجود تھے۔ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کے ساتھیوں کے پاس اسلحہ تھا۔ انہوں نے فائرنگ کر کے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ کرنل فرانک، کرنل ڈیوڈ اور میجر ہیرس ان کے یرغمال بنے ہوئے تھے اس لئے وہ ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود اور ان کے ساتھی کوہ باگر میں پھیل گئے تھے اور انہوں نے جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کا تمام سسٹم

تباہ کرنا شروع کر دیا جو انہوں نے گولڈن کرسٹل کی تلاش اور اپنی حفاظت کے لئے وہاں قائم کر رکھا تھا۔ انہوں نے سوائے کرنل فرانک، کرنل ڈیوڈ اور میجر ہیرس کے کسی کو زندہ نہیں چھوڑا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے صحرا میں موجود سینڈ بلٹس پر بھی قبضہ کر لیا اور پھر وہ کرنل ڈیوڈ، کرنل فرانک اور میجر ہیرس کو بے یار و مددگار چھوڑ کر سینڈ بلٹس سے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ وہ سب کوہ اگانگ کی طرف جا رہے تھے جہاں انہوں نے لاٹوش اور قاسم کو ریت کے نیچے سے پہلے ہی نکال دیا تھا۔

رات کا وقت تھا اس لئے انہوں نے سینڈ بلٹس کے آگے لگی ہیڈ لائٹس روشن کر رکھی تھیں۔ وہ سب سینڈ بلٹس دوڑاتے ہوئے جیسے ہی کوہ اگانگ تک پہنچے اچانک ان کے سروں پر سے ایک بہت بڑا ریڈ اسپیس شپ گونجدار آواز کے ساتھ گزرتا چلا گیا۔

ریڈ اسپیس شپ کافی آگے جا کر مڑا اور پھر گھومتا ہوا واپس ان کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرموو نے ریڈ اسپیس شپ دیکھتے ہی سینڈ بلٹس روک لیں۔ انہیں سینڈ بلٹس روکتے دیکھ کر باقی سب نے بھی سینڈ بلٹس روکنی شروع کر دیں۔ سینڈ بلٹس رکتے ہی وہ سب ان سے نکل کر باہر آ گئے۔

''لگتا ہے سنگ ہی، تھریسیا اور ان کے ساتھی ابھی یہیں ہیں اور یہ ہمیں ریڈ اسپیس شپ سے نشانہ بنانا چاہتے ہیں''...... جولیا نے عمران کے نزدیک آتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔ وہ

سب ریڈ اسپیس شپ کی جانب دیکھ رہے تھے جس کی رفتار اب کافی کم ہو گئی تھی اور وہ آہستہ آہستہ نیچے آتا جا رہا تھا۔

''ریڈ اسپیس شپ میں زیرو لینڈ کے ایجنٹ نہیں بلکہ قاسم اور لاٹوش ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

''لاٹوش۔ قاسم۔ کیا مطلب۔ وہ ریڈ اسپیس شپ میں کیسے پہنچ گئے اور کیا انہیں ریڈ اسپیس شپ کا فنکشن معلوم ہے جو وہ اس طرح سے یہاں ریڈ اسپیس شپ اُڑا رہے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران نے مجھے اور میجر پرمود کو یہاں سے نکلنے کی پلاننگ سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ اس نے آئی کوڈ میں ہمیں پیغام دیا تھا کہ وہ لاٹوش اور قاسم کو صحرا میں بھیجنا چاہتا ہے تاکہ وہ زیرو لینڈ کے ریڈ اسپیس شپ پر قبضہ کر سکیں۔ وہ دونوں چونکہ احمق ہیں اس لئے سنگ ہی، تھریسیا اور ان کے ساتھیوں کو اس بات کا گمان بھی نہیں ہو گا کہ یہ دونوں ان کے ریڈ اسپیس شپ پر قبضہ کرنے گئے ہیں۔ میں نے اور میجر پرمود نے لاٹوش اور قاسم کو ساری پلاننگ سمجھا دی تھی اور ان کے کانوں میں مائیکرو فون بھی لگا دیئے تھے جن سے عمران ان سے مسلسل رابطے میں رہ سکتا تھا۔ تم سب نے عمران کو مسلسل بڑبڑاتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ خود سے نہیں بلکہ لاٹوش اور قاسم سے باتیں کرتا تھا۔ یہ ان دونوں کو مسلسل گائیڈ کر

رہا تھا تاکہ وہ دونوں ریڈ اسپیس شپ میں جا کر اس کا کنٹرول سنبھال لیں اور انہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ عمران کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے وہ ریڈ اسپیس شپ ہوا میں اُڑا رہے ہیں''۔ کرنل فریدی نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن زیرو لینڈ کے ایجنٹ جب قلعے سے غائب ہوئے تھے تو کیا وہ وہاں سے ٹرانسمٹ ہو کر اس اسپیس شپ میں نہیں پہنچے تھے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے لاٹوش اور قاسم کو کہا تھا کہ وہ ریڈ اسپیس شپ کا ایک فنکشن آف کر دیں۔ اس فنکشن کی وجہ سے زیرو لینڈ کے ایجنٹ جب بھی ٹرانسمٹ ہوتے تو وہ سیدھے اسی ریڈ اسپیس شپ میں پہنچ جاتے لیکن چونکہ میری ہدایات پر قاسم اور لاٹوش نے ریڈ اسپیس شپ کا ٹرانسمٹ اور رسیونگ سسٹم آف کر دیا تھا اس لئے زیرو لینڈ کے ایجنٹ جب قلعے کے ہال سے ٹرانسمٹ ہوئے تو وہ ریڈ اسپیس شپ میں پہنچنے کی بجائے ڈائریکٹ زیرو لینڈ ٹرانسمٹ ہو گئے تھے۔ اب وہ سب زیرو لینڈ میں ہی ہوں گے اور وہاں اپنی کامیابی کا جشن منا رہے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر تم یہ سب کر سکتے تھے تو پھر تم نے بلیک جیک کے لئے کیوں کچھ نہیں کیا۔ وہ کس طرح ہم سب کے سامنے گولڈن کرسٹل لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا''...... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے بلیک جیک کو سمجھنے میں غلطی ہوئی تھی''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی وقت ریڈ اسپیس شپ کے نیچے سے لینڈنگ سٹینڈز باہر آئے اور پھر ریڈ اسپیس شپ آہستہ آہستہ ریت پر اترتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں ریڈ اسپیس شپ کے نیچے سے ایک خانہ سا کھلا اور اس میں سے ایک سیڑھی نکل کر باہر آ گئی۔

''آؤ۔ ہمیں اور تو کچھ نہیں ملا ہے۔ زیرو لینڈ کا یہ اسپیس شپ ہی سہی جس کے ذریعے ہم آسانی سے واپس جا سکتے ہیں۔ ویسے بھی ہمارا اسپیس سے لایا ہوا بلیک برڈ تباہ ہو گیا تھا اس لئے اس کے بدلے میں، میں زیرو لینڈ والوں کا ریڈ اسپیس شپ حاصل کرنا چاہتا تھا''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ریڈ اسپیس شپ میں داخل ہوتے چلے گئے۔

کچھ ہی دیر میں ریڈ اسپیس شپ ان سب کو لے کر تیزی سے ہوا میں بلند ہوتا جا رہا تھا۔ وہ سب گولڈن کرسٹل حاصل کرنے میں ناکام ضرور رہے تھے لیکن انہیں اس بات کی خوشی تھی کہ اس قدر طویل اور جان لیوا سفر میں ان میں سے کوئی ہلاک نہیں ہوا تھا اور وہ سب بخیر و عافیت واپس جا رہے تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے فوراً ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص انداز میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں جناب''...... دوسری جانب سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''یس ٹائیگر۔ بولو۔ کیوں فون کیا ہے''...... ایکسٹو نے اسی انداز میں کہا۔

''ریڈ کیج آن ہو گیا ہے۔ اس سے کاشن بھی ملنا شروع ہو گیا ہے جناب۔ کسی بھی لمحے بلیک جیک صحارا سے ٹرانسمٹ ہو کر یہاں پہنچ سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران گولڈن کرسٹل تک پہنچ چکا ہے اور بلیک جیک نے اس سے گولڈن کرسٹل حاصل کر لیا

ہے''...... ایکسٹو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں جناب۔ ایسا ہی معلوم ہو رہا ہے''...... ٹائیگر کی جواباً مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''گڈ شو۔ کتنی دیر تک بلیک جیک، گولڈن کرسٹل سمیت یہاں منتقل ہو جائے گا''...... ایکسٹو نے پوچھا۔

''زیادہ سے زیادہ دس منٹ لگیں گے جناب۔ پھر بلیک جیک، گولڈن کرسٹل سمیت ریڈ کیج میں ہو گا۔ جس سے وہ کسی بھی صورت میں باہر نہیں نکل سکے گا''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔ میں خود بلیک جیک کو ریڈ کیج میں آتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں''...... ایکسٹو نے کہا۔

''ٹھیک ہے آپ نیچے آ جائیں۔ میں ریڈ کیج کے پاس ہی موجود ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور بلیک زیرو نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات تھے۔

عمران نے گولڈن کرسٹل مشن پر جاتے ہوئے بلیک زیرو اور ٹائیگر کو ہدایات دی تھیں۔ اس نے ٹائیگر کو دانش منزل بلا کر نیچے موجود لیبارٹری میں پہنچا دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ وہ ایک پنجرہ تیار کرے۔ ایسا پنجرہ جس میں اگر کسی مافوق الفطرت ہستی کو بھی قید کیا جائے تو وہ بھی اس سے آزاد نہ ہو سکے۔ عمران نے ٹائیگر کو پنجرہ بنانے کی ترکیب بتاتے ہوئے اسے ایک چھوٹی سی ڈیوائس بھی

دے دی تھی تاکہ وہ اس ڈیوائس کو پنجرے میں رکھ سکے۔ ٹائیگر نے عمران کی ہدایات پر عمل کر کے ایک بڑا سا پنجرہ بنا لیا تھا جو سارے کا سارا فولاد کا بنا ہوا تھا۔ اس نے عمران کی دی ہوئی ڈیوائس بھی اس پنجرے میں فکس کر دی تھی۔ عمران کا کہنا تھا کہ ممکن ہے کہ بلیک جیک اسے دھوکہ دینے کی کوشش کرے اور وہ اس سے گولڈن کرسٹل چھین کر فرار ہونے کی کوشش کرے۔ ایسی صورت میں وہ گولڈن کرسٹل سمیت زیرو لینڈ ٹرانسمٹ ہونے کی بھی کوشش کرسکتا تھا۔ اصل میں عمران کو بلیک جیک پر اس وقت شک ہوا تھا جب وہ اس کی مائنڈ میموری چیک کر رہا تھا۔ مائنڈ میموری چیک کرنے کے بعد عمران کو کسی بھی طرح یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ تھریسیا، بلیک جیک کو مع وائس کنٹرولر کے اس کے پاس چھوڑ کر بھاگ سکتی ہے۔ اس لئے عمران نے کچھ سوچ کر بلیک جیک کے تمام سسٹمز کو آف کر کے اس کے جسم کے اندر اپنی ایجاد کردہ ایک اور ڈیوائس لگا دی تھی۔ عمران نے بلیک زیرو اور ٹائیگر کو بتایا تھا کہ اگر بلیک جیک نے اس سے غداری کی اور اس سے گولڈن کرسٹل حاصل کر کے فرار ہونے کے لئے ٹرانسمٹ ہو کر زیرو لینڈ جانے کی کوشش کی تو وہ اس ڈیوائس جو اس نے ٹائیگر کو پنجرے میں لگانے کے لئے دی تھی کی وجہ سے وہ زیرو لینڈ پہنچنے کی بجائے ٹرانسمٹ ہو کر سیدھا اس پنجرے میں آ جائے گا اور اسے پنجرے سے نکل بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا۔ ٹائیگر نے انتھک محنت سے عمران کی

ہدایات کے مطابق ایک مضبوط پنجرہ تیار کر لیا تھا اور اس نے اپنے طور پر اس پنجرے کے ساتھ ایسی مشینیں بھی لگا دیں تھی جن سے اسے پتہ چل سکے کہ بلیک جیک جب بھی ٹرانسمٹ ہو تو اسے فوراً اس کا پتہ چل جائے۔ اب شاید اس کے بنائے ہوئے انوکھے پنجرے میں بلیک جیک کے ٹرانسمٹ ہونے کا کاشن آ رہا تھا اس لئے اس نے ایکسٹو کو کال کر کے بتا دیا تھا۔

بلیک زیرو آپریشن روم سے نکل ڈریسنگ روم میں گیا اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ سیاہ لباس اور چہرے پر نقاب لگائے باہر آ گیا۔ وہ ایکسٹو کے مخصوص لباس میں زیر زمین لیبارٹری میں داخل ہوا تو اسے سائیڈ کے ایک کمرے کے پاس ٹائیگر دکھائی دیا۔

سائیڈ پر بنے ہوئے اس کمرے میں فولاد کا بنا ہوا ایک بڑا سا پنجرہ دکھائی دے رہا تھا جس کے مختلف حصوں پر کئی بلب جل بجھ رہے تھے۔ پنجرہ چاروں طرف سے بند تھا۔

پنجرے کے چاروں طرف باریک جالیاں بھی لگی ہوئی تھیں جن پر سپارکنگ ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے علاوہ پنجرے کے مختلف حصوں پر کئی چھوٹی چھوٹی مشینیں بھی لگی ہوئی تھیں جو آن تھیں اور ان پر لگے ہوئے بلب بھی جلتے بجھتے دکھائی دے رہے تھے۔ کمرے سے تیز بیپ کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔

”یہ بیپ اس بات کا کاشن ہے کہ بلیک جیک ٹرانسمٹ ہو چکا ہے اور وہ کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتا ہے“...... ٹائیگر نے سیاہ پوش

ایکسٹو کو آتے دیکھ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''گڈ شو۔ تم نے پنجرے میں ایسا انتظام کر دیا ہے کہ وہ یہاں سے دوبارہ ٹرانسمٹ نہ ہو سکے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس سر۔ میں نے پنجرے میں میگنم ریز پھیلا دیں ہیں۔ بلیک جیک ٹرانسمٹ ہو کر یہاں تو آ سکتا ہے لیکن یہاں سے ٹرانسمٹ ہو کر کہیں نہیں جا سکتا''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے بیپ کی آواز اور تیز ہو گئی اور پنجرے پر لگے ہوئے بلب اور زیادہ تیزی سے جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔ پھر اچانک پنجرے کے اندر تیز نیلی روشنی سی چمکی اور پنجرے کے اندر بلیک جیک نمودار ہو گیا۔

بلیک جیک کے ہاتھوں میں سنہری رنگ کا ایک بڑے ناریل جیسا گولڈن کرسٹل تھا جس سے تیز روشنی نکل رہی تھی۔ بلیک جیک کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ چند لمحے اسی عالم میں کھڑا رہا پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی وہ خود کو زیرو لینڈ کی بجائے پنجرے میں دیکھ کر بری طرح سے اچھل پڑا اور اس کا چہرہ شدید حیرت اور پریشانی سے بگڑتا چلا گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ میں زیرو لینڈ کی بجائے یہاں کیسے آ گیا''...... بلیک جیک نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں جیسے ہی ٹائیگر اور سیاہ پوش پر پڑی تو وہ تیزی سے وہ سلاخوں کی جانب بڑھا۔ وہ جیسے ہی سلاخوں کے

پاس آیا اور اس کا ہاتھ سلاخوں سے چھوا اسی لمحے سلاخوں میں تیز کرنٹ پیدا ہوا اور بلیک جیک حلق کے بل چیختا ہوا پیچھے جا گرا۔ اس کے ہاتھوں سے گولڈن کرسٹل نکل کر گر گیا تھا۔

بلیک جیک نیچے گرا یوں تڑپ رہا تھا جیسے اسے لگنے والا کرنٹ بے حد پاورفل ہو۔

''گڈ شو۔ اسے مزید شاکس دو تاکہ اس کا روبوسسٹم خراب ہو جائے اور یہ بے ہوش ہو جائے''...... ایکسٹو نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ پنجرے کی سائیڈ پر موجود مشین کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو نیچے گرے ہوئے بلیک جیک کے منہ سے انتہائی تیز چیخوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس کا جسم بار بار اوپر اچھل رہا تھا۔ ٹائیگر مشین کے بٹن پریس کرتا ہوا اسے مسلسل شاکس دے رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں بلیک جیک کا جسم ساکت ہو گیا اور پھر بلیک زیرو نے اس کے منہ، ناک اور کانوں سے دھواں سا نکلتے دیکھا۔ مسلسل شاکس لگنے کی وجہ سے شاید بلیک جیک کا روبوسسٹم بریک ڈاؤن ہو گیا تھا۔ اب وہ مردوں کی حالت میں گرا ہوا پڑا تھا۔

''گڈ۔ یہ شاید ختم ہو چکا ہے۔ ایک بار مشین سے اسے اسکین کرو اگر یہ مکر کر رہا ہو تو اسے مزید شاکس دو اور پھر پنجرہ کھول کر پنجرے سے گولڈن کرسٹل نکال لو''...... ایکسٹو نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں داخل ہوا تو اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران تیزی سے اس کمرے کی جانب بڑھا جس میں فون رکھا ہوا تھا۔

ریڈ اسپیس شپ سے عمران نے کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کو کافرستان جبکہ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو اس نے بلگارنیہ پہنچا دیا تھا اور پھر وہ ریڈ اسپیس شپ لے کر واپس پاکیشیا پہنچ گیا تھا۔ اس کا بلیک زیرو اور ٹائیگر سے رابطہ ہوا تھا جنہوں نے اسے خوشخبری دے دی تھی کہ بلیک جیک، گولڈن کرسٹل کے ساتھ ٹرانسمٹ ہو کر ریڈ کیج میں پہنچ چکا تھا جسے انہوں نے مزاحمت کرنے کا کوئی چانس نہیں دیا تھا اور اسے مسلسل شاکس دے کر اس کا روبو سسٹم بریک ڈاؤن کر دیا تھا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس کے بے ہوش ہونے کے بعد انہوں نے پنجرے سے گولڈن کرسٹل

نکال لیا تھا۔

گولڈن کرسٹل کے صحیح سلامت وہاں پہنچ جانے پر عمران بے حد خوش تھا۔ وہ سب سے پہلے دانش منزل گیا تھا۔ اس نے پنجرے میں قید بلیک جیک اور بلیک زیرو کے پاس گولڈن کرسٹل دیکھا تو اس نے سکون کا سانس لیا اور اب وہ دانش منزل سے ہی لوٹ کر واپس آ رہا تھا۔

''یس علی عمران۔ ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) بمع مزید ڈگریاں کے بول رہا ہوں''...... عمران نے انتہائی خوشگوار موڈ میں کہا۔

''کرنل فریدی بول رہا ہوں''...... دوسری جانب سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ارے پیرو مرشد آپ۔ میں نے ابھی تو آپ کو کافرستان پہنچایا ہے۔ جاتے ہی آپ نے مجھے کال کر دی۔ شاید آپ نے میری خیر و عافیت جاننے کے لئے مجھے کال کی ہے''...... عمران کی زبان چل پڑی۔

''خیر و عافیت نہیں فرزند میں نے تمہاری کامیاب عیاری پر مبارک باد دینے کے لئے تمہیں فون کیا ہے''...... کرنل فریدی نے انتہائی خوشگوار موڈ میں کہا۔

''میری کامیاب عیاری پر۔ میں کچھ سمجھا نہیں''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

’’چلو۔ عیاری پر نہیں تو گولڈن کرسٹل کے ملنے کی ہی مبارک باد وصول کر لو‘‘...... کرنل فریدی نے اسی انداز میں کہا تو عمران کے چہرے پر حقیقتاً حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

’’گگ۔ گگ۔ گولڈن کرسٹل مجھے کہاں ملا ہے۔ وہ تو آپ کے سامنے زیرو لینڈ کا ایجنٹ بلیک جیک لے کر غائب ہو گیا تھا‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’یہ کہانی کسی اور کو سنانا فرزند۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ بلیک جیک کو جب میں نے پہلی بار کوہ اگانگ میں تمہارے ساتھ دیکھا تھا تو تمہاری پلاننگ اسی وقت سمجھ گیا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ اگر کہیں ہماری فائٹ ہو تو ہاتھ ہلکا رکھنا ہے۔ کسی کو ہلاک یا شدید زخمی نہیں کرنا۔ البتہ شدید ترین فائٹ کا تاثر زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کے ذریعے ان کے سپریم کمانڈر تک ضرور پہنچنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ تم سب صحیح سلامت رہے تھے اور تمہاری اور میجر پرمود اور تم دونوں کے ساتھیوں کی طرف سے بھی یہی ردعمل ظاہر کیا گیا تھا۔ ورنہ اس شدید ترین فائٹس میں کوئی ہلاک نہ ہو ایسا ممکن ہی نہیں تھا جہاں تک بلیک جیک کے گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کی بات کی ہے اور تم اس سے جس انداز میں پیش آئے تھے میں نے تمہارے لہجے سے اسی وقت اندازہ لگا لیا تھا کہ بلیک جیک تم سے نہیں بلکہ تم بلیک جیک سے عیاری کر رہے ہو۔ وہ تمہارے ساتھ تھا اور تم نے اس

کے روبرو جسم میں کوئی تبدیلی نہ کی ہو یہ ممکن ہی نہیں تھا۔ پھر جب وہ ٹرانسمٹ ہونے لگا تو تمہیں چاہئے تھا کہ تم فوراً اسے روکنے کی کوشش کرتے لیکن تم نے جان بوجھ کر مجھے اور میجر پرمود کو آواز دی تھی کہ بلیک جیک کو روکو ورنہ وہ ٹرانسمٹ ہو جائے گا۔ حالانکہ تم ہم دونوں سے زیادہ بلیک جیک کے نزدیک تھے۔ تم چاہتے تو فوراً اس پر حملہ کر کے اسے ٹرانسمٹ ہونے سے روک سکتے تھے لیکن تم نے ایسا نہیں کیا تھا اور پھر جب ہم نے بلیک جیک پر چھلانگیں لگائیں تب تم بھی حرکت میں آئے تھے۔ تب تک بلیک جیک گولڈن کرسٹل لے کر وہاں سے فرار ہو چکا تھا۔ مجھے تمہارے انداز سے پتہ چل گیا تھا کہ تم خود چاہتے ہو کہ بلیک جیک، گولڈن کرسٹل لے کر وہاں سے ٹرانسمٹ ہو جائے اور پھر اس کے بعد تم جس طرح میری، میجر پرمود اور تمام ساتھیوں کی جلی کٹی سن کر خاموش رہے تھے اس سے میرے یقین کو اور زیادہ تقویت مل گئی تھی کہ بلیک جیک، گولڈن کرسٹل لے کر ٹرانسمٹ ضرور ہوا ہے لیکن وہ گولڈن کرسٹل لے کر زیرو لینڈ نہیں گیا۔ وہ جہاں بھی گیا ہے تمہاری مرضی سے گیا ہے اور اب وہ جہاں ہو گا تم اس سے آسانی سے گولڈن کرسٹل حاصل کر لو گے‘‘...... کرنل فریدی نے کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

’’نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بلیک جیک واقعی گولڈن کرسٹل لے کر زیرو لینڈ گیا ہے‘‘...... عمران نے بات بنانے کی

کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''رہنے دو۔ میں نے کہا ہے نا فرزند کہ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ تم نے یہ سارا چکر مجھ سے اور میجر پرمود سے گولڈن کرسٹل بچانے کے لئے چلایا تھا۔ تم چاہتے تھے کہ بلیک جیک ہم سب کے سامنے گولڈن کرسٹل لے کر وہاں سے غائب ہو جائے اور ہم سب یہی سمجھیں کہ گولڈن کرسٹل نہ تمہارے ہاتھ آیا ہے، نہ میرے اور نہ ہی میجر پرمود کے۔ لیکن میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس پلاننگ کے پیچھے تمہارا ہی ہاتھ ہے اور گولڈن کرسٹل مع بلیک جیک کے پاکیشیا پہنچ چکا ہے۔ میں چونکہ اعلیٰ حکام کے حکم پر عمل کر رہا تھا اس لئے مجھے تمہارے ساتھ اور میجر پرمود کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا پڑا۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ گولڈن کرسٹل کافرستان نہیں پہنچا ہے اور نہ ہی گولڈن کرسٹل کی کافرستان کو ضرورت ہے۔ اس کی زیادہ ضرورت پاکیشیا اور بلگارنیہ کو ہے۔ اگر ممکن ہو سکے تو گولڈن کرسٹل کا کچھ حصہ تم میجر پرمود کو پہنچا دینا ورنہ گولڈن کرسٹل سے تیار ہونے والی گولڈن یورینیم ہی بلگارنیہ پہنچا دینا تا کہ وہ بھی اپنے دفاع کے لئے گولڈن میزائل تیار کر سکیں''۔ کرنل فریدی نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ماننا پڑے گا پیر و مرشد۔ آپ کا دماغ انتہائی خطرناک حد تک تیز ہے۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ میری یہ عیاری بھانپ جائیں گے۔ میں نے تو آپ سب کے سامنے زبردست

اداکاری کرنے کی کوشش کی تھی لیکن۔ افسوس۔ میں ناکام اداکار ثابت ہوا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر مان لو کہ پیر و مرشد کے سامنے مرید ہی سر جھکاتے ہیں۔ میں نے منوا لی نہ تم سے حقیقت''...... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں جناب۔ اب مجھے اور زیادہ یقین ہو گیا ہے کہ آپ ہی میرے اصلی پیر و مرشد ہو اور میں آپ کا ایک ادنیٰ سا مرید''۔ عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔ کرنل فریدی اور عمران کے درمیان چند مزید باتیں ہوئیں اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ اسی لمحے فون کی ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی۔

''یس۔ مرید خاص فار کرنل فریدی پیر و مرشد سپیکنگ''۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''میجر پرمود بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے میجر پرمود کی آواز سنائی دی تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

''یس مینجر پرمود صاحب۔ حکم''...... عمران نے کہا۔

''تو تم نے مجھے اور کرنل فریدی کو دھوکہ کیوں دیا ہے''...... میجر پرمود نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''دد۔ دد۔ دھوکہ۔ کیسا دھوکہ''...... عمران نے ہکلا کر کہا۔

''ہونہہ۔ میں جانتا ہوں عمران کہ تم ویسے نہیں ہو جیسے دکھائی

دیتے ہوئے۔ یہ درست ہے کہ بلیک جیک ہم سب کے سامنے
گولڈن کرسٹل لے کر غائب ہوا تھا لیکن جس طرح وہ تمہارے
ساتھ تھا اس سے مجھے یقین ہے کہ تمہیں اس بات کا پہلے سے ہی
علم ہو گیا ہو گا کہ وہ کسی بھی وقت تم سے غداری کر سکتا ہے۔ تم نے
اس اس کے روبوٹ سسٹم میں یقینی طور پر کوئی نہ کوئی رد و بدل کر
دیا ہو گا تاکہ عین وقت پر وہ تمہیں دھوکہ نہ دے سکتے اور اگر
گولڈن کرسٹل اس کے ہاتھ لگ بھی جائے تو وہ اسے لے کر زیرو
لینڈ نہ پہنچ سکے۔ اس کے علاوہ جب گولڈن کرسٹل بلیک جیک کے
ہاتھ میں آیا تھا تو تم نے ہی سب سے زیادہ خوشی کا اظہار کیا تھا۔
اس کے بدلے ہوئے لہجے کو سن کر تمہیں حیرت ضرور ہوئی تھی لیکن
میں نے صاف محسوس کر لیا تھا کہ تمہاری وہ حیرت مصنوعی ہے۔
اسی طرح بلیک جیک جب گولڈن کرسٹل لے کر غائب ہو رہا تھا تو
تم اس کے بہت قریب تھے۔ تم چاہتے تو اس پر جھپٹ کر اسے فوراً
روک سکتے تھے لیکن تم نے ایسا کرنے کی بجائے مجھے اور کرنل
فریدی کو اس پر حملہ کرنے کا کہا تھا اور پھر ہمارے ساتھ ہی تم بلیک
جیک پر کودے تھے لیکن اس وقت تک بلیک جیک وہاں سے
ٹرانسمٹ ہو چکا تھا۔ اس کے ٹرانسمٹ ہونے پر تم شدید غصے میں آ
گئے تھے لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ جس طرح میں نے تمہاری
آنکھوں میں بلیک جیک کے بدلے ہوئے رویے کو دیکھ کر مصنوعی
حیرت نمودار ہوئی تھی اسی طرح بلیک جیک کے گولڈن کرسٹل لے

جانے پر بھی تم مصنوعی انداز میں بھڑکے تھے۔ جبکہ گولڈن کرسٹل
بلیک جیک کے لے جانے پر مجھے تمہاری آنکھوں میں بے پناہ
اعتماد اور مسرت کے تاثرات دکھائی دیئے تھے جنہیں تم چھپانے کی
ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔ میں اس سلسلے میں تم سے اسی وقت
بات کرنا چاہتا تھا لیکن چونکہ وہاں زیرو لینڈ کے ایجنٹ اور کرنل
فریدی بھی موجود تھا اس لئے میں جانتا تھا کہ تم ان کے سامنے کسی
بھی طرح اس بات کو ماننے سے انکار کر دو گے کہ گولڈن کرسٹل
بلیک جیک تمہاری مرضی سے اور تمہاری ہی بنائی ہوئی کسی خاص جگہ
پر لے گیا ہے۔ لیکن اب چونکہ میں واپس آ گیا ہوں اس لئے میں
تم سے کھل کر بات کر رہا ہوں۔ تم کرنل فریدی کو تو دھوکہ دے سکتے
ہو لیکن مجھے نہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ گولڈن کرسٹل
پاکیشیا میں اور تمہارے پاس ہی موجود ہے بولو۔ یہ سچ ہے
کیا''...... میجر پرمود نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں یہ سچ نہیں ہے''...... عمران نے کراہ کر کہا
کیونکہ میجر پرمود نے بھی وہی بات کی تھی جو کرنل فریدی نے کی
تھی۔ اسے بھی کرنل فریدی کی طرح یقین تھا کہ اگر وہ چاہتا تو
قریب ہونے کی وجہ سے بلیک جیک کو وہاں سے گولڈن کرسٹل لے
جانے سے روک سکتا تھا لیکن اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا
تھا۔

''یہ سچ ہے۔ تم میری اس بات کو جھٹلا نہیں سکتے ہو اور ابھی کچھ

دیر پہلے مجھے کرنل فریدی کی کال آئی تھی۔ اس نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ بلیک جیک اور گولڈن کرسٹل تمہارے پاس موجود ہے''...... میجر پرمود نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں کیا کہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کرنل فریدی نے یہ بات میرا مرشد ہونے کی وجہ سے اُڑا دی ہو''...... عمران نے کہا۔

''کرنل فریدی اور تمہیں میں بخوبی جانتا ہوں عمران۔ کرنل فریدی کوئی بھی بات بغیر تصدیق کے کرنے والا نہیں ہے۔ میرا اور کرنل فریدی کا شک غلط نہیں ہو سکتا ہے۔ تم نے ہمارے ساتھ چکر بازی کی تھی۔ بہت بڑی چکر بازی''...... میجر پرمود نے کہا۔

''اب میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ میں نہ چکر باز ہوں اور نہ ہی دھوکے باز۔ میں تو ایک معمولی اور ناتواں سا آدمی ہوں جس کا تم نے اور کرنل فریدی نے مار مار کر حشر کر دیا تھا۔ میں ابھی تک اپنے زخم سہلا رہا ہوں''...... عمران نے کراہتے ہوئے کہا۔

''میں نے اور میرے ساتھیوں نے تو ہاتھ بہت ہلکا رکھا تھا ورنہ تم اور تمہارے ساتھی زخم سہلانے کی بجائے اپنی ہڈیاں جڑوا رہے ہوتے۔ مگر اب میں تمہاری کسی بات میں نہیں آؤں گا عمران۔ گولڈن کرسٹل ہم سب کو ایک ساتھ ملا تھا اور اسے حاصل کرنے کے لئے ہم نے بے پناہ جدو جہد کی تھی۔ اس پر جتنا تمہارا حق ہے اتنا ہی ہمارا بھی اس پر حق ہے۔ اس لئے تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم شرافت کا ثبوت دو اور گولڈن کرسٹل کا آدھا حصہ میرے

حوالے کر دو''...... میجر پرمود نے کہا۔

''گولڈن کرسٹل کو کسی طرح سے کاٹا نہیں جا سکتا ہے۔ وہ جیسا ہے اسی حالت میں رہے گا۔ میں تمہیں گولڈن کرسٹل تو نہیں دے سکتا لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ گولڈن کرسٹل سے ہم جو گولڈن یورینیم بنائیں گے اس کا ایک حصہ بلگارنیہ کو بھی دیا جائے گا۔ یہ میرا اپنا بھی فیصلہ ہے اور میرے پیر و مرشد کرنل فریدی کا بھی حکم ہے۔ میں اپنا فیصلہ تو بدل سکتا ہوں لیکن پیر و مرشد کے دیئے ہوئے حکم کو بدلنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ اس لئے تم بے فکر ہو جاؤ۔ تمہیں گولڈن یورینیم ضرور ملے گی''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ گولڈن کرسٹل سے بننے والا گولڈن یورینیم تم بلگارنیہ کو بھی فراہم کرو گے اور وہ بھی بلگارنیہ کی ضرورت کے مطابق''...... میجر پرمود نے عمران کی بات سن کر نرم لہجے میں کہا۔

''میں یہ وعدہ کر چکا ہوں اور تم جانتے ہو کہ ایک بار میں جو وعدہ کرتا ہوں اسے کبھی نہیں توڑتا''...... عمران نے کہا۔

''گڈ۔ تو پھر میں کرنل ڈی کو بتا دیتا ہوں کہ میں ناکام نہیں ہوا ہوں۔ گولڈن کرسٹل سے بننے والی گولڈن یورینیم بلگارنیہ کو بھی ملے گی۔ اللہ حافظ''...... میجر پرمود نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اللہ حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے بھی ایک طویل

سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''پیر و مرشد اور ڈی فورمین کی ذہانت اور ان کی چیتے جیسی نگاہوں سے بچنا واقعی ناممکن ہے۔ انہوں نے تو میری ساری اداکاری کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔ اب تو میرا انہیں سیلوٹ کرنے کو دل چاہتا ہے۔ وہ اب سامنے تو ہیں نہیں پھر بھی ان کی ذہانت اور فطانت کو میرا سیلوٹ ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر کے کرنل فریدی اور میجر پرمود کا تصور کرتے ہوئے انہیں باقاعدہ ایڑی بجا کر اور ہاتھ اٹھا کر فوجی انداز میں سیلوٹ کر دیا۔

ختم شد

فورسٹارز === جب ایول کرائم کے سلسلے میں آگے بڑھے تو موت نے قدم قدم پران کا استقبال کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر ——؟

خاور اور چوہان === جنہیں ایک بدمعاش کے قتل کے جرم میں مقامی پولیس نے گرفتار کر لیا۔

خاور اور چوہان === جنہیں حوالات سے چھڑانے کے لئے پرنس آف ڈھمپ پہنچ گیا۔ پھر ——؟

پرنس آف ڈھمپ === جس نے مقامی تھانے کے انچارج کا ناطقہ بند کر دیا۔ ایک دلچسپ اور قہقہہ بار سچوئیشن۔

وہ لمحہ === جب سیاہ نقاب پوش کی تصویر نے ایک انسان کو زندہ جلا کر راکھ بنا دیا۔ کیسے ——؟

وہ لمحہ === جب زندہ تصویر دانش منزل میں عمران اور بلیک زیرو کی موجودگی میں بلاسٹ ہوگئی۔ اور پھر ——؟

وہ لمحہ === جب عمران بلیک کنگ کے نمائندۂ خاص ہارکی کو قابو کرنے کے لئے اپنی پوری ٹیم لے کر میدان میں اترا۔ مگر ——؟

جوڑ توڑ اور سسپنس سے بھرپور ایک ایکشن فل اور انتہائی حساس موضوع پر لکھا گیا خصوصی ناول۔ جو آپ کو یقیناً پسند آئے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

ایکسٹو ہارنٹ اور جولیا لیڈی ہارنٹ کے روپ میں پہلی بار ایک ساتھ

==========================

مکمل ناول

ہارنٹ

مصنف

ظہیر احمد

سردار پور ❋ پاکیشیا کا ایک قصبہ جسے کافرستان اور روسیاہ نے ڈارک آؤٹ کر دیا تھا۔

روسیاہ اور کافرستان ❋ جس نے اس بار پاکیشیا کو مکمل طور پر ڈارک آؤٹ کرنے کا پروگرام ترتیب دے دیا تھا۔

ساندر بن کے جنگلات ❋ جہاں روسیاہ کی طاقتور ایجنسی کے جی بی موجود تھی۔

ساندر بن کے جنگلات ❋ جہاں ایسا مشینی سسٹم لگایا گیا تھا جس سے پاکیشیا کو مکمل طور پر اندھیروں میں ڈبویا جا سکتا تھا۔

عمران ❋ جس نے ساندر بن کے جنگلات میں بلیک زیرو کو ہارنٹ بنا کر بھیجنے کا فیصلہ کر لیا۔

بلیک زیرو ❋ جو ہارنٹ بن کر جولیا کو لیڈی ہارنٹ بنا کر اپنے ساتھ مشن پر لے جانا چاہتا تھا۔ کیوں ——؟

جولیا ❋ جسے ہارنٹ پر شک تھا کہ وہ اسے جانتی ہے۔ کیا جولیا جان گئی تھی کہ اس کے ساتھ ہارنٹ کے روپ میں چیف ایکسٹو ہے۔ یا ——؟

شاگل ❋ جسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی کافرستان میں آمد کی اطلاع مل

چکی تھی۔اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے تمام انتظامات مکمل کر لئے اور پھر ——؟

ریڈ ناٹ ایجنسی ٭ کافرستان کی نئی ایجنسی جس کا سربراہ کرنل وشال تھا۔کرنل وشال نے عمران کے کافرستان میں داخلے کے تمام راستے بند کر دیئے اور پھر ——؟

کے جی بی ایجنسی ٭ جس نے ساندر بن کے جنگلات کو سیلڈ کر دیا تھا۔ان جنگلات میں کے جی بی ایجنسی کی اجازت کے بغیر کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا۔

ہارنٹ ٭ جو لیڈی ہارنٹ جولیا کے ساتھ ساندر بن کے جنگلات میں پہنچ گیا ساندر بن کے جنگلات میں قدم قدم پر موت موجود تھی جس سے بچنا ہارنٹ اور لیڈی ہارنٹ کے لئے ناممکن ہو گیا تھا۔

ساندر بن کے جنگلات ٭ جہاں ہارنٹ اور لیڈی ہارنٹ پر مسلسل وار کئے جا رہے تھے اور پھر وہ لمحہ آیا جب ہارنٹ اور لیڈی ہارنٹ ہٹ ہو گئے۔

وہ لمحہ ٭ جب عمران، شاگل کے چنگل میں پھنس گیا اور شاگل موت بن کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

وہ لمحات ٭ جب عمران اور اس کے ساتھی اور ہارنٹ اور لیڈی ہارنٹ موت کے جالوں میں پھڑپھڑا رہے تھے اور ان کی مدد کرنے والا کوئی نہیں تھا۔

کیا ٭ عمران اور اس کے ساتھی ریڈ ناٹ ایجنسی اور شاگل کے بھیانک پنجوں سے خود کو بچا سکے۔یا ——؟

کیا ٭ بلیک زیرو اور جولیا، ہارنٹ اور لیڈی ہارنٹ بن کر ساندر بن کے جنگلات میں اپنا مشن مکمل کر سکے ——؟

ایک انتہائی تیز رفتار ایکشن، سسپنس، مزاح اور تھرل سے بھرپور یادگار ناول جو دیر تک آپ کے ذہنوں میں گھر کئے رکھے گا۔

عمران سیریز کے متوالوں کے لئے ایک خصوصی اور انتہائی جاذب نظر ناول

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

آپ کے خطوط اور ان کے جواب

السلام علیکم!

ناول کے آخری صفحات میں آپ کے خطوط اور ان کے جوابات پیش خدمت ہیں۔

سلیم شہزاد۔ کہوٹہ سے لکھتے ہیں۔ مجھے اور میری ساری فیملی کو آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ شاید ہی کوئی ایسا ناول ہو جو ہم نے نہ پڑھا ہو۔ آپ نے ہر ماہ دو ناول لکھنے اور انہیں ہم تک پہنچانے کا جو وعدہ کیا ہے یہ انتہائی خوش آئند بات ہے۔ ایک ناول سے ہم واقعی تشنہ رہ جاتے تھے لیکن اب دو ناولوں کے ملنے سے ہماری ساری تشنگی دور ہو جاتی ہے۔

محترم جناب سلیم شہزاد صاحب۔ ناول پسند کرنے اور خط لکھنے کا شکریہ۔ میں آپ کی فیملی کا بھی ممنون ہوں جو میرے ناولوں کو پذیرائی بخش رہے ہیں۔ میں شروع سے ہی چاہتا تھا کہ ہر ماہ دو ناول لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں لیکن وقت اور حالات کے پیش نظر ایسا ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ اب صورتحال قطعی مختلف ہے اور میں نہ صرف دو ناول ہر ماہ لکھ رہا ہوں اور جناب اشرف قریشی دو ناول شائع کرنے کا اہتمام بھی کر رہے ہیں۔ دعا کریں کہ ہم ان کوششوں میں کامیاب رہیں اور آپ کو ہر ماہ بروقت دو ناول پہنچا سکیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

عاصم جمیل، ساہیوال سے لکھتے ہیں۔ آپ نے اب تک جتنے بھی ناول لکھے ہیں وہ سب ایک سے بڑھ کر ایک اور مثالی ناول ہیں۔ ان ناولوں میں ہمارا سب سے پسندیدہ ناول 'ڈینجرس جولیانا' ہے جس میں آپ نے جولیا کے پس منظر کا احوال بتایا ہے ورنہ ہم اس بات کو جاننے کے لئے ہر وقت بے چین رہتے تھے کہ آخر جولیا غیر ملکی ہونے کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کیسے شامل ہوئی اور اسے ڈپٹی چیف کا اہم عہدہ کس لئے دیا گیا ہے لیکن آپ نے 'ڈینجرس جولیانا' لکھ کر ہماری ساری تشنگی دور کر دی ہے۔ امید ہے کہ آپ باقی کرداروں کے پس منظر پر بھی جلد ہی ناول لکھیں گے اور ہماری باقی تشنگی بھی دور کریں گے۔

محترم جناب عاصم جمیل صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ کو 'ڈینجرس جولیانا' پسند آیا۔ آپ کی طرح عمران سیریز پڑھنے والے ہر طبقے نے میری اس کاوش کو بے حد سراہا ہے۔ اس ناول کے لئے میں اتنا ہی کہوں گا کہ جولیا کا پس منظر لکھ کر خود میں نے اپنی بھی تشنگی دور کی ہے۔ رہی بات باقی کرداروں کے پس منظر کے لکھنے کی تو میں نے ابھی اس پر سوچا نہیں لیکن اگر کسی ناول میں اس کی گنجائش ہوئی تو میں یہ کام بھی کر گزروں گا اور آپ کے ساتھ ساتھ میری بھی تشنگی ختم ہو جائے گی کہ باقی کردار پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کیوں اور کیسے آئے تھے۔
امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

محمد اعوان، کچہری روڈ، سیالکوٹ سے لکھتے ہیں۔ آپ کا لکھا ہوا ناول 'پاور پلے' انتہائی شاندار ہے۔ اس ناول میں آپ نے کرکٹ کو اپنا موضوع بنایا ہے اور اس موضوع کو جس خوبصورتی اور جس دلچسپ انداز میں پیش کیا ہے وہ واقعی قابلِ تحسین ہے۔ اس ناول کو پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ بین الاقوامی تنظیمیں پاکستان کے خلاف کس حد تک جا سکتی ہیں اور ایک کھیل کو بھی اپنی بھیانک سازش کا حصہ بنا کر پاکستان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو سکتی ہیں۔ میں اور میرے بے شمار دوست آپ کے ناولوں کے زبردست فین ہیں۔ اللہ آپ کو مزید اچھا اور زیادہ سے زیادہ لکھنے کا حوصلہ اور ہنر عطا کرے۔

محترم محمد اعوان صاحب۔ میں آپ کا اور آپ کے دوستوں کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ میرے ناول پسند کرتے ہیں۔ آپ نے خط لکھا اس کے لئے آپ کا الگ سے شکریہ۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنے ناولوں میں نئے اور ایسے موضوعات لاؤں جن پر بہت کم لکھا گیا ہے۔ جاسوسی ادب کا دائرہ محدود ہے اس لئے بہت سے ایسے موضوعات ہیں جن پر سوچ سمجھ کر اور انتہائی احتیاط سے قلم اٹھانا پڑتا ہے لیکن میری کاوشوں کو جس طرح آپ سب دوست سراہتے ہیں اس سے میرا نہ صرف حوصلہ بڑھتا ہے بلکہ میں ایک نئے جذبے سے ہر اس موضوع پر لکھنا شروع کر دیتا ہوں جو مشکل بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات حساس بھی۔ امید ہے آپ

آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

محمد عثمان نے سیالکوٹ سے محمد اشرف قریشی صاحب کے سیل فون پر میرے لئے ایک ایس ایم ایس بھیجا ہے۔ لکھتے ہیں کہ میں آپ کے ناول بے حد پسند کرتا ہوں۔ آپ اپنے ناولوں میں گورنے کی جگہ کوئی متبادل لفظ استعمال کیا کریں۔ اس گورنے کا مطلب کچھ سمجھ نہیں آیا۔ اگر ان کے کہنے کا مطلب گھورنے ہے تو پھر گھورنا تو عام سا لفظ ہے جیسے تیز نظروں سے گھورنا۔ غصے سے گھورنا وغیرہ۔ اس لفظ میں کون سی کمی یا خامی ہے جس کے لئے آپ نے مجھے اس کے متبادل لفظ کے لئے کہا ہے اور گھورنے کا مطلب دیکھنا ہوتا ہے اس کے علاوہ اس کا کوئی اور متبادل ہو تو بتا دیں میں وہی لکھ دیا کروں گا۔ اس کے علاوہ ان کا کہنا ہے کہ میں سنگ ہی اور تھریسیا جیسے بور کرداروں کو چھوڑ دوں۔ تو بھائی میں صرف سنگ ہی اور تھریسیا پر ہی نہیں لکھتا میرے اور بھی بہت سے کردار ہیں جو نئے بھی ہیں اور پرانے بھی۔ ان دو کرداروں کو انتہائی پسند کیا جاتا ہے تب ہی میں لکھتا ہوں۔ آپ کو جو کردار پسند ہیں ان کے بارے میں بتا دیں میں ان پر بھی لکھ دوں گا۔ امید ہے آپ خط لکھتے یا ایس ایم ایس کرتے رہیں گے۔

آصف باجوہ۔ اسماعیل آباد سے لکھتے ہیں۔ آپ کا لکھا ہوا ناول 'سرخ قیامت' ایک شاندار اور انتہائی منفرد ناول تھا جس میں آپ نے ہمیں خلاء کے نئے جہانوں کی سیر کرائی۔ آپ کو میری

طرف سے اور میرے بہن بھائیوں اور بہت سے دوستوں کی طرف سے ایسا شاندار اور ضخیم ناول لکھنے پر بہت بہت مبارک باد ہو۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ایسے بہترین موضوع پر لکھتے رہیں گے اور ڈاکٹر ایکس ہمیں مزید ناولوں میں ضرور نظر آئے گا۔

محترم آصف باجوہ صاحب۔ آپ کا، آپ کے اہل خانہ اور آپ کے ان تمام دوستوں کا بے حد شکریہ جو میرے ناول پسند کرتے ہیں۔ خلائی دنیا پر لکھے ہوئے اس ناول کو ہر طبقے میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے اور مجھ سے خاص طور پر فرمائش کی جا رہی ہے کہ میں خلاء اور ڈاکٹر ایکس پر زیادہ سے زیادہ ناول تحریر کروں۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر، میں جلد ہی اس سلسلے کا ناول تحریر کروں گا جو آپ کے معیار اور اعلیٰ ذوق کے عین مطابق ہو گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

نصیر جاوید۔ حیدر آباد سے لکھتے ہیں۔ ظہیر بھائی۔ میں آپ کے ناولوں کا شیدائی ہوں۔ آپ واقعی اس دور کے جدید اور انتہائی کامیاب مصنف ہیں جن کے لکھے ہوئے ناول نہ صرف تیزی سے مقبول ہو رہے ہیں بلکہ ہر طبقے میں سراہے جا رہے ہیں۔ آپ نے ناولوں میں سوالات کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اسے جاری رکھیں۔ ان سوالوں کے جواب دے کر ہمارے دماغوں کی بھی اوور ہالنگ ہوتی رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عمران اور سیکرٹ سروس کے کرداروں کے ہم ٹھیک ٹھیک جواب دے کر کبھی ان جیسے ہی بن جائیں اور

ان کی طرح ملک و قوم کی خدمت کر سکیں۔

محترم۔ نصیر جاوید صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ نے ٹھیک لکھا ہے۔ عمران سیریز پڑھنے والوں کی اکثریت اس بات کو تقویت دیتی ہے کہ وہ بھی ان جیسے بن کر ملک وقوم کی خدمت کے لئے خود کو وقف کر سکیں۔ یہ سلسلہ چونکہ نصف دہائی سے زیادہ وقت سے چل رہا ہے اس لئے میں برملا کہہ سکتا ہوں کہ آپ جیسے بہت سے دوست جو عمران اور اس کے ساتھیوں سے متاثر تھے وہ کئی اہم اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں اور ان عہدوں پر رہ کر بہ احسن و خوبی ملک و قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ پڑھائی کے ساتھ ساتھ ملک و قوم کی خدمت کے لئے مثبت انداز میں سوچتے اور کوشش کرتے رہے تو ہو سکتا ہے کہ آپ عمران اور اس کے ساتھیوں سے بھی بڑھ جائیں اور ایک وقت ایسا آئے جب پوری دنیا میں آپ کا نام ہو اور آپ کے نام سے ملک و قوم کا سر فخر سے بلند ہو جائے۔ اب ایسا کب ہو گا کیسے ہو گا یہ تو آپ کی محنت، جدوجہد اور لگن سے ہی معلوم ہو گا کہ آپ ملک و قوم کے لئے کیا کر سکتے ہیں اور کس شعبے میں قدم رکھ کر اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

سابقہ ناول میں دیئے گئے تنویر کے سوال کا صحیح جواب

تنویر کے سوال کا صحیح جواب یہ تھا کہ چوکیدار کا کام رات کو جاگ کر چوکیداری کرنا ہوتا ہے۔ وہ چونکہ رات کو سو گیا تھا اس لئے مالک نے اسے نوکری سے نکال دیا تھا۔

اس بار بہت سے دوستوں نے بالکل درست جواب دیئے ہیں۔ ان سوالوں کے جواب دینے والوں کی قرعہ اندازی کی گئی تھی جن میں دس دوست انعام کے حقدار پائے ہیں۔ ان دس دوستوں کو ان کی پسند کے ناول بطور انعام روانہ کر دیئے گئے ہیں۔

(۱) حافظ جاوید اختر، بکر منڈی، قصور۔ (۲) سلیم انجم، رحیم یار خان۔ (۳) قاسم سہیل، کراچی۔ (۴) عابد منیر، ڈیرہ اسماعیل خان۔ (۵) جنید مرزا، حافظ آباد۔ (۶) نائلہ کریم، واہ کینٹ، راولپنڈی۔ (۷) شائستہ مراد، قلعہ گجر سنگھ، لاہور۔ (۸) مظہر حسین، زیرو پوائنٹ، اسلام آباد۔ (۹) عارف نسیم، کوہاٹ۔ (۱۰) شاہد ظہور خان، پشاور۔

ان تمام دوستوں کو میری اور ادارہ کی طرف سے انعام میں ملنے والا ناول مبارک ہو۔

اس ماہ کیپٹن شکیل کی طرف سے سوال دیا جا رہا ہے۔ آپ کیپٹن شکیل کے سوال کا درست جواب دیں اور قرعہ اندازی میں نام آنے پر میرا لکھا ہوا یا صفدر شاہین، علی حسن گیلانی یا ارشاد العصر جعفری صاحبان کا لکھا ہوا سابقہ ایک ناول کا انعام حاصل کریں۔

اس ماہ کا سوال

کیپٹن شکیل کا آپ سب ساتھیوں سے سوال ہے۔ دس ایسے علاقوں کے نام بتائیں جو پاکستان کے ہیں اور جن کے نام اردو کے لفظ میم سے شروع ہوتے ہیں یا انگریزی حرف ایم سے۔

امید ہے آپ زیادہ سے زیادہ اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کریں گے اور کیپٹن شکیل کو آسانی سے بتا دیں گے کہ آپ پاکستانی ہیں اور پاکستان کے ہر علاقے، ہر شہر، ہر قصبے اور ہر گاؤں کے بارے میں مکمل معلومات رکھتے ہیں۔ اس سوال کا جواب آپ آئندہ ماہ آنے والے ناولوں کے بعد آنے والے ناولوں تک دے سکتے ہیں۔ آپ انعام حاصل کرنے کی کوشش ضرور کریں اور ادارہ کو ایک خط ضرور لکھیں۔ شکریہ

تنویر کے سوال کے سلسلے میں کچھ دوستوں نے ایس ایم ایس اور خطوط کے ذریعے شکایت کی تھی کہ بہت مشکل سوال دیئے جاتے ہیں۔ ہم سوچ سوچ کر تھک جاتے ہیں مگر......؟ اس لئے ان دوستوں کو کیپٹن شکیل کا مشورہ ہے کہ اگر اس کے سوال کا جواب دینے میں بھی انہیں مشکل آئے تو ان کے لئے سوال ہے کہ دو جمع دو کتنے ہوتے ہیں۔

اب اجازت دیجئے!

اللہ آپ سب کا نگہبان ہو

آپ کا مخلص

ظہیر احمد